

دعوتِ اسلام

ترجمہ

دی پریچنگ آف اسلام

مصنف

ٹی ڈبلیو۔ آر نلڈبی اے
پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر
محمدن اینگلو اورنٹل کالج علی گڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی۔ اے
سابق طالب علم محمدن اینگلو اورنٹل کالج علی گڑھ

نے

ایمانے مصنف

9

مسب الارشاد ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر مرحوم مفتی

اردو زبان میں ترجمہ کیا ہوا
بار دوم مسب فائش محمدن کالج کتب پو
علی محمد خاں کے اہتمام سے

مطبع فیض عام علی گڑھ میچھیا

۱۹۰۶ء

بک ڈپو مدرستہ العلوم علی گڑھ

۳۱

اس بک ڈپو میں ملک کے نامور اہل قلم کی تصنیفات جو طرز جدید کا اعلیٰ نمونہ ہیں موجود ہیں۔ سر سید مرحوم کی کل تصنیفات یہی بک ڈپو طبع کرتا اور فروخت کرتا ہے۔ انجمن ترقی اُردو کی منظور شدہ کتابیں بھی عموماً اسی بک ڈپو کے ذریعہ سے شائع ہوتی ہیں۔ نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان بہادر شمس العلماء مولوی الطاف حسین صاحب حالی۔ شمس العلماء ڈاکٹر مولوی نذیر احمد صاحب۔ شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد۔ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب۔ شمس العلماء مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی وغیرہ وغیرہ مصنفین کی کتابیں اس بک ڈپو میں موجود ہیں۔ غرض کہ اعلیٰ درجہ کی تصنیفات کے دستیاب ہونے کا یہ کتب خانہ سب سے بہتر ذریعہ ہے اور مبلغ بیس روپے یا زیادہ کے یک نشست خریداروں کو مبلغ پندرہ روپے فیصدی کمیشن دیا جاتا ہے۔ اخراجات والگی ذمہ خیرہ ہیں۔

مدرستہ العلوم علی گڑھ مسلمانوں کی تعلیم کا مرکز ہو گیا ہے اور اس کا بک ڈپو عمدہ تصنیفات کا بڑا مخزن ہوتا جاتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان ہر قسم کی اعلیٰ تصنیف کے واسطے اسی بک ڈپو سے رجوع کرتے ہیں۔ اس لیے مصنفین کے لیے بھی اپنی تصنیفات کے شائع کرنے کا یہ بک ڈپو سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ جو صاحب اپنی کسی تصنیف کو بشرطیکہ وہ عمدہ قسم کی ہو اس بک ڈپو کے ذریعہ سے فروخت کرانا چاہیں اُسے ۲۵ فیصد فیصدی تک کمیشن لیا جاتا ہے اور قیمت کتب فروخت شدہ بعد منہائی کمیشن ہر سہ ماہی پاشٹا ہی پر حسبِ خواہش، لکن کتب انکی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ اعلیٰ قسم کی تصنیفات پر بشرط پسند انجمن ترقی اُردو مصنفین کو حق تصنیف کا نقد معاوضہ یا نفع کا کوئی حصہ دیا جاتا ہے اور کتاب اس بک ڈپو کی طرف سے طبع ہوتی ہے۔

اس بک ڈپو کے منافع سے کوئی خاص شخص متمتع نہیں ہوتا بلکہ اسکی آمدنی کالج کی ملکیت ہے اس وجہ سے یہی کتب خانہ مصنفین و شائقین کتب کی امداد و توجہ کا مستحق ہے۔ امید ہے کہ صاحبان تصنیف و تالیف و تاجران کتب اس بک ڈپو کی طرف توجہ کریں گے اور اسکو اپنے کاروبار میں نہایت خوش معاملہ پائیے شرح کمیشن بذریعہ خط و کتابت ملے ہو سکتی ہے۔

اس بک ڈپو میں جس قدر کتابیں موجود رہتی ہیں اُن کی ایک مکمل مطبوعہ فہرست ہے جو طلب کرنے پر مفت ارسال ہوتی ہے۔

دعوتِ اسلام

ترجمہ
دی پرچنگ آف اسلام

مصنف
فی ڈبلیو۔ آر نلڈ اسکورٹ۔ بی۔ اے
سابق پروفیسر محمد انجیلو اور سنیل کالج علی گڑھ

جسکو
محمد عنایت اللہ صاحب بی۔ اے۔ (مدرسۃ العلوم علی گڑھ)

نے
بایا ہے مصنف حسب الاِرشاد ڈاکٹر سر سید احمد خان وغیرہ
اُردو میں ترجمہ کیا

اور

بار دوم میر ولایت حسین صاحب آنری منیجر محمدن کالج بکٹ پوکی نمائش

مطبع فیض عام علی گڑھ میں ماتہم کاپر از ان مطبع چھپا

۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

آخر ۱۹۶۷ء میں جس وقت مسٹر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڑھ کی یہ کتاب پرچنگ آف اسلام انگریزی زبان میں انگلستان سے پھپھکرائی تو جناب ڈاکٹر سید احمد خاں بہادر مرحوم و مغفور نے اُس کے اردو ترجمہ کے لئے مجھ سے فرمایا۔ میں زمانہ طالب علمی میں بھی جبکہ علی گڑھ کالج میں رہتا تھا اس کتاب کے چند حصے صنف ممدوح کے تلمی مسودہ سے معائنہ و کیشل کانفرنس کے لئے ترجمہ کر چکا تھا۔ غالباً یہی وجہ ہوئی کہ اب پوری کتاب کا مترجم بھی مجھی کو مقرر کرنا پسند کیا گیا۔ شروع جنوری ۱۹۷۸ء میں میں اس ترجمہ کو شروع کیا اور گزشتہ ماہ نومبر میں بجز فیصلوں اور دیباچہ کے کل کتاب کو ختم کر دیا۔ جس قدر ترجمہ ختم کر کے صاف کر لیتا تھا سید صاحب کی خدمت میں روانہ کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ اس وقت میں اس بات کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ بجز خندہ اوراق کے یہ کل ترجمہ جناب سید صاحب مرحوم و مغفور کی نظر سے ایک دفعہ گزر چکا ہے۔

انگلستان اور یورپ کے بعض مشہور و معروف مصنفوں اور مضمون نگاروں نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر عالمانہ ریویو لکھے ہیں اور خود جناب سید صاحب مرحوم و مغفور نے اس کتاب کے مضامین کی نسبت علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ذریعہ سے اس قسم کی پیش ہوا اطلاعات ملک میں بار بار شائع کی تھیں کہ اگر اس وقت مترجم اُن کی طرف اشارہ کر کے خاموش ہو رہے تو دیباچہ لکھنے کا فرض ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ غدر کافی نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ جناب سید صاحب کا اخیر والا نامہ جو میرے پاس آیا اُس میں ارشاد تھا کہ ”جب یہ ترجمہ ختم کر لو تو ایک دیباچہ اپنی طرف سے

ضرور لکھنا اور اُس کو دیکھنے کے لئے میرے پاس بھیج دینا۔ اس خط کے تقریباً دو ہفتے کے بعد اُن جناب نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور میں اُن کی حیات میں اُس ارشاد کی تعمیل نہ کر سکا جس کا اس وقت مجھ کو نہایت افسوس ہے۔ سید صاحب کا مقصد تھا کہ اس کتاب پر جب اُس کا ترجمہ ختم ہو جاوے تو ریویو لکھیں اور پروفیسر آرنلڈ کی ان مثیل تصنیف کے ترجمہ کو بہت ہوم دہام سے ملک میں شائع کریں۔ لیکن افسوس ہے موت نے ان سب منصوبوں کو غارت کر دیا۔

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر کوئی تقریظ لکھنی مجھ جیسے کم استعداد شخص کا کام نہیں ہے یہ کام اُن عالموں کو شایاں ہے جو قدیم علوم مگر نئے سکول کے عالم اور اسلامی تاریخ کے ماہر ہیں میں صرف اُن چند باتوں کو سرسری طور پر بیان کر نیکی کوشش کرتا ہوں جو اتنے عرصہ تک اس کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد میرے ذہن میں رہ گئی ہیں۔

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مضمون بالکل اچھوتا ہے جس پر اس سے پہلے کسی عالم نے خواہ مسلمان ہو یا عیسائی ایسی وضاحت ترتیب سے فلم نہیں اٹھایا۔ مضمون یہ ہے کہ تمام دنیا میں جہاں جہاں مواعظ حسنہ کے ذریعہ سے اسلام پھیلا اُس کی تاریخ لکھی جاوے زمانہ حال کے علماء یورپ نے دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں کا دو قسموں میں تقسیم ہونا تسلیم کیا ہے۔ ایک مشنری اور دوسرا ان مشنری۔ ان مشنری مذہب وہ ہیں جن کے ماننے والے غیر مذہب والوں کو اپنے دین میں شامل نہیں کر سکتے۔ مشنری مذہب وہ ہیں جن کے ماننے والے غیروں کو اپنے مذہب پر لانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اب جو مذہب مشنری ہیں اُن کی اشاعت کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ مواعظ ہدایت خلاق اور نیکی کے بہترین نمونے دکھا کر غیروں کو اپنے مذہب میں داخل کیا جاوے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب حکومت اور قوت حاصل ہو تو ملواری کے زور سے جبر و تعدی سے غیروں کو زبردستی اپنے مذہب کا معتقد بنایا جاوے۔ دنیا کے بڑے مذہبوں میں صرف تین مذہب مشنری ہیں۔ ایک بد مذہب جس سے ہمکو بحث نہیں۔ دوسرا عیسائی مذہب تیسرا اسلام۔ صرف اسلام کی اشاعت کے حالات اور واقعات کو لکھنا پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مقصد ہے۔

لیکن مقابلہ کی غرض سے اور اس لئے کہ مصنف اپنی کتاب میں زیادہ تر کرسچن یورپ سے مخاطب ہیں کہیں کہیں عیسوی مذہب کی تاریخ کا ذکر بھی پایا جاتا ہے۔ اسلام اور عیسوی مذہب کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی اشاعت میں دونوں طریقے جو اوپر بیان ہوئے برتے گئے۔ یعنی عیسوی مذہب اور اسلام دونوں کبھی تلوار کے زور سے اور کبھی مواعظ اور ہدایت کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلانے گئے مذہب کے پھیلانے والے ہمیشہ انسان رہے ہیں اور انسان کی طبائع مختلف ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہوں نے مذہب کے احکام سے سرمو تجاوز کرنا جائز نہ سمجھا اور اپنے مذہب کو فی الحقیقت ترقی دی۔ دوسرے وہ ہیں جنہوں نے مذہب کے غلط جوش یا حکومت اور قوت کے پندار میں نہ ہی احکام کا خیال نہ کیا اور ایسے کام کیے جن سے خود ان ہی پر حرف نہ آیا بلکہ مذہب کے پاک چہرہ پر بھی اُنھوں نے سیاہ داغ لگا دیے۔ مذہب کے پھیلانے میں زور و زبردستی سے کام لینا ہر مذہب کی شان سے خلاف سمجھا گیا ہے اور جھک کر اس زمانہ تہذیب میں تو وہ بالکل خبیثانہ حرکت سمجھی جاتی ہے۔ عیسائیوں میں یہ بات زبان زدِ عام و عام ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے دنیا میں پھیلا یا گیا۔ اور احکام قرآن کی رُسے غیر مذہب والوں کو بزورِ شمشیر مسلمان کرنا مسلمانوں پر فرض ہوا۔ اسلام کی نسبت یہ دونوں خیال بالکل غلط ہیں۔ اگر عیسائیوں کا اعتراف صرف اس حد تک ہوتا کہ بعض مسلمان بادشاہوں یا اُرنے والوں نے اسلام کی ہجرا اشاعت کی تو یہ اعتراف چنداں سخت نہ تھا کیوں کہ جب فریقین پر ایک ہی اعتراف عائد ہو تو وہ ہی اعتراف ایک کے منہ سے دوسرے کے حق میں زیادہ کارگر نہیں ہوتا۔ لیکن عیسائیوں کا سب سے سخت اعتراف جو اسلام کی نسبت ہمیشہ سے اُن میں چلا آتا ہے یہ ہے کہ غیر مذہب والوں کو زبردستی مسلمان کرنا از روئے قرآن مسلمانوں کا فرض ہے۔ پروفیسر آرنلڈ نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ اس سخت اعتراف پر جو واقعات کے خلاف تھا کئی پہلو سے حملہ کیا اور قرآن شریف کی متعدد آیات اور احادیث نقل کر کے اور تاریخی مثالیں پیش کر کے اُس کو بالکل غلط اور لغو ثابت کر دیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کے بہترین مبصر سمجھ سکتے ہیں کہ مصنف ممدوح کو اس بحث میں

کس قدر اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوئی۔

پروفیسر آرنلڈ نے مذہب اسلام کی تاریخ اشاعت صرف اُس حد تک لکھی جو جس میں اسلام مواعظ و نسلح کے ذریعہ سے دنیا کے مختلف ملکوں اور جزیروں میں شائع ہوا۔ انھوں نے ایسے واقعات کے لکھنے سے پرہیز کیا ہے جن میں بعض مسلمان بادشاہوں یا لڑنے والوں نے عیسائی بادشاہوں یا لڑنے والوں کی طرح اپنے مذہب کی بکجرا شاعت کی ہو کیوں کہ جن لوگوں نے ایسا کیا یہ اُن کا ذاتی فعل تھا۔ اسلام کی تاریخ اشاعت کو جو اشاعت از روئے اسلام جائز طریقوں سے ہوئی ہو ایسے لوگوں کے ذاتی افعال سے بحث نہیں ہو سکتی۔ منف مدد نے صرف ایسے واقعات کو قلمبند کیا ہے جن میں وعظ و نصیحت اسباب تمدن۔ اخلاق اور حسن معاشرت سے تبلیغ اسلام کے لئے مسلمانوں نے تمام دنیا میں جہاں کہیں اُن کا قدم پہنچا کوشش کی۔

یہ کہا گیا ہے کہ آغاز اسلام سے لیکر اس وقت تک جو تیرہ سو برس کا زمانہ ہے کوئی کتاب پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر چنگ آف اسلام سے پہلے اسلامی تاریخ میں ایسی نہیں لکھی گئی جس سے بطریق مواعظ اسلام کی اشاعت کا حال ہر ملک قوم اور زمانہ کی ترتیب سے معلوم ہو۔ اس کا حال نہرست مضامین کی تفصیل و ترتیب کو دیکھ کر بخوبی گھٹا ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو تیرہ باب اور چار ضمیموں میں تقسیم کیا ہے۔ باب اول شہری مذہب کی تعریف اور وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت ہونے اور ایسی آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ کے نقل کرنے میں کہ ہمیشہ مواعظ و نسلح سے اسلام کی تبلیغ کا حکم ملا اور بکجرا سلام کو شائع کرنے کی ہمیشہ سے مسلمانوں کو ممانعت رہی اور مذہب اسلام ابتدا ہی سے کا ذہان نام کی ہدایت کے لئے تھا لکھا گیا ہے۔ دوسرے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی جہاں تک کہ اُن کو تبلیغ اسلام سے متعلق تعابیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد چار باب ایسے ہیں جن میں یورپ افریقہ اور مغربی ایشیا کی صرف عیسائی قوموں اور فرقوں کے مسلمان ہونے کے واقعات نہایت تلاش اور تحقیق سے لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد ایران میں زرتشتیوں اور آتش پرستوں وغیرہ کے

اسلام لانے کا ذکر ہے۔ پھر ہندوستان چین افریقہ۔ مجمع الجزائر کی بڑے مذہب اور تہ پرست قوموں کے اسلام لانے کے متعلق ایک ایک باب ہے جو نہایت بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے۔ اخیر میں خاتمہ کا باب ہے جس میں عیسوی اور اسلامی شن کے طریقوں کا فرق اور دیگر مضامین متعلقہ پر بحث کی گئی ہے۔ پھر چار حصے ہیں جن کی تفصیل نہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہے۔

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کے مضامین کو اس طرح مختصر لفظوں میں بیان کر دینا بے انصافی ہے کیونکہ جو چیز اس کتاب کے پڑھنے والے کو حیرت زدہ کر دیتی ہے وہ وسعت مضمون ہے۔ تیرہ صدیوں میں دنیا کے تین براعظموں اور متعدد جزایروں پر جو کچھ اسلام کی ترقی اشاعت کے لئے مسلمانوں نے کوشش صرف کی وہ نظر کے سامنے لائی گئی ہیں۔ اس وقت دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے ہے اور تیرہ سو برس کا زمانہ ذہن میں۔ دنیا کے تین براعظم اور ان کے جزیرے ہیں جن پر ہم قلم دوڑا رہے ہیں کہ اسلام یہاں پھیلا اور وہاں پھیلا۔ **براعظم ایشیا میں عرب۔** شام فلسطین۔ آرمینیا۔ کاشیا۔ جرجان۔ طبرستان۔ ایران۔ خراسان۔ افغانستان۔ ہندوستان۔ کشمیر۔ تبت۔ ترکستان۔ سائبیریا۔ چین۔ اور چینی تاتار۔ **براعظم یورپ میں اسپین** اور یورپین روم کے ملک ترکی۔ البانیا۔ بلغاریا۔ سربووا۔ بوسینیا۔ انٹ نیگرو۔ اور یورپین روس کے بعض حصے **براعظم افریقہ میں مصر۔** نوبیا۔ حبش۔ شمالی ساحل افریقہ کے ملک طرابلس۔ ٹیونس۔ الجزائرہ۔ موراکو۔ مغربی ساحل اور شرقی ساحل کے ملک۔ وسط افریقہ کے صحرا اور جنوبی حصہ میں کیپ کوسٹ کو لونی وغیرہ۔ جزیرہ رول میں مالیپ۔ سمطہ (سماٹرہ) جاوا۔ ملوکا۔ بورنیو۔ سیلبیر۔ فلیپائن۔ زولو۔ نیوگنی۔ کریٹ۔ امریکہ کے بعض جزیرے ملایا اور ملاکا کے جزیرہ نادینا کے وہ مقامات ہیں جہاں گزشتہ تیرہ صدیوں میں سے کسی نہ کسی زمانہ میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور اب تک ان کے آسمان پر چمک رہی ہے۔ یہ ممالکوں کے نام تھے جن کو یہاں آسانی سے لکھ دیا گیا۔ اگر ان قوموں اور مذہبوں کا شمار کیا جاوے جن کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت ہوئی تو ان کی نہرست بنانی سخت دشوار

ہوگی۔ علم اتنولوجی کے عالموں نے بنی نوع انسان کو اسلئے کے اصول تقسیم پرچہ نسلوں میں تقسیم کیا ہے یعنی ایرین۔ سر یو عربک۔ منگولیں۔ امریکن۔ نیگرو اور نیگلاٹ اب یہ نسلیں جدا جدا متعدد حصوں میں تقسیم کی گئی ہیں جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ سمجھنا چاہیئے کہ ایرین نسل کی یوروپین اور ایشیائی شاخوں میں غالباً سوائے کیلٹک قوموں کے ٹیوٹانک۔ سلواک۔ آٹالک۔ الریک۔ ہیلنک۔ ایرانی۔ اور برہمنی اقوام میں کہیں کم اور کہیں زیادہ اسلام کا چرچا ہوا۔ اسی طرح سر یو عربک نسل میں ایراک۔ عبری اور عربی قوموں پر اسلام کا تسلط ہوا۔ اور منگولین نسل کی تورانی شاخوں میں مغل۔ تاتار۔ ترک۔ تبتی اور ملایا وغیرہ کی قوموں میں کروڑوں مسلمان موجود ہو گئے۔ اسی طرح نیگرو نسل کی صد ہا قوموں میں اسلام کی ترقی ہوئی اور نیگلاٹ کی نسل جو نیگرو نسل سے کسی قدر شبابہ ہو اور شرقتی مجمع الجزائر ایشیا کے جزیروں میں زیادہ تر آباد ہے اسلام پھیلا۔ یہ نسلیں وہ ہیں جو تقریباً کل بنی نوع انسان پر محیط ہیں اسے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا کی ہزاروں قوموں میں کتنی کی قومیں باقی ہوں گی جن میں اسلام کا چرچا نہ ہوا ہو۔ یہی حال اُن مذہبوں کا ہے جن کو چھوڑ کر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ برہمنی اور بدھ مذہب۔ موسوی۔ زرتشتی اور عیسوی مذہب کے صد ہا فرقوں میں سے لاکھوں آدمیوں نے وقتاً فوقتاً اسلام قبول کیا۔ لیکن سب سے زیادہ مثالیں بت پرستی کے مذہبوں سے ملتی ہیں جن کے شمار میں گھانس پھونس۔ درخت۔ پتھر۔ دریا۔ پہاڑ۔ کواکب۔ روجوں اور موتوں کے پوجنے والوں سے لیکر مناظر قدرت کے پریش کرنے والے اور فلسفیانہ بت پرست بھی شامل ہیں۔ غرض یہ دعوت مضمون ہے جس کی وقعت ہمیشہ کے لئے دل پر نقش ہو جاتی ہے اور اُس کو دیکھ کر پڑھنے والا کھویا جاتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں مصنف کو برصغیر کا ناگہی کرنی پڑی ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ایک ادنیٰ بات یہ ہے کہ فقط اُن فلمی یا مطبوعہ کتابوں کے نام جن کے حوالے متعدد جگہ دیئے گئے ہیں اصل انگریزی نسخہ میں بڑی قطع کے بارہ صفحوں پر بار یک ٹاپ میں چھپے ہوئے ہیں۔ گرکہ۔

یونین۔ جرمن۔ انگریزی۔ آلمین۔ اسپینش۔ پرتگیزی۔ عربی۔ فارسی اور اردو زبانوں کی یہ کتابیں ہیں۔ اول تو ان کتابوں کی تلاش اور جمع کرنے میں یورپ اور ہندوستان کے تمام کتب خانے چھان کر کس قدر صرف وقت و زر کرنا پڑا ہوگا پھر ان سے استنباط اور انتقا میں کبھی داغ سوزی کی ہوگی اور خون جگر بیا ہوگا۔ ہر کو معلوم ہو کہ پرفیسر رنڈ نے اپنی نہایت فیاض نیک اور عزیز زندگی کے نو یا دس برس اس تصنیف کی نذر کئے ہیں اور ابھی بس نہیں کی۔ کیوں کہ آئندہ بھی اس مضمون پر وقت صرف کرنے کا انھوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ اسلام کی تاریخ اشاعت کے مضمون پر پرفیسر رنڈ کی کوششوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ تاریخ اسلام کی وسیع سرزمین پر جس کے آثار تیرہ سو برس کی مسافت میں تاریخ کے صفوں پر پھیلے پڑے ہیں مصنف نے وہ وہ گٹھن منزلیں طے کی ہیں اور ایسے ایسے جزو بحر کو چھانا ہے کہ مصنف ہی کا دل و دماغ خوب جانتا ہوگا۔ دنیا کے ہر دے پر شاید ہی کہیں مسلمانوں کی کوئی قوم آباد ہوگی جس کی تاریخ اس کی تیر فوق نظر سے سچی ہو۔ فی حقیقت یہ کتاب لکھکر پرفیسر رنڈ نے تمام دنیا کے مسلمانوں اور عیسائیوں پر ایسا احسان کیا ہے کہ جس قدر اس کتاب کی قدر اور مصنف کی شکر گزاری کی جاوے کم ہے۔ مسلمانوں پر تو مصنف کا یہ احسان ہے کہ مصنف کے علم و فضل اور انصاف پسندی اور سچے سچی دل نے اسلام کی نسبت ایک اعتراض کو جو خاص کر عیسائیوں کی طرف سے ہوتا رہا ہے غلط ثابت کر کے ایک ایسی بیش قیمت اور بے نظیر تصنیف مسلمانوں کو لکھکر دی جس کا لکھنا علمائے اسلام کا فرض تھا اور عیسائیوں پر مصنف کا یہ احسان ہے کہ اپنے ہم مذہبوں کے دل سے ایک غلط خیال کو جو واقعات سے بطور صحیح نتیجہ کے نکال سکتا تھا رفع کرنے کی کوشش کی۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تحریر میں طرفداری سے مطلق کام نہیں لیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کی موثر خانہ قابلیت کے ساتھ جس قدر واقعات اس مضمون کے تعلق مل سکے ان کو ترتیب سے جمع کیا ہے اور جو نتائج ان سے پیدا ہو سکے ان کو ایسی عبارتیں

لکھا ہے جس کے ادنیٰ سے ادنیٰ لفظ کو بھی بدلنا یا لکھنا بڑا ناشکل ہے اکثر ملکوں کے حالات فرگستانی
 اور عیسائی مصنفوں کی کتابوں اور تحریروں کے استناد و اشتہاد پر مبنی کیے گئے ہیں۔ کیوں کہ
 مشرقی زبانوں کی کتابوں سے زیادہ مد نہیں مل سکی۔ خاص کر عیسائیوں کے مسلمان ہونے کا
 جہاں جہاں ذکر ہو وہاں بڑے بڑے پادریوں اور عیسائی عالموں کی عبارتیں نقل کی گئی ہیں اور
 ان سے تلخ استخراج کیے گئے ہیں۔ ان عیسائی عالموں سے جیسا کہ مصنف نے خود بار بار لکھا ہے
 اس بات کا متوقع ہونا کہ انھوں نے کسی غیر مذہب کی نسبت اور غیر مذہب بھی وہ جس نے لاکھوں
 عیسائیوں کو اپنا حلقہ بگوش بنایا ہو بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ نہ لکھے ہونگے فضول ہے
 ان عبارتوں میں گو اکثر جگہ اسلام یا بانی اسلام کی نسبت نمودار نہ ہو سکتا تھا استعمال
 کیے گئے ہیں لیکن نفس مضمون پر ضرور ان سے عمدہ معلومات حاصل ہوتی ہے جو مثلاً کسی پادری نے اس
 بیخ اور غصہ میں کہ صد یا عیسائیوں نے عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا اسلام کی نسبت
 سخت و سخت لکھا مگر اس کے ساتھ ہی بیان کیا کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کو مذہب ترک
 کرنے پر مجبور نہیں کیا تو ظاہر ہے کہ ایسی عبارتوں کا نقل کرنا مصنف کو مونیج کی حیثیت سے ضروری
 ہوا کیوں کہ مسلمانوں کی مذہبی مسامت اور طسیرین صلیح کل پر ان سے شہادت و دستیاب ہوئی
 گو اس کے ساتھ مسلمانوں کو چند تلخ باتیں بھی سنی پڑیں اس قسم کی عبارتیں کتاب میں اکثر جگہ نقل
 ہیں لیکن ان کو غور سے پڑھنے کے بعد معلوم ہو گا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی پہلو سے مسلمانوں کی نسبت
 عیسائیوں کے کسی اعتراض کو جو غلط واقعات کی بنیاد پر قائم ہے دور کرتی ہیں۔ ناظرین کو اس
 کتاب کے مطالعہ کے وقت ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں انکو
 مصنف کی عبارت سے غلط مطلق نہ کر دیں مصنف کے قلم سے کوئی بات جو خلاف انصاف ہو اور
 واقعات سے بطور متوجہ کے نہ نکلتی ہو یا جس میں ذاتی خیالات کا رنگ پایا جاتا ہو نہیں نکلی ہے۔

اس کتاب میں علاوہ انگریزی زبان کے اور بہت سی یورپین زبانوں کے نام اور عبارتیں
 درج ہیں۔ مصنفوں اور کتابوں کے نام ٹرانس لٹیریشن کے قواعد کے مطابق اردو میں لکھے

گئے ہیں۔ اگر یہ نہ کیا جاتا تو ان ناموں کو چھوڑ دینا پڑتا اور اس طرح نوٹ بھی جن میں مصنفوں اور تصنیفوں کے نام بکثرت ہیں نہیں لکھے جاسکتے تھے جن کے بغیر کتاب کی اصل قیمت اور مصنف کی محنت اور جان کا ہی کا ثبوت نہ مل سکتا۔ ان تمام ناموں کو خود پرفیسر آرنلڈ نے اردو میں اپنے قلم سے لکھ کر میرے پاس بھیجا جس کا میں نہایت مشکور ہوں۔ میں خود ان غیر زبانوں کا تلفظ نہ جاننے کی وجہ سے ان ناموں کو کسی باقاعدہ طریقہ سے اردو میں نہیں لکھ سکتا تھا۔ کتاب میں نوٹ بکثرت ہیں اور ان نوٹوں کی عبارتیں انگریزی کے علاوہ اکثر یورپین زبانوں میں ہیں جن کا انگریزی ترجمہ بھی صاحب ممدوح نے خود لکھ کر جسکے سوا یا ڈیوہ صفحہ میرے پاس موجود ہیں بھیجا۔ اور میں نے ان عبارتوں کو اردو میں ترجمہ کر کے نوٹوں میں درج کیا۔ اس لئے پریچنگ آف اسلام کا اردو ترجمہ ان صاحبوں کے لئے بھی مفید ہے جن کے پاس انگریزی کا اصل نسخہ موجود ہو کیوں کہ انگریزی نسخہ میں جو عبارتیں انگریزی کے علاوہ یورپین زبانوں سے لی گئی ہیں وہ مجسہ انھیں زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ انگریزی میں ان کا ترجمہ موجود نہیں ہے۔

● میں نے اس کتاب کے ترجمہ میں جس قدر مجھ سے ممکن تھا محنت کی ہے اور برابر میری یہ کوشش رہی کہ جہاں تک ممکن ہو ترجمہ صحیح اور صاف ہو لیکن پھر بھی ضرور ہے کہ غلطیاں لکھی ہوں گی۔ مجھ کو ناظرین کتاب سے امید ہے کہ ترجمہ کی دقتوں پر نظر کر کے سو او غلطیاں ہوئی ہوں گی ان کو معاف فرما دیں گے۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اگر خود پرفیسر آرنلڈ اس کتاب کے ترجمہ میں میری مدد فرماتے تو اس ترجمہ کا ختم ہونا مجھ سے غیر ممکن تھا۔ جہاں کہیں جس قسم کی مشکلات مجھ کو پیش ہوئیں اور وہ مشکلیں کچھ کم نہ تھیں پرفیسر موصوف نے اپنا نہایت بیش قیمت وقت صرف کر کے ہمیشہ میری مدد کی۔ میں مدرسۃ العلوم کے ان خوش قسمت طالب علموں میں سے ہوں جن کو پرفیسر آرنلڈ کی شاگردی کی عزت حاصل ہے۔ پس جس چیز نے اس شکل

کتاب کے ترجمہ میں میری ہمت کو قاصر نہ ہونے و باوہ صرف یہ خیال تھا کہ اپنے نہایت شفیق اور مہربان اُستاد سے جو کچھ شکل پیش آئے گی جب چاہوں گا پوچھ لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں اس وقت اُن تمام ٹیکٹوں کی معافی چاہتا ہوں جو مسٹر آرنلڈ کو اس ترجمہ کے متعلق میں وقتاً فوقتاً دیتا رہا ہوں اور تہ دل سے اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں اپنے پرنسپل جناب مسٹر ہیوڈ وریک کا بھی نہایت مشکور ہوں کہ سید صاحب کے انتقال کے بعد یہ صرف صاحب مدح کی توجہ تھی کہ اس ترجمہ کا جو کچھ مسودہ باقی رہ گیا تھا وہ مطبع کو روانہ کیا گیا۔ اگر پرنسپل صاحب اس طرف توجہ نہ فرماتے تو یہ ترجمہ کتاب کی صورت میں ظاہر نہ ہو سکتا۔ مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھ کو اس وقت ضروری ہی مولوی صاحب نے باوجود عذیم الغرض ہونے کے جب کبھی مجھ کو اُن سے مدد لینے کی ضرورت ہوئی نہایت فیاضی سے میری مدد کی۔

آخر میں میں چاہتا تھا کہ جناب سر سید مرحوم و مغفور کی جو کچھ مہربانیاں اور عنایات مترجم کے حال پر بند دل رہیں اُن کو ظاہر کرتا اور جو تعلق جناب مرحوم کو ہر ایک اسلامی مضمون سے تھا اور جو دلچسپی خاص پروفیسر آرنلڈ کی اس کتاب کے ساتھ اُن کو تھی اُس کا ذکر کرتا لیکن اس خیال ہی سے بے اختیار دل بھرتا ہوا ہوں اور سوائے اس کے کچھ بن نہیں پڑا کہ اس دیباچہ کو جناب مرحوم کی دعائے مغفرت پر ختم کر دوں۔ رَاۤلَہُ اللّٰہُ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔

کیسے خالی ماندہ و نقد از میاں انداختند
ہر گر ایں آوازہ در ہند وستان انداختند
ملت از مرشش بشیر مرد و مسلمانی بسر

سید اندر قوم نقدے بود اندر کیسے
اہل دیں بیادزد دیں یکیں بے یار ماند
رفت باغ درونی بزمِ سلمانی بسر

محمد عنایت اللہ

دہلی ۲۳ جون ۱۸۹۷ء

پرنیک آف اسلام

کے اصل انگریزی نسخہ کو پروفیسر آرنلڈ صاحب نے
اپنی اہلیہ مسز آرنلڈ صاحبہ کے نام حسب ذیل عربی اشعار
کے ساتھ معنون فرمایا ہے

فَلَوْنَاكَ الْإِنْفِكَ لَاعْنَاكَ رَعْبِي
تَحْتَلُّ نَبْنُ وَهُوَ خَيْرٌ إِلَيْنَا

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَمَا شَيْءٌ صُنْعِي
وَتَحْلُوحِي لَوْ نَحْنَا مَرَّةً بَيْنَنَا

دیباچہ مصنف

میں اس کتاب کو نہایت تذبذب کی حالت میں چھپوا کر شائع کرتا ہوں۔ جس مضمون سے اس کتاب کو تعلق ہو وہ ایسا وسیع مضمون ہے اور ایسی بے سرو سامانی کی حالت میں میں نے اس کو لکھا ہے کہ کامیابی کی امید کم ہے۔ لیکن جس وقت مجھ کو زیادہ مطالعہ کا موقع ملے گا اور ایسا سامان میسر ہو گا کہ جو حالات اس وقت چھوٹ گئے ہیں ان کو آئندہ لکھ سکوں تو امید ہے کہ اسلامی تاریخ کی اس شق میں (کہ مسلمانوں کا مذہب و دنیا میں کس طرح پھیلا) جس کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی ہے یہ کتاب ایک بہتر قسم کا اضافہ ہو سکے گی اور اسی خیال سے میں ان شائقین علم کا دل سے شکر گزار ہوں گا جن کو اس کتاب کی طرف توجہ ہو اور وہ اس پر تفریط لکھیں یا جو غلطیاں ہوں ان کی تصحیح فرمادیں۔ میرے اکثر اجاب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اس مسئلہ کی تردید میں کہ اسلام کی اشاعت صرف بزرگ شمشیر ہوئی ہے کوئی مضمون تحریر کروں تو وہ میری مدد کریں گے۔ اس لئے میں نے نمونہ کے طور پر یہ کتاب لکھی ہے کہ اس کو پڑھ کر اس امر کا فیصلہ کریں کہ میں اس کام میں کامیاب ہوا یا نہیں۔ اور مجھے ایسے وسائل ہم پہنچ سکتے ہیں یا نہیں کہ مجھ سے اس کام کا خاتمہ بخوبی ہو جائے گا۔ میں ان فارسی عربی اردو تواریخ سے مستفید ہو سکتا ہوں جن کا ترجمہ کسی فرنگستانی زبان میں موجود ہو مگر ان کے سوا اور کتب تواریخ کے مطالعہ میں وقت ہے۔ اشاعت اسلام کا بڑا حصہ اولیائے کبار اور قرائے بزرگوار سے متعلق ہے پس جن کتابوں میں ان کا ذکر ہو وہ مجھے دستیاب نہیں ہوں۔ اگر ہندوستان ہی کے

لمک پر غور کیا جاوے تو یہاں بہت سے خاندان ایسے گزرے ہوں گے جن کی تاریخ اور حالات سے اشاعت اسلام کے واقعات پر علم حاصل ہو سکتا ہے پس جن ارباب علم کی نظر کتب سیر و تواریخ پر ہو اور ان کو اس قسم کے واقعات پر علم ہو جن سے کہیں لاعلم ہوں وہ مجھے عنایت فرما کر اطلاع دیں اور میں ان کا بدل ممنون ہوں گا۔ مجھے خاص ہندوستان کے متعلق ان امور کی تفتیش زیادہ مد نظر ہے۔

آول شیخ بہاؤ الدین لمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فرید الدین شکر گنج پاک پٹی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فرید الدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کام اسلام کی اشاعت کے لیے کیے ہوں اور غیر مذہب والوں کی ہدایت اور رہنمائی میں جو سعی کی ہو۔

دوم۔ ان بزرگوں کے سواے جو فقراے مثال نے اشاعت اسلام میں کوشش کی ہو۔

سوم۔ پہلے اس سے کہ خاص ہندوستان میں اسلام کا علم سلطنت قائم ہوا ہو اسلام کی اشاعت کے لیے اہل اسلام نے کیا کام کیے؟

چہارم زمانہ حال میں غیر مذہب کے لوگوں کو مسلمان کرنے کیلئے جو واقعات پیش آتے ہیں۔ اب ان ارباب علم کی خدمت میں جن کو امور مذکورہ بالا پر علم ہو یہ التماس ہے کہ وہ مجھے ان سے محروم نہ رکھیں اور مجھے یقین ہے کہ جو صاحب اشاعت اسلام کا شوق رکھتے ہیں وہ مجھے ضرور اس قسم کے حالات سے اطلاع دیں گے۔

چونکہ اس کتاب میں ایسے تاریخی واقعات درج ہیں جو اکثر زیر بحث رہ چکے ہیں اور محکمہ خود مورخ ہونے کا دعویٰ نہیں اور جس تاریخ سے اس کتاب کو تعلق ہے اس کے کسی خاص عہد یا زمانہ کا میں محقق ہوں اس لیے جن کتابوں سے اس طرح کے واقعات لکھے گئے ہیں ان کا ہر جگہ پورے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھ کو یہ خیال ہوا کہ کتابوں کا مفصل حوالہ دینے میں زیادتی کرنا اس غلطی سے بہتر ہے کہ جن ماخذوں سے مضامین لیے گئے ہوں ان کے نام و نشان لکھنے میں کمی کی جاوے چوں کہ میں نے خود اکثر کتابوں کا مجمل حوالہ دیکھ کر ان کی تلاش

میں سخت پریشانی اٹھائی ہو اور وقت ضائع کیا ہو اس لئے میں اپنے ناظرین کو اس پریشانی اور شیع اوقات سے بچانا چاہتا ہوں شاید وہ لوگ جو دوسری نظر سے کتابوں کو پڑھتے ہیں اس طرح بکثرت حوالہ دینے کو نمود سچھیں گے لیکن کیا عجب ہو کہ کوئی علم کا شائق ایسا ہو کہ اس کتاب کے کسی مضمون کو تصدیق کرنا چاہے یا کسی مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑھنے کے لئے اصل کتابوں کی طرف رجوع کرے اور میں اُس کو کتاب تلاش کرنے کی زحمت اور پریشانی سے بچا دوں۔

اس کتاب کے لکھنے میں میں نے اس بات کی احتیاط کی ہو کہ جن مذہبوں کا ذکر اُس میں ہو اُن کے ماننے والوں کے خیالات کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے۔ اس لئے مودب زبان میں اُن کا ذکر کیا گیا ہو۔ کسی مذہب کی نسبت ادب کے ساتھ خیالات ظاہر کرنے کا طریقہ انگریزی اور اُردو زبان میں مختلف ہو اس لئے اس کتاب کے اُردو ترجمہ میں مشرقی آداب کے موافق بزرگان دین اور انبیاء کے ناموں کے ساتھ تعظیمی جملے لکھے گئے ہیں جو اصل انگریزی کتاب میں موجود نہیں ہیں۔

میں اس موقع پر چاہتا ہوں کہ شہزادی کسٹنس پرنسس باربرینی اور شہزادی کسٹنس پرنس کیمچی اور موسٹ ریورنڈ ڈاکٹر پال کوئٹھالز آج بشپ آف کلکتہ اور دی رائٹ ریورنڈ فرانس بیٹی بشپ آف الہ آباد اور ریورنڈائس۔ ایس آلنٹ آف کیمبرج مشن ہلی اور کتب خانہ ڈاکٹر ولیم (گورڈن اسکوائر لندن) کے ٹریٹیوں کا شکریہ ادا کروں کہ ان تمام صاحبوں نے مہربانی فرما کر اپنے اپنے کتب خانوں سے کتابیں دیکھنے کی مجھ کو اجازت دی۔

میں سرسید احمد خاں بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی کی مہربانی اور ہمدردی کا نہایت مشکور ہوں جو انہوں نے اس کتاب کے ساتھ ہمیشہ ظاہر فرمائی بغیر اُن کی توجہ کے یہ کتاب طبع نہیں ہو سکتی تھی اور جو تکلیف اس بارے میں جناب سید صاحب نے گوارا فرمائی اُس کا میں کافی شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ میں اپنے بڑے پیارے دوست شمس العلماء

مولوی شبلی نعمانی کا خاص طور پر احسان مند ہوں جنہوں نے اپنے قدیم اسلامی تاریخ کے خزانہ علم سے متواتر مہربانیوں کے ساتھ ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ اگر وہ اپنے اس وسیع علم سے فیاضی کے میری مدد نہ کرتے تو اس کتاب کے اکثر حصوں میں جو بیش قیمت واقعات برج ہیں ان سے میں لاعلم رہ جاتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے شاگرد سابق مولوی بہادر علی ایم اے کا بھی شکریہ ظاہر کروں جنہوں نے عربی ترجمہ جیسے میری مدد کی۔ آپ کتاب کے مترجم اور اپنے پُرانے شاگرد محمد عنایت اللہ بی اے کا بھی میں دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے نہایت شوق محنت اور احتیاط سے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

انیر میں سب سے زیادہ مجھ کو اپنی پیاری بیوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو واقعات غیر سلسل کا یہ پریشان دفتر کبھی ترتیب پا کر کتاب کی صورت میں ظاہر نہ ہوتا۔ ان کی ہمدردی اور اس کتاب کو ان کا پسند کرنا میری محنت کا بہترین صلہ ہے۔

فی دلیو آرتلڈ



فہرستِ مسلمین

باب اول

دیباچہ

تبلیغی مذہب کی تعریف - تبلیغی طریقوں یعنی وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت - اسلام بزرگ و شیر شائع نہیں کیا گیا - قرآن میں کافروں کو مسلمان کرنے کے لیے وعظ و نصیحت کا حکم ہے جو جبر و اکراہ یا زبردستی کی ممانعت ہے - یہ کتاب وعظ و نصیحت کے طریقوں سے دعوتِ اسلام کی تاریخ، جو ظلم اور جبر کی تاریخ نہیں ہے - - - - -

باب دوم

پیغمبرِ خدا صلعم کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ و اعطاء اسلام ہونے کی حیثیت سے داعیِ اسلام کے افضل نمونہ آنحضرت ہیں - اشاعتِ اسلام میں آپ کی ابتدائی کوششوں کا حال اور ہجرت سے پہلے مکہ میں لوگوں کا اسلام قبول کرنا - مسلمانوں کی تکلیفیں اور مدینہ کو ہجرت - مدینہ میں مسلمانوں کی حالتِ اسلام میں قومی زندگی کا آغاز - اہل عرب اور پھر کافہِ خلافت کے سامنے اسلام کا پیش کیا جانا - قرآن میں بیان ہونا کہ اسلام کل دنیا کا مذہب ہونا چاہیے اور یہ وہی قدیم مذہب ہے جو حضرت ابراہیم پر اُتر ا تھا - آنحضرت ایک قومی انتظام کے بانی ہوئے - آپ کی لڑائیاں

اقدامی نہ تھیں بلکہ دفاعی تھیں۔ اسلام کی اشاعت۔ ہجرت کے بعد عربوں کو مسلمان کرنا۔ ایام جاہلیت کی زندگی سے شعار اسلام کا مقابلہ۔ - - - - -

باب سوم مغربی ایشیا کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت

ابتدا میں مسلمانوں کی کامیابی کے اسباب۔ مسیحی بڑوں کا اسلام قبول کرنا۔ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام۔ جو لوگ عیسائی رہے اُن کو مذہبی آزادی اور سلامتی دی گئی۔ شہروں کی مستقل آبادیوں کا حال۔ قیصر ہرقل کی کوشش کہ عیسائیوں کے مختلف فرقے متفق ہو جائیں۔ شام اور فلسطین میں اہل عرب کی فتوحات۔ مسلمانوں کی مراعات پسندی اور مذہبی آزادی کا اصول۔ امان حضرت عمرؓ۔ حفاظت اور فوجی خدمات سے بری رہنے کے عوض میں جزیہ کا دیا جانا۔ مسلمانوں کے دور حکومت میں عیسائیوں کی حالت۔ عیسائی بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیے گئے۔ نئے گرجا اُنہوں نے بنائے۔ نظوری کلیسا میں ترقی ہوئی۔ عیسائیوں کا اسلام قبول کرنا۔ اور اُس کے اسباب۔ روم کے کلیسائی سرشتہ اور انتظام سے عیسائیوں کی کشرشی۔ اعتزال کا اثر۔ اسلامی تہذیب کا بارعب اثر۔ سختیاں جو عیسائیوں نے برداشت کیں۔ اشاعت اسلام میں مسلمانوں کی کوششیں۔ اسلام قبول کرنے کے تفصیلی حالات۔ صلیبی مجاہدوں میں سے لوگوں کا مسلمان ہونا۔ آرمینیا اور جرجان کے کلیسا۔ - - - - - ۵۹

باب چہارم افریقہ کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت

مصر عربوں نے مصرفق کیا۔ قبلی عیسائیوں نے مسلمانوں کا خیر مقدم کیا اور رومی عیسائیوں کی جابرانہ حکومت سے مسلمانوں کو اپنا شفیع جانا۔ مسلمانوں کے عہد حکومت میں قبلی عیسائیوں کی حالت۔ پادریوں اور سیسوں کی غفلت سے عیسائی

مسلمان ہو گئے۔ نوبیہ۔ اہل نوبیہ کے مسلمانوں سے تعلقات نوبیوں کو مسلمان ہونے سے پہلے ملکی آزادی حاصل رہی۔ اور بجز مسلمان نہیں کیے گئے بلکہ عیسائی مذہب کے زوال اور مسلمان تاجروں کے اثر سے مسلمان ہو گئے۔ حبش ساحل افریقہ کے عرب۔ چودھویں صدی عیسوی میں اسلام کی اشاعت کے لیے کوشش کی گئی۔ احمد گراگنی کی لشکر کشی۔ لوگوں کا اسلام قبول کرنا۔ موجودہ صدی میں اسلام کی ترقی۔ مسلمانوں پر عیسائیوں کا ظلم۔ شمالی افریقہ۔ ساتویں صدی عیسوی میں شمالی افریقہ میں عیسائی مذہب کس حد تک شائع تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شمالی افریقہ کے عیسائی زبردستی مسلمان کیے گئے۔ دلائل جن سے یہ بیان غلط خیال ہو سکتا ہے عیسائیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہی۔ شمالی افریقہ سے مسیحی کلیسا کا رفتہ رفتہ معدوم ہو جانا۔

۱۱۵

باب پنجم

ہسپانیہ کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت

مسلمانوں کی فتح سے پہلے ہسپانیہ کا عیسائی مذہب۔ یہودیوں اور غلاموں کی سخت مصیبت کی حالت۔ ابتدا میں کن لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پادریوں کی خراب حالت۔ عربوں نے عیسائیوں کو مذہبی آزادی بخشی۔ ایسے عیسائیوں پر مسلمانوں کی تندیب کا اثر جو عربی زبان پڑھتے تھے اور عربی لباس اور طرز اختیار کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے اسباب۔ قرطبہ کے عیسائی شہید جو جان بوجھ کر ہلاک ہوتے تھے۔ کس حد تک اسلام کی اشاعت ہوئی۔

۱۴۵



باب ششم

یورپ کی عیسائی قوموں میں ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت حکومتِ ترک کے آغاز سے دو سو برس تک عیسائی رعایا کے ساتھ ترکوں کے تعلقات سلطان محمد ثانی نے یونانی کلیسا کو مذہبی آزادی دی۔ ترکی حکومت کے فوائد اور اس کے نقصان۔ عیسائیوں کے بیچے جو خراج میں لیے جاتے تھے۔ جزیرہ۔ خاص خاص لوگوں کے ظلم۔ جبراً مسلمان کرنے کی مثالیں بہت کم ہیں۔ دعوتِ اسلام میں ترکوں کی کوشش۔ حالات جنہوں نے اسلام کی اشاعت میں مدد پہنچائی۔ یونان کی کلیسا کی ذلیل حالت۔ یونانی پادریوں کا ظلم۔ ترکوں کا اخلاقی تفوق۔ فتوحاتِ ترک کا بائع اثر۔ عیسائی غلاموں کا اسلام قبول کرنا۔ البانیا میں اسلام کی اشاعت۔ البانیا کی فتح۔ اہل البانیا ملکی آزادی پسند کرتے تھے۔ عیسائی مذہب کا رفتہ رفتہ زوال ہوا۔ اور اس زوال کے اسباب۔ سرودیا میں اسلام کی اشاعت۔ اہل سرودیا کا ترکوں سے اتفاق کرنا۔ قدیم سرودیا کے علاوہ سرودیا خاص میں خاص کر شرفادرو سا کا اسلام لانا۔ مانٹ نیگرو (جبل الاسود) میں اسلام کی اشاعت۔ بوسینا میں اسلامی شاعت۔ فرقہ بگو مائل۔ فرقہ بگو مائل کے عقائد میں جو عیسائیوں کا بدعتی فرقہ تھا اور مسلمانوں کے عقائد میں مشابہت۔ جزیرہ کریٹ میں اسلام کی اشاعت۔ نویں صدی عیسوی میں اہل کریٹ کا اسلام قبول کرنا۔ دینس کی سلطنت کا ظلم۔ ترکوں نے کریٹ کو فتح کیا۔ اہل کریٹ مسلمان ہوئے۔

باب ہفتم

ایران اور وسط ایشیا میں اسلام کی اشاعت

اہل عرب کے فتوحات کے زمانہ میں ایران کی مذہبی حالت - اہل ایران کے اکثر فرقوں نے اسلام کا خیر مقدم کیا - قدیم مذاہب ایران اور اسلام کی باتوں میں شبہات - مسلمانوں نے مذہبی آزادی دی - اہل ایران مسلمان ہوئے - فرقہ اسماعیلیہ اور اُس کے داعیان مذہب - وسط ایشیا اور افغانستان میں اسلام کی اشاعت -

۲۲۹

باب ہشتم

مغلوں اور تاتاریوں میں اسلام کی اشاعت

فتوحات مغل کا حال - بُدہ اور عیسائی مذہب اور اسلام میں رقابت کہ مغلوں کو اپنا پیرو بنائیں - مغلوں کے اصلی مذہب - شامانی کا حال - مغلوں میں بُدہ مذہب عیسائی مذہب اور اسلام کی اشاعت - اسلام کو اپنی اشاعت میں جو مشکلیں پیش آئیں - مسلمان رعایا پر بعض مغل بادشاہوں کا ظلم - ابتدا میں جو مغل مسلمان ہوئے - برک خان پہلا مغل بادشاہ تھا جس نے اسلام قبول کیا - اینخانیوں کا اسلام لانا - چغتائیہ مغلوں کا مسلمان ہونا - سیریا و ارد میں اشاعت اسلام کے حالات - اُزبک خاں - روسیوں کو مسلمان کرنے میں اُزبک ناکامیاب رہا - آج کل سلطنت روس میں اسلام کا پھیلنا ملک ساہیریا کے تاتاریوں کا مسلمان ہونا -

۲۲۹

باب نہم

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت

ہندوستان میں مسلمان آبادی کی تقسیم - ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں

نے اسلام کی اشاعت میں کس حد تک حصہ لیا۔ راجپوتوں اور اور لوگوں کا اسلام قبول کرنا۔ دعاۃ اسلام نے ہندوستان میں کیا کام کیا۔ جنوبی ہندوستان میں اسلام کا پھیلنا۔ ابن مالک اور اُن کے مصاحبوں نے دعوت اسلام میں کوشش کی۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے عہد حکومت میں لوگ زبردستی مسلمان کیے گئے مولانا کی مسلمان قوم۔ خزانہ مالدیپ میں اسلام کی اشاعت۔ دکن میں اسلام کا پھیلنا عرب کے قدیم داعیان اسلام اشاعت میں خاص خاص مسلمانوں کی کوشش سندھ میں اسلام کی اشاعت۔ عربوں کی حکومت اور عایا کو نہر سی آزادی کا ملنا۔ خاص خاص داعیان اسلام کا ذکر۔ خوجہ اور بورہ قوم کا مسلمان ہونا۔ بنگال میں اسلام کی اشاعت۔ صوبہ بنگال میں مسلمانوں کی حکومت۔ نیچ قوموں کا بکثرت اسلام قبول کرنا۔ کچھ زمانہ سے شعار اسلام کا زندہ ہونا۔ ہندوستان کے باقی حصوں میں داعیان اسلام کی کوشش۔ موجودہ زمانہ میں دعوت اسلام کی تحریکیں۔ حالات جن سے اسلام کی اشاعت میں آسانی پیدا ہوئی۔ ہندوئین ذات برادری کی سختیاں۔ ہندوؤں کا مسلمان فقیروں اور درویشوں سے اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ کشمیر اور تبت میں اسلام کی اشاعت۔

۲۴۱

۲۴۴

باب دہم چین میں اسلام کی اشاعت

چین میں اسلام کے متعلق قدیم خبریں مستند مؤرخ یا سیاح جنہوں نے چین میں اسلامی اشاعت کا حال لکھا۔ یعنی پروفیسر واسلیف اور دے تیرسان اور سید سلیمان۔ عربوں سے اہل چین کے تعلقات۔ شمال مغرب میں اسلام کی اشاعت۔ مغلوں کی فتوحات کا اثر۔ جنوبی ملک میں اسلام کا پھیلنا۔ چین میں عربوں کی قدیم آبادیاں۔ دو باب ابن ابی کثیر۔ چین کی گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانانہ چین کے

صفحہ ۳۱

کے تعلقات تبلیغ اسلام میں چین کے مسلمانوں کی کوشش

باب یازدہم افریقہ میں اسلام کی اشاعت

شمالی افریقہ میں اہل عرب۔ بربر قوم کے لوگوں کا مسلمان ہونا۔ تبلیغ اسلام میں عبد اللہ ابن سین کی کوشش۔ سوڈان میں اسلام کا شائع ہونا۔ اسلامی سلطنتوں کا قایم ہونا۔ دعوت اسلام کی تحریکوں کا حال۔ دانیقودو۔ عثمان الامیر غنی۔ فرقہ قادریہ۔ تجاینہ۔ اورسنوسیہ۔ مغربی ساحل افریقہ پر اسلام کا شائع ہونا۔ اشانلی۔ داہومی۔ مشرقی ساحل پر اسلام کی اشاعت مسلمانوں کی قدیم آبادیاں۔ گالا قوم۔ سومالی قوم۔ کیپ کوسٹ کولونی میں اسلام کی اشاعت۔ افریقہ کے داعیان اسلام کا حال اور لوگوں کو مسلمان کرنے کے متعلق ان کے طریقوں کا ذکر۔

۳۳۵

باب دوازدہم مجمع الجزائر ملایا میں اسلام کی اشاعت

مجمع الجزائر ملایا اور عرب اور ہندوستان میں قدیم تعلقات۔ اسلام کی اشاعت کے طریقے۔ اشاعت اسلام کی تاریخ۔ جزیرہ سمطرہ۔ جزائر ملایا۔ جزیرہ جاوا۔ جزائر ملوکا۔ جزیرہ بورنیو۔ جزیرہ سیلیبیر۔ جزائر مندانو اور زولو۔ پاپون قوم میں اسلام کا پھیلنا۔ داعیان اسلام اور مسلمان تاجر اور حاجی۔

۳۸۱



باب سیزدہم

خاتمہ

اسلام میں اشاعت مذہب کے لئے کسی باقاعدہ سررشتہ یا انتظام کا نہونا دعوت اسلام کے متعلق مسلمانوں کا ذاتی شوق۔ داعیان اسلام کون لوگ ہیں۔ اسباب جن سے ان کو کامیابی ہوئی۔ کلمہ اسلام کی سادگی۔ مذہب اسلام میں مذہبی عقائد کا عقل پر منحصر ہونا اور پابندی اعمال۔ اسلام بزرگ شمشیر نہیں پھیلا۔ اسلامی سلطنتوں نے غیر مذہب والوں کو مذہبی آزادی دی۔ حالات جس سے قدیم زمانہ میں اور آج کل اسلام کی ترقی ہوئی۔

۴۴۳

ضمیمہ اول

جماد۔ اس لفظ کے معنی۔ آیات قرآنی جن میں یہ لفظ آیا ہے۔

۴۵۵

ضمیمہ دوم

الہامی کا خط الکندی کے نام دعوت اسلام کی غرض سے

۴۶۸

ضمیمہ سوم

مسلمان اور غیر مذہب کے لوگوں کے درمیان مناظرانہ تحریریں

۴۸۱

ضمیمہ چہارم

ایسے لوگوں کا اسلام قبول کرنا جن کو مسلمان ہونے کے لئے داعیان

اسلام سے براہ راست ہدایت نہیں پہنچی

۴۸۳

تمت الخیر



پروفیسر کس مولانا مسیحی مشنوں کی دعوے کے جلسہ میں جو دسمبر ۱۹۵۷ء میں ہسٹننگس میں
 میں منعقد ہوا اپنا لکچر دیا جب سے یہ ایک معمولی بات ہو گئی ہے کہ دنیا کے چھ بڑے مذاہب تبلیغی
 اور غیر تبلیغی مذاہبوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ قسم آخر میں یہودی۔ برہمنی۔ اور زرتشتی مذاہب
 داخل ہیں اور قسم اول میں بودہ مت۔ عیسائی مذاہب اور اسلام شامل ہیں۔ پروفیسر مذکور نے
 تبلیغی مذاہب کی تعریف کو اس سے کیا مراد یعنی چاہیے نہایت خوبی سے یہ کہی ہو کہ "تبلیغی
 مذاہب وہ ہیں جس میں سچائی کا پھیلانا اور غیر مذاہب والوں کو اپنے مذاہب میں لانا بانی
 مذاہب یا اس کے جانشینوں نے جو اس کے قریب زمانہ میں ہوئے مذہبی فرض تک
 پہنچا دیا ہو..... یہ ایمان والوں کے دل کی سچائی کا جوش ہوتا ہے جو چین سے نہیں
 رہتا آد قنیکہ وہ خیال سے کلام سے عمل سے اپنے تئیں ظاہر نہ کرے اور اس کو اس وقت
 تک چین نہیں آتا جب تک کہ وہ اپنے پیغام کو ہر انسانی روح تک نہ پہنچا دے اور جس چیز کو
 وہ برحق یقین کرتا ہے اس کو سچی نفع انسان کا ہر شخص برحق تسلیم نہ کرنے لگے گا
 مذاہب کی سچائی کا ایسا ہی جوش ہے جس نے مسلمانوں میں روح پھونک دی کہ اسلام کی

۱۔ سید اعلیٰ نے آرکیل دسوم "شترکار ہمنز" پر ایک نوٹ فورٹ رائیو جوائن منسلک

خبر کو جس سرزمین میں داخل ہوں اس کے باشندوں کے پاس پہنچائیں اور یہی جو شس ہر جس نے سستی کیا کہ ان کا مذہب ٹھیک ٹھیک اُن مذہبوں میں شمار ہو جن کو ہم تبلیغی یا مشنری مذہب کہتے ہیں۔ اسی تبلیغی سرگرمی کے پیدا ہونے کی تاریخ اور اُس کے برآگتہ کرنے والی طاقتوں کا حال اور اُس کے عمل کے طریقوں کا بیان ہو جن سے اس کتاب کا مضمون مرتب ہوتا ہے۔ سترہ کروڑ تیس لاکھ مسلمان جو آج دنیا کے پردہ پر موجود ہیں وہ اسی مذہبی حمیت کے کاموں کی شہادت ہیں جو بارہ صدیوں کے زمانہ میں سرانجام ہوئے وہ سہ صدی اور حیات بخشنے والی صداقت یعنی خدا کے واحد کی خبر اہل عرب کو ساتویں صدی عیسوی میں اس نبی نے پہنچائی جس کے علم کے نیچے عرب کے منتشر قبیلہ جمع ہو کر ایک قوم بن گئے اور اس نئی قومی حیات کی جنبشوں سے پُر ہو کر اور دینی حمیت اور گرجوشی کے ساتھ جس نے ان کے لشکروں کو قریب قریب وہ طاقت بخشی جو مغلوب ہونا نہ جانتے تھے دنیا کے تین بڑے عظموں پر سیلاب کی طرہ پھیل گئے تاکہ فرنگ کریں اور محکوم بنائیں۔ شام۔ فلسطین۔ مصر۔ شمالی افریقہ۔ فارس پہلے ملک تھے جنہوں نے اسلامیوں کے سامنے سر تسلیم جھکایا۔ مغرب میں ہسپانیہ کی طرف بڑھ کر اور مشرق میں دریائے سندھ عبور کر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نے دیکھا کہ آپ کی وفات کے سو برس بعد وہ ایسی سلطنت کی مالک ہو جو رومۃ الکبریٰ کی شہنشاہی سے بھی جبکہ اُس کی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر تھا وسیع تر ہو۔

اگرچہ اس کے بعد اس بڑی اسلامی سلطنت کے حصے ہو گئے اور اسلام کی پوری شکل قوت کم ہو گئی تاہم اس کی دینی فتوحات ویسی ہی بے روک ٹوک جاری رہیں۔ جب مغل کے وحشی گرد ہوں نے بغداد کو تاراج کیا (۶۱۲۵ھ) اور خاندان عباسیہ کی پُرمردہ شوکت کو خون میں غرق کر دیا۔ جبکہ فردنند لبونی قسطنطینی نے مسلمانوں کو قرطبہ سے نکال دیا (۶۱۳۶ھ) اور غرناطہ نے جو اخیر محکم جائے پناہ اسلام کے لیے ہسپانیہ میں رہ گیا تھا عیسائی بادشاہ کو خرچ لاج دیا تو اسلام نے اُسی زمانہ میں جزیرہ سائٹرا میں اپنا قدم جمایا اور مجمع الجزائر سے لے کر جزیرہ

میں وہ اپنی زبردست قوت جاری کرنے والا ہو گیا۔ ملکی تنزل کی ساعتوں میں اسلام نے بعض عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں۔ دو بڑے تاریخی موقعوں پر وحشی کفار نے مسلمانوں کو پامال کیا۔ یعنی بطوقی ترکوں نے گیارہویں صدی عیسوی میں اور مغلوں نے تیرہویں صدی عیسوی میں۔ لیکن دونوں صورتوں میں فتح کرنے والوں نے جن کو فتح کیا تھا انھی کا مذہب اختیار کر لیا۔ دنیوی طاقت سے محروم اور ملکی اغراض سے بے لگاؤ۔ دعاۃ اسلام نے اپنے مذہب کو وسط افریقہ اور ملک چین اور مشرقی جزائر ہند میں پہنچایا۔

آج کے دن اسلام مراکو سے لیکر پنجاب تک اور سارا یون سے ساکیریا اور چین تک اور بوسنیا سے لیکر نیو گنی تک پھیلا ہوا۔ ایسی ملکوں کی حدود سے باہر جن کو تخصیص کے ساتھ اسلامی کہہ سکتے ہیں اور ایسی سرزمینوں سے باہر جیسے مالک چین و روس ہیں جہاں مسلمان کثیر تعداد میں موجود ہیں مسلمانوں کے چند چھوٹے چھوٹے گروہ ایسے بھی ہیں جو منکرین کی کثرت میں اسلام کے شاہد ہیں۔ ان میں پولش زبان بولنے والے مسلمان ہیں جو تاتاری نسل ہیں اور تھوٹانیا میں آباد ہیں اور جو کونو۔ دینو اور گروڈنو کے اضلاع میں رہتے ہیں۔ اور کیپ کولونی کے ٹچ بولنے والے مسلمان ہیں اور ہندوستان کے قلی ہیں جنہوں نے اسلام کو مغربی جزائر ہند اور برٹش گائنا اور ٹچ گائنا میں پہنچایا ہے۔ قریب ہی کے زمانہ میں چند لوگ انگلستان میں (جہاں نو مسلموں کی تعداد ۱۸۸۷ء تک بڑھ گئی ہے) اور امریکا اور آسٹریلیا میں مسلمان ہوئے ہیں۔

کہہ ارض کے اس قدر وسیع حصہ پر اسلام کی اشاعت بہت سے اسباب مثلاً سوشل۔ ملکی اور مذہبی کا نتیجہ ہے مگر سب سے قوی سبب اس مہتمم با نشان نتیجہ کا ان دعاۃ اسلام کی تواضع و خفیتیں ہیں جنہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام میں فضل مثال ماکر منکرین کی دعوت میں اپنے تئیں صرف کر دیا۔

تاریخ اسلام میں دعوت مذہب کا فرض ایسا خیال نہیں ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ اُس کی ہدایت ابتدا ہی سے مسلمانوں کو ہوئی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی مفصلہ ذیل آیات سے مستنبط ہوتا ہے۔ یہ آیات اوقات نزول کی ترتیب سے یہاں درج کی جاتی ہیں۔

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
سورۃ النحل آیت ۱۲۶ یعنی لوگوں کو دانا فی اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستہ پر بلانا اور اُن سے جھگڑا کر اگر ایسے طریقہ سے کہ وہ اچھا ہے۔

وَالَّذِينَ أُدْرِجُوا أَلْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَقَدْ شَكَّ مِنْهُ مَرْيَبٌ۔ سورۃ الشوری
آیت ۱۳ یعنی جن لوگوں نے انبیاء کے بعد در شہ میں کتاب پائی ہے وہ اُس کتاب کے مطلب میں بہت شبہ کرتے ہیں۔

فَلَوْلَا نَفَاذُ مَا اسْتَقَرُّوا أَمْرًا وَلَا تَتَّبِعُوا هَؤُلَاءِ هُمْ وَقُلْ أَمَنْتُ بِمَا
أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأَمْرًا لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالٌ وَلَكُمْ
أَعْمَالٌ لَا لِحِجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَالْيَوْمِ الْمَصِيرِ سورۃ الشوری آیت ۲۵
یعنی اس لیے تو اُن کو بلا اور جو جگہ حکم دیا گیا ہے اُس پر مضبوط رہو اور اُن کی خواہشوں کی پیروی
مت کرو اور کہہ دے کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو خدا نے اُناری ہے اور جگہ حکم ہوا ہے
کریں تم میں ٹھیک بات کہوں کہ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے لیے ہمارے
عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل۔ ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں ہے۔ اللہ ہمارا اور تمکو
اکٹھا کرے گا اور اُسی کے پاس جانا ہے۔

ایسے ہی احکام اُن صورتوں میں پائے جاتے ہیں جو دین میں ایسے وقت میں نازل
ہوئیں جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت میں ایک بڑا لشکر تھا اور آپ کو سب وقتوں
سے زیادہ قوت حاصل تھی۔ اور وہ یہ ہیں۔

وَقُلْ لِلَّذِينَ أُدْرِجُوا أَلْكِتَابَ وَالْأَمِّيِّينَ اسْلَمْتُمْ فَإِنْ اسْلَمْتُمْ فَاسْلَمْتُمْ

وَرَأَى تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَاللَّهُ يُصِيتُ بِالْعِبَادِ - سورة الم آل عمران - آیت

۱۹- یعنی وہ جن کے پاس کتاب ہو اور جو ان پرہ میں یعنی عرب کے رہنے والے ان سے پوچھ کر کیا تم سیری بات مانتے ہو۔؟ پھر اگر انھوں نے مانی تو بیشک یہ آیت پر میں اور اگر انھوں نے نہ مانی تو تیرا کام حکم کا پہنچا ہی دینا ہی اور اللہ اپنے بند و ملک کو خوب پہچانتا ہے۔

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ - سورة الم آل عمران آیت ۹۹

یعنی اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنے حکم کو حل کر بیان کر دیتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ

وَلَتَكُنَّ مَنَّكَ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - سورة الم آل عمران آیت ۱۰۰ یعنی اور چاہیے

کہ تم میں کچھ لوگ ہوں جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلادیں اور اچھی باتوں کے کرنے

کا حکم دیں اور بری باتوں کے کرنے سے منع کریں اور وہی لوگ ہیں فلاح پانویاے۔

لِنَقُولَ أَتَمَنَّا مَنُكْرًا هُمْ نَاسِكُونَ فَلَا يَنَازِعُكَ فِي الْأَمْرِ

وَدَاخِعُ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَّ هُدًى مُسْتَقِيمٍ سورة الحج - آیت ۶۶- یعنی ہر گروہ کے

لیے ہمنے حج کرنے کا طریقہ ٹھہرا دیا ہے اور وہی طریقہ سے حج کرتے ہیں پھر اس کام میں

تو اُن سے جھگڑا مت کر اور ان کو اپنے پروردگار کی طرف بلا بیشک تو سید ہے رستہ پر ہی

وَأَن جَادِلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ - سورة الحج آیت ۶۷ یعنی اور

اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو کہہ دے کہ جو تم کرتے ہو اُس کو اللہ جانتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیات سورہ توبہ سے نقل کی جاتی ہیں جس کی نسبت خیال ہے کہ وہ اخیر

سورہ ہی جو نازل ہوئی ہے۔

وَأَن أَحَدًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ

ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَآمَنَهُ سورة التوبہ آیت ۶- یعنی اگر کوئی مشرک لڑائی میں تجھ سے پناہ مانگے

تو اُس کو پناہ دے تاکہ وہ خدا کا کلام سنے پھر اُس کو اُس کی اس کی جگہ پہنچا دے۔

ان منکروں کی نسبت جنھوں نے اپنے عہد توڑے تھے اور جنھوں نے اللہ کی نشانیں کے بدلے تھوڑا مول لیا اور دوسروں کو اُس کے رستے سے روکا اور وہ جنھوں نے کسی مسلمان کے حق میں قرابت مندی اور عہد کی رعایت نہ کی، انکی نسبت کیا گیا

فَإِنْ تَابُوا ذَا قَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصَلُ الْأَلْبَابِ لِمَقَوِّمِ الْعِلْمِ - سورۃ التوبہ آیت ۱۱۔ یعنی پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھتے رہیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں اور ہم تفصیل سے تمام حکام اُن لوگوں کو بتا دیتے ہیں جو سمجھتے ہیں۔

پس اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا اصول میں اور کیا عمل میں تبلیغی مذہب رہا ہر کوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود اسی تعلیم و تلقین کی مثال ہو اور آپؐ عاۃ اسلام کے اُس طویل سلسلہ کے افسر ہیں جس نے منکروں کے دلوں میں اپنے دین کے لیے رستہ کھول دیا اس کے علاوہ جابر کے ظلم کے اور متعصب کے قہر و غضب میں تبلیغ اسلام کی شہادتوں کو تلاش کرنا ایسا ہی فضول کام ہے جیسے کہ ایک خیالی شخص کے کاموں میں جس کی نسبت خیال ہو کہ (نعوذ باللہ) ایک اسلامی جنگجو تھا کہ ایک ہاتھ میں قرآن لکھتا تھا اور دوسرے میں تلوار اس بات کو ڈھونڈنا عبث فعل ہو گا۔ بلکہ اشاعت اسلام کی تحریک کا نشان دعاۃ اسلام اور تجارت کی خاموش کوششوں میں ملتا ہے۔ جنھوں نے اسلام کو دنیا کے ہر گوشہ میں شائع کیا۔ وعظا اور دعوت اسلام میں یہ امن کے طریقے اسوقت ہی نہیں اختیار کیے گئے جبکہ ملکی حالات نے جبر و اکراہ کو ناممکن یا خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا کہ بعض لوگ ہکوتیین دلاتے ہیں بلکہ قرآن کی آیات میں نہایت تاکید سے انکا حکم ہر حال میں دیا گیا ہے جیسا کہ ذیل سے معلوم ہو گا۔

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُزْ هَاجِرًا جَمِيلًا سورۃ المزمل آیت ۱۰۔ یعنی جو کچھ وہ کہتے ہیں یعنی تجھ کو جھوٹا بتاتے ہیں اُس پر صبر کر اور نیک دلی کے ساتھ اُن سے

اگ تھلک ہو جا۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِيَ النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا سورة المزمل آیت ۱۱ یعنی
اور چھوڑ دے مجھ کو اور اُن دو تمند جھٹلانے والوں کو اور اُن کو تھوڑی سی مہلت دے۔
قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا سَفْعًا مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
سورة الجن آیت ۲۴ یعنی کہہ دے کہ نہ میرے اختیار میں تمکو نقص پہنچا نہ ہر نہ فائدہ ...
... میں تو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہوں اور اُس کا پیغام پہنچا دیتا ہوں۔

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بَعْفُؤُا الَّذِيْنَ لَا يُرْجُوْنَ اٰیًا وَاللّٰهُ يَجْزِيْ قَوْمًا بِاَكْوَامٍ
يَكْسِبُوْنَ۔ سورة الباقیہ آیت ۱۳۔ یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اُننے کہہ دے کہ اُن لوگوں
سے درگزر کرو جو خدا کے عذاب کی اُمید نہیں رکھتے تاکہ جو کچھ وہ کماتے تھے خدا اُنکو اُسکی سزا دے۔
وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰسْرَوْا بِالْوَشْيَاءِ اللّٰهُ مَا عَبْدْنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا اٰبَاؤُنَا
وَلَا خَرُّنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَعَلَ عَلٰی الرُّسُلِ
اِلَّا الْبَلٰغَةَ الْمُبِيْنُ۔ سورة النحل آیت ۳۷۔ یعنی جو لوگ کفر کرتے ہیں اُنھوں
نے کہا کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اُس کے سوا کسی چیز کو پوجتے نہ ہمارے باپ دادا اور
نہ ہم خدا کے حکم بغیر کسی چیز کو حرام جانتے۔ ان سے پہلوں نے بھی یہی کیا ہی پھر
کیا پیغمبروں پر اور کچھ ہی بجز صاف صاف پیغام پہنچانے کے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغَةُ الْمُبِيْنُ۔ سورة النحل آیت ۸۴۔ یعنی پھر اگر
وہ نہ انیں تو صرف تیرا کام صاف صاف حکم پہنچا دینا ہی

وَلَا تَجَادِلْهُمْ وَاَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ
وَقَوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ اُنْزِلَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ اُنْزِلَ الْيُسُفُورُ وَالْهُنَا وَالْمُكْرُ وَاحِدٌ
وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ۔ سورة العنکبوت آیت ۴۵۔ یعنی اور اہل کتاب سے بجز اُن
لوگوں کے جنھوں نے اُن میں سے زیادتی کی ہی جھگڑت کرو مگر ایسے طریقے سے

جو اچھا ہو اور کو کہ ہم اس پر ایمان لائے پاس بھیجا گیا ہو اور جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہو ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی اور ہم اُسی کو مانتے ہیں۔
 فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا أَنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ سُورَةُ
 الشُّرُحِ آیت ۴۷- یعنی پھر اگر وہ نہ مانیں تو ہم نے تجھ کو ان پر گماشتہ بنا کر نہیں بھیجا
 تیرے ذمہ سوائے حکم پہنچا دینے کے کچھ نہیں ہے۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ الْإِنْسَانُ لَفَنَّا فِي الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَمْعًا فَأَنْتَ تَكْفُرُ الْإِنْسَانُ
 حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - سورۃ الریون آیت ۹۹- یعنی اگر تیرا خدا چاہتا تو سب
 لوگ ایک ساتھ ایمان لے آتے۔ کیا تو لوگوں پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جاویں۔
 وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا - سورۃ السبا آیت ۲۷-
 یعنی اور ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ تو تمام لوگوں کو خوشخبری دینے والا
 اور ڈرانے والا ہو۔

یہ باتیں کئی سورتوں ہی میں نہیں بلکہ کثرت سے ان سورتوں میں بھی پائی جاتی
 ہیں جو یہ مینہ میں آتیں

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي الدِّينِ - سورۃ الم البقرہ آیت ۲۰- یعنی دین میں لانے کے لیے جبر کرنا نہیں ہے
 وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ
 الْمُبِينُ - سورۃ التغابن آیت ۱۲- یعنی خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر نہ مانو تو
 ہمارے رسول کا کام صرف صاف صاف حکم پہنچا دینا ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ
 مَا حَمَلْتُمْ وَأَنْ تَطِيعُوا هَذِهِ وَأَمَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ - سورۃ النور
 آیت ۵۳- یعنی کہہ دے کہ خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم نے نہ مانا تو اس کا
 کام وہ ہے جو اس کے ذمہ ڈالا گیا ہے اور تمہارا کام وہ ہے جو تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے

اور اگر تم اُس کا حکم مانو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ سوائے صاف صاف حکم پہنچا دینے کے کچھ نہیں ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ مُذِ بُرُؤُكُمْ - سورة الحج آیت ۴۸ - یعنی کہہ دے کہ اے لوگو میں تو تم کو علانیہ ڈرانے والا ہوں۔

إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ اللَّهِ شَهِيدٌ لِّكُمْ فِي الدِّينِ - سورة الفتح آیت ۸ - یعنی ہمنے تجھ کو بھیجا ہے خدا کو برحق بتا ہوا اور لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا - سورة الفتح آیت ۹ - یعنی تاکہ تم خدا پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اُس کو یاد کرو۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلُمُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَأَعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ - سورة المائدہ آیت ۱۶ - یعنی اور تو ہمیشہ اُن میں سے چند لوگوں کے سوا اُن لوگوں کی دغا بازی کی خبر پاتا ہے۔ تو اُن کو معاف کر اور اُن سے درگزر کر۔ خدا نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ذیل کے صفحوں کا مقصد یہ امر ظاہر کرنا ہے کہ تبلیغ مذہب کے اس اعلیٰ خیال کو تاریخ نے علی صورت میں کس طرح دکھا اور تبلیغ کے اُصولوں کو دعاۃ اسلام کیونکر عمل میں لائے۔ ناظرین کو پہلے ہی سے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کتاب کا مقصد یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کے جبر و قہر سے ہی کا حال تحریر کرے بلکہ غرض فقط یہ ہے کہ دُعا و نصیحت سے اسلام کی اشاعت کا حال لکھا جاوے یعنی اس کتاب کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جو مثالیں جبراً تبدیل مذہب کی ہیں اور اسلامی کتب تواریخ میں جا بجا بیان ہیں اُن کو لکھے۔ یورپ کے مصنفوں نے ایسی مثالوں پر زور دینے میں وہ عرق ریزی کی ہے کہ اُن کو بھول جانیکا خوف پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ دعوت اسلام کے تاریخی دائرہ میں نہیں آتیں۔ مسیحی مشنوں کے حالات میں ہم قدرتی طور پر سینٹ لڈ گر اور

سینٹ ویلہڈ کی کوششوں کی طرف جو انہوں نے بُت پرست قوم سکس کے لیے کیں زیادہ متوجہ ہوتے ہیں سچا اُن اصطلاحوں کے جو بادشاہ شارلمین نے عیسائی بنانے کے لیے تلوار کے زور سے اس قوم کو دئیے۔ ملک ڈنمارک کے سچے مشنری سینٹ انگسٹ اور اُس کے جانشین تھے نہ کہ بادشاہ نٹ جس نے بُت پرستی کو بحیرہ اپنے ملک سے نکالا۔ ایسٹ گوڈ فرائڈ اور شپ کرپن۔ اگرچہ بُت پرست بردش لوگوں کو عیسائی کرنے میں کم کامیاب ہوئے لیکن وہ مسیحی مشن کے کام کے بہتر ظاہر کرنیوالے نسبت "برادران شمیر" اور صلیبی مجاہدوں کے تھے۔ جنہوں نے اپنے کام کو آگ اور تلوار سے ختم کیا۔ فرقہ سپاہ مسیح کے بہادروں نے، "لودویا کے باشندہ ویکو زبردستی عیسائی کیا۔ لیکن یہ جنگجو مذہب کے پھیلا نیوالے نہیں بلکہ منک مائن ہڈ اور تھیوڈورک وہ لوگ ہیں جن کی طرف ہم اشارہ کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے ملک میں مسیحی مذہب کے سچے مشنری تھے۔ فرقہ جیسیوٹ کے مشنریوں نے بعض دفعہ جو سخت ظلم کے طریقے اختیار کئے اُن سے سینٹ فرنس زیور اور واطین مذہب عیسوی کی غرت جس کے وہ مستحق ہیں کم نہیں ہو سکتی اور نہ ولن ٹائن جزیرہ امونامیں اس وجہ سے کم درجہ کا مسیحی رسول ٹھہر سکتا ہے کہ ۱۶۹۹ء میں ایک حکم اس جزیرہ کے راجاؤں کے نام جاری ہوا تھا کہ بت پرستوں کی ایک تعداد اصطلاح پانے کے لیے اُس وقت موجود رہا کرے جبکہ باسٹراپنے دورہ میں اُن کے پاس پہنچے۔

اسی طرح سے یہ نہیں ہو سکتا کہ المتوکل۔ الحاکم۔ ٹیپو سلطان کو ایسا داعی اسلام مانا جاوے جس سے مثال قائم ہو اور مولانا ابراہیم کو جو جزیرہ جاو میں دلی ہوئے میں اور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کو جو ہندوستان میں بڑے دلی اللہ گزرے ہیں اور میٹار لوگوں کو جنہوں نے ہن کے طریقوں سے لوگوں کو مسلمان کیا متنبہ کر دیا جاوے۔

۱۔ کمرہ حفظہ کی تاریخ مسیح ۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء تک ہندوستان میں لڑائیوں اور قتل و غارتگری کا زمانہ تھا اور یہ زمانہ کھلی حکومت کے حکوم ہونے کے لیے پیر نامتومت گر لینے کا طریقہ تھا۔ (صفحہ ۳۴۹)۔ (صفحہ ۱۵۶-۱۵۹) تک میں دیکھو) ۲۔ مذہب کی اشاعت کے عوض سوشلسٹ تحریک کی عظمت پر جاو کیا اور متوجہ اور حکوم تو میں برصغیر میں مذہب کی اشاعت کے لیے (۱۹-۱۸) ۳۔ آئین دسیر دی ۱۸۶۰ء۔ ہستوری و دیگر متناہم دینا مذہب ۱۸۶۰-۱۸۶۱ء (دیکھو بیگ سٹنڈ) ۴۔ رڈو دی استوری دی انجیون جلد یازدہم صفحہ ۵۹۔

باب دوم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی
واعظا اسلام کی حیثیت سے۔ توجہ

اس باب میں یہ تجویز نہیں ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پر جو متعدد تصانیف لکھی گئی ہیں اسی قسم کی کوئی تصنیف اضافہ کی جاوے۔ بلکہ مقصد یہ ہو کہ آپ کی زندگی مبارک کی مختلف حالتوں میں سے نقطہ ایک حالت کو مطالعہ کیا جاوے یعنی وہ حالت جس میں آپ اسلام کے واعظ اور لوگوں میں مذہب جدید کے رسول مبعوث ہو کر ظاہر ہوئے۔ بانی اسلام اور شاعت اسلام کے شروع کرنے والے کی زندگی سے قدرتی طور پر توقع ہو سکتی ہو کہ اسلام کی تسلیفی کوششوں کی اصلی کیفیت اس سے ظاہر ہوگی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی معمولی مسلمان کے حق میں اس کے چلن کے لئے نمونہ اور مثال ہو سکتی ہو تو عامی اسلام کے لئے اس کا مرتبہ اس سے بھی زیادہ ہوگا پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ مثال سے اس جوش اور حمیت مذہب پر کسی قدر علم حاصل ہونے کی امید ہو سکتی ہو جس نے ان لوگوں میں

لے سولے ان مقامات کے جہاں خاص طور پر کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو اس باب میں جقدر واقعات بیان ہیں وہ پیر وال۔ بیور۔ ہرنکر۔ کرل وغیرہ وغیرہ کی تصانیف میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھی گئی ہیں کہی ہیں۔ جہاں کہیں کلام محمد کی آیات (یا آیات کے حصے) نقل ہیں وہ اوقات نزول کی ترتیب سے ہیں۔

تحریک پیدا کی ہوگی جو اس مثال کی پیروی کے ہمیشہ جاری ہو گئے۔ اور ان
 مسد یقوں کے تحقیق ہونے کی بھی امید ہو سکتی ہے جن کی نسبت متوقع رہنا چاہیے
 کہ دعاۃ اسلام نے مذہب کی اشاعت کے لیے اختیار کیے ہوں گے۔ کیونکہ تبلیغ اسلام
 کا جو ش اسلامی تاریخ میں ایسا خیال نہیں ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ وہ مذہب میں مذہب
 کی ابتدا ہی سے شامل ہے اور ذیل کے بیان کا منشا یہی اعظم ہر کرتا ہے۔ پس رسول اللہ
 صلعم کی ابتدا کے تاریخ کو بیان کرنا یا ان واقعات کو لکھنا جن میں آپ بعثت کی عمر کو
 پہنچے یا مدبر ملک اور سالار فوج ہونے کی حیثیت سے آپ کے حالات پر غور کرنا ہمارے
 مقصد سے زائد ہوگا۔ ہماری توجہ آپ کے حالات زندگی پر فقط واعظ اسلام ہونے
 کی حیثیت سے ہے۔

جبکہ مدت کے اندر دینی اضطراب اور بے چینی اور غنا حرامیں شب و روز کے
 استغراق اور دُعا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر کار اپنی رسالت کا یقین ہو گیا
 اور وحی نے یاس و یم کی حالت سے آپ کو سیدار کیا اور حکم دیا کہ آدمیوں میں اس حق
 کی مسادہ کریں جو روز بروز آپ کے دل پر قوت کے ساتھ منکشف ہو رہا تھا تو آپ
 کی ابتدائی سرکشیوں اور اپنے ہی خاندان کے لوگوں کی طرف رجوع ہوئیں تاکہ نئے یں
 کے حق ہونے پر ان کو ترغیب و تحریص فرماویں۔ خدا کی وحدانیت کا یقین اور بُت پرستی سے
 نفرت اور انسان کا نفس منکفاتی کی مرضی پر توکل کرے یہ حقائق تھے جن کا آپ تسلیم
 فرمنا چاہتے تھے۔ سب سے پہلے جس نے دعوت اسلام کو قبول کیا وہ رسول اللہ صلعم کی
 بیعت تھیں۔ ~~پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پندرہ برس ہوئے تھے کہ اپنے~~
 غریب و بے ہودہ کے ساتھ جس نے مفاربت کے طریقہ پر ان کے مال کی اچھی تجارت
 کی تھی مشاوی کر چکیں تھیں اور یہ کہے کہے تھے "اے میرے قرابت میں قرابت کے سبب
 سے جو ہم میں ہے اور تیری اُس توفیق کے باعث جس سے لوگ تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیری

دیانت اور حُسنِ سیرت اور صداقت کلام کے باعث تجھ سے اُلفت رکھتی ہوں“ حضرت
 خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ ہنسلاں سے نکالا اور اس قابل کیا کہ آپ
 اس درجہ اور مرتبہ سے رہیں جس کے سبب عالی نسب ہونے کے آپ مستحق تھے
 لیکن یہ باتیں اُس فدایت اور محبت برتنے کے مقابلہ میں جن سے حضرت خدیجہؓ اپنے
 شوہر کے تر و دات کو بانٹ لیتی تھیں اور اس دل سوزی اور تقویت کے سامنے جن سے
 یاس و ناہیدی کی ساعت میں وہ آپ کی معاونت کرتی تھیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں
 جبکہ ایک دفعہ ایک روایہ دیکھنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب اور پریشانِ خدیجہؓ
 کے پاس تسلی کے لئے گئے تو انھوں نے آپ کی پریشانِ طبیعت کو اس طرح بحال کیا
 ”خوف نہ کر۔ کیونکہ تو خوشخبری لایا ہو۔ میں اپنا سے تجھ کو اپنی قوم کا رسول مانوں گی۔
 خوش ہو۔ اللہ تجھ کو شرمندہ نہ کرے گا۔ کیا تو اپنے عزیزوں سے اُلفت نہ رکھتا تھا
 اپنے ہمسایوں پر مسرہ بان محتاجوں پر فیاض۔ کلام کا پتلا اور ہمیشہ حق کا حامی نہ تھا“
 اس طرح حضرت خدیجہؓ اپنی وفات تک جو تزوج کے پچیس برس بعد (۱۹ سالہ عیسوی میں)
 ہوئی جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے ظلم سے ستائے گئے یا افکار سے پریشان
 ہوئے ہمیشہ ہمدردی کرنے تسلی و تقویت دینے کے لئے تیار اور مستعد رہیں۔ انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کا لکھنے والا لکھتا ہے: ”اس طرح حضرت خدیجہؓ اُس سچائی پر
 ایمان رکھتی اور گواہی دیتی تھیں جو خدا کی طرف سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی
 اس طرح خدا نے پسند کیا کہ اپنے رسول کے بوجھ کو کم کر دے۔ کیونکہ انھوں نے کوئی بات
 قوم کے انکار کی جو ان کے رنج کا سبب ہوئی ہو یہی نہیں سنی جسکو حضرت خدیجہؓ سے نہ کہا ہو
 اور حضرت خدیجہؓ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتیں چہرِ یقین دلاتیں اور اُن کی مدد کرتیں۔“
 سچ یہی کہ زمانہِ قابل کی حسین اور کامل تصویروں میں سے یہ ایک تصویرِ جی و تاریخِ ہمارے سنہ
 پیش کرتی ہو۔

ابتدائی مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین زید بن حارثہ اور حضرت علی ابن ابی طالب اور آپ کے رفیق دوست حضرت ابو بکر تھے جن کی نسبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اکثر فرمایا کہ ”میں نے کسی سے اسلام کے لئے نہیں کہا جس نے تردد اور پریشانی ظاہر نہ کی ہو مگر ابو بکرؓ نے جس نے نہ توقف کیا اور نہ پریشان ہوا جب اسلام کی بیعت اس کو خبر دی۔“ حضرت ابو بکرؓ دہمتند سوداگر تھے جنکے متدین خصال اور ذہانت اور لیاقت کی وجہ سے شہر کے لوگ بہت عزت کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے اپنی دولت کا بڑا حصہ مسلمان غلاموں کے خریدنے میں صرف کیا جنہاں تک آقا اس وجہ سے ظلم کرتے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کو تسلیم کر لیا تھا۔ غالباً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے پانچ بڑے شخص جو ابتداء زمانہ ہی میں مسلمان ہوئے تھے اہل اسلام کی تعداد میں اضافہ ہوئے۔ ان بزرگ شخصوں کے نام یہ ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ جو آئندہ زمانہ میں عجمیوں کے فاتح ہوئے۔ زبیر ابن العوامؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی حذیقہ دونوں کے رشتہ دار تھے۔ طلحہ جو بعد کو بڑے نامی شجاع ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف جو دہمتند سوداگر تھے۔ اور عثمان بن عفانؓ جو خلیفہ ثالث ہوئے حضرت عثمانؓ کو شروع زمانہ میں بہت ایذا میں اٹھانی پڑی۔ انکے چچا نے انکو پکڑا اور بائیکاٹ اور کہا ”کیا تو نے مذہب کو اپنے آبائی دین پر ترجیح دیتا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ جب تک تو اس نئے دین کو جس کی فوری کرنا ہی ترک نہ کر دیگا میں تجکو نہ چھوڑ دوں گا۔“ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا ”خدا کی قسم میں کبھی اسکو ترک نہ کروں گا۔“ حضرت عثمانؓ کے چچا نے جب یہ دیکھا کہ انکو اپنے مذہب کے تعلق میں کیسا استحکام ہو تو انکو چھوڑ دیا۔

اور اضافوں کے ساتھ جو خاصکر غلاموں اور مفلسوں میں سے ہوئے مسلمانوں کی تعداد رسالت سے تین برس کے اندر چالیس کے قریب پہنچ گئی۔ جب ان آپس کی کوششوں میں کامیابی ہونے سے ہمت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام میں زیادہ عملی طریقوں

کے برتنے کا قصد فرمایا۔ آپ نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو جمع کیا اور اُسے اسلام قبول کرنے کے لیے فرمایا اور ارشاد ہوا کہ کسی عرب نے اپنی قوم کو ایسے پیش رہا تو ہمیشہ نہیں کہ جیسے کہ میں تمہارے لیے لایا ہوں۔ میں تمکو خوشی اس دنیا میں اور اس زندگی میں جو آنے والی ہو دیتا ہوں۔ کون تم میں سے اس کام میں میری مدد کرے گا۔؟ سب خاموش رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لڑکپن کے جوش میں بلند آواز سے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں تیری مدد کروں گا۔ اس پر کل جمع ہنستا ہوا درخواست ہوا۔

اس وعظ کی ناکامی پر غصہ مایوس ہوئے آنحضرت نے بار بار ان لوگوں کو آئندہ موقعوں پر جمع کیا لیکن پیغام اور ہدایت کے عوض میں سوائے طعن اور استہزاء کے انھوں نے کچھ نہ کیا۔ فی الحقیقت یہ ان ہی لوگوں کی مخالفت کا زور تھا جو اس بات کا سبب ہوا کہ رسالت کے چوتھے برس میں آپ ارقم کے گھر میں جا رہے جو شروع زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ ارقم کا گھر خانہ کعبہ کے سامنے بیچ کے موقع پر ایسی جگہ تھا جہاں آمد و رفت زیادہ رہتی تھی اور یہاں حالت امن میں بغیر ہرج کے پیغمبر خدا صلعم ان تمام لوگوں کو تلقین فرماتے اور قرآن سناتے تھے جو تحقیق کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ اس طرح مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی اور دو برس کے اندر پچاس تک پہنچ گئی قریش نے نئے مذہب کی اس ترقی کو بہت بدظنی اور عداوت کی نظر سے دیکھا۔ انھوں نے ہر طرح کے طریقے اختیار کیے۔ دہکیاں دیں وعدہ کیے بڑا کما دنیا کی عزت اور اختیار کا لالچ دلا یا تاکہ رسول اللہ صلعم اس کام کو ترک کر دیں جو آپ نے اختیار کیا تھا۔

قریش کو نہ ایک ہی مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کو اس خیال سے کہ وہ بنو ہاشم کے سردار تھے اور اُسی قبیلے سے آنحضرت صلعم بھی تھے اس بات کی ترغیب دیں کہ آپ کو قریش کے ابائی مذہب پر سخت حملہ کرنے سے منع کریں۔ اور قریش نے دہکی دی کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو زیادہ سخت طریقے آپ کے

خلاف اختیار کیے جا دیں گے۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے اوپر اور اپنے خاندان کے سر پر آفت نہ لا دیں مگر آپ نے فرمایا: اگر سوچ اتر کر میرے داہنے ہاتھ پر آ جاوے اور چاند بائیں ہاتھ پر اور مجھ سے کہا جاوے کہ اس کام کو ترک کر دے یا اس کے حاصل کرنے میں ہلاک ہو جا تو بھی میں اسکو نہ چھوڑ دوں گا۔ ابوطالب یہ جواب سن کر حیران رہ گئے اور آنحضرت سے کہا: وعظ کر جو تیری مرضی ہو۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ کبھی تجھ کو تیرے دشمنوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑ دوں گا۔

جب اسلام کی ممانعت کے لئے ایسے امن کے طریقے ناکام رہے تو قریش کا غیظ و غضب دو گنی تیزی کے ساتھ بڑھا۔ وہ سمجھ گئے کہ اس نئے مذہب کی کامیابی سے اُنکے قومی مذہب اور قومی پرستش کی بربادی اور خانہ کعبہ کے متولیوں کی دولت و اقتدار کا نقصان مراد ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ابوطالب کی حفاظت میں امن سے تھے اور بنی ہاشم اگرچہ کچھ موافقت اُس مذہب سے نہ رکھتے تھے جو اُنکے قبیلہ کا شخص سکھاتا تھا مگر ایک ہی قبیلہ سے ہونے کا حکم خیال جو اہل عرب کے ساتھ مخصوص تھا اسنے آپ کو ایسے حملوں سے محفوظ رکھا جو آپ کی جان لینے کے واسطے ہوتے گو محض الغین کی قطعہ زنی اور ایذا رسانی سے آپ کو برابر سابلت تھا۔ لیکن اُن غریبوں کو جب تک کوئی محافظ نہ تھا اور غلاموں کو سب سے زیادہ تکلیفیں اٹھانی پڑتی تھیں۔ انکو قید کیا جاتا تھا اور سخت اذیت دی جاتی تھی کہ اسلام کو ترک کرنے پر مجبور ہو جا دیں۔ یہی موقع تھا کہ حضرت ابو بکر نے بلا ل کو جو حبشی غلام تھے خرید کر آزاد کیا اور منیبہ رضی اللہ عنہا کو جو حبشہ کا پہلا شاعر تھا بلا ل کو نہایت بیدردی سے روز روز اس طرح اذیت دی جاتی تھی کہ جلدی دھوپ میں لٹا کر پیٹ پر بڑا پتھر رکھ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یا تو یہاں پڑے پڑے مر جاؤ یا محمد کا دین چھوڑ کر بتوں کو پوجو۔ بلا ل اسکا ہمیشہ جواب دیتے: «احدا احدا» نہیں ہر خدا مگر ایک نہیں ہر مگر ایک۔

لے بلا ل کل اسلامی دنیا میں پہلے مؤمن شہر میں۔

و شخص ان تکلیفوں کو سہتے سہتے مر گئے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم مسلمانوں کو دشمنوں کی ایذاؤں سے رہا نہ کر سکتے تھے اس لیے آپ نے انکو صلاح دی کہ حبشہ میں جا کر پناہ لیں اور رسالت کے پانچویں برس میں (۳۱ھ) گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہمسند رہ پار کر کے حبشہ کو ہجرت کی۔ حبشہ کے عیسائی بادشاہ نے مہاجرین کا خیر مقدم کیا۔ ان میں ایک شخص مصعب ابن عمیرؓ تھے جنکے حالات قابل غور ہیں۔ کیونکہ ان کو وہ خاص تکلیف اٹھانی پڑی جو مذہب تبدیل کرنے والے کی سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے عیسیٰ ان لوگوں کی عداوت کا سامنا ہونا جو سکو پیارے ہوں اور جنکو یہ کبھی پیسا راتھا۔ مصعب نے ارقم کے ہمدم اسلام کی تلقین کو سنکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ اپنے مسلمان ہونے کی خبر کو عام کرنے سے خائف تھے کیونکہ انکی ماں اور قبیلے کے لوگ جو انکے ساتھ خاص الفت رکھتے تھے اسلام کے سخت مخالف تھے۔ چنانچہ جب ان لوگوں کو مصعب کا مسلمان ہونا دریافت ہوا تو انہوں نے انکو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ لیکن مصعب حبشہ کو ہجرت کرنے میں کامیاب ہوئے۔

قریش کی عداوت نے مہاجرین کا تعاقب حبشہ تک پھوڑا اور ایک سفارت بھیجی جس کا مطلب یہ تھا کہ حبشہ کا بادشاہ مہاجروں کو اپنے ملک سے نکال کر ہمارے پاس روانہ کرے۔ لیکن جب حبشہ کے بادشاہ نے خود مہاجروں کی زبان سے اُنکا حال سنا تو اُس نے انکار کر دیا کہ مسلمانوں کو وہ اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کرے گا۔ کیونکہ مہاجرین نے بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ ادا ہم جہالت کے اندھیرے میں گھرے ہوئے تھے اور بتوں کو پوجتے تھے۔ خبیث خوشوشوں میں مبتلائے ہم کوئی قانون زبردست کے قانون کے سوا نہ جانتے تھے جبکہ خدا نے ہماری ہی قوم میں سے ایک شخص کو اُٹھایا جو نسب کا اونچا تھا اور جسکی نیکیوں کی وجہ سے ہم مدت سے اُس کی عزت کرتے تھے۔ اس رسول نے ہم سے کہا کہ توحید کا اقرار کرو اور صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور اپنے آبائی توہمات سے پرہیز کرو

اور لکڑھی اور پتھر کے خداؤں سے نفرت کرو۔ اُس نے ہم کو حکم دیا کہ بُرائی سے بھاگو۔ بات کے سچے وعدے کے پورے رہو ما باپ سے محبت رکھو اور ہمسایہ پر مہربانی کرو۔ عورتوں کو بے عزت اور تیوں کو لوٹنے سے اُس نے ہم کو منع کیا۔ نماز روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ ہم کی رسالت پر ایمان لائے اور ہم نے اُن احکام کو تسلیم کیا جو وہ ہمارے پاس خدا کے پاس سے لایا۔ لیکن ہمارے ملک والے ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم پر ظلم کئے کہ ہم اسلام چھوڑ کر بتوں کی پرستش کریں۔ پس اپنے ملک میں امن نہ پا کر ہم نے تمھارے ملک میں پناہ ڈھونڈ لی۔ تمھارے انصاف پر بھروسہ کر کے ہم امید کرتے ہیں کہ تم ہمارے دشمنوں کے ظلم سے رہا کر دو گے۔ بادشاہ نے ہماروں کی درخواست کو سنا اور قریش کی سفارت نامہ رد واپس ہوئی۔ اسی اثنا میں مکہ میں ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ دولت اور اختیار کی طمع والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترغیب دیں کہ آپ اسلام کی تعلیم و تکمیل سے کنارہ کریں۔ لیکن یہ کوشش بھی عبث تھی۔

جبکہ مکہ میں سفارت کے نتیجہ کو دریافت کرنے کا جو حبشہ بھیجی گئی تھی بہت انتظار تھا تو اس وقت ایک ایسے شخص نے اسلام قبول کیا جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمنوں میں سے تھے۔ اور جنہوں نے سخت تعصب اور اصرار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ مخالفت کی تھی۔ یہ وہ شخص تھے جن کو مسلمان ہر درجہ سے اپنا نہایت سخت اور قہر انگیز دشمن یقین کر سکتے تھے۔ لیکن جب وہ ایمان لائے تو اسلامی تاریخ میں اسلام کی سب سے زیادہ زینت دینے والوں میں سے ہوئے۔ یہ شخص عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ مسلمان ہونے سے پہلے ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر غضب ناک ہو کر ہاتھ میں تلوار لیے آپ کے قتل کے ارادے سے نکلے۔ راستہ میں ایک عزیز ملا۔ اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا محمد کو ڈھونڈتا ہوں تاکہ اُس کو قتل کروں وہ اپنے شہر کے لوگوں پر مصیبت اور فساد لایا ہو اور ہمارے خداؤں کو اُس نے دشنام

دی ہیں اور ہمارے باپ دادا کی یادگار کو بے عزت کیا ہو؟ اُس عزیز نے کہا: اپنے ہی خاندان کے لوگوں کو کیوں سزا نہیں دیتا جنہوں نے تیری لاعلمی میں اپنے آبائی مذہب کو ترک کر دیا ہو؟ عمرؓ نے پوچھا: میرے کہنے میں ایسے کون لوگ ہیں؟ رشتہ دار نے جواب دیا: تیرا بہنوئی سعید اور تیری بہن فاطمہؓ۔ عمر ابن الخطابؓ یہ سنتے ہی بہن کے گھر دوڑے گئے۔ فاطمہؓ گھر میں بیٹھی اپنے شوہر سعیدؓ اور خباب ابن الارتؓ کے ساتھ جو صحابہ میں سے تھے اور دونوں کو اسلام کی تلقین کرتے تھے قرآن تلاوت کر رہی تھیں۔ عمرؓ مکان میں گھس گئے اور پوچھا: یہ کیا آواز تھی جو میں سنتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: کچھ نہیں، عمرؓ نے کہا: انہیں تم کچھ پڑھ رہے تھے اور میں نے سنا ہی تم محمدؐ کے دین میں شامل ہونگے ہو؟ یہ کہہ کر عمرؓ سعیدؓ پر دوڑے اور ان کو مارا۔ فاطمہؓ بیچ میں آگئیں تاکہ شوہر کو بچاویں اور بھائی سے کہا ہاں ہم مسلمان ہیں اور اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ مار ڈالو اگر تمہاری یہی مرضی ہے؟ اس کشمکش میں عمرؓ کی بہن زخمی ہوئیں اور جب عمرؓ ابن الخطابؓ نے فاطمہؓ کے چہرے پر خون دیکھا تو نرم ہوئے اور وہ کاغذ مانگا جس کو وہ پڑھتے تھے۔ کچھ تامل کے بعد فاطمہؓ نے کاغذ دیدیا۔ اس میں قرآن کی بیسویں سورہ (سورہ طہ) لکھی تھی۔ جب عمرؓ نے اس کو پڑھا تو آواز سے کہا: کیا حسینؑ کلام ہے اور کیا گرامی خطاب ہے؟ جوں جوں پڑھتے گئے ایمان سے دل منسوب ہوا یہاں تک کہ بولے: مجھ کو محمدؐ کی خدمت میں لے چلو تاکہ اسلام کا اقرار کروں۔

قریب قریب اسی زمانہ میں ایک اور بڑے شخص نے اسلام قبول کیا یعنی حسنہؓ ابن عبدالمطلبؓ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور دونوں آپس میں دودھ بھائی بھی تھے۔ حسنہؓ رضی اللہ عنہ نے جب ایک اقدہ کا حال سنا جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے ایذا پہنچائی تھی اور آپؐ صبر فرمایا تھا تو ان کے دل پر ایسا شتر لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور معاونت کا فوراً خیال پیدا ہوا اور دشمن سے پگنے دوست بن گئے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کی مثال ایسی تھی

جبکہ مسلمانوں کی تکفیفیں دیکھ کر ان کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوئی ہو بلکہ اور بہت سی مثالیں اسی قسم کی تھیں اور بلاشبہ بہت لوگ نئے مذہب کے خفیہ طور پر طرفدار تھے جنہوں نے اپنا مسلمان ہونا اسوقت تک ظاہر نہ کیا جب تک کہ اسلام کو علانیہ کامیابی نہ ہوئی۔

حضرت عمرؓ کا ایمان لانا اسلام کی تاریخ میں ایسا واقعہ ہے جو اس کی صورت کو بالکل بدل دیتا ہے۔ مسلمان اب اس قابل ہو گئے کہ زیادہ جرات اختیار کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقم کا گھر چھوڑ دیا اور اہل اسلام نے کعبہ کے سامنے علانیہ ملکر ناز پڑھنی شروع کر دی۔

لیکن اس طرح کی حفاظت تھوڑے عرصہ تک رہی۔ قریش کی سفارت جثہ سے ناکام واپس آئی۔ کیونکہ وہاں کے بادشاہ نے قطعی انکار کر دیا کہ ہماروں کو اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کرے گا۔ یہ حالت ایسی تھی کہ رؤسائے مکہ کو اس سے خوف پیدا ہونا واجب تھا۔ اس لیے کہ اب انکا ایسے لوگوں سے مقابلہ نہ رہا جو مظلوم اور قوم سے خلیج ضعف و آلام کی زندگی کی کشمکش میں رہتے ہوں بلکہ اب مسلمان ایک قومی فریق بن گئے تھے جو شہر کے باہر لوگوں کے شامل ہونے سے اپنی قوت کو بڑھاتے تھے اور مکہ کی عکدارمی کے استحکام کو ایک زبردست غیر ملک کے بادشاہ کی دوستی سے خطرہ میں ڈال رہے تھے۔

قریش نے یہ حالت دیکھ کر مستقل کوشش کی کہ اپنی عکدارمی سے اس خطرہ ناک عنصر کو نکال کر نیست و نابود کر دیں۔ انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف جو قرابت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے تھے ایک عہد نامہ جاری کیا جس میں قریش نے اتفاق کیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کی عورتوں کو نکاح میں نہ لیں گے اور نہ اپنی عورتوں کو انکے نکاح میں دیں گے۔ نہ انکے ساتھ بیع کریں گے نہ شہر اور یہ کہ ان سے ہر طرح کے معاملات بند رہیں گے۔

اس عہد نامہ کے تشدد نے اور ان خطروں نے جو اس تشدد میں شامل ہوئے مجبور کیا کہ مسلمان پھر جثہ کو ہجرت کریں اور اس دفعہ ترائی مددوں اور اٹھارہ عورتوں نے

جسٹہ کو ہجرت کی۔

تین برس تک بنی ہاشم شہر کے ایک حصہ میں محصور رہے۔ اور اس عرصہ میں برابر قریش کے عہد نامے کی سختی کے ساتھ پابندی رہی۔ کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ موسم حج کے مہینوں کے سوا کہیں باہر نکلتا کیونکہ ان مہینوں میں عرب میں ہر جگہ لڑائیاں بند ہو جاتی تھیں اور یہ چند روزہ امن اس لیے ہوتا تھا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جو قومی مذہب کا مرکز تھا زائر بسکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسم حج میں مفید موقع ملا تھا کہ مختلف قبائل عرب کو جو کعبہ معظمہ کی زیارت کے لیے جوق جوق آتے اور قریب کے میلوں میں جمع ہوتے تھے تلقین اسلام فرما دیں۔ لیکن کچھ کامیابی نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلاتا چلتا کہ ”یہ جھوٹا ہے اور چاہت ہے کہ تم کو تمھارے آبائی دین سے نکال کر اپنے جھوٹے عصائد کی طرف جن کو وہ لایا ہے لاوے۔ اس لیے اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اس کی بات نہ سناؤ“ لوگ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے طعن کر کے کہتے ”تیرے قبیلے اور خاندان کے لوگ تجھ کو سب سے بہتر جانتے ہیں پھر وہ کیوں تیرا یقین اور پیروی نہیں کرتے“

آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اقارب نے جو سختیاں اور تکلیفیں اٹھائیں ان پر قبیلہ قریش کے ایک حصہ کو ہمدردی پیدا ہوئی اور انھوں نے جو عہد نامہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف جاری کیا تھا اس کو اٹھا دیا۔

اسی سال میں جبکہ عہد نامہ منسوخ ہوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نے جو چوبیس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیر اور ہمدرد رہی تھیں آپ کو اندوہ اور الم میں مبتلا کیا اور اس واقعہ کے بعد ہی ابوطالب کی موت نے آپ کو ایسے معاون سے محروم کر دیا جو ہمیشہ آپ کے قوی محافظ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر کفار کے طعن اور نفر کا سامنا ہوا۔

اہل مکہ کی عداوت اور انکار کے بعد جن کو دس برس تک بغیر زیادہ کامیابی کے اسلام کی خبر سنائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ فرمایا کہ دیکھیں اور لوگ بھی ایسے ہیں جو آپ کی بات کو سنیں اور جن کے دل میں تخم دین کے لئے زیادہ قابل اور بار آور زمین ملے۔ اس امید میں آپ طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے ساٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ عائد شہر کی ایک بڑی مجلس کے سامنے توجید اور تبلیغ اسلام کا جو پیغام بردار ہونے کی وجہ سے آپ کو پہنچی تھی ذکر فرمایا۔ اور طائف کے لوگوں سے کہا کہ مکہ کے دشمنوں سے آپ کی حفاظت کریں۔ آپ کی تعلیم اور رسالت کے اعلیٰ حقوق (جن کو طائف کے اصنام پرست باشندے سمجھ بھی نہ سکے) اور پھر آپ کی سیکسی کی حالت ایسی غیر متناسب معلوم ہوئی کہ اہل طائف نے مضحکہ کیا اور تحقیر کی اور پھر بار کر شہر سے نکال دیا۔

طائف سے واپس آکر کامیابی کی تمام صورتوں میں سب سے زیادہ مایوسی ہو گئی اور آپ کے روحانی حزن و ملال نے اس کلام میں اپنے تئیں ظاہر کیا جو نوح علیہ السلام کی زبان پر بیان ہوا۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۖ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۚ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصْرُوا وَآوَاكُم مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ ۖ فَسَوِّغْ لَهُمْ نَارًا ۚ (سورہ نوح - ۵-۶) یعنی نوح نے کہا اے خدا میں دن رات اپنی قوم کو بلاتا رہا پھر میرے بلانے سے بجز اس کے کہ وہ بھاگتے رہیں اور کچھ نہ ہوا اور جب میں نے ان کو بلایا تاکہ تو انکو سعادت کرے انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اپنے پٹے سمیٹ لیے اور ضد کی اور نہایت سرکشی کی۔

لیکن اس اندوہ و ملال کی حالت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی ایسی صورت سے ہوئی جسکا پہلے خیال نہ تھا۔ موسم حج میں آپ کی نظر چھ یا سات آدمیوں کے ایک گروہ پر پڑی جن کو آپ نے پہچان کر مدینہ سے آتے ہیں جس کو اُس زمانہ میں ثیرب کہتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا: تم کس قبیلے سے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: قبیلہ خزرج سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا یہود کے ساتھیوں میں سے ہو؟ خزرجیوں نے جواب دیا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم تھوڑی دیر متنبہ نہ جاؤ گے تاکہ میں تم سے بات کروں؟ خزرجی بولے: ضرور، اور یہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے اور آپ نے ان کو خدا سے برحق کی خبر دی اور اسلام کی تلقین فرمائی اور قرآن اُن کے سامنے پڑھا۔ پس ایسا ہوا کہ اللہ نے اس میں اسلام کے لیے عجیب کام کیا کہ ان کے ملک میں یہود پائے گئے جو توریت رکھتے تھے اور عقل رکھتے تھے جبکہ وہ خود (خزرجی مشرک اور صنم پرست تھے۔ یہود نے ان کے ہاتھ سے اکثر ظلم اٹھائے تھے اور جبکہ اُن کے آپس میں لڑائی تھی تو یہود ہمیشہ کہتے تھے کہ: جلد تم میں ایک رسول پیدا ہوگا اور اُس کا وقت قریب ہو اور اُس کی ہم پیر دی کریں گے اور اُس کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے عدا اور ارم کا ساقط، اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے باتیں کیں اور خدا نے برحق کی ان کو تلقین کی تو انھوں نے آپس میں کہا: یقین جانو کہ یہی رسول ہجو چکی نسبت یہود نے ہم کو ڈرایا تھا۔ آؤ جلدی کرو اور اس کے ساتھ شریک ہونے میں ادل رہو؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلقین فرمائی اس پر یہ خزرجی ایمان لائے اور اسلام قبول کیا اور آپ سے عرض کیا کہ: ہمارے ملک والے ایک سخت اور مملکت لڑائی میں مصروف ہیں لیکن اب خدا نے برحق تیرے طفیل اور تعلیم سے ان کو متفق کر دے گا۔ پس ہم اسلام پر ان کی دعوت کریں گے اور اُس دین سے ان کو آگاہ کریں گے جو ہم کو تجھ سے ملا ہے۔

یہ واقعہ جس کا اوپر ذکر ہوا روایت سے اسی طرح بیان ہوا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں ایسا واقعہ ہے جس پر بہت سے واقعات کو حصر ہوتا ہے۔ اب آپ ایک ایسی قوم سے ملے جن کے حالات سابقہ تو ایسے تھے کہ ان کی طبیعتیں آپ کی تسلیم قبول کرنے پر آمادہ تھیں اور ان کی موجودہ حالت ایسی تھی جیسا آگے چل کر ظاہر ہوا کہ وہ

آپ کے کام میں مدد ہوئی

شیرب کا شہر مدت سے یہود کے قبضے میں تھا یہ یہودی کسی قومی تباہی کے سبب سے جو غالباً بادشاہ میدین کے جور و ظلم سے رہا ہوئی اپنے ملک سے نکل گئے تھے۔ ست سہ عیسوی کے قریب خانہ بدوش عرب کا ایک گروہ جس میں خزرج اور اوس کے دو قبیلے تھے شیرب میں آیا اور صلاح کے بعد یہود کی علداری سے ان کو حصہ دیا گیا۔ خزرج اور اوس کے قبیلوں میں جب آدمی بڑھتے گئے تو شیرب کے یہودی فرمانرواؤں سے وہ ملکی اختیارات بھی چھیننے لگے۔ یہاں تک کہ پانچویں صدی عیسوی کے ختم کے قریب شیرب کی علداری خزرج اور اوس کے قبضہ میں آگئی۔

بعض عربوں نے یہودیوں کا مذہب اختیار کر لیا تھا اور بہت سے یہودی جو پہلے شیرب کے مالک تھے وہ عرب فاتحین کی ملازمت میں انبک رہتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شیرب میں یہودی رعایا کثرت سے رہتی تھی۔ اس طرح شیرب کے لوگ ایک مسیح موعود کا خیال رکھتے تھے اور اس وجہ سے بت پرست اہل مکہ کے مقابلہ میں وہ پیغمبر خدا کی رسالت کو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں سمجھنے کی زیادہ قابلیت رکھتے تھے اہل مکہ کے لیے رسالت کا خیال بالکل اجنبی تھا اور قریش کے لیے تو وہ بہت ہی بے لطف تھا کیونکہ قبائل عرب پر قریش کی افسری اور ان کا دنیوی اقتدار صرف اس وجہ سے تھا کہ کعبہ کے مقدس احاطہ میں جو قومی مجموعہ اسام کا رہتا تھا اس کے وہ موروثی متولی چلے آتے تھے۔

شیرب کا شہر مدت کے مفسدہ سے جو خزرج اور اوس میں زمانہ دراز سے چلا آتا تھا اور جس کے سبب سے ہمیشہ خانہ جنگی رہتی تھی تباہ حالت میں تھا۔ شہر کے لوگ غیر مطمئن اور شبہ کی حالت میں رہتے تھے اور کوئی چیز جان و دنوں مخالف قبیلوں کو کسی مشترکہ مقصد کے لیے متحد کر دیتی وہ شہر کے حق میں نعمت تصور ہوتی۔ شمالی ملک اٹلی میں زمانہ

وسط کی جمہوری عملداریاں ایک اجنبی آدمی کو اپنے شہروں میں اعلیٰ ترین منصب کے لیے منتخب کر لیتی تھیں تاکہ مخالف فریقین کی قوت میں ہمواری قائم رہے اور اگر ممکن ہو تو یہ انتظام خانہ جنگی کو روکے جو تجارت اور امن خلافت کی بربادی کا باعث ہوتی تھی۔ اسی طرح اہل شرب نے اپنے شہر میں ایک غیر شخص کے آنے کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا خواہ منصب حکومت کو جو خالی پڑا تھا وہ زبردستی لیتا یا ان کی اجازت سے حاصل کرتا۔ آپس کے رشک نے جو شہر میں تھا ایسے رشک کو مٹا دیا جو باہر والوں کے آنے سے ہوتا۔

اوپر کے واقعات بہت کچھ ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے آٹھ برس بعد دس ہزار مسلمانوں کے سردار بن کر اُس شہر میں داخل ہوئے جس میں دس برس تک بہت کم نتیجے پیدا ہوئے جہاں آپ نے تبلیغ اسلام میں کوشش فرمائی تھی۔

لیکن یہ بات لکھی ابھی قبل از وقت ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد فرمایا تھا کہ خزیج کے ساتھ خود شرب کو تشریف لے جائیں لیکن خزیج نے آپ کو اس ارادے سے اُس وقت تک باز رکھا کہ ان میں اور اوس میں مصالحت نہ ہو جاوے۔ خزیج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ”مجھ سے استعفا کرتے ہیں کہ ہم کو اپنے لوگوں میں واپس جانے دے اگر خدا نے ہم میں امن پیدا کر دیا تو ہم تیرے پاس پھر آویں گے اور حج کے موسم کو آئندہ برس میں مقررہ وقت پر ہونے دے۔“ اس طرح خزیجی اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور اپنی قوم کی اسلام پر دعوت کی۔ اور بہت لوگ ایمان لائے یہاں تک کہ کوئی کتبہ مشکل سے ایسا تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

جب حج کا زمانہ پھر آیا تو ایک جماعت جس میں دس آدمی خزیج اور دو آدمی آوس کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عہد کے موافق بیعت کی غرض سے جائے مقررہ پر حاضر ہوئے۔ اور آپ پر بیعت کی۔ اس اول بیعت کا مضمون جس کا نام بیعت عقبہ الاولیٰ

مقام عقبہ کی وجہ سے ہوا جو طے کی جگہ تھی یہ تھا کہ ہم کسی کی بندگی سوائے ایک خدا کے نہ کریں گے۔ ہم چوری نہ کریں گے اور نہ زنا کریں گے اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گے اور جبراً کہنے اور غیبت سے پرہیز کریں گے ہم اللہ کے رسول کی ہر بات کو جو راست ہوگی تسلیم کریں گے۔ اور اُسی کے تابع رہیں گے خوشی اور رنج میں۔ یہ بارہ آدمی دعاۃ اسلام بنکر یشرب کو داپس چلے گئے۔ یشربوں کی حالت اسلام قبول کرنے کے لیے اس قدر آمادہ اور پھر ان دعاۃ اسلام نے اپنے کام میں ایسی سرگرمی دکھائی کہ اسلام بہت جلد ایک گھر سے دوسرے گھر اور ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں شائع ہو گیا۔

یشرب کو داپس کے وقت یشربوں کے ساتھ مصعب ابن عمیر بھی ہو گئے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک تحریر کے بموجب جو یشرب سے آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یشرب روانہ کیا۔ یہ نوجوان شخص شروع زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ جہنم سے واپس آئے تھے۔ اس وجہ سے ان کو بہت تجربہ حاصل تھا اور ظلم کے مکتب میں ایذا کی تربیت پانچے تھے۔ جس نے ان کے جوش مذہب میں مناعت ہی نہ پیدا کر دی تھی بلکہ یہ بھی سکھا دیا کہ ظلم کا کس طرح سامنا کیا جاتا ہے اور ان لوگوں سے کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے جو اسلام کی تعلیم کو بغیر سنے اسلام کو مطعون کرتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت بھروسہ فرما کر نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے مشکل کام کو اور جوش اور ریاضت اسلام کے تخم کی حفاظت کو جو ڈال دیا گیا تھا اور اُس کی پرورش کو کہ وہ پروان چڑھے مصعب ابن عمیر کے سپرد فرمایا یشرب پہنچا مصعبؓ اسعد ابن زرارہ کے گھر میں ٹھہرے اور مسلمانوں کو نماز اور تلاوت قرآن کے لیے کہی تو اسعد اور کبھی بنی ظفر کے گھر میں جمع کیا کرتے۔ بنی ظفر کا گھر شہر کے ایسے محلے میں تھا جس میں ظفر کا خاندان اور عبد اللہ الاشمل کا خاندان مل کر رہتا تھا۔

اس زمانہ میں عبد اللہ الاشمل کے سردار اسعد ابن معاذ اور اسید ابن جحیفہ

تھے ایک دن یہ ہوا کہ مُصْعَب اسعد کے ساتھ بنی ظفر کے گھر میں بیٹھے چند نو مسلموں کی تعلیم میں مصروف تھے کہ سعد ابن معاذ نے ان کے ٹھہرنے کی جگہ کا نشان لیکر اسید ابن خضیر سے کہا: "اس داعی اسلام اور اس کے ساتھی کو اپنے محلے سے نکال دے" میں تجھ کو اس بات کی تکلیف نہ دیتا اگر صلہ رحم جو مجھ میں اور بنی زرارہ میں ہو اُس شخص کو نقصان پہنچانے کا مانع نہ ہوتا (سعد ابن معاذ اسعد ابن زرارہ کا خالہ زاد تھا) یہ سُنکر اسید نے نیزہ اٹھایا اسعد اور مُصْعَب کے پاس پہنچا اور چلا کر کہا: "تو کیا کرتے ہو" ضعیف رہ گئے والوں کو گمراہ کرتے ہو۔ اگر تم کو اپنی جانیں عزیز ہیں تو ابھی یہاں سے چلے جاؤ مُصْعَب نے آہستہ سے جواب دیا: "بیٹھ جا اور ہماری بات سُن اگر تو نے ہم سے ایسی بات سنی جو تجھ کو ناخوش کرے تو ہم چلے جائیں گے" اسید نیزہ زمین میں گھڑ کر بیٹھ گیا اور مُصْعَب نے اسلام کے ضروری عقائد بیان کیے اور قرآن شریف کی چند آیہ کریمہ کو پڑھا توڑمی ہی دیر میں اسید بیتاب ہو کر بولا: "کیا کروں جو اس دین میں شامل ہوں" مُصْعَب نے جواب دیا: "پانی سے اپنے تئیں پاک کر اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کر" اسید نے فوراً اس ہدایت پر عمل کیا اور کلمہ پڑھا اور کہا: "میرے بعد ایک اور شخص ہو جس کو تمھیں ایمان پر لانا ہو گا (سعد ابن معاذ سے مراد تھی) اگر وہ ایمان لایا تو بنی شہس کا کل قبیلہ اس کی مثال کی پیر دی کرے گا۔ میں اُس کو تمھارے پاس بھیجتا ہوں" اسید ابن خضیر یہ باتیں کر کے پلے گئے اور تھوڑی دیر بعد سعد ابن معاذ اسعد پر خندہ کھاتا آیا اور کہا: "اگر تو میرا خالہ زاد نہ ہوتا تو تیری جرات پر میں تجھ کو نادم کرتا۔ کس بات سے تیری ہمت ہوئی کہ اپنے دین کے عقائد کو جو ہمارے مذہب کے خلاف ہیں ہم میں لایا؟" مُصْعَب نے سعد سے درخواست کی کہ اسلام کو نبیہد اس کی تعلیم کے سُنے بُرا نہ کہے۔ اس پر سعد نے اسلام کی باتوں کو سُنا منظر کیا۔ اور مُصْعَب کے کلام نے جلد سعد پر اثر کیا اور ایساں اُس کے دل میں پیدا کیا اور اسلام قبول کر کے سعد ابن معاذ

مسلمان ہو گئے سعد جوش اسلام میں بھرے ہوئے اپنے قبیلے کے لوگوں میں پہنچے اور ان سے کہا: اے بنی اشمل بتاؤ میں تمہارا کون ہوں؟ انہوں نے کہا: تو ہمارا سردار ہو اور ہم سب سے زیادہ عاقل اور عالی نسب ہو۔ سعد نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ میں کبھی تم میں سے کسی سے بات نہ کروں گا جب تک کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول محمد پر ایمان نہ لاؤ گے۔ اُس دن سے عبد الاشمل کی کل اولاد نے اسلام قبول کیا۔ ایسے جوش اور حمیت کے ساتھ تعلیم اسلام کو ترقی دی جاتی تھی کہ ایک سال کے اندر مدینہ کے عربوں میں کوئی گھرانہ ایسا نہ رہا جس میں چند آدمیوں نے مسلمان ہو کر مسلمانوں کی تعداد نہ بڑھائی ہو سوائے قبیلہ اوس کے ایک حصہ کے جو ابوقیس شاعر کی وجہ سے اسلام سے علیحدہ رہا۔

دوسرے برس جب حج کا زمانہ آیا تو مسلمانوں کا ایک گروہ جس میں تہمتہ شخص تھے ہم وطن مشرکین کے ساتھ یثرب سے مکہ میں آیا۔ یہ مسلمان مکہ کو اس لیے نہ بچے گئے تھے کہ ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یثرب چلنے کے لیے عرض کریں کہ دشمنوں کے ضرر سے آپ پناہ لیں اور دوسرے اس لیے کہ آپ کو اللہ کا رسول اور اپنا سردار مان کر آپ سے بیعت کریں۔ وہ تمام لوگ بھی جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ دو جوں میں ملے تھے اس موقع پر مکہ کو واپس آئے اور مصعب بھی جو ان کے معلم دیں تھے ہمراہ تھے۔ مصعب ابن عمیر مکہ میں پہنچتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُس کامیابی کا حال عرض کیا جو دعوت اسلام میں ان کو حاصل ہوئی تھی۔ یہ روایت ہے کہ جب مصعب کی ماں نے بیٹے کے آنے کی خبر سنی تو یہ کہلا بھیجا کہ اے نافرمان سرزند کیا تو ایسے شہر میں وچسل ہو گا جس میں تیری ماں رہتی ہو اور اُس سے تو پہلے ملنے نہ آئے۔ مصعب نے جواب دیا: میں

کسی کے گھر میں رسول خدا سے پہلے ملنے نہ جاؤں گا۔ جب مُصعب رسول خدا صلعم سے ملازمت حاصل کر چکے تو اپنی ماں کے پاس گئے جس نے کہا: میں سمجھتی ہوں کہ تو ابھی تک ہمارے دین سے بھاگا ہوا ہے۔ مُصعب نے جواب دیا: میں خدا کے رسول اور برحق ملت اسلام کا پیرو ہوں۔ ماں نے کہا: کیا تو اُن مصیبتوں سے خوش ہے جو حبشہ کی زمین میں تجھ کو اٹھانی پڑیں اور اب یثرب میں سہنی پڑتی ہیں۔ مُصعب سمجھ گئے کہ ماں پھر تجھ کو قید کرنے کی فکر میں ہے۔ اُنھوں نے بلند آواز سے کہا: کیا تو جبراً کسی کو اُس کے مذہب سے علیحدہ کرے گی۔ اگر تیرا منشا یہ ہے کہ پھر مجھ کو قید کرے تو پہلا شخص جو مجھ پر ہاتھ چھوڑے گا اُس کو تیری قتل کر دوں گا۔ مُصعب کی ماں نے یہ سن کر کہا: ”بس تو میرے سامنے سے چلا جا۔ اور یہ کمکر رونے لگی۔ مُصعب اس کیفیت سے متاثر ہوئے اور کہنے لگے: اے میری ماں۔ میں تجھ کو محبت کی مشورت دیتا ہوں کہ گواہی دے کوئی خدائیں بجز اللہ کے اور محمد اُس کا بندہ اور رسول ہے۔ لیکن مُصعب رضی اللہ عنہ کی ماں نے جواب دیا: چلتے تاروں کی قسم میں تیرے مذہب میں شامل ہو کر اپنے تئیں احمق نہ بنائوں گی۔ میں تجھ سے اور تیری باتوں سے ہاتھ دھوتی ہوں اور اپنے دین سے وابستہ ہوں۔“

اس خیال سے کہ قریش کی بدظنی اور عداوت کو تحریک نہ ہو عقبہ میں پوشیدہ ملاقات کی تجویز ہوئی جہاں پہلے بھی وہ مسلمان جمع ہوئے تھے جنھوں نے اول بیعت عقبہ سے پہلے برس میں اسلام قبول کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم حضرت عباس کے ساتھ جو آپ کے چچا تھے عقبہ میں شریعت لائے حضرت عباس اگرچہ ابھی تک بت پرست تھے مگر وہ اس راز میں شریک کر لیے گئے تھے۔ اُنھوں نے اس پوشیدہ جلسے میں آغاز سخن اس طریقہ سے کیا کہ پہلے اپنے برادر زادہ کی نسبت کہا کہ وہ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ شریفین خاندان کے فرزند ہیں۔ اس قبیلے نے ہمیشہ آپ کو

دشمنوں سے محفوظ و مہزون رکھا گو آپ کی تعلیم سے انکار کیا۔ چونکہ اب آپ شرب کے لوگوں میں پناہ لینی چاہتے ہیں تو شریعوں کو چاہیے کہ حفاظت کی ذمہ داری کو وہ بھی طمع پہنچ لیں کیونکہ جب ایک دفعہ انہوں نے اس کام کو اپنے ذمہ لے لیا تو پھر اپنے نفع سے انکو نہ ہٹنا ہوگا۔ تب برابر ابن معرور نے جو قبیلہ خزرج میں سے تھے اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ارادے میں مضبوط ہیں۔ پھر انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جو کچھ آپ ہم سے چاہتے ہیں وہ مفصل بیان فرمادیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آیات کلام مجید کی پڑھ کر ان سے گفتگو شروع کی اور ان کو نصیحت فرمائی کہ وہ ہمیشہ اس دین کی تصدیق کریں جس میں وہ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم میری اور میرے ساتھیوں کی حفاظت دشمنوں سے اسی طرح کرو جیسے تم اپنے اہل عیال کی کرتے ہو۔ تب برابر ابن معرور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا ”قسم جو اُس کی جس نے تجھ کو رسول کر کے ہمارے پاس بھیجا اور تیرے ذریعہ سے دین برحق ہم پر ظاہر کیا کہ ہم تیری حفاظت اس طرح کریں گے جیسے اپنے جسموں کی اور ہم تجھ کو اپنا سردار مان کر تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ ہم میدان کے مرد اور ہتھیاروں کے آدمی ہیں جو ہم نے لائق باپوں سے لائق بیٹوں کی طرح ورثہ میں پایا ہے۔“ اس طرح سب نے باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی۔

جس وقت قریش کو ان پوشیدہ کاموں کی خبر لگی تو مسلمانوں پر اور زیادہ ظلم ٹوٹنے شروع ہوئے یہاں تک کہ آنحضرت نے اُن کو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا۔ شرب کو چلے جاؤ کیونکہ اللہ نے تم کو اُس شہ میں بھائی دیئے ہیں اور گھر دیا جس میں تم کو پناہ ملے۔ پس مسلمان چپکے چپکے دو دو اور تین تین کر کے شرب کو ہجرت کرنے لگے جہاں انکا سچے دل سے خیر مقدم ہوا اور شریعوں نے مہاجرین کی مہارات کی اور اس مہارات میں ایک نے

دوسرے پر فضیلت حاصل کرنی چاہی اور تمام ضروری اشیاء ماجرین کے لیے مہیا کیں دو برس کے عرصے میں تقریباً کل مسلمانوں نے سوائے ان کے جنگو گرفتار کر لیا تھا اور قید میں ڈال دیا تھا یا جو حالت اسیری سے بھاگ نہ سکتے تھے مکہ سے یثرب کو ہجرت کی۔ اور ان کی تعداد ایک سو پچاس تھی۔ ان مسلمانوں میں ایک شخص صہیبؓ تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یونان کا پہلا شہر، کما تھا۔ یہ شخص یونانی غلام تھے اور آزاد ہونے کے بعد تجارت کر کے بہت دولت جمع کر لی تھی۔ غرض اُن کا حال یہ بیان کیا گیا ہی کہ جب صہیبؓ مکہ سے ہجرت کرنے کو ہوئے تو اہل مکہ نے اُن سے کہا: "تو یہاں اُس وقت آیا تھا جبکہ جاقبند اور مغلس تھا۔ لیکن ہمارے ساتھ تیری دولت بڑی بے نیلک کہ تو موجودہ ثروت کو بیچا اور اب تو ہم سے جدا ہوتا ہے فقط اپنے ہی ساتھ نہیں بلکہ اپنے مال کے ساتھ بھی۔ قسم ہے رب کی ایسا نہ ہوگا" اس پر صہیبؓ نے کہا: "اگر میں اپنے مال کو چھوڑ جاؤں تو بھی تم مجھ کو جانے دو گے" اہل مکہ نے اس بات کو منظور کر لیا اور صہیبؓ نے اپنا سب مال چھوڑ دیا۔ جب یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "بیچ دو صہیبؓ نے نفع سے معاملہ کیا"

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روانگی میں توقف فرمایا دباشبہ اس خیال سے کہ مسلمانوں کی طرف سے لوگوں کا دہیان ببادیں (بے نیلک کہ ایک مشورت نے جو آپؐ کی جان لینے کے واسطے ہوئی آگاہ کیا کہ زیادہ توقف باعث ہلاکت ہو گا اور آپؐ نے ایک تدبیر سے یثرب کو ہجرت فرمائی۔

یثرب یا مدینہ میں آکر جس کو اس زمانہ سے مدینۃ النبی کا لقب ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا فخر اس کا ہوا کہ ایک مسجد تعمیر کروائی جاوے تاکہ نماز پڑھنے اور اہل اسلام کے جمع ہونے کے لیے ایک جگہ ہو جاوے۔ کیونکہ اس وقت تک انصار میں سے ایک شخص کا رہنے کا گھر تھا جو ان کاموں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ پہلے نمازی بیت المقدس

کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور یہ انتظام غالباً اس امید سے ہوا تھا کہ یو دوارہ اسلام میں شامل کر لئے جاویں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے طریقوں سے مثلاً توریت مقدس کے حوالوں سے اور اسے رسوم مذہب میں آزادی اور اختیارات ملکی میں مساوی حقوق دیکر یہود کو اپنی طرف لانا چاہا۔ لیکن انھوں نے ان سب مہربانیوں کا نفرت اور عداوت سے جواب دیا۔ جبکہ یہود سے موصلت کی تمام امیدیں لاعمل ثابت ہوئیں اور یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ آپ کی رسالت پر وہ ایمان نہ لادیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ نماز میں کعبہ معظمہ کی طرف منہ رکھیں (سورہ المائدہ ۹۰) نماز میں سمت قبلہ کی تبدیلی کے معنی جو بادی النظر میں معلوم ہوں ان سے زیادہ عسق تھے۔ یہ بات فی الحقیقت اسلام کی قومی زندگی کی بابت دہائی تھی۔ اس حکم نے کہ میں کعبہ معظمہ کو اہل اسلام کے لیے اسلامی مرکز بنا دیا جیسا کہ مدت دراز سے وہ قبائل عرب کی زیارت گاہ چلا آتا تھا ایسا ہی قابل وقعت امر اہل عرب کی تدبیر رسم حج کو زائے اسلام میں شامل کر لینا تھا جس سے ہر مسلمان پر عمر بھر میں کم سے کم ایک دفعہ حج فرض ہوا۔

قرآن شریف میں بہت سی آیات ایسی ہیں جو اسی قومی خیال کے آغاز کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور اہل عرب کو اس استحقاق کے سمجھنے پر تاکید کرتی ہیں جو ان کو اس طرح بخش گیا کہ ان ہی کی زبان میں وحی نازل ہوئی اور ان ہی کے ملک کے ایک آدمی کی زبان سے

سہ یہ آیات نہیں جو حضرت ابراہیمؑ ان کی اولاد نے کعبہ کو سمت قبلہ قرار دیا ہو مگر یہودیوں نے بیت المقدس کو سمت قبلہ تعمیر کیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تب بیت المقدس کو سمت قبلہ رکھا ایسے کہ وہ اہل کتاب کا سمت قبلہ تھا اور مشرکین مدینہ میں اور مسلمانوں میں طائیفہ امتیاز ہوتا تھا چنانچہ قرآن شریف میں اسکا ذکر ہے ”جس قبلہ پہلے تھا وہ ایسے تھا کہ ہم جان میں کہ کون رسول کی پیروی کرنا ہو اور کون چھوڑنا ہو“ (سورہ بقرہ ۱۴۴) مگر جب بعض یہودی بھی ایمان لائے آئے تو مسلمانوں اور یہودیوں میں طائیفہ امتیاز ہونیکے لیے تو قبلہ کی طرف ہونی کو ٹیکے ساتھ خدا نے یہ بھی فرمایا جس طرف منہ کر کے نماز پڑھو اسی طرف خدا کی ذات ہے“ اس سے ظاہر ہے تاہی کو سمت قبلہ کا قدر دینا جماعت کے انتظام کیلئے ہے“ (صورتیم) لہذا رمضان کی روزہ کا حکم سورۃ بقرہ ۱۸۵ آیات ۱۸۶ درسی صلاحت یہود کو خدا کی امتد کی پوز سے صوم حاشدہ رکنا کیلئے۔

اُس کو ادا کیا گیا۔

اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○ سورة الزخرف۔ یعنی جیسے اس کتاب کو عربی زبان میں اُتانا کہ تم سمجھو۔

وَلَوْلَا اَنَّكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَفَنَدْنَا رَبَّنَا ثُمَّ لَنَقَرُنَّ اِلَيْكَ الْغُرَىٰ وَنَحْنُ لَكَ شُرَىٰ ○ (سورہ شوریٰ ۵)۔ یعنی اور اسی طرح ہم نے تیرے دل میں عربی کلام ڈالا کہ تو کہے والوں کو اور اُس کے اُس پاس کے لوگوں کو ڈراوے۔

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا اَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهُ اَعَجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ○ (احمد السجده۔ ۲۴) یعنی اور اگر ہم اس کتاب کو عربی زبان کے سوا دوسری زبان میں اُتارتے تو وہ کہتے کہ اُس کے احکام اچھی طرح کیوں نہیں سمجھائے گئے یہ تو عربی زبان نہیں ہے اور ہم عربی ہیں۔

وَلَمَّا ضَرَّ بَنُو النَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ (سورہ الزمر۔ ۲۸-۲۹) یعنی اور ہم نے لوگوں کے لیے اس کلام میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ نصیحت پائیں اور یہ کلام عربی زبان کا بغیر ایچ بیج کے ہے تاکہ وہ خدا سے ڈریں۔

وَإِنَّهُ لَنَزْلٌ اَنْزِلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ (سورہ الشعرا ۱۹۲-۱۹۵)۔ یعنی اور بیشک قرآن دو جہان کے پروردگار کا بھیجا ہوا ہے صاف عربی زبان میں۔

فَاَعْمٰیثُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلَّا بِلِسَانٍ لِّتُبَيِّنَ لِلْمُتَّقِيْنَ وَّتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لِّذٰ ○ (سورہ مریم ۹۶)۔ یعنی ہم نے قرآن کو تیری زبان میں ہونے سے آسان کر دیا ہے تاکہ تو اس سے خدا ڈرنے والوں کو خوش خبری دے۔ اور ہٹ دھرموں کو ڈراوے۔

بلکہ اسلام کا پیغام صرف ملک عرب ہی کے لیے نہ تھا بلکہ کل دنیا کو اس سے حسرت

لینا تھا چونکہ خدا واحد تھا اس لیے مذہب بھی واحد تھا جس میں شرکت کے لیے سب آدمی بلائے جاویں اسلام کا یہ استحقاق کہ وہ کل دنیا کے لیے ہو اور سب آدمیوں اور قوموں پر حاوی ہو اس کی علی مثال اُن مکتوبات میں ملتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ ہجری (۶۳۷ عیسوی) میں اُس زمانے کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام بھیجے۔ اسی سال میں شہنشاہ ہرقل، شاہ فارس حاکم تین حاکم مصر اور بادشاہ حبشہ کے پاس ایک ایک نامہ اسلام قبول کرنے کی ہدایت سے بھیجا گیا۔ ہرقل قیصر روم کے نامہ کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ یہ خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان۔ محمد جو اللہ کا بندہ ہے اور رسول ہرقل قیصر روم کے نام۔ اُس پر سلامتی ہو جو سید ہے رستہ پر چلا۔ اس کے بعد میں لکھتا ہوں کہ ہاں میں تجھ کو اسلام پر بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرو اور اللہ تعالیٰ کو دعا وصلہ دے گا۔ اگر تو اسلام لینے سے پھرے گا تو تجھ پر تیری قوم کے گناہ ہوں گے۔ اہل کتاب اُس کلام کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے لائق ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرو اور کسی شے کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرو اور اوروں کو معبود نہ پکارو۔ پس اے اہل کتاب اگر تم انکار کرتے ہو تو خبردار رہو۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا دین اسلام ہے یہ نامہ اُن لوگوں کو جن کے پاس بھیجا گیا خواہ کیسا ہی بے معنی معلوم ہوا ہو لیکن زمانہ نے آگے چل کر ثابت کر دیا کہ وہ ایسے جوش سے نہیں لکھا گیا تھا جو خالی خالی ہوتا۔ یہ مکتوبات جو بادشاہوں کے نام بھیجے گئے اسلام کے اس استحقاق کو کہ وہ کل دنیا کی قبول کے لیے ہو اور جس کا ذکر بار بار قرآن میں ہوا ہے کسی قدر زیادہ توضیح اور اعلان سے بیان کرتے ہیں۔

إِنَّ هُوَ الْأَكْرَمُ لِلْعَالَمِينَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأًا بَعْدَ حِينٍ (سورہ ص - ۸۷-۸۸) یعنی یہ تو صرف ایک نصیحت ہے تمام دنیا کے لوگوں کے لیے اور تم ایک زمانہ کے بعد اس کی سچائی جانو گے۔

اِنَّ هُوَ اَلْاَذْكُرُّ وَذُرَّانٌ مُّبِينٌ ۝ لِيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحْيِيَ الْقَوْلَ
فَعَلَى الْكَافِرِيْنَ ۝ (سورہ کہس - ۶۹ - ۷۰) یعنی یہ تو صرف ایک نصیحت اور صاف صاف
کلام ہی تاکہ پیغمبر اُن لوگوں کو ڈراوے جو سمجھ رکھتے ہیں اور کافروں پر رحمت پوری ہو۔
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا - (سورہ الباقہ - ۲۷) یعنی
اور ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ تو تمام لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہو۔
هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الَّذِيْنَ كُلِّهِمْ
وَلُوْكَرَ الْمَشْرِكُوْنَ ۝ (سورہ الصف - ۹) یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا
دین دیکر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک بُرا بنائیں۔

سب سے زیادہ مایوسی کی حالت میں جبکہ اہل مکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے
ماننے سے انکار کرتے تھے۔ (سورہ النحل - ۶۳ - ۱۱۴) وغیرہ وغیرہ) جبکہ اُن لوگوں کو انہیں
مسلمان کیا تھا ایسی اذیت دی جاتی تھی کہ وہ اسلام سے پھر جاتے تھے (سورہ النحل - ۱۰۸)
اور مجبور ہوتے تھے کہ ملک چھوڑ کر بھاگیں تاکہ اپنے ظالموں کے ظلم سے بچیں (سورہ النحل -
۱۱۳ - ۱۱۴) تو اُس وقت یہ وعدہ کیا گیا اَوْ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا ۱۔ ایک دن
ہم اُٹھاویں گے ہر امت سے ایک گواہ (سورہ النحل - ۸۶)۔

اسلام کا یہ استحقاق کہ کافہ خلافت کے قبول کے لیے ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وحی کے ذریعہ سے اوپر کی آیات میں ذکر کیا منصب رسالت سے بھی اس طرح ظاہر ہوا

۱۔ یہ جب کی بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود قرآن شریف کی اُن آیتوں کے جو اوپر نقل ہوئیں بعض لوگوں نے اس بات سے
انکار کیا ہے کہ بانی اسلام کا ابتداء ہی سے یہ تھا تھا کہ اسلام کا خلافت کا مذہب ہو۔ سہ دویم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ خیال کہ
اسلام کی میراث ساری دنیا پر عہدہ کا خیال ہے۔ اس خیال کو باوجود کثرت احادیث کے خود پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے
اگر بالکل نہیں تو غیر واضح طور پر بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب کا مذہب تھا اور حق ملک کے لیے یہ جدید قانون (یعنی اسلام)
نافذ ہوا تھا۔ اول سے اخیر تک اہل عرب ہی کی اسلام پر دعوت کی جاتی تھی اور کسی کی نہیں..... اسے مذہب کا مذہب تھا
دنیا کے لیے نبی و رسول دیا گیا تھا لیکن اُس کا بجز کچھ حالات پر منحصر ہوا کہ کسی ارادے پر۔ (کتاب خلافت مولانا
ابن عربی رحمہ اللہ صفحہ ۳۳ - ۳۴ - ۳۵)

کہ آپ نے بلال کو حبشہ کا پہلا مقرر اور صیغہ کو یونان کا پہلا مقرر فرمایا۔ فارس کا پہلا شخص جو مسلمان ہوا وہ مدینہ میں ایک عیسائی غلام تھا اور ہجرت کے پہلے برس میں آئے اسلام قبول کیا تھا۔ علاوہ اس کے ایک حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک چین کو تبلیغ رسالت میں شامل فرمایا۔ غرض بہت پہلے اس سے کہ ملک گیری کا خواب تک نظر آیا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف ظاہر کر دیا کہ اسلام قوم عرب ہی میں محدود نہ رہے گا۔ ذیل کا بیان دعاۃ اسلام کے نیچے کا جو اسلام کی اشاعت کے لیے سب قوموں میں بھیجے گئے اسلام کے اسی قبول عام کے استحقاق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحاب سے فرمایا کہ تم سب صبح کو میرے پاس آؤ اور آنحضرت جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو کچھ دیر تک جائے نماز پر بیٹھ جاتے اور دعا میں مصروف رہتے تھے پھر آپ صحاب کی طرف متوجہ ہو لے اور آپ نے چند صحابیوں کو ایک طرف بھیجا اور چند کو ایک طرف اور ان سے کہا کہ تم ہندوؤں کے حق میں خدا کا فرض ادا کرنے میں سچے رہو۔ کیونکہ جس شخص کو لوگوں کا کام سچہ دیکھا جاتا ہو اور پھر وہ اس فرض کو سچائی سے ادا نہیں کرتا تو خدا اس پر بہشت کو حرام کر دیتا ہے۔ جاؤ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے رسولوں نے جیسا کیا دیامت کرو۔ کیونکہ وہ پاس رہنے والوں تک پہنچے اور دور رہنے والوں کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ پھر وہ جن لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے ان کی زبان بولنے لگے۔ جب اس کا ذکر آنحضرت سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کے حقوق جو بندوں کے ذمہ بندوں کے متعلق ہیں ان میں یہ حق سب سے بڑا ہے۔

اسلام کے عام ہونے کا ثبوت اور اس کے اس استحقاق کا ثبوت کہ وہ کافرو غلامان

۱۔ شیعہ صفحہ ۳۱۔ ۲۔ ابن سعد فقرہ ۱۱۱۔ یہ شاید غیر معتبر ہو لیکن کم از کم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے تبلیغی اوصاف ابتدائی میں سمجھے گئے تھے +

+ زید ابن ثابت کو آپ نے فرمایا تھا کہ سریانی اور عبرانی زبان سیکھیں اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ جن صحابہ کو بھی لوگوں کے پاس بھیجے گئے تھے جو زبان سیکھنے والے تھے ان لوگوں کی زبان سیکھ لی تھی۔

کی قبول کے لیے ہر یہ ہر کہ اسلام ابتدا سے کل بنی نوع انسان کے لیے خدا کی طرف سے
مقرر ہوا تھا اور اب از سر نو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو قائم نہیں
ہیں (سورۃ الاحزاب - ۴۰) اس طرح ظاہر کیا گیا جیسے اُن سے پہلی نسلوں میں ان کے پیغمبروں
سے ظاہر ہوا تھا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا إِيجَالُهُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيهِمْ يَخْتَلِفُونَ (سورۃ الزمر - ۲۰) - یعنی اور سب
آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اُن میں اختلاف ہوا اور اگر پہلے سے تیرے پروردگار کا حکم
نہ ہو چکا ہوتا تو جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اُس کا فیصلہ اُن میں کر دیا جاتا۔
قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَاةِ الرُّسُلِ - (سورۃ الاحقاف - ۸) یعنی کہدے کہ میں پیغمبروں
میں کچھ نہ ہوں۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ
وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُحْكُمُوا بَيْنَ النَّاسِ فَمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ
إِلَّا الَّذِينَ أَوْتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِآذِنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
(سورۃ المائدہ - ۲۰۹) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اللہ نے نبیوں
کو بھیجا جو خوش خبری دیتے اور ڈراتے تھے اور اُن کے ساتھ سچی کتاب اُنارمی
تا کہ جس میں انھوں نے اختلاف کیا اُس کا فیصلہ اُن میں کر دے اور کسی نے بجز اُنکے
جن کو کتاب دی گئی تھی آپس کی ضد سے بعد اس کے کہ اُن کے پاس صاف صاف حکم
پہنچ گئے تھے اختلاف نہیں کیا۔ پھر اللہ نے اپنی مہربانی سے ایمان والوں کو وہ ٹھیک
راہ بنا دی جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جس کو چاہتا ہی سید ہی راہ دکھاتا ہی۔
ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ ابْعَثْ مُلْكًا بِرُوحِنَا وَوَحَيْنَا مَا كَانُ مِنَ السُّورَةِ ۝

(سورۃ النحل - ۱۲۴) یعنی پھر ہم نے تجھ کو وحی کی کہ پیروی کر ابراہیمؑ کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہیں تھا شریک کرنے والوں میں سے۔

قُلْ إِنِّي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قَدِيمًا آتَا بَنِي آدَمَ حَنِيفًا
(سورۃ الانعام - ۱۶۲) یعنی کہہ دے اسے پیغمبر کہ بیشک مجھ کو ہدایت کی ہے میرے پروردگارؑ نے سیدھے رستے کی جو مضبوط دین ہے دین ابراہیمؑ کا جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا۔

قُلْ بَلَّغْ مِلَّةَ آبَائِهِمْ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ (سورۃ الم بقرۃ - ۱۲۹)
یعنی یہود اور نصاریٰ سے کہہ دے کہ تم ٹھیک نہیں کہتے ہو بلکہ ہم پیروی کرتے ہیں ابراہیمؑ کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہیں تھا شریک کرنے والوں میں سے۔

قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَإِيقُوا مِلَّةَ آبَائِهِمْ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○
(سورۃ الم آل عمران - ۸۹) یعنی کہہ دے اسے پیغمبر کہ سچ کہا اللہ نے پھر پیروی کرو ابراہیمؑ کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہیں تھا شریک کرنے والوں میں سے۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ آبَائِهِمْ
حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ آبَائِهِمْ خَلِيلًا ○ (سورۃ النساء - ۱۲۴) یعنی اور کون اچھے دین کا
ہو اس شخص سے جس نے جھکا دیا اپنا منہ اللہ کے لیے اور وہ اچھے کام کرنے والا ہو اور

پیروی کی ابراہیمؑ کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا تھا
هُوَ أَجْنَبٌ لَّكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ
هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِينَ (سورۃ حج - ۷۷) یعنی خدا نے تم کو چنا اور تم پر دین کی کچھ دقت نہیں
ڈالی پیروی کرو اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین کی خدا نے تمہارا نام رکھا ہے مسلمان۔

اب ان حالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف
رکھتے تھے ہجرت کے بعد جو درجہ آپ کو حاصل ہوا اس کے سمجھنے کے لیے یہ ضروری
ہو کہ عربوں کی خاص تمدنی حالت کو جو اس وقت میں کم سے کم جزیرہ غلے عرب کے اس

حصہ پر تھی یا دیکھا جاوے۔ کوئی باقاعدہ صیغہ نظم و نسق ملے جس کے بغیر کسی طرح کے طرز حکومت کا کج کل خیال تک نہیں پیدا ہو سکتا موجود نہ تھا۔ ہر قوم اور قبیلہ ایک دوسرے سے جدا اور بذات خود مختار تھا اور یہ مطلق العنانی قبیلے ہی میں نہ تھی بلکہ قبیلے کے ہر شخص میں بھی موجود تھی۔ قبیلے کا ہر ایک شخص اپنے سردار کے اختیارات اور افسری کو تسلیم کرتا تھا مگر فقط اس حد تک کہ سردار ایک عام رائے کا ظاہر کرنے والا ہے جس میں یہ بھی شریک ہو۔ مگر وہ آزاد تھا کہ اہل قبیلے کی رائے سے بھی جو رائے سب نے مل کر دی ہو اتفاق کرنے سے انکار کرے۔ علاوہ ان باتوں کے کوئی طریقتہ عمدہ سرداری کے انتقال کا باقاعدہ نہ تھا۔ سرداری کے لیے عموماً وہ شخص پسند کر لیا جاتا تھا جو قبیلے میں سب سے زیادہ دوتہمند اور با اختیار خاندان کا سب سے زیادہ معمر شخص ہوتا۔ اور جو اپنی ذات میں یہ وصف رکھتا کہ سب لوگ اس کی عزت کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر کوئی قبیلہ بڑھ جاتا تو کئی حصوں میں تقسیم ہوتا تھا جن میں سے ہر حصہ اوروں سے علیحدہ اور با اختیار زندگی بسر کرتا۔ ان حالات سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح مدینہ میں اہل اسلام کی بڑی اور بڑھنے والی جماعت کے سردار ہو گئے جس نے آپ کو اپنا سردار اور ہادی مانگا اور کسی کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور یہ سب باتیں اس طرح پیش آئیں کہ جو لوگ با اختیار تھے اور ان کے اختیارات عام طور پر تسلیم بھی ہوتے تھے ان کو کسی طرح کی مضرت کا اندیشہ یا اس بات کا خدشہ جیسا کہ قدیم یونان کے کسی شہر میں یا کسی اور باقاعدہ حکومت رکھنے والی قوم میں پیدا ہو جاتا کہ اُس کے اختیارات چھین جائینگے پیدا نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی اختیارات اپنے لوگوں پر اسی طرح رکھتے تھے جیسے کوئی خود مختار سردار رکھتا۔ فرق دونوں صورتوں میں فقط یہ تھا کہ خاندان اور نسلی تعلقات کی جگہ مسلمانوں میں دینی رشتہ قائم تھا۔

سوخ فون کریم لکھتا ہے کہ: آنحضرت کی یہ خواہش تھی کہ ایک نئے مذہب کی بنیاد لائیں اور اُس میں وہ کامیاب ہوے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک ملکی انتظام بھی انھوں نے

پیدا کر دیا جو بالکل جدید اور خاص صورت رکھتا تھا۔ پہلے اُن کی صرف یہ خواہش تھی کہ اپنے ملک والوں کو ایک خدا یعنی اللہ کے ایمان پر لائیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انھوں نے اپنے وطن کی قدیم طرز حکومت کو بدل دیا۔ اور ایسی عملداری کی جگہ جس میں قبیلوں کے امیر اور سردار حکومت کا کام کریں اور با اختیار خاندان پبلک کے کاموں میں حصہ لیں انھوں نے ایک خالص خود مختار بادشاہی کو قائم کر دیا اور خود اُس کے بادشاہ بطور زمین پر خدا کے نائب کے ہو گئے۔

۱۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی تقریباً کل ملک عرب نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ عرب کا ملک جس نے کبھی پہلے ایک بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کی تھی اب اُس نے دفعتاً تمدنی اتحاد ظاہر کیا اور ایک حاکم مطلق کی مرضی پر بیعت کی۔ متعدد چھوٹے اور بڑے اور سینکڑوں مختلف اقسام کے قبیلوں کو جو رات دن آپس میں لڑتے رہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے ایک قوم بنا دیا۔ ایک ہی مذہب کے خیال نے جو ایک ہی افسر کے تحت میں ہو عرب کے قبیلوں کو ایک ایسے انتظام میں منسلک کر دیا جس نے عجیب اوصاف تعجب خیز عجالت کے ساتھ اپنے میں پیدا کر لیے۔ صرف ایک زبردست اصول تھا جو یہ نتیجہ پیدا کر سکتا تھا اور وہ ملک عرب میں قومی زندگی کا اصول تھا۔ قبائل کا سلسلہ اس طرح پہلی دفعہ اگر بالکل مٹ نہ سکا (کیونکہ یہ ممکن تھا) تو اتنا ضرور ہوا کہ مذہبی اتحاد کے تحت میں آگیا۔ اس عظیم الشان کام میں کامیابی ہوئی اور جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو ملک عرب کے بہت بڑے حصے پر خدا کا وہ امن چھایا ہوا تھا جس کو عرب کی قوموں نے جن کو لوٹنے اور انتقام لینے سے عشق تھا کبھی جانا تک نہ تھا یہ اسلام ہی تھا جس نے ایسا ملاپ پیدا کر دیا، (انتمی قول)

مدینہ پہنچتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی کہ کس طرح اس اعلیٰ تمدنی خیال کو

عملی صورت بخشیں آپ نے مکہ کے مہاجرین اور مدینہ کے انصار میں رشتہ اخوت قائم کیا اور اس رشتہ سے تمام قبیلوں کے اختلافات معدوم ہو گئے اور ایک مشترک مذہبی زندگی نسلی رشتوں کی جگہ قائم ہو گئی۔ موت کی صورت میں بھی رشتہ داری کے حقوق علیحدہ کر دئے جاتے تھے اور اسلامی بھائی میت کے کل مال کا وارث ہو جاتا تھا لیکن جنگ بدر کے بعد جبکہ ایسے مصنوعی رشتہ کی ضرورت مسلمانوں کے اتفاق کے لیے نہ رہی تو یہ قاعدہ منسوخ کر دیا گیا۔ ایسا قاعدہ صرف اُس وقت تک ضروری تھا کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور اسلام کی متحدہ زندگی انوکھی بات خیال کی جاتی تھی اس کے علاوہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ میں آئے ہوئے کم عرصہ ہوا تھا کہ اہل اسلام کی تعداد میں جلد افزائی ہوتی گئی یہاں تک کہ یہ برادرانہ سوشل انتظام ناقابلِ اہل ہو گیا۔

یہ پہلے ہی خیال ہو سکتا تھا کہ ایسی جماعت کی ترقی کا انجام جو مہاجرین سے بنی ہو اور مخالفوں کے شہر میں رہتی ہو یہ ہو گا کہ اخیر میں لڑائیاں برپا ہو جائیں گی۔ چنانچہ سب کو معلوم ہو کہ تمام کتب سیرجن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بیان ہیں ان کا بڑا حصہ دو باتوں میں صرف ہوا ہے ایک تو غزوات اور خونریز لڑائیوں کے ذکر میں جو تفریش مکہ اور اہل اسلام کے درمیان جاری رہیں اور جن کا سلسلہ ستائیس میں جبکہ رسول اللہ صلعم فقیہ ہو کر مکہ میں داخل ہوئے ختم ہوا۔ اور دوسرے اُن مخالفت کے تعلقات کو بیان کرنے میں جو آپ کی وفات کے زمانہ تک آپ میں اور بہت سے قبائل عرب میں رہے۔

ان لڑائیوں کا حال لکھنا اس کتاب کی حد سے باہر ہو گا لیکن یہ بات تحقیق کرنی ضروری ہو کہ تبلیغ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے یہ لڑائیاں کیا تعلق اور واسطہ رکھتی تھیں یورپ کے مصنفوں نے اس بات کو اکثر لکھا ہے کہ ہجرت کے وقت سے جبکہ رسول اللہ صلعم مدینہ میں پہنچے تو واقعات زندگی کے متغیر ہونے سے آپ بالکل جداگانہ صورت

میں ظاہر ہوئے۔ اب آپ اسلام کے داعظ اور ناہج اور آدمیوں میں خدا کے بھیجے ہوئے رسول جن کو آپ ایسے دین کے حق پر ترغیب دیتے جو وحی سے آپ پر نازل ہوا تھا نہ رہے بلکہ نعوذ باللہ ایسے غیر محتاط اور متعصب شخص ثابت ہوئے جو قوت کے طریقوں اور مدبرانہ تدبیروں کو بھانٹک میسر آئیں اپنے واسطے اور اپنی رائے کی ترجیح کے لیے استعمال کرنے لگے۔ (نعوذ باللہ)

لیکن یہ فرض کر لینا بالکل جھوٹ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو آپ داعظ اسلام نہ رہے یا یہ کہ جب ایک بڑا لشکر آپ کی سرکردگی میں تھا تو آپ نے منکرین کی دعوت اسلام سے کنارہ کیا ابن سعد نے چند مکتوبات اپنی کتاب میں درج کیے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے قبائل عرب کے سرداروں کے نام اور اور لوگوں کے نام علاوہ اُن سلاطین کے جو ملک عرب سے باہر سلطنتیں رکھتے تھے دعوت اسلام پر لکھوائے اس کتاب میں آگے چل کر وہ واقعات معلوم ہونگے جنہیں آنحضرتؐ نے دعاۃ اسلام کو اُن ہی کے قبیلے کے ایسے لوگوں کے پاس جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا یقیناً اسلام کے لیے روانہ کیا اور بعض صورتوں میں ان دعاۃ کی ناکامی ہی ان کی سچی داعیانہ کوششوں پر اور اس بات پر کہ کسی طرح جبر استعمال نہیں کیا گیا دلالت کرے گی۔

پس مدینہ کے زمانہ قیام میں رسول اللہ صلعم کی حالت کو بخوبی سمجھنے کے لیے مفصلہ ذیل سوالات کے درست جواب ملنے چاہئیں۔ (سوالات یہ ہیں) رسول اللہ صلعم خود کس حد تک لڑائیوں کے برہا ہو جانے کے ذمہ دار تھے؟ آپ خود پہلے حملہ کرتے تھے یا آپ پر پہلے حملہ کیا جاتا تھا؟ جب لڑائیاں شروع ہو گئیں تو فتح کی صورت میں لے مدینہ کے زمانہ قیام میں جو لڑائیاں ہوئیں ان سے یہ مراد ہونی کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے تھیں اس ضمن میں

خبر غنائے کی کتاب، ص ۱۰۰، اسلام، پڑھنی چاہیے (دی گزر۔ جنی ۱۲۷۴ء صفحہ ۴۶)۔

مسلمان مذہب قبول کرنے کے لیے مفتوحین پر جبر استعمال کرتے تھے یا نہیں یا جیسا
بہت لوگوں کو یقین ہو کہ لوگوں کو جبر سے مسلمان کرنا ہی وہ مقصد تھا جس کے لیے
مسلمانوں نے ہتھیار اٹھائے تھے ؟

یہ کل قضیہ اُن حالات سے شروع ہوتا ہے جس کا نتیجہ جنگ بدر ہوا جو اسلامی تاریخ
میں پہلی باقاعدہ لڑائی تھی۔

اب ان حالات کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک شخص ترک وطن کئے ہوئے تھا جس نے چند جان نثار رفقاء کے ساتھ ایک
اجنبی شہر میں دشمنوں سے پناہ لی تھی۔ برسوں تک کوشش کی کہ وطن یعنی مکہ کے لوگ
اُس دین کو قبول کریں جس پر یقین تھا کہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کوئی شخصی دعویٰ
نہ تھا بجز دین برحق کے جس کو وہ کھاتا تھا اور خدا کے کہنے سے کہتا تھا۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُوا
لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا (سورۃ الکہف: ۱۱۰) یعنی اے پیغمبر کہدے کہ میں بھی تم جیسا
ایک آدمی ہوں مجھ کو یہ وحی دی گئی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ پھر جو کوئی خدا سے ملنے کی
توقع رکھتا ہے تو اُس کو چاہیے کہ نیک عمل کرے۔

اول خاموش حقارت اور پھر علانیہ عداوت سے لوگوں نے برتاؤ کیا۔ ہر طرح
کے تہنک اور گستاخیوں کو برداشت کیا لیکن اس سخت برتاؤ کا تشدد بڑھتا گیا یہاں تک
کہ ایذا رسانوں نے جان لینے کا قصد کیا۔ اول صحابہ اور مسلمان تھے جن پر ظلم کا
زور پہلے صرف ہوا۔ دو دفعہ مسلمان مجبور ہوئے کہ حفاظت کے لیے سمندر پار چلے
جاویں۔ وہاں بھی دشمنوں کی عداوت نے پیچھا کیا۔ بہت سے مسلمانوں کو سخت سے
سخت اذیت پہنچائی جاتی تھی یہاں تک کہ بعض مر جاتے اور وہ اُس دین کے شہیدوں
میں شمار ہوتے جس کو انھوں نے کسی حالت میں ترک نہ کیا۔ جب ظالموں کے ظلم

برداشت کے قابل نہ رہے اور ایک شہر ایسا ملا جس نے پناہ دینے کا وعدہ کیا تو مسلمانوں نے مدینہ کو ہجرت کی۔ اور ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تدبیر سے جان سلامت بلکہ مدینہ تشریف لے گئے۔

مدینہ میں بھی مسلمانوں کی حالت خطرہ سے خالی نہ تھی۔ اہل مکہ کی خصوصیت یہاں بھی پناہ نہ ملی جنہوں نے مدینہ کے نومسلموں کے تعاقب میں تذبذب نہ کیا اور ان میں سے ایک شخص کو گرفتار کر کے بہت تکلیفیں دیں۔ خود شہر میں یہ نہ تھا کہ مسلمان بالکل دوستوں میں رہتے ہوں۔ یہودی جو مدینہ میں کثرت سے رہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ عداوت رکھتے تھے اور شہر والوں میں بھی بہت لوگ ایسے تھے جو اس وقت تو بے پروا تھے لیکن اگر غیروں کے آنے سے ان کے شہر پر قریش کے حملہ کا اور اس کی بربادی اور تباہی کا خوف پیدا ہوتا تو قدرتی طور پر وہ مہاجرین کے دشمن ہو جاتے۔ اس لیے مہاجرین کیلئے یہ ضروری تھا کہ قریش کے حملہ سے وہ ہمیشہ خبردار رہیں۔ مہاجرین اپنے عزیزوں کو جن کو مکہ میں مجبور ہو کر چھوڑنا پڑا تھا بھول نہ سکتے تھے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

لَا تَنْسَوْنَ غَافِقِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا (سورۃ النساء - ۱۰۰) یعنی مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر بے بس ہیں کہ کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور نہ کوئی رستہ پاتے ہیں جن کو ظالم انداز سالوں کے رحم پر چھوڑ دیا تھا۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مَوْلًى نَدْعُكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مَوْلًى نَدْعُكَ نَصِيرًا (سورۃ النساء - ۷۷) یعنی اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس شہر سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بھیج۔ اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج۔

اے مسیحیوں میں ایک تفریق ساز مذہب کا نام کنزین جابرقا چند اونٹوں اور گلوں پر جو مذہب چند میل کی فاصلہ پر چر رہے تھے ڈاکا مارا۔

پس اکثر کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ بہت سے چھوٹے فوجی گروہ جن میں بہت کم جمعیت ہوتی تھی قریش کی نقل و حرکت کی خبر لگانے کے لیے نکلتے تھے۔ ان میں سے کوئی ہم سوے ایک کے ایسی نہ تھی جس میں کشت و خون ہوا ہو اور فریقین ایک دوسرے کی مذمت اور اپنی تعریف کر کے جو عرب کی قدیم رسم تھی علیحدہ نہ ہو گئے ہوں۔ لیکن ایک موقع پر سہم جری میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن جحش کو اسی آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا کہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لادیں۔ آپ کا تحریری حکم یہ تھا کہ جب تم اس نامہ کو پڑھو تو بنو نخلہ کی طرف کوچ کرو جو مکہ اور طائف کے درمیان ہر دو ماں پہنچ کر قریش کے منتظر رہو اور اُن کی خبر ہم کو دو۔“ ابن جحش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سمجھنے میں اپنی سپاہیانہ طبیعت کی دلیری سے بھی کام لیا اور جب مدینہ کو واپس آئے تو دو قیدی اور ایک کارواں کی غنیمت بھی ساتھ تھی۔ یہ فعل ایسا تھا جس میں ابن جحش نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ہی کے خلاف نہ کیا تھا بلکہ اُس عہد کو بھی توڑا تھا جس کی پابندی حج کے مہینوں میں بمقام عرب کے مطابق سب لوگ کرتے تھے۔ جب ابن جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ غصے سے اُٹے اور کہا میں نے تجھ کو ماہ حرام میں لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ نے قیدیوں کو رہا کیا اور مکہ کے ایک آدمی کے لیے جو لڑائی میں مارا گیا تھا اپنے پاس سے خوں بہا دیا۔

اوپر کے واقعے سے صاف ظاہر ہو کہ عرب کے مسلمانوں کی تیزی اور جنگجوئی کو روکنے میں جن کو لوٹ مار سے پیدائشی عشق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی دشواری ہوتی تھی۔ عربوں کی قدیم اور جدید معاشرت کا مقابلہ جو آگے بیان ہو گا اس کام کی دشواری کا کافی ثبوت ہوا اور قرآن میں جو احکام (سورۃ النساء - ۹۶ - سورۃ النحل - ۹۳ - ۹۶ - وغیرہ وغیرہ) اس کے متعلق ہیں وہ بھی اس کام کی دشواری کے شاہد ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دقت اس میں پیدا ہوتی تھی کہ عرب کے مسلمانوں کو لوٹ مار سے روکیں اس دقت کو لوگ انہیں سمجھ سکے اور یہی وجہ ہوئی کہ انھوں نے آپ پر کارواں ابوسفیان کو قصد اُلوٹنے اور قریش کو

کو جنگ بدر پر مجبوراً آمادہ کرنے کا ازام لگایا۔ مسلمان مورخوں نے گویا شہادت دی ہے لیکن قرآن سے جس کو یورپ اور ایشیا کے عالم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں سچی کتاب سمجھتے ہیں ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں اور آپ کے صحابہ میں اختلاف تھا کہ قریش کے حملہ کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔

(۵) کَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ مَبِئْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُونَ
(۶) يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَحْسَبُونَ
(۷) وَأَذِيعُكُمْ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَهْلُكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنْ عَمِلَ ذَاتَ الشُّكِّ
تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّطَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعُ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ○
(سورۃ الانفال ۵-۶-۷) یعنی جیسا کہ تجھ کو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے سچائی پر نکالا اور بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ ناخوش تھا۔ وہ تجھ سے سچی بات پر جھگڑتے تھے بعد اس کے کہ سچی بات ظاہر ہو گئی تھی۔ گویا موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور وہ اُس کو دیکھ رہے ہیں۔ اور جبکہ خدا نے دو قافلوں میں سے ایک قافلہ کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے لیے ہی اور تم چاہتے تھے کہ وہ قافلہ تمہارے لیے ہو جس میں کچھ شوکت نہیں ہو اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے سچی بات کو قائم کرے اور کافروں کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

ان دونوں گروہوں میں جن کا اوپر ذکر ہو ایک گروہ تو ایک کارواں تھا جو مال اسباب سے بھرا ہوا تیس یا چالیس آدمیوں کی جمعیت سے ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے آتا تھا اور دوسرا گروہ ایک لشکر ہزار آدمیوں کا تھا جس کو قریش مکہ نے اس ظاہری مقصد سے فراہم کیا تھا کہ کارواں ابوسفیان کی محافظت کرے گا جس کی نسبت ان کو خبر پہنچی تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔ مورخوں نے

عموماً اس افواہی خبر کو سچ مانا ہی لیکن قطع نظر اس سے کہ افواہیں جن کو تفسیر یق مخالف دوسرے فریق کے منصوبوں کی نسبت مشہور کرتا ہے سب سے ادنیٰ قسم کے بیانات ہیں جو شہادت میں دخل ہو سکتے ہیں جس وقت ہم ان آیات کے معنی پر غور کرتے ہیں تو اس مندرجہ بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

۱۔ پانچویں آیت کے الفاظ سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جب اختلاف شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی میں تھے۔ اور اس وقت تک کارواں کو راہ میں روکنے کے لیے کوچ نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ بہت سے مورخوں نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہ کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تھے کہ حمزہ قریش کے روکنے کے لیے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تھا اس میں آنحضرت کا ساتھ دیتے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ کو مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ سمجھتے تھے کہ لوگ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور اپنے مارے جانے کو دیکھتے ہیں۔ (سورۃ الانفال آیت ۶) وہ چند لوگ جو ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھ تھے ان کی وجہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ پس ضرور یہ کہ آنحضرت نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حکم کرنا تھا حکم دیا ہو گا۔

۳۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کارواں پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت میں کوچ کرتے تاکہ کارواں کو شام کے رستہ میں روکیں نہ کہ جنوب کی سمت میں بدر کی طرف جاتے جو کہ اور ہمیشہ کے رستے پر واقع تھا اور بالکل اُسی سمت میں تھا جس میں آپ کے حملہ قریش کی مدافعت کے لیے جو آپ کے محافظوں کے شہر پر ہونے والا تھا کوچ کرنا ضروری ہوا۔

۴۔ اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کارواں ابوسفیان کی مدد کریں تو جب انھوں نے رستے میں سنا تھا کہ کارواں مکہ میں سلامت پہنچ گیا تو اس وقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیے تھا۔ مگر بجائے اس کے قریش نے مدینہ کی طرف بڑھ کر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا۔

مذکورہ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لیے کافی ہیں کہ میں جو خبر آنحضرت صلعم کی نسبت مشہور ہوئی تھی کہ کارواں ابوسفیاں پر حملہ کرنے کے لیے آپ تیاری کرتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد تھی۔ رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوف پیدا ہو جانے کا موقع دیا ہو لیکن آنحضرت کو اس بات سے کہ آپ نے قریش کے ناگزیر حملہ سے مسلمانوں کا جلد مقابلہ کر دیا بالکل بری رکھنا چاہیے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ مکہ سے لشکر کشی کا سبب یہی خبر ہوئی تھی تو بھی لشکر قریش میں اس کثرت سے آدمیوں کا ہونا صاف ظاہر کرتا تھا کہ کارواں کی حفاظت اصلی مقصود نہ تھا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تھی۔ پس پیغمبر خدا صلعم پر اس بات کا الزام نہیں لگایا جاسکتا کہ قریش کے مقابلہ میں آپ نے ایسے شہر کی محافظت کے لیے جس نے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تھی کوچ کیا اور اس کو محاصرہ کی سخت بلاؤں سے بچانا چاہا جن میں وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اٹھاتا ہے۔ اگر یہ اور اعتراض کیا جاوے کہ معاملات جنگ میں دخل دینا ہی شان رسالت کے خلاف تھا تو یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کی یقین میں یہ قول شامل نہ تھا کہ لامیری بادشاہی اس دنیا کی نہیں ہے۔

یہ اس کتاب کی حد سے زائد ہو گا کہ رسول اللہ صلعم کی تمام لڑائیوں کا ذکر اس میں کیا جاوے اور یہ دکھلایا جاوے کہ کسی صورت میں جبراً مذہب تبدیل کرنا ان لڑائیوں میں سے کسی لڑائی کا مقصد نہ تھا یہ مضمون بہت تفصیل و بسط سے اس تصنیف میں بیان ہو جس سے میں نے مذکورہ بالا دلائل کو اخذ کیا ہے اگر کوئی صاحب اس مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑھنا چاہیں تو میں ان کو اسی تصنیف کا حوالہ دیتا ہوں۔

۱۔ دیکھو دیوسن ۱۱ مدینہ کا شہر کلیانوں اور گاؤں اور مکانات کا جن کے گروہیں ہوتی تھیں مجموعہ تھا جن میں سے بعض تریب تریب اور بعض دور درو واقع تھے۔ (اور یہ سب موقعے کمجوروں کے دنتوں اور بانوں اور دھکیٹوں میں اس طرح واقع تھے کچھ یہاں ہیں اور کچھ وہاں کا سنگٹن انڈو راتین۔ جلد چہارم صفحہ ۴۴)

۲۔ سید احمد خاں۔ تفسیر القرآن جلد چہارم (تصانیف احمدیہ حصہ اول جلد ششم) علی گڑہ ۱۳۸۴ھ۔

یہاں یہ ظاہر کر دینا کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسی اسلامی جماعت کے سردار ہو گئے جو مسلح قحی تو آپ میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی اور جیسا کہ بعض لوگوں نے یقین کیا ہے آپ ایسے متعصب شخص نہیں ہو گئے کہ ہاتھ میں تلوار لے کر جو ملتا اُس سے اپنا دین قبول کر دیتے بلکہ اس کے برخلاف ہجرت کے بعد بھی دعوت اسلام میں کربت پرست اہل عرب اسلام قبول کریں بالکل اُسی طرح کی کوششیں جاری رہیں جیسے ملکی ضعف کے زمانہ میں صرف ہوتی تھیں۔ اور اس کتاب میں اس قسم کی تحریک اشاعت کی مثالیں کثرت سے جمع کی گئی ہیں

ڑائیوں کے زمانہ میں جبکہ قریش کی عداوت نے رسول اللہ صلیم اور آپ کے صحابہ کو سخت بل پر مجبور کیا تو دعوت اسلام کا بہت کم موقع ملا۔ البتہ مدینہ کے باشندوں اور مکہ کے چند لوگوں میں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اشاعت کی کوششیں جاری رہیں۔ مکہ کے ایک شخص عمیر ابن وہب جو جنگ بدر کے بعد پیغمبر خدا صلیم کو قتل کرنے کے قصد سے مدینہ میں آئے تھے مسلمان کر لیے گئے اور وہ شخص جو اس وقت تک مسلمانوں کے حق میں سخت ظالم رہے تھے اسلام قبول کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابہ میں سے ہوئے ہجرت کے چوتھے برس میں (۶۲۵ء) یہ کوشش کی گئی کہ بنو عامر ابن صعصعہ کو اسلام کی تلقین کی جاوے۔ چنانچہ جب بنی صعصعہ کے سردار نے مسلمانوں کو بلایا تو چالیس مسلمان بخند کو زمانہ کیے گئے مگر سب کو دھوکا دیکر قتل کیا گیا۔ صرف دو شخص جانیں سلامت لیکر بھاگ سکے۔

ڑائیوں میں مسلمانوں کی فتوحات نے روز بروز مختلف قبائل کے لوگوں کو خاص کر ان کو جو مدینہ کے قریب رہتے تھے اس طرف رجوع کیا کہ مسلمان ہو کر اہل اسلام کی تعداد کو ترقی دیں۔ سردایم میور نے لکھا ہے کہ ”آنحضرت جس جن اخلاق سے قبائل عرب کے وفود سے برتاؤ کرتے اور جس توجہ سے ان کی شکایتوں کو سنتے اور جبرہم و فرات

سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کو میسر ہونے میں جہاں بنو اقرند (ستہ جوی کے قتل کا حال لکھا ہے) سیکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ وہ جن ظاہر اور جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کیا وہ صاف صاف ملی جو تھیں۔ کیونکہ ابھی تک انھوں نے اسلام کو بکھر قبول کر دانا یا لوگوں کو اسلام قبول نہ کر سکرے۔ سربراہ مذہبی اپنا کام نہ ٹھیرایا تھا۔ میور (۲) جلد سوم صفحہ ۲۸۲۔

سے اُن کے باہمی نزاع کو فیصلہ کرتے اور جس تدبیر سے انتظام ملے اُن کو تفویض فرماتے جو اس بات کا صلہ تھا کہ جلد اسلام کا اہتمام کریں ان سب باتوں سے آپ کا نام ہر شخص کو عزیز ہو گیا اور آپ کی شہرت کہ بڑا فیاض بادشاہ ہو کل جزیرہ نما عرب میں پھیل گئی (انتہی قولہ) ایسے واقعے شاذ نہ تھے کہ کسی قبیلے کا آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور پھر داعی اسلام بنکر وطن کو واپس چلا گیا تاکہ اپنے قبیلہ والوں کو بھی اسلام پر لائے۔ ذیل کا واقعہ شہہ جزوی میں اسی طرح ایک عرب کے اسلام قبول کرنے کا ہے۔ اس واقعہ کو ایک شخص نے چشم دید اس طرح بیان کیا ہے: "ایک روز جب ہم سب مسجد میں بیٹھے تھے تو ایک بد و اونٹ پر سوار آیا۔ مسجد کے صحن میں اُس نے اونٹ کو بٹھایا اور بانہ دیا۔ تب وہ ہمارے قریب آیا اور پوچھا: "کیا محمد تم میں ہیں؟" ہم نے جواب دیا: "وہ ہیں جو کمینوں کو نیک پر ٹیکے ہوئے ہیں" بدو نے رسول اللہ صلم سے پوچھا: "کیا تم عبدالمطلب کے بیٹے ہو؟" رسول اللہ صلم نے جواب دیا: "ہاں" بدو نے کہا: "مجھے یقین ہے کہ چاند سوالات پوچھنے سے تم ناراض نہ ہو گے" رسول اللہ صلم نے فرمایا: "جو تیری مرضی ہو پوچھ" بدو نے پوچھا میں تم کو خدا کی قسم اور اُن کے خداؤں کی جو تم سے پہلے تھے قسم دلاتا ہوں کہ مجھ کو بتاؤ کیا اللہ نے تم کو سب آدمیوں کے لیے بھیجا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں قسم ہے اللہ کی" بدو نے پھر پوچھا: "میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ دو نمندوں سے دسواں حصہ لو تاکہ سکینوں میں تقسیم کرو؟" رسول اللہ صلم نے جواب دیا: "ہاں قسم ہے اللہ کی" تب بدو نے کہا: "اے اس وحی پر جو تمہارے پاس الٰہی تعالٰیٰ کرتا ہوں اور میں ضام ابن ثعلبہ ہوں اور اپنے قبیلے کا فرستادہ ہوں" اس کے بعد کام اپنے قبیلے کو واپس گیا اور قبیلے کے سب لوگوں کو مسلمان کیا۔ ایسے ہی داعی اسلام عمر ابن مرہ تھے جو بنو ہمدانہ کے قبیلے سے تھے اور یہ قبیلہ بحیرہ احمر کے ساحل اور مدینہ

کے درمیان رہتا تھا۔ عمر ابن مَرہ کے اسلام لانے کا زمانہ ہجرت سے پہلے تھا اور اپنے مسلمان ہونے کا حال انھوں نے اس طرح بیان کیا ہے: ہمارے ہاں ایک بت تھا اور ہم اُس کو پوجتے تھے اور میں اُس کا مجاور تھا۔ جب میں نے رسول خدا کی خبر سنی تو اُس بت کو میں نے توڑ ڈالا۔ اور مدینہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا اور کلمہ شہادت پڑھا اور حلال اور حرام کے جو احکام آنحضرت پر نازل ہوئے تھے اُن پر ایمان لایا اور اُس وقت میں یہ اشعار پڑھتا تھا:

شہدت بان الله حق واننى وشمرت عرساقى الا ذارهم لاجرا لا حى خيرا للناس نفسا والدا	لا اله الا الله يا ابا جبريل الوعد بعد الدكال رسول عليك الناس فوق الخلق
---	---

(ترجمہ میں نے گواہی دی اس بات کی کہ اللہ برحق ہے اور میں پتھر کے خداؤں کو پسلا ترک کرنے والا ہوں۔ اور میں نے اپنے وطن سے جدا ہونے پر کمر باندھ لیا کہ میں نبی اور چٹیل میدانوں کو طے کر کے آپ کے پاس پہنچوں اور اُس شخص سے جا ملوں جو اپنی ذات اور بزرگوں کے کاغذ سے سب لوگوں سے افضل ہے اور وہ اُس خدا کا رسول ہے جو تمام انسانوں کا بادشاہ آسمانوں پر ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر ابن مَرہ کو مسلمان ہونے کے بعد اُن کے قبیلے میں دعوت اسلام کے لیے روانہ فرمایا اور آخر کار وہ اپنی کوششوں میں اس قدر کامیاب ہوئے کہ صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے عمر ابن مَرہ کی تلقین کو نہ سنا۔

صلح حدیبیہ (۳ ہجری) کے بعد جب اہل مکہ سے دوستانہ تعلقات ممکن ہوئے تو مکہ کے بہت لوگ جن کو موقع نہ ملا تھا کہ شروع زمانہ رسالت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تلقین سے بہرہ مند ہوتے اب مدینہ میں اس غرض سے آئے کہ اسلام

قبول کریں اور اُن میں سے بعض لوگ بہت رسوخ والے تھے۔
 اہل مکہ سے متواتر لڑائیاں رہنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو قبیلہ مکہ سے جنوب کی طرف
 رہتے تھے وہ اب تک اسلام سے باہل نادائق اور اُس کے اثر سے محروم تھے۔
 لیکن صلح حدیبیہ کے بعد جنوبی عرب سے مراسلت ممکن ہو گئی اور قبیلہ بنو دوس کے
 چند لوگ پہاڑوں سے اُتر کر جو مین کی شمالی سرحد قائم کرتے ہیں پیغمبر خدا صلعم کی
 خدمت میں حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ سے پہلے بنی دوس میں چند لوگ ایسے
 تھے جنہوں نے ایک ایسے مذہب کی جھلک دیکھی تھی جو بت پرستی کے مذہب سے
 جس میں وہ مبتلا تھے کسی قدر اعلیٰ تھا اور انہوں نے استدلال کیا تھا کہ دنیا ضرور کوئی
 خالق رکھتی ہو۔ گو اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ خالق کون ہے۔ اور جب آنحضرت صلعم اُس خالق کے
 رسول ہوئے تو اُن میں سے ایک شخص جن کا نام طفیل تھا آپ کی خدمت میں یہ تحقیق
 کرنے کے لیے آئے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے۔ رسول اللہ صلعم کے سامنے انہوں نے
 اپنی تصنیف سے چند نظمیں پڑھیں اور آپ نے قرآن کی تین اخیر سورتیں طفیل کو سنائیں
 اور ان کو مسلمان کر لیا۔ رسول اللہ صلعم نے یہ کام اُن کے سپرد فرمایا کہ اپنے لوگوں میں
 جا دیں اور اسلام کا وعظ کریں شروع میں طفیل کو کچھ کامیابی نہ ہوئی اور سواے باپ
 اور بیوی اور چند دوستوں کے جو تحقیق حق میں اُن کے ساتھی تھے کم لوگ مسلمان ہوئے
 اشاعت کی ناکامی پر باپ و بیوی و دوستوں کے ساتھ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے
 اور عرض کیا: «بنی دوس سخت گردن کے لوگ ہیں اُن کے حق میں بددعا کیجئے» لیکن
 رسول اللہ صلعم نے دعا کی: «یا رب بنو دوس کو سیدھا راستہ پر ہدایت کر» آپ نے طفیل
 کو واپس بھیجا کہ تبلیغ اسلام میں از سر نو کوشش شروع کریں۔ اس مرتبہ طفیل کے ایک
 دوست نے بھی ان کی مدد کی اور یہ دونوں گھر گھر وعظ کرتے پھرے۔ اور سترہ ہجری میں
 قبیلہ دوس کے بڑے حصہ کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے۔ دو برس کے بعد کل

قبیلے نے بت پرستی کے عقائد کو باطل ترک کر دیا اور سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ طفیلؓ نے اُس لکڑی کے ٹکڑے میں آگ لگا دی جس کی پرستش اس وجہ سے ہوتی تھی کہ وہ قبیلے کا بت تھا۔

سہ ہجری میں پندرہ اور قبیلوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی۔ اور سہ ہجری میں فتح مکہ کے بعد اسلام کا عروج یقینی ہو گیا۔ اور وہ عرب جو یہ کہہ کر علیحدہ رہتے تھے کہ محمدؐ اور اُس کے قبیلے کے لوگوں کو لڑکر فیصلہ کر لینے دو اگر اُس کو فتح ہوئی تو بیشک وہ سچا رسول ہو گا۔ اب اسلام قبول کرنے کے لیے دوڑ آئے فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان ہوئے اُن میں بعض شخص وہ تھے جو شروع زمانہ رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن اور ایذا پہنچانے والے تھے مگر اب اپنے تحمل اور عفو سے کام لیکر اخوت اسلام میں ان کو شامل فرمایا۔ اسی سال میں عروہ ابن مسعود جو اہل طائف کے سرداروں میں سے تھے شہید ہوئے۔ اہل اسلام نے طائف کو فتح کرنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہے تھے۔ عروہ ابن مسعود اُس زمانہ میں مین گئے ہوئے تھے اور طائف کا محاصرہ اٹھنے کے تھوڑے عرصہ بعد وہ اس سفر سے مدینہ میں واپس آئے۔ دو برس پہلے حدیبیہ میں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملازمت حاصل کر چکے تھے اور آپ کی عظمت اُن کے دل میں بیٹھ چکی تھی۔ اب مدینہ میں وہ اس غرض سے آئے تھے کہ اسلام قبول کریں۔ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا جوش اُن کے دل میں ایسا موجزن ہوا کہ طائف جانے کا قصد کر لیا تاکہ اہل وطن کو اسلام کی ہدایت کریں اور باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش کے کہ اُن کو ایسے خطرناک کام سے باز رکھیں عروہ ابن مسعود اپنے وطن طائف کو واپس چلے گئے اور وہاں پہنچ کر علانیہ ظاہر کیا کہ بت پرستی میں نے ترک کر دی ہوں اور لوگوں سے کہا کہ تم بھی میری مثال کی پیروی کرو۔

۱۔ ہجری ۲۵۶ء ۲۵۷ء ۲۵۸ء ۲۵۹ء ۲۶۰ء ۲۶۱ء ۲۶۲ء ۲۶۳ء ۲۶۴ء ۲۶۵ء ۲۶۶ء ۲۶۷ء ۲۶۸ء ۲۶۹ء ۲۷۰ء ۲۷۱ء ۲۷۲ء ۲۷۳ء ۲۷۴ء ۲۷۵ء ۲۷۶ء ۲۷۷ء ۲۷۸ء ۲۷۹ء ۲۸۰ء ۲۸۱ء ۲۸۲ء ۲۸۳ء ۲۸۴ء ۲۸۵ء ۲۸۶ء ۲۸۷ء ۲۸۸ء ۲۸۹ء ۲۹۰ء ۲۹۱ء ۲۹۲ء ۲۹۳ء ۲۹۴ء ۲۹۵ء ۲۹۶ء ۲۹۷ء ۲۹۸ء ۲۹۹ء ۳۰۰ء ۳۰۱ء ۳۰۲ء ۳۰۳ء ۳۰۴ء ۳۰۵ء ۳۰۶ء ۳۰۷ء ۳۰۸ء ۳۰۹ء ۳۱۰ء ۳۱۱ء ۳۱۲ء ۳۱۳ء ۳۱۴ء ۳۱۵ء ۳۱۶ء ۳۱۷ء ۳۱۸ء ۳۱۹ء ۳۲۰ء ۳۲۱ء ۳۲۲ء ۳۲۳ء ۳۲۴ء ۳۲۵ء ۳۲۶ء ۳۲۷ء ۳۲۸ء ۳۲۹ء ۳۳۰ء ۳۳۱ء ۳۳۲ء ۳۳۳ء ۳۳۴ء ۳۳۵ء ۳۳۶ء ۳۳۷ء ۳۳۸ء ۳۳۹ء ۳۴۰ء ۳۴۱ء ۳۴۲ء ۳۴۳ء ۳۴۴ء ۳۴۵ء ۳۴۶ء ۳۴۷ء ۳۴۸ء ۳۴۹ء ۳۵۰ء ۳۵۱ء ۳۵۲ء ۳۵۳ء ۳۵۴ء ۳۵۵ء ۳۵۶ء ۳۵۷ء ۳۵۸ء ۳۵۹ء ۳۶۰ء ۳۶۱ء ۳۶۲ء ۳۶۳ء ۳۶۴ء ۳۶۵ء ۳۶۶ء ۳۶۷ء ۳۶۸ء ۳۶۹ء ۳۷۰ء ۳۷۱ء ۳۷۲ء ۳۷۳ء ۳۷۴ء ۳۷۵ء ۳۷۶ء ۳۷۷ء ۳۷۸ء ۳۷۹ء ۳۸۰ء ۳۸۱ء ۳۸۲ء ۳۸۳ء ۳۸۴ء ۳۸۵ء ۳۸۶ء ۳۸۷ء ۳۸۸ء ۳۸۹ء ۳۹۰ء ۳۹۱ء ۳۹۲ء ۳۹۳ء ۳۹۴ء ۳۹۵ء ۳۹۶ء ۳۹۷ء ۳۹۸ء ۳۹۹ء ۴۰۰ء ۴۰۱ء ۴۰۲ء ۴۰۳ء ۴۰۴ء ۴۰۵ء ۴۰۶ء ۴۰۷ء ۴۰۸ء ۴۰۹ء ۴۱۰ء ۴۱۱ء ۴۱۲ء ۴۱۳ء ۴۱۴ء ۴۱۵ء ۴۱۶ء ۴۱۷ء ۴۱۸ء ۴۱۹ء ۴۲۰ء ۴۲۱ء ۴۲۲ء ۴۲۳ء ۴۲۴ء ۴۲۵ء ۴۲۶ء ۴۲۷ء ۴۲۸ء ۴۲۹ء ۴۳۰ء ۴۳۱ء ۴۳۲ء ۴۳۳ء ۴۳۴ء ۴۳۵ء ۴۳۶ء ۴۳۷ء ۴۳۸ء ۴۳۹ء ۴۴۰ء ۴۴۱ء ۴۴۲ء ۴۴۳ء ۴۴۴ء ۴۴۵ء ۴۴۶ء ۴۴۷ء ۴۴۸ء ۴۴۹ء ۴۵۰ء ۴۵۱ء ۴۵۲ء ۴۵۳ء ۴۵۴ء ۴۵۵ء ۴۵۶ء ۴۵۷ء ۴۵۸ء ۴۵۹ء ۴۶۰ء ۴۶۱ء ۴۶۲ء ۴۶۳ء ۴۶۴ء ۴۶۵ء ۴۶۶ء ۴۶۷ء ۴۶۸ء ۴۶۹ء ۴۷۰ء ۴۷۱ء ۴۷۲ء ۴۷۳ء ۴۷۴ء ۴۷۵ء ۴۷۶ء ۴۷۷ء ۴۷۸ء ۴۷۹ء ۴۸۰ء ۴۸۱ء ۴۸۲ء ۴۸۳ء ۴۸۴ء ۴۸۵ء ۴۸۶ء ۴۸۷ء ۴۸۸ء ۴۸۹ء ۴۹۰ء ۴۹۱ء ۴۹۲ء ۴۹۳ء ۴۹۴ء ۴۹۵ء ۴۹۶ء ۴۹۷ء ۴۹۸ء ۴۹۹ء ۵۰۰ء ۵۰۱ء ۵۰۲ء ۵۰۳ء ۵۰۴ء ۵۰۵ء ۵۰۶ء ۵۰۷ء ۵۰۸ء ۵۰۹ء ۵۱۰ء ۵۱۱ء ۵۱۲ء ۵۱۳ء ۵۱۴ء ۵۱۵ء ۵۱۶ء ۵۱۷ء ۵۱۸ء ۵۱۹ء ۵۲۰ء ۵۲۱ء ۵۲۲ء ۵۲۳ء ۵۲۴ء ۵۲۵ء ۵۲۶ء ۵۲۷ء ۵۲۸ء ۵۲۹ء ۵۳۰ء ۵۳۱ء ۵۳۲ء ۵۳۳ء ۵۳۴ء ۵۳۵ء ۵۳۶ء ۵۳۷ء ۵۳۸ء ۵۳۹ء ۵۴۰ء ۵۴۱ء ۵۴۲ء ۵۴۳ء ۵۴۴ء ۵۴۵ء ۵۴۶ء ۵۴۷ء ۵۴۸ء ۵۴۹ء ۵۵۰ء ۵۵۱ء ۵۵۲ء ۵۵۳ء ۵۵۴ء ۵۵۵ء ۵۵۶ء ۵۵۷ء ۵۵۸ء ۵۵۹ء ۵۶۰ء ۵۶۱ء ۵۶۲ء ۵۶۳ء ۵۶۴ء ۵۶۵ء ۵۶۶ء ۵۶۷ء ۵۶۸ء ۵۶۹ء ۵۷۰ء ۵۷۱ء ۵۷۲ء ۵۷۳ء ۵۷۴ء ۵۷۵ء ۵۷۶ء ۵۷۷ء ۵۷۸ء ۵۷۹ء ۵۸۰ء ۵۸۱ء ۵۸۲ء ۵۸۳ء ۵۸۴ء ۵۸۵ء ۵۸۶ء ۵۸۷ء ۵۸۸ء ۵۸۹ء ۵۹۰ء ۵۹۱ء ۵۹۲ء ۵۹۳ء ۵۹۴ء ۵۹۵ء ۵۹۶ء ۵۹۷ء ۵۹۸ء ۵۹۹ء ۶۰۰ء ۶۰۱ء ۶۰۲ء ۶۰۳ء ۶۰۴ء ۶۰۵ء ۶۰۶ء ۶۰۷ء ۶۰۸ء ۶۰۹ء ۶۱۰ء ۶۱۱ء ۶۱۲ء ۶۱۳ء ۶۱۴ء ۶۱۵ء ۶۱۶ء ۶۱۷ء ۶۱۸ء ۶۱۹ء ۶۲۰ء ۶۲۱ء ۶۲۲ء ۶۲۳ء ۶۲۴ء ۶۲۵ء ۶۲۶ء ۶۲۷ء ۶۲۸ء ۶۲۹ء ۶۳۰ء ۶۳۱ء ۶۳۲ء ۶۳۳ء ۶۳۴ء ۶۳۵ء ۶۳۶ء ۶۳۷ء ۶۳۸ء ۶۳۹ء ۶۴۰ء ۶۴۱ء ۶۴۲ء ۶۴۳ء ۶۴۴ء ۶۴۵ء ۶۴۶ء ۶۴۷ء ۶۴۸ء ۶۴۹ء ۶۵۰ء ۶۵۱ء ۶۵۲ء ۶۵۳ء ۶۵۴ء ۶۵۵ء ۶۵۶ء ۶۵۷ء ۶۵۸ء ۶۵۹ء ۶۶۰ء ۶۶۱ء ۶۶۲ء ۶۶۳ء ۶۶۴ء ۶۶۵ء ۶۶۶ء ۶۶۷ء ۶۶۸ء ۶۶۹ء ۶۷۰ء ۶۷۱ء ۶۷۲ء ۶۷۳ء ۶۷۴ء ۶۷۵ء ۶۷۶ء ۶۷۷ء ۶۷۸ء ۶۷۹ء ۶۸۰ء ۶۸۱ء ۶۸۲ء ۶۸۳ء ۶۸۴ء ۶۸۵ء ۶۸۶ء ۶۸۷ء ۶۸۸ء ۶۸۹ء ۶۹۰ء ۶۹۱ء ۶۹۲ء ۶۹۳ء ۶۹۴ء ۶۹۵ء ۶۹۶ء ۶۹۷ء ۶۹۸ء ۶۹۹ء ۷۰۰ء ۷۰۱ء ۷۰۲ء ۷۰۳ء ۷۰۴ء ۷۰۵ء ۷۰۶ء ۷۰۷ء ۷۰۸ء ۷۰۹ء ۷۱۰ء ۷۱۱ء ۷۱۲ء ۷۱۳ء ۷۱۴ء ۷۱۵ء ۷۱۶ء ۷۱۷ء ۷۱۸ء ۷۱۹ء ۷۲۰ء ۷۲۱ء ۷۲۲ء ۷۲۳ء ۷۲۴ء ۷۲۵ء ۷۲۶ء ۷۲۷ء ۷۲۸ء ۷۲۹ء ۷۳۰ء ۷۳۱ء ۷۳۲ء ۷۳۳ء ۷۳۴ء ۷۳۵ء ۷۳۶ء ۷۳۷ء ۷۳۸ء ۷۳۹ء ۷۴۰ء ۷۴۱ء ۷۴۲ء ۷۴۳ء ۷۴۴ء ۷۴۵ء ۷۴۶ء ۷۴۷ء ۷۴۸ء ۷۴۹ء ۷۵۰ء ۷۵۱ء ۷۵۲ء ۷۵۳ء ۷۵۴ء ۷۵۵ء ۷۵۶ء ۷۵۷ء ۷۵۸ء ۷۵۹ء ۷۶۰ء ۷۶۱ء ۷۶۲ء ۷۶۳ء ۷۶۴ء ۷۶۵ء ۷۶۶ء ۷۶۷ء ۷۶۸ء ۷۶۹ء ۷۷۰ء ۷۷۱ء ۷۷۲ء ۷۷۳ء ۷۷۴ء ۷۷۵ء ۷۷۶ء ۷۷۷ء ۷۷۸ء ۷۷۹ء ۷۸۰ء ۷۸۱ء ۷۸۲ء ۷۸۳ء ۷۸۴ء ۷۸۵ء ۷۸۶ء ۷۸۷ء ۷۸۸ء ۷۸۹ء ۷۹۰ء ۷۹۱ء ۷۹۲ء ۷۹۳ء ۷۹۴ء ۷۹۵ء ۷۹۶ء ۷۹۷ء ۷۹۸ء ۷۹۹ء ۸۰۰ء ۸۰۱ء ۸۰۲ء ۸۰۳ء ۸۰۴ء ۸۰۵ء ۸۰۶ء ۸۰۷ء ۸۰۸ء ۸۰۹ء ۸۱۰ء ۸۱۱ء ۸۱۲ء ۸۱۳ء ۸۱۴ء ۸۱۵ء ۸۱۶ء ۸۱۷ء ۸۱۸ء ۸۱۹ء ۸۲۰ء ۸۲۱ء ۸۲۲ء ۸۲۳ء ۸۲۴ء ۸۲۵ء ۸۲۶ء ۸۲۷ء ۸۲۸ء ۸۲۹ء ۸۳۰ء ۸۳۱ء ۸۳۲ء ۸۳۳ء ۸۳۴ء ۸۳۵ء ۸۳۶ء ۸۳۷ء ۸۳۸ء ۸۳۹ء ۸۴۰ء ۸۴۱ء ۸۴۲ء ۸۴۳ء ۸۴۴ء ۸۴۵ء ۸۴۶ء ۸۴۷ء ۸۴۸ء ۸۴۹ء ۸۵۰ء ۸۵۱ء ۸۵۲ء ۸۵۳ء ۸۵۴ء ۸۵۵ء ۸۵۶ء ۸۵۷ء ۸۵۸ء ۸۵۹ء ۸۶۰ء ۸۶۱ء ۸۶۲ء ۸۶۳ء ۸۶۴ء ۸۶۵ء ۸۶۶ء ۸۶۷ء ۸۶۸ء ۸۶۹ء ۸۷۰ء ۸۷۱ء ۸۷۲ء ۸۷۳ء ۸۷۴ء ۸۷۵ء ۸۷۶ء ۸۷۷ء ۸۷۸ء ۸۷۹ء ۸۸۰ء ۸۸۱ء ۸۸۲ء ۸۸۳ء ۸۸۴ء ۸۸۵ء ۸۸۶ء ۸۸۷ء ۸۸۸ء ۸۸۹ء ۸۹۰ء ۸۹۱ء ۸۹۲ء ۸۹۳ء ۸۹۴ء ۸۹۵ء ۸۹۶ء ۸۹۷ء ۸۹۸ء ۸۹۹ء ۹۰۰ء ۹۰۱ء ۹۰۲ء ۹۰۳ء ۹۰۴ء ۹۰۵ء ۹۰۶ء ۹۰۷ء ۹۰۸ء ۹۰۹ء ۹۱۰ء ۹۱۱ء ۹۱۲ء ۹۱۳ء ۹۱۴ء ۹۱۵ء ۹۱۶ء ۹۱۷ء ۹۱۸ء ۹۱۹ء ۹۲۰ء ۹۲۱ء ۹۲۲ء ۹۲۳ء ۹۲۴ء ۹۲۵ء ۹۲۶ء ۹۲۷ء ۹۲۸ء ۹۲۹ء ۹۳۰ء ۹۳۱ء ۹۳۲ء ۹۳۳ء ۹۳۴ء ۹۳۵ء ۹۳۶ء ۹۳۷ء ۹۳۸ء ۹۳۹ء ۹۴۰ء ۹۴۱ء ۹۴۲ء ۹۴۳ء ۹۴۴ء ۹۴۵ء ۹۴۶ء ۹۴۷ء ۹۴۸ء ۹۴۹ء ۹۵۰ء ۹۵۱ء ۹۵۲ء ۹۵۳ء ۹۵۴ء ۹۵۵ء ۹۵۶ء ۹۵۷ء ۹۵۸ء ۹۵۹ء ۹۶۰ء ۹۶۱ء ۹۶۲ء ۹۶۳ء ۹۶۴ء ۹۶۵ء ۹۶۶ء ۹۶۷ء ۹۶۸ء ۹۶۹ء ۹۷۰ء ۹۷۱ء ۹۷۲ء ۹۷۳ء ۹۷۴ء ۹۷۵ء ۹۷۶ء ۹۷۷ء ۹۷۸ء ۹۷۹ء ۹۸۰ء ۹۸۱ء ۹۸۲ء ۹۸۳ء ۹۸۴ء ۹۸۵ء ۹۸۶ء ۹۸۷ء ۹۸۸ء ۹۸۹ء ۹۹۰ء ۹۹۱ء ۹۹۲ء ۹۹۳ء ۹۹۴ء ۹۹۵ء ۹۹۶ء ۹۹۷ء ۹۹۸ء ۹۹۹ء ۱۰۰۰ء

جس وقت اسلام کا وعظ کرتے تھے تو ایک تیراُن کے لگا جس نے کاری زخم پہنچایا اور خدا کا شکر کر کے کہ اُس نے شہادت کا رتبہ بخشا عدوہ ابن مسعود شہید ہو گئے۔ غالباً ایک برس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی نے تبلیغ اسلام کے لیے یمن میں کوشش کی اور اُس میں اچھی کامیابی ہوئی۔ اس واقعہ کا ذکر اس طح ہوا ہے۔ رسول اللہ نے احرث اور صرح اور نعیم ابن عبد کلال حمیری کو لکھا: تم پر سلامتی ہو جب تک کہ تم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان رکھتے ہو۔ خدا ایک خدا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں اُس نے موسیٰ کو اپنی نشانوں کے ساتھ بھیجا اور عیسیٰ کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا۔ یہودی کہتے ہیں کہ عزیز خدا کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ خدا تین میں سے ایک ہے۔ اور عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیاش ابن ربیعہ المخزومی کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کیا اور فرمایا: جب تم اُن کے شہر میں پہنچو تو رات کو نہ جانا بلکہ صبح تک انتظار کرنا۔ تب وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ تم کو کامیابی بخشے اور تمہارا خیر مقدم ہو اور تم ضرر سے امان میں رہو۔ تب میرا خط اپنے دہانے ہاتھ میں لینا اور اپنے دہانے ہاتھ سے ان کے دہانے ہاتھ میں دینا اور وہ اُس کو لینگے اور اُن کے سامنے سورۃ البینۃ لَوْ یُکِنِّ الذِّیْنَ کَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْعَکِیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِّنْ اللّٰهِ یَتْلُوْا حُفُوًّا مَّطَهَّرَةً ۝ فِیْهَا کُتُبٌ قَیْمَةٌ ۝ وَما تَقْرَءُ الذِّیْنَ اَوْتُوْا الْکِتٰبَ الْاَمِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝ وَما اَمْرٌ اِلَّا لِّیَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۝ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوَةَ وَیُوْفُوْا نَوَآءَ الزَّکٰوٰةِ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیْمَةِ ۝ اِنَّ الذِّیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝ اِنَّ الذِّیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝ حٰرًّا وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّۃٌ عَدْنٌ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۝ اَبَدًا ۝ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

وَرَضُوا عَنْهُ ط ذَلَّ عَلَيْنَا مَلَكٌ خَفِيٌّ رَبُّكَ تَرْجُمَهُ تَحْتَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ اور شریک
 دے باز آتے جب تک کہ پہنچے اُن کو کھلی بات ایک رسول اللہ کا پڑھتا ورنہ پاک نہیں
 لکھی کتابیں مضبوط اور بچھوٹے جو ہیں جن کو ملی ہو کتاب سوجب آپکلی اُن کو کھلی بات اور
 اُن کو حکم یہی جو کہ عبادت کریں اللہ کی نری کر کے اُس کے واسطے بندگی ابراہیم کی راہ پر
 اور کھڑی کریں نماز اور دین زکوٰۃ اور یہ جو راہ مضبوط لوگوں کی وہ جو ہوئے منکر کتاب دے
 اور شریک دے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں اُس میں وہ لوگ ہیں بدتر سب خلق کے وہ
 لوگ جو یقین لائے اور کیے بھلے کام وہ لوگ ہیں بدتر سب خلق کے بدلائن کا اُن کے
 رب کے ہاں باغ ہیں بسنے کے نیچے بہتی اُن کے نہریں سدا رہیں اُن میں ہمیشہ اللہ
 اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی رہتا ہے اُسے جو ڈرا اپنے رب سے۔

اور جب ختم کر چکو تو کہنا: «محمّد اس پر یقین کر تا ہوا اور میں اس پر ایمان لانے والوں میں
 پہلا ہوں»، اور جو اعتراض وہ تمہارے خلاف کریں گے تم اُس کا جواب دے سکو گے اور
 جو چکمتی کتاب وہ تمہارے سامنے پڑیں گے اُس کی چمک جاتی رہے گی اور جب وہ غصہ
 زبان میں بولیں تو کہنا: «میرے کہو اور اُن سے کہو کہ: خدا میرے لیے کافی ہو۔ میں بھیجی
 ہوئی کتاب پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھ کو ملے گی کہ تم میں انصاف کروں۔ خدا ہمارا رب ہو اور
 تمہارا رب۔ ہمارے کام ہمارے ہیں اور تمہارے کام تمہارے۔ کوئی جھگڑا ہم میں اور تم میں
 نہیں۔ خدا ہم سب کو ملا دے گا اور ہم سب کو اُسی کے پاس جانا ہو۔ اگر اس کہنے پر وہ اسلام
 قبول کریں تو اُن سے تین لکڑیوں کی نسبت پوچھو جن کے سامنے وہ جمع ہو کر بندگی کرتے ہیں
 ان لکڑیوں میں سے ایک لکڑی آتش یعنی جھاؤ کی ہر جس پر سفید اور زرد دواغ ہیں اور ایک بید کی
 طرح مڑی ہوئی ہو اور دوسری آہنوس کے مانند سیاہ ہو۔ ان لکڑیوں کو باہر لانا اور اُنکے
 بازار میں جلادینا عیاش نے بیان کیا۔ «پس میں روانہ ہوا۔ تاکہ رسول اللہ صلعم نے جو حکم
 دیا تھا اُس کی تعمیل کروں۔ جب میں پہنچا تو دیکھا کہ سب لوگوں نے کسی میلے کے لیے آراستگی

کی ہو۔ میں اُن کے دیکھنے کو آگے بڑھا اور آخر کار تین بڑے پردوں کے قریب آیا جو تین دروازوں پر لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے پردہ اٹھایا اور بیچ کے دروازہ سے داخل ہوا اور دیکھا کہ مکان کے صحن میں لوگ جمع ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ اور میں نے وہی کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اور ان لوگوں نے میری بات کا خیال کیا اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ رسول نے کہا تھا۔

سیدہ ہجری میں دائد ابن اسفغ نے جوئے مسلمان ہوئے تھے یہ کوشش کی کہ اپنے قبیلے کو اسلام کی ترغیب دیں جس کو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے بعد قبول کیا تھا۔ مگر اس کوشش میں کامیابی کم ہوئی۔ دائد کے باپ نے یہ کمکر ان کو غلطہ کر دیا۔ خدا کی قسم میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا اور کوئی شخص سوائے اُن کی بہن کے ایسا نہ ملا جو دائد کی ہدایت پر یقین کرتا۔ اُن کی بہن نے اُن کے لیے سامان مہیا کر دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے جاویں۔ یہ ہجرت کا نواں سال سنۃ الوفود کہا گیا ہے کیونکہ عرب کے بہت سے قبیلوں اور شہروں نے اپنے آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیے تاکہ آپ کی اطاعت قبول کریں اہل عرب میں سوشل اتحاد کے نئے اصول یعنی اسلامی اخوت کے اجرائے قبیلوں کی بندشوں کے زور کو جس نے سوسائٹی کی عملت کو نسلی رشتوں کی بنیاد پر قائم کیا تھا ضعیف کرنا شروع کر دیا۔ کسی شخص کا مسلمان ہونا اور اسلامی سوسائٹی میں داخل ہونا اہل عرب کے اصول معاشرت کے ایک ضروری قاعدہ کو توڑنا تھا اور چونکہ ایسی مثالیں کثرت سے پیش آئیں اس لیے یہ مثالیں قبیلوں کے انتظام کی تحلیل کا قومی سبب بن گئیں۔ اور قبائل کا سلسلہ و سرشتہ اہل اسلام کی قومی زندگی کے سامنے جس نے مسلمانوں کو مضبوطی کے ساتھ متفق اور متحد کر دیا تھا کمزور رہ گیا۔ اس لیے عرب کے قبیلوں کو شوق ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کریں صرف اس خیال سے

نہیں کہ آپ ملک عرب میں سب سے بڑے فوجی قوت کے سردار ہیں بلکہ اس خیال سے کہ آپ ایسے اصول معاشرت کے معلم ہیں جس نے اور سب طرح کے سوشل انتظام کو ضعیف اور بے تاثیر کر دیا۔ اس طریقہ سے اسلام نے مختلف قبائل کو جو اس وقت تک برابر لڑائیوں میں مصروف تھے متحد کرنا شروع کر دیا اور جوں جوں یہ متحد جماعت ترقی پاتی گئی کمزور قبیلے اُس میں شریک ہوتے گئے۔ قبائل عرب کے مسلمان ہونے کے حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ کا بار بار ذکر ہوا ہے کہ اسلام قبول کرنے پر دشمنوں سے ان کی حفاظت کیجا دے گی جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ایک عرب نے سنی تو چلا کر بولا: افسوس ہے مجھے محمد کی وفات کا۔ جیتک کہ وہ زندہ تھا میں اپنے دشمنوں سے حفاظت اور امن میں تھا، اور یہی آواز تمام عرب میں گونج گئی ہوگی۔

یہ بات کہ بہت سے قبائل عرب کا اسلام کے ساتھ تعلق کیسا اوپری تھا اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوتے ہی ان قبیلوں میں عام طور پر اسلام سے انحراف پیدا ہو گیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان قبیلوں کا اسلام قبول کرنا بجائے اُس کے کہ روحانی روشنی یا کسی جوش کا نتیجہ ہو اکثر ملکی ضرورت سے یا ظلم کے خوف سے پیش آیا۔ ان قبیلوں نے اپنے تئیں اس منجھدار میں ڈال دیا جو ایک عظیم الشان قومی تحریک کا دریا ہو گیا تھا۔ اور فتح مکہ کے بعد جو لوگ سرحدوں اور نفع کے سونچ بچار سے مسلمان ہوئے انہیں دین کا وہ جوش اور حمیت ہم نہیں دیکھتے جو ابتدائے زمانہ کے مسلمانوں میں تھی۔ لیکن انہیں بھی بہت لوگ ایسے ضرور ہوں گے جنہوں نے سچے دل اور جوش اسلام سے متاثر ہو کر اور جیسا ہم نے دیکھا ہے مستعد ہو کر اگر ضرورت پڑے تو بھائیوں کی تعلیم و تلقین میں جانیں تک فدا کر دیں سچے دیندار مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کیا ہوگا۔ اگر ایسے دیندار پر جوش مسلمان نہ ہوتے تو اسلام کی وسیع تحریک کبھی سالم نہ رہتی اور یہ تو ہرگز نہ ہوتا کہ بانی اسلام کی وفات

کے صدر سے نکل کر وہ کبھی بحال ہونے کیونکہ یہ کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ عرب کے بت پونچنے والے ملک میں اسلام کس قدر صاف طور پر ایک جدید تحریک تھا اور قدیم اور جدید طرز معاشرت کے نمونے کیسے برعکس واقع ہوئے تھے۔ اور ملک عرب میں تبلیغ اسلام سے یہ مراد نہ تھی کہ چند وحشی رسوم اور ظلم کی عادتوں کو مٹا دیا جاوے بلکہ قدیم طرز معاشرت کا قطعاً قلب ہایت کر دینا مقصود تھا۔

جو باتیں اوپر بیان کی گئیں ان میں کامل ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین تمہیں میں جو ملت اسلام اور اس پر عمل کرنے کی ہدایت کے لیے ظاہر ہوئے تبلیغی مذہب کے خالص اوصاف موجود ہیں۔ اگستی کونت فلسفی نے دو باتوں میں مندرج بیان کیا ہے۔ اول تو وہ عالی طبع شخص جو ایک تحریک کو ایجاد کرتا ہے اور اپنی ہی طبیعت کی قوت سے اس تحریک کو زندہ رکھتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے وقت کے لوگوں کے خیالات اور اغراض کی نفس زبان ہوتا ہے۔ یہ فلسفی لکھتا ہے "بعض اوقات عالی طبع شخص پہلے پیدا ہوتا ہے اور اپنی طبیعت کو خاص مقصد پر جاتا ہے اور پھر تمام جزئی قوار کو فہم کرتا ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوں۔ سوشل تحریکوں کی صورت میں کثیر یہ ہوتا ہے کہ بہت سی مخصوص اغراض کا باہمی میلان خود بخود شروع ہو جاتا ہے یا شاید کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوتا ہے جو اس باہمی میلان کے لیے ایک مرکز قائم کر دیتا ہے اور ان کو جمع کر کے ایک کر دیتا ہے۔ اس مسئلہ پر اکثر بحث ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخیر قسم کے لوگوں میں تھے۔ اور جس طرح فلسفہ بوز بوزم نے کوشش کی کہ یسوعی سول کو بجا کے عیسیٰ علیہ السلام کے عیسوی مذہب کا بانی قرار دے اسی طرح بعض لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو اسی نظریے دیکھتے ہیں کہ ابتدائے تاریخ اسلام میں اسلام کو توانائی بخشنے والی روح دی تھی۔ اور انحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر تفصیل اور مدد تھی سے بیان نہیں ہونی چاہیے کہ پروفیسر الٹار کو لڈزیر کی تصنیف میں اسکا ذکر ہوا ہے۔ میں نے یضمنون اسی تصنیف سے انہ کی ہے (محمد انٹرنیشنلین۔ جلد ۱) ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳

صرف ایک عام تحریک کی زبان تھے لیکن یہ بات صرف ایسی حالت میں سچ ہو سکتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی تمدنی حالت کو آپ کی تعلیم و تلقین قبول کرنے پر آمادہ پاتے اور ان کو فقط اس آواز کا منتظر دیکھتے جو ان کے دلوں کی غیر ملفوظ آرزوؤں کو الفاظ میں بیان کر دیتی۔ لیکن یہی شوق انتظار تھا جو عربوں میں معدوم تھا۔ خاص کر وسط عرب کے لوگوں میں جہاں رسول صلعم کی ابتدائی کوششیں صرف ہوئیں۔ عرب کے لوگ کسی طرح تیار نہ تھے کہ نئے واعظ کے وعظ کو سنیں اور خاص کر اس شخص کی تعلیم کو جو پیغمبرؐ، ابو کر آیا ہو جس کا کوئی مفہوم ہی انکی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ علاوہ اسکے مسلمانوں کو آپس میں درجہ مساوات حاصل ہونا اور انکی عام اخوت بنے عوب اور غیر عرب۔ آزاد اور غلام کا فرق اسلامیوں کیلئے نہ رکھا ہو ایسی بات تھی جو عربی قبیلوں کے مفردانہ خیال کے خلاف پڑتی تھی۔ وہ اپنی ذاتی تفصیلت کے حقوق کو باپ دادا کی شہرت پر قائم کرتے تھے اور یہی زعم میں وہ خوزیر لڑائیاں شروع کر دیتے تھے جو ختم ہونا ہی نہ جانتی تھیں اور جو انکی روح کو خوشی دیتی تھیں۔ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں ضروری اصول یہی تھے کہ جو چیزیں عربوں کو سب سے زیادہ عزیز تھیں ان پر معترض رہیں۔ نو مسلم کو وہ باتیں نیکیاں بتا کر رکھائی جاتی تھیں جسکو مسلمان ہوئیے پہلے وہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

بت پرست عربوں کے نزدیک دوستی اور دشمنی ایک طرح کا قرضہ تھا جسکو وہ مع سود کے ادا کرنا چاہتے تھے اور بُرائی کا بُرائی سے عوض کرنے پر فخر کرتے تھے۔ اور اس شخص کو بہت ذلیل سمجھا جاتا تھا جو ایسا کرے۔ گویا کمال انسانیت اسی شخص میں جو جو پر موبہر ہویشہ دوست پر ہمنانی اور دشمن کے ساتھ بُرائی کی فکر میں رہے۔ ایسے آدمیوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذْ فَعَمَّ بِالْبَاطِلِ هِيَ اَحْسَنُ الشَّيْءِ (سورۃ المؤمنین ۹۸) یعنی بُری بات کو دور کر دے ایسی بات سے کہ وہ اچھی ہو۔

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اِنَّ الْحَبِیْبُونَ اَنْ يَّعْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ ۱ سورۃ النور۔ ۲۲) یعنی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ کا معاف

کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾۔ (سورہ آل عمران ۱۲۴-۱۲۸)۔ یعنی اور تم اپنے پروردگار کی طرف اور ایسی بہشت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی برابر ہے اور نیک آدمیوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو کدو خوشی اور تکلیف میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وہ عرب جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع زمانہ رسالت میں اسلام کی خبر دی انکا حال یہ تھا کہ نماز کے حکم کا بھی مضحکہ کرتے تھے اور سب سے زیادہ دشوار کام جو آپ کو کرنا پڑا وہ یہ تھا کہ عربوں کی طبیعت میں خدا کی تعظیم اور خدا پرستی کا جوش پیدا کروں اور اس حالت کی تعلیم اسلام اس طرح کرتا تھا جیسے یہودی اور عیسوی مذہب کرتے ہیں لیکن عرب کے بت پرست اس حالت سے بالکل نا آشنا تھے غرض خود بینی کی عادت اور جوش مذہب کا نہ ہونا جس میں قومی تکبر بھی شامل تھا ایسی حالت تھی جس نے ان کی طبیعتوں کو ایسے نبی کی تعلیم سننے کے لائق بہت کم بنایا تھا جو کہتا تھا:

إِنَّا أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ ۚ أَلْقَسْكُمْ (سورہ الحجرات ۱۳) یعنی بیشک جو قوم میں سب سے زیادہ نیک ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ اہل عرب ان قیدوں سے زیادہ برداشت نہ کر سکے جو اسلام نے ان کی زندگی کے روزانہ مشاغل پر لگائیں۔ شراب اور عورتیں اور راگ و چیزیں تھیں جو اہل عرب کے دل کو سب سے بڑھ کر مرغوب اور عزیز تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں میں سے ہر چیز کی نسبت جو احکام جاری فرمائے ان میں نہایت سختی برتی۔

پس شروع ہی سے اسلام تبلیغی مذہب ہو نیکی سندر رکھتا ہے اسکا کام یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرے تاکہ وہ مسلمان ہو کر ایمان والوں کی اخوت میں شامل ہوں اور جیسا کہ اسلام کا ابتدا میں حال تھا وہی آج کے دن تک جاری ہے اور اسی بات کو آگے چلکر ظاہر کرنا اس کتاب کا مقصد ہے

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس شکر کو آپ نے شام کے لیے مختص فرمایا تھا اُس کو امیر المؤمنین ابو بکر نے باجوہ چند لوگوں کے تعرض کے جو اس نظر سے تھا کہ ملک عرب کی حالت اس زمانہ میں بنظری کی تھی حد و دشام کو روانہ کیا۔ حضرت ابو بکر نے معترضین کی شکایتوں کو اس جواب سے خاموش کر دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کو رد نہ کر دوں گا۔ مدینہ چاہے درندوں کا شکار ہو جاوے لیکن شکر اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی ضرورت پیل کرے گا۔ یہ پہلی لڑائی اُس حیرت خیز سلسلہ مجربات کی تھی جس میں عربوں نے شام۔ فارس اور شمالی افریقہ کو فتح کیا اور سلطنت عجم کا قلع و قمع کر کے روم کی شنشاہی کو اُس کے بہترین ممالک سے محروم کر دیا۔ ان مختلف لڑائیوں کا حال لکھنا اس کتاب کی حد سے خارج ہے جو لیکن اس اعتبار سے کہ عرب کی فتوحات سے تبلیغ اسلام میں کامیابی ہوئی ان تمام حالات پر غور کرنا ضروری ہے جن سے ان فتوحات کا ہونا ممکن ہوا۔

ایک بڑے مؤرخ دنگل نے اسی سلسلہ کو جو اس وقت ہمیں پیش ہے اس طرح بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ کیا یہ خالص دینی جوش تھا یعنی ایک جدید مذہب کی تازہ قوت تھی جس میں پہلی ہی دفعہ یہ پاکیزہ پھول کھلا کہ سپاہ عرب کو ہر مرکز میں فتح حاصل ہوئی اور ایسے قلیل عرصہ میں جبکہ یقیناً نہیں آتا اہل عرب نے وہ عظیم الشان سلطنت قائم کر دی جس کو دنیا نے شاید دیکھا تھا؛ لیکن

اس بات کے ثبوت میں شہادت موجود نہیں۔ ایسے لوگوں کا شمار کم تھا جنہوں نے آزادی اور خالص ایمان سے پیغمبر خدا کی تعلیم و اطاعت قبول کی اور اس کے برعکس ان آدمیوں کی تعداد کثیر تھی جو باوجود دنیا کے نفع کی امید میں مسلمان ہوئے۔ خالد نے جو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھا زور و تجرے کی ترکیب مرکب کو جس سے وہ خود اور دشمنی مسلمان ہوئے تھے یہ کمزور خوبی ظاہر کر دیا کہ خدا نے ان کو تخیس کیا اس طرح کہ ان کے دلوں کو بھی پکڑا اور ان کے بالوں کو بھی ادبجو کر دیا کہ رسول خدا کی پیروی کریں۔ قومیت کے مفروضہ خیال نے بھی اپنا اثر خوب دکھایا۔ یہ خیال وہ تھا جو اس زمانہ میں (شاید) اہل عرب میں نسبت دیگر اقوام کے سب سے زیادہ فوری تھا اور یہی خیال تھا جس نے ہزاروں آدمیوں سے اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ اپنے ہی ملک والے کو اور اپنے ہی ملک والے کے دین کو غیر معلوم پر ترجیح دیں گے۔ مگر اس سے بھی زیادہ پُر زور کوشش اس یقین کی تھی کہ نئے دین کے لیے رُسنے میں کثرت سے غنیمت ہاتھ لگے گی۔ اور موقع ملے گا کہ اپنے اُچار اور پھیلے جنگلوں کو جن میں گراس کے لیے ادنیٰ پیداوار ہوتی تھی شام و عجم اور مصر کے پھولے پھلے شاداب ملکوں سے بدل لیں گے۔ (انتہی قول)

لیکن تاریخ میں اور قوموں کی بھی مثالیں ہیں (مثلاً ہن اور وندل کی) جو طمع اور دومی پندار ہی کے باعث سے نہیں بلکہ وطن میں قحط کے رہنے اور حواج زندگی کی ناپیدی سے تاخت و تاراج کے شوق میں مشرق سے اٹھ کر دوسرے ملکوں پر آن ٹوٹیں۔ مگر ان میں سے کوئی قوم تھی جس نے وہ عظیم الشان سلطنت جو دنیا کی برابری کرے عربوں کی مشعل قائم کی اور جس نے قوموں کو فتح کر کے ان کو متفق و متحد کرنے میں عربوں کی طرح کامیابی ظاہر کی؟ کیا اسلامی فتوحات پر غور کرنے کے بعد بھی ان فتوحات سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ان کی کامیابی کس بڑی حد تک اس تعجب انگیز جوش کا نتیجہ تھی جس کی جڑ مسلمانوں کے مذہب اور صرف اس مذہب میں تھی جس میں اس کی صداقت پر پھر رہا تھا۔ جس میں دنیا اور آخرت

کے جرحیں کا وعدہ کیا گیا تھا انکو یقین تھا اور جس میں انوث المؤمنین کی تعلیم پاکر اُس کے علمی نتائج سے بھی وہ متفید ہو چکے تھے۔ شاید ایسے لوگ بھی بہت ہوں جن میں دنیا کی غرضوں نے ان بلند روشن خیالات کو سیاہ کر دیا ہو لیکن سوسائٹی کی سرشت یا مزاج کو قائم کرنا جسپر کل کا اطلاق ہو ان ہی چند لوگوں کا کام تھا جو سچے مومن تھے۔ دُہن کے سابق آرچبیشپ نے اپنی فصیح تقریر میں بیان کیا کہ خالدہ ہی صرف نہیں بلکہ حقیقت ہر مسلمان لڑنے والے ناپنے تئیں سیف اللہ سمجھا۔ جب مسلمانوں نے مقابلہ کیا کہ اب وہ کیا ہیں اور پہلے وہ کیا تھے جب مردہ بتوں کو پوجتے تھے تو محسوس ہوا کہ ایک نئی روحانی فضا میں انکو کوئی لے آیا ہے۔ اب آخر کار وہ سمجھے کہ انسان کی شان اور انسان کا جلال کیا ہے یعنی ایک خدا کا بندہ ہونا جو سب کا خالق اور حاکم ہے۔ اور ایسے بندے مسلمان بنے جبکہ کام تھا خدا کی قوت کا اعلان کرنا وہ خود مطیع ہوئے اور اوروں کو مجبور کیا کہ خدا کی مرضی کے مطیع بنیں۔ یکسی سچائی تھی جس نے ہزاروں کے دلوں کو تسخیر کیا۔ کچھ عجب نہیں کہ اسی سچائی کے بل پریشمار قبیلے جنھوں نے ہمیشہ اس کے سوا کچھ نہ کیا تھا کہ ایک دوسرے کو کاٹنے اور نگل جاوے ایک قوم میں منظم ہو گئے اور ہزاروں طرح کے بے جوڑ جھوٹ کے پوجنے والے ایسی سوسائٹی میں ترتیب پا گئے جو کلیسیا سے ایک طرح کی مشابہت رکھتی تھی۔

پس یہ تحقیق ہونا محل تعجب نہیں کہ بہت سے عیسائی بدو اس تحریکِ اعظم کی پُر زور راہ میں بے نیلے اور عرب کے وہ قبیلے جو صدیوں سے سچی مذہب کے پیرو چلے آتے تھے انھوں نے اسلام قبول کرنے کے لیے اپنا مذہب ترک کیا۔ ان قبائل میں بنو غسان کا قبیلہ تھا جو فلسطین کے صحرائی مشرق اور جنوبی شام پر مسلط تھا اور اس قبیلے کے لوگوں کی نسبت کہا گیا تھا کہ وہ

سلاہ گرا کے ایک بڑے عمدہ دار کا نام ہے۔ چچ مسکا ترجمہ کیا گیا ہے دو معنی رکھتا ہے (۱) مکان جس میں عیسائی عبادت کرتے ہیں۔ (۲) جماعت کل عیسائیوں کی یا چند عیسائیوں کی جو عیسوی مذہب میں متحدہ فرقہ قائم کرتے ہیں۔ عیسائیوں میں جو متحدہ فرقے ہیں اپنی جماعت کو خاص چچ کہلا کے نام سے پیر کرتے ہیں مثلاً چچ یونان یا چچ روم وغیرہ وغیرہ یہاں دیکھ سکتے ہیں۔ حواد ہجو ۱۲ مترجم سلاہ پھر زاد بنی ابو لہج ہسری، مصنف پنج صفحہ ۵۰ (مطبوعہ لندن ۱۹۵۰ عیسوی)

جاہلیت کے وقت میں سردار تھے اور اسلام کے زمانہ میں مستار تھے۔
 حرب قاصد (سلسلہ ہجری) کے بعد جس میں عجیوں کے لشکر نے جو رستم کے زیر
 حکم تھا فاش شکست کھائی تو بہت عیسائی بدوی قبیلوں کے جو دریائے فرات کے دونوں کناروں
 پر آباد تھے لشکر اسلام کے امیر کے پاس آئے اور کہا کہ ”جن قبیلوں نے پہلے اسلام قبول کیا
 وہ ہم سے زیادہ عقل والے تھے۔ اب جو کہ رستم مارا گیا ہے ہم نیا دین قبول کرتے ہیں۔“
 اسی طرح شمالی ملک شام کی فتح کے بعد بہت سے بدوی قبیلوں نے کسی قدر نال کے
 بعد اسلام قبول کر لیا۔

اس بات کا فیصلہ کہ جبر و شے نہ تھی جس کی وجہ سے یہ عیسائی مسلمان ہوتے یہ ان اشیاء
 کے تعلقات سے ہو سکتا ہے جو سچی عربوں اور مسلمان عربوں میں موجود تھے۔ خود رسول اللہ صلی
 نے چند سچی قبائل سے عہد نامے کئے تھے جن میں آپ نے عیسائیوں کی حفاظت کا اور
 پابندی مذہب میں انکے آزاد رہنے کا ذمہ اور انکے قسوس کے دیرینہ حقوق و اختیارات
 کے بحال رہنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اسی طرح کے ایک معاہدہ نے آپ کی امت کو بھی اپنے ملک
 والوں کے ساتھ جو زیادہ قدیم مذہب کے پیرو تھے متفق رکھا اور عیسائیوں میں سے بہت
 لوگوں نے فوجی معرکوں میں اہل اسلام کو اپنی خوشی و رضامندی سے مدد دی۔

معرکہ جسر (سلسلہ ہجری) میں جبکہ شکست ہوئی صاف ظاہر تھی اور خوف زدہ عرب
 دریائے فرات اور لشکر عجم کے بیچ میں گھر گئے تھے تو اس وقت قبیلہ طے کا سچی سردار اسلامی
 سالار شتی بن عارضہ کے قریب دوڑ آیا کہ کشتیوں کے پل کی حفاظت میں امیر لشکر کی مدد
 کرے کیونکہ اس پل سے اتر کر فوج عرب بے سہولت اس معرکہ سے علیحدہ ہو سکتی تھی۔ اس لڑائی
 میں زک اٹھانے کے بعد جب اس کی پاداش میں نئی فوجیں بھرتی ہونے لگیں تو ملک کیلئے

۱۔ مسعودی جو تیسری جلد صفحہ ۲۳۸ء یہ ایک ایرانی جنرل تھے نے جبر و عنوم کو فارس کے تخت پر بٹھانے کی کوشش
 کی تھی اور قاصد کی لڑائی میں ۶۳۵ء میں مارا گیا تھا۔ مجموعہ ۳۵ سور کی کتاب خلافت صفحہ ۱۱۶ و ۱۲۶ ۱۲۷ء میور کی
 کتاب خلافت صفحہ ۱۳۹ ۱۴۰ء میور (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۹۹ ۳۰۳۔

جو گروہ ہر سمت سے آئے ان میں بنو نمر کا عیسائی قبیلہ بھی تھا جو (باز تائیں) رومی سلطنت کی حدود میں آباد تھا۔ جس کی لڑائی کے بعد حرب بویب (اسلمہ ہجری) میں جس وقت عرب کی فوج دشمن پر دھاوا کرنے کو ہوئی تو امیر لشکر ثنئی گھوڑے پر سوار نمر کے مسیحی سردار کے پاس آیا اور کہا: ”ہم تم ایک خون رکھتے ہیں۔ چلو۔ میں دھاوا کرتا ہوں تم بھی ساتھ دھاوا کرو۔“ غرض دونوں کے طوفانی بیغار نے عجمیوں کو میدان سے ہٹا دیا اور اسلامی فتوحات کی پشت پناہی فہرست میں یہ ایک اور فتح لکھی گئی۔ اس معرکے کے دن جو شجاعت کے کام ہوئے انہیں سب سے بڑھ کر ایک مسیحی نوجوان کی جسارت تھی جو صحرا کے ایک دوسرے قبیلہ کا آدمی تھا اور اپنے اسپ فروش بد دوں کی قلیل جمعیت کو لیکر اسلامی لشکر میں اس وقت داخل ہوا تھا کہ وہ لڑائی کے لیے صفت آرائی کرتا تھا۔ مسیحی بد و افواج کے طرفدار ہو کر جنگ میں مصروف ہوئے اور جب گھمسان کی لڑائی جمی تو یہ مسیحی جوان جھپٹ کر عجمی سپاہ کے ہنچ میں جلا ہنچاؤ پھینچے ہی عجم کے سردار کو قتل کر کے اپنے زرارہ ستہ گھوڑے کی پیٹھ پر آیا اور گھوڑے کو تیسرا بھگا کر مسلمانوں کی صفوں میں یہ پکارتا ہوا داخل ہوا کہ ”اے بنی تغلب کا آدمی ہوں۔ میں یہ ہوں جس نے سردار کو قتل کیا۔“

یہ نوجوان عیسائی جس قبیلے سے ہونے پر فخر کرتا تھا وہ قبیلہ ان قبائل میں سے تھا جنہوں نے عیسائی رہنا پسند کیا تھا لیکن عراق عرب کے اور مسیحی بد و دہ نے جیسی بنو نمر اور بنی قضاہ کے قبیلے تھے اسلام قبول کر لیا۔

جب بنو تغلب نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کرنے کی نیت ظاہر نہ کی تو حضرت عمرؓ نے حکم دیدیا کہ ان پر کسی طرح کا دباؤ نہ ڈالا جاوے اور وہ اپنے مذہب کی پیروی میں باطل آزاد ہیں۔ البتہ ان میں سے اگر کسی نے اسلام قبول کرنا چاہا تو کوئی شخص مزاحمت کا مجاز نہ ہوگا۔ اور نہ وہ ایسے لوگوں کے سچو نگو جو لوگ مسلمان ہو گئے ہوں صلیباں دیگیں گے۔ انکو حکم ہوا

کہ جز یہ یعنی عیسائی رعایا پر جو محصول تھا دیا کریں۔ لیکن جسز یہ دینے میں جو جان و مال کی حفاظت کے عوض میں تھا جہنمی تغلب نے اپنے غرور کو انکسار میں بدلتے پایا اور امیر المؤمنین کو عرضی دی کہ جس قسم کا محصول مسلمان دیتے ہیں اُسی طرح کا محصول ہم کو بھی ادا کرنے کی اجازت ہو۔ پس بنو تغلب جز یہ کی جگہ دو گنا صدقہ دیتے تھے جو خیراتی محصول تھا اور مسلمانوں کے کھیتوں اور مویشیوں وغیرہ وغیرہ پر لگایا گیا تھا۔

اسی طرح حیرہ کے لوگوں نے اُن تمام کوششوں کو رد کیا جو خالد نے اس بارے میں صرف کیں کہ انکو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت ہو۔ حیرہ کا شہر تو ایلیج عرب میں سب سے نامور شہروں میں تھا۔ اسلام کے ہمارے ہیر و خالد بن الولید نے یہ سمجھا تھا کہ شہر کے باشندوں کو فقط اس بات کے بتا دینے سے کہ وہ عرب کا خون اپنی رگوں میں رکھتے ہیں منجانب سے عرب کی امت میں شامل ہونے کی تحریص ہو جاوے گی۔ جب شہر کے قلعہ بند باشندوں نے اسلامی سالار کے پاس سفارت بھیجی کہ شہر اُطجوز ہو کر شہر اس کے حوالہ کیا جاوے تو خالد نے سفیروں سے پوچھا ”تم کون ہو۔ عرب ہو یا غم“ عدی نے جو سفارت کا خطیب تھا جواب دیا ”ہم عرب العار بہ (یعنی اہلی قدیم عرب) ہیں اور باقی ہم میں عرب المستعربہ (یعنی نوآباد پر ویسی) ہیں۔“ خالد نے کہا ”اگر تم وہ ہوتے جس کا دعویٰ کرتے ہو تو تم کبھی ہماری مخالفت اور ہمارے مقصد کی تخفیر نہ کرتے۔“ عدی بولا ”ہماری صاف عربی زبان میرے قول کا ثبوت ہے۔“ خالد نے کہا ”یہ تم سچ کہتے ہو۔ اب ان تین باتوں میں سے کسی ایک بات کو پسند کر لو۔ اول ہمارا دین قبول کرو اور جو کچھ ہمارا ہو وہ خوشی اور رنج میں تمہارا ہو گا خواہ تم دوسرے ملک میں جانا چاہو خواہ اپنے ملک میں رہو۔ دوسرے جز یہ دو۔ تیسرے لڑو کیونکہ قسم ہے خدا کی میں اُن لوگوں کے ساتھ تمہارے پاس آیا ہوں جو مرنے کی ایسی آرزو رکھتے ہیں کہ تم جینے کی نہیں رکھتے۔“

۱۔ قبیلہ بنو تغلب کا مختصر حال جہاں جہاں مورخان عرب کی تصانیف میں ملا اسکو پیر ہفتی لا منس۔ نے اپنی تصنیف میں خوبی اور اختصار سے جمع کر دیا ہے (مے متاخرہ مے عمیہ) جے۔ ۱۔ سیری ۹۔ توہم صفحہ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱

خاندان کی ایک بڑی سلسلہ میں مری اور سچی خاتوا کے باغ میں دفن کی گئی۔ قریب تین کے گاؤں میں جو صحرا میں واقع اور پلارہ سے جنوب مغرب میں چوبیس گھنٹے کی پیادہ مسافت پر ہے جن میں سے نصف شامی عیسائی ہیں جو اپنے مسلمان ہمسایوں کے ساتھ غایت درجہ کے ملاپ سے رہتے ہیں اور مسلمانوں کی کیشل بدوی لباس ایسا پہنتے ہیں کہ عیسائی اور مسلمان میں کوئی ظاہر امتیاز نہیں ہو سکتی۔ مشہور قیدہ بوغسان کے بہت سے آدمی جن میں عرب کا خاص خون ہے اور جنہوں نے سچی دین چوتھی صدی عیسوی کے قریب ختم اختیار کیا تھا اب تک سچی المذہب ہیں۔ اور دو صدیوں کا زمانہ ہوا جسے انہوں نے روم کے کیساک کی اطاعت قبول کی ہے عبادت میں عربی زبان استعمال کرتے ہیں۔

اگر اب ہم بدوؤں کا حال چھوڑ کر اسلام کے متعلق ان لوگوں کی حالت کا اندازہ کریں جو شہروں اور قصبوں میں مستقل طور پر رہتے تھے تو دریافت ہوتا ہے کہ فتوحات عرب کے بعد ہی لوگوں نے جلد جلد اسلام قبول نہیں کر لیا۔ (بازن شائن) رومی سلطنت کے مشرقی صوبے کے بڑے شہروں میں جو عیسائی رہتے تھے ان میں سے اکثر لوگ اپنے آبائی مذہب کے ساتھ وفادار رہے اور اب تک ان میں کے بہت لوگ عیسائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہیں ان عیسائیوں کی حالت کو سمجھنے کے لیے کہ اسلامی عہداری میں ان کا کیا حال رہا اور ایسے حالات کی تحقیق کے لیے جو کبھی کبھی ان کے تبدیل مذہب کا سبب ہوئے مختصر طریق پر یہ امر بیان کرنا مناسب ہو گا کہ سلطنت روم (بازن تیم) کے عیسوی دور حکومت میں جو افواج عرب سے مغلوب ہوئی ان عیسائیوں کی کیا کیفیت تھی۔

تو برس پہلے جتین قیصر روم اس بات میں کامیاب ہوا تھا کہ سلطنت روم میں ظاہری اتفاق و اتحاد پیدا کر دے۔ لیکن اس کی موت کے بعد ہی سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے اور

۱۔ برنارت (۲) صفحہ ۵۶۴۔ ۲۔ فون کریمر (۲) صفحہ ۹۱۔ ۳۔ پاگربوہ مشرقی سوالات پر جوابیہ نمونہ

مب پائے تخت اور صوبجات میں کوئی مشترکہ قومی خیال باقی نہ رہا جب قیصر ہر قل کا زمانہ آیا تو اسنے ملک شام کو پائے تخت میں شامل کرنے کی کوشش کی اور اس میں کسی قدر کامیابی بھی ہوئی لیکن بد قسمتی سے جو مصالحت کے عام طریقے قیصر نے اختیار کئے انھوں نے برف اختلاف کی جگہ اور مخالفت پیدا کر دی۔ قومی خیال کے زندہ قائم مقام فقط مذہبی جذبات رہ گئے تھے۔ ہر قل نے یہ بھی چاہا کہ عیسوی دین کی تفسیر توحید کے تمام مناقشات کو جو مخالفت نسروں میں تھے بند کر دیا جاوے۔ اور جو لوگ یکدیت قدیم (آرتھوڈوکس) سے برگشتہ ہیں ان کو کلیسہ اور پائے تخت کا مطیع کر کے یکدیسیدوں کی سبھی مجلس (سینڈ) نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا تھا کہ حضرت مسیح کو دو اقنوموں میں نفیسہ خلط ملط اور تبدیلی اوقسیم اور علحدگی کے تسلیم کرنا چاہیے دونوں اقنوموں کا فرق انکے اجتماع سے دور نہ ہوگا۔ بلکہ ہر اقنوم کے خواص برتہار ہیں اور ایک ذات اور ایک جوہر میں شامل ہیں مگر اس طرح نہیں کہ گویا دو ذاتوں میں یہ خواص تقسیم اور جدا ہو سکتے ہیں بلکہ وہی ایک بیٹا ہو اکلوتا مولود کلمۃ اللہ۔ اس مجلس کو فرقہ مونوفرائٹ نے تسلیم نہ کیا۔ کیونکہ یہ فرقہ مسیح کی ذات میں ایک اقنوم کو ماننا تھا اور کہا جاتا تھا کہ مسیح مرکب ذات ہے جس میں تمام ربانی اور انسانی صفات موجود ہیں لیکن جوہر جس کی یہ صفات ہیں کہ اُس میں دوئی نہیں ہو بلکہ مرکب وحدت ہے۔ اس مسئلہ پر کلیسہ قدیم (آرتھوڈوکس) کے فرقہ میں اور فرقہ مونوفرائٹ میں جو مصر و شام اور روم کی عیسائی سلطنت کی حدود سے باہر کے ملکوں میں آباد تھا دو صدیوں تک سخت مناظرہ رہا۔ یہاں تک کہ اب ہر قل نے مونوفیسیتزم کے مسئلہ سے فریقین مقابل میں مصالحت پیدا کرنی چاہی۔ اس مسئلہ کا مضمون یہ تھا کہ اقاہیم کی دوئی کو بالکل مسیح کی واقعی زندگی میں ذات کی وحدت کو قائم کیا جاوے اور یہ اس طرح کہ اس ایک ذات میں دو قسم کی تحریکوں سے انکار کیا جاوے۔ ایک مسیح اور خدا کا بیٹا توجہ پیدا کرنا ہی اُسکا جو انسانی ہے اور

لہ آرتھوڈوکس۔ ثانوی معنی میں۔ دین میں درست آرتھوڈوکس کلیسہ سے مراد ہر ایک عیسائی جماعت سے ہو سکتی ہے جو جدا فرقہ ہو لیکن کسی ملک میں جو خاص فرقہ سلطنت کی وجہ سے باقاعدہ تسلیم یا کسی وجہ سے ممتاز ہو وہ آرتھوڈوکس کہلاتا ہے اور جو فرقہ کے خلاف یا اس سے شرف ہوتے ہیں انکو ہیریک کہتے ہیں۔ مترجم۔

جو ربانی ہو ایک ربانی انسانی ذریعہ سے یعنی صرف ایک ارادہ جو مجسم کلام یعنی شیخ میں ہے۔
لیکن ہر قل کی قسمت کا فیصلہ بھی انھیں لوگوں کے ساتھ ہوا جو آئندہ زمانہ میں ان
مخالف فرقوں کے اتفاق کے درپے ہوئے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی نہ ہوا کہ مناظروں کی آگ
اور جل اٹھی بلکہ ہر قل پر سیدنی کا داغ لگا اور دونوں فرقوں کا مور و عتاب بننا پڑا۔
فی الواقع ہر قل نے رعایا کے دل میں اپنی طرف سے سخت ناراضی پیدا کر لی اور
قوی دلیل اس بات کے یقین کی مٹی ہو کہ سلطنت روم کی آرتھودوکس رعایا کا بڑا حصہ جو
قیصر کے مفتوحہ صوبات میں آباد قحطیوں کا دوست بن گیا۔ قیصر کو بے دین سمجھ کر رعایا
دشمنی کی نظر سے اپنے بادشاہ کو دیکھا اور یہ خوف پیدا ہوا کہ کیس اپنے مونو تھیستک عقائد کو
زبردستی جاری کرنے میں ہمیشہ ظلم نہ کرنے لگے۔ پس عیسائی رعایا نے بلاتامل بلکہ شوق سے
اپنے نئے حاکموں کا خیر مقدم کیا جنھوں نے ان کے دین کے سلامت رکھنے کا وعدہ کیا اور
راضی ہو گئے کہ عیسائیوں کے مذہبی مراتب اور قومی آزادی میں مناسب اندازہ قائم کر دیں گے
بشرطیکہ موجودہ خطرے سے وہ اپنے تئیں بچالیں۔ چنانچہ جب ہر قل کی فوج جمش کے شہر
کے قریب آئی تو شہر والوں نے فیصل کے دروازے بند کر لئے اور مسلمانوں سے کہا کہ
تمھاری حکومت اور تمھارے انصاف کو یونانیوں کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے میں
بہتر جانتے ہیں۔

۳۳۳ء سے ۳۳۹ء تک کے معرکوں میں جن میں عربوں نے روم کے لشکر کا
حدود شام سے رفتہ رفتہ ہتھیصال کیا شامی عیسائیوں کے خیالات اس طرح کے تھے جیسے
اوپر بیان ہوئے۔ اور ۳۳۳ء عیسوی میں جب دمشق کے باشندوں نے عربوں سے شرط
منظور کرانے کی مثال قائم کی اور لوٹ سے حفاظت کا ذمہ اور اور مفید مطلب عہد و پیمان

۱۔ آئی۔ اے۔ ڈورزائے ٹم ان کرچن ڈورن جلد سوم صفحہ ۲۱۰-۲۱۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۱ء) سے آئرن ہسٹری آف دی
کرچن ج ۲۔ دوسری جلد صفحہ ۲۲۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۱ء) سے اس طرح کا خوف کچھ بچا تھا کہ ۳۳۲ء میں جب ہر قل جمش کو شکست دیا
ملک شام سے گزرتا تو فرعونوں فرات کے ساتھ اسے نصیب ہوا کہ (دیکھو) ۳۳۲ء (۱۲) ۳۳۲ء (۱۳) ۳۳۲ء (۱۴) ۳۳۲ء (۱۵) ۳۳۲ء (۱۶) ۳۳۲ء (۱۷) ۳۳۲ء (۱۸) ۳۳۲ء (۱۹) ۳۳۲ء (۲۰) ۳۳۲ء (۲۱) ۳۳۲ء (۲۲) ۳۳۲ء (۲۳) ۳۳۲ء (۲۴) ۳۳۲ء (۲۵) ۳۳۲ء (۲۶) ۳۳۲ء (۲۷) ۳۳۲ء (۲۸) ۳۳۲ء (۲۹) ۳۳۲ء (۳۰) ۳۳۲ء (۳۱) ۳۳۲ء (۳۲) ۳۳۲ء (۳۳) ۳۳۲ء (۳۴) ۳۳۲ء (۳۵) ۳۳۲ء (۳۶) ۳۳۲ء (۳۷) ۳۳۲ء (۳۸) ۳۳۲ء (۳۹) ۳۳۲ء (۴۰) ۳۳۲ء (۴۱) ۳۳۲ء (۴۲) ۳۳۲ء (۴۳) ۳۳۲ء (۴۴) ۳۳۲ء (۴۵) ۳۳۲ء (۴۶) ۳۳۲ء (۴۷) ۳۳۲ء (۴۸) ۳۳۲ء (۴۹) ۳۳۲ء (۵۰) ۳۳۲ء (۵۱) ۳۳۲ء (۵۲) ۳۳۲ء (۵۳) ۳۳۲ء (۵۴) ۳۳۲ء (۵۵) ۳۳۲ء (۵۶) ۳۳۲ء (۵۷) ۳۳۲ء (۵۸) ۳۳۲ء (۵۹) ۳۳۲ء (۶۰) ۳۳۲ء (۶۱) ۳۳۲ء (۶۲) ۳۳۲ء (۶۳) ۳۳۲ء (۶۴) ۳۳۲ء (۶۵) ۳۳۲ء (۶۶) ۳۳۲ء (۶۷) ۳۳۲ء (۶۸) ۳۳۲ء (۶۹) ۳۳۲ء (۷۰) ۳۳۲ء (۷۱) ۳۳۲ء (۷۲) ۳۳۲ء (۷۳) ۳۳۲ء (۷۴) ۳۳۲ء (۷۵) ۳۳۲ء (۷۶) ۳۳۲ء (۷۷) ۳۳۲ء (۷۸) ۳۳۲ء (۷۹) ۳۳۲ء (۸۰) ۳۳۲ء (۸۱) ۳۳۲ء (۸۲) ۳۳۲ء (۸۳) ۳۳۲ء (۸۴) ۳۳۲ء (۸۵) ۳۳۲ء (۸۶) ۳۳۲ء (۸۷) ۳۳۲ء (۸۸) ۳۳۲ء (۸۹) ۳۳۲ء (۹۰) ۳۳۲ء (۹۱) ۳۳۲ء (۹۲) ۳۳۲ء (۹۳) ۳۳۲ء (۹۴) ۳۳۲ء (۹۵) ۳۳۲ء (۹۶) ۳۳۲ء (۹۷) ۳۳۲ء (۹۸) ۳۳۲ء (۹۹) ۳۳۲ء (۱۰۰) ۳۳۲ء (۱۰۱) ۳۳۲ء (۱۰۲) ۳۳۲ء (۱۰۳) ۳۳۲ء (۱۰۴) ۳۳۲ء (۱۰۵) ۳۳۲ء (۱۰۶) ۳۳۲ء (۱۰۷) ۳۳۲ء (۱۰۸) ۳۳۲ء (۱۰۹) ۳۳۲ء (۱۱۰) ۳۳۲ء (۱۱۱) ۳۳۲ء (۱۱۲) ۳۳۲ء (۱۱۳) ۳۳۲ء (۱۱۴) ۳۳۲ء (۱۱۵) ۳۳۲ء (۱۱۶) ۳۳۲ء (۱۱۷) ۳۳۲ء (۱۱۸) ۳۳۲ء (۱۱۹) ۳۳۲ء (۱۲۰) ۳۳۲ء (۱۲۱) ۳۳۲ء (۱۲۲) ۳۳۲ء (۱۲۳) ۳۳۲ء (۱۲۴) ۳۳۲ء (۱۲۵) ۳۳۲ء (۱۲۶) ۳۳۲ء (۱۲۷) ۳۳۲ء (۱۲۸) ۳۳۲ء (۱۲۹) ۳۳۲ء (۱۳۰) ۳۳۲ء (۱۳۱) ۳۳۲ء (۱۳۲) ۳۳۲ء (۱۳۳) ۳۳۲ء (۱۳۴) ۳۳۲ء (۱۳۵) ۳۳۲ء (۱۳۶) ۳۳۲ء (۱۳۷) ۳۳۲ء (۱۳۸) ۳۳۲ء (۱۳۹) ۳۳۲ء (۱۴۰) ۳۳۲ء (۱۴۱) ۳۳۲ء (۱۴۲) ۳۳۲ء (۱۴۳) ۳۳۲ء (۱۴۴) ۳۳۲ء (۱۴۵) ۳۳۲ء (۱۴۶) ۳۳۲ء (۱۴۷) ۳۳۲ء (۱۴۸) ۳۳۲ء (۱۴۹) ۳۳۲ء (۱۵۰) ۳۳۲ء (۱۵۱) ۳۳۲ء (۱۵۲) ۳۳۲ء (۱۵۳) ۳۳۲ء (۱۵۴) ۳۳۲ء (۱۵۵) ۳۳۲ء (۱۵۶) ۳۳۲ء (۱۵۷) ۳۳۲ء (۱۵۸) ۳۳۲ء (۱۵۹) ۳۳۲ء (۱۶۰) ۳۳۲ء (۱۶۱) ۳۳۲ء (۱۶۲) ۳۳۲ء (۱۶۳) ۳۳۲ء (۱۶۴) ۳۳۲ء (۱۶۵) ۳۳۲ء (۱۶۶) ۳۳۲ء (۱۶۷) ۳۳۲ء (۱۶۸) ۳۳۲ء (۱۶۹) ۳۳۲ء (۱۷۰) ۳۳۲ء (۱۷۱) ۳۳۲ء (۱۷۲) ۳۳۲ء (۱۷۳) ۳۳۲ء (۱۷۴) ۳۳۲ء (۱۷۵) ۳۳۲ء (۱۷۶) ۳۳۲ء (۱۷۷) ۳۳۲ء (۱۷۸) ۳۳۲ء (۱۷۹) ۳۳۲ء (۱۸۰) ۳۳۲ء (۱۸۱) ۳۳۲ء (۱۸۲) ۳۳۲ء (۱۸۳) ۳۳۲ء (۱۸۴) ۳۳۲ء (۱۸۵) ۳۳۲ء (۱۸۶) ۳۳۲ء (۱۸۷) ۳۳۲ء (۱۸۸) ۳۳۲ء (۱۸۹) ۳۳۲ء (۱۹۰) ۳۳۲ء (۱۹۱) ۳۳۲ء (۱۹۲) ۳۳۲ء (۱۹۳) ۳۳۲ء (۱۹۴) ۳۳۲ء (۱۹۵) ۳۳۲ء (۱۹۶) ۳۳۲ء (۱۹۷) ۳۳۲ء (۱۹۸) ۳۳۲ء (۱۹۹) ۳۳۲ء (۲۰۰) ۳۳۲ء (۲۰۱) ۳۳۲ء (۲۰۲) ۳۳۲ء (۲۰۳) ۳۳۲ء (۲۰۴) ۳۳۲ء (۲۰۵) ۳۳۲ء (۲۰۶) ۳۳۲ء (۲۰۷) ۳۳۲ء (۲۰۸) ۳۳۲ء (۲۰۹) ۳۳۲ء (۲۱۰) ۳۳۲ء (۲۱۱) ۳۳۲ء (۲۱۲) ۳۳۲ء (۲۱۳) ۳۳۲ء (۲۱۴) ۳۳۲ء (۲۱۵) ۳۳۲ء (۲۱۶) ۳۳۲ء (۲۱۷) ۳۳۲ء (۲۱۸) ۳۳۲ء (۲۱۹) ۳۳۲ء (۲۲۰) ۳۳۲ء (۲۲۱) ۳۳۲ء (۲۲۲) ۳۳۲ء (۲۲۳) ۳۳۲ء (۲۲۴) ۳۳۲ء (۲۲۵) ۳۳۲ء (۲۲۶) ۳۳۲ء (۲۲۷) ۳۳۲ء (۲۲۸) ۳۳۲ء (۲۲۹) ۳۳۲ء (۲۳۰) ۳۳۲ء (۲۳۱) ۳۳۲ء (۲۳۲) ۳۳۲ء (۲۳۳) ۳۳۲ء (۲۳۴) ۳۳۲ء (۲۳۵) ۳۳۲ء (۲۳۶) ۳۳۲ء (۲۳۷) ۳۳۲ء (۲۳۸) ۳۳۲ء (۲۳۹) ۳۳۲ء (۲۴۰) ۳۳۲ء (۲۴۱) ۳۳۲ء (۲۴۲) ۳۳۲ء (۲۴۳) ۳۳۲ء (۲۴۴) ۳۳۲ء (۲۴۵) ۳۳۲ء (۲۴۶) ۳۳۲ء (۲۴۷) ۳۳۲ء (۲۴۸) ۳۳۲ء (۲۴۹) ۳۳۲ء (۲۵۰) ۳۳۲ء (۲۵۱) ۳۳۲ء (۲۵۲) ۳۳۲ء (۲۵۳) ۳۳۲ء (۲۵۴) ۳۳۲ء (۲۵۵) ۳۳۲ء (۲۵۶) ۳۳۲ء (۲۵۷) ۳۳۲ء (۲۵۸) ۳۳۲ء (۲۵۹) ۳۳۲ء (۲۶۰) ۳۳۲ء (۲۶۱) ۳۳۲ء (۲۶۲) ۳۳۲ء (۲۶۳) ۳۳۲ء (۲۶۴) ۳۳۲ء (۲۶۵) ۳۳۲ء (۲۶۶) ۳۳۲ء (۲۶۷) ۳۳۲ء (۲۶۸) ۳۳۲ء (۲۶۹) ۳۳۲ء (۲۷۰) ۳۳۲ء (۲۷۱) ۳۳۲ء (۲۷۲) ۳۳۲ء (۲۷۳) ۳۳۲ء (۲۷۴) ۳۳۲ء (۲۷۵) ۳۳۲ء (۲۷۶) ۳۳۲ء (۲۷۷) ۳۳۲ء (۲۷۸) ۳۳۲ء (۲۷۹) ۳۳۲ء (۲۸۰) ۳۳۲ء (۲۸۱) ۳۳۲ء (۲۸۲) ۳۳۲ء (۲۸۳) ۳۳۲ء (۲۸۴) ۳۳۲ء (۲۸۵) ۳۳۲ء (۲۸۶) ۳۳۲ء (۲۸۷) ۳۳۲ء (۲۸۸) ۳۳۲ء (۲۸۹) ۳۳۲ء (۲۹۰) ۳۳۲ء (۲۹۱) ۳۳۲ء (۲۹۲) ۳۳۲ء (۲۹۳) ۳۳۲ء (۲۹۴) ۳۳۲ء (۲۹۵) ۳۳۲ء (۲۹۶) ۳۳۲ء (۲۹۷) ۳۳۲ء (۲۹۸) ۳۳۲ء (۲۹۹) ۳۳۲ء (۳۰۰) ۳۳۲ء (۳۰۱) ۳۳۲ء (۳۰۲) ۳۳۲ء (۳۰۳) ۳۳۲ء (۳۰۴) ۳۳۲ء (۳۰۵) ۳۳۲ء (۳۰۶) ۳۳۲ء (۳۰۷) ۳۳۲ء (۳۰۸) ۳۳۲ء (۳۰۹) ۳۳۲ء (۳۱۰) ۳۳۲ء (۳۱۱) ۳۳۲ء (۳۱۲) ۳۳۲ء (۳۱۳) ۳۳۲ء (۳۱۴) ۳۳۲ء (۳۱۵) ۳۳۲ء (۳۱۶) ۳۳۲ء (۳۱۷) ۳۳۲ء (۳۱۸) ۳۳۲ء (۳۱۹) ۳۳۲ء (۳۲۰) ۳۳۲ء (۳۲۱) ۳۳۲ء (۳۲۲) ۳۳۲ء (۳۲۳) ۳۳۲ء (۳۲۴) ۳۳۲ء (۳۲۵) ۳۳۲ء (۳۲۶) ۳۳۲ء (۳۲۷) ۳۳۲ء (۳۲۸) ۳۳۲ء (۳۲۹) ۳۳۲ء (۳۳۰) ۳۳۲ء (۳۳۱) ۳۳۲ء (۳۳۲) ۳۳۲ء (۳۳۳) ۳۳۲ء (۳۳۴) ۳۳۲ء (۳۳۵) ۳۳۲ء (۳۳۶) ۳۳۲ء (۳۳۷) ۳۳۲ء (۳۳۸) ۳۳۲ء (۳۳۹) ۳۳۲ء (۳۴۰) ۳۳۲ء (۳۴۱) ۳۳۲ء (۳۴۲) ۳۳۲ء (۳۴۳) ۳۳۲ء (۳۴۴) ۳۳۲ء (۳۴۵) ۳۳۲ء (۳۴۶) ۳۳۲ء (۳۴۷) ۳۳۲ء (۳۴۸) ۳۳۲ء (۳۴۹) ۳۳۲ء (۳۵۰) ۳۳۲ء (۳۵۱) ۳۳۲ء (۳۵۲) ۳۳۲ء (۳۵۳) ۳۳۲ء (۳۵۴) ۳۳۲ء (۳۵۵) ۳۳۲ء (۳۵۶) ۳۳۲ء (۳۵۷) ۳۳۲ء (۳۵۸) ۳۳۲ء (۳۵۹) ۳۳۲ء (۳۶۰) ۳۳۲ء (۳۶۱) ۳۳۲ء (۳۶۲) ۳۳۲ء (۳۶۳) ۳۳۲ء (۳۶۴) ۳۳۲ء (۳۶۵) ۳۳۲ء (۳۶۶) ۳۳۲ء (۳۶۷) ۳۳۲ء (۳۶۸) ۳۳۲ء (۳۶۹) ۳۳۲ء (۳۷۰) ۳۳۲ء (۳۷۱) ۳۳۲ء (۳۷۲) ۳۳۲ء (۳۷۳) ۳۳۲ء (۳۷۴) ۳۳۲ء (۳۷۵) ۳۳۲ء (۳۷۶) ۳۳۲ء (۳۷۷) ۳۳۲ء (۳۷۸) ۳۳۲ء (۳۷۹) ۳۳۲ء (۳۸۰) ۳۳۲ء (۳۸۱) ۳۳۲ء (۳۸۲) ۳۳۲ء (۳۸۳) ۳۳۲ء (۳۸۴) ۳۳۲ء (۳۸۵) ۳۳۲ء (۳۸۶) ۳۳۲ء (۳۸۷) ۳۳۲ء (۳۸۸) ۳۳۲ء (۳۸۹) ۳۳۲ء (۳۹۰) ۳۳۲ء (۳۹۱) ۳۳۲ء (۳۹۲) ۳۳۲ء (۳۹۳) ۳۳۲ء (۳۹۴) ۳۳۲ء (۳۹۵) ۳۳۲ء (۳۹۶) ۳۳۲ء (۳۹۷) ۳۳۲ء (۳۹۸) ۳۳۲ء (۳۹۹) ۳۳۲ء (۴۰۰) ۳۳۲ء (۴۰۱) ۳۳۲ء (۴۰۲) ۳۳۲ء (۴۰۳) ۳۳۲ء (۴۰۴) ۳۳۲ء (۴۰۵) ۳۳۲ء (۴۰۶) ۳۳۲ء (۴۰۷) ۳۳۲ء (۴۰۸) ۳۳۲ء (۴۰۹) ۳۳۲ء (۴۱۰) ۳۳۲ء (۴۱۱) ۳۳۲ء (۴۱۲) ۳۳۲ء (۴۱۳) ۳۳۲ء (۴۱۴) ۳۳۲ء (۴۱۵) ۳۳۲ء (۴۱۶) ۳۳۲ء (۴۱۷) ۳۳۲ء (۴۱۸) ۳۳۲ء (۴۱۹) ۳۳۲ء (۴۲۰) ۳۳۲ء (۴۲۱) ۳۳۲ء (۴۲۲) ۳۳۲ء (۴۲۳) ۳۳۲ء (۴۲۴) ۳۳۲ء (۴۲۵) ۳۳۲ء (۴۲۶) ۳۳۲ء (۴۲۷) ۳۳۲ء (۴۲۸) ۳۳۲ء (۴۲۹) ۳۳۲ء (۴۳۰) ۳۳۲ء (۴۳۱) ۳۳۲ء (۴۳۲) ۳۳۲ء (۴۳۳) ۳۳۲ء (۴۳۴) ۳۳۲ء (۴۳۵) ۳۳۲ء (۴۳۶) ۳۳۲ء (۴۳۷) ۳۳۲ء (۴۳۸) ۳۳۲ء (۴۳۹) ۳۳۲ء (۴۴۰) ۳۳۲ء (۴۴۱) ۳۳۲ء (۴۴۲) ۳۳۲ء (۴۴۳) ۳۳۲ء (۴۴۴) ۳۳۲ء (۴۴۵) ۳۳۲ء (۴۴۶) ۳۳۲ء (۴۴۷) ۳۳۲ء (۴۴۸) ۳۳۲ء (۴۴۹) ۳۳۲ء (۴۵۰) ۳۳۲ء (۴۵۱) ۳۳۲ء (۴۵۲) ۳۳۲ء (۴۵۳) ۳۳۲ء (۴۵۴) ۳۳۲ء (۴۵۵) ۳۳۲ء (۴۵۶) ۳۳۲ء (۴۵۷) ۳۳۲ء (۴۵۸) ۳۳۲ء (۴۵۹) ۳۳۲ء (۴۶۰) ۳۳۲ء (۴۶۱) ۳۳۲ء (۴۶۲) ۳۳۲ء (۴۶۳) ۳۳۲ء (۴۶۴) ۳۳۲ء (۴۶۵) ۳۳۲ء (۴۶۶) ۳۳۲ء (۴۶۷) ۳۳۲ء (۴۶۸) ۳۳۲ء (۴۶۹) ۳۳۲ء (۴۷۰) ۳۳۲ء (۴۷۱) ۳۳۲ء (۴۷۲) ۳۳۲ء (۴۷۳) ۳۳۲ء (۴۷۴) ۳۳۲ء (۴۷۵) ۳۳۲ء (۴۷۶) ۳۳۲ء (۴۷۷) ۳۳۲ء (۴۷۸) ۳۳۲ء (۴۷۹) ۳۳۲ء (۴۸۰) ۳۳۲ء (۴۸۱) ۳۳۲ء (۴۸۲) ۳۳۲ء (۴۸۳) ۳۳۲ء (۴۸۴) ۳۳۲ء (۴۸۵) ۳۳۲ء (۴۸۶) ۳۳۲ء (۴۸۷) ۳۳۲ء (۴۸۸) ۳۳۲ء (۴۸۹) ۳۳۲ء (۴۹۰) ۳۳۲ء (۴۹۱) ۳۳۲ء (۴۹۲) ۳۳۲ء (۴۹۳) ۳۳۲ء (۴۹۴) ۳۳۲ء (۴۹۵) ۳۳۲ء (۴۹۶) ۳۳۲ء (۴۹۷) ۳۳۲ء (۴۹۸) ۳۳۲ء (۴۹۹) ۳۳۲ء (۵۰۰) ۳۳۲ء (۵۰۱) ۳۳۲ء (۵۰۲) ۳۳۲ء (۵۰۳) ۳۳۲ء (۵۰۴) ۳۳۲ء (۵۰۵) ۳۳۲ء (۵۰۶) ۳۳۲ء (۵۰۷) ۳۳۲ء (۵۰۸) ۳۳۲ء (۵۰۹) ۳۳۲ء (۵۱۰) ۳۳۲ء (۵۱۱) ۳۳۲ء (۵۱۲) ۳۳۲ء (۵۱۳) ۳۳۲ء (۵۱۴) ۳۳۲ء (۵۱۵) ۳۳۲ء (۵۱۶) ۳۳۲ء (۵۱۷) ۳۳۲ء (۵۱۸) ۳۳۲ء (۵۱۹) ۳۳۲ء (۵۲۰) ۳۳۲ء (۵۲۱) ۳۳۲ء (۵۲۲) ۳۳۲ء (۵۲۳) ۳۳۲ء (۵۲۴) ۳۳۲ء (۵۲۵) ۳۳۲ء (۵۲۶) ۳۳۲ء (۵۲۷) ۳۳۲ء (۵۲۸) ۳۳۲ء (۵۲۹) ۳۳۲ء (۵۳۰) ۳۳۲ء (۵۳۱) ۳۳۲ء (۵۳۲) ۳۳۲ء (۵۳۳) ۳۳۲ء (۵۳۴) ۳۳۲ء (۵۳۵) ۳۳۲ء (۵۳۶) ۳۳۲ء (۵۳۷) ۳۳۲ء (۵۳۸) ۳۳۲ء (۵۳۹) ۳۳۲ء (۵۴۰) ۳۳۲ء (۵۴۱) ۳۳۲ء (۵۴۲) ۳۳۲ء (۵۴۳) ۳۳۲ء (۵۴۴) ۳۳۲ء (۵۴۵) ۳۳۲ء (۵۴۶) ۳۳۲ء (۵۴۷) ۳۳۲ء (۵۴۸) ۳۳۲ء (۵۴۹) ۳۳۲ء (۵۵۰) ۳۳۲ء (۵۵۱) ۳۳۲ء (۵۵۲) ۳۳۲ء (۵۵۳) ۳۳۲ء (۵۵۴) ۳۳۲ء (۵۵۵) ۳۳۲ء (۵۵۶) ۳۳۲ء (۵۵۷) ۳۳۲ء (۵۵۸) ۳۳۲ء (۵۵۹) ۳۳۲ء (۵۶۰) ۳۳۲ء (۵۶۱) ۳۳۲ء (۵۶۲) ۳۳۲ء (۵۶۳) ۳۳۲ء (۵۶۴) ۳۳۲ء (۵۶۵) ۳۳۲ء (۵۶۶) ۳۳۲ء (۵۶۷) ۳۳۲ء (۵۶۸) ۳۳۲ء (۵۶۹) ۳۳۲ء (۵۷۰) ۳۳۲ء (۵۷۱) ۳۳۲ء (۵۷۲) ۳۳۲ء (۵۷۳) ۳۳۲ء (۵۷۴) ۳۳۲ء (۵۷۵) ۳۳۲ء (۵۷۶) ۳۳۲ء (۵۷۷) ۳۳۲ء (۵۷۸) ۳۳۲ء (۵۷۹) ۳۳۲ء (۵۸۰) ۳۳۲ء (۵۸۱) ۳۳۲ء (۵۸۲) ۳۳۲ء (۵۸۳) ۳۳۲ء (۵۸۴) ۳۳۲ء (۵۸۵) ۳۳۲ء (۵۸۶) ۳۳۲ء (۵۸۷) ۳۳۲ء (۵۸۸) ۳۳۲ء (۵۸۹) ۳۳۲ء (۵۹۰) ۳۳۲ء (۵۹۱) ۳۳۲ء (۵۹۲) ۳۳۲ء (۵۹۳) ۳۳۲ء (۵۹۴) ۳۳۲ء (۵۹۵) ۳۳۲ء (۵۹۶) ۳۳۲ء (۵۹۷) ۳۳۲ء (۵۹۸) ۳۳۲ء (۵۹۹) ۳۳۲ء (۶۰۰) ۳۳۲ء (۶۰۱) ۳۳۲ء (۶۰۲) ۳۳۲ء (۶۰۳) ۳۳۲ء (۶۰۴) ۳۳۲ء (۶۰۵) ۳۳۲ء (۶۰۶) ۳۳۲ء (۶۰۷) ۳۳۲ء (۶۰۸) ۳۳۲ء (۶۰۹) ۳۳۲ء (۶۱۰) ۳۳۲ء (۶۱۱) ۳۳۲ء (۶۱۲) ۳۳۲ء (۶۱۳) ۳۳۲ء (۶۱۴) ۳۳۲ء (۶۱۵) ۳۳۲ء (۶۱۶) ۳۳۲ء (۶۱۷) ۳۳۲ء (۶۱۸) ۳۳۲ء (۶۱۹) ۳۳۲ء (۶۲۰) ۳۳۲ء (۶۲۱) ۳۳۲ء (۶۲۲) ۳۳۲ء (۶۲۳) ۳۳۲ء (۶۲۴) ۳۳۲ء (۶۲۵) ۳۳۲ء (۶۲۶) ۳۳۲ء (۶۲۷) ۳۳۲ء (۶۲۸) ۳۳۲ء (۶۲۹) ۳۳۲ء (۶۳۰) ۳۳۲ء (۶۳۱) ۳۳۲ء (۶۳۲) ۳۳۲ء (۶۳۳) ۳۳۲ء (۶۳۴) ۳۳۲ء (۶۳۵) ۳۳۲ء (۶۳۶) ۳۳۲ء (۶۳۷) ۳۳۲ء (۶۳۸) ۳۳۲ء (۶۳۹) ۳۳۲ء (۶۴۰) ۳۳۲ء (۶۴۱) ۳۳۲ء (۶۴۲) ۳۳۲ء (۶۴۳) ۳۳۲ء (۶۴۴) ۳۳۲ء (۶۴۵) ۳۳۲ء (۶۴۶) ۳۳۲ء (۶۴۷) ۳۳۲ء (۶۴۸) ۳۳۲ء (۶۴۹) ۳۳۲ء (۶۵۰) ۳۳۲ء (۶۵۱) ۳۳۲ء (۶۵۲) ۳۳۲ء (۶۵۳) ۳۳۲ء (۶۵۴) ۳۳۲ء (۶۵۵) ۳۳۲ء (۶۵۶) ۳۳۲ء (۶۵۷) ۳۳۲ء (۶۵۸) ۳۳۲ء (۶۵۹) ۳۳۲ء (۶۶۰) ۳۳۲ء (۶۶۱) ۳۳۲ء (۶۶۲) ۳۳۲ء (۶۶۳) ۳۳۲ء (۶۶۴) ۳۳۲ء (۶۶۵) ۳۳۲ء (۶۶۶) ۳۳۲ء (۶۶۷) ۳۳۲ء (۶۶۸) ۳۳۲ء (۶۶۹) ۳۳۲ء (۶۷۰) ۳۳۲ء (۶۷۱) ۳۳۲ء (۶۷۲) ۳۳۲ء (۶۷۳) ۳۳۲ء (۶۷۴) ۳۳۲ء (۶۷۵) ۳۳۲ء (۶۷۶) ۳۳۲ء (۶۷۷) ۳۳۲ء (۶۷۸) ۳۳۲ء (۶۷۹) ۳۳۲ء (۶۸۰) ۳۳۲ء (۶۸۱) ۳۳۲ء (۶۸۲) ۳۳۲ء (۶۸۳) ۳۳۲ء (۶۸۴) ۳۳۲ء (۶۸۵) ۳۳۲ء (۶۸۶) ۳۳۲ء (۶۸۷) ۳۳۲ء (۶۸۸) ۳۳۲ء (۶۸۹) ۳۳۲ء (۶۹۰) ۳۳۲ء (۶۹۱) ۳۳۲ء (۶۹۲) ۳۳۲ء (۶۹۳) ۳۳۲ء (۶۹۴) ۳۳۲ء (۶۹۵) ۳۳۲ء (۶۹۶) ۳۳۲ء (۶۹۷) ۳۳۲ء (۶۹۸) ۳۳۲ء (۶۹۹) ۳۳۲ء (۷۰۰) ۳۳۲ء (۷۰۱) ۳۳۲ء (۷۰۲) ۳۳۲ء (۷۰۳) ۳۳۲ء (۷۰۴) ۳۳۲ء (۷۰۵) ۳۳۲ء (۷۰۶) ۳۳۲ء (۷۰۷) ۳۳۲ء (۷۰۸) ۳۳۲ء (۷۰۹) ۳۳۲ء (۷۱۰) ۳۳۲ء (۷۱۱) ۳۳۲ء (۷۱۲) ۳۳۲ء (۷۱۳) ۳۳۲ء (۷۱۴) ۳۳۲ء (۷۱۵) ۳۳۲ء (۷۱۶) ۳۳۲ء (۷۱۷) ۳۳۲ء (۷۱۸) ۳۳۲ء (۷۱۹) ۳۳۲ء (۷۲۰) ۳۳۲ء (۷۲۱) ۳۳۲ء (۷۲۲) ۳۳۲ء (۷۲۳) ۳۳۲ء (۷۲۴) ۳۳۲ء (۷۲۵) ۳۳۲ء (۷۲۶) ۳۳۲ء (۷۲۷) ۳۳۲ء (۷۲۸) ۳۳۲ء (۷۲۹) ۳۳۲ء (۷۳۰) ۳۳۲ء (۷۳۱) ۳۳۲ء (۷۳۲) ۳۳۲ء (۷۳۳) ۳۳۲ء (۷۳۴) ۳۳۲ء (۷۳۵) ۳۳۲ء (۷۳۶) ۳۳۲ء (۷۳۷)

حاصل کیے تو ملک شام کے باقی شہر اس مثال کی پیروی میں مسیحیت قبول کر گئے۔ اسی طرح کی شرائط
 کے شہروں نے بھی عہد نامے لکھوائے اور عربوں کے ماتحت بن گئے۔ اسی طرح کی شرائط
 حفظ و امن کے ساتھ بطریق بیت المقدس نے بھی شہر کو مسلمانوں کے حوالے کیا۔ بیدین قصہ
 کے خوف سے کہ مذہب میں جبر واکراہ استعمال کر لیا اور مسلمانوں کے اس وعدے کو دین کی باتوں
 میں سلامتی اور صلح کل کا طریق برتا جاویگا عیسائیوں کو نسبتاً واپس کی مسیحی حکومت کے اہل اسلام
 کی طرف زیادہ کشش محسوس ہوئی۔ علاوہ اسکے لڑائیوں کے زمانہ میں اسلامی فاتحوں کا ضبط
 اور رحم ایسا تھا جس نے لوگوں میں اہل اسلام کا نہایت قاری پیدا کیا ہوگا اور اپنے فرض کر دیا ہوگا کہ لشکر
 اسلام کے ہتھیار کیلئے ڈھکیں۔ یہ لشکر انصاف و اعتدال کے اصولوں کا پابند تھا جن کو
 حضرت ابو بکرؓ نے اول معرکہ شام میں پابندی کے لیے اس طرح ہدایت فرمایا تھا کہ ”انصاف کے
 جو وعدہ کرو اسکو نہ توڑنا۔ کسی کے اعضا نہ کاٹنا۔ بچوں بڑھوں اور عورتوں کو نہ قتل کرنا۔
 کھجور کے درختوں کو نقصان نہ پہنچانا اور نہ آگ سے اُن کو جلانا۔ جن رختوں میں پھل لگے ہوں
 اُن کو نہ کاٹنا۔ ریوڑوں گلوں اور اونٹوں کو کھانے کی ضرورت کے سوا نہ مارنا۔ اگر اتفاق سے
 اُن لوگوں پر گزر رہو جو کینسوس میں گوشہ نشین ہیں تو اُن سے اور اُن کے کاموں سے پرہیز کرنا۔
 زمین کے رہنے والے جو کھانا اپنے برتنوں میں لائیں خدا کا نام اُس پر لیکر اُس میں سے کھانا
 اور تمہارا گدڑا اُن لوگوں پر ہوگا جن کے سر منڈے ہوں گے اور تم اُن کو چھو نہ سنا۔ اُن کے چھپے
 رخ شے۔ خدا کے نام سے اب جاؤ اور لڑائی اور دباہیں خدا تمہارا حافظ ہوئے۔ روم کی عیسائی
 سلطنت کے صوبجات میں جن کو مسلمانوں کی قوت نے جلد محکوم کر لیا عیسائیوں کو
 اس قطر سے کہ وہ شطوری اور موافق امت عقائد کے پابند تھے اسلامی دور حکومت میں

لے برخلاف اسکے بازنطائن سلطنت کے سپاہیوں نے کیا دوسری مثالیں روم کے عہد حکومت کے لئے ہیں۔ اہل مذہب
 عیسائیوں پر سخت جور و ظلم کیا۔ دیکھو مکمل نے گزشتہ صفحہ ۲۳۲ پر قاضی خاں نے لفظی معنی میں لکھا ہے کہ عیسائیوں
 تلوار سے اس عبارت کا غلط ترجمہ کیا ہے اور کہ ”ماروا“ لیکن لفظ خفا کے لغوی معنی ہیں اس طرح اُن کا نام لکھا گیا ہے کہ
 اُن کے ساتھ لفظ خفا کے لئے لکھا ہے جو معنی میں چھپنے سے تلوار مارنا اور یہ بات کی علامت تھی کہ اسکے بعد مسلمان نے حکومت کی
 (دراصل یہ معنی) چھپنا کہ مصنف نے لکھا ہے کہ اُس کے دربار میں زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ طبری و کمال بن ابی بکر نے لکھا ہے کہ خفا سے لفظ خفا

نے چاہا کہ کل گرجا کو مسجد بنائے لیکن عہد نامہ کی شرائط کو دیکھ کر اس قصد سے باز رہا۔ چونکہ گرجا میں عیسائی بلند آواز سے گایا کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوتی تھی اس لیے اور خلفا نے بھی کثیر رقم معاوضہ میں پیش کیے کہ کل گرجا پر قبضہ کرنا چاہا لیکن کامیابی نہ ملی۔ مگر سنہ ہجری میں خلیفہ ولید نے وہ بات جبر سے حاصل کر لی جس کو اور خلفا راستی سے حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ چند سال کے بعد ہی خلیفہ عمر ثانی نے عیسائیوں کی فریاد کو سن کر کہ ان کے ساتھ کیسی بے انصافی ہوئی ہے دمشق کے تمام گرجاؤں کو جو لڑائی کے زمانہ میں ضبط ہوئے تھے عیسائیوں کیلئے واکذاشت کر دیا۔

جب بیت المقدس امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب کا فرمان پذیر ہوا تو ذیل کی شرائط منظور ہوئیں۔ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم صلحنامہ کی یہ شرائط ہیں جن کو میں عمر خدا کا بندہ اور مومنوں کا امیر بیت المقدس کے باشندوں کے لیے منظور کرتا ہوں۔ میں حفاظت دیتا ہوں ان کی جان مال اور ان کی اولاد کو۔ ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو اور جو کچھ ان کے ساتھ چوستہ ہو۔ میں حفاظت دیتا ہوں ان کی زمینوں کو اور سب باشندوں کو ان کے مذہب پر۔ ان کے گرجا جو بیت المقدس میں ہوں گے ان کا مال نہ لیا جاویگا اور نہ وہ ہمارے جاوینگے اور نہ ان میں سے کسی گرجا کو اور ان کی جائداد کو اور نہ ان کے مرتبہ کو اور نہ ان کے مال کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا جاوے گا اور نہ بیت المقدس کے باشندوں پر مذہب کی پیروی میں جبر ہوگا اور نہ ان میں سے کسی کو مصرت دی جاوے گی۔“ بیت المقدس کے باشندوں پر محصول اس شرح سے لگایا گیا کہ پانچ دینار دولت مندوں پر اور چار دینار متوسط الحال لوگوں پر اور تین دینار کم استطاعت لوگوں پر مقرر ہوئے۔ بطریق بیت المقدس کے ہمراہ حضرت عمرؓ نے آثار مقدسہ کی زیارت کی اور یہ کہا گیا ہے کہ جس وقت بطریق اور امیر المؤمنین کنسیسہ اقیامتہ میں تھے تو نماز کا وقت ہوا۔ بطریق نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ کنسیسہ ہی میں نماز پڑھ لیں لیکن امیر المؤمنین نے دراندیشی سے

۱۷ ”دربیت المقدس کی تاریخ کا عربی سے ترجمہ۔ جے نیلڈز صفحہ ۱۹۸-۱۶۹۔ (مطبوعہ لندن ۱۸۵۸ء)

انکار کیا اور کہا اگر میں نے ایسا کیا تو اہل اسلام اس گرجا پر آئندہ دعویٰ کرینگے کہ وہ اسلامی مسجد ہو۔

ایسی 'وراندیشی' کی مثال حبیبی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوئی عیسائیوں کی تاریخ میں جو پہلا دور حکومت میں گزری دریافت ہوئی مشکل ہو۔ اور نہ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی فیاضی کی نظیر مل سکتی ہے جنہوں نے الہام کے گرجا کو عیسائی رعایا کی درخواست پر دوبارہ تعمیر کرا دیا لیکن پھر بھی عام قاعدہ یہی تھا کہ خلفائے عیسائیوں کے ساتھ بے تعصبی اور آزادی مذہب کے اصول کو اپنا ضابطہ رکھا اور اگر ہم ایسے وقتوں کو مستثنیٰ کر دیں جن میں عیسائیوں پر ظلم ہوے جیسے خلیفہ متوکل کا زمانہ تھا تو عیسائیوں پر جو کچھ قیود تھے ان کا نشانہ صرف اُس 'امان' میں ملتا ہے جس کو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

یہ بات مشہور ہے کہ جس کسی عیسائی شہر نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کی اُس نے 'امان' عمرؓ کے مضمون کو اختیار کیا۔ لیکن زمانہ قدیم کے مؤرخوں نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے اور سرورہم میور نے بھی اُس کی صحت میں شبہ ظاہر کیا ہے اور سمجھا ہے کہ 'امان' حضرت عمرؓ میں سخت شرائط ہیں جو حضرت عمرؓ کے بے تعصبی خلافت کی نہیں معلوم ہوتیں بلکہ زمانہ بعد کی خصوصیتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ 'امان' کا مضمون یہ تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

یہ مکتوب ہے فلاں فلاں شہر کے عیسائیوں کی طرف سے عمر بن الخطابؓ کے نام جب تم نے ہمارے خلاف کوچ کیا تو ہم نے تم سے اپنے لیے اور اپنے کنبوں کیلئے اور اپنے مال اور اپنے ہم مذہبوں کے لیے حفاظت چاہی اور ہم نے تم سے یہ شرط کی کہ ہم اپنے شہر یا حوالی شہر میں کوئی

لفظی - پہلی جلد صفحہ ۳۸۷ 'امان' عمر کا ذکر جس کے بموجب کل قلعہ اسلامیہ میں عیسائی قوموں کی حالت قائم ہوئی تھی اخیر زمانہ میں دیکھنے میں آتا ہے لیکن حضرت عمرؓ جیسے صلح کل فرماندار کے ساتھ 'امان' کی شرائط میں سے اکثر کی پابندی کو منسوب کرنا اس فرماندار پر بہتان باندھنا ہے۔ اس سخت 'امان' میں جو شرائط ایسی ہیں کہ سب سے زیادہ غل آزاد عیسائیوں کے حق میں ہوئیں ان پر عہد آمد صرف اخیر وقت میں ہوا۔ (خلافت صفحہ ۱۳۶-۱۳۷) آٹھویں صدی ہجری سے پہلے اس 'امان' کا ذکر کسی مستند ذریعہ سے بیان نہیں ہوا۔ (ستیسینڈر صفحہ ۱۶۵-۱۸۷)

نیا کنیہہ گرجا۔ حجرہ یا خانقاہ تعمیر نہ کریں گے۔ اور ایسے مکانات میں سے اگر کوئی گر جائے گا تو اس کی مرمت نہ کریں گے اور ان کو جو مسلمانوں کے محلوں میں ہونگے نو غیر نہ کریں گے۔ ہم مسلمانوں کو دن کی وقت یا رات کے وقت اپنے گرجاؤں میں داخل ہونے سے منع نہیں کریں گے۔ اور ہم گرجاؤں کے دروازوں کو غریبوں اور مسافروں کیلئے چوٹ کھلا رکھیں گے۔ ہم مسلمان مسافر کو خواہ وہ کوئی ہو اپنے گھروں میں آنے دینگے اور تین راتوں تک اسکو روٹی اور ٹھکانا دیں گے۔ ہم کسی خبر کو اپنے گرجاؤں یا گھروں میں نہیں پہنچے دینگے اور نہ مسلمانوں کے کسی دشمن کو چھپا رکھیں گے۔ ہم اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھوائیں گے۔ ہم عیسائی مذہب کی نمائش نہ کریں گے اور نہ کسی کو اپنا مذہب قبول کرنے پر بلائیں گے۔ ہم اپنے کسی عزیز کو اگر وہ خواہش کرے گا اسلام قبول کرنے سے نہ روکیں گے۔ ہم مسلمانوں کی عزت کریں گے اور جب کبھی وہ ہمارے جلسوں میں ٹھیننا چاہیں گے تو ان کیلئے کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم اپنے لباس میں انکی نقل نہیں کریں گے۔ نہ ٹوپی میں نہ عمامہ میں نہ چوٹی میں اور نہ مانگ بکھلنے میں۔ ہم انکی زبان کے جملوں کو استعمال نہ کریں گے اور نہ ان کا لقب اختیار کریں گے ہم زمین پر سوار نہ ہونگے اور نہ تلواریں کمر میں باندھیں گے اور نہ ہتھیار رکھیں گے اور نہ ان کو لگائیں گے اور نہ اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت کندہ کریں گے۔ ہم شراب نہ پیئیں گے۔ ہم اپنے سروں کے سامنے کا حصہ نہ نکالیں گے ہم اپنا ہی طرز لباس برقرار کریں گے جہاں کہیں ہم ہوں ہم بیٹیاں اپنی

ساتھ بعض مستند فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ قیامہ گاؤں اور بستیوں میں جاری تھا کیونکہ وہاں گرجاؤں کی تعمیر کی ممانعت جاری تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ”منکر و نکر“ کی تعلیم قرآن کے مستند علماء میں اختلاف ہے۔ فرقہ مالکیہ نے اس کو ممنوع رکھا ہے۔ لیکن فرقہ حنفیہ نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور امام شافعی نے اس مسئلہ کے متعلق دو رائے ظاہر کی ہیں پہلی رائے میں تعلیم قرآن کے ہوا مافیہ میں اس سے اسلام کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری رائے میں تعلیم قرآن کو انہوں نے منع قرار دیا ہے اس خوف سے کہ منکر و نکر قرآن پڑھتا ہو اسی تک ناپاک ہوتا ہے اور شاید اس کا مقصد قرآن پڑھنے سے صرف مضحکہ ہو۔ کیونکہ وہ اللہ جل جلالہ کا جسے کتاب بھی ہے دشمن ہے چونکہ یہ دونوں رائے متناقض ہیں پس امام شافعی نے کوئی قطعی رائے اس مسئلہ پر قائم نہیں کی (میں صفحہ ۵۰۰) چونکہ ان بزرگ اماموں کا جو تین بڑے فرقے مجتہدین اس مسئلہ میں اتفاق نہیں ہو تو اسی عدم اتفاق کو شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ان کی شرائط ایسے قدیم زمانہ کی نہیں ہیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔
۳۰ جیسے سلام وغیرہ کے جملے ہوتے ہیں جو صرف بلی سلام کیلئے مخصوص ہیں۔

مکرمیں لگائیں گے ہم اپنے گرجاؤں پر صلیب ظاہر نہ کریں گے اور نہ اپنی صلیبوں اور مقدس صحیفوں کو مسلمانوں کے محلوں یا بازاروں میں دکھائیں گے ہم اپنے گرجاؤں کے ناقوس ہلکے ہلکے بجائیں گے جب کوئی مسلمان موجود ہو گا تو ہم بلند آواز سے اپنی نماز نہ پڑھیں گے ہم کھجور پتوں اور سورتوں کو قطار سے بازاروں میں نہ نکالیں گے۔ اپنے مردوں کی تدفین کی وقت ہم زور سے نہ گائیں گے اور نہ روشن شمعیں مسلمانوں کے محلوں اور بازاروں سے لیکر گزریں گے ہم ایسے غلاموں کو نہ لیں گے جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہوں گے اور نہ ان کے گھروں میں غری کریں گے ہم کسی مسلمان کو نہ ماریں گے۔ ان سب باتوں کی پابندی کا ہم اپنی طرف سے اور اپنے بھائیوں کی طرف سے اقرار کرتے ہیں اور اس کے عوض میں تم سے حفاظت حاصل کرتے ہیں۔ اور اگر ہم اس آمان کی کسی شرط کو توڑیں تو تم اپنی حفاظت کو ضبط کر لینا۔ اور پھر تم کو اختیار ہو گا کہ ہم کو دشمن اور باغی سمجھ کر ہمارے ساتھ برتاؤ کرو۔

لباس وغیرہ کا فرق جس کو مشرق کی اقوام مختلفہ قدرتاں اور از خود اختیار کرتی ہیں ایسا فرق جو جسے ہمارے یورپین ناظرین بمقتضای عادت سمجھ نہ سکیں گے۔ اور نہ کورہ بالا احکام کو اس نظر سے دیکھیں گے کہ وہ کسی شخص کی شخصی آزادی میں ناجائز دخل ڈالتے ہیں۔ لیکن اخوت المؤمنین جس کو آج کل کے بعض مصنف بڑے شوق سے اسلام کی فریسیٹری کہتے ہیں اگر فی الواقع کوئی اخوت ہونیوالی تھی تو اس کو خارج میں بھی ایک ظاہر اطرز کی ضرورت ہوتی اور یہ لازم آیا کہ جن لوگوں نے حلقہ اسلام میں شامل ہونے سے انکار کیا ان کو عربوں کی وضع اور لباس اور زبان کی تقلید سے جس کی طرف نومسلموں کو بہت میلان خاطر تھا باز رکھا جاتا۔ جو قیود مذہبی نشانات

۱۵ ابو یوسف کہتے ہیں کہ شہر کے اندر جہاں مساجد ہوتی تھیں وہاں تو نہیں لیکن شہر کے باہر سال بھر میں ایک مرتبہ عیسائیوں کو اجازت تھی کہ صلیبوں کو ظاہر میں نکال کر بن سکیں مگر ان کے لئے یہ اجازت نہ تھی ۱۶ ناقوس کوئی ایک سستیل نکلا ہوتا تھا جس کو دہڑے سے بجاتے تھے۔ ۱۷ مارک ۱۶ آکر ۱۶ کو تو رس یسوی ایکسپوگناتونی میڈس آیت لکھنا دیکھی صفحہ ۱۶۲ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱

اسوم کی عام نمائش کے بائے میں تھیں وہ انتظام اور امن خلاق کے لیے ضروری اور اقصیٰ قسطنطنیہ کے امداد کے لیے ضروری تھیں جو اسلامی رعایا میں برپا ہو جاتے کیونکہ کوئی بات جس میں بت پرستی کی بوتل آتی ہو مسلمانوں کو خاص کر شاق گذرتی تھی۔ اگر ان احکام کی ہمیشہ پابندی ہوئی ہوتی تو بہت سے ایسے فتنے اور ہنگامے بند رہتے جن میں عیسائیوں کی جان اور مال کا نقصان ہوا۔ فی الواقع پابندی کے ساتھ ان کی تعمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کے اعادہ کیلئے شہ اس کی ضرورت ہوتی تھی کہ تعصب کا کوئی نیا فساد اٹھے۔

یہ بات کافی طور پر بیان کر دی گئی کہ اسلامی فتوحات کے ابتدائی زمانہ میں عیسائیوں کو اس بات کی شکایت کا موقع نہ تھا کہ مذہب میں آزادی انہیں حاصل نہ تھی یہ سچ ہے کہ اپنے قدیم مذہب سے وابستہ رہنے کی حالت میں جزیہ دینا ان کو سخت ناگوار تھا۔ لیکن اس محصول کی رقم ایسی قلیل تھی کہ اس کو بار نہیں تصور کیا جاسکتا۔ خاص کر ایسی صورت میں جبکہ جزیہ دینا عیسائیوں کو فوجی خدمات سے جواہل اسلام پر لازمی تھیں یہی کر دیتا تھا۔ اسلام قبول کرنے میں کسی قدر روپیہ کا فائدہ یقینی ہوتا تھا۔ لیکن اگر کسی عیسائی نے صرف جزیہ سے بچنے کے لیے اپنا دین چھوڑا تو دین کا بہت ہی کم قابو اس پر ہو گا۔ خاص خاص صورتوں میں خراج یعنی محصول ارضی کے عوض میں پیداوار میں سے سوواں حصہ دینے کی ایسے عیسائی کو جو مسلمان ہو جانا اجازت مل جاتی تھی لیکن باقی صورتوں میں اسلام قبول کرنے کے بعد بھی خراج لگایا جاتا تھا۔ مگر جزیہ کی جگہ نو مسلم کو زکوٰۃ ادا کرنی ہوتی تھی جو بہت قسم کے مال منقولہ اور غیر منقولہ پر سالانہ شے سے لگائی جاتی تھی۔

۱۷ فون کمر۔ پہلی جلد صفحہ ۲۳۸-۲۳۹، ۱۷۱۰ء اسلام قبول کرنے کے بعد چھپے تھا کہ جزیہ کی موتی کا حکم ہو جاتا لیکن چونکہ سلطنت کی آمدنی کا دار مدار خراج اور جزیہ پر تھا جنکو منکروا کرتے تھے۔ ایسے مسلمان ہو جانے کی حالت میں بھی ان پر محصول جاری رہے آخر کار جزیہ پُرانا قاعدہ متروک ہوا کہ کوئی مسلمان ارضی یا اور طرح کی جائیداد غیر منقولہ پیدا نہیں کر سکتا تو صحیحہ نسل عرب اور ان لوگوں میں جو مسلمان تھے تینہ رقم لگی اور جو لوگ مسلمان نہ تھے وہ اگر اسلام قبول بھی کر لیتے تھے تو بھی خراج اور ایک صدیکہ یا زکوٰۃ ادا کرتے تھے لیکن عربوں کو صرف عشر کی طیارہ رقم دینی پڑتی تھی۔ ۱۷ گولڈنیزر۔ پہلی جلد صفحہ ۵۰۵، ۱۷۱۰ء ۲۳۰-۲۳۱

جزیرہ کی شرحیں جو قدیم فاتحوں نے مقرر کیں وہ یکساں نہ ہیں۔ چنانچہ اسلام کے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک مضمون جزیرہ کی فروعات میں متفق نہیں ہیں۔ ذیل کی شرح کتاب الخراج سے نقل کی جاتی ہیں جسکو قاضی ابو یوسف نے خلیفہ ہارون الرشید (۱۹۰-۲۰۰ھ) کی درخواست پر تیار کیا۔ اس کتاب کی نسبت خیال ہو کہ در خلافت میں محصولات کے متعلق وہ اسلامی ضابطہ ہو گا۔ وتمدنوں کو ۸۴۸ھ درہم سالانہ اور متوسط الحال لوگوں کو ۲۴۴ھ درہم سالانہ ادا کرنے ہوتے تھے۔ لیکن مفلسوں سے جیسے کھیتوں کے مزدور اور دستکار ہوتے ہیں ۱۲ درہم سالانہ لیے جاتے تھے۔ یہ محصول یعنی جزیرہ اگر خواہش کی جاتی تھی تو جنس میں بھی ادا ہو سکتا تھا۔ سولشی تجارت کا مال۔ گھر کا اسباب بنائیک کہ سوئیاں بھی وہیہ کے عوض میں قبول ہو سکتی تھیں لیکن سور۔ شراب اور مردہ جانور نہیں لیے جاتے تھے۔ جزیرہ فقط صحیح الجنتہ مردوں پر جاری تھا نہ کہ عورتوں اور بچوں پر۔ ایسے تنگ دست جن کی روزی خیرات پر پھٹی اور ایسے مفلس جو زیادہ عمر کے ہوتے اور کام نہ کر سکتے خاص طور پر جزیرہ سے مستثنیٰ تھے۔ اسی طرح اندھے۔ لنگڑے لوگ۔ لا علاج مریض اور دیوانے اگر وہ دولت مند نہ ہوتے تو وہ بھی اس محصول سے بری رہتے۔ یہ ہی شرط قیسوں اور عیسائی عالموں کے ساتھ تھی کہ اگر امیروں کی خیرات پر ان کا گذر ہوا تو جزیرہ سے مستثنیٰ رہے لیکن اگر مقدمہ روالے ہوئے تو ان سے جزیرہ وصول کیا جاتا تھا۔ عمال جو جزیرہ وصول کرتے تھے ان کو خاص ہدایت تھی کہ رعایت کریں اور وصول نہ ہونے کی حالت میں سختی یا جسمانی سزا سے بالکل پرہیز کریں۔

بعض لوگ ہمارے دل میں یہ خیال پیدا کرتے ہیں کہ جزیرہ عیسائیوں پر اس جرم کی سزا میں تھا کہ انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ لیکن یہ درست نہیں ہو۔ جہاں اور ذمی اپنے مذہب کے باعث فوجی خدمات سے مستثنیٰ ہو کر جزیرہ دیتے تھے اسی طرح عیسائیوں کو بھی اپنی حفاظت کے معاوضہ میں جو اسلامی سپاہ کرتی تھی جزیرہ دینا ہوتا تھا۔ جب چہرہ کے

۱۔ دیکھو سید کا ترجمہ قرآن مجید۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۲۹۔ نوٹ اور دیکھو فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۶۰ و ۶۱۔ ۲۔ ایک ذمہ دار نے اپنے آپ کو جزیرہ دینا چاہا لیکن تین گنے ۴۴ پائی کے برابر ۱۵۰ ابو یوسف صفحہ ۶۹۔ ۷۰۔

کے ساتھ جو ایک مسیحی قبیلہ انطاکیہ کے قرب جوامیں آباد تھا ایسا ہی واقعہ گذرا۔ جراحمر کے لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی اور وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے دوست رہیں گے اور لڑائی میں اُن کے طرفدار بنکر لڑیں گے مگر اس شرط سے کہ اُن کو جزیہ نہ دینا پڑے اور اموال غنیمت میں سے مناسب حصہ ملا کر سترہ سترہ ہجری میں جس وقت عرب کے معرکے فارس کے شمال میں بڑھے تو اسی قسم کا عہد نامہ ایک سرحدی قبیلہ سے ہوا جس نے فوجی خدمات قبول کیں اور اس کے صلہ میں جزیہ سے بری ہوا۔

جزیرہ کی منسوخی کی مثالیں جو ایسی صورتوں میں پیش آئیں کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کی فوجی اور بحری خدمات قبول کر لیں سلطنتِ ترکی میں بھی گذر چکی ہیں۔ مثلاً انگارس کے باشندے جو البینی عیسائیوں کے گروہ سے تھے جزیہ سے اس شرط پر بری ہوئے کہ مسلح آدمیوں کی ایک جمیعت کو ہستہ ان اور کوہ گرانیا کی حفاظت کیلئے جن سے خاکنائے کو رستہ میں داخل ہوتے ہیں ہتیا کریں۔ اسی طرح ہائیدرا کے عیسائی باشندوں نے سلطانِ ترکی کو فی نفسہ کوئی محصول نہیں دیا بلکہ اس کے عوض میں دو سو پچاس صحیحہ الجبہ بحری سپاہیوں کی ایک کنٹنجنٹِ ترکی بڑے کیلئے ہتیا کردی جسکو مقامی خزانہ سے اخراجات ملتے تھے۔ فرقہ موت جو رومن کیتھولک البینی لوگوں میں سے تھا اور سقراطی سے شمال کے پہاڑوں میں آباد تھا جزیہ سے اس شرط پر مستثنی ہوا کہ لڑائی کے وقت ایک مسلح کنٹنجنٹ دیا کرے۔ اور یہ ہی معنی تھے کہ جو خدا سلطنت کی واک کی گئیں اُنکے معاوضہ میں یونانی عیسائیوں کو جزیہ کی رقم قرار داد سے معاف کر دیا گیا کیونکہ یہ لوگ اُن جو ضوں کے نگران رہے جن سے قسطنطنیہ میں پینے کا پانی مہیا ہوتا تھا۔ اور ان مثالوں کے برعکس یہ کہ جب مصری کاشتکار فوجی خدمتوں سے مستثنی ہوئے تو ان پر اسی طرح کا محصول لگا دیا گیا جیسا عیسائیوں پر تھا۔

۱۵ بلا ذری صفحہ ۱۵۵ طبری پہلا سیری صفحہ ۲۱۱۵ فتنے چہٹی جلد صفحہ ۳۰-۳۳ دی لا جو نقیر صفحہ ۱۲۱۔

۱۵ تاس ستمہ صفحہ ۳۲۲ دی لا جو نقیر صفحہ ۲۶۵۔

پس اس طرح جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی کے ساتھ رہ کر عیسائی قوموں نے
 اور خاص کر ان عیسائی قوموں نے جو شہروں میں آباد تھیں ابتدائی دور خلافت میں نہایت
 آسائش اور ترقی سے زندگی بسر کی۔ خلفاء کے دربار میں اکثر عیسائی مناصب حلیہ پر ممتاز ہوئے
 چنانچہ ایک مسیحی عرب جس کا نام آطل تھا دربار کا شاعر تھا۔ اور سینٹ یوحنا دمشق کا باپ خلیفہ
 عبد الملک (۵۸۰ء) کا شیر گزار بھی خلیفہ معتمد (۲۲۳-۲۳۲ء) کی خدمت میں عیسائی بھائی
 رہتے تھے جو خلیفہ کے سب سے زیادہ معتمد تھے۔ ان میں سے ایک کا نام سلوویہ تھا۔ دریافت
 ہوتا ہے کہ اس کو تقریباً ہی منصب حاصل تھا جو آج کل سکریٹری آف سٹیٹ کا ہوتا ہے۔ کوئی
 شاہی مکتوب اُس وقت تک مستند تصور نہ ہوتا تھا جب تک کہ سلوویہ کے بھی دستخط اُس پر نہ ہوتے
 دوسرے بھائی ابراہیم کے سپرد خلافت تھی اور صیغہ بیت المال بھی اُسی کی نگرانی میں تھا۔
 یہ عمدہ بیت المال کے روپیہ اور صرف کے لحاظ سے ایسا تھا جسکی نسبت توقع ہو سکتی تھی کہ
 اس پر ہمیشہ سلمان مقرر ہوتا لیکن ایسا نہ تھا۔ معتمد کو ابراہیم کے ساتھ ایسا اُنس تھا کہ جب
 ابراہیم بیمار پڑا تو خلیفہ اُس کی عیادت کو گیا اور اُسکی موت پر سخت رنج کیا۔ ابراہیم کی تدفین کے
 دن حکم دیا کہ جنازہ قصر شاہی میں لایا جائے اور تمام مسیحی رسوم میت نہایت ادب سے وہاں
 ادا کی گئیں۔ نصر ابن ہارون جو عضد الدولہ بویہ خاندان عجم کے بادشاہ کا وزیر عظم تھا عیسائی مذہب
 رکھتا تھا اور بہت کلیسا اور خانقاہیں تعمیر کر چکا تھا۔ مدت تک سلطنت کے عمدے خاص کر
 صیغہ بیت المال کے عیسائیوں اور عجمیوں سے معور ہوتے رہے۔ اور اس زمانہ کے بعد قصر
 میں بھی یہی حال ہوا کہ بعض اوقات ان ممتاز عہدوں پر عیسائی کلیتاً متصرف ہو گئے۔ خاص کر
 پیشہ طبابت میں عیسائیوں نے اکثر دولت جمع کر لی اور امیروں رئیسوں کے گھر میں انکی عبت
 ہونے لگی۔ خلیفہ ہارون الرشید کا طبیب خاص جس کا نام جبریل تھا سطور ہی عیسائی تھا۔

۱۵ ابن ابی اصبہ۔ طبقات الاطباء پہلی جلد صفحہ ۱۶۴ (مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۹ ہجری) ۱۶ ابن الاثیر طبری

صفحہ ۲۸۱ ۳۵ فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۰-۱۶۸ ۳۶ رنودو۔ صفحہ ۲۳۰-۵۴۰۔

اور علاوہ ذاتی جائیداد کے جس کی آمدنی آٹھ لاکھ درہم سالانہ تھی دو لاکھ اسی ہزار درہم سالانہ خلیفہ کی ملازمت کے صلہ میں ملتے تھے۔ دوسرا عیسائی طبیب بھی بایس ہزار درہم سالانہ تنخواہ پاتا تھا۔ تجارت اور سوداگری سے بھی عیسائیوں نے بڑی ثروت پیدا کی۔ اور فی الواقع یہی دولت اکثر اس بات کا سبب ہوئی کہ عام لوگوں کی طمع زر کو اس سے ہشتعالک ہوئی اور موقع متعصب لوگوں کو ملا کہ عیسائیوں پر ظلم کریں اور ان کو گزند پہنچائیں۔ علاوہ اسکے جو قومیں مسلمان نہ تھیں وہ اپنے انتظام میں خود مختار تھیں جس کی وجہ یہ تھی کہ جو معاملات ان کے باہمی ہوتے انکے انصرام کا قطعی ختمیار سلطنت بالاک طرف سے ان کو حاصل تھا۔ اور ان کے مذہبی پیشوا ایسی صورت میں جبکہ کسی معاملہ میں بغیر ان کے ہم مذہب ہوں مالی مقدمات کے فیصلہ کرنے میں پورے اختیارات رکھتے تھے۔ انکے گرجاؤں اور خانقاہوں میں کسی کو دخل نہ تھا۔ البتہ ایسے گرجا اور خانقاہیں جو بڑے شہروں میں تھیں ان میں سے بعض کو مسجد بنایا تھا۔ مگر یہ انتظام ایسا تھا جس پر اعتراض اس خیال سے نہیں ہو سکتا کہ جس قدر مسلمانوں کی تعداد میں ترقی ہوئی تھی یہی قدر عیسائیوں کے شمار میں کمی ہوئی تھی۔ عیسائیوں کو نئے کلیسا اور خانقاہیں بنانے کی اجازت بھی تھی۔ پہلی صدی ہجری کے ختم پر اگر خلیفہ عثمانی (۳۵-۳۰ء) کو نو تعمیر گرجاؤں کی سماری کا حکم دینا پڑا اور ایک صدی بعد متعصب خلیفہ متوکل نے (۳۶۱-۳۶۰ء) میں اس حکم کا اعادہ کیا تو ان ہی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نئے گرجاؤں کی تعمیر کے انسانی حکم کی مستدرک پابندی ہوتی تھی۔ متعدد واقعات عیسائی اور مسلمان مورخوں سے دریافت ہوتے ہیں کہ نئے گرجا تعمیر ہوئے۔ چنانچہ خلیفہ عبدالملک (۷۵-۷۰ء) کے عہد خلافت میں الکرباہ کے شہر میں ایک نیا گرجا بنا اور دو اور گرجا مصر کے شہر الفسطاط میں تعمیر ہوئے

۱۔ فن کریغ (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۸۰-۱۸۱ء فن کریغ پہلی جلد صفحہ ۱۸۲ء جنرل سیاتیچ۔ سیری ۲ نوم ۱۸

ایک گرجا جو سینٹ جارج کے نام سے بنایا گیا حلوان میں جو الفسطاط کے قریب گاؤں ہے تعمیر ہوا۔ ۱۵۰۰ء میں ایک یعقوبی کلیسا انطاکیہ میں خلیفہ ولید (۷۰-۷۵ء) کے حکم سے تعمیر ہوا۔ اس زمانہ کے بعد خالد الکسر نے جو عیسائی تھا اور ۲۲۲ء عیسوی سے ۳۳۸ء تک عراق عرب و عراق عجم کا حکم رہا تھا اپنی ماں کے لیے ایک کلیسہ تیار کیا۔ ۵۰۰ء میں نصیبین میں ایک گرجا کی تعمیر ختم ہوئی جس پر مطران نے چھین ہزار دینار کی رقم صرف کی۔ ۵۰۰ء میں ۱۸ویں صدی عیسوی ہی میں ابوسرجہ کے کلیسہ کی تعمیر کو شمار کرنا چاہیے جو قدیم قاہرہ کے رومی قلعہ میں بنایا گیا۔ خلیفہ مہدی (۷۵۵-۷۵۵ء) کے عہد حکومت میں ایک گرجا عیسائی قیدیوں کے لیے بغداد میں تعمیر ہوا۔ یہ قیدی اُسوقت میں قید ہوئے تھے کہ اہل اسلام کی لڑائیاں روم کی عیسائی سلطنت سے ہو رہی تھیں۔ بغداد میں دوسرا کلیسہ خلیفہ ہارون الرشید (۷۵۵-۸۰۹ء) کے زمانہ خلافت میں تعمیر ہوا۔ اور اسکو سماک کے باشندوں نے بنایا جنہوں نے خلیفہ کی اطاعت اور خلیفہ نے اُن کی سرپرستی منظور کی تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بڑا عایشان گرجا بابل میں تیار ہوا جس میں دانیال رسول اور خرقیل رسول کے آہوت رکھے گئے۔ جب خلیفہ مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) مصر میں تھا تو اپنے دو موزین دربار کو اجازت دی کہ معظم کی پہاڑی پر جو قاہرہ کے قریب تھی گرجا بنائیں اور اسی خلیفہ کی اجازت سے ایک دولت مند عیسائی نے جسکا نام بکام تھا کئی خوبصورت گرجا بورہ میں تعمیر کرائے۔ نسطوری بطریق متو تھیس نے جو ۱۲۵۰ء میں مرا ایک گرجا مکریت میں اور ایک خانقاہ بغداد میں تعمیر کی۔ ۱۳ویں صدی عیسوی میں ابوسیفین کا خوشنما قبلی گرجا الفسطاط میں تعمیر ہوا۔

۱۔ میلے گزیدہ صفحہ ۲۴-۲۵ نوٹو ۱۸۹ء ۱۹۰۰ء اور کیوس قوم ۲۶۹ء ۲۷۰ء فون کیرڈ (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۴۵-
۲۔ ابن خلکان: پہلی جلد صفحہ ۲۸۰ء ایلاس نصیری صفحہ ۱۲۸ء ۱۲۹ء بلز (مصر کے قدیم مصری کلیسا) پہلی جلد صفحہ ۱۸۱-
(مطبوعہ اسکندریہ ۱۸۸۲ء) ۳۔ یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۲۲ء ۶۲۳ء یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۴۰ء ۶۴۱ء کوفین دس-
میلے گزیدہ صفحہ ۲۶۲ء ۲۶۳ء ۲۶۴ء اور کیوس قوم ۳۳۰-۳۳۱ء فون کیرڈ (۱) دوسری جلد ۱۴۵-۱۴۶ء ۱۴۷ء بلز (مصر کے
قدیم قبل گرجا) پہلی جلد صفحہ ۸۲-

یہ گرجا عیسائی قیدیوں کے لیے تعمیر کیا گیا تھا

اور اسی صدی میں جبکہ عضد الدولہ بویہ (۸۶۲-۹۰۹ء) جنوبی فارس اور عراق پر مسلط تھا تو اسکے مسیحی المذہب وزیر عظیم نصر ابن مارون نے متعدد درگجا اور خانقاہیں تعمیر کرائیں۔
 فاطمی خاندان مصر کے ساتویں خلیفہ الظاہر (۳۵۰-۳۵۸ء) کے عہد میں ایک نیا گرجا تیار ہوا۔ نئے گرجا اور خانقاہیں عباسی خلیفہ معتضی (۳۵۸-۳۶۶ء) کے زمانہ میں بھی تعمیر ہوئیں۔
 ۱۱۰۰ء میں ہمسلاط کے شہر میں ایک گرجا تعمیر ہوا اور "اورلیدی" نامی پیورو رجن کے نام سے موسوم اسلامی سلطنت کے قیام سے بجائے اس کے کہ مسیحی کلیسا کی ترقی میں نقصان پیدا ہوتا، منطوری عیسائیوں کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے وہ مسلمانوں کی رعایا بنے ان میں مذہبی زندگی اور دینی جوش و فغاں اور شور سے پیدا ہو گیا۔ اسلامی حکومت سے پہلے منطوریوں کی یہ حالت تھی کہ ملک عجم میں جہاں اس فرقہ کے لوگ کثرت سے رہتے تھے عجیبی بادشاہوں کے گاہے لطف و گاہے غضب سے ان کی زندگی بڑی دنگا میں بسر ہوتی تھی۔ اور جب عجیبوں اور رومیوں میں لڑائیاں برپا ہوتیں تو ان کو سخت آزار اس دنگائی سے پہنچتا تھا کہ وہ مسیحی عجم سازش رکھتے ہیں۔ لیکن خلفاء کے دور حکومت میں ان کو اپنے وطن اور ملک میں ایسی حفاظت میسر آئی کہ مسیحی مشن کے کاموں کو بھی بڑی دھوم دھام سے بیرونی ممالک میں انھوں نے جاری کیا۔ چین اور ہندوستان کو اپنی مشنری روانہ کئے اور انھوں صدی عیسوی میں ان دونوں ملکوں میں مہران کے علاقے قائم کر دیے اسی صدی میں منطوریوں نے مصر میں اپنا قدم جمایا اور

۱۷۰۰ء ابن الاثیر جلد ہفتم صفحہ ۲۸۱ سے رنود صفحہ ۲۹۹-۳۰۰ تک لے کر نیند صفحہ ۳۳۳-۳۳۴ اس کے معنی ہیں "ہندوستان" جو پاک ہوا اور کنواری ہو حضرت یرم سے مراد ہر شہ ابوالصلح صفحہ ۱۰۲ ملکہ فارس کے ایک وینیکین کہ جس کا نام کوکس منوی کر دس تھا یہیوں صدی عری کے ختم اور چودھویں صدی عری کے شروع میں مشرق کی سیر کی اس نے لکھا ہو کہ پیروی مذہب میں جو آزادی منطوریوں کی اسلامی حکومت میں حاصل ہوئی وہ اس کے زمانہ سرفہر کا نام اور برقرار تھی بلکہ لکھا ہے۔
 "وہیں سے سارا زمین کی قدیم اور مستند تاریخ سے دریافت کیا کہ منطوری عہد کے پہلے اور وہ عہد کا ساہتیہ تھے اور خود عہد صلح نے اپنے خلفاء کو حکم دیا کہ منطوریوں کی سب سے زیادہ توفیق کریں اور اس حکم کی آج کے دن تک مارا نہیں بہت پابندی کرتے ہیں (لائٹ صفحہ ۱۲۸)

اسکے بعد بڑے بڑے ایشیا کے دوسرے سرے پر اپنے مذہب کو شائع کرنے لگے اور گیارھویں صدی عیسوی میں تاتاریوں میں سے بہت لوگوں کو عیسائی کر لیا۔

اگر ادریسی فرقوں سے ایسی سرگرم کوششیں ظاہر نہیں ہوئیں تو اس میں مسلمانوں کا کچھ قصور نہ تھا۔ سلطنت اسلامیہ نے سب فرقوں کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی اور اس سے بڑھ کر یہ کیا تھا کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر ظلم نہ کر سکتا تھا۔ پانچویں صدی عیسوی میں برصغیر

جو منطوری بنشپ تھا مجوسی بادشاہ فارس کے سامنے یہ ظاہر کر کے کہ منطوری کے عقائد جو فرقہ منطوری کا بانی تھا عجیبوں کے دین سے قریب کا واسطہ رکھتے ہیں بادشاہ کو ترغیب دی کہ ارتھو دوکس کلیسیہ کے عیسائیوں پر سخت ہنگامہ کیا جائے۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ ساٹھ ہزار آٹھ سو تیس اور

اُن کے ساتھ متعدد عیسائی اس ہنگامہ میں قتل ہوئے۔ اس واقعہ کے ایک سو پچاس برس بعد اسی طرح کا ایک ظلم فارس کے مجوسی بادشاہ نے ارتھو دوکس عیسائیوں پر اپنے عیسائی طبیب کے اشارے سے کیا۔ یہ طبیب یعقوبی سیسی تھا اور بادشاہ کو اُس نے بہکا دیا تھا کہ ارتھو دوکس فرقہ ہمیشہ

رومی عیسائیوں کی طرف زاری کر لگا۔ لیکن اہل اسلام میں جو اصول مذہبی آزادی کے تھے وہی اسی بے انصافیوں کو روانہ رکھ سکتے تھے۔ بلکہ دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی یہی کوشش رہی کہ اپنی تمام عیسائی رعایا کے ساتھ ایمانداری سے پیش آئیں۔ چنانچہ اس کی مثال موجود ہے فتح مصر

کے بعد یعقوبی فرقہ کے عیسائیوں نے رومی حکام کی برطانی کی وقت موقع پایا کہ ارتھو دوکس عیسائیوں کے گرجاؤں پر قبضہ کر لیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب ان گرجاؤں کے حقدار پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مسلمانوں نے یہ گرجاؤں کو لوہا دیے۔

جب اس طرح کی مذہبی آزادی عیسائیوں کو مسلمانوں سے اُنکے ابتدائی دور حکومت میں

ملی تو یہ عام دعویٰ کہ تلواریں تبدیل مذہب کا باعث ہوئی مشکل سے قابلِ طینان معلوم ہوتا ہے اور ہم مجبور ہوتے ہیں کہ جبر و اکراہ نہیں بلکہ اور اسباب کو جو تبدیل مذہب کا موجب ہوئے

تلاش کریں۔ لیکن بدقسمتی سے یہ مضمون تفصیل کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ اور ہم مجبور ہوتے ہیں کہ قیاس سے کام لیں۔ بہت سے مسیحی علماء نے فرض کیا ہے کہ زمانہ عروج اسلام میں مشرقی کلیسہ کی اخلاقی اور روحانی ذلیل حالت نے بہت لوگوں کے دلوں کو مسیحی مذہب سے اُچاٹ کر دیا اور ان کو ہانک یا کہ ایسے دین کی زیادہ صحت اور روحانی آب ہوا کو تلاش کریں جو اپنے نوزیر خوش ادا طاقت سے ان تک پہنچا تھا۔ چنانچہ ڈین ملین نے سوال کیا ہے کہ ”اُن ملکوں میں مسیحی دنیا کی کیا حالت تھی جن کو اسلام کے پہلے ملکوں کا سامنا ہوا؟ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مخالفت میں اور ایک مسیحی عالم دوسرے عالم سے دینی مسائل کے ادق فلسفی نکات پر مباحثہ اور مناظر میں مصروف تھا۔ ارتھوڈوکس۔ سسٹوری۔ آنگلوی اور یعقوبی فرقے ایک دوسرے پر اٹھک دشمنی سے ظلم کرتے تھے۔ مذہبی مناظروں کی نسبت یہ فیصلہ کرنا زیادہ وسیع تصور نہیں ہو سکتا کہ بہت لوگوں نے اس بات کی جگہ کو کل مسیحی دین کو سب کے لیے مقصد واحد قرار دیکر اس کی حمایت کرتے حریف مقابل کی تذلیل کو جب وہ کافروں کے جوے کے نیچے آگیا ہو گا خوشی کی نظر سے دیکھا ہو گا۔ کس قدر لوگوں میں ان متواتر مباحثوں نے دین کی بنیاد کو ہلا ڈالا ہو گا! تعجب تو اس بات پر ہوتا اگر ان ہمیشہ کے مناظروں اور پریشان کنھنے وے جھگڑوں سے بیزار اور پریشان ہو کر ہزاروں آدمی توحید کے سیدھے اوصاف سمجھ میں آئے

۱۔ فون کیمر نے خوب لکھا ہے کہ ”ہم مودعان عرب کی محنت شاد کے شکریں اُنہوں قدیم زمانہ اسلام کی یادگیری معلومات کے ذخیرے ہمارے علم کے مجموعے کر دیے جو بارہ صدیوں کے گزرنے کے بعد بھی ایسے کل میں جیسا کل ہونا چاہی تھا لیکن اس حیرت خیز زمانہ کا اندازہ دینے یا اس بات کا حال کرنا ایک نئے اور محنت نہ ہنگام دوسرے قدیم شائستہ بلکہ مد سے زیادہ شائستہ ہیں کیونکہ کتاب ہوا اتنا بھی درست نہیں ہوتا کہ اس کا سرسری نقشہ بھی معلوم ہو جائے“ (فون کیمر (۲) صفحہ ۲۰۱) ۲۔ علاوہ اُن عبارتوں کے جو آجے بیان ہوئی فصل اول تصانیف کی عبارتوں سے بھی مقابلہ کرو۔ گوتش اور شرنگ کی سائیکلو پیڈیا۔ سبارٹ۔ مجلہ نم۔ جلد ششم صفحہ ۲۲۰ جیسے فری میں لارکر کی کتاب دو دس بڑے مذہب ”دوسرا حصہ صفحہ ۷۵ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء) ۳۔ موزی طبری نے ہرقل قیصر روم کو اسلام کی نسبت کہتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ ”ان کا دین نہادین ہے جو ان کو نیا جوش دیتا ہے“ صفحہ ۲۱۰-۲۱۱ ۴۔ ہسٹری آف لینن کرچسٹی۔ دوسری جلد صفحہ ۲۱۱-۲۱۲۔

کلمہ برحق کی پناہ نہ ڈھونڈنے کو اس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر کے خریدنا ہوتا تھا۔ اسی طرح کنان ٹیڈر کہتا ہے ”اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ کیوں یہ صلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اس قدر جلد فریقہ ویشیاس میں شائع ہو گیا۔ افریقی اور شامی علمائے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہ دشوار فلسفی مسائل پیدا کر دیے اپنے زمانہ کی بدکاری کا مقابلہ انھوں نے اس طرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیوں کو اور کواریپنے کے ملکی اوصاف کو پیش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ ٹھہری اور میل مٹی رہبانی پاکیزگی کا خاصہ سبب لوگ شرک تھے۔ شہیدوں اور بلیوں کو پوجتے اور ملائکہ کی پرستش کرتے تھے۔ بڑے درجہ کے لوگ عیش پرست اور بد راہ تھے اور واسطہ درجہ کے آدمی محصلوں کے بوجھ میں بٹے تھے۔ غلام ایسے تھے جنکو حال اور مستقبل دونوں سے مایوسی تھی۔ گویا خدا کی جھاڑو سے اسلام نے ان فزخرفات اور اوہام کے کوڑے کو جھاڑ دیا۔ اسلام ان خالی خولی مناظروں کے خلاف ایک ہنگامہ تھا۔ اسلام تجرد سے پُروردعوے کے مقابلہ میں کہ وہ تقدس کا تیج ہو ایک مردانہ اعتراض تھا۔ اسلام نے دین کے لازمی اصولوں کو یعنی توحید اور خدا کی بزرگی کو اس کے رحم اور انصاف کو اور اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل اور ایمان چاہتا ہے سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آبنوالی زندگی کو اور انصاف کے دن کو اور سخت عذاب کو جو گنہگاروں پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز روزے اور زکوٰۃ اور سخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیوں اور دینی فنیوں اور منقلب اخلاقی خیالات کو اور کٹھ جھتیوں کی باریک لفظی جھوٹ کو اسلام نے دھکے دیکر نکال دیا۔ رہبانیت کی جگہ مردانہ روش پیدا کر دی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت دی۔ اور انسانی فطرت کے اصل شرائط کو بچایا۔“

۱۔ ایک مضمون جو چچ کانگریس بقام دولہا میپٹن ۱۷ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو پڑھا گیا۔

۲۔ محصلی انتظام کی سختیوں کا حال پڑھنا جو بازنائین حکومت میں تھا تو بیز منتے گشیختن مصنف

فرورد کو دیکھو۔

اسلام کی نسبت یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جو اکلینہ یا سیمیرم یعنی محکمہ سیحی عالموں اور ملاؤں وغیرہ
تھا اسلام اس کا رد کرتا تھا۔ یہ محکمہ قیصر کے دربار کو خد کے آسمانی دربار کی نقل سمجھتا تھا اور قیہ
عیسوی دنیا کا سب سے بڑا دنیوی سرکاری نہیں بلکہ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا تھا۔ جتینین
حمہ حکومت میں اس محکمہ نے وہ زور پکڑا کہ مطلق العنانی کے درجہ کو پہنچا گیا اور بوجھل لوہے کی ٹر
سکود یا یا ۱۳۳۷ء میں جہاں عام ناراضی قسطنطنیہ میں کلیسہ اور سلطنت کی طرف سے پیدا ہوئی وہ جتینین
کی حکومت کے خلاف بغاوت میں پھٹ پڑی چنانچہ پینتیس ہزار آدمیوں کے قتل کے بعد
بغاوت فرو ہو سکی۔ باغیوں نے جنگو گرین کہتے تھے تاشاگا میں جا کر قیصر کے ظلم و ستم سختی کے
ساتھ علانیہ اعتراض کیا اور پکار کر کہا ”انصاف دینا سے اٹھ گیا اور اب وہ نہیں ملے گا۔ مگر ہم ہو
ہو جائیں گے یا یہ ہو گا کہ پھر یونان کی بت پرستی اختیار کریں۔“ ایک صدی کے زمانہ میں بھی جو اس
واقعہ کے بعد گزرنا رہی کے اسباب میں سے جس ناراضی نے اس قدر سختی کے ساتھ اپنا علا
کیا تھا کوئی سبب نہ رہا ہو سکا۔ البتہ (بائزنٹائن) رومی حکومت کے زبردست ہاتھ نے دوبارہ
بغاوت کے برابر ہونیکا اندھا کر دیا جیسے کہ ۱۳۳۷ء عیسوی میں ہوئی تھی۔ اور باغیوں کو مجبور کیا کہ اپنی
ناخوشی کا اخفا کریں۔ اگرچہ ۱۳۳۷ء میں بعض لوگ جو خفیہ بت پرست تھے قسطنطنیہ میں گرفتار ہو
اور ان کو سزا دی گئی۔ بہر کیف اگر الخلافہ قسطنطنیہ سے سلطنت کی سرحد پران باغیوں کو زیادہ سخت
میں آئی اور مظلوم دہر تک یعنی بیتی فرقوں اور عیسائیوں نے جو روم کے شاہی کلیسہ سے
ناراض تھے مشرق میں پناہ لی۔ اور یہاں ان عیسائیوں کی اولاد نے عساکر اسلامیہ کے خیر مقدم
انتظار کیا ہو گا جنھوں نے سو برس پہلے اپنے سبھی دین کو دوسرے مذہب سے تبدیل کر نیکی خواہش ظاہر کی
تھی۔ علاوہ ان باتوں کے جو اوپر بیان ہوئے کل قلم و خلافت میں خصوصاً بڑے شہزادوں اور ایسے

۱۳۳۷ء مذہب اسلام جتینین کی اس سلوکی کی مکافات تھا جو قیصر نے بنی نوع انسان کے ساتھ اور بالخصوص عیسوی مذہب کے ساتھ
کی جسکی، حافی اور دنیوی سرکاری کا وہ اپنے تئیں سختی جانتا تھا۔ محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم جو عیسوی کے پچیسوا کتر سال میں پیدا
۱۳۳۷ء میں دین میں پیش کا میابی ہونیکا زیادہ تر یہ سمجھا کہ جو قومیں روم کی عیسائی سلطنت کی حدود یا وہاں جو رہ رہی تھیں
قیصر کے جو رو عقوقت پر جو اسے شروع زمانہ حکومت میں کیے تھے سختی نظر سے دیکھ رہی تھی۔ ”فرہرینا شہنشاہی خن جلازم صفہ ۳۴
۱۳۳۷ء ایضاً صفحہ ۲۹-۳۰ دیکھو نوٹ ۱۳۳۷ء بڑا شہنشاہی خن۔ دوسری جلد صفحہ ۲۴۵۔“

مقامات میں جہاں اعلیٰ اکثریت رہتی تھی عربی زبان کا عوامی درجہ پانا اور عربی اطوار و مرام کا تہذیبی قبول ہو جانا جسکی وجہ سے تقریباً دو صدی کے عرصہ میں اکثر اقوام محکومہ کی معاشرت فاحشین کی قومی زندگی میں شیر و شکر ہو گئی ایسے واقعات ہیں جن سے اکثر ذہینوں کی دینی اور علمی زندگی میں بھی ایسا چربے اُتارے گئے ہونگے۔ اس تحریک نے بھی کہ از روئے عقل عقائد دین کو تسلیم کیا جاوے دو صدی سے پانچویں صدی عیسوی تک اسلام پر اس قدر قوت کے اثر پہنچا یا کہ مسیحی علما کا بھی اس کے متاثر ہونا اور ایسے دین سے انحراف کرنا ممکن ہو چکی دنیا کی تمام وجوہ اصول اس وقت میں ہی تحقیق ہوتا ہو کہ ناممکن بات کو اس لیے کہ ناممکن ہو موجب یقین سمجھا جاوے۔ چوتھی صدی کے ایک مسلمان مؤرخ نے ایک مصری عیسائی کی تقریر ہمارے لیے اتنا محفوظ رکھی ہے کہ یہ تقریر ایسی ہو چکی نسبت بلا غدر یہ خیال ہو سکتا ہو کہ اُس زمانہ میں باقی مشرقی کلیساؤں کا خیال بھی دین کی طرف سے ایسا ہی ہو گا جیسا اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہو۔ تقریر حسب ذیل ہے۔

”عیسائی مذہب کے صحیح ہونیکے میرے پاس یہ دلیل ہو کہ میں اُس میں پورا تناقض پاتا ہوں جس کو عقل تسلیم نہیں کر سکتی اور اُس کے باہم تناقض ہونے سے لوگوں کے دل اُس سے نفرت کرتے ہیں اور اگر عقل و حواس کے ذریعے اُس پر غور کریں اور اُسکی تحقیق کریں تو نہ مقدمات کی کسی ترتیب سے اُس کو مدہنچتی ہو نہ کوئی دلیل اُسکی تائید کرتی ہو اور نہ کوئی طریقہ بحث اُسکو صحیح ثابت کر سکتا ہو باوجود اسکے میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی بہت سی قومیں اور بڑے بڑے صاحب علم اور صاحب باہمی بادشاہ اس مذہب کے مطیع ہیں اور اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے میرے نزدیک باوجود اُس عقلی تناقض کے جو اس مذہب میں پایا جاتا ہو اور جس کا میں نے ذکر کیا ضرور خاص لال ہو گئے جنکو اس مذہب کے قبول کرنے والوں نے پایا ہو گا اور خاص نشانیاں ہونگی جنکو وہ جانتے ہو گئے اور خاص معجزے ہو گئے جنکو وہ دیکھ چکے ہو گئے اور وہ اسی سبب سے عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور ہوئے ہو گئے۔“

برخلاف اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ زمانہ کے ریشیل اسٹک ہنگ سے یعنی ایسے عام میلان طبعیت سے متاثر ہو کر جو مذہب کو از روی عقل تسلیم کرنے کا تھا جن عیسائیوں نے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا ان کو اسلامی دنیا کے معتزلی مسائل میں قریب قریب وہی جھگڑا دریافت ہوتے جو دونوں مذہبوں میں مشترک تھے پس جس حد تک یہی مسائل سے بحث اور دنیا کے اکثر مضامین کے متعلق عام فہمی کیفیت تھی عیسائی سے مسلمان ہو جانے میں کوئی ایسی تبدیلی جسکو سخت فرض کیا جاوے پیش نہ آئی ہوگی۔ اگر ایسے متعدد ضروری مسائل اسلام کو نظر انداز کیا جائے جن کو وہ لوگ بھی خیال کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے قلیل آگاہی رکھتے ہیں تو بھی اور ہر ایک مسائل مشترک ایسے موجود تھے جو خلفای نبی امیہ کے عہد میں اور اسکے بعد دمشق کے مسیحی اور اسلامی علماء کے باہمی تعلقات کا صریح نتیجہ تھے کیونکہ اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے علم کلام کی تدریجی اور باقاعدہ ترقی پر سلطنتِ روم کے مسیحی عالموں کا اثر پڑا۔ یہاں تک کہ عربی زبان میں فقہ کی سب سے قدیم کتاب فقہ الکبر جس صورت اور ترتیب میں ہر اس کو سینٹ یوحنا دمشق اور دیگر مسیحی آبا کی ایسی ہی تحریروں سے مقابلہ کرنیکا خیال پیدا ہوتا ہے۔ عرب کا سب سے قدیم تصوف جس کا میلان محض یہانی زندگی کی طرف تھا اور جو بعد کے تصوف سے جس کی ترقی ہندوستان کے خیالات سے ہوئی جدا گانہ تھا زیادہ تر مسیحی خیالات کے اثر سے پیدا ہوا۔ اور اس اثر کا پتہ بعض معتزلی فقہاء کے مسائل سے خاص کر طحا ہے جو روم کے عیسائی عالموں کی طرح ربانی فطرت کے اوصاف کی تحقیق و تدقیق میں مصروف ہو گئے۔ فرقہ قدریہ نے قدر کے مسئلہ کو براہِ راست مسیحی مذہب سے اختیار کیا۔ فرقہ مرجیہ مسئلہ جس میں ہمیشہ کے عذاب سے انکار کیا گیا اور جو مسلمانوں کے عام عقیدے کے خلاف تھا مشرقی کلیسہ کی تعلیم سے اتفاق رکھتا تھا۔ برخلاف اسکے منکروں کے تبدیل مذہب میں گزرتے

۱۵ فون کریم (۲۲ صفحہ)۔ ۱۶ فون کریم (صفحہ ۵۴ وغیرہ وغیرہ (۲) صفحہ ۳۲۔ ۱۷ محمد ابن النذیل کی نسبت جو علمائے معتزلہ میں سے تھا اور مامون الرشید کا استاد تھا کہ کیا ہے کہ اس نے تین ہزار آدمیوں کو مسلمان کیا۔ الرضیٰ۔ ۱۸ فون کریم (۲۲ صفحہ ۳۴)۔

مجتہدین اسلام نے اپنا جواز دکھلایا اس کی شہادت اور ایسے اس طرح ملتی ہو کہ جب امام ابن
حنبل کا انتقال ہوا تو بیس ہزار عیسائی اور یہودی اور مجوسی اُن کی ہدایت سے مسلمان ہو چکے تھے
حنبل فرقہ کے بڑے فقیہ ابو الفرج ابن الجوزی (۵۹۵ھ) جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم
اور واعظ اور صاحب تصنیف تھے۔ اُن کی نسبت لکھا گیا ہو کہ وہ فخر کیا کرتے تھے کہ اسی قدر
لوگوں (بیس ہزار) نے اُن کی کوشش سے بھی اسلام قبول کیا۔

علاوہ اسکے انواج اسلام کی وسیع اور پھیل کامیابی نے اُن مسیحی قوموں میں منہب کو متزلزل
کر دیا جو اہل اسلام کی محکوم نہیں اور جنہوں نے اسلامی فتوحات میں خدا کے ہاتھ کو دیکھا۔ دنیا کی قابلمند
کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ جانا اور لڑائی کے خدا کو سمجھنے کہ جن منہب پر اپنا لطف ظاہر کیا ہو اُن ہی
لڑائی میں بھی فتح دیکھا پس مسلمانوں کی کامیابی ہی وہ شے نظر آئی جس نے انکے مذہب کی سچائی کو ثابت کیا۔
مومن کی اخوت جس میں سب مسلمان شامل ہوں ایسا افضل خیال دین اسلام کا تھا کہ اس نے سب
اپنی طرف کھینچا اور گو عربوں کے پندار نسب نے کئی نسلوں تک کوشش کی کہ نو مسلموں کو فرما نہ و قوم کے اختیار
نہ ملنے پادیں مگر کچھ مانہ کے بعد قبائل عرب کے ”موالیٰ“ رہ کر جن میں وہ پہلے شامل کیے جاتے تھے ان نو
مسلموں کو قوم میں سب کا رتبہ دیا گیا اور پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر ان مسلمانوں نے اخوت اسلام کو دنیا میں
متعارف رتبہ دیا اور اسکی صورت ایسی کر دی کہ سلطنت اسلامیہ نے ہی اسکو کم از کم اصول میں تسلیم کیا۔

عیسائیوں کی حالت ہمیشہ ایسی مذہبی آزادی کی نہ رہی جیسی قدیم خلفاء کے عہد میں تھی۔
بعض اوقات مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی نظر سے ذمی عسایا پر جنگ و فوجی اس وجہ سے کہتے
تھے کہ اُن کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا تھا، مضرت شرائط لگائی گئیں تاکہ مسلمانوں کو زیادہ سوشل فوائد میسر
رہیں۔ کئی خلفاء نے کوشش کی کہ ذمیوں کو ملکی عہدوں سے محروم کر دیں لیکن کامیابی نہ ملی۔
متوکل (۸۶۶-۸۷۹ھ) اور مقتدر (۳۲۰-۳۲۹ھ) اور مصر میں فاطمی خلیفہ امیر (۳۵۸-۳۵۹ھ) نے اور

ابن خلکان پہلی جلد صفحہ ۴۵۲ دو ستفہ صفحہ ۱۰۳ تک لے کر نید صفحہ ۲۳۱ تک گولہ زہر پہلی

چودھویں صدی عیسوی میں ملوکِ سلاطین نے اسی بابے میں فراہم جاری کیے۔ لیکن ان احکام کا اس طرح یا بار بار نافذ ہونا ہی ایسے فیصلح کل انتظام کے اجرا اور مسلسل تعمیل کے عدم کی علامت تھا۔ حقیقت ان احکام کا سبب مابہمی دریافت ہوتا ہے کہ عیسائی عہدِ درستی اور گستاخانہ برتاؤ سے عام ناہمی پیدا کر دیتے تھے۔ یا تعصب کے نزاع برپا ہو جاتے جو سلطنت کو تشدد پر مجبور کرتے تھے لیکن چونکہ یہ تشدد دہلوی حکومت کے اصول کے خلاف تھا اس لیے جس قدر جلد ممکن ہوتا اس پر عملدرآمد بھی بند ہو جاتا۔

دہلیسی عیسائیوں کے ساتھ سخت تاؤ کا ہونا ہارون الرشید (۱۹۸ھ) کے عہدِ خلافت سے شروع ہوتا ہے۔ اس خلیفہ نے عیسائیوں کو حکم دیا کہ خاص لباس پہنا کر سوار جن ملکی عہدوں پر وہ مامور ہوں مسلمانوں کیلئے خالی کر دیں۔ پہلے حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ امان حضرت عمرؓ کے احکام میں کم از کم ایک حکم کی کس قدر کم پابندی ہوئی۔ ہارون الرشید کے احکام محض مذہبی خیال کا استغناء نہیں تھے جس قدر کہ ملکی حالات کا نتیجہ تھے۔ اسلامی حکومت میں عیسائیوں نے اس وجہ سے اکثر نقصان اٹھایا کہ غیر ملکوں کی عیسائی عہداریاں اسلامی سلاطین سے تعلقات میں بے ایمانیاں کرتی تھیں۔ اور اس موقع پر قصور و منکفوری کی دغا بازی بھی جس کا نتیجہ ہوا کہ عیسائی کے نام تک ہارون الرشید مکر رہو جاتا تھا۔ اکثر ظلم جو عیسائیوں پر اسلامی ملکوں میں ہوئے ان کا سبب ہی دریافت ہوتا ہے کہ غیر ملکوں کے عیسائی اور ہسلام کے دشمن بننے والے اور سازشیں پہلایا کرتے عیسائیوں کی خیر خواہی کی نظر سے بے اعتباری پیدا کر دیتے یا مسلمانوں کے ساتھ دغا بازی کر کے اور اپنی جلا دی دکھا کر عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں کے دل میں دشمنی ڈالتے تھے لیکن مذہبی تعصب بھی ان ظلموں میں سے اکثر کا ذمہ دار ہے جیسے خلیفہ متوکل (۲۴۶ھ) کے در خلافت میں ہوئے جن میں عیسائیوں پر سختی کی گئی۔ متوکل کے عہدِ خلافت میں مذہب میں آزاد خیالی اور اعتزال سے جو خلفاء سابقہ کے زمانہ میں اسلام میں خوب رائج ہو گئے تھے مسلمانوں کو نفرت پیدا ہوئی۔ اور خلیفہ وقت نے موقع حاصل کیا کہ

۱۔ انہ کو تش عیسائیوں کو ملکی عہدوں سے محروم کر دیا گیا اس وقت ہوئی جبکہ عیسائیوں کا یہ منصوبہ تھا کہ وہ ظاہر کے شرک و جلاں چاہتے تھے
۲۔ گون چوٹس جلد صفحہ ۱۰۰-۱۰۱ (جوزال ایسٹریچ چوٹس سیری۔ نومبر ۱۹۵۵ء) ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱۔
۳۔ آسانی نومبر ۱۹۵۵ء، ۲۰۳-۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵،

فرقہ سنت و جماعت کا حامی بن کر میدان میں آئے جس میں طبقہ اعلیٰ کے لوگوں کے سوا سب مسلمان شامل تھے۔ یہ مسلمان خود ان ایذاؤں کے انتقام کے منتظر تھے جو پہلے دو خلفاء کے زمانہ میں ان کو پہنچی تھیں۔ متوکل نے اہل سنت و جماعت کو اس طرح خوش کرنا چاہا کہ معتزلیوں پر ظلم کیے۔ حدوث قرآن کے مسئلہ کو کفر بتا کر قرآن پر زیادہ بحث کی ممانعت کر دی۔ شیعہوں کو قید کیا اور مارا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے دھن کو جو کر بلائے معلیٰ میں تھا مسمار کیا اور ممانعت کر دی کہ زائرین نہ کر بلا اس جگہ کی زیارت کو بھی نہ جاویں۔ جب اسلامی فرقوں پر یہ ظلم ہوئے تو عیسائیوں کو بھی اس سے حصہ ملا۔ جو احکام ذمی اور مسلمان کے فرقہ لباس کے جاری ہوئے تھے۔ خلیفہ نے سختی سے ان کی پابندی کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ آئندہ ملکی عہدوں پر عیسائی مقرر نہ ہوں۔ جزیہ کی رقم کو دو گنا کر دیا اور ذمیوں کو ممانعت کی کہ مسلمان غلام نہ رکھ سکیں اور ان حاملوں میں غسل نہ کریں جن میں مسلمان نہاتے تھے۔ اور ایسی ہی اور سخت شرطوں سے عیسائیوں کو ستایا۔ متوکل کے بعد مقتدر (۲۳۱ھ) نے ان ہی احکام کو از سر نو جاری کیا۔ لیکن نصف صدی کے بعد ان کی پابندی بھی جاتی رہی۔ فی الواقع یہ سخت احکام فوراً کسی موقع پر اختیار کر لیے جاتے تھے اور ان پر ہمیشہ پابندی سے عمل نہ ہوتا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آئندہ جو خلفائے اُن کو بار بار ان حکموں کا عادہ کرنا پڑا۔ علاوہ اسکے ایسا ظلم صلح کل طریقہ اسلام پر پیغمبر خدا صلعم کی تعلیم و شعار کے خلاف تھا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا ”جو ذمیوں کو تکلیف دیتا ہو وہ مجھ کو تکلیف دیتا ہو۔“ یہ متعصب لوگوں کی خواہش تھی کہ ان سخت احکام کی پابندی اہل ذمہ کی تذلیل کیلئے برابر جاری رہے۔ چنانچہ لکھا ہو ”علماء اس حالت پر غور کرتے ہیں۔ وہ چپ چاپ بیٹے اور کرہتے ہیں اور بادشاہ جن میں ان مجرمانہ افعال کو بند کرنے کی قدرت ہو اپنی آنکھیں انکی طرف سے بند کیے ہیں۔“ قوانین جو کسی مذہب کے متعصب ملا غیر مذہب والوں کی

۱۔ فون کریم (۳) صفحہ ۲۴۶ ۲۔ میور (۱) صفحہ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱

کو روپہ کی ضرورت ہوتی اور یہ ضرورت بڑھتی ہی جاتی تھی تو محکوم رعایا پر محصول کا بوجھ اور ترقی پکڑتا جاتا تھا یہاں تک کہ ذمیوں کی حالت ناقابل برداشت ہوتی گئی اور انسی نسبت سے تبدیل مذہب کی مثالیں بھی زیادہ وقوع میں آئی گئیں۔ عیسائی رعایا کی کچی دوسری سبب یہ ہو کہ جو عورتیں لڑائیوں میں گرفتار ہوتی تھیں وہ مسلمانوں کی حرم سراؤں میں لائی جاتی تھیں۔ اور جو اولاد ان سے پیدا ہوتی تھی وہ اپنے باپ کے مذہب پر اٹھائی جاتی تھی۔ ایک اور سبب یہ تھا کہ عیسائی غلاموں کو ان کے نربان آقاؤں سے ہمیشہ اس بات کی ترغیب ہوتی تھی کہ اسلام قبول کر کے آزاد ہو جاویں۔ مگر کوئی باقاعدہ کوشش اس بات کی کہ لوگوں کو بچہ مسلمان کیا جائے یا کوئی ظلم و تعدی کا ایسا مستقل حکم دریافت نہیں ہوتا جو عیسوی مذہب کے ہتھیار کے لیے ہوتا۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے ایک بات کو بھی خلفائے اسلام جی میں ٹھان لیتے تو اپنی قلم و مسیحی دین کو اس طرح سے ملیا میٹ کر دیتے جیسے بادشاہ فردنند اور ملکہ ازملہ نے اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تھا یا لوئی چہار دہم بادشاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو اپنے ملک میں قانونی جرم قرار دیا تھا یا جس طرح ساڑھے تین سو برس تک سلطنت انگلستان نے یہودیوں کو اپنے ملک میں داخل نہیں ہونے دیا تھا۔ مشرقی کلیسا جس قدر ایشیا میں تھے ان کو بائیسویں دنیا سے بالکل قطع تعلق ہو گیا تھا اور اس میں کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو ان کی طہاری میں انگلی تک اٹھا تا کیونکہ مشرقی کلیساؤں کو اصل دین سے منحرف سمجھا جاتا تھا پس ان کلیساؤں کا آج کے دن تک زندہ رہنا ہی پکا ثبوت اس بات کا ہے کہ اسلامی حکومتوں نے عموماً مذہبی آزادی کا طریق ان سے برتا۔

۱۱۰۰ء الحاکم خلیفہ مصر (۱۰۲۴ء) نے درحقیقت تمام یونیوں اور عیسائیوں کو حکم دیا تھا کہ مصر سے ٹھکروم کی عیسائی سلطنت میں چلے جاویں۔ لیکن جب عیسائیوں نے منہ سمجھت کی تو خلیفہ نے یہ حکم منسوخ کر دیا۔ (مقبری ۱۱، صفحہ ۹) خلیفہ الحاکم کے نزدیک بالکل ممکن تھا کہ اس حکم کو تسلیم اول کی طرح چلاتا۔ ظالم سلیم (۱۵۱۷ء) نے یہ تجویز کی کہ اپنی قزو سے مذہبی تفرقات کو قطعاً نیست فنا ہو کر دیا جاوے۔ چنانچہ اس خیال سے چالیس ہزار شیعوں کو اس نے اپنی سلطنت کا قتل کیا۔ اگر خلیفہ اپنی تجویز کی بالکل ہی تکمیل چاہتا تو سب عیسائیوں کو بھی کاہنہ کر سکتا تھا لیکن ایسے فعل سے باز رہیوں سلیم نے فی الواقع اس عام اصول کی پابندی کی کہ مسلمان سلاطین اپنی عیسائی رعایا کیلئے اختیار کیا تھا فلیٹے پانچویں ص ۱۹۰۔

۱۸۸۸ء میں انطاکیہ کی بطریق میں اسٹی ہزار عیسائی اور فلسطین کی بطریق میں پچاس ہزار اور
 مغربی شام کے یعقوبی کلیسا میں چار لاکھ اور مشرقی شام کے اسیرین کلیسا میں دو لاکھ عیسائی
 موجود تھے۔ ان کے علاوہ مارونی کلیسا لبنان کا ہوا و یونینٹ کلیسا مشرق میں ہیں جنہوں نے
 روم کے کلیسہ کی عبادت قبول کر لی تھی۔ بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ ملائیوں اور دباؤں اور قحطوں
 کے غارتگر حملوں کے بعد اور ایسے ملک کی بود و باش میں جو صدیوں تک میدان کارزار بنارہا
 ہو جس پر ترک و مغل اور صلیبی تاجا بد مسلط رہ چکے ہوں یہ علاحدہ علاحدہ منتشر مسیحی گروہ کیونکر ابھی تک
 زندہ و سلامت ہیں۔ ماسوا ان امور کے یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے عیسائیوں
 کو مخالفت تھی کہ اپنی کم تعداد کو ترویج مذہب سے پرانہ کر سکیں لیکن عیسائیوں کو اس بات کی
 پرواہ ہی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ دریافت ہوتا ہے کہ اسلامی فتوحات سے پہلے ہی سوائے
 (نسطوریوں) کے مشرقی عیسائیوں میں سے اشاعت مذہب کے جوش مفقود ہو چکا تھا۔
 جس کے بغیر تواریخ سے ثابت ہے کہ کوئی کلیسا صحت کی زندگی نہیں جی سکتا۔ یہ خیال بھی
 ظاہر کیا گیا ہے کہ ترک دنیا کا رہبانی خیال جو مشرق میں بہت شائع تھا اور عیسائیوں میں ایک
 بیوی کرنے کا دستور اور پھر بے حفاظتی اور محکومی کی حالت کا خیال ایسے اسباب تھے جنہوں نے
 عیسائی رعایا کی تعداد کو بڑھنے نہ دیا۔

مشرق میں عیسوی مذہب شمار کی گئی اس لیے ہی کچھ اسباب کے تھا جو ا پر بیان ہوئے
 اور جن میں ایک سبب بھی شمار ہونا چاہیے کہ عیسائی برابر اسلام قبول کرتے رہتے تھے لیکن
 کی وجہ سے ظلم جو مسلمان فرمانرواؤں کی طرف سے ہوتا اس کی کامو جب تھا۔
 تبدیل مذہب کے واقعات جن کے سبب اسلام قبول کیا گیا ہوا درج تفصیل بیان ہوں نہیں

۱۷۱۰ء انگلستان۔ رلی بسا سنو پیر آف اوٹل چرچ "دی گارڈین" ۲۷ جون ۱۸۸۸ء دیکھو فون کریم ۱۱ دوسری
 جلد صفحہ ۲۷۰-۲۷۱ء جو برتاؤ رومن کیتھولک مذہب کے مشرقی عیسائیوں کے ساتھ کرتے تھے اسکی مثال ۱۸۸۸ء کو واقعہ
 سے معلوم ہوتی ہے کہ صلیبی جاہلوں نے تسطیف کو تاراج کیا! بوالفتح نے شکایت کی کہ کونٹ کو میکین جو اربابا کا مزار تاجا درجوان پر
 اس طرح حملہ کیا کہ اؤس کو لوٹا کہ گویا مزار سارا سین با ترک تھا۔ بوالفتح (۱) جلد دوم صفحہ ۵۰۶-۵۰۷ء ملین دوسری جلد صفحہ ۳۱۸

دریافت ہوتے جس وقت پہلی ہی فوج عربوں کا تسلط عیسائیوں کے ملک پر ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ ملک عراق میں جو لوگ مسلمان ہوئے انکی تعداد کا کسیتقدرا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جزیہ کی آمدنی دس کروڑ سے لیکر بارہ کروڑ درہم کی تھی اور تقریباً پچاس برس بعد خلیفہ عبدالملک کے زمانہ میں صرف چار کروڑ درہم کی حاصل ملک میں یہ کمی گویا زیادہ تر اس سبب ہوئی کہ لڑائیوں اور بغاوتوں سے بربادی ہوئی تھی لیکن خاص وجہ یہ تھی کہ نہایت کثرت سے عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان پر جزیہ واجب الادا نہ رہا اسی زمانہ میں ملک خراسان میں عیسائیوں کا کثرت سے مسلمان ہونا یعقوبی بطریق یسوعیست سوم کی تحریر سے جو سائن کے نام اسی زمانہ میں لکھی گئی دریافت ہوتا ہے۔ سائن خراسان کا پاپائیٹ اور درویشکار مطران تھا۔ چونکہ پہلی صدی ہجری کے مسیحی مکتوبات بہت کم موجود ہیں اور یسوعیت کی تحریر سے واضح شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ اسلام امن کے طریقوں سے خراسان میں شائع ہوا اور چونکہ زمانہ حال کے مؤرخوں نے اس تحریر کی طرف کم توجہ کی ہے اسلئے اُس کو یہاں تمام تر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یسوعیت لکھتا ہے: ”کہاں ہیں تیرے بیٹے لے باپ“۔ ”جو بیٹوں سے محروم ہو گیا۔ کہاں ہیں مروجے برگزیدہ باشندے جنہوں نے گوتوار اور آگ اور اذیت کو نہ دیکھا“۔ ”مگر نصف مال کی محبت میں انہوں کی طرح سچے رستے سے بھٹک کر بے دینی کے غار میں جہاں ہمیشہ کا عذاب ہو وہ سر کے بل جا کو دے اور بالکل نیست کر دیے گئے۔ صرف دو قسمیں (جو نام کو قیس کہلاتے تھے) کفر کے غار نگر شعلوں سے اس طرح بھاگ سکے جیسے جلتی آگ سے دو جلتی لکڑیاں نکالی جا دیں۔ حیف اتنے ہزاروں میں سے جو مسیحی کا نام رکھتے تھے ایک گنہگار بھی سچے دین کیلئے اپنا خون بہا کر خدا کی راہ میں پاک نہ بنا۔ کہاں ہیں کرمان اور تمام فارس کے عبادت خانے۔

۱۵ جے۔ بی۔ بری: ”سلطنت روم کے اخیر عہد کی تاریخ“۔ دوسری جلد صفحہ ۲۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۹ء)

۱۶ لے فون کریم (۱۱ پہلی جلد صفحہ ۱۷۳) کلیسا کا بڑا عہدہ ہے۔ مترجم۔

شیطان کا دنیا میں آنا نہ تھا۔ یہ زمین کے بادشاہوں کے ایلیچوں کا آنا نہ تھا۔ یہ صوبوں کے حاکموں کے فرامین کا آنا نہ تھا جس نے انکو برباد کیا اور کمند ربا دیا یہ کمزور سائنس ایک حقیر چھوٹے بھوت کا (نغوذ بالعدا) آنا تھا جس کو بھوت پننے کی عزت کے قابل بھی ان بھوتوں نے نہ سمجھا (نغوذ بالعدا) جنھوں نے اُس کو اُس کے پیغام کے ساتھ بھیجا جس کو شیطان ہر کانے والے نے اپنا شیطانی فریٹ بھی نہ دیا (نغوذ بالعدا) لیکن اُس نے اپنے علم کے اشائے سے تھائے فارس کے تمام کلیساؤں کو ڈھا دیا..... اور عرب حکومت کے اس وقت دنیا کی سلطنت دے رکھی ہو۔ دیکھو وہ تم میں ہیں جیسا کہ تم بھی جانتے ہو۔ لیکن وہ مسیحی دین پر حملہ نہیں کرتے بلکہ وہ ہمارے مذہب پر مہربانی کرتے ہیں اور گرجاؤں اور خانقاہوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ پھر کیوں تھائے مرو کے باشندوں نے ان عربوں کی خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا؟ اور مذہب بھی ایسی حالت میں چھوڑے ہیں اور مرو کے باشندے خود بھی اس بات کو کہتے ہیں کہ عربوں نے ان کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا۔ اگرچہ مال کا نصف حصہ وہ عربوں کو دیدیں تو عرب اُن کو اجازت دیتے ہیں کہ اپنے دین کو اپنیں اور بغیر ناپاک ہوئے رہنے دیں۔ لیکن مرو کے لوگ اپنے دین کو چھوڑ کر جو اُن کو ہمیشہ کی نجات دیتا ہو اپنے مال کے ادھواڑ سے چمٹے رہتے ہیں جو گزرنیوالی دنیا کا مال ہے۔ وہ دین جس کو تمام قوموں نے اپنا خون بہا کر خریدا اور جس کو آج کے دن تک اپنا خون بہا کر خریدا جاتا ہے اور حیات جاوید اس سے حاصل کی جاتی ہو تمھارے مرو کے باشندے راضی ہو گئے کہ اس کو مال کی ادھواڑ یا اس سے کم مول پر بیچ دیں۔“

خلیفہ عمر ثانی یعنی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) کا زمانہ خلافت تبلیغ اسلام کی وسعت کے اعتبار سے بالخصوص ممتاز تھا۔ خلیفہ وقت نے اشاعت اسلام کیلئے باقاعدہ تحریک شروع کی۔ اور اقوام محکومہ کو ہر طرح کی ترغیب دی کہ اسلام قبول کریں۔ مسند عیسوی میں

جو احکام اس نظر سے جاری ہوئے تھے کہ بیت المال میں روپے کی قلت نہ ہونے پاوے اور
 جن کے بموجب نو مسلم جرزیہ سے بری نہ ہوتا تھا بلکہ بدستور ادا کرتا رہتا تھا ان احکام کو خلیفہ
 نے منسوخ کیا۔ جو مالکان اراضی مسلمان ہوتے تھے ان سے خراج لینا بند کر دیا اور ان پر عشر
 لگا دیا جو خفیف محصول تھا۔ یہ انتظام مالی اعتبار سے گونا گوت مضر تھا لیکن جس نے
 نیک نفس خلیفہ نے اسکو جاری کیا اس میں کامیابی ہوئی اور کثرت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔
 بہر کیف یہ فرض نہ کر لینا چاہیے کہ فقط دنیا کا نفع اس اثر کو مرتب کرتا تھا جس سے
 عیسائیوں کو اسلام قبول کیا۔ پہلی صدی ہجری میں سینٹ یوحنا دمشق کی مناظرانہ تصانیف
 سے پتہ چلتا ہے کہ پر جوش مسلمان دلائل پیش کر کے مسیحی دین کی نیچائی میں کیسے ساعی تھے
 مکالمات کی صورت میں ان تصانیف کے لکھے جانے سے اور ایسے جلوں کی تکرار سے کہ
 اگر ”ساراسین پوچھے۔ اگر ساراسین کہے.... تو بتانا“ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ اصلی مکالمے
 تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ عیسائی ایسی کتابوں سے متیار ہیں جن میں عیسوی مذہب
 پر مسلمانوں کے اعتراضات کا جواب فوراً مل سکے۔ ان مکالمات میں اسلامی حریف
 مقابل کو ایسا دکھایا ہے جو بحث میں پہلے اعتراف اٹھاتا ہے۔ اور یہی بات ہونی قرین قیاس
 بھی تھی۔ کیونکہ مسیحی عالم یوحنا کا مقصد یہ نہ تھا کہ اسلام سے معذرت کرے اور اس
 معذرت کو اپنی تصانیف میں محفوظ کر جاوے۔ یوحنا دمشق کے شاگرد بشپ تیموڈور
 ابو قرہ نے بھی اکثر مکالمے اہل اسلام کے ساتھ لکھے ہیں اور ان میں بھی دونوں مذہبوں
 کی بحث طلب باتوں پر مناظرہ کیلئے مخالف فریق قائم کیے ہیں اور مسلمان بدستور سابق
 ان میں بھی جملے اور اعتراف کیلئے پہلے عصا اٹھاتے ہیں۔ ان باتوں نے کسی قدر اندازہ ہوتا
 ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی برتری کیلئے کیسے جوش اور صرف ہمت کا کام لیا جاتا تھا۔

سہ ماہ گشت مولد۔ پہلی جلد صفحہ ۴۴۲۔ مین۔ نوم۔ ۹۶۔ صفحہ ۳۳۶۔ ۱۳۴۸۔ ۵۳۔ مین۔ نوم۔

بشپ ابو قرہ کہتا ہے: "ہاجرین کے خیالات اور جوش اس طرف رجوع ہیں کہ کلمہ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ کی اُلوہیہ سے انکار کریں اور وہ اپنی تمام ہمتیں اسی مقصد میں صرف کرتے ہیں۔"

مذکورہ بالا واقعات جو ہجرت کی پہلی دو صدیوں سے بیان ہوئے بہت قلیل ہیں۔

فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام میں کوشش کی جاتی تھی لیکن کوئی معین واقعہ ترویج اسلام کے بارہ میں ان سے تحقیق نہیں ہوتا۔ ایسے واقعہ کی پہلی دستاویز جو بین طور پر تبلیغی حیثیت رکھتی ہو اس کا زمانہ مامون الرشید (۱۹۳-۲۰۳ء) کے عہد خلافت میں دریافت ہوتا ہے۔ یہ دستاویز خط کی شکل میں ہے۔ جس کو مامون کے ایک عزیز (الہاشمی) نے اپنے عیسائی دوست کے نام لکھا جو شریف لہنسب عرب تھا اور دربار مامونی میں بڑا اعزاز رکھتا تھا اور خود خلیفہ اس کی بڑی توقیر کرتا تھا۔ اس خط میں الہاشمی نے نہایت محبت سے اور ایسے الفاظ میں جو شاہد ہیں کہ مسلمانوں کا مسیحی کلیسہ کے ساتھ کیسا مذہبی آزادی کا طریق تھا اپنے دوست سے درخواست کی کہ اسلام قبول کرے۔ اشاعت اسلام کی ابتدائی تاریخ میں اس خط کو بیشل رتبہ حاصل ہوا اور اس لیے اس کتاب کے منیمہ میں اس کو تمام تر نقل کیا گیا ہے۔ اسی نام میں ایک تقریر نقل ہے جو خلیفہ مامون الرشید نے اہل دربار کے سامنے کی اور جس میں ان لوگوں کا سخت تحقیر سے ذکر کیا جنہوں نے دنیا کے نفع اور خود غرضی سے اسلام قبول کیا اور انکی مثال اُن منافقین سے قائم کی جنہوں نے یہ ظاہر کر کے کہ پیغمبر خدا صلعم کے دوست میں اپنی ہلاکت کیلئے سازش کی۔ لیکن جس طرح خدا کے رسول نے بُرائی کا بدلہ نیکی سے کیا اسی طرح خلیفہ نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ خلق و تحمل سے پیش آئے گا جتنکے خدا ان میں انصاف کرے۔ خلیفہ وقت کی زبان سے ایسی شکایت کا بیان ہونا قابلِ وقعت ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نو مسلموں کی نسبت یہ خیال تھا اور جستجو تھی کہ بے لوث اور

۱۔ مین۔ قوم، ۹ صفحہ، ۱۵۵ رسالہ عبداللہ بن سمیع الہاشمی بن اسحاق لکندی صفحہ ۱۷۲ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء ضمیمہ نمبر ۱ مسلمانوں کی مناظرانہ تحریروں کو دیکھنا ہو تو ضمیمہ نمبر ۲ دیکھو ۱۷۵ لکندی صفحہ ۱۱۱-۱۱۳۔

خالص ایمان سے اسلام قبول کریں۔ اگر یہ دریافت ہو جاتا تھا کہ جب دنیا یا نازیبا اغراض سے وہ مسلمان ہوئے ہیں تو ان پر سخت ملامت ہوتی تھی۔ ✓

مامون الرشید خود اسلام کی اشاعت میں بہت سرگرم تھا اور قلمرو خلافت کے دور دراز صوبجات ماورالنہر اور فرغانہ میں ان لوگوں کو جو مسلمان نہ تھے مراحمہ خسروانہ سے اسلام پر مدعو کیا۔ لیکن اپنی شانہ سطوت کا ناجائز استعمال اس طرح نہیں کیا کہ لوگوں کو زبردستی مسلمان کرنا جبکہ یزدان بخت فرقہ مانویہ کا سردار بغداد میں آیا اور عمار سے مناظرہ قرار دیا جس میں وہ بالکل خاموش کر دیا گیا تو مامون نے کوشش کی کہ یزدان بخت مسلمان ہو جاوے۔ مگر یزدان بخت نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ ”امیر المؤمنین تمھاری نصیحت گوش گزار ہوئی اور تمھاری بات سنی لیکن تم ان میں نہیں ہو جو لوگوں کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔“ خلیفہ مامون نے بجائے اس کے کہ اپنی ناکامی پر غصہ کرنا یزدان بخت کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھ کر دی تاکہ رعایا میں جو لوگ متعصب ہوں ان کی گزند سے سردار محفوظ رہے۔ تیرھویں صدی ہجری کے اوائل حصہ میں بیت جاری کے نسٹوری بشپ تھیوڈور نے اسلام قبول کیا اور اسکے لیے کسی طرح کا جبر و تشدد اس پر نہوا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عیسائی سوچ جس نے بشپ کے مسلمان ہونیکل لکھا ہو جبر و اکراہ کا ذکر بھی ضرور کرتا۔ اس واقعہ کے سو برس بعد ۱۸۷۱ء عیسوی میں اگنا تیش مگریت کا یعقوبی المذہب مطران جو اس عہدہ پر پچیس برس تک مامور رہا تھا بغداد کو روانہ ہوا اور خلیفہ قادر بامد کے سامنے اسلام قبول کیا اور ابو مسلم اپنا نام رکھا۔ فی الواقع یہ بڑی

۱۔ البلاذری صفحہ ۲۲۰-۲۳۱ء بغداد میں یزدان بخت کے ایک محل غالباً متغذیل تھا جب خلیفہ مامون نے سنا کہ دشمنان اسلام کہتے ہیں کہ اسلام کو دلیل سے نہیں بلکہ تلوار سے کامیابی ہوئی تو جب قدر مذہبی فرقہ اس مابین موجود تھے اُنکے ملوک و خلیفہ ملکہ اور ایک مجلس شانہ قائم کی جس میں علما اسلام نے اپنے مذہب سے اس اتمام کو دور کیا اور کہا جاتا ہے کہ جو غیر مذہب کے وہاں موجود تھے انہوں نے تسلیم کیا کہ اہل اسلام نے اپنے دعو کو اچھی طرح ثابت کر دیا (الارضی المامون) ۲۔ کتاب الفہرست۔ پہلی جلد صفحہ ۳۳۳ء ابو الفرج (۱) جلد سوم صفحہ ۲۲۰ء تھیوڈور کا لقب اختیار کرتے تھے سلطان ہوتے سے پہلے اس بطریق کا نام مارک برقی تھا ۳۔ ابو الفرج (۱) تیسری جلد صفحہ ۲۰۰-۲۹۰۔ ایسا نصیبی صفحہ ۱۵۲-۱۵۳۔ مارک برقی ابو مسلم سے ۲۳ برس پہلے ہر عیسائی ہو گیا ۴۔ انطاکیہ کے یعقوبی بطریقوں کی تاریخ میں دو ایسے ہی اور دو اسی درجہ میں دیکھو صفحہ ۱۰۲

یہ مانویہ مذہب فرس کے ایک شخص ثانی نے نکالا تھا اور اسی کے دو چھل لئے گئے تھے ۵۔ مترجم یہ شخص ہر عیسائی

دکھتے ہیں کہ ان لوگوں کی کوئی تحریر جس میں وہ اپنی زندگی کا تذکرہ لکھ جاتے ہیں نہ ملتا ہے۔
 باقی ہوتی اور اس سے ہم کو دریافت ہوتا کہ ان دونوں شخصوں کی طبیعت میں اسلام کا نشوونما
 کس طرح ہوا عیسائی مؤرخ نے ان دونوں صورتوں میں بدکاری کو تبدیل مذہب کا سبب
 قرار دیا ہے لیکن یہ الزام جس کے ثبوت میں کوئی اور شہادت موجود نہیں ہو مشتبہ ہو۔ اور اس پر
 اشتباہ ہی اس طرح کا ہو سکتا ہے جیسے کوئی رومن کیتھولک اپنے ہم مذہب پادری کا حال
 دیکھے کہ اس نے پروٹسٹنٹ دین قبول کیا اور پھر اس پر بہتان بندی کرے۔ اس میں شبہ نہیں کہ
 ان دونوں بڑے عیسائیوں کے تبدیل مذہب کا ذکر جو دو مخالف کلیساؤں میں مغز نصب
 رکھتے تھے ہم تک اس وجہ سے پہنچا کہ وہ بڑے عمدہ دار تھے۔ لیکن جو لوگ کم درجے کے
 تھے ان کا حال کچھ ہی نہ گیا۔ مگر تبدیل مذہب کی ایسی مثالیں شاذ و نہ تھیں کیونکہ جاتی دینی
 سے جو عکاس کا بشپ (۱۶۱۰ء) تھا اس امر کے متعلق قیمتی شہادت پہنچتی ہے۔ اس بشپ
 نے ایلیا میں بودو باش کے بعد ذاتی تجربہ سے مشرقی کلیسا کا حال لکھا ہے وہ لکھتا
 ہے: ”جھوٹے (نعموذا بالند) پیغمبر کی جھوٹی (نعموذا بالند) ترغیب سے کمزور ہو کر اور
 بُری طرح دام میں گرفتار بلکہ زخمی ہو کر اور نفسانی لذتوں کی طمع سے مشرقی کلیسا غرق ہو گیا اور
 وہ جس شیخ لباس میں پرورش پائی تھی نجاست کے قودے سے گلے ملا (نعموذا بالند)۔“
 مسیحی کلیسا جو اب تک بیان ہوئے اور جن پر اسلام کا اثر پڑا ان میں مشرقی ارتودوکس
 کلیسا تھا اور دیگر مسخرف فرقتے تھے جو اس سے پیدا ہوئے تھے۔ لیکن گیارہویں صدی
 عیسوی کے اخیر میں شام اور فلسطین کی مسیحی غایا میں صلیبی مجاہدوں کے گزہ کے گروہ جو رومن کیتھولک

(بقیہ صفحہ ۱۰۱) ایک ان میں سے ہے کہ ایک شخص جس کا نام جوشیا تھا ۱۱۷۵ء میں مسلمان ہو گیا۔ لیکن عرصہ کے بعد اسلام ترک
 کر کے قبرص کو چلا گیا اور اس زمانہ میں قبرص کے قبضہ میں تھا، یہاں شخص نے کیلیا اپنی تبدیل مکتبہ کے دروازہ کے سامنے
 ’وندھالٹ‘ کیا اور سب سے پہلے چکر لگا کر جا کے اندر داخل ہوا۔ وہ شخص نعمت آباد تھا (۱۱۷۵ء) جس میں نے
 عیسائی مذہب کے ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن اس نے بھی دعا کے شہس جاکر اپنا گریسی سیزویم کے سامنے توبہ چاہی
 اور عیسائی ہو گیا (دب الفوج ۱۱) دوسری جلد صفحہ ۸۴-۸۵ء فی الواقع ایسا نصیبی نے جو بعض مؤرخ تباہ و برباد ہیں بطریق
 اس طرح کی کوئی ضلعی منسوب نہیں کی ہے۔ ۱۱۷۵ء ہسٹوریا اور نیٹالس۔ باب ۱۵۔ (صفحہ ۲۵)۔

مذہب کہتے تھے شامل ہو گئے۔ یہ لوگ بیت المقدس کی عمارت اور ریاستوں میں جن کو انہوں نے خود قائم کیا تھا اور جن کی زندگی دو صدیوں تک تذبذب کی حالت میں رہی تھی آباد ہو گئے۔ اس دوسو برس میں ان نوآباد عیسائیوں میں سے کبھی کبھی کچھ لوگ اسلام قبول کرتے رہے۔ مثلاً جرمن اور لمبارڈیوں کا ایک گروہ جو سچی سزارینا رڈ کی سرکردگی میں تھا اصل لشکر سے علیحدہ ہو گیا اور سلجوقی سلطان ارسلان نے اس کو ایک قطعہ میں محصور کر دیا رینا د اور اس کے ملازموں نے یہ دھوکا دیکر کہ ہم فسیل سے نکل کر غنیمت پر حملہ کرتے ہیں باقی گروہ کو چھوڑ دیا اور ترکوں سے جا ملے اور ان میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔

دوسری جنگ صلیب کی بدقسمت تاریخ میں ایک واقعہ اسی طرح کا اور پیش آیا۔ اودوآ ویل نے جو سینٹ ڈینس کا منک اور بادشاہی ہفتم کا چیلن تھا اس واقعہ کو لکھا ہے۔ اودو بادشاہ ٹوٹی کے ساتھ اس صلیبی لڑائی میں گیا تھا اور اس قصہ کو اس طرح عمدہ عبارت میں اس نے لکھا ہے۔ جب صلیبی مجاہدوں کا لشکر برسی راستہ سے ایشیا کو چلک میں ہوتا ہوا بیت المقدس کو جانے کی کوشش کرنا تھا تو فرجیا کے پہاڑی دروں میں ترکوں کے ہاتھ سے اسکو سخت شکست پہنچی (۱۰۹۷ء)۔ شکستہ لشکر اطالیہ کے شہر تک جو بندرگاہ بھی تھا شکل سے پہنچ سکا۔ یہاں جن کے پاس اتنا روپیہ تھا کہ یونانی تاجر و نمونہ مانگی رقبے سے سکے وہ تو جہاز پر سوار ہو کر اطالیہ کو چلے گئے۔ لیکن بیمار اور زخمی آدمی اور زائرین کا انہوہ کثیر اطالیہ میں رہ گیا۔ اور سب یونانیوں کے رحم اور ترس پر جو ان کے دغا باز دوست تھے چھوڑ دیے گئے۔ چلتے وقت بادشاہ ٹوٹی نے پانچ سو مارک یونانیوں کو اس شہر پار دیے تھے کہ زائرین کی حفاظت کیلئے سپاہ ساتھ کر دیں اور بیماروں کی اُس وقت تک نگرانی کریں کہ وہ روانگی کے قابل ہوں۔ لیکن جس وقت لشکر روانہ ہوا تو یونانیوں نے زائرین کی بیکس حالت میں ترکوں کو خبر کر دی اور خود چپ ٹھیکر انکی مصیبتوں کا تماشا دیکھنے لگے۔ قحط اور وبا اور دشمنوں کے تیروں نے ان غریبوں کی

۱۔ نے گریں نوم ۲۔ دوسرا حصہ جنوری ۱۵۔ ۱۶۔ ایک قدیم چاندی کا سکہ تاجو عیاضے چورہے کے قریب قیمت میں تھا تاجر

چھاؤنی میں ہلاکت اور بربادی پھیلا دی۔ جب ان مصائب کی تاب نہ لی تو ان میں سے تین یا چار ہزار آدمیوں نے بھاگنے کا قصد کیا۔ مگر ترکوں نے اُن کو حلقہ میں لے لیا اور قتل کر کے ہوئے ان کی چھاؤنی کی طرف بڑھے تاکہ فتح نامہ مزہ سے جو لوگ مرنے سے بچ گئے انکی حالت قطعی مایوسی کی رہجانی اگر ان آلام کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل نرم نہ پڑ جاتے اور اُنکو ترس نہ آتا مسلمان فوراً عیسائیوں کی تیمارداری میں مصروف ہوئے غفلتوں اور فاقہ کشوں کے ساتھ کھلے ہاتھ سے فیاضی کی بجائے مسلمانوں نے یہ کیا کہ یونانیوں میں گئے اور جو فرانسیسی سکھ کا روپیہ زاروں سے اُنہوں نے زبردستی یا قریب دیکر لیا تھا اُس کو چھین لائے اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ غیر دین والوں کے التفات اور ہم مذہب یونانیوں کے ظلم نے جو اُن سے بگاڑ لیتے تھے اور اُن کو مارے تھے اور جو کچھ تھوڑا سرمایہ ان کے پاس بچا تھا اسکو بھی چھین چکے تھے مسیحی اُردو پر ایسا اثر کیا کہ اُنہوں نے خوشی و رضا مندی سے اپنے بچائے والوں کا مذہب اختیار کر لیا۔ مورخ اور دولکشاہی ہم مذہب یونانیوں سے بچ کر عیسائی زائر کاؤڈا میں جو اُن پر ترس کھاتے تھے پناہ لیتے۔ اور سنا جاتا ہے کہ جب ترک کوچ کرنے کو ہوئے تو تین ہزار سے زیادہ عیسائی ترکوں کے شریک ہو گئے۔ اولاً ملطف تو فریبک بھی بڑھکر ظالم ہے! مسلمانوں نے عیسائیوں کو روٹی دی لیکن اُن کا مذہب چھین لیا۔ گو یہ یقینی بات ہے کہ عیسائیوں کی خدمت سے رضا مند رہ کر ترکوں نے ان میں سے کسی کو بھی اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہیں کیا۔“

عیسائیوں اور مسلمانوں میں میل جول کا بڑھنا اور صلیبی مجاہدوں کا روز واپس نہ آنے کا عینی مسلمانوں کی نیکیوں کی قدر کرتے جانا جس سے جنگمائے صلیب کے پہلے اور پچھلے مورخوں میں تمیز ہوئی تھی۔ اور مشرقی آداب و طرز معاشرت کی تقلید جو فرینک لوگوں نے ایلیمیا آباد کو کی۔ یہ سب باتیں وہ تھیں جو مذہبی خیالات پر یہی اپنا اثر ڈالے بغیر نہیں۔ اس اثر کا بڑا نتیجہ

۱۸۴۵ء سے دو گھوڑا بادشاہ لوئی ہفتم کا سفر امین۔ نومبر ۱۹۵۰ء۔ صفحہ ۱۲۲۔ گیزو، یورپ کی تاریخ تین ص ۱۳۲ (مطبوعہ پرنسٹن یونیورسٹی)

یہ پیدا ہوا کہ بہت سے عیسائی نائنٹوں کے دل میں بھی اسلام کی طرف صلح کل کا خیال پیدا ہوا اور یہ خیال وہ تھا جس پکلیسے نے شدت کے زور و توجہ کی جس وقت ابن مقفع جو بارہویں صدی عیسوی میں شام کا ایک امیر گذرا ہوا زمانہ صلح میں بیت المقدس میں آیا تو صلیبی مجاہدین جن کو نائنٹ ٹیپلز کہتے تھے اور وہ مسجد تعمی میں رہتے تھے انہوں نے شامی امیر کو مسجد کے قریب ہی گرجا کا ایک حصہ نماز پڑھنے کیلئے دیدیا۔ اسی اثنا میں ایک نووارد صلیبی نے اس طرح کی مذہبی آزادی کو خلاف مشرب سمجھ کر نہایت قبیح فعل تصور کیا لیکن جب ابن مقفع کی نمازیں اس نے غل ہونا چاہا تو باقی مجاہدوں نے نہایت غصہ سے اس کو روکا کہ وہاں کی عبادت میں غل نہ کرے۔ صلح کے زمانہ میں جو اکثر آتا رہتا تھا صلیبی مجاہد اور مسلمان و ستانہ طریق سے ملتے تھے اور عجب ہو اگر ان موقعوں پر مذہبی سوالات تقریر کا موضوع قرار پاتے ہوں کیونکہ مذہب ہی وہ شے تھا جو صلیبیوں کو ایلیامیں لایا اور جس نے ان کو متواتر لڑائیوں میں مصروف کیا جب خود مسیحی عالموں کا یہ حال تھا کہ مسلمانوں کے اثر صحبت سے اپنے دین کا بہتر اندازہ کر نیکیے قابل پہنچتے تھے اور نئے طرز خیال نے لوگوں کی طبیعتوں کو ڈلگا دیا تھا جس سے طرح طرح کے مذہبی سبوت پیدا ہو چلے تھے تو یہ تعجب کی بات نہیں کہ اکثر عیسائی مسلمان ہو گئے ہوں۔ بارہویں صدی عیسوی میں جو صلیبی عیسائی مسلمان ہوئے ان کی تعداد صلیبیوں کی کتب آئین میں جن جن کو بیت المقدس کا ضابطہ قوانین کہا جاتا تھا درج ہے اس ضابطہ کے بموجب خاص صورتوں میں ضمانت نہ لی جاتی تھی۔

اگر ان مسلمانوں کا حال دریافت ہوتا جنہوں نے ان عیسائیوں کے مسلمان کر نہیں صرف ہمت کی تو خالی از لطف نہ تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے کارناموں کی کوئی یادگار نہ چھوڑی۔ البتہ صرف اس قدر ہم جانتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین اعظم کو یہ

۱۔ یہ فوجی فضائل کے لوگ تھے جنکی جماعت بارہویں صدی عیسوی کے شروع میں اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ ان کو ایلیا اور آثار بیت المقدس کی حفاظت کریں ۱۲۱۷ء میں ابن مقفع پہلا حصہ صفحہ ۱۸۸-۱۸۹ء صفحہ ۲۶۶-۲۶۷ء ۲۔ سیرت کورسے اور جوس د کو ری ویز ہستورین کے کردیاد۔ ۲۔ صفحہ ۳۲۵۔

مسلمان اپنا افسر کہتے تھے۔ جس مصنف نے اس سلطان کا تذکرہ لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ سلطان اپنے مسیحی مہمانوں کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرتا تھا اور ان کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔

سلطان صلاح الدین کی نامور زندگی اور دلیرانہ خصائل نے اس کے ہم عصر عیسائیوں کو نہ پر عجب افسوں کیا تھا۔ بعض مسیحی نائٹوں کو بھی سلطان کی طرف ایسا میلان خاطر ہوا کہ اپنی ملت اور قوم کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ اس طرح کی مثال ایک انگریزی ٹیپلر کی ہے جس کا نام رابرٹ آف سینٹ الینز تھا اس مسیحی نائٹ نے مسلمانوں میں مسیحی دین ترک کیا اور شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ ۱۱۷۷ء میں سلطان صلاح الدین غلام نے فلسطین پر چڑھائی کر کے مسیحی لشکر کو معرکہ ہوتین میں فاش شکست دی۔ جو لوگ قید ہوئے ان میں مسیحی گئی بلیٹ المقدس کا بادشاہ بھی تھا۔ لڑائی سے ایک رات پہلے چھ مسیحی نائٹ ”جو تکہ ان پر شیطانی روح سوار ہوئی (نعوذ باللہ)“ اپنے بادشاہ کو چھوڑ کر سلطان کے لشکر میں بھاگ آئے اور یہاں اپنی مرضی سے وہ سارہین مسلمان ہو گئے۔ سلطان صلاح الدین اور رینڈ سوم امیر طرابلس میں یہ صلح ہو گئی تھی کہ رینڈ اپنے ماتحتوں کو مسیحی دین چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دے لیکن رینڈ کی دفعتاً موت نے اس تجویز پر عمل نہ ہونے دیا۔ بیت المقدس کی ہزیمت اور ایللیا میں سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے یورپ کو برا بھلا کیا کہ تیسری جنگ صلیب برپا کی جائے جس میں عکا کا حصار سب سے بڑا واقعہ ہے۔ ۱۱۸۹ء مسیحی فوج نے اس لڑائی میں قحط اور وبا سے درناک مصیبتیں اٹھائیں کہ بہت عیسائی اپنا لشکر چھوڑ کر فلتے توڑنے کے لیے مسلمانوں کے لشکر گاہ میں چلے آئے۔ کچھ عرصے کے بعد ان مغرور عیسائیوں میں سے بہت لوگ تو مسیحی لشکر میں واپس آ گئے اور بہت سے اپنی قسمت کا پانسا

۱۱۷۷ء بہار الدین۔ صفحہ ۲۵۔ ۱۱۷۷ء جرہودن۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۔ ۱۱۷۷ء بنیدیکٹ آف پتر بارو۔ دوسری جلد۔

صفحہ ۱۱۔ ۱۱۷۷ء بنیدیکٹ آف پتر بارو۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۲۰۔ ۱۱۷۷ء جرہودن۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۱۔ ۳۲۔

مسلمانوں کے ساتھ پھینکا۔ ان عیسائیوں میں سے بعض نے اپنے مذہب پر قائم رہ کر ان لوگوں کی خدمت اختیار کی جو پہلے دشمن تھے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نئے آقاؤں یعنی مسلمانوں سے یہ عیسائی خوش رہے اور باقی مفرو عیسائی اسلام قبول کر کے دینار مسلمان بن گئے۔ ان مفرو عیسائیوں کے تبدیل مذہب کا حال ایک مؤرخ نے لکھا ہے جو چرچاؤں پاؤ شاہ انگلستان کے ساتھ تیسری جنگ صلیب میں گیا تھا۔ یہ مؤرخ لکھتا ہے: "ہمارے بعض آدمی جن کے مقصوم کا حال بغیر تاسف کے نہ کہا جاسکتا ہے اور نہ سنا جاسکتا ہے قحط کی سختی سے تنگ آ گئے اور انھوں نے جسم کی نجات میں اپنی روح پر عذاب لیا۔ کیونکہ جب قحط کی مصیبت کا بڑا حصہ ختم ہو گیا تو وہ ہلکے چھوڑ کر ترکوں میں بھاگ گئے اور دین سے برگشتہ ہونے میں انہوں نے مذہب نہ کیا۔ دنیا کی زندگی کچھ دن اور آرام سے بسر کر نیکی لیے کفر کے سخت کلمے کبکھر ہمیشہ کی موت کو خریدے۔ ابا غار تگر تجارت ابا اشرمناک فعل جو عذاب کی حد سے بھی بڑھ گیا۔ ابا احمق آدمی مثل بیوقوف حیوان کے تو اُس موت سے بھاگا جس کا آنا ناگزیر ہے۔ اور اُس موت سے نہ بچا جو کبھی ختم نہو گی۔"

اس زمانہ سے لیکر آئندہ زمانہ تک جو عیسائی اپنا دین چھوڑ کر مسلمان ہوئے ان کا ذکر سیاحوں کی تحریروں میں جنہوں نے ایلینا اور اور مشرقی ملکوں میں سفر کیا ملتا ہے جن مسلمانوں نے بادشاہ سینٹ لونی کو گرفتار کیا تھا جب انھوں نے زر غلصی کیلئے بادشاہ کو حلف دیا دینار علی تو شرائط حلف کے مجز وہ لوگ تھے جو پہلے قسیسوں کا رتبہ رکھتے تھے لیکن اب وہ مسلمان تھے جس وقت اس بادشاہ کی رہائی کیلئے روپیہ دیا جاتا تھا تو ایک اور نو مسلم جو پہلے عیسائی تھا بادشاہ کیلئے ایک تحفہ لیکر آیا۔ یہ شخص فرانس کا باشندہ تھا اور پرونس میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۱۵۹ء میں بادشاہ جان یروسلمی کے ساتھ میساٹا کی ہم میں وہ آیا تھا لیکن مصر میں رہ پڑا اور ایک مسلمان عورت سے شادی کر کے مصر میں بڑا آدمی بن گیا۔

۱۱۵۹ء اور ۱۱۶۰ء میں انھوں نے سفر نامہ اور بادشاہ رچرڈ اول کے کارنامے ذکر و تذکرہ لکھے۔
۱۱۶۰ء جو نول صفحہ ۲۳۰ ۱۱۶۱ء جو نول صفحہ ۲۶۲۔

ایلیاس اگر سچی زائرین کے مسلمان ہو جانے کا خوف اس قدر بڑھ گیا تھا اور یہ بات ایسی ظاہر ہو گئی تھی کہ ^{۳۳} عیسوی کے قریب اموری دے لارڈش نے جو فرانس کے نارٹ پیلروں کا سردار تھا ایک "یادداشت" لکھی اور روم کے پوپ اور فرانس اور جزیرہ سسلی کے افسران کلیسہ (گلیٹ) سے درخواست کی کہ محتاجوں اور ضعیفوں اور ایسے لوگوں کو جو تھکا لگانے کے قابل نہ ہوں مانعت کی جاوے کہ سمندر پار کر کے فلسطین میں داخل نہ ہوں کیوں کہ ایسے لوگ یا تو قتل ہو جاتے ہیں یا سارا سین ان کو قید کر لیتے ہیں۔ یادہ سچی دین چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ^{۳۴} عیسوی میں جب لودلف دی سوخ نے ایلیاس میں سفر کیا تو لکھا کہ کتین نو مسلم جو پہلے عیسائی تھے جبرون میں اس کو ملے۔ یہ لوگ مسلمان ہوئے پہلے مندن کے کلیسہ سے آئے تھے اور نارٹ و سٹالین کے ملازم تھے جس کی توفیر سلطان صلاح الدین اور اوراسلامی پادشاہ کرتے تھے۔ سر جان مانڈویل جس نے جو دھویں صدی عیسوی کے وسط میں فلسطین میں اپنا سفر کرنا لکھا ہے ان عیسائیوں کا حال لکھتا ہے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر یہ صاف نہیں بیان کرتا کہ جو خیال اس نے ظاہر کیا ہے وہ مشرقی کلیہ کی نسبت ہے یا مغربی کلیہ کی۔ وہ لکھتا ہے "نیز بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کے لوگ یا تو افلاس کی وجہ سے یا جمعی سے یا محض شرارت سے سارا سین (مسلمان) ہو جاتے ہیں۔" مانڈویل نے یہ بھی لکھا ہے کہ سلطان مصر نے جس کی خدمت میں یہ کہی برس تک حاضر رہا تھا اس بات کی کوشش کی کہ مانڈویل اپنا "آئین" اعتقاد ترک کر کے مسلمان ہو جاوے۔

بلاشبہ ان منثور اقامات سے جنگواریاب تصانیف نے لکھا ہے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ زیادہ کثرت سے عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہو گا جس کی کوئی تاریخ ہم تک نہ پہنچی مثلاً لکھا گیا ہے کہ

۱۱) دوسری جلد صفحہ ۷۱، لودلف دی سوخ صفحہ ۷۱، مانڈویل - صفحہ ۱۸۱ -

۷۱ مانڈویل - صفحہ ۳

پندرھویں صدی عیسوی کے ختم کے قریب پچیس ہزار عیسائی جواب مسلمان ہو گئے تھے
 قاہرہ کے شہر میں موجود تھے۔ اور اسی طرح ضرور ہی کہ لیبی کی عیسائی علماء یوں کے زوال کے
 بعد ایتلیا میں اور نو مسلم بھی ہو گئے جو پہلے عیسائی تھے۔ لیکن اس زمانہ کے مسلمان مؤرخوں کو
 سلاطین کے کارہائے عظیم اور شاہی خاندانوں کے عزل و نصب کی سرگزشت لکھنے میں
 ایسی مصروفیت تھی کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں جو مذہبی انقلاب ہوا اُس کی طرف توجہ نہ کر
 سکے۔ اور (جہاں تک مجھ کو پتہ چلا ہی) انہوں نے عیسائیوں کے مسلمان ہونے کا بھی ایسا ہی
 کم خیال کیا ہے جیسے اپنے ہم مذہب مسلمانوں کے عیسائی ہونے کی طرف سے بے توجہی ظاہر کی
 ہو۔ پس ہم مجبور ہیں کہ ان دونوں قسم کے واقعات کی نسبت علم حاصل کرنے کے لیے عیسائی
 مصنفوں پر بہرہ رسہ کریں۔ مگر ان عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ اگر مسلمان عیسائی ہوا تو اس کا حال تو
 تفصیل اور دلوسازی سے لکھا۔ لیکن اگر عیسائی مسلمان ہوا تو ایسے واقعات کی شہادت بہت
 اکاہ سے دی اور اُس کی اغراض کو نہایت بُرے رنگ میں دکھایا۔ یہ امکان کہ کسی عیسائی
 نے خالص ایمان سے اسلام قبول کیا ان عیسائی مصنفین کے دلیس اس کا خیال بھی کبھی نہ گذرا
 اور اگر گذرا بھی ہو تو اتنی حرات کس کو ہوتی کہ اس کا علانیہ اعتراف کر کے مسیحی علماء کے غم و غصہ
 کی کرک بجلیاں اپنے اوپر گروانا۔ سر جان نذویل بھی جس نے اپنی آدھی عمر اسلامی ملکوں میں بسر
 کی اور اسلام پر نئے ظاہر کرنے میں تعصب کو دخل نہ دیا اس کو بھی یہی کہتے بن پڑا کہ جن
 عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اگر ان کی اغراض بُری نہ تھیں تو ان کے بوقوف ہونے میں
 تو کلام نہیں۔ اگر وہ بد معاش اور بھوکے نہ تھے تو حق تو ضرور تھے۔ اس قسم کے بیانات
 کو ٹھیک جانچنے میں کُن کی اصلی قیمت کیا ہو، کم یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ جن عیسائی
 مصنفوں نے ان کو لکھا ہوا ان کا میلان خاطر ایسا ہی کچھ تھا۔

عیسائیوں کی تعداد کی نسبت جو مسلمان ہوئے مذکورہ بالا تاریخی ماخذوں سے کم اطلاع

ملہ لئو تار دے فرسکو بالدی۔ جس کو کتاب بطوطہ کے دیباچہ میں فریمیری اور سنگوینتی نے نقل کیا۔ ۱۱۰

ملتی ہو بلکہ تعداد کا پتہ بھی اتنا ہی کم چلتا ہے جتنا تبلیغی کوششوں کا حال نہیں کھلتا جو تبدیل مذہب میں انکی تحریص کا باعث ہوئیں۔ بینک بورکار نے مسلمان کے قریب لکھا ہے کہ صلیبی مجاہد اپنے قلعوں سے نکالے گئے اور روم کی قوت کا مشرق میں خاتمہ ہوا تو ان دانتوں سے چند سال پیشتر عیسائیوں کا شمار کل اسلامی دنیا میں مسلمانوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھا کل عایا میں رسولؐ نے مصر و عرب کے مسلمانوں کی تعداد تین یا چار فیصدی سے زیادہ نہ تھی۔ یہ عبارت بلاشبہ مبالغہ آمیز ہے اور نیک نفس بورکار نے جلدی سے نتیجہ نکال لیا کہ جو حال صلیبی مجاہدوں کے شہروں اور آرمینیا کو چک میں تھا ایسا ہی مشرق میں اور مقامات پر ہوگا مگر اس کی عبارت سے اتنا ضرور ترشح ہوتا ہے کہ جنگ ٹائے صلیب کے زمانہ میں کثرت سے لوگ مسلمان نہیں ہوئے۔ اور یہ کہ جب ایلیا پر مسلمانوں کی حکومت دوبارہ ہوئی تو انہوں نے عیسائیوں کو مذہب میں ایسی ہی آزاد دی جیسے پہلے ان کو حاصل تھی۔ صرف جزیہ دیکر انھوں نے ”امن و عافیت“ کو خریدا۔ اس بیان میں فرض یہ کیا گیا ہے کہ تبدیل مذہب کی مثالیں جو وقوع میں آئیں وہ خاص خاص لوگوں کی تھیں جنکو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا خیال ہوا اور مسلمان ہونے کیلئے اپنی جہنہ ہوا۔ ایسی مثالیں بیان کر دی گئی ہیں کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کی خدمت خستیا ر کی اور اپنے دین پر قائم اور اس کی پیروی میں آزاد رہے۔ چنانچہ بیت المقدس کی عدالتوں نے طرح کے لوگوں میں نیز قائم کی تھی۔ ایک وہ جنہوں نے

۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵

رہ گیا ہو۔ آرمینی کلیسہ کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام شرقی کلیسیہ جو حکومت اسلامیہ کے فرمان پذیر ہوئے ان میں ہی کلیسیہ ایسا تھا جس نے تعدادی نسبت کے اعتبار سے اپنے معتقدین کو نو مسلموں کے ازدیاد شمار کیلئے سب سے کم پیش کیا۔ بہادر قوم آرمینی کے حالات و پچسپ میں کہ مخالفوں کے مقابلہ میں جن کی تعداد ہی مغلوبہ نیوالی تھی وہ طرح کش مکش میں اور صدیوں کی جنگ و پیکار ظلم و ستم اور جلا وطنی کے بعد کس حسن عقیدت سے وہ اپنے مسیحی دین سے وابستہ رہی مگر باوجود اس پچسپی کے ہماری کتاب میں گنجائش نہیں کہ سوائے مختصر حال کے کہ اس کو اسلامی تاریخ سے کیا واسطہ رہا کچھ زیادہ لکھا جائے۔ آرمینیا کی عملداری حملہ عرب کے بعد بھی زندہ رہی اور نویں صدی عیسوی میں عروج پا کر قابل وقعت عملداری ہوئی خلافت بغداد کے زمانہ انحطاط میں اس کو ترقی رہی لیکن گیارہویں صدی عیسوی میں ترکان سلجوق نے اس کو غارت کیا۔ کچھ لوگ بھاگے اور آرمینیا کو چمک کی ریاست قائم کی لیکن چودھویں صدی میں یہ بھی مٹ گئی۔ آرمینیا کے لوگوں کی قومی زندگی باوجود اس کے کہ خود مختاری ان کے ہاتھ سے جا چکی تھی برقرار رہی اور جیسا کہ ترکوں کی حکومت میں یونان والوں کا حال تھا آرمینیوں کا مذہب اور قومی کلیسیہ بھی ان کی حیثیت اور آرزوؤں کا مرجع قائم گیا۔ چنانچہ تاؤرینیر نے گو اس کے قول میں غمخواری نہیں پائی جاتی اور آرمینیوں کی نسبت لکھا ہو کہ ”شاید بہت کم آرمینی ایسے ہوں جو نفع دنیا کے خیال سے اسلام قبول کرتے ہوں لیکن عموماً وہ دنیا کے سب سے زیادہ مٹیلے اور سرکش لوگوں میں ہیں اور تعصب کے اصولوں میں سب سے بڑھکر مضبوط ہیں“

جرجانی کلیسیہ (جو چوتھی صدی عیسوی کے شروع میں قائم ہوا) یونان کے کلیسیہ کی شاخ تھا چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے جرجان کے بطریق نے خود مختاری حاصل کی لیکن جرجانی اور یونانی کلیسیہ میں ہمیشہ تعلق رہا۔

خانہ جنگیوں سے برباد ہو کر اور یونانیوں - عجیوں عربوں اور ترک مغل کی متواتر پوشوں کو سنہک جرجان کے ہمارے باشندوں کی تاریخ ایسی ہی جس میں بیرونی دشمنوں سے معرکوں کا نشانہ اور ملکی سرداروں کے نہایت سخت باہمی ہنگاموں کا سلسلہ مشکل سے ختم ہوتا ہے۔ البتہ دو ایک شاہان ذی قدراں میں ایسے گزرے جنہوں نے اپنے عہد میں رعایا کے لیے چند روزہ امن پیدا کر دیا اور ملک کی بدرجہ اوسط نظمی ہمیشہ کے آشوب کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوئی۔ جرجانیوں کا شوق خود مختاری جو غیر کی حکومت کا تحمل نہ تھا بلا کی وحشت رکھتا تھا۔ چنانچہ جب سلمان جو جرجان کے قریب رہتے تھے جرجانیوں پر حکومت قائم کرنے میں یا ان کو اپنے دین پر لانے میں ناکام رہے تو اکثر اوقات مسلمانوں کا غصہ جرجان والوں پر ایسا ایسا تیز ہوا کہ دیوانگی کو پہنچ گیا۔ تبدیل مذہب کے معنی تھے ملکی آزادی سے محروم ہونا اور یہی خیال جرجانیوں میں تھا جو اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ جرجانی کلیسیا نے جس قدر مسیحی شہیدوں کے نام اپنی تاریخ میں درج کیے ہمعصر کلیسیہ یونان ایسے مسند ناموں کی کوئی فہرست ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا۔

جس وقت تک جرجان پر غارتگر افواج مغل کا گزر نہوا مسیحی دین بدستور قائم رہا لیکن جب ان کا خونخوار لشکر گرجاؤں اور خانقاہوں کو مسمار کرنا اور آدمیوں کی کھوپریوں کے منارے چننا ہوا آگے بڑھنا کہ اس کے کوچ کے نشان جا بجا نظر آویں تو اس وقت البتہ مسیحی دین باز ہارنے لگا کیونکہ جرجانی مذہب کے دینی ضروریات سے میاں نہ رہتے تھے اور قیس کی تعداد اور لیاقت میں کمی ہو گئی تھی۔ ان واقعات کے بعد جو لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے انہوں نے قیسوں کی تکلیفوں کو اس طرح اور بڑھا دیا کہ گرجاؤں اور خانقاہوں کی آمدنیوں کو اپنے نفع کیلئے استعمال کیا اور اس طرح مسیحی دین کے زوال میں اور عجلت پیدا کر دی۔

۱۷ یوسلین - صفحہ ۱۲۵ - اس زمانہ میں جرجانی قومیں الفاز - جیختہ - اوسیتہ - کباروس - اور کستھی تھیں
 مسیحی دین چھوڑ بیٹھیں - ۱۷ یوسلین - صفحہ ۱۲۷

سنہ ۳۰ عیسوی میں تیمور کا حملہ جرجان کی مصیبتوں پر دوسرا قہر تھا جو سب سے بڑھا گیا۔ سکندر اول بادشاہ جرجان (۳۲۰-۳۳۵ء) نے اپنے عہد حکومت میں ملک کو غیروں کے تسلط سے آزاد کیا اور مسلمانوں کو جرجان سے نکال دیا۔ لیکن سکندر کے مرثیہ کے بعد جرجان کی سلطنت حصہ ہو کر چھوٹی چھوٹی عماریوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور جس قدر ملکی آزادی ان کے پاس رہی اُس کو بھی ذرا ذرا کر کے ترکوں اور عجمیوں نے چھین لیا مسلمانوں نے جرجان کو ہمیشہ اپنے مقبوضات کا سرکش اور باغی حصہ سمجھا جو ہمیشہ خفیف موقع پر بھی بغاوت اٹھانے سے نہ چوکتا تھا۔ ترک و عجم دونوں چاہتے تھے کہ جرجان کی رعایا کو مسلمان کر کے اپنا مطیع بنایا جائے قسطنطنیہ میں جب عیسوی سلطنت کا زوال ہوا اور ایشیا کو چمک میں ترکی قوت کو عروج ہوا تو اہل زرخیز اور دیگر اضلاع کے باشندوں نے جو اہل زرخیز سے مغرب کی سمت میں آباد تھے اسلام قبول کیا۔ ۳۹۵ء عیسوی میں دو جرجانی شہزادے جو بھائی بھائی تھے سفیر بکرو دسویں ملازموں کے ساتھ قسطنطنیہ میں آئے اور چھوٹے بھائی نے مع اپنے ساتھیوں کے اسلام قبول کیا۔ جس کی وجہ یہ بیان کی گئی، کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے منصب پر نصف کرنا چاہتا تھا۔ عرصہ کے بعد چند اضلاع جو جرجان کے وسط میں تھے فتح ہوئے۔ ہونیکے بعد ترکوں کے قبضہ میں آگئے اور وہاں کے باشندوں نے اپنے فاتحوں یعنی مسلمانوں کا دین قبول کیا۔ اسی زمانہ سے سمرخی نے جو جرجان کا بالکل مغربی حصہ تھا سلطنت ترکی کو اپنا حاکم بالادست تسلیم کیا۔ والیان جرجان اور اُس کے باشندوں کو ترکوں نے مسیحی دین کی پیروی میں کامل آزادی دی۔ لیکن ۶۲۵ء میں جرجان کا فرمانروا خاندان مسلمان ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ اس ملک کے سرداروں اور امیروں نے بھی شاہی خاندان کی مثال کا اتباع کیا۔

عیسائی مذہب نے کسانوں پر مدت تک اپنا قبضہ رکھا۔ لیکن جب سمرخی کے قسوں نے

کارتلی کے بطریق کی اطاعت سے انکار کیا تو ہاشندوں کی دینی ضروریات کے لیے جو سامان مہیا کیا جاتا تھا بند کر دیا گیا۔ جرجان کے بڑے لوگوں نے مسلمان ہونے سے پہلے ہی گرجاؤں کے اوقاف کو لوٹنا شروع کر دیا اور مسلمان ہونے کے بعد قدرتی طور پر انہوں نے گرجاؤں میں نذریں چڑھانی چھوڑ دیں جب گرجا اور کنائس بوسیدہ ہوئے تو ان کی جگہ مسجدیں تعمیر ہو گئیں۔

جرجان کا جو حصہ ترکوں کے قبضہ سے بچا اُس نے فارس کی اطاعت قبول کی اور جس وقت تاؤرنیر نے جرجان کے اس حصہ کو دیکھا تو اس کو معلوم ہوا کہ وہ دو عملدار یوں میں منقسم ہے جو سلطنت فارس کے مطیع ہیں اور اُنہر دو جرجانی شہزادے فرمانروا ہیں جن کو منصب حکومت کے لیے پہلے اسلام قبول کرنا پڑا۔ ان شہزادوں میں سے پہلا شہزادہ ظاریوج قسطنطین تھا جو سکندر دوم بادشاہ خیت کا بیٹا تھا قسطنطین نے شاہ فارس کے دربار میں پرورش پائی تھی اور سترہویں صدی کے شروع میں وہیں اسلام قبول کیا تھا۔ پہلا مسلمان بادشاہ کارتلی کا ظاریوج رسم (۵۶۳ء) تھا۔ اس نے بھی فارس میں پرورش پائی تھی اور وہ خود اور اُس کے جانشین سترہویں صدی کے اختتام تک مسلمان تھے۔

تاؤرنیر نے بیان کیا ہے کہ مسیحی دین کی باتوں سے جرجان کے لوگ بالکل نادان واقف ہیں اور اُن کے قیس جاہل اور شریر ہیں۔ بعض افسرانِ کلیسہ نے فی الواقع عیسائی لڑکوں اور لڑکیوں کو ترکوں اور عجمیوں کے ہاتھ غلامی میں فروخت کر دیا۔ اس زمانہ سے جرجان میں مذہب عیسوی سے برگشتگی عام ہو گئی خاص کر اونچے لوگوں میں جو دربارِ فارس میں

۱۔ برص - حصہ ۲ - لورین صفحہ ۲۷۲ - ۲۳۵ - (دیکر سپیون جیوگرافی کے لاجورجی یا نے ظاریوج داکوخر

صفحہ ۹) (مطبوعہ سینٹ پیٹرز برگ ۱۸۵۷ء) دی سکس ۱۰ جون صفحہ ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ - ۱۴۳۹ - ۱۴۴۰ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ - ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶ - ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸ - ۱۴۴۹ - ۱۴۵۰ - ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲ - ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴ - ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶ - ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸ - ۱۴۵۹ - ۱۴۶۰ - ۱۴۶۱ -

روسخ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ مسیحیوں میں کار تلی کا بادشاہ و ختنگ ختم مسیحی مذہب تھا۔ اوائل دور حکومت میں سات برس تک اصفہان میں قید رہا جہاں بہت کوشش کی گئی کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ مگر وختگ نے کمدیا کہ تخت و تاج کو کفر کے بدلے میں خریدنے سے وہ حکومت سے محروم ہو جانا بہتر جانتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا چھوٹا بھائی اگرچہ جرجان کا وہ بطریق تھا لیکن اس نے عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام اس شرط پر قبول کیا کہ کار تلی کا تخت اس کو ملے۔ اہل علم نے اس کو شامانہ اختیارات دیدیے لیکن جرجانیوں نے اس کو اپنا حاکم ماننے سے انکار کیا اور عہداری سے اس کو باہر نکال دیا۔

اٹھارہویں صدی کے ختم کے قریب جرجان کے بادشاہ نے اپنی رعایا کو سلطنت روس کی حفاظت میں دیا۔ جس وقت تک جرجانیوں پر سلمان حملہ اور یورش کرتے تھے اس وقت تک اہل جرجان کے جوش حمیت مسیحی دین کو اپنے میں زندہ و سلامت رکھا لیکن آج چونکہ بیرونی سلطنت جس نے ان کی آزادی کو چھینا چاہا عیسائی مذہب رکھتی تھی تو کوہ قاف کے بعض شمالی اضلاع میں ہی جوش اس طرح ہوا جس سے اسلام کا نفع مرتب ہو گیا۔ داغستان میں ایک درویش منصور نامی نے کوشش کی کہ قاف کی مختلف قوموں کو روسیوں کے مقابلہ کے لیے متحد کر دے۔ منصور نے اسلام کا وعظ شروع کیا اور بوچیستان اور داغستان کے عیسائی شہزادوں اور رئیسوں کو مسلمان کر لیا جو آج تک مسلمان ہیں۔ سرکیشیا کے بہت سے لوگوں نے بھی منصور کا وعظ سن کر اسلام قبول کیا اور عیسائیوں کی ماتحتی سے جلا وطنی کو بہتر جانا لیکن ۱۸۹۱ء میں منصور قید کیا گیا اور ۱۸۹۸ء میں آخر کار جرجان سلطنت اس میں شامل کر لیا گیا۔

۱۸۵۵ء - ۱۸۵۶ء - لورین ۱۸۵۵ء - صلی رستہ ویزا تعلق امور پوٹینک میں جرجان فرانس - بادشاہ روس
۱۸۵۶ء - ۱۸۵۷ء - قزاقوں کو ستر برس سے خرد نے جمع کیا۔ نومبر ۱۸۵۶ء - ۱۸۵۷ء - مکنزی صوفیہ -
۱۸۵۷ء - ۱۸۵۸ء - تقریباً پچاس لاکھ سرکیشی مسلمان سلطنت عثمانیہ میں چلے آئے۔

بایبلام

افریقہ کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت

افریقہ میں اسلام کا آغاز سنہ ۶۲۷ء عیسوی سے ہوا جبکہ عمر و ابن العاص کی سرکردگی میں سپاہ عرب نے مصر پر چڑھائی کی۔ تین برس کے بعد روم کی عیسائی فوجیں مصر سے واپس ہلائی گئیں اور انکی علیحدگی نے عیسائیوں کی کثیر آبادی کو اسلامی فاتحوں کے حوالہ کر دیا۔ مہازران عرب کی جلد کامیابی زیادہ تر اس بات کا نتیجہ تھی کہ مصر کے عیسائیوں نے اہل عرب کا خیر مقدم کیا تھا کیونکہ روم کی سلطنت سے ان کو منافرت تھی نہ صرف اس باعث سے کہ انھوں نے اہل عرب کی مخالفت میں سختی تھی بلکہ مذہبی عناد کی دشتی بھی اس نفرت کا خاص سبب تھا۔ مصر کے عیسائیوں میں زیادہ تر یعقوبی سیدی تھے اور ان پر کلیسے یونان کے عیسائیوں نے جو قیصر روم کے دربار میں رسوخ رکھتے تھے ایسا ظلم کیا اور ان کی توہین و تحقیر اس درجہ ہوئی کہ آج تک ان کی اولاد نے بھی ان بدلو کیوں کو فراموش نہیں کیا ہے۔ ان یعقوبیوں میں سے کسی کو تو سخت ذہنی گیس اور کسی کو سمندر میں غرق کیا گیا۔ بہت لوگوں نے اپنے بطریق کے ساتھ جلا وطنی اختیار کی تاکہ ایذا رسا لوں کے پنجہ عذاب سے چھوٹ جاویں۔ اکثر نے اپنے اصلی عقائد کا انخلا اس غلط بیانی سے کیا کہ مجلس کیلسیڈن کے عقیدے کو گویا انھوں نے تسلیم کر دیا ہے۔ غرض مصر کے یعقوبی عیسائیوں کو جن کا دوسرا نام قبطی ہے اسلامی فتوحات نے مذہب کی پیروی میں وہ آزادی بخشی جس کا

۱۔ سیلیو صفور قیصر قسطنطین کی نسبت کیا گیا ہے کہ اس نے دلا کہ قبطیوں کو سکندریہ میں قتل کر دیا اور قہر کے جانشینوں کو ظلم کیے انکی وجہ سے اکثر قبطیوں نے صحرا میں پناہ لی۔ ۲۔ سیلیون مصر کی موجودہ حالت "صوفی" بطریقوں نے سنہ ۶۴۰ء رومود صفحہ ۱۷۱۔

تجربہ ان کو ایک صدی سے نہیں ہوا تھا۔ جس وقت انہوں نے جزیہ دیدیا تو عمرو بن العاص نے گرجاؤں پر قطعاً مالک رہنے کی ان کو اجازت دی اور امور صیغہ دینہ میں ان کو خود مختار کر دیا۔ اور اس طرح عمر نے یعقوبی عیسائیوں کو حکومت سابقہ کی دست اندازی سے جو اپنے سخت بار تھا بجات دی۔ اسلامی سال ۱۷۸ھ کے کسی گرجا کے مال پر ہاتھ نہ ڈالا اور نہ کوئی کام غارتگری یا لوٹ کا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں قبطیوں کی حالت خاصی امن کی تھی۔ اور کوئی شہادت اس بات کی نہیں ملتی کہ مسیحی دین سے برگشتہ ہو کر قبطیوں کا کثرت سے مسلمان ہو جانا اسلامی حاکموں کے جور و عقوبت کا نتیجہ تھا۔ مسلمانوں کی فتح ابھی تکمیل کو نہ پہنچی تھی اور دارالحکومت اسکندریہ ابھی تک مقابلہ پر تھا کہ اکثر قبطیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور جو مثال ان لوگوں نے قائم کی چند سال کے بعد دوسرے نے اس کی تقلید کی۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دور خلافت میں جو محصول آتا تھا اس کی رقم ایک کروڑ مین لاکھ کی تھی۔ چند سال کے بعد یہ آمدنی پچاس لاکھ کی رہ گئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کثرت سے عیسائی مسلمان ہو گئے تھے۔ عمر ثانی یعنی عمر ابن عبدالعزیز (۱۹۵-۲۰۱ھ) کے زمانہ میں اس آمدنی میں اور تخفیف ہوئی۔ یہاں تک کہ گورنر مصر نے تجویز کی کہ آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں وہ جزیہ سے مستثنیٰ نہ کیے جاویں۔ لیکن صاحب دجل خلیفہ نے اس تجویز کی منظوری سے انکار کیا اور کہا ”اگر کل عیسائی مسلمان ہو جاویں تو بھی میں خوش ہو گا۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو آدمیوں میں رسول کر کے بھیجا تھا نہ کہ محصلوں کا جمع کرنے والا“

۱۹۵ھ تک کا یعقوبی بطریق زمانہ۔ ساتویں صدی عیسوی کا اخیر نصف ص ۵۰۰-۵۰۱ء علامہ سقریزی کے قول کے مطابق فتح مصر کے تقریباً ستر برس بعد جو سختیاں اور مالی نقصان قبطیوں کو اٹھانے پڑے وہ ایسے ہیں کہ مذکورہ بالا زمانہ امن کو مورخ خون دانے کی طرح زیادہ مدت دینے کے ہم جاز نہیں۔ خون دانے لکھا ہے ”مصر کی نسبت ہم کو صاف شہادت ملتی ہے کہ حکومت کے صحت زمانہ میں صدیوں تک جو فتح مصر کے بعد گذرین مصر کے باشندے بتنا اس کی حالت میں تھے (دیکھئے پانچویں جلد صفحہ ۱۰۱-۱۰۲) چوتھی ایڈیشن ۱۹۵ھ تکمیل ۵۰۱ء تکمیل ۵۰۱ء ص ۵۰۰ء اب بت مصر میں جو عیسائی تھے یا تہہ عیسوی کو اور زندگی بخش صلیب کو ترک کیا اور مسلمان گناہ میں خدا کے دشمن بن گیا اور... جو کہ قابل تہنیتین کو قبول کیا۔ انہوں نے ان بتوں (یعنی مسلمانوں) کی غلط فہمیاں اور عیسائیوں کے خلاف تہمیں اٹھائے“ ۵۰۱ھ دوزی (۲۳) قوم صفحہ ۳۲

پس فی الحقیقت مصر کے بہت عیسائیوں نے مسیحی دین کو ایسی ہی بے پروائی اور بھلت سے ترک کیا جیسے چوتھی صدی عیسوی میں اس کو اختیار کیا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی سے پہلے وادی نیل کی آبادی کا مختصر حصہ مسیحی المذہب بنا لیکن قیصر روم دیو کلیتین کے ظلم سے مسیحی شہداء کو جو آزار پہنچے اور ان کے معجزات کے قصوں کا چرچا ہوا اور قومی حمیت جو حکومت یونان کے احکام سے مخالفت کا نتیجہ تھی پیدا ہوئی اور ان کو یقین ہوا کہ عیش و انبساط کی جنت ان شہیدان مذہب کے لیے کھلی ہو جنہوں نے موزیوں کے ہاتھوں کے بیچے اپنی جانیں کھوئیں تو ایسا جوش پیدا ہوا کہ عیسائی مذہب بہت جلد ان میں رواج پا گیا۔ ایک مورخ لکھتا ہے: ” بجائے اس کے کہ وعظ و ہدایت کے جیسا کہ مشرق کے اور ملکوں میں ہوا تھا مصر کے لوگ عیسائی کیے جاتے انہوں نے عیسائی مذہب کو بیٹا بن جوش و خروش کیجاٹ میں بغیر وعظ سے اور بغیر عیسوی دین میں تعلیم پائے اختیار کر لیا۔ نئے مذہب کو سوائے اس کے ان کو کچھ علم نہ تھا کہ یسوع مسیح کا نام جانتے تھے جو ہمیشہ کی خوشی اپنے معتقدین کو بخشتا ہے۔“

عیسائی مذہب کی نسبت خیال ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں وہ مصر کی عامہ خلافت پر کم قدرت رکھتا تھا۔ دینیات کی اصطلاحیں جن کو عیسائی ان مصر کے سرگروہ حکومت و م کے خلاف نفرت و عناد کی ہیجان کے لیے ہستعمال کرتے تھے ان کا مفہوم چند ہی لوگوں کو معلوم تھا۔ اور احتمال ہے کہ اہل عرب کے شروع زمانہ تسلط میں اسلام کے جلد شائع ہونے کی وجہ مسلمانوں کی جانب سے ایسی خصوص کو ششیں نہ تھیں جو مصر کے عیسائیوں کو اس طرف متوجہ کرتیں کہ ان کے مذہب میں زیادہ موثر رہنے کی قدرت باقی نہیں ہو۔ مذہب جس بنا پر یعقوبی عیسائی علیحدہ فرقہ کی حیثیت رکھتے تھے یعنی ان کے

سہ کچھ شک نہیں کہ شہیدوں کی کثرت سے کل قوم کا حکومت ویر کے خلاف ایک طرح کے مقابلہ مصروف ہونا ظاہر رہتا تھا۔ ۱ میلینو صفحہ ۵۰۵۔ ۲ میلینو۔ صفحہ ۵۰۵۔

مسائل دین جبرِ ثابت قدمی کیلئے اس قدر مدت تک اور نقصان کے ساتھ انہوں نے جدوجہد کی تھی ایسے مسائل پر مشتمل تھے جن میں علمِ حکمت کے دشوار خواص موجود تھے اور کچھ شبہ نہیں کہ ان کا ختم مباحثوں سے جو ان کے چاروں طرف برپا تھے حیران اور پریشان ہو کر عیسائیوں نے ایسا نہ ہب خستیا کر لیا ہو جس کو توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سائے اور سرِ منبعِ انعم کلمہ برحق میں مختصر بیان کر دیا گیا تھا۔ زمانہ بالبعد میں خود قطبی کلیسے میں ایسی تحریک کے آثار دریافت ہوتے ہیں

تو اسلام سے ان کو قریب کا واسطہ ضرور تھا۔ اور اسی صورت میں جبکہ کوئی اور سچی مذاکرہ جس میں اس تحریک کا اظہار ہوتا موجود نہ تھا تو احتمال ہو کہ اس تحریک نے نو مسلموں کی تعداد میں زیادتی پیدا کی۔ بارہویں صدی عیسوی کے شروع میں سینٹ انتھونی کی تقاضا میں رجواطفیہ کے قریب دریائے نیل پر تھی، ایک راہب گداجس کا نام بلوٹس تھا۔ یہ شخص مسیحی عقائد کا عالم تھا اور خانقاہی مشرب کے فرائض میں اور کلیسیہ کے آئین پر غور رکھتا تھا۔ لیکن شیطان نے اپنے جالوں میں سے ایک جال میں اس کو پھانسا لغو و بالہ اور اُس کے عقائد ان عقیدوں سے مختلف ہو گئے جن کو تین سو اٹھارہ (یعنی مجلس نارسیا کے قیسموں) نے ہدایت کیا تھا۔ اس راہب نے ایسے لوگوں میں سے جو ارتدوکس مسیحی دین کا علم اور تعلیم نہ کہتے تھے اکثر کی طبیعتوں کو بگاڑ دیا۔ اُس نے کفر کی تقریروں میں اپنے ناپاک منہ سے یہ کہا کہ ہمارا خداوند مسیح جس کو جلال ہو مثل اور انبیاء کے ایک نبی تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ تیرا کیا دین ہو تو اُس نے توحید کا معتقد اپنے تئیں بتایا۔ بلوٹس کے عقائد ایک زمانہ تک جو ۳۳۰ عیسوی میں ختم ہوا شائع رہے۔ اس کے بعد بلوٹس مر گیا اور اس کی یاد ہمیشہ کیلئے قطع ہو گئی۔

مسیحی زندگی کا اصول جس کا اعلیٰ سے اعلیٰ ظہور نہایت مذموم قسم کی ہبانیت میں ہے

ایسا نہیں تھا کہ اسلام کے فائق تر انسانی اخلاق کی موجودگی میں لوگوں کو اپنی طرف جبر کرنا
 قبطیوں کی نسبت جنہوں نے، تقابلاً وقت کثرت سے اسلام قبول کیا اہل اسلام کا خیال
 ہو کہ انکو آؤر عیسائی قوموں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف زیادہ میلان ہو۔ اگرچہ اکثر دفعہ
 قبطیوں پر سخت ظلم و ستم ہوئے لیکن کہا جاتا ہے کہ جو قبطی جبر کے طریقوں سے مسلمان کیے
 گئے ان کی تعداد ایسے لوگوں کے مقابلہ میں کم تھی جنہوں نے برضا و رغبت مذہب تبدیل کیا
 اور اس زمانہ میں بھی جبکہ اسلامی ملکوں میں مصر کو سب سے زیادہ صلح کل ملک کہا جاتا ہے ہر سال
 قبطیوں میں سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ قبطی عیسائیوں کی
 تعداد کو کم کرنے میں ظلم اور سختیوں نے بڑا حصہ لیا۔ اور یعقوبی کلیہ مصر کی داستان الم
 کہ خود عیسائیوں اور مسلمانوں نے اس پر کیا کیا ظلم کیے بہت دردناک ہے۔ اکثر عیسائیوں نے
 بھاری محسوسوں اور ناقابل برداشت فتنوں سے بچنے کیلئے اپنا مذہب چھوڑا۔ ان مصائب
 کے لحاظ سے جو فرق قبطیوں اور شام، فلسطین و اندلس کے معاصر عیسائیوں میں تھا اس
 کی تصریح خود قبطیوں کی قوم کے سرکش خصائل سے ہوتی ہے۔ سلطنت روم کی خود مختاری اور
 امور دینیہ میں اس کی مطلق العنانی نے قبطیوں کے حامیوں کو مضبوط فریق بنادیا تھا جس کو
 اہل عرب کی غیر حکومت کا مطیع بننا بھی رومی عیسائیوں کی اطاعت کی طرح ناگوار تھا۔ ۶۶۷ء
 میں قبطیوں نے اسلامی حکومت بغاوت کی اور کچھ عرصہ کے بعد عربوں کو اسکندریہ سے

۱۷ ابو صالح نے چند امیروں کو لکھا کہ اب جو مسلمان ہوئے یہ رہبان غائبان بہتے رہا ہوں میں سے ہونگے جو مسلمان ہوئے
 ۱۸ ابو صالح نے جن کا حال کہہ نہیں لکھا جن اب جو کچھ نقصان نہیں پہنچایا یا جو مسلمان ہو کر پھر عیسائی نہیں ہوئے ان کو ذکر
 اس عیسائی مورخ نے نظر انداز کیا۔ ابو صالح نے رہبان کے مسلمان ہونیکا ذکر ضمنی طور پر کیا ہے کیونکہ اس کا موضوع جو بیکناکس اور ادیار
 کا حال ہے، صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶،

نکال دیا اور شہر کے دروازے روم کی عیسائی سپاہ کیلئے کھول دیے مگر اس حال میں بھی ان رومیوں نے بدقسمت قبیلوں کو اپنا دشمن تصور کیا کیونکہ وہ اس بات کو نہیں بھولے تھے کہ پہلے قبیلوں نے مسلمان لشکر کشوں کا خیر مقدم کیا تھا۔ غرض یہ پہلی بغاوت اُن مفسدوں اور ہنگاموں کے سلسلہ کی تھی جو قبیلوں نے برپا کیے۔ ان ہنگاموں کو محصول کی سختی سے اکثر متعال ہوا جن کی پاداش میں خوفناک نہائیں اُن کو اٹھانی پڑیں اور مصر کے یعقوبی عیسائیوں کی حالت ایسی دشوار رہی ہو گئی کہ قلمرو اسلامیہ کے کسی ملک میں کسی مسیحی قوم کی نہ تھی لیکن ایسے واقعات کا بیان مسلمانوں کے ظلم و تعصب کی تاریخ سے واسطہ رکھتا ہے نہ کہ اس کتاب سے۔ بہر حال یہ فرض نہیں کرنا چاہیے کہ قبیلوں کی قوم کی حیثیت ہمیشہ مظلوم قوم کی رہی۔ بلکہ اس کے خلاف ایسے زمانے آئے کہ اُن کو ثروت ہوئی اور سلطنت کے مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔ سرکاری دفتروں میں معتد اور محرر مقرر ہوئے ملک کے محصول کا ٹیکہ ان کو دیا گیا۔ اور بعض صورتوں میں انہوں نے دولت خوب جمع کر لی۔ قبیلہ کلیسہ کی تاریخ سے اکثر مثالیں مسیحی علماء کی دریافت ہوتی ہیں جن پر سلاطین مصر نے اپنے وقت میں بہت التفات ظاہر کیا۔ اور ان سلاطین میں سے اکثر کے دور حکومت میں عیسائیوں کو نہایت درجہ امن میسر رہا۔ مصر کے کلیسہ کا یہ زمانہ امن تھا کہ ایک اقدہ جس سے بہت عیسائی مسلمان ہو گئے پیش آیا۔

سلطان صلاح الدین (۱۱۹۳-۱۲۰۴ء) کے عہد حکومت مصر میں اس صلح کل بادشاہ کے نکل حمایت میں عیسائی بہت خوش حال تھے۔ اُن پر جو محصول جاری ہوئے تھے وہ کم کر دیے گئے اور بعض بالکل موقوف ہوئے۔ سرکاری دفتروں میں عیسائی ہجوم کر آئے اور

۱۔ مقریزی نے قبیلوں کے پانچ اور ہنگاموں کا ذکر کیا ہے جو سپاہ کی مدد سے فرو ہو سکے اور حکومت عرب کی پہلی صدی میں گذرے۔ مقریزی (۱) صفحہ ۷۲-۷۳ رنودہ صفحہ ۱۸۹-۱۹۰ ۲-۳ ۴-۵ ۶-۷ ۸-۹ ۱۰-۱۱ ۱۲-۱۳ رنودہ صفحہ ۲۳۱-۲۳۲ ۳-۴ ۵-۶ ۷-۸ ۹-۱۰ ۱۱-۱۲ ۱۳-۱۴ ۱۵-۱۶ ۱۷-۱۸ ۱۹-۲۰ ۲۱-۲۲ ۲۳-۲۴ ۲۵-۲۶ ۲۷-۲۸ ۲۹-۳۰ ۳۱-۳۲ ۳۳-۳۴ ۳۵-۳۶ ۳۷-۳۸ ۳۹-۴۰ ۴۱-۴۲ ۴۳-۴۴ ۴۵-۴۶ ۴۷-۴۸ ۴۹-۵۰ ۵۱-۵۲ ۵۳-۵۴ ۵۵-۵۶ ۵۷-۵۸ ۵۹-۶۰ ۶۱-۶۲ ۶۳-۶۴ ۶۵-۶۶ ۶۷-۶۸ ۶۹-۷۰ ۷۱-۷۲ ۷۳-۷۴ ۷۵-۷۶ ۷۷-۷۸ ۷۹-۸۰ ۸۱-۸۲ ۸۳-۸۴ ۸۵-۸۶ ۸۷-۸۸ ۸۹-۹۰ ۹۱-۹۲ ۹۳-۹۴ ۹۵-۹۶ ۹۷-۹۸ ۹۹-۱۰۰ ۱۰۱-۱۰۲ ۱۰۳-۱۰۴ ۱۰۵-۱۰۶ ۱۰۷-۱۰۸ ۱۰۹-۱۱۰ ۱۱۱-۱۱۲ ۱۱۳-۱۱۴ ۱۱۵-۱۱۶ ۱۱۷-۱۱۸ ۱۱۹-۱۲۰ ۱۲۱-۱۲۲ ۱۲۳-۱۲۴ ۱۲۵-۱۲۶ ۱۲۷-۱۲۸ ۱۲۹-۱۳۰ ۱۳۱-۱۳۲ ۱۳۳-۱۳۴ ۱۳۵-۱۳۶ ۱۳۷-۱۳۸ ۱۳۹-۱۴۰ ۱۴۱-۱۴۲ ۱۴۳-۱۴۴ ۱۴۵-۱۴۶ ۱۴۷-۱۴۸ ۱۴۹-۱۵۰ ۱۵۱-۱۵۲ ۱۵۳-۱۵۴ ۱۵۵-۱۵۶ ۱۵۷-۱۵۸ ۱۵۹-۱۶۰ ۱۶۱-۱۶۲ ۱۶۳-۱۶۴ ۱۶۵-۱۶۶ ۱۶۷-۱۶۸ ۱۶۹-۱۷۰ ۱۷۱-۱۷۲ ۱۷۳-۱۷۴ ۱۷۵-۱۷۶ ۱۷۷-۱۷۸ ۱۷۹-۱۸۰ ۱۸۱-۱۸۲ ۱۸۳-۱۸۴ ۱۸۵-۱۸۶ ۱۸۷-۱۸۸ ۱۸۹-۱۹۰ ۱۹۱-۱۹۲ ۱۹۳-۱۹۴ ۱۹۵-۱۹۶ ۱۹۷-۱۹۸ ۱۹۹-۲۰۰ ۲۰۱-۲۰۲ ۲۰۳-۲۰۴ ۲۰۵-۲۰۶ ۲۰۷-۲۰۸ ۲۰۹-۲۱۰ ۲۱۱-۲۱۲ ۲۱۳-۲۱۴ ۲۱۵-۲۱۶ ۲۱۷-۲۱۸ ۲۱۹-۲۲۰ ۲۲۱-۲۲۲ ۲۲۳-۲۲۴ ۲۲۵-۲۲۶ ۲۲۷-۲۲۸ ۲۲۹-۲۳۰ ۲۳۱-۲۳۲ ۲۳۳-۲۳۴ ۲۳۵-۲۳۶ ۲۳۷-۲۳۸ ۲۳۹-۲۴۰ ۲۴۱-۲۴۲ ۲۴۳-۲۴۴ ۲۴۵-۲۴۶ ۲۴۷-۲۴۸ ۲۴۹-۲۵۰ ۲۵۱-۲۵۲ ۲۵۳-۲۵۴ ۲۵۵-۲۵۶ ۲۵۷-۲۵۸ ۲۵۹-۲۶۰ ۲۶۱-۲۶۲ ۲۶۳-۲۶۴ ۲۶۵-۲۶۶ ۲۶۷-۲۶۸ ۲۶۹-۲۷۰ ۲۷۱-۲۷۲ ۲۷۳-۲۷۴ ۲۷۵-۲۷۶ ۲۷۷-۲۷۸ ۲۷۹-۲۸۰ ۲۸۱-۲۸۲ ۲۸۳-۲۸۴ ۲۸۵-۲۸۶ ۲۸۷-۲۸۸ ۲۸۹-۲۹۰ ۲۹۱-۲۹۲ ۲۹۳-۲۹۴ ۲۹۵-۲۹۶ ۲۹۷-۲۹۸ ۲۹۹-۳۰۰ ۳۰۱-۳۰۲ ۳۰۳-۳۰۴ ۳۰۵-۳۰۶ ۳۰۷-۳۰۸ ۳۰۹-۳۱۰ ۳۱۱-۳۱۲ ۳۱۳-۳۱۴ ۳۱۵-۳۱۶ ۳۱۷-۳۱۸ ۳۱۹-۳۲۰ ۳۲۱-۳۲۲ ۳۲۳-۳۲۴ ۳۲۵-۳۲۶ ۳۲۷-۳۲۸ ۳۲۹-۳۳۰ ۳۳۱-۳۳۲ ۳۳۳-۳۳۴ ۳۳۵-۳۳۶ ۳۳۷-۳۳۸ ۳۳۹-۳۴۰ ۳۴۱-۳۴۲ ۳۴۳-۳۴۴ ۳۴۵-۳۴۶ ۳۴۷-۳۴۸ ۳۴۹-۳۵۰ ۳۵۱-۳۵۲ ۳۵۳-۳۵۴ ۳۵۵-۳۵۶ ۳۵۷-۳۵۸ ۳۵۹-۳۶۰ ۳۶۱-۳۶۲ ۳۶۳-۳۶۴ ۳۶۵-۳۶۶ ۳۶۷-۳۶۸ ۳۶۹-۳۷۰ ۳۷۱-۳۷۲ ۳۷۳-۳۷۴ ۳۷۵-۳۷۶ ۳۷۷-۳۷۸ ۳۷۹-۳۸۰ ۳۸۱-۳۸۲ ۳۸۳-۳۸۴ ۳۸۵-۳۸۶ ۳۸۷-۳۸۸ ۳۸۹-۳۹۰ ۳۹۱-۳۹۲ ۳۹۳-۳۹۴ ۳۹۵-۳۹۶ ۳۹۷-۳۹۸ ۳۹۹-۴۰۰ ۴۰۱-۴۰۲ ۴۰۳-۴۰۴ ۴۰۵-۴۰۶ ۴۰۷-۴۰۸ ۴۰۹-۴۱۰ ۴۱۱-۴۱۲ ۴۱۳-۴۱۴ ۴۱۵-۴۱۶ ۴۱۷-۴۱۸ ۴۱۹-۴۲۰ ۴۲۱-۴۲۲ ۴۲۳-۴۲۴ ۴۲۵-۴۲۶ ۴۲۷-۴۲۸ ۴۲۹-۴۳۰ ۴۳۱-۴۳۲ ۴۳۳-۴۳۴ ۴۳۵-۴۳۶ ۴۳۷-۴۳۸ ۴۳۹-۴۴۰ ۴۴۱-۴۴۲ ۴۴۳-۴۴۴ ۴۴۵-۴۴۶ ۴۴۷-۴۴۸ ۴۴۹-۴۵۰ ۴۵۱-۴۵۲ ۴۵۳-۴۵۴ ۴۵۵-۴۵۶ ۴۵۷-۴۵۸ ۴۵۹-۴۶۰ ۴۶۱-۴۶۲ ۴۶۳-۴۶۴ ۴۶۵-۴۶۶ ۴۶۷-۴۶۸ ۴۶۹-۴۷۰ ۴۷۱-۴۷۲ ۴۷۳-۴۷۴ ۴۷۵-۴۷۶ ۴۷۷-۴۷۸ ۴۷۹-۴۸۰ ۴۸۱-۴۸۲ ۴۸۳-۴۸۴ ۴۸۵-۴۸۶ ۴۸۷-۴۸۸ ۴۸۹-۴۹۰ ۴۹۱-۴۹۲ ۴۹۳-۴۹۴ ۴۹۵-۴۹۶ ۴۹۷-۴۹۸ ۴۹۹-۵۰۰ ۵۰۱-۵۰۲ ۵۰۳-۵۰۴ ۵۰۵-۵۰۶ ۵۰۷-۵۰۸ ۵۰۹-۵۱۰ ۵۱۱-۵۱۲ ۵۱۳-۵۱۴ ۵۱۵-۵۱۶ ۵۱۷-۵۱۸ ۵۱۹-۵۲۰ ۵۲۱-۵۲۲ ۵۲۳-۵۲۴ ۵۲۵-۵۲۶ ۵۲۷-۵۲۸ ۵۲۹-۵۳۰ ۵۳۱-۵۳۲ ۵۳۳-۵۳۴ ۵۳۵-۵۳۶ ۵۳۷-۵۳۸ ۵۳۹-۵۴۰ ۵۴۱-۵۴۲ ۵۴۳-۵۴۴ ۵۴۵-۵۴۶ ۵۴۷-۵۴۸ ۵۴۹-۵۵۰ ۵۵۱-۵۵۲ ۵۵۳-۵۵۴ ۵۵۵-۵۵۶ ۵۵۷-۵۵۸ ۵۵۹-۵۶۰ ۵۶۱-۵۶۲ ۵۶۳-۵۶۴ ۵۶۵-۵۶۶ ۵۶۷-۵۶۸ ۵۶۹-۵۷۰ ۵۷۱-۵۷۲ ۵۷۳-۵۷۴ ۵۷۵-۵۷۶ ۵۷۷-۵۷۸ ۵۷۹-۵۸۰ ۵۸۱-۵۸۲ ۵۸۳-۵۸۴ ۵۸۵-۵۸۶ ۵۸۷-۵۸۸ ۵۸۹-۵۹۰ ۵۹۱-۵۹۲ ۵۹۳-۵۹۴ ۵۹۵-۵۹۶ ۵۹۷-۵۹۸ ۵۹۹-۶۰۰ ۶۰۱-۶۰۲ ۶۰۳-۶۰۴ ۶۰۵-۶۰۶ ۶۰۷-۶۰۸ ۶۰۹-۶۱۰ ۶۱۱-۶۱۲ ۶۱۳-۶۱۴ ۶۱۵-۶۱۶ ۶۱۷-۶۱۸ ۶۱۹-۶۲۰ ۶۲۱-۶۲۲ ۶۲۳-۶۲۴ ۶۲۵-۶۲۶ ۶۲۷-۶۲۸ ۶۲۹-۶۳۰ ۶۳۱-۶۳۲ ۶۳۳-۶۳۴ ۶۳۵-۶۳۶ ۶۳۷-۶۳۸ ۶۳۹-۶۴۰ ۶۴۱-۶۴۲ ۶۴۳-۶۴۴ ۶۴۵-۶۴۶ ۶۴۷-۶۴۸ ۶۴۹-۶۵۰ ۶۵۱-۶۵۲ ۶۵۳-۶۵۴ ۶۵۵-۶۵۶ ۶۵۷-۶۵۸ ۶۵۹-۶۶۰ ۶۶۱-۶۶۲ ۶۶۳-۶۶۴ ۶۶۵-۶۶۶ ۶۶۷-۶۶۸ ۶۶۹-۶۷۰ ۶۷۱-۶۷۲ ۶۷۳-۶۷۴ ۶۷۵-۶۷۶ ۶۷۷-۶۷۸ ۶۷۹-۶۸۰ ۶۸۱-۶۸۲ ۶۸۳-۶۸۴ ۶۸۵-۶۸۶ ۶۸۷-۶۸۸ ۶۸۹-۶۹۰ ۶۹۱-۶۹۲ ۶۹۳-۶۹۴ ۶۹۵-۶۹۶ ۶۹۷-۶۹۸ ۶۹۹-۷۰۰ ۷۰۱-۷۰۲ ۷۰۳-۷۰۴ ۷۰۵-۷۰۶ ۷۰۷-۷۰۸ ۷۰۹-۷۱۰ ۷۱۱-۷۱۲ ۷۱۳-۷۱۴ ۷۱۵-۷۱۶ ۷۱۷-۷۱۸ ۷۱۹-۷۲۰ ۷۲۱-۷۲۲ ۷۲۳-۷۲۴ ۷۲۵-۷۲۶ ۷۲۷-۷۲۸ ۷۲۹-۷۳۰ ۷۳۱-۷۳۲ ۷۳۳-۷۳۴ ۷۳۵-۷۳۶ ۷۳۷-۷۳۸ ۷۳۹-۷۴۰ ۷۴۱-۷۴۲ ۷۴۳-۷۴۴ ۷۴۵-۷۴۶ ۷۴۷-۷۴۸ ۷۴۹-۷۵۰ ۷۵۱-۷۵۲ ۷۵۳-۷۵۴ ۷۵۵-۷۵۶ ۷۵۷-۷۵۸ ۷۵۹-۷۶۰ ۷۶۱-۷۶۲ ۷۶۳-۷۶۴ ۷۶۵-۷۶۶ ۷۶۷-۷۶۸ ۷۶۹-۷۷۰ ۷۷۱-۷۷۲ ۷۷۳-۷۷۴ ۷۷۵-۷۷۶ ۷۷۷-۷۷۸ ۷۷۹-۷۸۰ ۷۸۱-۷۸۲ ۷۸۳-۷۸۴ ۷۸۵-۷۸۶ ۷۸۷-۷۸۸ ۷۸۹-۷۹۰ ۷۹۱-۷۹۲ ۷۹۳-۷۹۴ ۷۹۵-۷۹۶ ۷۹۷-۷۹۸ ۷۹۹-۸۰۰ ۸۰۱-۸۰۲ ۸۰۳-۸۰۴ ۸۰۵-۸۰۶ ۸۰۷-۸۰۸ ۸۰۹-۸۱۰ ۸۱۱-۸۱۲ ۸۱۳-۸۱۴ ۸۱۵-۸۱۶ ۸۱۷-۸۱۸ ۸۱۹-۸۲۰ ۸۲۱-۸۲۲ ۸۲۳-۸۲۴ ۸۲۵-۸۲۶ ۸۲۷-۸۲۸ ۸۲۹-۸۳۰ ۸۳۱-۸۳۲ ۸۳۳-۸۳۴ ۸۳۵-۸۳۶ ۸۳۷-۸۳۸ ۸۳۹-۸۴۰ ۸۴۱-۸۴۲ ۸۴۳-۸۴۴ ۸۴۵-۸۴۶ ۸۴۷-۸۴۸ ۸۴۹-۸۵۰ ۸۵۱-۸۵۲ ۸۵۳-۸۵۴ ۸۵۵-۸۵۶ ۸۵۷-۸۵۸ ۸۵۹-۸۶۰ ۸۶۱-۸۶۲ ۸۶۳-۸۶۴ ۸۶۵-۸۶۶ ۸۶۷-۸۶۸ ۸۶۹-۸۷۰ ۸۷۱-۸۷۲ ۸۷۳-۸۷۴ ۸۷۵-۸۷۶ ۸۷۷-۸۷۸ ۸۷۹-۸۸۰ ۸۸۱-۸۸۲ ۸۸۳-۸۸۴ ۸۸۵-۸۸۶ ۸۸۷-۸۸۸ ۸۸۹-۸۹۰ ۸۹۱-۸۹۲ ۸۹۳-۸۹۴ ۸۹۵-۸۹۶ ۸۹۷-۸۹۸ ۸۹۹-۹۰۰ ۹۰۱-۹۰۲ ۹۰۳-۹۰۴ ۹۰۵-۹۰۶ ۹۰۷-۹۰۸ ۹۰۹-۹۱۰ ۹۱۱-۹۱۲ ۹۱۳-۹۱۴ ۹۱۵-۹۱۶ ۹۱۷-۹۱۸ ۹۱۹-۹۲۰ ۹۲۱-۹۲۲ ۹۲۳-۹۲۴ ۹۲۵-۹۲۶ ۹۲۷-۹۲۸ ۹۲۹-۹۳۰ ۹۳۱-۹۳۲ ۹۳۳-۹۳۴ ۹۳۵-۹۳۶ ۹۳۷-۹۳۸ ۹۳۹-۹۴۰ ۹۴۱-۹۴۲ ۹۴۳-۹۴۴ ۹۴۵-۹۴۶ ۹۴۷-۹۴۸ ۹۴۹-۹۵۰ ۹۵۱-۹۵۲ ۹۵۳-۹۵۴ ۹۵۵-۹۵۶ ۹۵۷-۹۵۸ ۹۵۹-۹۶۰ ۹۶۱-۹۶۲ ۹۶۳-۹۶۴ ۹۶۵-۹۶۶ ۹۶۷-۹۶۸ ۹۶۹-۹۷۰ ۹۷۱-۹۷۲ ۹۷۳-۹۷۴ ۹۷۵-۹۷۶ ۹۷۷-۹۷۸ ۹۷۹-۹۸۰ ۹۸۱-۹۸۲ ۹۸۳-۹۸۴ ۹۸۵-۹۸۶ ۹۸۷-۹۸۸ ۹۸۹-۹۹۰ ۹۹۱-۹۹۲ ۹۹۳-۹۹۴ ۹۹۵-۹۹۶ ۹۹۷-۹۹۸ ۹۹۹-۱۰۰۰ ۱۰۰۱-۱۰۰۲ ۱۰۰۳-۱۰۰۴ ۱۰۰۵-۱۰۰۶ ۱۰۰۷-۱۰۰۸ ۱۰۰۹-۱۰۱۰ ۱۰۱۱-۱۰۱۲ ۱۰۱۳-۱۰۱۴ ۱۰۱۵-۱۰۱۶ ۱۰۱۷-۱۰۱۸ ۱۰۱۹-۱۰۲۰ ۱۰۲۱-۱۰۲۲ ۱۰۲۳-۱۰۲۴ ۱۰۲۵-۱۰۲۶ ۱۰۲۷-۱۰۲۸ ۱۰۲۹-۱۰۳۰ ۱۰۳۱-۱۰۳۲ ۱۰۳۳-۱۰۳۴ ۱۰۳۵-۱۰۳۶ ۱۰۳۷-۱۰۳۸ ۱۰۳۹-۱۰۴۰ ۱۰۴۱-۱۰۴۲ ۱۰۴۳-۱۰۴۴ ۱۰۴۵-۱۰۴۶ ۱۰۴۷-۱۰۴۸ ۱۰۴۹-۱۰۵۰ ۱۰۵۱-۱۰۵۲ ۱۰۵۳-۱۰۵۴ ۱۰۵۵-۱۰۵۶ ۱۰۵۷-۱۰۵۸ ۱۰۵۹-۱۰۶۰ ۱۰۶۱-۱۰۶۲ ۱۰۶۳-۱۰۶۴ ۱۰۶۵-۱۰۶۶ ۱۰۶۷-۱۰۶۸ ۱۰۶۹-۱۰۷۰ ۱۰۷۱-۱۰۷۲ ۱۰۷۳-۱۰۷۴ ۱۰۷۵-۱۰۷۶ ۱۰۷۷-۱۰۷۸ ۱۰۷۹-۱۰۸۰ ۱۰۸۱-۱۰۸۲ ۱۰۸۳-۱۰۸۴ ۱۰۸۵-۱۰۸۶ ۱۰۸۷-۱۰۸۸ ۱۰۸۹-۱۰۹۰ ۱۰۹۱-۱۰۹۲ ۱۰۹۳-۱۰۹۴ ۱۰۹۵-۱۰۹۶ ۱۰۹۷-۱۰۹۸ ۱۰۹۹-۱۱۰۰ ۱۱۰۱-۱۱۰۲ ۱۱۰۳-۱۱۰۴ ۱۱۰۵-۱۱۰۶ ۱۱۰۷-۱۱۰۸ ۱۱۰۹-۱۱۱۰ ۱۱۱۱-۱۱۱۲ ۱۱۱۳-۱۱۱۴ ۱۱۱۵-۱۱۱۶ ۱۱۱۷-۱۱۱۸ ۱۱۱۹-۱۱۲۰ ۱۱۲۱-۱۱۲۲ ۱۱۲۳-۱۱۲۴ ۱۱۲۵-۱۱۲۶ ۱۱۲۷-۱۱۲۸ ۱۱۲۹-۱۱۳۰ ۱۱۳۱-۱۱۳۲ ۱۱۳۳-۱۱۳۴ ۱۱۳۵-۱۱۳۶ ۱۱۳۷-۱۱۳۸ ۱۱۳۹-۱۱۴۰ ۱۱۴۱-۱۱۴۲ ۱۱۴۳-۱۱۴۴ ۱۱۴۵-۱۱۴۶ ۱۱۴۷-۱۱۴۸ ۱۱۴۹-۱۱۵۰ ۱۱۵۱-۱۱۵۲ ۱۱۵۳-۱۱۵۴ ۱۱۵۵-۱۱۵۶ ۱۱۵۷-۱۱۵۸ ۱۱۵۹-۱۱۶۰ ۱۱۶۱-۱۱۶۲ ۱۱۶۳-۱۱۶۴ ۱۱۶۵-۱۱۶۶ ۱۱۶۷-۱۱۶۸ ۱۱۶۹-۱۱۷۰ ۱۱۷۱-۱۱۷۲ ۱۱۷۳-۱۱۷۴ ۱۱۷۵-۱۱۷۶ ۱۱۷۷-۱۱۷۸ ۱۱۷۹-۱۱۸۰ ۱۱۸۱-۱۱۸۲ ۱۱۸۳-۱۱۸۴ ۱۱۸۵-۱۱۸۶ ۱۱۸۷-۱۱۸۸ ۱۱۸۹-۱۱۹۰ ۱۱۹۱-۱۱۹۲ ۱۱۹۳-۱۱۹۴ ۱۱۹۵-۱۱۹۶ ۱۱۹۷-۱۱۹۸ ۱۱۹۹-۱۲۰۰ ۱۲۰۱-۱۲۰۲ ۱۲۰۳-۱۲۰۴ ۱۲۰۵-۱۲۰۶ ۱۲۰۷-۱۲۰۸ ۱۲۰۹-۱۲۱۰ ۱۲۱۱-۱۲۱۲ ۱۲۱۳-۱۲۱۴ ۱۲۱۵-۱۲۱۶ ۱۲۱۷-۱۲۱۸ ۱۲۱۹-۱۲۲۰ ۱۲۲۱-۱۲۲۲ ۱۲۲۳-۱۲۲۴ ۱۲۲۵-۱۲۲۶ ۱۲۲۷-۱۲۲۸ ۱۲۲۹-۱۲۳۰ ۱۲۳۱-۱۲۳۲ ۱۲۳۳-۱۲۳۴ ۱۲۳۵-۱۲۳۶ ۱۲۳۷-۱۲۳۸ ۱۲۳۹-۱۲۴۰ ۱۲۴۱-۱۲۴۲ ۱۲۴۳-۱۲۴۴ ۱۲۴۵-۱۲۴۶ ۱۲۴۷-۱۲۴۸ ۱۲۴۹-۱۲۵۰ ۱۲۵۱-۱۲۵۲ ۱۲۵۳-۱۲۵۴ ۱۲۵۵-۱۲۵۶ ۱۲۵۷-۱۲۵۸ ۱۲۵۹-۱۲۶۰ ۱۲۶۱-۱۲۶۲ ۱۲۶۳-۱۲۶۴ ۱۲۶۵-۱۲۶۶ ۱۲۶۷-۱۲۶۸ ۱۲۶۹-۱۲۷۰ ۱۲۷۱-۱۲۷۲ ۱۲۷۳-۱۲۷۴ ۱۲۷۵-۱۲۷۶ ۱۲۷۷-۱۲۷۸ ۱۲۷۹-۱۲۸۰ ۱۲۸۱-۱۲۸۲ ۱۲۸۳-۱۲۸۴ ۱۲۸۵-۱۲۸۶ ۱۲۸۷-۱۲۸۸ ۱۲۸۹-۱۲۹۰ ۱۲۹۱-۱۲۹۲ ۱۲۹۳-۱۲۹۴ ۱۲۹۵-۱۲۹۶ ۱۲۹۷-۱۲۹۸ ۱۲۹۹-۱۳۰۰ ۱۳۰۱-۱۳۰۲ ۱۳۰۳-۱۳۰۴ ۱۳۰۵-۱۳۰۶ ۱۳۰۷-۱۳۰۸ ۱۳۰۹-۱۳۱۰ ۱۳۱۱-۱۳۱۲ ۱۳۱۳-۱۳۱۴ ۱۳۱۵-۱۳۱۶ ۱۳۱۷-۱۳۱۸ ۱۳۱۹-۱۳۲۰ ۱۳۲۱-۱۳۲۲ ۱۳۲۳-۱۳۲۴ ۱۳۲۵-۱۳۲۶ ۱۳۲۷-۱۳۲۸ ۱۳۲۹-۱۳۳۰ ۱۳۳۱-۱۳۳۲ ۱۳۳۳-۱۳۳۴ ۱۳۳۵-۱۳۳۶ ۱۳۳۷-۱۳۳۸ ۱۳۳۹-۱۳۴۰ ۱۳۴۱-۱۳۴۲ ۱۳۴۳-۱۳۴۴ ۱۳۴۵-۱۳۴۶ ۱۳۴۷-۱۳۴۸ ۱۳۴۹-۱۳۵۰ ۱۳۵۱-۱۳۵۲ ۱۳۵۳-۱۳۵۴ ۱۳۵۵-۱۳۵۶ ۱۳۵۷-۱۳۵۸ ۱۳۵۹-۱۳۶۰ ۱۳۶۱-۱۳۶۲ ۱۳۶۳-۱۳۶۴ ۱۳۶۵-۱۳۶۶ ۱۳۶۷-۱۳۶۸ ۱۳۶۹-۱۳۷۰ ۱۳۷۱-۱۳۷۲ ۱۳۷۳-۱۳۷۴ ۱۳۷۵-۱۳۷۶ ۱۳۷۷-۱۳۷۸ ۱۳۷۹-۱۳۸۰ ۱۳۸۱-۱۳۸۲ ۱۳۸۳-۱۳۸۴ ۱۳۸۵-۱۳۸۶ ۱۳۸۷-۱۳۸۸ ۱۳۸۹-۱۳۹۰ ۱۳۹۱-۱۳۹۲ ۱۳۹۳-۱۳۹۴ ۱۳۹۵-۱۳۹۶ ۱۳۹۷-۱۳۹۸ ۱۳۹۹-۱۴۰۰ ۱۴۰۱-۱۴۰۲ ۱۴۰۳-۱۴۰۴ ۱۴۰۵-۱۴۰۶ ۱۴۰۷-۱۴۰۸ ۱۴۰۹-۱۴۱۰ ۱۴۱۱-۱۴۱۲ ۱۴۱۳-۱۴۱۴ ۱۴۱۵-۱۴۱۶ ۱۴۱۷-۱۴۱۸ ۱۴۱۹-۱۴۲۰ ۱۴۲۱-۱۴۲۲ ۱۴۲۳-۱۴۲۴ ۱۴۲۵-۱۴۲۶ ۱۴۲۷-۱۴۲۸ ۱۴۲۹-۱۴۳۰ ۱۴۳۱-۱۴۳۲ ۱۴۳۳-۱۴۳۴ ۱۴۳۵-۱۴۳۶ ۱۴۳۷-۱۴۳۸ ۱۴۳۹-۱۴۴۰ ۱۴۴۱-۱۴۴۲ ۱۴۴۳-۱۴۴۴ ۱۴۴۵-۱۴۴۶ ۱۴۴۷-۱۴۴۸ ۱۴۴۹-۱۴۵۰ ۱۴۵۱-۱۴۵۲ ۱۴۵۳-۱۴۵۴ ۱۴۵۵-۱۴۵۶ ۱۴۵۷-۱۴۵۸ ۱۴۵۹-۱۴۶۰ ۱۴۶۱-۱۴۶۲ ۱۴۶۳-۱۴۶۴ ۱۴۶۵-۱۴۶۶ ۱۴۶۷-۱۴۶۸ ۱۴۶۹-۱۴۷۰ ۱۴۷۱-۱۴۷۲ ۱۴۷۳-۱۴۷۴ ۱۴۷۵-۱۴۷۶ ۱۴۷۷-۱۴۷۸ ۱۴۷۹-۱۴۸۰ ۱۴۸۱-۱۴۸۲ ۱۴۸۳-۱۴۸۴ ۱۴۸۵-۱۴۸۶ ۱۴۸۷-۱۴۸۸ ۱۴۸۹-۱۴۹۰ ۱۴۹۱-۱۴۹۲ ۱۴۹۳-۱۴۹۴ ۱۴۹۵-۱۴۹۶ ۱۴۹۷-۱۴۹۸ ۱۴۹۹-۱۵۰۰ ۱۵۰۱-۱۵۰۲ ۱۵۰۳-۱۵۰۴ ۱۵۰۵-۱۵۰۶ ۱۵۰۷-۱۵۰۸ ۱۵۰۹-۱۵۱۰ ۱۵۱۱-۱۵۱۲ ۱۵۱۳-۱۵۱۴ ۱۵۱۵-۱۵۱۶ ۱۵۱۷-۱۵۱۸ ۱۵۱۹-۱۵۲۰ ۱۵۲۱-۱۵۲۲ ۱۵۲۳-۱۵۲۴ ۱۵۲۵-۱۵۲۶ ۱۵۲۷-۱۵۲۸ ۱۵۲۹-۱

معتد۔ محاسب اور رجسٹرار کے عہدوں پر کثرت سے مقرر ہوئے۔ تقریباً ایک صدی تک سلطان صلاح الدین کے جانشینوں کے زمانہ میں عیسائیوں کو مذہبی آزادی اور سلاطین کا لطف ایسا میسر رہا کہ خدام کلیسہ کی خواری اور رشوت ستانی کے سوا ان کو کسی بات کی شکایت نہ تھی۔ کلیسہ میں منصب فروشی کا دستور بہت ترقی پکڑ گیا تھا۔ اور قیس کا عہدہ جاہل اور شریر لوگوں کے ہاتھ بیچا جاتا تھا۔ اس منصب کے اور مفید باوجود لیاقت اور قابلیت کے اس وجہ سے علیحدہ رکھے جاتے تھے کہ قیس کو اپنی تقرری کی وقت جو روپیہ دینا ہوتا تھا اس کو وہ ادا نہ کر سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کی دینی اور اخلاقی تعلیم کی طرف سے بالکل غفلت ہوئے گی۔ اور سچی زندگی میں قابل نہیں تنزل ہوا۔ کلیسہ کی تخریب اس درجہ ہوئی کہ جب یحییٰ یعقوبیوں کا چوتھراں بطریق مرا اور سلطان عیسوی میں اس کی جگہ دوسرے آدمی کو منتخب کرنے کی ضرورت ہوئی تو اس موقع پر فریقان مقابل نے اپنے اپنے امیدوار کی فضیلت حقوق میں تقریباً برس تک سخت مجاہدہ و مباحثہ رکھا اور اس بیخ افروختگی کا اور اپنے شرمناک مناقشوں کے مضر نتائج کا خیال نہ کیا بلکہ بیس برس تک سینہ زوری اور سگ طینتی سے اس حریفانہ شور و غوغا کو قائم رہنے دیا۔ اکثر موقعوں پر سلطان وقت لئے کوشش کی کہ فریقین میں کسی طرح مصالحت ہو جائے۔ عیسائیوں نے تین ہزار اور پانچ ہزار اور دس ہزار اشرفیوں تک بادشاہ کو رشوت میں دینی چاہیں تاکہ عرب حکومت کے ان کے امیدوار کا انتخاب ہو جاوے۔ لیکن سلطان نے انکار کیا بلکہ اس غرض سے کہ وہ اپنے جھگڑوں کو کسی طرح طے کر لیں اور آپس میں رضامند ہو جاویں سلطان نے وہ روپیہ ہی معاف کر دیا جو نئے منتخب بطریق کو حسب دستور ادا کرنا ہوتا تھا۔ مگر یہ سب کوششیں عبث تھیں۔ اس میں برس کے عرصہ میں اسقف (بشپ) کے اکثر علاقے خالی ہوئے۔ لیکن جو اساقف اور قیس مرے انکی جگہ

دوسرا آدمی مقرر نہ ہو سکا۔ سینٹ ماکاریوس کی خانقاہ میں فقط چار قیسس رہ گئے تھے۔ حالانکہ اخیر بطریق کی زندگی میں انشی قیسس سے زیادہ موجود تھے۔ مغربی علاقہ مصر ان کے عیسائیوں کی طرف سے ایسی غفلت ہوئی کہ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ مذکورہ بالا حالات کے سوائے جن کو قبلی کلیسہ کے ایک مؤرخ نے تحریر کیا ہے ہمارے پاس اور کوئی ذخیرہ معلوم ایسا نہیں جس سے خود اہل اسلام کے مساعی دریافت ہوں جو انھوں نے عیسائیوں کو مسلمان کرنے میں صرف کیے۔ اس میں بہت کم شبہ ہے کہ مسلمانوں کی جانب سے اس قسم کی کوششیں عمل میں آئیں کیونکہ مذہبی مناظروں اور ادیان مقابل کے محاسن پر تحریری بحثوں میں عیسائیوں کا مصروف ہونا تحقیق ہوتا ہے۔ ان عیسائیوں کا مذہب تبدیل کرنا جبر و اکراہ کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ صحیح تاریخی شہادت ملتی ہے کہ جس زمانہ میں بطریق کا منصب خالی پڑا تھا تو عیسائیوں کو اپنے مذہب کی علانیہ پیروی میں تمام و کمال آزادی تھی۔ اور ان کو اجازت تھی کہ گرجاؤں کی مرمت کریں بلکہ نئے گرجا بھی تعمیر کریں۔ جو قیدی ان پر یہی تھیں کہ گھوڑوں اور خچروں پر سوار نہ ہوں ان سے بھی ان کو آزاد کر دیا تھا۔ رہبان و قیسس جزیہ سے بری ہوئے اور خاص اختیارات بھی ان کو ملے۔ یہ بات بتانی مشکل ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ (جس میں منصب بطریق خالی رہا) کس تک قبلی عیسائیوں کے مسلمان ہونے کا باعث ہوا۔ سچی دین کی طرف سے ایسی غفلت کی مثال دو کپاپی مشنریوں نے بیان کی ہے جنھوں نے سترہویں صدی عیسوی میں دریائے نیل کے رتود و صفو ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳

کے کنارے لکسٹر تک سفر کیا۔ ان شہریوں کو دریافت ہوا کہ لکسٹر کے قبیلوں میں کوئی قبیلہ موجود نہیں ہے اور ان میں سے بعض لوگوں کو چپاس برس ہونے آئے ہیں کہ انہوں نے رسم اترار نہیں ادا کی اور یہی عشا میں شریک نہیں ہوئے۔ پس یہی حالت میں قبلی عیسائیوں کی تعداد میں کمی کا پیدا ہونا آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

اسی طرح کی غفلت سے ملک نوبیہ کا کلیسائی مذہب میں نہ رہا۔ یہ کلیسائے اسکندریہ کے بطریق کو اپنا افسر رکھتا تھا جیسا کہ حبش کے باشندے آج تک اس بطریق کو اپنا سردار مانتے ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں نوبیہ کے لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ جب عربوں نے مصر فتح کیا تو یہ ملک خود مختار رہا۔ نوبیہ کے لوگوں اور عربوں میں ایک عہد نامہ ہو گیا تھا جس کے بموجب ہر سال تیس سو کالے غلام دس بندر اور ایک زرافہ نوبیہ کے لوگ عربوں کو بھیجتے تھے اور عرب اس کے معاوضہ میں غلہ وغینہ اور کپڑے روانہ کرتے تھے۔ خلیفہ معتمد (۲۲۶-۲۳۳ھ) نے اپنے عہد حکومت میں نوبیہ کو سفاہ روانہ کی تاکہ اس عہد نامہ کی تجدید ہو۔ نوبیہ کا بادشاہ دارالخلافہ مصر میں آیا۔ بہت ترکہ احتشام سے اس کا استقبال ہوا اور بیش بہا تحائف دیکر رخصت کیا گیا۔ بارہویں صدی عیسوی میں نوبیہ کے کل باشندے عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ اور باوجود متعدد غریبوں کے جو مصر سے روانہ کی گئیں وہ بدستور خود مختار رہے۔ ۱۲۵۷ء کا بادشاہ نوبیہ کے بھتیجے نے سلطان مصر سے کچھ سپاہ طلب کی تاکہ چچا سے بغاوت کرنے میں مدد ملے۔ چنانچہ اس سپاہ کی مدد سے بھتیجے نے چچا کو تخت سے اتار دیا اور ملک کے معاوضہ میں ملک نوبیہ کے دو شمالی صوبجات سلطان مصر کے نذر کرنے پڑے چونکہ ان صوبوں کے باشندوں نے اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہا اس لیے فی کس ایک دینار کا سالانہ محصول ان پر جاری ہوا

۱۱۵۷ء راسیون ۲۰۰ دینار ۲۰۰ سید فیت ۱۱۶۹۸ء یاریتے اسے چال فراضوی دور لیان۔ صفحہ ۳۱ (تو نو دوسری طرح)
۱۱۵۷ء کرنین دے مکمل لے گرا ۲۴۲-۲۴۳ء اور سی صفحہ ۳۲ ۱۱۵۷ء سقریزی (۲۱) قوم۔ دوسرا حصہ صفحہ ۳۳
۱۱۵۷ء سقریزی صفحہ ۱۲۸-۱۳۰-

لیکن مسلمانوں کی یہ حکومت عارضی تھی کیونکہ صوبیات مغوضہ کے لوگ پہر جلد خود مختار ہو گئے۔
 چودھویں صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ میں ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ نوبیہ کے
 باشندے اس کے زمانہ تک عیسائی تھے۔ سلطان ناصر کے عہد میں (جس کا لقب ناصر
 ابن قلاؤن سے مراد ہے جو مصر کے سلاطین ملوک میں سے تھا اور جس نے ۱۲۴۰ء میں
 انتقال کیا) نوبیہ کے خاص شہر ڈنگولہ کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا۔ مسلمانوں نے نوبیہ پر
 پندرہویں صدی تک اکثر معرکے کیے۔ لیکن دریائے نیل کے پہلے آبشار سے آگے جہاں
 اخیر قلعہ تھا وہ اپنی فتوحات کو ترقی نہ دے سکے۔ حالانکہ عیسائی مذہب کی نسبت معلوم
 ہوتا ہے کہ وہ نیل کے کنارے جنوب میں سنار تک شائع ہو گیا تھا۔ لیکن احتمال یہ ہے کہ نوبیہ
 میں اسلام کی ترقی مسلمان تاجروں اور اوروں لوگوں سے جو وہاں آمد و رفت رکھتے تھے ہوتی
 رہی (پندرہویں صدی عیسوی کے شروع زمانہ میں) علامہ متفریزی نے اشاعت
 مذہب کے لطیف واقعات میں سے جن کو مصنفین عربیہ ذکر کئے ہیں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔
 اس واقعہ کا راوی ابن سلیم الاسوانی ہے اور واقعہ دیکھ چکے ہیں کیونکہ اُس میں ایک داعی
 اسلام کا نقشہ جبکہ وہ تبلیغ میں مصروف تھا ہو ہو دکھایا گیا ہے جس کو سلم کا ذکر اس قصہ میں
 ہے اگرچہ پہلے وہ عیسائی نہ تھا اور نہ نوبیا کا رہنے والا تھا تاہم اُس سے اتنا پیڑ ضرور چلتا ہے کہ
 پندرہویں صدی میں اسلام قبول کر نیک واقعہ نوبیہ میں پیش آیا۔ ابن سلیم نے بیان کیا کہ ایک
 دفعہ نوبی سردار متفرہ سے اس نے ملاقات کی۔ متفرہ نے کہا کہ وہ ایک ایسے ملک سے آتا ہے
 جو دریائے نیل سے تین مہینے کی مسافت پر ہے جب اُسکے مذہب کی نسبت سوال کیا گیا تو

۱۱ صفحہ ۴۹۴ پر خازن جو تہی جلد صفحہ ۳۹۶ سلاطین پاشا نے ایک واقعہ بیان کیا ہے جو ڈنگولہ کے عربوں
 میں مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ ان عربوں کے کبھی بڑے نے اس شہر کو بنایا تھا اور اس کا نام ہی اپنے نام پر رکھا تھا لیکن یہ بات
 ناممکن ہے کیونکہ قدیم مصر کے زمانہ میں یہ شہر موجود تھا۔ چنانچہ مصر کے قدیم کتبوں میں اس کا ذکر ہے دو ایک دو تین دس ہزار
 دوسری جلد صفحہ ۴۸۱ ان عربوں کے قول کے مطابق انکا موٹا اعلیٰ دنگل اگرچہ ابتدا میں غلام تھا لیکن نہ تو کسی کے وہ نوبیا کا باشندہ
 ہوا۔ مگر یہ فیاض بطریق کا باجوڑ تھا اس بطریق کا علاقہ ساراسا دریا کے موجودہ شہر کے مجھے واقع تھا سو ان میں گالہ تلواری
 صفحہ ۳۸۱ مطبوعہ لندن ۱۸۳۰ء عیسوی ۱۱۱۱ ابن سلیم الاسوانی۔ منقولہ متفریزی۔ کتاب الخطط۔ پہلی جلد صفحہ ۱۹۔

اُس نے جواب دیا کہ میرا خالق اور تیرا خالق خدا ہے۔ موجودات عالم کا اور انسان کا پیدا کرنے والا ایک ہی اور اُس کے رہنے کی جگہ آسمان پر ہے۔“ جب کبھی مینے نہیں برستایا ہم میں یا ہمارے موسیٰوں میں؟ باپہیلیتی ہو تو ہمارے ملک دے لے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں اور وہاں خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ خدا ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ہم پہاڑ سے اترنے نہیں پاتے کہ ہماری ضروریات مہیا ہو جاتی ہیں۔ جب مقررہ نے تسلیم کیا کہ خدا نے کبھی کوئی نبی اُن کے پاس نہیں بھیجا تو ابن سلیم نے اس کے سامنے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ کس طرح خدا کی مدد سے وہ معجزات کے قابل ہوئے مقررہ نے جواب دیا: ”اُنہوں نے جب یہ معجزات کیے تو ضرور سچائی اُن کے ساتھ تھی۔ اگر اُنہوں نے ایسا کیا تو اُن پر میں یقین کرتا ہوں۔“

نوبیہ کے لوگ بہت عرصہ میں اور بتدریج عیسائی مذہب کے اسلام کی طرف آئے ان کے کلیسے کی روحانی زندگی نہایت ادنیٰ ہو گئی تھی اور چونکہ اصلاح مذہب کی کوئی تحریک اُن میں پیدا نہیں ہوئی اور اپنے ملک کی حدود سے باہر تمام کلیساؤں سے اُن کا تعلق قطع ہو گیا اس لیے یہ مقتضائے قدرت تھا کہ روحانی شوق کی تسکین کے لیے وہ اسلام کو تلاش کرتے جس کے پیروند کے شاہد چلے آتے تھے کہ اسلام اُن میں زندہ قوت ہو اور ایسا دین ہو جس نے نوبیہ کے باشندوں میں سے ہی بعض کو اپنا معتقد کیا ہو۔^{۱۵۲} سے ۱۵۳ء تک ایک پرتگیزی بادری نے حبشہ میں سفر کیا اور ہمارے علم کیلئے ایک کیفیت اُس وقت کی لکھ گیا جس میں نوبیہ کے لوگ انقلاب مذہب کی حالت میں تھے۔ اس شخص نے لکھا ہے کہ نوبیہ کے رہنے والے نہ عیسائی تھے نہ یہودی نہ مسلمان۔ یہ لوگ بغیر دین و آئین کے رہ گئے تھے مگر اس حال میں بھی ”اُن کو عیسائی بننے کی آرزو تھی۔“ اپنے قیس کی غلطیوں سے وہ جہالت میں ڈوب گئے تھے۔ اور اب اُن میں استغفار اور تپس کوئی باقی نہ تھا۔ پس اُنہوں نے

ایک سفارت جس میں چھ آدمی تھے جیش کے بادشاہ کے پاس روانہ کی اور درخواست کی کہ
 رہبان اور تیسران کی تعلیم دین کے لیے بھیجے جاویں۔ لیکن بادشاہ نے یہ درخواست اس
 بنا پر نامنظور کی کہ بطریق اسکندریہ کی بلا اجازت وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اور چونکہ اس سے اجازت
 حاصل نہ ہو سکی اس لیے برصغیر اپنے ملک کو نامراد واپس آئے۔ اسی پر نگیزی کو ایک عیسائی
 سے جس نے نویہ میں سفر کیا تھا یہ خبر ملی کہ اُس کے زمانہ سفر میں ڈیڑھ سو گرجا اس ملک میں موجود
 تھے۔ اور ہر گرجا میں سب مصلوب اور مریم عذرا اور مسیحی اولیا کی تصویریں دیواروں پر نظر آتی تھیں
 تمام قلعجات میں جو ملک میں جا بجا تھے گرجا موجود تھے۔ سترہویں صدی کے ختم ہونے سے
 پہلے عیسائی مذہب نویہ سے بالکل مفقود ہو گیا جس کی وجہ یہ تھی کہ تیس نے تھے۔ لیکن گرجا جو بندہ
 تھے ابھی تک ملک میں موجود تھے۔ نویہ کے لوگ اسلام کے قوی اثر سے مغلوب ہو کر مسلمان
 ہو گئے اور بلاشبہ ایسے مسلمانوں کی داعیانہ کوششوں نے ہی جو صدیوں پہلے سے اس ملک
 میں سیر و سفر کیا کرتے تھے اس نتیجہ کو زیادہ تر پیدا کیا۔ نویہ کے شمال میں مصر تھا جہاں سے
 اہل عرب نے تیس میل کی طرف بڑھ کر دریا کے کناروں پر حکومت قائم کی تھی۔ جنوب میں بلو
 قوم کی اسلامی عمارتیں تھیں جو نویہ کو جیش کے ملک سے جدا کرتی تھیں۔ سولہویں صدی
 کے شروع میں بلو کی قوم باوجود مسلمان ہونیکے جیش کے عیسائی بادشاہ کی معاون باجگاہ
 تھی۔ اور اگر یہ قوم وہی ہے جس کو بلوین لکھا گیا ہو اور جس کا حال بارہویں صدی عیسوی میں
 مورخ اور لیبی نے لکھا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ قوم باجا کے ساتھ (جس کو جزیرہ میر و کا باشندہ
 کہا گیا ہے) یعقوبی مذہب رکھتی تھی تو احتمال ہے کہ قوم بلوین باجا کی قوم سے صرف چند سال
 پہلے مسلمان ہوئی۔ باجا کے لوگ فنج کی اسلامی عمارت میں اس وقت شامل کر لیے گئے جب

لے الدری کے لارڈ سٹینلی نے الوارز کے ترجمے میں جیکو پرنگیزی زبان سے لایا جو صرف لے کیا بادشاہ کے جواب میں
 ہے کہ اُس نے فنجوں سے کہا کہ میرے ملک میں ایسا اسلامی ملک سے کہتے ہیں یعنی بطریق اسکندریہ انکو روانہ کرتا ہے پس ایسی حالتیں
 جبکہ یہ لوگ اوروں کے بھیجے ہوئے اس ملک میں آئے ہیں تو وہ دوسروں کے پاس رہبان و تیس کہے بھیج سکتا ہے ص ۳۵۹
 مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء پرستہ کی کچھ مدت میں حبشہ کا سفر "مسنفہ" (جس کا لوار بزرگ مسافر) ناموسو۔ قوم ۱۔ صفحہ ۲۰۰ و ۲۵۰
 ۱۸۵۰ء انلیسن صفحہ ۳۰۔ ۱۸۵۰ء بغارت (۱۱) صفحہ ۱۳۔ الوار ۱۸۵۰ء صفحہ ۲۵۰۔ ۱۸۵۰ء ادبسی صفحہ ۳۲

۱۲۹۹ء اور ۱۳۰۳ء عیسوی میں اس عکداری نے جنوب کے لیکر نویہ اور حبشہ کی سرحد تک اپنی فتوحات کو ترقی دی اور سنار کی زبردست ریاست قائم کی جس وقت احمد گرگنی کے لشکر نے حبشہ پر چڑائی کی اور جنوب کے شمال کی طرف ملک کے بیچ سے رستہ کرنا ہوا نکلا تو ۱۵۳۲ء میں احمد کا لشکر اور سلطان ماسیگایا مازاگا کی سپاہ ایک جگہ مل گئی۔ مازاگا کے ملک میں بھی جو حبشہ اور سنار کے وسط میں واقع تھا اسلامی عکداری تھی لیکن وہ حبشہ کی باجگزار بھی سلطان مازاگا کا لشکر میں پندرہ ہزار فوجی سپاہی تھے اور جو کیفیت ان کی بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ نویوں کے تبدیل مذہب کا حال جو اوپر بیان ہوا حبشہ جستہ اور کافی نہیں لیکن جس قدر حالات ان کی خود مختارانہ خصلت و جبلت اور استحکام مذہب کے متعلق تحقیق ہوتے ہیں کہ جب تک عیسوی مذہب ان میں زندہ رہا وہ اُس کے کیسے پابند رہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کا مذہب تبدیل کرنا اپنی رضا اور غیبت کے عمل میں آیا۔ جبر و اکراہ سے وہ کبھی اسلام قبول نہ کرتے۔

اب ہم حبش کے باشندوں میں اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہیں۔ حبش کے لوگوں نے نویوں سے دوسری پہلے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا اور نویوں کی طرح یعقوبی کلیسے کے پیرو تھے۔ بحیرہ احمر کی سمیت جس کے مغربی سواحل حبش کی سلطنت میں شامل تھے اہل عرب کے گروہ وطن چھوڑ کر حبشہ میں داخل نہیں ہوئے بلکہ جب ملک عرب میں اسلام شائع ہو گیا تو صدیوں کے بعد یہ اقدہ پیش آیا دسویں صدی عیسوی تک صرف چند اسلامی خاندان تھے جو حبش کے ساحلی شہروں میں آباد ہوئے لیکن بارہویں صدی عیسوی کے خاتمہ پر ایک مسلط عربی خاندان کے قائم ہوئے جسے سلطنت حبش کے چند حصے جو ساحل بحر احمر پر تھے اسکے قبضے نکل گئے ۱۳۰۳ء میں ایک اعلیٰ اسلام جس کا نام ابو عبد اللہ محمد تھا حبشہ میں پہنچا اور لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ دوسرے برس دو لاکھ آدمیوں کی سپاہ سے

سلطنت زینبی۔ صفحہ ۱۵۰ وغیرہ وغیرہ۔

ہم سے پہلے۔

مسلمانوں کی باجگزار یا ستم خاص کر نشیبی ملک میں تھیں اور یہ نشیبی ملک سلطنت حبش کی شمالی سرحد بحیرہ احمر سے مغرب کی سمت میں سکنا رنگ قائم کرتا تھا اور جنوبی سمت میں حبش کے جنوب مشرق تک پھیلا ہوا تھا۔ اس بات کا فیصلہ قیاس پر مبنی ہو کہ ان یاستوں کے مسلمانوں نے جو عیسائیوں سے ملاپ رکھتے تھے عیسائیوں پر کیا اثر پہنچایا اور اُس زمانہ میں بھی موجودہ صدی کی طرح انہوں نے عیسائیوں کو مسلمان کیا یا نہیں۔ مگر یہ بات یقینی ہے کہ جب ۱۵۲۰ء سے ۱۵۲۳ء تک اڈل کے خود مختار بادشاہ احمد گراگنی نے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ آئچو کے قیس کا بیٹا تھا اور اس قیس نے ترک وطن کر کے آدیوں کے ملک میں اسلام قبول کیا، ملک حبش پر چڑھائیاں کیں تو اکثر حبشی سردار اپنے متعلقین سمیت احمد کے فوجہ لشکر کے ساتھ ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اور گو بعض اضلاع کے عیسائیوں نے جزیرہ دینا مناسب سمجھا۔ مگر اور عیسائیوں نے فاختو کا دین قبول کر لیا۔ ایک ہمعصر مورخ لکھتا ہے کہ بعض صورتوں میں یہ تبدیل مذہب خوف کا نتیجہ تھا۔ اور اُن کی طرف سے شبہ تھا کہ وہ سچے دل سے مسلمان ہوئے ہیں یا نہیں۔ لیکن ظاہر ہے کیفیت عام نہ تھی بلکہ اکثر اضلاع میں عیسائی اس کثر سے مسلمان ہوئے کہ اسلام قبول کرنا ملک میں عام تحریک نظر آئی۔ مسیحی سردار جو مسلمان ہوئے انہوں نے بلاشبہ اپنی مرضی سے ایسا کیا اور اس غرض سے کہ اُن کے ماتحتین بھی اُن کی تقلید کریں انہوں نے صرف اپنے ذاتی رسوم اور ترغیب کی تدبیروں سے کام لیا ہوگا۔ یہ کہا گیا ہے کہ بعض مسیحی سردار اپنے مذہب سے بہت ناواقف تھے اور اس لیے تبدیل مذہب ان کے لیے زیادہ دشوار کام نہ تھا۔ اس طرح کے تبدیل مذہب میں وہ مسلمان سردار زیادہ حمد و معاون ہوئے جو بادشاہ حبش کی ملازمت میں داخل ہو چکے تھے اور ایسے عیسائیوں نے بھی جو سابق میں مسلمان تھے اس کام میں مدد کی اور مسلمانوں کی لشکر کشی کے وقت موقع پایا کہ عیسائی مذہب اور عیسائی بادشاہ کی اطاعت کو

۱۵۲۰-۱۵۲۳ء زطنی صفحہ ۱۵۴-۱۵۵ء زطنی صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ء زطنی صفحہ ۱۲۰-۱۲۱ء پلاؤڈن صفحہ ۶۶-۶۷ زطنی صفحہ ۱۵۵-۱۶۰-۱۶۱ء زطنی صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ء زطنی صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ء زطنی صفحہ ۴-۵

فورا ترک کر کے پھر مسلمان ہو جاویں۔

اس قسم کے لوگوں میں سے ایک سردار نے ۱۳۵۱ عیسوی میں احمد گرائی کے نام مضملاً ذیل خط لکھا تھا۔ پہلے مسلمان تھا۔ لوگ مجھ کو قید کر کے لیگے اور زبردستی عیسائی کر لیا۔ لیکن ہمیشہ میں دل سے اسلام کا پیرو رہا اور اب میں تیرے اور دین محمدی کے قدموں میں اپنے ننیں ڈالتا ہوں۔ میرے اقرار کو تسلیم کر اور جو کچھ گذرا اُس کو فراموش کر کیونکہ اب میں تجھ پر واپس خدا پر لوٹا ہوں۔ جو سپاہی میرے تخت میں ہیں وہ بادشاہ حبش کے ہیں لیکن میں ضیاء سے اور رفتہ رفتہ اُن کو مسلمان ہونے کی ترغیب دوں گا۔ غرض جو سپاہ اس سردار کی ماتحت تھی اُس کے بڑے حصہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اور کہا گیا ہو کہ یہ لوگ عورتوں اور بچوں سمیت بیس ہزار تھے۔

حبش کے لوگوں نے پرتگیزیوں کی مرد ساسلامی فاختوں کے جوے کو اُتار دھینکا اور ۱۴۸۲ عیسوی میں احمد گرائی بھی مارا گیا۔ بہر حال ملک حبش میں اسلام کے قدم جم گئے تھے اور سولہویں صدی کے باقی حصہ اور سترہویں صدی میں ملکی معاملات کی بہم حالت نے موقع دیا کہ اسلام ملک میں قائم رہے۔ مسیحی کلیہ آپس کی لڑائیوں میں مصروف تھے اور ایسے مذہب کی طرف جو دونوں کا دشمن تھا توجہ نہ کر سکے۔ فرقہ عیسوی اور جاہلیت کے ششروں کی کامیابی نے جو حبش والوں کو اپنے مذہب میں شامل کرتے جاتے تھے اور معاملات نظم و نسق ملکی میں پرتگیزیوں کے دخل نے حبش کے عیسائیوں میں ان لوگوں کی مخالفت کا سخت جوش پیدا کر دیا۔ اور فی الواقع باہمی عناد کو اس قدر ترقی ہوئی کہ بعض حبشی سرداروں نے صاف کہا کہ پرتگیزیوں سے اتحاد رکھنے کی جگہ وہ کسی مسلمان بادشاہ کی اطاعت قبول کر لیں گے۔ مذہب کے بجائے اور ملک کی حمایت میں یہ تحریک پیدا ہو کر ایسی عالمگیر ہوئی کہ ۱۶۳۲ء کے قریب حبش کے لوگوں نے پرتگیزیوں اور غیر ملک کے عیسائیوں کو اپنے ملک سے خارج کیا۔ اس واقعہ کے

۱۶۴۰ء تا ۱۶۴۱ء ۱۶۴۲ء ۱۶۴۳ء ۱۶۴۴ء ۱۶۴۵ء ۱۶۴۶ء ۱۶۴۷ء ۱۶۴۸ء ۱۶۴۹ء ۱۶۵۰ء ۱۶۵۱ء ۱۶۵۲ء ۱۶۵۳ء ۱۶۵۴ء ۱۶۵۵ء ۱۶۵۶ء ۱۶۵۷ء ۱۶۵۸ء ۱۶۵۹ء ۱۶۶۰ء ۱۶۶۱ء ۱۶۶۲ء ۱۶۶۳ء ۱۶۶۴ء ۱۶۶۵ء ۱۶۶۶ء ۱۶۶۷ء ۱۶۶۸ء ۱۶۶۹ء ۱۶۷۰ء ۱۶۷۱ء ۱۶۷۲ء ۱۶۷۳ء ۱۶۷۴ء ۱۶۷۵ء ۱۶۷۶ء ۱۶۷۷ء ۱۶۷۸ء ۱۶۷۹ء ۱۶۸۰ء ۱۶۸۱ء ۱۶۸۲ء ۱۶۸۳ء ۱۶۸۴ء ۱۶۸۵ء ۱۶۸۶ء ۱۶۸۷ء ۱۶۸۸ء ۱۶۸۹ء ۱۶۹۰ء ۱۶۹۱ء ۱۶۹۲ء ۱۶۹۳ء ۱۶۹۴ء ۱۶۹۵ء ۱۶۹۶ء ۱۶۹۷ء ۱۶۹۸ء ۱۶۹۹ء ۱۷۰۰ء ۱۷۰۱ء ۱۷۰۲ء ۱۷۰۳ء ۱۷۰۴ء ۱۷۰۵ء ۱۷۰۶ء ۱۷۰۷ء ۱۷۰۸ء ۱۷۰۹ء ۱۷۱۰ء ۱۷۱۱ء ۱۷۱۲ء ۱۷۱۳ء ۱۷۱۴ء ۱۷۱۵ء ۱۷۱۶ء ۱۷۱۷ء ۱۷۱۸ء ۱۷۱۹ء ۱۷۲۰ء ۱۷۲۱ء ۱۷۲۲ء ۱۷۲۳ء ۱۷۲۴ء ۱۷۲۵ء ۱۷۲۶ء ۱۷۲۷ء ۱۷۲۸ء ۱۷۲۹ء ۱۷۳۰ء ۱۷۳۱ء ۱۷۳۲ء ۱۷۳۳ء ۱۷۳۴ء ۱۷۳۵ء ۱۷۳۶ء ۱۷۳۷ء ۱۷۳۸ء ۱۷۳۹ء ۱۷۴۰ء ۱۷۴۱ء ۱۷۴۲ء ۱۷۴۳ء ۱۷۴۴ء ۱۷۴۵ء ۱۷۴۶ء ۱۷۴۷ء ۱۷۴۸ء ۱۷۴۹ء ۱۷۵۰ء ۱۷۵۱ء ۱۷۵۲ء ۱۷۵۳ء ۱۷۵۴ء ۱۷۵۵ء ۱۷۵۶ء ۱۷۵۷ء ۱۷۵۸ء ۱۷۵۹ء ۱۷۶۰ء ۱۷۶۱ء ۱۷۶۲ء ۱۷۶۳ء ۱۷۶۴ء ۱۷۶۵ء ۱۷۶۶ء ۱۷۶۷ء ۱۷۶۸ء ۱۷۶۹ء ۱۷۷۰ء ۱۷۷۱ء ۱۷۷۲ء ۱۷۷۳ء ۱۷۷۴ء ۱۷۷۵ء ۱۷۷۶ء ۱۷۷۷ء ۱۷۷۸ء ۱۷۷۹ء ۱۷۸۰ء ۱۷۸۱ء ۱۷۸۲ء ۱۷۸۳ء ۱۷۸۴ء ۱۷۸۵ء ۱۷۸۶ء ۱۷۸۷ء ۱۷۸۸ء ۱۷۸۹ء ۱۷۹۰ء ۱۷۹۱ء ۱۷۹۲ء ۱۷۹۳ء ۱۷۹۴ء ۱۷۹۵ء ۱۷۹۶ء ۱۷۹۷ء ۱۷۹۸ء ۱۷۹۹ء ۱۸۰۰ء ۱۸۰۱ء ۱۸۰۲ء ۱۸۰۳ء ۱۸۰۴ء ۱۸۰۵ء ۱۸۰۶ء ۱۸۰۷ء ۱۸۰۸ء ۱۸۰۹ء ۱۸۱۰ء ۱۸۱۱ء ۱۸۱۲ء ۱۸۱۳ء ۱۸۱۴ء ۱۸۱۵ء ۱۸۱۶ء ۱۸۱۷ء ۱۸۱۸ء ۱۸۱۹ء ۱۸۲۰ء ۱۸۲۱ء ۱۸۲۲ء ۱۸۲۳ء ۱۸۲۴ء ۱۸۲۵ء ۱۸۲۶ء ۱۸۲۷ء ۱۸۲۸ء ۱۸۲۹ء ۱۸۳۰ء ۱۸۳۱ء ۱۸۳۲ء ۱۸۳۳ء ۱۸۳۴ء ۱۸۳۵ء ۱۸۳۶ء ۱۸۳۷ء ۱۸۳۸ء ۱۸۳۹ء ۱۸۴۰ء ۱۸۴۱ء ۱۸۴۲ء ۱۸۴۳ء ۱۸۴۴ء ۱۸۴۵ء ۱۸۴۶ء ۱۸۴۷ء ۱۸۴۸ء ۱۸۴۹ء ۱۸۵۰ء ۱۸۵۱ء ۱۸۵۲ء ۱۸۵۳ء ۱۸۵۴ء ۱۸۵۵ء ۱۸۵۶ء ۱۸۵۷ء ۱۸۵۸ء ۱۸۵۹ء ۱۸۶۰ء ۱۸۶۱ء ۱۸۶۲ء ۱۸۶۳ء ۱۸۶۴ء ۱۸۶۵ء ۱۸۶۶ء ۱۸۶۷ء ۱۸۶۸ء ۱۸۶۹ء ۱۸۷۰ء ۱۸۷۱ء ۱۸۷۲ء ۱۸۷۳ء ۱۸۷۴ء ۱۸۷۵ء ۱۸۷۶ء ۱۸۷۷ء ۱۸۷۸ء ۱۸۷۹ء ۱۸۸۰ء ۱۸۸۱ء ۱۸۸۲ء ۱۸۸۳ء ۱۸۸۴ء ۱۸۸۵ء ۱۸۸۶ء ۱۸۸۷ء ۱۸۸۸ء ۱۸۸۹ء ۱۸۹۰ء ۱۸۹۱ء ۱۸۹۲ء ۱۸۹۳ء ۱۸۹۴ء ۱۸۹۵ء ۱۸۹۶ء ۱۸۹۷ء ۱۸۹۸ء ۱۸۹۹ء ۱۹۰۰ء ۱۹۰۱ء ۱۹۰۲ء ۱۹۰۳ء ۱۹۰۴ء ۱۹۰۵ء ۱۹۰۶ء ۱۹۰۷ء ۱۹۰۸ء ۱۹۰۹ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۱ء ۱۹۱۲ء ۱۹۱۳ء ۱۹۱۴ء ۱۹۱۵ء ۱۹۱۶ء ۱۹۱۷ء ۱۹۱۸ء ۱۹۱۹ء ۱۹۲۰ء ۱۹۲۱ء ۱۹۲۲ء ۱۹۲۳ء ۱۹۲۴ء ۱۹۲۵ء ۱۹۲۶ء ۱۹۲۷ء ۱۹۲۸ء ۱۹۲۹ء ۱۹۳۰ء ۱۹۳۱ء ۱۹۳۲ء ۱۹۳۳ء ۱۹۳۴ء ۱۹۳۵ء ۱۹۳۶ء ۱۹۳۷ء ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء ۱۹۴۰ء ۱۹۴۱ء ۱۹۴۲ء ۱۹۴۳ء ۱۹۴۴ء ۱۹۴۵ء ۱۹۴۶ء ۱۹۴۷ء ۱۹۴۸ء ۱۹۴۹ء ۱۹۵۰ء ۱۹۵۱ء ۱۹۵۲ء ۱۹۵۳ء ۱۹۵۴ء ۱۹۵۵ء ۱۹۵۶ء ۱۹۵۷ء ۱۹۵۸ء ۱۹۵۹ء ۱۹۶۰ء ۱۹۶۱ء ۱۹۶۲ء ۱۹۶۳ء ۱۹۶۴ء ۱۹۶۵ء ۱۹۶۶ء ۱۹۶۷ء ۱۹۶۸ء ۱۹۶۹ء ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء ۱۹۷۶ء ۱۹۷۷ء ۱۹۷۸ء ۱۹۷۹ء ۱۹۸۰ء ۱۹۸۱ء ۱۹۸۲ء ۱۹۸۳ء ۱۹۸۴ء ۱۹۸۵ء ۱۹۸۶ء ۱۹۸۷ء ۱۹۸۸ء ۱۹۸۹ء ۱۹۹۰ء ۱۹۹۱ء ۱۹۹۲ء ۱۹۹۳ء ۱۹۹۴ء ۱۹۹۵ء ۱۹۹۶ء ۱۹۹۷ء ۱۹۹۸ء ۱۹۹۹ء ۲۰۰۰ء ۲۰۰۱ء ۲۰۰۲ء ۲۰۰۳ء ۲۰۰۴ء ۲۰۰۵ء ۲۰۰۶ء ۲۰۰۷ء ۲۰۰۸ء ۲۰۰۹ء ۲۰۱۰ء ۲۰۱۱ء ۲۰۱۲ء ۲۰۱۳ء ۲۰۱۴ء ۲۰۱۵ء ۲۰۱۶ء ۲۰۱۷ء ۲۰۱۸ء ۲۰۱۹ء ۲۰۲۰ء ۲۰۲۱ء ۲۰۲۲ء ۲۰۲۳ء ۲۰۲۴ء ۲۰۲۵ء ۲۰۲۶ء ۲۰۲۷ء ۲۰۲۸ء ۲۰۲۹ء ۲۰۳۰ء ۲۰۳۱ء ۲۰۳۲ء ۲۰۳۳ء ۲۰۳۴ء ۲۰۳۵ء ۲۰۳۶ء ۲۰۳۷ء ۲۰۳۸ء ۲۰۳۹ء ۲۰۴۰ء ۲۰۴۱ء ۲۰۴۲ء ۲۰۴۳ء ۲۰۴۴ء ۲۰۴۵ء ۲۰۴۶ء ۲۰۴۷ء ۲۰۴۸ء ۲۰۴۹ء ۲۰۵۰ء ۲۰۵۱ء ۲۰۵۲ء ۲۰۵۳ء ۲۰۵۴ء ۲۰۵۵ء ۲۰۵۶ء ۲۰۵۷ء ۲۰۵۸ء ۲۰۵۹ء ۲۰۶۰ء ۲۰۶۱ء ۲۰۶۲ء ۲۰۶۳ء ۲۰۶۴ء ۲۰۶۵ء ۲۰۶۶ء ۲۰۶۷ء ۲۰۶۸ء ۲۰۶۹ء ۲۰۷۰ء ۲۰۷۱ء ۲۰۷۲ء ۲۰۷۳ء ۲۰۷۴ء ۲۰۷۵ء ۲۰۷۶ء ۲۰۷۷ء ۲۰۷۸ء ۲۰۷۹ء ۲۰۸۰ء ۲۰۸۱ء ۲۰۸۲ء ۲۰۸۳ء ۲۰۸۴ء ۲۰۸۵ء ۲۰۸۶ء ۲۰۸۷ء ۲۰۸۸ء ۲۰۸۹ء ۲۰۹۰ء ۲۰۹۱ء ۲۰۹۲ء ۲۰۹۳ء ۲۰۹۴ء ۲۰۹۵ء ۲۰۹۶ء ۲۰۹۷ء ۲۰۹۸ء ۲۰۹۹ء ۲۱۰۰ء ۲۱۰۱ء ۲۱۰۲ء ۲۱۰۳ء ۲۱۰۴ء ۲۱۰۵ء ۲۱۰۶ء ۲۱۰۷ء ۲۱۰۸ء ۲۱۰۹ء ۲۱۱۰ء ۲۱۱۱ء ۲۱۱۲ء ۲۱۱۳ء ۲۱۱۴ء ۲۱۱۵ء ۲۱۱۶ء ۲۱۱۷ء ۲۱۱۸ء ۲۱۱۹ء ۲۱۲۰ء ۲۱۲۱ء ۲۱۲۲ء ۲۱۲۳ء ۲۱۲۴ء ۲۱۲۵ء ۲۱۲۶ء ۲۱۲۷ء ۲۱۲۸ء ۲۱۲۹ء ۲۱۳۰ء ۲۱۳۱ء ۲۱۳۲ء ۲۱۳۳ء ۲۱۳۴ء ۲۱۳۵ء ۲۱۳۶ء ۲۱۳۷ء ۲۱۳۸ء ۲۱۳۹ء ۲۱۴۰ء ۲۱۴۱ء ۲۱۴۲ء ۲۱۴۳ء ۲۱۴۴ء ۲۱۴۵ء ۲۱۴۶ء ۲۱۴۷ء ۲۱۴۸ء ۲۱۴۹ء ۲۱۵۰ء ۲۱۵۱ء ۲۱۵۲ء ۲۱۵۳ء ۲۱۵۴ء ۲۱۵۵ء ۲۱۵۶ء ۲۱۵۷ء ۲۱۵۸ء ۲۱۵۹ء ۲۱۶۰ء ۲۱۶۱ء ۲۱۶۲ء ۲۱۶۳ء ۲۱۶۴ء ۲۱۶۵ء ۲۱۶۶ء ۲۱۶۷ء ۲۱۶۸ء ۲۱۶۹ء ۲۱۷۰ء ۲۱۷۱ء ۲۱۷۲ء ۲۱۷۳ء ۲۱۷۴ء ۲۱۷۵ء ۲۱۷۶ء ۲۱۷۷ء ۲۱۷۸ء ۲۱۷۹ء ۲۱۸۰ء ۲۱۸۱ء ۲۱۸۲ء ۲۱۸۳ء ۲۱۸۴ء ۲۱۸۵ء ۲۱۸۶ء ۲۱۸۷ء ۲۱۸۸ء ۲۱۸۹ء ۲۱۹۰ء ۲۱۹۱ء ۲۱۹۲ء ۲۱۹۳ء ۲۱۹۴ء ۲۱۹۵ء ۲۱۹۶ء ۲۱۹۷ء ۲۱۹۸ء ۲۱۹۹ء ۲۲۰۰ء ۲۲۰۱ء ۲۲۰۲ء ۲۲۰۳ء ۲۲۰۴ء ۲۲۰۵ء ۲۲۰۶ء ۲۲۰۷ء ۲۲۰۸ء ۲۲۰۹ء ۲۲۱۰ء ۲۲۱۱ء ۲۲۱۲ء ۲۲۱۳ء ۲۲۱۴ء ۲۲۱۵ء ۲۲۱۶ء ۲۲۱۷ء ۲۲۱۸ء ۲۲۱۹ء ۲۲۲۰ء ۲۲۲۱ء ۲۲۲۲ء ۲۲۲۳ء ۲۲۲۴ء ۲۲۲۵ء ۲۲۲۶ء ۲۲۲۷ء ۲۲۲۸ء ۲۲۲۹ء ۲۲۳۰ء ۲۲۳۱ء ۲۲۳۲ء ۲۲۳۳ء ۲۲۳۴ء ۲۲۳۵ء ۲۲۳۶ء ۲۲۳۷ء ۲۲۳۸ء ۲۲۳۹ء ۲۲۴۰ء ۲۲۴۱ء ۲۲۴۲ء ۲۲۴۳ء ۲۲۴۴ء ۲۲۴۵ء ۲۲۴۶ء ۲۲۴۷ء ۲۲۴۸ء ۲۲۴۹ء ۲۲۵۰ء ۲۲۵۱ء ۲۲۵۲ء ۲۲۵۳ء ۲۲۵۴ء ۲۲۵۵ء ۲۲۵۶ء ۲۲۵۷ء ۲۲۵۸ء ۲۲۵۹ء ۲۲۶۰ء ۲۲۶۱ء ۲۲۶۲ء ۲۲۶۳ء ۲۲۶۴ء ۲۲۶۵ء ۲۲۶۶ء ۲۲۶۷ء ۲۲۶۸ء ۲۲۶۹ء ۲۲۷۰ء ۲۲۷۱ء ۲۲۷۲ء ۲۲۷۳ء ۲۲۷۴ء ۲۲۷۵ء ۲۲۷۶ء ۲۲۷۷ء ۲۲۷۸ء ۲۲۷۹ء ۲۲۸۰ء ۲۲۸۱ء ۲۲۸۲ء ۲۲۸۳ء ۲۲۸۴ء ۲۲۸۵ء ۲۲۸۶ء ۲۲۸۷ء ۲۲۸۸ء ۲۲۸۹ء ۲۲۹۰ء ۲۲۹۱ء ۲۲۹۲ء ۲۲۹۳ء ۲۲۹۴ء ۲۲۹۵ء ۲۲۹۶ء ۲۲۹۷ء ۲۲۹۸ء ۲۲۹۹ء ۲۳۰۰ء ۲۳۰۱ء ۲۳۰۲ء ۲۳۰۳ء ۲۳۰۴ء ۲۳۰۵ء ۲۳۰۶ء ۲۳۰۷ء ۲۳۰۸ء ۲۳۰۹ء ۲۳۱۰ء ۲۳۱۱ء ۲۳۱۲ء ۲۳۱۳ء ۲۳۱۴ء ۲۳۱۵ء ۲۳۱۶ء ۲۳۱۷ء ۲۳۱۸ء ۲۳۱۹ء ۲۳۲۰ء ۲۳۲۱ء ۲۳۲۲ء ۲۳۲۳ء ۲۳۲۴ء ۲۳۲۵ء ۲۳۲۶ء ۲۳۲۷ء ۲۳۲۸ء ۲۳۲۹ء ۲۳۳۰ء ۲۳۳۱ء ۲۳۳۲ء ۲۳۳۳ء ۲۳۳۴ء ۲۳۳۵ء ۲۳۳۶ء ۲۳۳۷ء ۲۳۳۸ء ۲۳۳۹ء ۲۳۴۰ء ۲۳۴۱ء ۲۳۴۲ء ۲۳۴۳ء ۲۳۴۴ء ۲۳۴۵ء ۲۳۴۶ء ۲۳۴۷ء ۲۳۴۸ء ۲۳۴۹ء ۲۳۵۰ء ۲۳۵۱ء ۲۳۵۲ء ۲۳۵۳ء ۲۳۵۴ء ۲۳۵۵ء ۲۳۵۶ء ۲۳۵۷ء ۲۳۵۸ء ۲۳۵۹ء ۲۳۶۰ء ۲۳۶۱ء ۲۳۶۲ء ۲۳۶۳ء ۲۳۶۴ء ۲۳۶۵ء ۲۳۶۶ء ۲۳۶۷ء ۲۳۶۸ء ۲۳۶۹ء ۲۳۷۰ء ۲۳۷۱ء ۲۳۷۲ء ۲۳۷۳ء ۲۳۷۴ء ۲۳۷۵ء ۲۳۷۶ء ۲۳۷۷ء ۲۳۷۸ء ۲۳۷۹ء ۲۳۸۰ء ۲۳۸۱ء ۲۳۸۲ء ۲۳۸۳ء ۲۳۸۴ء ۲۳۸۵ء ۲۳۸۶ء ۲۳۸۷ء ۲۳۸۸ء ۲۳۸۹ء ۲۳۹۰ء ۲۳۹۱ء ۲۳۹۲ء ۲۳۹۳ء ۲۳۹۴ء ۲۳۹۵ء ۲۳۹۶ء ۲۳۹۷ء ۲۳۹۸ء ۲۳۹۹ء ۲۴۰۰ء ۲۴۰۱ء ۲۴۰۲ء ۲۴۰۳ء ۲۴۰۴ء ۲۴۰۵ء ۲۴۰۶ء ۲۴۰۷ء ۲۴۰۸ء ۲۴۰۹ء ۲۴۱۰ء ۲۴۱۱ء ۲۴۱۲ء ۲۴۱۳ء ۲۴۱۴ء ۲۴۱۵ء ۲۴۱۶ء ۲۴۱۷ء ۲۴۱۸ء ۲۴۱۹ء ۲۴۲۰ء ۲۴۲۱ء ۲۴۲۲ء ۲۴۲۳ء ۲۴۲۴ء ۲۴۲۵ء ۲۴۲۶ء ۲۴۲۷ء ۲۴۲۸ء ۲۴۲۹ء ۲۴۳۰ء ۲۴۳۱ء ۲۴۳۲ء ۲۴۳۳ء ۲۴۳۴ء ۲۴۳۵ء ۲۴۳۶ء ۲۴۳۷ء ۲۴۳۸ء ۲۴۳۹ء ۲۴۴۰ء ۲۴۴۱ء ۲۴۴۲ء ۲۴۴۳ء ۲۴۴۴ء ۲۴۴۵ء ۲۴۴۶ء ۲۴۴۷ء ۲۴۴۸ء ۲۴۴۹ء ۲۴۵۰ء ۲۴۵۱ء ۲۴۵۲ء ۲۴۵۳ء ۲۴۵۴ء ۲۴۵۵ء ۲۴۵۶ء ۲۴۵۷ء ۲۴۵۸ء ۲۴۵۹ء ۲۴۶۰ء ۲۴۶۱ء ۲۴۶۲ء ۲۴۶۳ء ۲۴۶۴ء ۲۴۶۵ء ۲۴۶۶ء ۲۴۶۷ء ۲۴۶۸ء ۲۴۶۹ء ۲۴۷۰ء ۲۴۷۱ء ۲۴۷۲ء ۲۴۷۳ء ۲۴۷۴ء ۲۴۷۵ء ۲۴۷۶ء ۲۴۷۷ء ۲۴۷۸ء ۲۴۷۹ء ۲۴۸۰ء ۲۴۸۱ء ۲۴۸۲ء ۲۴۸۳ء ۲۴۸۴ء ۲۴۸۵ء ۲۴۸۶ء ۲۴۸۷ء ۲۴۸۸ء ۲۴۸۹ء ۲۴۹۰ء ۲۴۹۱ء ۲۴۹۲ء ۲۴۹۳ء ۲۴۹۴ء ۲۴۹۵ء ۲۴۹۶ء ۲۴۹۷ء ۲۴۹۸ء ۲۴۹۹ء ۲۵۰۰ء ۲۵۰۱ء ۲۵۰۲ء ۲۵۰۳ء ۲۵۰۴ء ۲۵۰۵ء ۲۵۰۶ء ۲۵۰۷ء ۲۵۰۸ء ۲۵۰۹ء ۲۵۱۰ء ۲۵۱۱ء ۲۵۱۲ء ۲۵۱۳ء ۲۵۱۴ء ۲۵۱۵ء ۲۵۱۶ء ۲۵۱۷ء ۲۵۱۸ء ۲۵۱۹ء ۲۵۲۰ء ۲۵۲۱ء ۲۵۲۲ء ۲۵۲۳ء ۲۵۲۴ء ۲۵۲۵ء ۲۵۲۶ء ۲۵۲۷ء ۲۵۲۸ء ۲۵۲۹ء ۲۵۳۰ء ۲۵۳۱ء ۲۵۳۲ء ۲۵۳۳ء ۲۵۳۴ء ۲۵۳۵ء ۲۵۳۶ء ۲۵۳۷ء ۲۵۳۸ء ۲۵۳۹ء ۲۵۴۰ء ۲۵۴۱ء ۲۵۴۲ء ۲۵۴۳ء ۲۵۴۴ء ۲۵۴۵ء ۲۵۴۶ء ۲۵۴۷ء ۲۵۴۸ء ۲۵۴۹ء ۲۵۵۰ء ۲۵۵۱ء ۲۵۵۲ء ۲۵۵۳ء ۲۵۵۴ء ۲۵۵۵ء ۲۵۵۶ء ۲۵۵۷ء ۲۵۵۸ء ۲۵۵۹ء ۲۵۶۰ء ۲۵۶۱ء ۲۵۶۲ء ۲۵۶۳ء ۲۵۶۴ء ۲۵۶۵ء ۲۵۶۶ء ۲۵۶۷ء ۲۵۶۸ء ۲۵۶۹ء ۲۵۷۰ء ۲۵۷۱ء ۲۵۷۲ء ۲۵۷۳ء ۲۵۷۴ء ۲۵۷۵ء ۲۵۷۶ء ۲۵۷۷ء ۲۵۷۸ء ۲۵۷۹ء ۲۵۸۰ء ۲۵۸۱ء ۲۵۸۲ء ۲۵۸۳ء ۲۵۸۴ء ۲۵۸۵ء ۲۵۸۶ء ۲۵۸۷ء ۲۵۸۸ء ۲۵۸۹ء ۲۵۹۰ء ۲۵۹۱ء ۲۵۹۲ء ۲۵۹۳ء ۲۵۹۴ء ۲۵۹۵ء ۲۵۹۶ء ۲۵۹۷ء ۲۵۹۸ء ۲۵۹۹ء ۲۶۰۰ء ۲۶۰۱ء ۲۶۰۲ء ۲۶۰۳ء ۲۶۰۴ء ۲۶۰۵ء ۲۶۰۶ء ۲۶۰۷ء ۲۶۰۸ء ۲۶۰۹ء ۲۶۱۰ء ۲۶۱۱ء ۲۶۱۲ء ۲۶۱۳ء ۲۶۱۴ء ۲۶۱۵ء ۲۶۱۶ء ۲۶۱۷ء ۲۶۱۸ء ۲۶۱۹ء ۲۶۲۰ء ۲۶۲۱ء ۲۶۲۲ء ۲۶۲۳ء ۲۶۲۴ء ۲۶۲۵ء ۲۶۲۶ء ۲۶۲۷ء ۲۶۲۸ء ۲۶۲۹ء ۲۶۳۰ء ۲۶۳۱ء ۲۶۳۲ء ۲۶۳۳ء ۲۶۳۴ء ۲۶۳۵ء ۲۶۳۶ء ۲۶۳۷ء ۲۶۳۸ء ۲۶۳۹ء ۲۶۴۰ء ۲۶۴۱ء ۲۶۴۲ء ۲۶۴۳ء ۲۶۴۴ء ۲۶۴۵ء ۲۶۴۶ء ۲۶۴۷ء ۲۶۴۸ء ۲۶۴۹ء ۲۶۵۰ء ۲۶۵۱ء ۲۶۵۲ء ۲۶۵۳ء ۲۶۵۴ء ۲۶۵۵ء ۲۶۵۶ء ۲۶۵۷ء ۲۶۵۸ء ۲۶۵۹ء ۲۶۶۰ء ۲۶۶۱ء ۲۶۶۲ء ۲۶۶۳ء ۲۶۶۴ء ۲۶۶۵ء ۲۶۶۶ء ۲۶۶۷ء ۲۶۶۸ء ۲۶۶۹ء ۲۶۷۰ء ۲۶۷۱ء ۲۶۷۲ء ۲۶۷۳ء ۲۶۷۴ء ۲۶۷۵ء ۲۶۷۶ء ۲۶۷۷ء ۲۶۷۸ء ۲۶۷۹ء ۲۶۸۰ء ۲۶۸۱ء ۲۶۸۲ء ۲۶۸۳ء ۲۶۸۴ء ۲۶۸۵ء ۲۶۸۶ء ۲۶۸۷ء ۲۶۸۸ء ۲۶۸۹ء ۲۶۹۰ء ۲۶۹۱ء ۲۶۹۲ء ۲۶۹۳ء ۲۶۹۴ء ۲۶۹۵ء ۲۶۹۶ء ۲۶۹۷ء ۲۶۹۸ء ۲۶۹۹ء ۲۷۰۰ء ۲۷۰۱ء ۲۷۰۲ء ۲۷۰۳ء ۲۷۰۴ء ۲۷۰۵ء ۲۷۰۶ء ۲۷۰۷ء ۲۷۰۸ء ۲۷۰۹ء ۲۷۱۰ء ۲۷۱۱ء ۲۷۱۲ء ۲۷۱۳ء ۲۷۱۴ء ۲۷۱۵ء ۲۷۱۶ء ۲۷۱۷ء ۲۷۱۸ء ۲۷۱۹ء ۲۷۲۰ء ۲۷۲۱ء ۲۷۲۲ء ۲۷۲۳ء ۲۷۲۴ء ۲۷۲۵ء ۲۷۲۶ء ۲۷۲۷ء ۲۷۲۸ء ۲۷۲۹ء ۲۷۳۰ء ۲۷۳۱ء ۲۷۳۲ء ۲۷۳۳ء ۲۷۳۴ء ۲۷۳۵ء ۲۷۳۶ء ۲۷۳۷ء ۲۷۳۸ء ۲۷۳۹ء ۲۷۴۰ء ۲۷۴۱ء ۲۷۴۲ء ۲۷۴۳ء ۲۷۴۴ء ۲۷۴۵ء ۲۷۴۶ء ۲۷۴۷ء ۲۷۴۸ء ۲۷۴۹ء ۲۷۵۰ء ۲۷۵۱ء ۲۷۵۲ء ۲۷۵۳ء ۲۷۵۴ء ۲۷۵۵ء ۲۷۵۶ء ۲۷۵۷ء ۲۷۵۸ء ۲۷۵۹ء ۲۷۶۰ء ۲۷۶۱ء ۲۷۶۲ء ۲۷۶۳ء ۲۷۶۴ء ۲۷۶۵ء ۲۷۶۶ء ۲۷۶۷ء ۲۷۶۸ء ۲۷۶۹ء ۲۷۷۰ء ۲۷۷۱ء ۲۷۷۲ء ۲۷۷۳ء ۲۷۷۴ء ۲۷۷۵ء ۲۷۷۶ء ۲۷۷۷ء ۲۷۷۸ء ۲۷۷۹ء ۲۷۸۰ء ۲۷۸۱ء ۲۷۸۲ء ۲۷۸۳ء ۲۷۸۴ء ۲۷۸۵ء ۲۷۸۶ء ۲۷۸۷ء ۲۷۸۸ء ۲۷۸۹ء ۲۷۹۰ء ۲۷۹۱ء ۲۷۹۲ء ۲۷۹۳ء ۲۷۹۴ء ۲۷۹۵ء ۲۷۹۶ء ۲۷۹۷ء

بعد حبش کی حالت بہت جلد ایسی خطرناک برہمی اور بد نظمی کی ہو گئی کہ قوم گالا کے چند گروہوں نے اُس سے نفع اٹھایا اور حبش کے بالکل وسط میں پہنچ گئے جہاں انکی بستیاں اب تک موجود ہیں۔ مذکورہ بالا زمانہ میں جو ترقی اسلام کو ہوئی اس کا اندازہ سترہویں صدی کے ایک سیاح کی تحریر سے ہوتا ہے۔ یہ شخص لکھتا ہے کہ اُس کے وقت میں پیر و ان اسلام حبش کے کل ملک میں موجود تھے اور اُن کی تعداد کل آبادی کا تہائی حصہ تھی۔ اٹھارہویں صدی میں دریافت ہوتا ہے کہ اسلام نے اس طریقہ سے برابر ترقی کی کہ خاص خاص لوگوں نے جا بجا اسلام قبول کیا۔ چونکہ ملک میں مضبوط ملکی نظم باقی نہ رہا تھا اس لیے چھوٹے چھوٹے خود مختار سرداروں کو قوت ہو گئی اور باوجود اس امر کے کہ والیان حبش کو راجین سلطنت کی رو سے عیسائی مذہب کا پیرو ہونا لازم تھا ان سرداروں میں سے اکثر کو مسلمانوں کے ساتھ بہت ہمدردی تھی مسلمانوں نے بھی اس شوق میں کہ خود مختاری کا درجہ حاصل کریں اپنے مذہب کو جس میں پیدا ہوئے تھے ترک کیا اور ظاہر کیا کہ وہ عیسائی ہو گئے ہیں تاکہ اعیان ملک کے طبقہ میں شمار ہوں اور حبش کے صوبجات پر حاکم مقرر ہو کر انہوں نے اپنا راسخ تبلیغ اسلام میں صرف کیا لیکن اسلام کی اشاعت میں کامیابی کا خاص سبب تھا کہ حبشی عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلمان اخلاقی برتری رکھتے تھے۔ رد پل لکھتا ہے کہ حبش کے سفر میں اس نے اکثر یہ بات دیکھی کہ جب کوئی منصب ایسا خالی ہوا کہ جس کے لیے متعدد و متدین شخص کے انتخاب کی ضرورت ہوئی تو ہمیشہ مسلمان منتخب ہو کر مقرر ہوا۔ عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلمان زیادہ چست اور جھنجھیستے تھے۔ ہر ایک مسلمان اپنے بیٹوں کو پڑھنا لکھنا سکھاتا تھا لیکن عیسائیوں کے

۱۵ ہستوریے لاوت اینو پے پارا نورل المیداء صفوہ۔ (دیرنو۔ دوسری جلد) ۱۵ سالہ دوسری جلد صفوہ ۳۰۔
 ہر شخص سمجھ لکھتا ہے کہ جب سچی دین قبول کرنی ان لوگوں کی غرض حکومت حاصل کرنا تھا تو وہ اس بجے صرف ہرین پابند ہو گئے تو مسلم البتہ دل سے اور موسم میں یکے مسلمان تھے ماس جیسے ہوا کہ جب ایسے بڑے لوگ جنوں حکومت کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کیا دس کے تہ کو پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں کو اپنے گرد پیش رکھا اور ملکی عہدوں میں زیادہ تر عہدہ مسلمانوں کو دیا اور ان کو خطاب دیا اور انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ پس اس طرح حبش کے عیسائی ملک پر تو قوموں میں سے اس پر کیا قوم نے حکم کیا اور ملک میں آباد ہو گئے اور کچھ زمانے کے بعد یہ ملک اسلام کے جوئے کے پیچھے آ گیا (ماسیاء صفوہ ۲۰۰)

بچے اُسی وقت تعلیم پاتے تھے جبکہ ان کو قیسر بنانے کی خواہش ہوتی تھی۔ مسلمانان حبش کا اخلاقی حیثیت سے عیسائی رعایا پر فوق رکھا اس امر کی توجیہ کرتا ہو کہ کس طرح مسلسل لیکن دیر میں موجودہ اور گذشتہ صدی میں اسلام نے حبش کے ملک میں ترقی کی حبش کے فیسوں کی خرابی و جہالت نے اور سرداران ملک کے دائمی فسادوں نے اسلامی آثار کو بلا ملامت ملک میں اپنا کام کرنے دیا۔ مسٹر پلاؤڈن نے جو ۱۸۷۷ء سے ۱۸۸۰ء تک حبش میں انگلش سفیر رہے ہیں جہاں قوم بے بک کا ذکر کیا ہو جو کاشتکار قوم ہو اور ۱۶ درجہ اور ۱۷ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان ماسواہ سے شمال و مغرب کی طرف آباد ہو وہاں لکھا ہو کہ یہ قوم گذشتہ سو برس کے اندر مسلمان ہوئی تھی دوسری وجہ اس کے مسلمان ہونے کی یہ ہوئی کہ حبش سرداروں نے ہمسایہ قوموں سے متواتر لڑائیوں میں اکثر مصروف رہ کر اپنا ملک قطعی چھوڑ دیا تھا۔ ان ہی سو برس کے اندر شمالی اضلاع کی آبادی میں سے بعض گروہوں نے مذکورہ بالا وجہ سے اور اس باعث سے کہ قیسروں نے ان میں رہنما ترک کر دیا تھا اور گرجا جو سید ہو کر گر پڑے تھے اسلام اختیار کیا ان باتوں کا ظاہر اسبب صرف قیسروں کی غفلت تھا کیونکہ ان اضلاع کے مسلمان ہرگز متعصب نہ تھے اور کوئی خاص خصومت ان کو عیسوی مذہب سے نہ تھی۔ ترقی اسلام کے متعلق اسی قسم کی شہادت موجودہ صدی کے شروع زمانہ میں اوریسیا میں کی تحریر سے ملتی ہو جنہوں نے دیکھا کہ حبش کے اکثر عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ حبش کے نائبان سلطنت میں سے ایک نائب اس الائی نے جو بادشاہ تیوڈور کی تخت نشینی ۱۸۵۳ء سے پہلے کل ملک کا علما مالک تھا مسلمانوں پر بہت التفات کیا۔ اگرچہ وہ عیسائی مذہب رکھتا تھا لیکن اُس نے ملکی عہدے ہینانک گرجاؤں کا مال مسلمانوں میں تقسیم کیا اور اُس کے زمانہ نیابت میں حبش کے اضلاع متوسط کی نصف آبادی مسلمان ہو گئی۔ حبش میں مسلمانوں نے ایسی گہری جڑ پکڑ لی ہو کہ غیر ملکوں کی تجارت

۱۔ رول پہلی جلد صفحہ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵

اور خاص دیس کی تجارت انکے قبضہ میں تھی۔ بڑی بڑی جائیدادیں رکھتے ہیں اور بڑے شہروں اور منڈیوں کے مالک ہیں۔ اور ملک کی رعایا پر قدرت رکھتے ہیں۔ ایک عیسائی مشنری چونٹیس برس تک حبش میں مقیم رہا اُس نے دعاء اسلام کی کامیابی اور حبش تبلیغ کا نہایت اعلیٰ قسم کا اندازہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ اگر ایک احمد گر اگنی اور پیدا ہو جاوے اور اسلام کا جھنڈا بلند کرے تو حبش کا تمام ملک مسلمان ہو جاوے۔ ۱۸۷۷ء سے ۱۸۸۷ء تک سلطنت مصر حبش کی حکومت کے ساتھ لڑائی میں مصروف رہی اس جنگ و جدال نے ملک حبش میں مسلمانوں کی طرف سے بُرے خیالات پیدا کر دیے۔ جب غیر ملک کی اسلامی سلطنت دشمن ہو گئی اور آپس میں منافرت ہوئی تو اُس کا اثر حبش کے مسلمانوں پر پڑا۔ ۱۸۷۷ء میں اس ملک کے بادشاہ نجاشی نے حبشی قیدیوں کی ایک مجلس منعقد کی اور اس مجلس نے بادشاہ کو امور دینیہ میں سرپرست مقرر کیا اور حکم دیا کہ کل سلطنت میں صرف ایک مذہب پر عمل درآمد رہیگا۔ تمام مسیحی فرقوں کو سوائے فرقہ یعقوبی کے دوسرے برس کی مہلت دی گئی کہ اس زمانہ میں وہ قومی کلیسے میں شامل ہو جاویں۔ مسلمانوں کو تین برس اور بت پرستوں کو پانچ برس دیے گئے کہ اس عرصہ میں وہ عیسائی ہو جاویں۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ نجاشی نے فرمان جاری کیا جس سے ظاہر ہے کہ تین برس کی مہلت کو مسلمانوں نے کیسا بے وقعت سمجھا۔ اس فرمان کے بموجب بادشاہ نے مسلمانوں کو یہی حکم نہیں دیا کہ جہاں ضرورت ہو مسلمان اپنے روپے سے گرجا بنوائیں اور آمدنی کا دسواں حصہ پادریوں کو جو انکے علاقہ میں رہتے ہوں دیں بلکہ یہ ہشتہار بھی جاری کیا کہ تین مہینے کے اندر تمام مسلمان عہدہ دار یا تو صہطباغ لیں نہیں تو استعفاء داخل کریں۔ اس طرح زبردستی عیسائی بنانا جس میں فقط صہطباغ کی رسم اور عشر اور اگر ناہوتا تھا، قدرتی طور پر بے تاثیر ثابت ہوا۔ کیونکہ ظاہر اس حکم کی تعمیل کر کے مسلمان اپنے مذہب کے دل سے پابند رہے۔ ماسیانا نے چشم دید لکھا ہے کہ مسلمان گرجا بنے ٹکڑے ہو گئے اور صہطباغ ملا سید ہے مسجد میں گئے اور کسی باخدا مسلمان سے اس جبر یہ صہطباغ کے اثر کو دور کر دیا۔ عیسائی بنانے

اور جب قوم بر مطیع ہو گئی تو اہل عرب شمالی ممالک افریقہ کے قطعی مالک بن گئے۔
 ان لڑائیوں کا مفصل حال لکھنا ہمارا کام نہیں ہے۔ ہماری کوشش فقط ان مراتب کو تحقیق
 کرنا ہے جن سے عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت ہوئی لیکن اس تحقیق کیلئے جو ذخیرہ معلومات
 دستیاب ہوتا ہے وہ قلیل اور ناکافی ہے۔ افریقہ کا کلیسہ جس سے بڑے بڑے سینٹ (دوینا
 اور عالم دنیا میں پیدا ہوئے وہ کیا ہوا؟ ترتلیان اور سینٹ سپریاں اور اوگستین کے کلیسا جو اس
 قدر ظلم و ستم کے بعد بھی فتح نصیب رہے تھے اور جنہوں نے ارتھودوکس مسیحی دین کی حمایت نہایت
 اولوالعزمی سے کی تھی معلوم ہوتا ہے یہ سب کلیسا غبار کی طرح مضمحل ہو کر غائب ہو گئے۔

لوگوں کا یہ معمول رہا ہے کہ جب کوئی سبب دریافت نہ ہوا تو عیسائی رعایا کے الوپ ہو جانے
 کو مسلمانوں کے تعصب اور ظلم پر محمول کیا اور اس بات کا نتیجہ سمجھا کہ مسلمان فاتحوں نے جبر سے
 ان کو مسلمان کر ڈالا۔ لیکن بہت سی غور طلب باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اس مسئلہ کو ایسے برجستہ اور نا
 ملائم طریق پر فیصلہ کرنے کے خلاف پیدا ہو جاتی ہیں۔ سب سے اول یہ کہ اس دعوے کے ثبوت میں
 کوئی خاص شہادت موجود نہیں۔ قتل و غارت اور مدت کی غوریز محاربات کے اور علاقوں میں شد و مد
 سے موجود تھے لیکن اختلاف مذہب کی بنا پر ظلم کا ذکر نہیں ہے۔ اور عربوں کی فتوحات کے بعد
 خاص افریقہ کے مسیحی کلیسہ کا آٹھ صدیوں سے زیادہ سلامت رہنا اہل اسلام کی طرف سے
 مذہبی آزادی ملنے کا ثبوت ہے جس کے بغیر کلیسہ کی سلامتی ناممکن تھی۔

شمالی افریقہ میں جن اسباب سے عیسائی مذہب کا زوال ہوا ان کو اسلامی فرمانرواؤں
 کے تعصب میں نہیں بلکہ کہیں اور تلاش کرنا چاہیے۔ لیکن ان اسباب کو بیان کرنے سے پہلے
 سمجھ لینا بہتر ہو گا کہ ساتویں صدی عیسوی کے اخیر میں عیسائیوں کی تعداد شمالی افریقہ میں کم
 تھی۔ ان تھوڑے سے عیسائیوں کا اسلامی عہد حکومت میں برقرار رہنا مذہبی جبر کے نہ ہونے پر
 دلالت کرتا ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی کثیر آباد کلیسیہ عربوں کو شمالی افریقہ میں ملتا تو پھر اس دعوے کا ثبوت
 کرنا دشوار تھا کہ انہوں نے عیسائیوں کو بکھر مسلمان نہیں کیا۔

افریقہ کے صرف رومی صوبجات میں عیسائی آیا ہوا تھے اور یہ صوبے جنوب کی سمت میں جہاں
 صحرائے عظیم سے ان کی حد قائم ہوتی تھی زیادہ دور تک نہ تھے۔ پس ساحل کا عرض اسی یا سو
 میل سے زیادہ نہ تھا۔ اگرچہ قوم دائرہ کی فتح سے پہلے اس وقت کے پانچو علاقے اس ساحل پر
 تھے لیکن یہ تعداد عیسائیوں کے شمار کے لیے بسیار نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ افریقی کلیسیا میں دستور
 تھا کہ کم آباد شہروں اور اکثر گناہ دیہات میں اس وقت (بشپ) مقرر کر دیے جاتے تھے۔ اور
 یہ بات مشتبہ ہے کہ عیسائی مذہب جنوب میں قوم بربر کے گروہوں میں کبھی شائع ہوا تھا۔ پانچویں عیسوی
 صدی میں جب سلطنت رومانی قوت کو زوال ہوا تو وسیع قوم بربر کے مختلف گروہ جنگجو رومانی
 کے لوگ مور۔ ندرین۔ لبیان وغیرہ وغیرہ کے ناموں سے پکارتے تھے قتل و غارت کی عرف سے
 ساحل کے دو بلند شہروں پر اُمنڈ آئے۔ یہ فتح گر یقینی بت پرست تھے لبیان کے گروہ نے
 جس کی غارت گری کو سیرینی کاسٹینس بہت رویا ہے گرجاؤں کو لوٹا اور پتوں گسیا۔ اور گرجا کے ہر
 ظروف اپنی بت پرستی کی رسموں کے لیے لے گئے۔ اور صوبہ سیزنیکا گروہ لبیان کی تاخت و تاراج
 سے پھر نہ بچا۔ اور اغلب یہ ہے کہ عیسوی مذہب مسلمانوں کی لشکر کشی سے پہلے ہی اس صوبے سے
 منقود ہو چکا تھا۔ قوم مور کا ایک سردار طرابلس کے قریب رہتا تھا۔ داخل کے بادشاہ تھومس
 (۵۲۲ء) سے وہ برسرِ جنگ تھا۔ لیکن فرقہ ارتودوکس کے گرجاؤں کی وقعت اور تیس
 کی توقیر کرتا تھا۔ جنگی ساتھ اندلوں نے سخت برتاؤ کیا تھا۔ اس سردار نے اس قول سے
 اپنی بت پرستی ظاہر کر دی کہ ”میں نہیں جانتا کہ عیسائیوں کا خدا کون ہے۔ اگر وہ ایسا قوی ہے
 جیسا کہ اس کو ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ ان لوگوں سے ہفت مار لگا جو اس کی توہین کرتے ہیں اور ان کی
 مدد کرے جو اس کی عزت کرتے ہیں“ کسی قدر احتمال ہے کہ مور تانیا کے لوگ بھی کبھی
 بت پرست تھے۔

۱۱۵۹ء میں جب صفحہ ۱۱۵۹ء میں دوسری صفحہ ۲۱۲ء کا تیلوئی۔ ریشرش موسے بربر آٹانیتو صفحہ ۱۱۶۰ء میں
 ۱۱۵۹ء میں دوسری صفحہ ۲۱۲ء کا تیلوئی۔ ریشرش موسے بربر آٹانیتو صفحہ ۱۱۶۰ء میں

بہر حال یہ سچی کلیسا کی کچھ ہی وسعت ہو مگر قوم داندل کے ظلم سے اسکو ایسا صدمہ پہنچا کہ
جابرہ نموسکا۔ تقریباً ایک صدی تک قوم داندل کے ایک حصہ نے جو آریئن مذہب لکھتا تھا۔
ارتھودوکس فرقہ پر نہایت سنگدلی سے ظلم کیے۔ اُنکے استغفوں کو جلاوطن کیا اور مذہب کی
ملائیمہ پیروی کی ممانعت کر دی اور جن لوگوں نے آریئن مذہب میں شامل ہونے سے انکار کیا اُنکو
بڑی پیرحمی سے اذیت پہنچائی۔ ۳۳۵ء عیسوی میں جب سلطنت روم کے سالار بلی ساریوس نے
داندلوں کی طاقت کو کچل ڈالا اور شمالی افریقہ کو پھر روم کے قبضہ میں شامل کر دیا تو صرف (۲۱۷)
استقف کا نتیجہ کی مجلس میں جمع ہوئے تاکہ کلیسا کا انتظام پھر شروع کریں۔ سخت و متواتر صعوبتیں
جو عیسائیوں کو اٹھانی پڑیں انھوں نے اُن کی تعداد کو بہت کم کر دیا ہوگا۔ عربوں کے حملے سے
ایک صدی پہلے موری جشیوں نے عیسائیوں کو شہروں میں مقید کر کے پہاڑوں اور صحراؤں
اور کشتادہ ملکوں پر قبضہ کیا اور یوریشیاس شروع کر دیں۔ آشوب اور بد نظمی ہر طرف تھی اور ان
سے بڑے سخت و بامیں آئیں جنھوں نے چھٹی عیسوی صدی کو اپنی یادگار بنایا۔ غرض
ان سب آفتوں نے مگر شمالی افریقہ کی تباہی کو پورا کیا۔ گناہگار کی پچاس لاکھ افریقی قیسروم
کریستین کی حکومت اور لڑائیوں سے ضائع ہوئے و ملتند لوگوں نے ایسے ملک کارہنا چھوڑ
بس کی زراعت و تجارت جو کسی زمانہ میں ایسے عروج پر تھی ہمیشہ کو غارت ہوئی۔ غرض
افریقہ کی بربادی اس درجہ ہوئی کہ ملک کے اکثر حصوں میں آدمی دن دن بھر پھرے اور نہ کسی
دشمن کی صورت نظر آئی نہ کسی دوست کی۔ داندل کی قوم بھی غائب ہو گئی۔ ایک زمانے میں
عورتوں بچوں اور غلاموں کو چھوڑ کر اس قوم کی ایک لاکھ شتر نہر ارتداد تھی۔ اور اس تعداد
سے کہیں زیادہ موری غاندانوں کا شمار تھا جو لڑائیوں میں مر کھپ گئے۔ اسی طرح روم
کے عیسائیوں اور اُن کے معاونوں پر بھی موسم کی سختی اور آس کی لڑائیوں اور وحشیوں
۱۷۲۲ء مذہب مری مذہب کی نشان تھارہائی آریوس نامی ایک شخص تھا اور مذہب تھا کہ وسیع عید السلام مذاہم کہ درجہ رکھتے ہیں۔ ۱۷۲۲ء
۱۷۲۲ء القس ندائیں ۱۷۲۲ء گبن جلد ۴ صفحہ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ گبن پانچویں جلد صفحہ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵

کے قہر سے تباہی آئی۔

۱۳۷۲ء عیسوی میں جس کے ایک برس بعد عربوں کا فتحیاب لشکر مصر سے اٹھ کر مغربی ممالک افریقہ کو مطیع کرنے کے لیے بڑھا تو افریقہ کا کلیسہ جو متعدد موقعوں پر مسیحی عقاید کی پاکیزگی کا حامی بنا تھا مسئلہ مونوتھیلیزم کے مناظروں سے تہ و بالا ہو رہا تھا۔ لیکن جس وقت کاریج کی قلم و مطران کے چار علاقجات بینسیہ (یعنی موریتانیہ - نویدیہ بیزکینا اور افریقہ پر وکنسولارس) کے اسقف نے مسئلہ مونوتھیلیزم کی تردید میں مجلس قرار دیں اور قیصر روم اور پوپ کو ان مجالس کی طرف سے خطوط روانہ کیے تو اس وقت صرف اسٹراسقف علاقہ افریقہ پر وکنسولارس سے اور بلیس اسقف بیزکینا کے علاقے سے وکیل ہو کر کاریج میں جمع ہوئے۔ علاقجات موریتانیہ اور نویدیہ کے اسقفوں کی تعداد بیان نہیں ہو۔ بلاشبہ مسیحی آبادی کو ان علاقوں میں نسبت باقی علاقجات کے جو دار الحکومت کے قریب تھے سخت نقصان پہنچا تھا۔ یہ بات نہایت درجہ خلاف قیاس ہو کہ کوئی اسقف ان مجالس میں غیر حاضر ہوا ہو کیونکہ بہت جوش پہلا ہوا تھا اور مسیحی عقائد کی حمایت اور ملکی معاملات میں دربار بازنطینی روم سے رعایا کی خصوصیت نے اس تحریک کو اور قوت دے رکھی تھی۔ مخالفت کے ہشتعال میں سب سے زیادہ حصہ افریقہ نے لیا تھا۔ جس کا نتیجہ آخر کار ۱۳۷۲ء عیسوی میں مسیحی مجلس لاتیران کا انعقاد ہوا۔ ان افریقی اسقفوں کی تحفیف تعداد یقینی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مسیحی رعایا کے شمار میں شدت سے کمی واقع ہوئی۔ عیسائیوں کی قلت تعداد کے اسباب پر غور کرتے وقت اسقفوں کے شمار پر زیادہ زور بھی نہ ڈالنا چاہیے کیونکہ علاقے اسقف کے بے حقیقت ہو جانیکے بعد بھی ہتھ پرستور مقرر ہوتے تھے۔

مذکورہ بالا دلائل سے فی الواقع یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کے حملہ کی وقت عیسائیوں

۱۳۷۲ء گبن پانچویں جلد صفحہ ۲۸۷ تا ۲۸۸ (۱) پانچویں جلد صفحہ ۳۵۴-۳۵۵۔ ولش بکلیک جغرافیہ اور کثیفیات کی کتاب۔

(مطبوعہ لندن ۱۳۷۲ء) پہلی جلد صفحہ ۲۳۳ و ۲۳۴۔ یوریشین لٹریچر مسلمانین فریق صفحہ ۳۲-۳۳ (تورس ۱۳۷۲ء)

کی تعداد کسی طرح زیادہ نہ تھی۔ پچاس برس کی لڑائیوں میں جسکے بعد اہل عرب کو اپنی فتح کا یقین ہو گیا۔ عیسائی رعایا اور تباہ و برباد ہوئی۔ افریقی طرابلس کا شہر چھ مہینے کے محاصرے کے بعد فتح ہوا اور شہر کے لوگ قتل کیے گئے۔ جو لوگ باقی رہے ان کو قید کر کے مصر و عرب روانہ کیا۔ ایک شہر کو جو نو دنیا کے صحرائے کنائے پر واقع تھا روم کے ایک رئیس نے کثیر سپاہ کی مدد سے جو شہر کے اندر تھی بچا لیا۔ اس محصور سپاہ نے سال بھر کا محاصرہ بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ لیکن اس کے بعد شہر فتح ہو گیا اور تمام مرد قتل کیے گئے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ جو لوگ اس طرح قید ہوئے ان کی تعداد کی نسبت لکھا گیا ہے کہ کئی لاکھ کی تھی اکثر عیسائی پناہ کیلئے بھاگے۔ کچھ اٹلی میں کچھ ہسپانیہ میں چلے گئے۔ بوپ گریگوری ثانی کے خط سے جو علاقہ سینٹ بونیفیس کو روانہ ہوا دریافت ہوتا ہے کہ بعض عیسائی بھاگتے بھاگتے جرمنی تک پہنچے۔ رومی صوبجات افریقہ کے بعض شہر فی الحقیقت آدمیوں سے خالی ہو کر مدت تک غیر آباد رہنے کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ بعض صورتوں میں مسلمان فاتحوں نے بالکل نئے موافق اپنے خاض شہروں کی تعمیر کیلئے منتخب کیے۔

کلید افریقہ کے منتشر حصے جو ملک میں ساتویں صدی عیسوی تک باقی رہے تو آخر الامر ان کے نابود ہو جانے کی نسبت یہ فرض نہیں کیا جاسکتا کہ مسلمانوں کا ظلم کے

۱۔ یو افریکا نوس۔ در ہوسو۔ ۲۔ اصفیہ۔ ۳۔ یہ شہر سین نامی تاجروں کے باشندوں کا بنایا ہوا قدیم شہر تھا اور ریاست بن گیا اور نمودی صحرائے حدود پر واقع تھا (راموسو صفحہ ۵۴) ۴۔ پادی پہلی جلد۔ ۵۔ جن لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور اپنے مذہب قائم رکھا جزیرہ بینا ہی نہیں جانا تو ان کو اسلامی سپاہ کے خوف سے بھاگنا پڑا۔ ۶۔ التجانی صفحہ ۷۰۔ ۷۔ یو افریکا نوس۔ (راموسو۔ ۲۔ اصفیہ) ۸۔ بونیفیس کو نہیں چاہیے کہ کسی صورت میں ان افریقیوں کا جو دینی مراتب کا اپنے مذہب سے متعلق تھے۔ کیونکہ ان افریقیوں میں سے بعض مسیحی مذہب کے تھے ہیں اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے دوبارہ مطبخ پایا ہے۔ جو قحط۔ (مین۔ ۲۔ ۸۹ صفحہ ۵۱۲) ۹۔ یو افریکا نوس۔ (راموسو صفحہ ۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹) ۱۰۔ قیروان۔ ۱۱۔ ہسپانیہ۔ ۱۲۔ المدیہ۔ ۱۳۔ ہسپانیہ۔ ۱۴۔ سینیگال۔ ۱۵۔ موراکو۔ ۱۶۔ (ابوالفدا۔ ۲۔ ۱۸۶۹-۱۸۷۰-۱۸۷۱-۱۸۷۲)

مٹ جائیگا مذہب داری جو خاصکر ایسی صورت میں جبکہ سولہویں صدی تک ایک مسیحی گروہ کا جو افریقہ کا متوطن تھا پتہ چلتا ہے۔ ادریس جو موراکو کے مسلط خاندان ادریسی کا بانی ہوا اسکی نسبت کہا گیا ہے کہ جب تلوار کے زور سے وہ اپنے لیے ایک سلطنت قائم کرتا تھا تو مشہور عیسوی میں اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں کو زبردستی مسلمان کیا۔ لیکن جہاں تک مجکو تحقیق ہوا شمالی افریقہ کے ملکی کلیسے میں ادریس کی مثال کسی شخص میں نہیں پائی جاتی۔

افریقہ کے کلیسے میں جس طرح آہستہ آہستہ زوال آیا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں نے اس کے ساتھ مذہبی آزادی برتی۔ اسلامی فتح کے تین سو برس بعد سقوفوں کے چارلس علاقے باقی تھے اور مشہور عیسوی میں جب پوپ لیونہم نے تاسف ظاہر کیا کہ افریقہ کے کلیسے سے جو کبھی ایسی رونق پر تھا صرف پانچ اسقف وکیل بکریے تو اس کی سبب غالباً تھا کہ چند سال پہلے عربوں کے چند گروہ ملک میں گھس آئے تھے اور

۱۷ ص ۱۶ ابن بطیمہ صفحہ ۱۶۷ بحیرہ عمان کے ایک شہر قوہ بلو میں کثیف فساد کیا جا رہا تھا جس نے تونس کو متاثر فرمایا۔ دیکھو ۱۸ ماس لائری (۲) صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔ ”دو عربی مورخ جس ایک ابن اثیر ہے جو اس واقعہ کا معاصر تھا اور دمشق میں اُس زمانہ میں رہتا تھا کہ سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے مغربی جوش بہت پیدا کر رکھا تھا اور دوسرا مورخ التہانی ہے جس نے چودھویں صدی عیسوی میں مشرقی افریقہ کا سفر کیا، ان دونوں مورخوں نے کہا کہ سلطان صلاح الدین جس زمانہ میں تونس کا ملک ہوا تو اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں پر جبر کیا کہ وہ سلام قبول کریں۔ جن لوگوں نے مسلمان بننے سے انکار کیا وہ میرجی سے قتل کیے گئے۔ لہذا اس بیان میں شبہ ہے۔ اگر جابر بن حکم فتح کی خوشی یا اور کسی فوری ضرورت کی غرض سے فی الواقع نافذ ہوا تو اسکو ضرور ترک یا فسوخ کر دیا ہوگا۔ کیونکہ یہ حکم آزادی مذہب کے اصول کے خلاف تھا اور اس مذہبی آزادی کے اصول کا منہ بیکل فراموش کرنا درست نہ تھا کرتے تھے۔ یہ اذیتیں کہ عیسائی اور یہودی تونس میں پھر جلد لگے اور تحقیق یہ تھا کہ بعد حکومت عبدالحمید کے خاتمہ سے پہلے عیسائی تونس میں آباد ہو چکے تھے اور ان کو آزادی اور تجارت اور حقوق مذہب کی سلامتی سب سے سابقہ حاصل تھی۔ ایک قدیم مغربی مصنف نے کہا ہے: ”بکوند اخود ساتھ قاتلانے“ (یعنی سلطان) نصرت کے ساتھ زاپ اور افریقہ کی زمین کو طے کر کے ملکوں اور شہروں کو فتح کیا۔ جن لوگوں نے ان کا ہاتھ پائی یا اور جسامتی ہوئے انکو قتل کیا۔ اس ایر کی عبارت سے باری رائے جو سلطان کی ملکیت عمومی کی نسبت عیسائیوں کے متعلق ہے جنہوں نے اپنے منقسم کردہ دست کیا پختہ ہو جاتی ہے ۱۹ ماس لائری (۲) صفحہ ۲۰۸۔ ۲۰۹ لیونہم کا خط مشہور (۱۷۳۲ م ق ۱۷۳۲) اس خط میں گوئی اور کارٹیج کے اساتذہ کی نزاع کا بیان کیا کہ دونوں میں کسکو سبقت حاصل تھی۔ بالکل ممکن ہے کہ افریقہ کی مشرقی افریقہ کے اساتذہ کو اپنے اور اپنے قریب کے علاقوں کے علاوہ دیگر اہم علاقوں کے حال سے لاعلم تھا ہو۔ اور اسوجہ سے روم کے بابا کو جو اطلع روانہ کی اس میں اساتذہ کی تبادا بھی تبادا سے کم ظاہر ہوئی۔

سخت خوزیزی کر کے تمام ملک میں فساد اور بد نظمی پھیلا دی تھی۔ ۱۲۸۱ھ عیسوی میں ازرقہ کا کلیسہ اس قابل نہ رہا کہ تین اسقف اس میں موجود ہوتے جن کی ضرورت آئین کلیسہ کے بموجب ایک جدید اسقف کی تقرری کیوقت ہوئی تھی جب اسقف نل سکے تو پوپ گرگری ہفتم نے دو نئے اسقف کا رٹج کے مطران کی معاونت کیلئے مقرر کیے تاکہ رسوم تقریر ادا ہو جاویں۔ لیکن عیسائیوں کی تعداد ابھی تک اس قدر تھی کہ نئے اسقفوں کے مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی تاکہ کام ہلکا ہو جائے کیونکہ تین آدمی دینی معاملات کا انصرام بغیر مدد کے نہ کر سکتے تھے۔ دو صدیوں میں جو اس زمانہ کے بعد گذریں سچی کلیسیہ اور ابتر ہوتا گیا۔ ۱۲۸۶ھ عیسوی میں صرف موراکو کا اسقف کل عیسائیوں کا دینی افسر بن گیا۔ اسی زمانہ تک الجزائر کی قوم قبل میں کچھ نشانات عیسائی نہ ہونے کے دریافت ہوئے ہیں۔ اس قوم کے گروہوں کو زمانہ سابق میں کسی قدر اسلام کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب ان پر زیادہ قابو نہ پاسکا۔ اور جوں جوں زمانہ گزرا ان کو اسلام کا اتنا علم بھی نہ رہا جس قدر پہلے تھا۔ یہاں تک کہ نماز پڑھنی بھی بھول گئے۔ پہاڑی قلعوں اور حصاروں میں بند اور اپنی خود مختاری پر نازاں انہوں نے عرب کے عنصر کو اپنے میں شامل نہ ہونے دیا اور کامیابی کیساتھ اسکا مقابلہ کیا۔ پس ان لوگوں کو مسلمان کرنے میں سخت دشواریاں تھیں۔ خانقاہ سحبت الحمر کے لوگوں نے جو فرقہ قدریہ سے تھے چند بار کوشش کی کہ قوم قبل میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری کریں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس کام کی عزت کیلئے کہ ان میں اسلام کی بنیاد پڑے چند مشر مسلمان نامزد ہوئے تھے۔ جو ۱۲۹۶ھ عیسوی میں جبکہ غناط کو عیسائیوں نے فتح کر لیا تھا۔ انہیں سے نکالے گئے تھے۔ اور سحبت الحمر میں انہوں نے پناہ لی تھی۔ شیخ خانقاہ نے سمجھ لیا کہ یہ اندلس کے مسلمان اس دشوار کام کو کر لیں گے جس میں خود شیخ کے مریدوں کی کوششیں مطلقاً بے سود ثابت ہوئی تھیں۔ غرض اس کا رحسنہ کیلئے روانہ کرنے سے پہلے شیخ نے

۱۷ سولہ دسمری جلد صفحہ ۶۲۸-۶۲۹-۱۷ فروری ہفتم۔ فیو اس خط (ین۔ قوم ۱۳۸۸-صفحہ ۱۴۹) ۱۷ دیکھ

لا تری۔ صفحہ ۲۲۶ ۱۷ تردے لے سین نے اسلام (مطبوعہ پیرس)۔ صفحہ ۳۳۔

اندھیوں سے کہا "یہ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی مشعل ان ملکوں میں لیجا دیں جنہوں نے ہندو کی دولت کے اپنا دیشہ گم کر دیا ہو۔ کیوں کہ ان بدقسمت کبیل میں ہندو اس میں اور نہ کوئی شیخ ہو جو ان کے بچوں کو آئین اخلاق و محاسن اسلام کی تعلیم دے۔ پس یہ لوگ جانوروں کی طرح بغیر خدا و دین کے رہتے ہیں۔ اس ناشادہ حالت کو دور کرنے کے لیے میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ تمہاری حمیت اور تہذیب کو حرکت دوں۔ پس ان پہاڑوں کے بسنے والوں کو ہمارے دین کے حقائق سے اب زیادہ لاعلم نہ رہنے دو۔ جاؤ اور ان کے مذہب کی کجیہتی آگ کو پھونکو اور اس بلی چنگاریوں کو پھر بھڑکا دو۔ عیسائی مذہب رکھنے کی وجہ سے جو غلطیاں ان میں پہنے سے اب تک چلی آتی ہیں ان کو رخنہ کرو اور ان کو سمجھا دو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں میل کچیل کو خدا کی نظروں میں دانیں۔ کھا جاتا۔ میں تم سے یہ بات پوشیدہ نہ رکھوں گا کہ تمہارے کام میں سخت دشواریاں پیش آئیں گی لیکن تمہاری حمیت اور تمہارا شوق مذہب خدا کے رشتہ کیساتھ شامل ہو کر کل مشکلات پر مائل ہو جائیگا۔ میرے بچو جاؤ اور خدا اور رسول پر پھیر لاؤ ان لوگوں کو جو جہالت اور انکار کی غلامت میں آلودہ ہیں میرے بچو نجات کا پیغام ان میں لیجاؤ اور خدا تمہارے ساتھ ہو اور تمہاری مدد کرے۔"

غرض یہ اندھی مسلمان پانچ پانچ چھ چھ کی جمیعت سے مختلف سمتوں میں روانہ ہو گئے۔ پہلے پائے پڑے ہیں عصا ہاتھ میں لے کر یہاں اسلام کو ہستان میں نکل گئے۔ غیر آباد اور پریشان منظر وقوع تلاش کر کے پہاڑوں کے کھوڑوں اور غاروں میں رہنے لگے۔ انکی پرہیزگاری اور کثرت زہر سے کبیل کے لوگوں کو شوق پیدا ہوا کہ ان کو غلگرو گھیں۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ انہوں نے مسلمانوں سے رسم دوستی پیدا کی۔ علم طلب ذہن مناعت اور دیگر فوائد تمدن کی مدد کبیل کی

لے مار دو (دار الحکومت آج میں) مجلس شہر میں موسیقی لوگوں کی سلام کیلیے قائم ہوئی اس کے مناسبتوں اور کی عبارت سے مقابلہ کرنا جملہ ان کے ایک مضمون حسب ذیل ہے۔ "یہ کہہ ان کو اور نہ ان کی حورتوں کو اور نہ کسی آدمی کو گھر یا گھر سے باہر کہیں نہ لے اور دھوئے کی اجازت ہوئی اور کہ ان کے کس حمام یا غسل خانے ڈھانک دینا مذہم کر دیا جائے گا" (دوسری جلد صفحہ ۱۵۶)

پانچویں

ہسپانیہ یا اندلس کے عیسائیوں میں اسلام کی اشاعت

اسلام میں اہل عرب نے ہسپانیہ (یا اندلس) میں اسلام کی ابتدا کی اور شاہانہ میں بادشاہ فرونڈ اور ملکا زابلد کا فرمان جاری ہوا کہ تمام ملک میں کوئی شخص اسلام کی پیروی نہ کر سکے ان دو سنوں کے درمیان جو صدیاں گزریں ان میں اسلامی اندلس نے یورپ کے زمانہ وسط کی تاریخ میں تابندہ نریں درق لکھا۔ اسلامی ہسپانیہ نے چو لری کا عہد شروع کیا اور اپنا اثر ملک ولس میں پہنچایا اور وہاں سے یورپ کے دیگر امصار و اقطار میں اسی اثر سے نئی شاعری اور جدید ترقی علم کا بانی ہوا۔ اور زمانہ رینسانس سے پہلے سچی شائقین علم نے یونان کے علم و حکمت کو قوت عقل کے لیے جس قدر سیکنا چاہا اسی سے سیکھا۔ لیکن تہذیب تمدن کے ان کارناموں کو یعنی علم و فن شاعری و حکمت کو ہم ہمیں چھوٹے ہیں اور ہسپانیہ کے مذہبی حالات کی طرف توجہ کرتے ہیں جبکہ یہ ملک مسلمانوں کی حکومت میں تھا۔

پہلی ہی مرتبہ جب مسلمان اپنے مذہب کو ہسپانیہ میں لائے تو جاہلیقی عیسائیت آری عیسائیت پر غالب آکر کل ملک پر مسلط تھی۔ طلحہ طلبہ کی چھٹی مجلس نے قانون وضع کر دیا تھا کہ کل شاہ ہسپانیہ اس بات پر طعنے لیا کریں گے کہ جاہلیقی مذہب کے سوا کسی دین کی پیروی ملک میں جائز نہ ہوگی اور تمام فریقان منحرف کے خلاف قانون سختی سے جاری کیا جائیگا۔ اس کے بعد دوسرا قانون وضع ہوا اور وہ یہ تھا کہ کوئی شخص جو رسولی کلیسا یا انجیلی قوا عدا یا باکی تعریف یا

کلیسا کے قاتلے اور مقدس سکرامنٹ کو معرض بحث میں لایگا اُس کی جائداد ضبط ہوگی اور جس دوام کی سزا ملے گی۔ ملکی معاملات میں قسوس نے اپنے طبقہ کے لیے بہت قوت حاصل کر لی تھی۔ اس وقت اور خاص خدام کلیسہ قوی مجالس میں جو انصرا م سلطنت کی غرض سے تھیں شریک ہوتے تھے۔ بادشاہ کے انتخاب کو منظور کرتے تھے اور اُن کو دعویٰ تھا کہ اگر بادشاہ نے ہمارے احکام کی تعمیل نہ کی تو ہم اُس کو تخت سے معزول کر سکتے ہیں۔ یہی قسوس نے ان اختیارات کے زور پر موقع پایا کہ یہودیوں پر جن کی ایک کثیر جماعت ہسپانیہ میں آباد تھی ظلم کریں اور نہایت جاہلانہ قوانین اُن یہودیوں کے خلاف جاری کیے جو صلیباغ لینے سے انکار کریں۔ چنانچہ ان سختیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہودیوں نے عیسائیوں کے جو رد و عقوبت سے اہل عرب کو اپنا شفیع جاننا شروع کیا اور جن شہروں کو اہل اسلام نے تسخیر کر لیا تھا ان کی حفاظت کیلئے سپاہ کا کام دیا اور جن مقامات کا مسلمان محاصرہ کیے تھے اُن کے دروازے کھول دیئے۔

اسی طرح ہسپانیہ کے غلاموں نے عربوں کے لئے کو اپنے حق میں مبارک جانا کیونکہ گاہے کی حکومت میں ان کی حالت غلامی کی تھی اور یہی دین کا علم اُن میں ایسا اور یہی تھا کہ اسلام لانے کی صورت میں جو آزادی اور اور فائدے ان کو میر آتے تھے ان کے مقابلہ میں یہ علم کچھ وقعت نہ رکھتا تھا۔

ہسپانیہ کے یہ در ماندہ غلام پہلے لوگ تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ملک کے بت پرستوں نے بھی جنگ کے کچھ لوگوں کا باقی رہنا سزا عیسوی تک بیان کیا گیا ہے غلاموں کی مثال کا اتباع کیا۔ اکثر عیسائی شرفا خواہ دلی اعتقاد سے خواہ کسی اور غرض سے مسلمان ہو گئے اور متوسطہ درجے کے عیسائیوں میں سے اکثر لوگ ظاہر ا طریق پر نہیں بلکہ سچے دل سے ایسے مذہب کو ترک کر کے اسلام لائے جس کے پیشواؤں نے علم دین سے اُن کو جاہل

۱۵ ہورسن صفحہ ۲۲۵ ملغز - صفحہ ۶۸ سے المکاری - پہلی جلد - صفحہ ۲۸۰ - ۲۸۲ - ۱۵ ہورسن صفحہ ۲۸۰ -

۱۵ دوزی (۲) قوم ۲ صفحہ ۲۵ - ۲۶ -

اسلام کی روح پر و فضا رکھنا تلاش کیا ہوگا۔

اگر کلیسائی مصنفین نے ان باتوں کو قلمبند کرنے کا خیال کیا ہوتا تو بلاشبہ ہسپانیہ میں اکثر مثالیں بود و کی سی دریافت ہوتیں جو بادشاہ فرانس لوئی دسے پائیس کے عہد میں دربار کا پادری تھا اور مشہور عیسائی مذہب چھوڑ کر یہودی ہو گیا تھا تاکہ اپنے قول کے مطابق اس گنہگار زندگی کو ترک کر کے ”خدا کے آئین کا پابند ہو جاوے۔“

یہ بھی ممکن ہو کہ قوم گاتھ کی آئین عیسائیت کا جو کچھ بقیہ بیگیا تھا اور اہل عرب کی فتح سے کچھ پہلے جس کی طرف ہسپانیہ کلیسہ کو پہر کسی قدر توجہ ہوئی تھی اس نے عیسائیوں کے پہلے ہی اسلام لانے پر آمادہ کر رکھا ہو جس میں مسیح علیہ السلام کے حالات آئین اعتقاد اس کے بہت مشابہ ہیں۔

زبردستی مسلمان بنانے یا تبدیل مذہب کی غرض سے سختی کرنے کا حال مشہور زمانہ میں جبکہ اہل عرب نے ہسپانیہ فتح کیا کہیں مذکور نہیں۔ بلکہ احتمال یہ ہو کہ عیسوی مذہب کی طرف سے مسلمانوں کی بے تعصبی ہی وہ شے تھی جس نے ملک پر جلد قبضہ ہونے میں ان کیلئے آسانی پیدا کر دی۔ اگر نئے حاکموں سے عیسائیوں کو کوئی شکایت اس بات کی تھی کہ مسلمانوں کی طرح ان سے برتاؤ نہیں کیا جاتا تو وہ یہ بھی کہ عیسائیوں کو جزیہ دینا پڑتا تھا جس کی شرح امیروں سے ۴۸ درہم۔ متوسط الحال لوگوں سے ۲۴ درہم اور پیشہ دروں سے ۱۲ درہم کی تھی۔ چونکہ جزیہ فوجی خدمات سے بری رہنے کی عوض میں لیا جاتا تھا اس لیے صحیح الجبہ مردوں پر وہ جاری ہوا تھا عورتیں اور بچے۔ رہبان اور فقیرانہ۔ لنگرے۔ بیمار اور غلام اس سے مستثنیٰ

۱۔ اوارسی کوڑہ بلیس۔ اُنیسواں خط ”جو مکس ہمیشہ کے عذاب کا مستوجب تھا تو اسے قرار کیا کہ ”خدا کی آئین کا ہمیشہ پابند رہو“ ۲۔ بلغن صفحہ ۱۹۰۔ ۳۔ اگر ہم صرف اس بات پر غور کریں کہ ہسپانیہ میں مسیح علیہ السلام کے متعلق نبوت کا خیال جو تواریت کی حکم یادگار ہوا ایک باقی تھا اور قوم وہی گاتھ کے عقاید میں باوجود اسکے کہ اُس نے فلسفی عیسائیت اختیار کر لی تھی اس خیال نبوت کو کیسا دخل تھا تو یہ بات سمجھنی آسان ہو جائیگی کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت جو مشاہد خیالات اسلام کے تھے وہ عربوں کے تسلط کے بعد ہی ہسپانیہ کی رعایا میں کیونکر بکھارے (بلغن صفحہ ۸۶)۔

اندازی کر کے بسر کرتے تھے چند جدید سچی خانقاہوں کی تعمیر کا ذکر بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ رہبان اپنے ادنیٰ لباس کو جو ان کی جماعت کیلئے مخصوص تھا علانیہ پہنتے تھے اور قوس کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ اپنے منصب کے نشان کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں۔ اور نہ مذہبی مراتب سلطنت کے متنازعہ عہدوں سے عیسائیوں کو محروم کرتے تھے۔

جن عیسائیوں نے اس نقصان کو برداشت کر لیا کہ عیسوی سلطنت کے زوال سے اب انکو ملکی قوت حاصل نہیں رہ سکتی تو ان کو کوئی بات شکایت کی باقی نہ رہی اور یہ امر قابلِ وقعت ہو کہ آٹھویں صدی عیسوی کے کل زمانہ میں صرف ایک بغاوت کا حال دیکھا جاتا ہے جو عیسائیوں کی طرف سے بجا کے شہر میں ہوئی اور اس بغاوت میں بھی ایک عیب سردار نے اشتعال پیدا کیا تھا۔ عیسائی جو فرانس کی حکومت میں اس غرض سے چلے گئے تھے کہ عیسوی حکومت کی پناہ میں رہیں گے تو ان کی حالت بھی اپنے ہم مذہب بھائیوں سے جن کو ہسپانیہ میں چھوڑ کر وہ یوٹن ہوئے تھے بہتر ثابت نہ ہوئی۔ بلاشبہ عیسوی میں بادشاہ شارل مین نے اہلکاران شاہی کے ظلم سے ان عیسائیوں کی حمایت میں کوشش کی جو ہسپانیہ سے بادشاہ کی واپسی کے وقت باؤٹا کے ساتھ ہو گئے تھے تین برس کے بعد فرانس کے بادشاہ لوی دسے پائیس نے ایک او حکم ان عیسائیوں کی حفاظت کیلئے جاری کیا لیکن باوجود اس کے امرا می فرانس سے ان کو جلد شکایت پیدا ہوئی کیونکہ جو زمینیں ان عزیز الوطن عیسائیوں کو ملی تھیں ان پر یہ امیر قابض ہو گئے تھے۔ یہ مصیبت تھوڑے دن کو بند ہوئی تھی کہ پھر عود کر آئی اور کل فرامین جو دولت فرانس نے ان عیسائیوں کی سرپرستی کیلئے جاری کیے ان میں سے ایک نے بھی ان بد نصیبوں کی حالت کو بہتر نہ کیا۔ قوم کا گٹ کے متعلق جو زمانہ مابعد میں ایک مظلوم اور افادہ قوم ظاہر ہوئی دریافت ہوتا ہے کہ یہ قوم انہی نوآباد عیسائیوں کی تھی جو ہسپانیہ کی اسلامی حکومت سے بھاگ کر فرانس میں چلے آئے تھے کہ ہم مذہب عیسائیوں کو انکی حالت پر رحم آئے گا۔

ہسپانیہ میں عیسوی رعایا کی طرف سے سلطنت اسلامیہ کی بے تقصیبی اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے ربط و اختلاط نے دونوں قوموں میں کسی خدو رنگت پیدا کر دی تھی مسلمانوں اور عیسائیوں میں اکثر شادیاں ہونے لگیں بیجا کے آئینہ ڈور نے جو مسلمانوں پر بہت زہر اٹھایا ہوا بادشاہ لازرو کا رد و رک کی بیوہ سے موسیٰ کے فرزند عبد العزیز کی شادی کا حال لکھا ہوا اور ایک لفظ بھی اعتراض کا تحریر نہیں کیا۔ اکثر عیسائی عربی نام رکھتے تھے اور ظاہر اسوم میں بھی ایک حد تک مسلمانوں کی تقلید کرتے تھے۔ مثلاً بہت عیسائی قندہ کرتے تھے اور کھانے پینے میں "بے اصطباغی کا فروں" کا مشرب انہوں نے اختیار کیا تھا۔

مستعربین کا لفظ جو حکومت عرب کے محکوم ہسپانی عیسائیوں سے مراد رکھتا تھا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عیسائیوں کا میلان خاطر کیا تھا۔ عربی زبان سیکھنے کے شوق نے ایسی ترقی کی کہ بہت جلد تمام ملک میں "لیٹن زبان" کی جانشین بن گئی۔ اور جس زبان میں سچی دینیات مدون تھیں اُس کو عیسائی رفتہ رفتہ بھولنے اور اُس کی طرف سے غفلت کرنے لگے عیسوی مذہب کے بعض طلبہ رتبہ قسوس نے صحیح لیٹن زبان کی لاعلمی سے اپنا منہ فکھ کیا۔ اور جب پیشوایان مذہب عیسوی کا یہ حال ہو تو عوام الناس کی نسبت یہ خیال کرنا دشوار ہے کہ لیٹن زبان سیکھنے میں ان کو قسوس سے بھی زیادہ شوق ہوتا ہے عیسوی میں ہسپانیہ کے ایک عیسائی مصنف نے اپنے ملک کے عیسائیوں کی شکایت ذیل کی عبارت میں کی ہے: "جبکہ ہم اُن کی (یعنی مسلمانوں کی) پاک شریعت کو امتحان کرتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں کہ اُن کے حکما بلکہ محققا کے مسائل کو عیب

لے دیکھو پو پو ہڈین کا خطا ہسپانی اُساف کے نام "علاوہ اسکے ان ملکوں کی چند چیزیں جتنے اور سنی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ بہت لوگ جاہلیت مذہب اپنے کو پابند بتاتے ہیں وہ بیویوں اور بے اصطباغی کفار (مسلمان) کی صحبت میں رہتے ہیں اور ان کے ہم چال اور ہم ذوالدہر ہیں اور ان کی اکثر خطبوں میں حدیثیں ہیں اور پھر یہ عیسائی کہتے ہیں کہ ان باتوں سے ہم ناپاک نہیں بننے لگے اور اس منع فعل یعنی کا فوسے شادی کرنا تو اسکے متعلق یہ حالت ہے کہ خود عیسائی اپنی بیٹیوں کو مسلمانوں سے بیاہنے نہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی کا فوسے جاتی ہیں دین۔ تو م۔ ۹۸۔ صفحہ ۸۵ سے ۸۶ ایڈیڈی پکس کر دیکھن۔ فقرہ ۲۰ صفحہ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ فقرہ ۳۵ صفحہ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ فقرہ ۳۵ ایڈیڈی دل کا خط صفحہ ۳۸ کی گوری فقرہ (۱۲۳) صفحہ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔

چینی کی نظر سے نہیں بلکہ ان کی زبان کی لطافت و فصاحت کو امتحان کرنے کیلئے تحقیق کریں اور انجیل کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں تو اس کام میں ہم حیوان کے عدو کو پریشانی کے لئے اپنا بت بناتے ہیں (عہد جدید کا شفات باب ۱۳ اور ص ۱۸) عیسائیوں میں اب ایسا ذمی علم کہاں پیدا ہے جو انجیل پڑھنے میں مصروف ہو کر لیٹن آبا کی تصانیف کی پروا کرے؟ کون ہو جس کو انجیلوں اور نبیوں اور رسولوں کی تصانیف کو دیکھنے کا شوق باقی رہا ہو۔ ترجیح کل کے عیسائی نوجوان جو تکلف و شستگی کے انداز رکھتے ہیں اور خوش تقریب بنے ہیں وہ لباس اور وضع میں بڑے نمودیے ہیں۔ وہ اسلامی علوم کی تحصیل میں شہرت نہ کھتے ہیں۔ فصاحت کے نشہ میں سرشار وہ بد نیت بن کر ہر چیز اٹھالیتے ہیں اور شوق سے چڑھا جاتے ہیں اور اسی دہن میں کلدانیوں (یعنی مسلمانوں) کی کتابوں پر بحث کرتے ہیں اور صنائع بدائع آمیز تحریروں سے ان کو شہرت دیتے ہیں۔ ان عیسائیوں کو کلیسہ کے علم ادب کا حسن کچھ نہیں معلوم اور کلیسہ کے چشموں کو جو ہر شے سے بہتے ہیں وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ افسوس عیسائی اپنے دین و آئین سے ایسے نادان واقف ہیں اور لیٹن کے لوگ اپنی زبان کی طرف سے ایسے بے پروا ہیں کہ تمام عیسائی آبادی میں ہزار عیسائیوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ملے گا جو لیٹن زبان میں اپنے دوست کو مزاج پر سی کا خط لکھ سکے لیکن ایسے عیسائی بیشمار اور ہر قسم کے ہیں جو کلدانی (عربی) زبان کی رنگین عبارتیں بڑی طمطراق سے پڑھنے کو موجود ہو جاتے ہیں۔ اور نظم بھی لکھ سکتے ہیں جس میں ہر مصرعہ ایک ہی حرف پر ختم ہوتا ہے اور جس میں یہ عیسائی مسلمانوں سے کہی زیادہ خیال کی رفعت اور عروض پر قدرت رکھتے ہیں۔ فی الواقع لیٹن زبان کے علم کو ہسپانیہ کے ایک حصہ میں اس قدر تنزل ہوا کہ ہسپانی کلیسہ کے قدیم آئین و انجیل کو عیسائیوں کے لیے عربی زبان میں ترجمہ کرنا پڑا۔

عربوں کے ادب نے تو عیسائیوں پر یہ جادو کر رکھا تھا اور عربی زبان بڑے شوق سے سیکھی جاتی تھی۔ مگر جو لوگ عیسوی علم ادب کی تحصیل چاہتے تھے ان کے لیے تعلیم کا سامان اس سے زیادہ

موجود نہ تھا جو وحشی قوم گاتھ کی تعلیم کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ اور اس ادنیٰ تعلیم کے درجے تک پہنچانے کیلئے بھی پڑھانے والے مشکل سے ملتے تھے۔ جوں جوں وقت گذرا عیسوی تعلیم کم ہوتی گئی مسیح ۱۲۵ء میں مستعربین نے الفانسو بادشاہ ایروگن کو لکھا کہ ”ہم نے اہل ہمارے آباؤ اس وقت تک مسلمانوں میں بودو باس رکھی ہو۔ ہم کو اصطلاح ملا تھا اور مسیحی شریعت کے آزادی سے پابند ہیں۔ لیکن یہ بات ہماری قدرت میں کہی نہیں رہی کہ اپنے پاک مذہب میں کامل طریق پر تعلیم و تربیت پاتے۔ اور وجہ یہ ہو کہ کافروں کے محکوم تو ہم چلے ہی آتے ہیں جنہوں نے ہم پر بدعت تک سختیاں کیں ہم کو اس بات کی بھی ہمت نہ پڑی کہ روم یا فرانس سے سلطان دین طلب کرتے اور خود یہ لوگ ہمارے پاس کفار کے ظلم سے جن کے ہم مطیع ہیں آئے نہیں۔“

جب عیسائیوں کو اہل اسلام کے ساتھ ایسا ربط تھا اور عربی کا علم ادب عیسائی اس قدر شوق و محنت سے سیکھتے تھے کہ اسلام کے متعصب دشمن الوری کو بھی قرآن کی فصیح عبارت کی نسبت یہی کہتے بن پڑا کہ عیسائی ہی اس کو بغیر پڑھے اور تعریف کیے نہیں رہ سکتے تو قدرتا خیال ہو سکتا ہو کہ اسلامی آثار نے عیسائیوں میں سرایت کی ہوگی اور فی الحقیقت یہی حال تھا بھی۔

الپاندوس جو طلیطلہ کا اسقف تھا اور عیسائی مذہب میں مسیح بنی کا بانی ہوا ہے جس کے بموجب انسان مسیحی فطرتاً نہیں بلکہ محض بیٹا بنالینے سے خدا کا فرزند ہوا۔ اس اسقف کی نسبت صاف صاف کہا گیا ہو کہ یہ مسیح مسلمانوں کے اثر صحبت سے اس کے ذہن میں پیدا ہوا۔ اور تحقیق ہوتا ہو کہ یہ مذہب ہسپانیہ کے بڑے حصہ پر جلد شائع ہو گیا اور سبیطمانیہ میں جو حکومت فرانس کی حفاظت میں تھا اور گل کے اسقف فیلکس نامی کی وجہ سے کامیابی کے ساتھ رائج ہوا۔ اور گل صوبہ کاتیلون میں واقع تھا۔ ہسپانیان دین عیسوی کی مجلس کے سامنے فیلکس حاضر کیا گیا جس میں شہنشاہ شارلمین صدر انجمن تھا۔ فیلکس سے کہا گیا کہ اس مسیح کفر کو ترک کرے۔ لیکن

۱۔ اور دیکھ و تالس صفحہ ۲۸۰ و فقرہ (۲۹) ہر روز ہم اپنی آنکھوں سے ان کی لطافت بان اور دعا ہی جلوں کے حسن کو بلاعت و مضاحت کی خوبیوں کیلئے پڑھتے ہیں اور ان کی تحسین کرتے ہیں (دین قوم ۱۱، صفحہ ۲۸۰) ۲۔ فقرہ (۲۶) صفحہ ۲۸۳۔ ۳۔ بلوغ صفحہ ۲۸۰۔

قبول کیا۔ لیکن اکثر عیسائی خود مذہب اسلام کے بارے میں اثر سے متاثر ہوئے جبکہ وہ تہذیب و تمدن کی روشنی سے چمکتا تھا اور شاعری و حکمت اور ایسے علم سے معمور تھا جو عقل کو اپنی طرف کھینچے اور تصور کو چکا چوند میں رکھے۔ عرب کی فن سپہگری میں دلیری شجاعت اور سپاہیانہ نیکیوں کا میدان کھلا تھا۔ لیکن یہ نعمتیں ہسپانیہ کے اُن باشندوں کو میسر نہ تھیں جو عیسائی مذہب پر مشابہت قدم رہے تھے۔ اس کے سوا عیسائیوں کے علوم مسلمانوں کے علوم و فنون کے مقابل میں کم اور ادنیٰ نظر آئے ہوں گے اور ان کا سیکنا ہی اسلام لانے کا باعث ہوا ہو گا علاوہ انہیں ہسپانیہ کی ایما ندار طبیعتوں کے لیے اسلام ایسی کشش رکھتا تھا جیسے کوئی پاک فرقت ہو کہ جس کے پیشوا شریعت اسلام کے سخت پابند ہوں اور ان عالموں کو بعض وقتوں میں بہت قوت اور رسوخ سلطنت میں پیدا ہوا تھا اور وہ صدق دل سے سامعی ہوئے تھے کہ مذہب اخلاق کی تہذیب و اصلاح کریں۔

اس بات پر غور کر کے کہ مذہب کے پر جوش خیالات نے ہسپانیائی مسلمانوں میں بالعموم کیسی روح پھونک دی تھی اور اس لحاظ سے کہ عیسائیوں نے جو ہسپانیہ میں اسلامی حکومت کے محکوم تھے اپنے ہم مذہب عیسائیوں سے ملکر جو سرحد ہسپانیہ پر آباد ہو گئے تھے سلطنت اسلامیہ کے ساتھ کیسی کیسی قابازی سے سازشیں کیں مسلمانوں کے دور حکومت میں ہسپانیہ کی تاریخ ظلم سے پاک ہو۔ تین یا چار عیسائیوں نے جنہوں نے فی الحقیقت مذہب کے لیے اپنی جانیں فدا کیں اور سوائے اُن سخت قوانین کے جس کو اسلامی گورنمنٹ نے اس غرض سے اختیار کیا تھا کہ نوے صدی عیسوی میں قرطبہ میں جو جان کھو کر شہید بننے کا جنون عیسائیوں کو اٹھاتا تھا اس کا انداد ہوا ہل عرب کے کل زمانہ حکومت میں کوئی بات جو ظلم کی طرف مائل نہ ہو نظر نہیں آتی۔ نوے صدی عیسوی میں عیسائیوں کا ایک نہایت متعصب فریق قرطبہ میں پیدا ہوا جس کے ساتھ دیگر صوبجات ہسپانیہ کے عیسائیوں کو ظاہر طریق پر کسی طرح کی ہمدردی

متعصب لوگوں کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ لیکن اسلامی گورنمنٹ پریشان ہوئی اور اُسے خوف کیا کہ حکام وقت کی توہین آداب مذہب کے قانون سے یہ بے پروائی اس بات کی دلیل ہے کہ رعایا میں عام ناراضگی ہے اور وہ بغاوت پر آمادہ ہے۔ چنانچہ ۱۷۲۵ء میں محمد اول نے طلیطلہ کے عیسائیوں کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ کی یہ عیسائی الوکیوس کے ہشتعال سے جوان شہیدی عیسائیوں کا افسر تھا اپنے ہم مذہب عیسائیوں کی ایذاؤں کا حال سن کر بغاوت کر بیٹھے تھے ملک محمد اول کی نسبت بیان ہے کہ اُسے عیسائیوں کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ مگر جب اُس سے کہا گیا کہ عیسائیوں سے کسی شخص نے جو کچھ بھی عقل اور مرتبہ کہتا تھا ان کاموں میں حصہ نہیں لیا۔ (چنانچہ خود الور نے شکایت کی ہے کہ مسیحی قسوس میں سے اکثر لوگ شہیدوں کو مجرم قرار دیتے تھے) تو بادشاہ نے اس پر اکتفا کیا کہ توہین مذہب کے بائیس جو قوانین تھے ان پانچویں کے ساتھ تعمیل کا حکم نافذ کیا۔ عیسائیوں کے اُس گروہ نے جو حاکم و محکوم میں مصالحت چاہتا تھا گورنمنٹ اسلامیہ کی کوششوں میں اعانت کی اور اساقف نے اُن متعصب عیسائیوں کو جنگی شہادت کا شوق ہوا تھا کلیسہ سے خارج کیا۔ ۱۷۲۵ء میں عیسائیوں کی ایک مجلس تشریاتی تاکہ اس نقصی تحریک کی تدابیر انسداد پر غور کریں۔ چنانچہ اس مجلس نے جو کچھ انتظام کیا اُس سے یہ تحریک مٹ گئی ایک یادو

۱۷۲۵ء عیسائی شہیدوں کی تعداد چالیس سے زیادہ تھی (پریسکوٹ تاریخ ہندوستان وارہیل جلد صفحہ ۳۴۲) (لندن ۱۷۲۵ء) ۱۷۲۵ء دوزی (۲) ۲۷ صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲ ۱۷۲۵ء الوکیوس باب صفحہ ۸۰۵ اس بات پر غور کر کے کہ کسی ذمی فہم اور ذی علم اور نہ عیسوی فرقوں میں سے کسی فرقہ کے مشیرائے مذہب نے ان کاموں میں حصہ لیا وہ یقین کرتے ہیں کہ سب کو ہلاک کرنا نہیں چاہیے کیونکہ ان کا کوئی سرغز نہ تھا جو انیس لڑائی پر لجا تا ۱۷۲۵ء الونقرہ ۱۴۔ جن لوگوں کو کلیسا کا پہارا دیتوں سمجھا جاتا تھا اور منتخب لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے کیا خود یہ لوگ بغیر جبر اور طلبی کے تھے کسی کے پاس نہیں گئے کہ خداوند کے شہید و نگوان ترشرو و بکنفس پر و مسلمانوں کے سامنے ستم کریں۔ یکا سیم کے گلابوں اور کلیسا کے عالموں اساقف باا و قسوس اور مربرا و ردہ عیسائی امیروں نے ان شائقین شہادت کو برگشتہ مذہب نہیں قرار دیا، (مین قوم ۵۲۹ صفحہ ۵۲۹) ۱۷۲۵ء الونقرہ ۱۴۔ ہم ان لوگوں کے سامنے کیا مذہب پیش کر سکتے ہیں جن کو ہم نے کلیسا سے خارج کیا اور قسم کی کردہ کہی شہادت کی غرت حاصل کریں؟ جبکہ ہم نے شیخے کر دیا کہ ازوں کی غلطیوں پر تشریح اور لعنت لکھو معون شے کو برا لکھیں۔ ہم نے گناہ کیا کہ بھیل اور صلیب لیکر ان کو زبردستی مٹ دیا اور گناہ ہی نہیں کیا بلکہ وحشیانہ جنگجوئی سے اور ایسی خزاں کا الو خوف دلایا کہ بھی نہ سنی تھیں۔ ہاتھ پر کٹنے اور کورے لگنے کی سخت اور ہولناک کلیفوں سے ڈر کر ہم نے ان کو مجبور کیا (مین قوم ۱۷ صفحہ ۵۳۰)

شہادت کے واقعات جو زمانہ بعد میں پیش آئے اور بیان ہیں۔ اخیر واقعہ ۹۳ھ میں ہوا اور اُس کے بعد جب تک اہل عرب کی حکومت ہسپانیہ میں رہی کوئی عیسوی شہید نہیں ہوا۔

البتہ بارہویں صدی عیسوی کے شروع میں المرابطین میں سے خاندان بربر کے عہد حکومت میں علمائے اسلام میں تعصب کا جوش پیدا ہوا اور عیسائیوں اور یہودیوں اور آزاد خیال مسلمانوں نے جنہیں حکیم شاعر اور عالم شامل تھے یکساں تکلیفیں اٹھائیں لیکن ایسے واقعات سلاطین اسلامیہ کے طریقہ صانع کل میں جس کا پاس عیسوی رعایا کے ساتھ ان کو ہمیشہ تھا مستثنیٰ ہے۔

ہسپانیہ کے ایک مسلمان نے جو ۱۰۳۰ھ میں مسلمان قوم مورسکو کے استیصال کے وقت اپنے وطن ہسپانیہ سے نکال دیا گیا تھا انگریزوں (احساب مذہب) کی سختیوں پر اعتراض کیا ہوا مسلمانوں کی بے تعصبی اور مبلغ کل طریق کی حمایت اس عبارت سے کی ہو۔ کیا ہمارے بزرگانِ فتح نے جبکہ اُن کو کامل قوت حاصل تھی کسی اس بات کی کوشش کی کہ وہ عیسوی مذہب کو ہسپانیہ کے ملک سے قطعاً نیست و نابود کر دیں کیا تھے باپ دادا کو جبکہ ہمارے بزرگوں کی زنجیروں میں وہ جکڑے ہوئے تھے اس بات کی تکلیف نہیں دی گئی کہ وہ آزاد دی سے اپنے مذہب کے پابند رہیں۔ کیا ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نہیں ہو کہ مسلمانوں کی تلوار جس قوم کو فتح کرے وہ ایک قلیل سالانہ محصول دیکر اپنے مذہب پر سلامت رہنے کی مجاز ہو۔ خواہ وہ مذہب کیسا ہی مہمل ہو اور جو مذہب اس کو پسند ہو وہ اختیار کرے۔

اگر برہمنی مسلمان کرتے بھی چند مثالیں ہیں تو وہ اس قدر کم ہیں کہ بیان کی ضرورت نہیں۔ اور اس فعل کے مرتکب وہ لوگ تھے جن کو خدا اور رسول کا ڈر نہیں تھا۔ اور جنہوں نے اس کام میں اسلام کی مقدس جہتوں اور احکام کے بالکل خلاف اور برعکس عمل کیا۔ اور یہ ہدایتیں در احکام ایسے ہیں جن کے خلاف بغیر توہین اسلام کے کوئی شخص جو مسلمان کہلائے جانے کا شایاں ہو نہیں کر سکتا۔ عیسائی تو کم کوئی ایسی خون کی پیاسی عدالت جو مختلف فرقوں کا ایمان پر کہنے کیلئے بنائی گئی ہو اور جو تہا ری ظالم عدالت انگریزوں کی مانند ہو یا اُس سے ذرا بھی مشابہ ہو ہم مسلمانوں کے اس نہیں بنا سکتے۔ یہ سچ ہے کہ ہم

کی اولاد تھے جن میں عربوں کا خون کم یا بالکل نہ تھا۔ اس دعوے کے ثبوت میں کہ ان میں عربوں کا میل کم یا بالکل نہ تھا جو دلائل ہیں وہ طویل ہیں اور یہاں ان کو درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک بات بیان کرتے ہیں جس کی شہادت ایک مکتوب سے ملتی ہے جو ۱۳۱۰ھ میں تحریر ہوا تھا۔ اُس میں لکھا ہے کہ دو لاکھ مسلمانوں میں سے جو اس وقت غرناطہ کے شہر میں آباد تھے پانچ سو سے زیادہ مسلمان عربی نسل نہ تھے۔ باقی کل مسلمان ہسپانیہ کے خاص نو مسلم ہشندوں کی اولاد تھے۔ یہ بات غور کے قابل ہے کہ ہسپانیہ میں جبکہ اسلامی قوت کا اخیر زمانہ تھا تو ایسے وقت میں بھی عیسائی اسلام قبول کرتے رہے۔ اسلامی سلطنت غرناطہ کے زوال کے سات برس بعد ۱۴۹۲ء میں جو واقعات پیش آئے اُنکے لکھنے میں ایک مورخ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوم مور کے چند عیسائیوں نے پیغمبر عرب کا دین قبول کر لیا۔

۱۷ مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۸۹ ۱۸ شرننگ، کسل (پہلی جلد صفحہ ۱۱۵)

بائشتم

یورپ کی عیسائی قوموں میں ترکوں کے ذریعے اسلام کی اشاعت

عثمانی ترکوں کا حال تیرہویں صدی عیسوی کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے یہ زمانہ وہ تھا کہ تقسریاً پچاس ہزار ترکوں کا ایک گروہ مغلوں سے بھاگ کر سلطان قونیہ کی مدد کو آیا اور یونانیوں اور مغلوں کے مقابلہ میں جو خدمات اس ترک گروہ نے کیں ان کے صلہ میں سلطان قونیہ نے ایشیا کو چک کے شمال مغربی ملک کا ایک حصہ اُسکو دیدیا۔ اور یہی سلطنت عثمانیہ کی ابتدا ہوئی جس کی ترقی اول سلجوقیوں کی سلطنت کو جس کے ٹکڑے ہو گئے تھے شامل کرنے سے ہوئی اور پھر جب سمندر طے کر کے یہ ترک یورپ میں پہنچے تو عیسائیوں کی سلطنتوں پر قابض ہوتے گئے یہاں تک کہ ۱۶۸۳ء میں شہر وانا کے دروازوں کے سامنے ان کی ترقی مسدود ہوئی۔^۱

عیسائیوں پر ترکوں کی حکومت تو اُسی وقت سے ہو گئی تھی جبکہ ایشیا کو چک میں ان کی سلطنت کو

^۱ یہاں ترکوں کی ملکی فتوحات کو تفصیل سے بیان کرنا کاموقع نہیں ہے لیکن مختصر حال یہ ہے کہ ۱۲۹۳ء میں ترک یورپ میں داخل ہوئے اور چند سال کے بعد اوریا نول فرنگستان میں اتحاد اور الحکومت قرار پایا۔ سلطان بایزید (۱۳۸۹ء-۱۴۰۲ء) کے دور حکومت میں سوائے ملکی وایک اور ان مہلک کے جو قسطنطنیہ کے گرد تھے ترکوں کی عملداری بحرہسین سے دریا کے جنوب تک ہو گئی۔ جس میں منباریا، مقدونیہ، بوسنی، اور ترس شامل تھے۔ سلطان مراد (۱۴۴۴ء-۱۴۵۱ء) نے چنگی وایک پر قبضہ کیا اور بحر ادیا ملک کی طرف فتوحات کو ترقی دی۔ سلطان مراد ثانی (۱۴۵۱ء-۱۴۸۱ء) قسطنطنیہ، البانیا، بوسنیا، درسر وایا کو فتح کر کے جنوب مشرقی جزیرہ ناکا ملک ہو گیا۔ ساحل کی طرف ملک کے ایسے حصے جو دینس اور انٹینگو کی ریاستوں کے قبضہ میں تھے چھوٹ گئے۔ سلطان سلیمان ثانی (۱۵۲۰ء-۱۵۶۶ء) نے منگری کو فتح و عثمانیہ میں شامل کیا اور بحرہسین کو ترکوں کا سمندر بنالیا سترہویں صدی عیسوی میں جزیرہ کریٹ فتح ہوا اور باد وایا پولینڈ کی سلطنت نے ترکوں کو دیدیا۔

وسعت حاصل ہوئی تھی لیکن جب تک مشرقی سلطنت و ماکہ دار الحکومت یعنی قسطنطنیہ اُن کے تصرف میں نہ آگیا، اسلامی گورنٹ اور عیسوی کلیسا میں تعلقات پختہ بنیاد پر قائم نہ ہو سکے سلطان عثمانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے اور شہر میں امن ہونے کے بعد پہلا انتظام یہ کیا کہ یونانی کلیسا کا حامی اور سرپرست بنانا کہ عیسائی اُس کی اطاعت قبول کریں۔ عیسائیوں پر سختی ہونے کی مخالفت کر دی اور ایک فرمان جاری کیا جس کے بموجب قسطنطنیہ کے نئے بطریق کو اور اُس کے جانشینوں اور ماتحت متنفذوں کو قدیم اختیارات جو حکومت سابقہ میں اُن کو حاصل تھے دیے گئے اور جو ذریعے اُن کی آمدنی کے تھے وہ بحال ہوئے اور جن قواعد سے وہ مستفید تھے اُن سے بدستور مستفید کیے گئے۔ گناہ دوسرے جو ترکوں کی فتح کے بعد قسطنطنیہ کا پہلا بطریق ہوا سلطان نے اپنے ہاتھ سے وہ عصا عنایت فرمایا جو اُس کے منصب کا نشان تھا اور ایک خریطہ جس میں ایک ہزار اشرافیان تھیں اور ایک گھوڑا جس پر بہت تکلف کا سامان تھا دیا اور اجازت دی کہ وہ اپنے قدیم سامان جلوس کیساتھ شہر میں سوار ہو کر دورہ کر لے۔ ترکوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ کلیسا کے سب بڑے افسر کی وہ ہی عزت اور وقوت قائم رکھی جو اُس کو عیسائی شہنشاہانِ روم کے وقت میں حاصل تھی بلکہ عدالت کے وسیع اختیارات بھی اُس کو دیے۔ بطریق قسطنطنیہ کی عدالت ایسے کل مقدمات کو جس میں ذلیقین مسیحی المذہب ہوں فیصلہ کرتی تھی۔ جرمانہ کرنے اور مجرموں کو قید کی سزا دینے کے اختیارات جس کے لیے علیحدہ قید خانے بنے ہوئے تھے اور خاص صورتوں میں سزائی موت کے حکم دینے کا اختیار بھی اس کو حاصل تھا و زرائع سلطنت اور شرکی حکام کو ہدایت تھی کہ اس عدالت کے فیصلوں کی تعمیل کریں۔ سابق کی عیسوی سلطنت نے رعایا کے مذہبی امور میں طرح طرح کی دست اندازیاں کی تھیں لیکن ترکوں نے اُن میں کچھ دخل نہیں دیا۔ بطریق اور اُس کی مذہبی مجلس کو پورے اختیارات مذہب اور مذہبی انتظام کے بارے میں حاصل ہوئے بطریق نجاتنا کہ مذہبی مشوروں کی مجلس کو جب چاہے جمع کرے اور اُس کے ذریعہ سے عیسوی فقہ اور اصول کے تمام مسائل کو بغیر سلطنت کی مداخلت کے طے کرے اور چونکہ ایک حیثیت سے وہ سلطانی عہدہ دار بھی تھا اس لیے

اُس کے ختیباء میں تھا کہ مصیبت وہ عیسائیوں کی حالت کی اصلاح اس طرح کرے کہ نہ صرف ان کی گورنروں کے کاموں سے سلطان کو اطلاع کر دے۔ یونانی اُقف جو اضلع میں تھے ان کی بہی بہت عزت تھی اور عدالت کے اختیارات ان کو اس قدر دیے گئے تھے کہ موجودہ زمانہ تک انہوں نے اپنے علاقوں میں عیسائیوں پر ترکی حاکموں کی طرح حکومت رکھی۔ گویا ان کو وہ درجہ اور مرتبہ حاصل تھا جو عیسوی سلطنت سابقہ میں عیسائی امرا کو تھا لیکن ان امرا کو ترکوں نے قطعاً نیست و نابود کر دیا تھا۔ دریافت ہوتا ہو کہ طبقہ اعلیٰ کے قسمن بجائے اس کے کہ عیسائیوں کے پیشوائی مذہب ہوں زیادہ ترکوں کے اہلکار ہوتے تھے۔ اور عیسائیوں کو ہمیشہ اس بات کا سبق پڑھاتے تھے کہ سلطان کو خدا کی طرف سے کلیسیائے یونان کی حفاظت سپرد ہوئی ہو۔ چنانچہ کچھ زمانہ کے بعد سلطان کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ کلیسیائے یونان کے مستفید عیسائی گرجاؤں کو اپنے صرف میں لا جن کو مساجد کیلئے ضبط نہیں کیا گیا تھا اور عیسائیوں کو اختیار دیا گیا کہ مذہبی رسوم اپنے اپنے دستور کے مطابق علی الاعلان ادا کریں۔

باد جو دیکہ دولت عثمانیہ کے ان صوبجات میں جو یورپ میں واقع تھے عیسائیوں کی تعداد ترکوں سے بہت زیادہ تھی لیکن مذہبی آزادی اور جان و مال کی حفاظت کے جو ان کو بخوبی حاصل عیسائیوں کو نئے حاکموں کا بالکل مطیع بنادیا۔ اور انہوں نے سلطان کی حکومت کو ہر ایک عیسائی حکومت پر ترجیح دی۔ فی الحقیقت ملک کے بہت سے حصوں میں یونانی عیسائیوں نے فرینک اور ونس کی طامع اور ظالم حکومت سے جس نے روم کی عیسائی سلطنت سے یونان کے جنوبی ملک پلاپی میں اور آڈر حصہ نہ پر قبضہ کرنے کیلئے مدت تک تنازع رکھا تھا ترکوں کو اپنا نجات دینے والا تصور کیا۔ فرینک اور ونس والوں نے یونان میں فیوڈل سسٹم جاری کیا تھا (یعنی رعایا کو گورنمنٹ ٹاکس شرط پر زمین دیتی تھی کہ ضرورت کیوقت اس عطیہ کا معاوضہ فوجی خدمات سے کیا جائے) اس انتظام سے رعایا کی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہو گئی تھی۔ اور چونکہ یہ حکم زبان اور قوم اور مذہب میں عام

اختلاف رکھتے تھے اس لیے رمایا اُن سے سخت نفرت کرتی تھی۔ اور وہ جانتی تھی کہ اگر کوئی اور قوم اُس پر مسلط ہوئی تو اُس کی حالت کچھ بہتر ہو جاوے گی کیونکہ عیسوی اتر حالت اس وقت تھی اس سے زیادہ بدتر ہونی ناممکن تھی۔ اگرچہ ترک بھی غیر تھے جنہوں نے دنیس کی ظالم حکومت سے اُن کو نجات دی تھی۔ لیکن رومن کیتھولک عیسائیوں کے مقابل میں جو دنیس والوں کا مذہب تھا کافر ترک کو اُنھوں نے ترجیح کے قابل سمجھا۔ یونانی عیسائی جنکو روم کی عیسوی سلطنت سے بہت تعلقات تھے وہ بھی عیسوی سلطنت پر غیر کی حکومت ہونے کو بُری نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ پالیولوجی کے شاہی خاندان نے اپنے عہد میں جو ظلم اور سختیاں کیں اُن کے خیال تک سے خوف آتا ہے۔ امیروں کی خیانت اور بد اعمالی۔ فیسوں کا غلبہ اور ظلم۔ قانون کی تخریب سے رعایا پر تشدد۔ گورنمنٹ کا لالچ۔ تجارت کے ختمیارات مالی انتظام اور محصول جمع کرنے والوں کا لشکر۔ غرض ان سب چیزوں نے مظلوم رعایا کے تمام حقوق تلف کر دیے تھے اور اسکو ترقی یا تلافی کی اُمید باقی نہیں رہی تھی۔ ”شاہیہ لوگ خیال کریں کہ طرفہ داری کے جو شس سے ایسا تحریر ہوا ہے اس لیے ایک عہد نویس مورخ کے قول سے اس عبارت کی تصدیق کرتے ہیں۔ رومی مورخ جس نے عیسوی قسطنطنیہ کے زوال کا حال لکھا ہے وہ بھی اسی طرح کا اِزام گورنمنٹ پر حامد کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ ”بغیر قانون کے خوف کے ہر ایک سلطنت ایسی ہی جیسے بنے لگام گھوڑا۔ شہنشاہ قسطنطنیہ اور اُس کے جانشینوں نے اپنے امیروں کو اجازت دی کہ رعایا پر

سلطہ ایک سیلح جس نے شاہیہ میں جزیرہ قبرص کا سفر کیا دنیس والوں کے ظلم کا حال لکھتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقبوضہ ملکوں پر سطح جو رستم کرتے تھے قبرص کے ذکر میں لکھا ہے ”قبرص کے تمام باشندے دنیس والوں کے غلام ہیں۔ زمین کی پیداوار اناج۔ شراب۔ تیل۔ مویشی غرض جس چیز سے رعایا کو آمدنی ہو یا جس قدر یہ مال بچھے اُسکا تہائی حصہ دنیس کی گورنمنٹ رعایا سے وصول کرتی تھی۔ رعایا میں سے ہر شخص مجبور تھا کہ ہفتہ میں دو دن تک سرکاری بیگاریں جہاں اُسکو تباہ جائے کام کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے کام کو جو سے یا بیاری سے معذور ہو کر ایسا نہ کر سکا تو جس قدر دن تک وہ غیر حاضر رہا ہوا اس کے حساب جرمانہ دینا ہوتا تھا علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی سالانہ محصول ہی اُس پر جاری رہتا تھا اور اسکی وجہ سے غریب رعایا اس قدر مظلوم اور پریشان رہتی تھی کہ جسم اور جان دونوں کو وکیل کنسٹیبل انگو دشوار تھا (ڈارٹن باڈم کارٹن کا سفر نامہ صفحہ ۳۷) ۱۷۷۰ فتنے میری بد۔ صفحہ ۵۰۲ ۱۷۷۰ اور کوہاٹ ہنقولہ کارک۔ یو پرمین ٹرکی کی قوم“ صفحہ ۸۲۔

ظلم کریں۔ اُن کی عدالتوں سے انصاف اٹھ گیا اور اُن کے دلوں میں بہت باقی رہی۔ ججوں نے بیگناہوں کے آئینوں اور خون سے خزلے جمع کر لیے۔ یونانی سپاہی اپنے زرق برق لباس پر ناز کرتے تھے۔ رعایا کو سلطنت سے بغاوت کر کے مذمت سنوتی تھی اور سپاہی کو لڑائی سے بہانے میں غیرت نہ آتی تھی۔ آخر کار خزلے ان نالائق حاکموں پر اپنی بجلی گرائی اور سلطان محمد فتح کو پیدا کیا جس کے ارطالے واپس لڑائی سے خوش ہوتے ہیں اور جس کے بیچ امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ اس تعریف کا اخیر جملہ موجودہ نسل کے کانوں کو کیٹکے گا۔ جس کو پچاس برس سے اس بات کی ضرورت پیش آئی ہو کہ ترکوں کی بے انصافیوں کے شاک کی رہیں۔ لیکن ترکوں کے انصاف اور عدالت کی صاف صاف شہادت قدیم زمانہ کے متعہ و موثر خوں سے دستیاب ہوتی ہو۔ باختم کاموئج جس نے قسطنطنیہ کی فتح کا حال لکھا ہو لکھتا ہے کہ بایزید جیسا خشناک سلطان بھی عیسائیوں کے ساتھ فیاضی اور دریا دلی سے پیش آیا۔ عیسائیوں کو اپنے دربار میں داخل کر کے اُن کے دلوں کو تسخیر کیا۔ سلطان مراد ثانی کو عدالتوں کے انتظام کی طرف توجہ کرنے سے نہایت شہرت حاصل ہوئی اور اُن تمام خرابیوں کی اصلاح ہو گئی جو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت کی تھیں۔ ترکی حکام میں سے ایسے لوگوں کو جنہوں نے رعایا پر ظلم کیے سخت سزائیں دیں۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد ایک صدی تک نہایت لائق سلاطین نے مضبوط اور مستحکم انتظام سے تمام قلمروں میں امن قائم رکھا اور ملکی نظم و نسق نہایت تعریف کے قابل جاری کیا۔ اگرچہ یہ انتظام ایسا نہ تھا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو یکساں انصاف ملتا لیکن اُس نے یونانیوں کو کچھ کو سابق کی حالت سے بدرجہا بہتر کر دیا۔ اب عیسائیوں پر ریگاری کی مصیبتیں کم ہو گئیں اور غیر معمولی اہول اُن سے شاذ لیے جاتے تھے جو محمولہ ادا کرتے تھے وہ اُن آفتوں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت

۱۷۰۰ء کا دسین پانچویں صدی صفحہ ۲۳۷ء میں کریم پاشا نے جو شہر میں لکھا تو قیام کی بات ہو کہ ان جیسی لوگوں میں ایسی ترکوں میں اور ایسے بڑے گنجان شہر میں قتل کے واقعے نہیں آئے اور بے انصافی کسی کے ساتھ نہیں ہوتی ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہو یہی وجہ ہو کہ سلطان روم اپنے دار الحکومت قسطنطنیہ کو تمام دنیا کا دارالاسن کہتا ہو کیونکہ جس قدر آفت زدہ لوگ ہیں اُن کو اس شہر میں پناہ ملتی ہو۔ انصاف سب کے ساتھ خواہ اہل ہویا دنی عیسائی ہو یا کافر یکساں ہوتا ہو ترکوں کو لکھا۔ صفحہ ۲۸۷ء مطبوعہ بائبلک سوسائٹی ۱۷۰۰ء فرانسس صفحہ ۹۰۔

نہ رکھتا تھا جو فرینک اور بازنطیم کے عہد حکومت میں فیوڈل انتظام کے جاری ہونے سے رعایا پر ہمیشہ نازل رہتی تھیں۔ یورپ کے کل عیسائی ملکوں کے مقابلہ میں ترکوں کی سلطنت گورنمنٹ کی خوبی کے لحاظ سے زیادہ عمدہ اور شانستہ تھی۔ اور سلطانی گورنمنٹ کے ذریعہ پیدہ عیسائیوں کو عیسائی بادشاہوں کی ذریعہ پیشہ رعایا کے مقابلہ میں زیادہ آزادی حاصل تھی اور اپنی محنت کا ثمرہ بیشتر تھا۔ ملک کی تجارت کو بھی مسلمانوں کے عہد حکومت میں زیادہ ترقی ہوئی کیونکہ زمانہ سانی کے ترکی سلاطین رعایا میں تجارت کو ترقی دینے کے ہمیشہ حامی اور سرپرست رہے۔ جب ترکوں کے دور حکومت میں عیسائیوں کو بازنطیس گورنمنٹ کے ظلم اور ستم سے نجات ملی تو اکثر بڑے بڑے شہروں کیلئے ترقی اور بہبودی کا زمانہ شروع ہو گیا۔ ان میں سے پہلا شہر ناسیسا کا تھا جو سنہ ۱۳۳۰ء میں مدت کے محاصرہ کے بعد عمدہ شرائط تجویز ہو کر سلطان ارخان کے حوالے ہوا۔ قدیم باشندگان ہونام کی طرح ترکوں کو بھی سرکوں اور پلوں کی تعمیر کا شوق تھا اور ان ذریعوں سے وہ اپنی فکر میں تجارت کو ترقی دیتے تھے غیر حکومتیں دولت عثمانیہ کے عیسائی سوداگروں کو اپنے بندرگاہوں میں داخل ہونے دیتی تھیں اور عیسوی سلطنت روم کے زمانہ کی طرح ان کو روکتی نہ تھیں۔ اب عیسائی سوداگر عثمانی نشان اپنے جواز و پیرنگا ترکوں کا لباس اور طریقہ اختیار کرتے تھے اور مغربی یورپ کی تمام قومیں ان کی وہ عزت اور توقیر کرتی تھیں جو روہن کیتھولک عیسائیوں نے کلیسائی یونان کے عیسائیوں کی اہلک نہ کی تھی۔

لیکن ان خوبیوں کے ساتھ کہ ترکوں نے عیسائیوں سے بالعموم اچھا برتاؤ کیا اور ان کو مذہبی آزادی دی ایک بات متنبی بھی ہو اور وہ یہ ہو کہ عیسائیوں کے بچے خراج میں وصول کیے جاتے تھے جن کو کم عمری میں ان کے ماں باپ سے چھین کر نیپگوری کی مشہور و معروف فوج کیلئے تیار کیا جاتا تھا۔ سنہ ۱۳۳۰ء میں سلطان ارخان نے اس فوج کو جاری کیا تھا جو صدیوں تک سلاطین روم کی قوت بازو رہی۔ یہ فوج اس طرح قائم رکھی گئی کہ ہر چوتھے برس اس کیلئے لڑکے جمع کئے

۱۵۰۰ قتلے۔ پانچویں جلد صفحہ ۵۰-۱۲۰۔ ۱۲۱-۱۲۲۔ ۱۲۳-۱۲۴۔ ۱۲۵-۱۲۶۔ ۱۲۷-۱۲۸۔ ۱۲۹-۱۳۰۔ ۱۳۱-۱۳۲۔ ۱۳۳-۱۳۴۔ ۱۳۵-۱۳۶۔ ۱۳۷-۱۳۸۔ ۱۳۹-۱۴۰۔ ۱۴۱-۱۴۲۔ ۱۴۳-۱۴۴۔ ۱۴۵-۱۴۶۔ ۱۴۷-۱۴۸۔ ۱۴۹-۱۵۰۔ ۱۵۱-۱۵۲۔ ۱۵۳-۱۵۴۔ ۱۵۵-۱۵۶۔ ۱۵۷-۱۵۸۔ ۱۵۹-۱۶۰۔ ۱۶۱-۱۶۲۔ ۱۶۳-۱۶۴۔ ۱۶۵-۱۶۶۔ ۱۶۷-۱۶۸۔ ۱۶۹-۱۷۰۔ ۱۷۱-۱۷۲۔ ۱۷۳-۱۷۴۔ ۱۷۵-۱۷۶۔ ۱۷۷-۱۷۸۔ ۱۷۹-۱۸۰۔ ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۸۳-۱۸۴۔ ۱۸۵-۱۸۶۔ ۱۸۷-۱۸۸۔ ۱۸۹-۱۹۰۔ ۱۹۱-۱۹۲۔ ۱۹۳-۱۹۴۔ ۱۹۵-۱۹۶۔ ۱۹۷-۱۹۸۔ ۱۹۹-۲۰۰۔ ۲۰۱-۲۰۲۔ ۲۰۳-۲۰۴۔ ۲۰۵-۲۰۶۔ ۲۰۷-۲۰۸۔ ۲۰۹-۲۱۰۔ ۲۱۱-۲۱۲۔ ۲۱۳-۲۱۴۔ ۲۱۵-۲۱۶۔ ۲۱۷-۲۱۸۔ ۲۱۹-۲۲۰۔ ۲۲۱-۲۲۲۔ ۲۲۳-۲۲۴۔ ۲۲۵-۲۲۶۔ ۲۲۷-۲۲۸۔ ۲۲۹-۲۳۰۔ ۲۳۱-۲۳۲۔ ۲۳۳-۲۳۴۔ ۲۳۵-۲۳۶۔ ۲۳۷-۲۳۸۔ ۲۳۹-۲۴۰۔ ۲۴۱-۲۴۲۔ ۲۴۳-۲۴۴۔ ۲۴۵-۲۴۶۔ ۲۴۷-۲۴۸۔ ۲۴۹-۲۵۰۔ ۲۵۱-۲۵۲۔ ۲۵۳-۲۵۴۔ ۲۵۵-۲۵۶۔ ۲۵۷-۲۵۸۔ ۲۵۹-۲۶۰۔ ۲۶۱-۲۶۲۔ ۲۶۳-۲۶۴۔ ۲۶۵-۲۶۶۔ ۲۶۷-۲۶۸۔ ۲۶۹-۲۷۰۔ ۲۷۱-۲۷۲۔ ۲۷۳-۲۷۴۔ ۲۷۵-۲۷۶۔ ۲۷۷-۲۷۸۔ ۲۷۹-۲۸۰۔ ۲۸۱-۲۸۲۔ ۲۸۳-۲۸۴۔ ۲۸۵-۲۸۶۔ ۲۸۷-۲۸۸۔ ۲۸۹-۲۹۰۔ ۲۹۱-۲۹۲۔ ۲۹۳-۲۹۴۔ ۲۹۵-۲۹۶۔ ۲۹۷-۲۹۸۔ ۲۹۹-۳۰۰۔ ۳۰۱-۳۰۲۔ ۳۰۳-۳۰۴۔ ۳۰۵-۳۰۶۔ ۳۰۷-۳۰۸۔ ۳۰۹-۳۱۰۔ ۳۱۱-۳۱۲۔ ۳۱۳-۳۱۴۔ ۳۱۵-۳۱۶۔ ۳۱۷-۳۱۸۔ ۳۱۹-۳۲۰۔ ۳۲۱-۳۲۲۔ ۳۲۳-۳۲۴۔ ۳۲۵-۳۲۶۔ ۳۲۷-۳۲۸۔ ۳۲۹-۳۳۰۔ ۳۳۱-۳۳۲۔ ۳۳۳-۳۳۴۔ ۳۳۵-۳۳۶۔ ۳۳۷-۳۳۸۔ ۳۳۹-۳۴۰۔ ۳۴۱-۳۴۲۔ ۳۴۳-۳۴۴۔ ۳۴۵-۳۴۶۔ ۳۴۷-۳۴۸۔ ۳۴۹-۳۵۰۔ ۳۵۱-۳۵۲۔ ۳۵۳-۳۵۴۔ ۳۵۵-۳۵۶۔ ۳۵۷-۳۵۸۔ ۳۵۹-۳۶۰۔ ۳۶۱-۳۶۲۔ ۳۶۳-۳۶۴۔ ۳۶۵-۳۶۶۔ ۳۶۷-۳۶۸۔ ۳۶۹-۳۷۰۔ ۳۷۱-۳۷۲۔ ۳۷۳-۳۷۴۔ ۳۷۵-۳۷۶۔ ۳۷۷-۳۷۸۔ ۳۷۹-۳۸۰۔ ۳۸۱-۳۸۲۔ ۳۸۳-۳۸۴۔ ۳۸۵-۳۸۶۔ ۳۸۷-۳۸۸۔ ۳۸۹-۳۹۰۔ ۳۹۱-۳۹۲۔ ۳۹۳-۳۹۴۔ ۳۹۵-۳۹۶۔ ۳۹۷-۳۹۸۔ ۳۹۹-۴۰۰۔ ۴۰۱-۴۰۲۔ ۴۰۳-۴۰۴۔ ۴۰۵-۴۰۶۔ ۴۰۷-۴۰۸۔ ۴۰۹-۴۱۰۔ ۴۱۱-۴۱۲۔ ۴۱۳-۴۱۴۔ ۴۱۵-۴۱۶۔ ۴۱۷-۴۱۸۔ ۴۱۹-۴۲۰۔ ۴۲۱-۴۲۲۔ ۴۲۳-۴۲۴۔ ۴۲۵-۴۲۶۔ ۴۲۷-۴۲۸۔ ۴۲۹-۴۳۰۔ ۴۳۱-۴۳۲۔ ۴۳۳-۴۳۴۔ ۴۳۵-۴۳۶۔ ۴۳۷-۴۳۸۔ ۴۳۹-۴۴۰۔ ۴۴۱-۴۴۲۔ ۴۴۳-۴۴۴۔ ۴۴۵-۴۴۶۔ ۴۴۷-۴۴۸۔ ۴۴۹-۴۵۰۔ ۴۵۱-۴۵۲۔ ۴۵۳-۴۵۴۔ ۴۵۵-۴۵۶۔ ۴۵۷-۴۵۸۔ ۴۵۹-۴۶۰۔ ۴۶۱-۴۶۲۔ ۴۶۳-۴۶۴۔ ۴۶۵-۴۶۶۔ ۴۶۷-۴۶۸۔ ۴۶۹-۴۷۰۔ ۴۷۱-۴۷۲۔ ۴۷۳-۴۷۴۔ ۴۷۵-۴۷۶۔ ۴۷۷-۴۷۸۔ ۴۷۹-۴۸۰۔ ۴۸۱-۴۸۲۔ ۴۸۳-۴۸۴۔ ۴۸۵-۴۸۶۔ ۴۸۷-۴۸۸۔ ۴۸۹-۴۹۰۔ ۴۹۱-۴۹۲۔ ۴۹۳-۴۹۴۔ ۴۹۵-۴۹۶۔ ۴۹۷-۴۹۸۔ ۴۹۹-۵۰۰۔ ۵۰۱-۵۰۲۔ ۵۰۳-۵۰۴۔ ۵۰۵-۵۰۶۔ ۵۰۷-۵۰۸۔ ۵۰۹-۵۱۰۔ ۵۱۱-۵۱۲۔ ۵۱۳-۵۱۴۔ ۵۱۵-۵۱۶۔ ۵۱۷-۵۱۸۔ ۵۱۹-۵۲۰۔ ۵۲۱-۵۲۲۔ ۵۲۳-۵۲۴۔ ۵۲۵-۵۲۶۔ ۵۲۷-۵۲۸۔ ۵۲۹-۵۳۰۔ ۵۳۱-۵۳۲۔ ۵۳۳-۵۳۴۔ ۵۳۵-۵۳۶۔ ۵۳۷-۵۳۸۔ ۵۳۹-۵۴۰۔ ۵۴۱-۵۴۲۔ ۵۴۳-۵۴۴۔ ۵۴۵-۵۴۶۔ ۵۴۷-۵۴۸۔ ۵۴۹-۵۵۰۔ ۵۵۱-۵۵۲۔ ۵۵۳-۵۵۴۔ ۵۵۵-۵۵۶۔ ۵۵۷-۵۵۸۔ ۵۵۹-۵۶۰۔ ۵۶۱-۵۶۲۔ ۵۶۳-۵۶۴۔ ۵۶۵-۵۶۶۔ ۵۶۷-۵۶۸۔ ۵۶۹-۵۷۰۔ ۵۷۱-۵۷۲۔ ۵۷۳-۵۷۴۔ ۵۷۵-۵۷۶۔ ۵۷۷-۵۷۸۔ ۵۷۹-۵۸۰۔ ۵۸۱-۵۸۲۔ ۵۸۳-۵۸۴۔ ۵۸۵-۵۸۶۔ ۵۸۷-۵۸۸۔ ۵۸۹-۵۹۰۔ ۵۹۱-۵۹۲۔ ۵۹۳-۵۹۴۔ ۵۹۵-۵۹۶۔ ۵۹۷-۵۹۸۔ ۵۹۹-۶۰۰۔ ۶۰۱-۶۰۲۔ ۶۰۳-۶۰۴۔ ۶۰۵-۶۰۶۔ ۶۰۷-۶۰۸۔ ۶۰۹-۶۱۰۔ ۶۱۱-۶۱۲۔ ۶۱۳-۶۱۴۔ ۶۱۵-۶۱۶۔ ۶۱۷-۶۱۸۔ ۶۱۹-۶۲۰۔ ۶۲۱-۶۲۲۔ ۶۲۳-۶۲۴۔ ۶۲۵-۶۲۶۔ ۶۲۷-۶۲۸۔ ۶۲۹-۶۳۰۔ ۶۳۱-۶۳۲۔ ۶۳۳-۶۳۴۔ ۶۳۵-۶۳۶۔ ۶۳۷-۶۳۸۔ ۶۳۹-۶۴۰۔ ۶۴۱-۶۴۲۔ ۶۴۳-۶۴۴۔ ۶۴۵-۶۴۶۔ ۶۴۷-۶۴۸۔ ۶۴۹-۶۵۰۔ ۶۵۱-۶۵۲۔ ۶۵۳-۶۵۴۔ ۶۵۵-۶۵۶۔ ۶۵۷-۶۵۸۔ ۶۵۹-۶۶۰۔ ۶۶۱-۶۶۲۔ ۶۶۳-۶۶۴۔ ۶۶۵-۶۶۶۔ ۶۶۷-۶۶۸۔ ۶۶۹-۶۷۰۔ ۶۷۱-۶۷۲۔ ۶۷۳-۶۷۴۔ ۶۷۵-۶۷۶۔ ۶۷۷-۶۷۸۔ ۶۷۹-۶۸۰۔ ۶۸۱-۶۸۲۔ ۶۸۳-۶۸۴۔ ۶۸۵-۶۸۶۔ ۶۸۷-۶۸۸۔ ۶۸۹-۶۹۰۔ ۶۹۱-۶۹۲۔ ۶۹۳-۶۹۴۔ ۶۹۵-۶۹۶۔ ۶۹۷-۶۹۸۔ ۶۹۹-۷۰۰۔ ۷۰۱-۷۰۲۔ ۷۰۳-۷۰۴۔ ۷۰۵-۷۰۶۔ ۷۰۷-۷۰۸۔ ۷۰۹-۷۱۰۔ ۷۱۱-۷۱۲۔ ۷۱۳-۷۱۴۔ ۷۱۵-۷۱۶۔ ۷۱۷-۷۱۸۔ ۷۱۹-۷۲۰۔ ۷۲۱-۷۲۲۔ ۷۲۳-۷۲۴۔ ۷۲۵-۷۲۶۔ ۷۲۷-۷۲۸۔ ۷۲۹-۷۳۰۔ ۷۳۱-۷۳۲۔ ۷۳۳-۷۳۴۔ ۷۳۵-۷۳۶۔ ۷۳۷-۷۳۸۔ ۷۳۹-۷۴۰۔ ۷۴۱-۷۴۲۔ ۷۴۳-۷۴۴۔ ۷۴۵-۷۴۶۔ ۷۴۷-۷۴۸۔ ۷۴۹-۷۵۰۔ ۷۵۱-۷۵۲۔ ۷۵۳-۷۵۴۔ ۷۵۵-۷۵۶۔ ۷۵۷-۷۵۸۔ ۷۵۹-۷۶۰۔ ۷۶۱-۷۶۲۔ ۷۶۳-۷۶۴۔ ۷۶۵-۷۶۶۔ ۷۶۷-۷۶۸۔ ۷۶۹-۷۷۰۔ ۷۷۱-۷۷۲۔ ۷۷۳-۷۷۴۔ ۷۷۵-۷۷۶۔ ۷۷۷-۷۷۸۔ ۷۷۹-۷۸۰۔ ۷۸۱-۷۸۲۔ ۷۸۳-۷۸۴۔ ۷۸۵-۷۸۶۔ ۷۸۷-۷۸۸۔ ۷۸۹-۷۹۰۔ ۷۹۱-۷۹۲۔ ۷۹۳-۷۹۴۔ ۷۹۵-۷۹۶۔ ۷۹۷-۷۹۸۔ ۷۹۹-۸۰۰۔ ۸۰۱-۸۰۲۔ ۸۰۳-۸۰۴۔ ۸۰۵-۸۰۶۔ ۸۰۷-۸۰۸۔ ۸۰۹-۸۱۰۔ ۸۱۱-۸۱۲۔ ۸۱۳-۸۱۴۔ ۸۱۵-۸۱۶۔ ۸۱۷-۸۱۸۔ ۸۱۹-۸۲۰۔ ۸۲۱-۸۲۲۔ ۸۲۳-۸۲۴۔ ۸۲۵-۸۲۶۔ ۸۲۷-۸۲۸۔ ۸۲۹-۸۳۰۔ ۸۳۱-۸۳۲۔ ۸۳۳-۸۳۴۔ ۸۳۵-۸۳۶۔ ۸۳۷-۸۳۸۔ ۸۳۹-۸۴۰۔ ۸۴۱-۸۴۲۔ ۸۴۳-۸۴۴۔ ۸۴۵-۸۴۶۔ ۸۴۷-۸۴۸۔ ۸۴۹-۸۵۰۔ ۸۵۱-۸۵۲۔ ۸۵۳-۸۵۴۔ ۸۵۵-۸۵۶۔ ۸۵۷-۸۵۸۔ ۸۵۹-۸۶۰۔ ۸۶۱-۸۶۲۔ ۸۶۳-۸۶۴۔ ۸۶۵-۸۶۶۔ ۸۶۷-۸۶۸۔ ۸۶۹-۸۷۰۔ ۸۷۱-۸۷۲۔ ۸۷۳-۸۷۴۔ ۸۷۵-۸۷۶۔ ۸۷۷-۸۷۸۔ ۸۷۹-۸۸۰۔ ۸۸۱-۸۸۲۔ ۸۸۳-۸۸۴۔ ۸۸۵-۸۸۶۔ ۸۸۷-۸۸۸۔ ۸۸۹-۸۹۰۔ ۸۹۱-۸۹۲۔ ۸۹۳-۸۹۴۔ ۸۹۵-۸۹۶۔ ۸۹۷-۸۹۸۔ ۸۹۹-۹۰۰۔ ۹۰۱-۹۰۲۔ ۹۰۳-۹۰۴۔ ۹۰۵-۹۰۶۔ ۹۰۷-۹۰۸۔ ۹۰۹-۹۱۰۔ ۹۱۱-۹۱۲۔ ۹۱۳-۹۱۴۔ ۹۱۵-۹۱۶۔ ۹۱۷-۹۱۸۔ ۹۱۹-۹۲۰۔ ۹۲۱-۹۲۲۔ ۹۲۳-۹۲۴۔ ۹۲۵-۹۲۶۔ ۹۲۷-۹۲۸۔ ۹۲۹-۹۳۰۔ ۹۳۱-۹۳۲۔ ۹۳۳-۹۳۴۔ ۹۳۵-۹۳۶۔ ۹۳۷-۹۳۸۔ ۹۳۹-۹۴۰۔ ۹۴۱-۹۴۲۔ ۹۴۳-۹۴۴۔ ۹۴۵-۹۴۶۔ ۹۴۷-۹۴۸۔ ۹۴۹-۹۵۰۔ ۹۵۱-۹۵۲۔ ۹۵۳-۹۵۴۔ ۹۵۵-۹۵۶۔ ۹۵۷-۹۵۸۔ ۹۵۹-۹۶۰۔ ۹۶۱-۹۶۲۔ ۹۶۳-۹۶۴۔ ۹۶۵-۹۶۶۔ ۹۶۷-۹۶۸۔ ۹۶۹-۹۷۰۔ ۹۷۱-۹۷۲۔ ۹۷۳-۹۷۴۔ ۹۷۵-۹۷۶۔ ۹۷۷-۹۷۸۔ ۹۷۹-۹۸۰۔ ۹۸۱-۹۸۲۔ ۹۸۳-۹۸۴۔ ۹۸۵-۹۸۶۔ ۹۸۷-۹۸۸۔ ۹۸۹-۹۹۰۔ ۹۹۱-۹۹۲۔ ۹۹۳-۹۹۴۔ ۹۹۵-۹۹۶۔ ۹۹۷-۹۹۸۔ ۹۹۹-۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱-۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳-۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵-۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷-۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹-۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱-۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳-۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵-۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷-۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹-۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱-۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳-۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵-۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷-۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹-۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱-۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳-۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵-۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷-۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹-۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱-۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳-۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵-۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷-۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹-۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱-۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳-۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵-۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷-۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹-۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱-۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳-۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵-۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷-۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹-۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱-۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳-۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵-۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷-۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹-۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱-۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳-۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵-۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷-۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹-۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱-۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳-۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵-۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷-۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹-۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱-۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳-۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵-۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷-۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹-۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱-۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳-۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵-۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷-۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹-۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱-۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳-۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵-۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷-۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹-۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱-۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳-۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵-۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷-۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹-۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱-۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳-۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵-۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷-۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹-۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱-۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳-۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵-۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷-۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹-۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱-۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳-۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵-۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷-۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹-۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱-۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳-۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵-۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷-۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹-۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱-۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳-۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵-۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷-۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹-۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱-۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳-۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵-۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷-۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹-۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱-۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳-۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵-۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷-۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹-۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱-۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳-۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵-۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷-۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹-۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱-۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳-۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵-۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷-۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹-۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱-۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳-۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵-۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷-۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹-۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱-۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳-۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵-۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷-۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹-۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱-۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳-۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵-۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷-۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹-۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱-۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳-۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵-۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷-۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹-۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱-۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳-۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵-۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷-۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹-۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱-۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳-۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵-۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷-۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹-۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱-۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳-۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵-۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷-۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹-۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱-۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳-۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵-۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷-۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹-۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱-۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳-۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵-۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷-۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹-۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱-۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳-۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵-۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷-۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹-۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱-۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳-۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵-۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷-۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹-۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱-۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳-۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵-۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷-۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹-۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱-۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳-۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵-۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷-۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹-۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱-۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳-۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵-۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷-۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹-۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱-۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳-۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵-۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷-۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹-۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱-۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳-۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵-۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷-۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹-۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱-۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳-۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵-۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷-۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹-۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱-۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳-۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵-۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷-۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹-۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱-۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳-۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵-۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷-۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹-۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱-۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳-۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵-۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷-۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹-۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱-۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳-۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵-۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷-۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹-۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱-۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳-۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵-۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷-۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹-۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱-۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳-۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵-۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷-۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹-۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱-۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳-۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵-۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷-۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹-۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱-۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳-۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵-۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷-۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹-۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱-۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳-۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵-۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷-۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹-۱۴۹۰۔ ۱۴۹۱-۱۴۹۲۔ ۱۴۹۳-۱۴۹۴۔ ۱۴۹۵-۱۴۹۶۔ ۱۴۹۷-۱۴۹۸۔ ۱۴۹۹-۱۵۰۰۔ ۱۵۰۱-۱۵۰۲۔ ۱۵۰۳-۱۵۰۴۔ ۱۵۰۵-۱۵۰۶۔ ۱۵۰۷-۱۵۰۸۔ ۱۵۰۹-۱۵۱۰۔ ۱۵۱۱-۱۵۱۲۔ ۱۵۱۳-۱۵۱۴۔ ۱۵۱۵-۱۵۱۶۔ ۱۵۱۷-۱

جاتے تھے سلطان کے اہلکار ایسے اضلاع میں دورہ کرتے تھے جن پر پتوں کا خراج لگایا گیا تھا
 چھ برس سے لیکر نو برس کی عمر کے لڑکے منتخب کیے جاتے تھے۔ بقیوں نے اس حشیانہ خراج
 کے جائز ہونے کی تائید یہ کی تھی کہ یہ لڑکے پانچواں حصہ اس مال غنیمت کا ہے جو قرآن کے نبی
 بادشاہ کا حق ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی فتویٰ دیا تھا کہ زبردستی مسلمان کرنے کی جو ممانعت شریعت
 میں ہے اس کا کھانا ان لوگوں کے ساتھ بھی ہونا ضرور ہے لیکن یہ لڑکے ایسے صغیر سنی میں مسلمان
 معلوموں سے تعلیم و تربیت پاتے تھے کہ یہ ممانعت عملاً کوئی اثر نہ رکھتی تھی۔ یورپ کے عیسائیوں نے
 اس حشیانہ خراج کو ہمیشہ نفرت اور غصہ کی نظر سے دیکھا اور ترکی سلطنت میں جن یا حوں نے
 سیر و سفر کیا انہوں نے نہایت السوز حالات اُن اُجڑے ہوئے گروں اور روتے پٹیتے ماں باپوں
 کے کھمبے جن کی گودوں سے یہ بچے چھین لیے جاتے تھے لیکن نیچر سی فوج جب اول ہی
 دفعہ تیار ہوئی تو عیسائیوں نے خود اپنی مرضی سے داخل ہو کر اُس کی تعداد کو بڑھا دیا۔ جن صورتوں
 میں یہ خراج شروع ہوا اُن کو تحقیق کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود یونانیوں نے اُس کی طرف
 سے کیوں بے پروائی ظاہر کی۔ تمام ملک لڑائیوں سے دیران پڑا تھا اور خاندان کے خاندان
 بہک پیاس سے مر جانے کا خوف رکھتے تھے۔ عیسائیوں کے بچے جو فوج کے واسطے لیے جاتے
 تھے وہ اکثر یتیم ہوتے تھے جو بغیر اس کے ضائع ہو جاتے علاوہ اس کے عیسائیوں کو غلام
 بنا کر فروخت کرنے کا جو دستور اس زمانہ میں ہو چلا تھا اُس کے مقابلہ میں یہ خراج ایسا خوشحال
 نہ تھا جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔ اس دستور کی نسبت یقین کیا گیا ہے کہ وہ قدیم تھا اور عیسائی شہنشاہان
 روم کے زمانہ میں بھی اُس کی مثل ایک قاعدہ جاری تھا جس کو اب ترکوں نے اختیار کیا۔ مورخوں نے

سورہ (۱۱) آیت ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴

لکھا کہ عیسائی لڑکوں کی مقررہ تعداد جمع کرنے میں جبر کرنے کی بہت کم ضرورت پڑتی تھی۔ بلکہ ماں باپ خود آرزو کرتے تھے کہ اُن کے بچے ایسی خدمت پر آمور ہوں جو عموماً اُن کی ترقی کا باعث بنتی تھی۔ اور اس کا یقین تو والدین کو ہر صورت میں ہوتا تھا کہ اُن کے بچوں کی غور و پرداخت ایسی ملے گی کہ اُن کی زندگی آرام سے بسر ہو جائے گی کیونکہ ان کم عمر قیدیوں کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تھی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہیں۔ اگر یہ بات سچی ہو کہ ماں باپ اپنے لڑکوں کو روپیہ دیکر واپس لے سکتے تھے تو اس خدشہ کی صورت کم و حیشہ نہ ہو جاتی ہو۔ غرض ان حالات کو دیکھ کر یگانگے جو اس خراج کے ظلم میں تخفیف پیدا کرتے ہیں اور یہ سمجھ کر کہ جب کوئی بات رسم ہو جاتی ہو تو انسان اس کو آسانی سے برداشت کرتا ہو گویا بات اس وحشیانہ ظلم کے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ہم خیال کر سکتے ہیں کہ ترکی گورنمنٹ کے اس حکم سے جس سے یونانی عیسائیوں کی حالت بہت ترنیا پاتا جاتی تھی عیسائی کیونکر صامند رہے۔

علاوہ اس کے ترکی سلطنت کی عیسائی رعایا کو حفاظت کے معاد و عہد اور فوجی خدمات سے بری رہنے کی عوض میں جزیہ دینا ہوتا تھا۔ ترکی قانون کے مطابق جزیہ کی شرح ڈھائی پانچ اور دس غرض ہر صبح الجھ مرد کیلئے اُس کی آمدنی کے حساب سے تھی۔ سترہویں اور سو لہویں صدی عیسوی کے عیسائی مورخوں نے عموماً یہ لکھا ہے کہ جزیہ کی رسم فی شخص ایک ڈکٹ کی تھی لیکن مختلف رئیس بیان کی گئی ہیں تین۔ پانچ اور پچھ کر اُون یا ڈال بھی جزیہ کی رسم لکھی گئی ہے۔ اس اختلاف بیان کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سترہویں صدی میں ترکی روپیہ کی قیمت غیر مستقل تھی اس امر کا صحیح اندازہ کرنے میں کہ عیسائیوں کو جزیہ کی رسم کا ۱۰ اکرنا کس حد تک بار تہا نہایت طویل

لے کر یہی۔ صفحہ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴

بحث اس بات پر کرتی پڑے گی کہ اس زمانہ میں روپے سے کس قدر سامان خریدا جاسکتا تھا۔ اور دیگر مصارف سے جزیہ کی رسم کو کیا مناسبت تھی لیکن جزیہ کی جو مقدار تحریر ہوئی ہے اگر صرف اُس کا لحاظ کیا جاوے تو جزیہ کا دینا نہ ہب تبدیل کرنے کیلئے ہرگز صحیح غرض نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سند ۱۷ میں تورغور نے جہاں قوم کا مذمت کے مسلمان ہوئے کا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ ”اس بات کا اقرار کرنا ضروری ہے کہ یہ برکت عیسائی، اپنے ایمان کو کوڑیوں کے مول بیچتے ہیں اور نہ ہجے عوض جو کچھ ان کو ملتا ہے وہ ایک تو عبادت ہوتی ہے اور دوسرے اس بات کا نفع کہ جزیہ سے وہ بری ہو گئے۔ جزیہ کی رسم پانچ کراؤن سالانہ سے زیادہ نہیں ہے“ بمعنی شیفر نے ہی جس نے ترکوں کی سلطنت میں عیسائیوں کی حالت کو ایسا سیاہ کر کے بیان کیا ہے جس قدر سیاہ کر کے بیان کرنا ممکن ہے لکھا ہے کہ فی شخص ایک ڈاکٹ لینا خفیف بات تھی لیکن لڑائی کے محصلوں اور غیر معمولی محصلوں پر جو عیسائیوں کو دینے پڑتے تھے اُس نے زیادہ ضرور دیا ہے۔ زمین کا محصول عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے یکساں تھا۔

کیونکہ اس قدیم فریق کو کہ مسلمان اپنی زمین کیلئے عشر دیں اور جو مسلمان نہیں ہیں وہ خرچ ادا کریں ترکوں نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ عیسائیوں نے جو کچھ مصیبتیں اٹھائیں وہ خاص خاص حاکموں کے تشدد سے پیش آئیں جو منصب اور حکومت کے بل پر اپنے ماتحت لوگوں سے وہ پیر وصول کرتے تھے۔ اس قسم کی

۱۷ ساموس کے مطران جوزف جرجیش نے ۱۷۵۷ء میں جبکہ وہ لندن میں مقیم تھا ایک تصنیف لکھی اس کتاب میں اُس نے اپنے عقائد مطران کی آمد کی حالت لکھا ہے اس آمد کی تفصیل جو انگریزوں کی اطلاع کیلئے لکھی گئی مقدار کے لحاظ سے زیادہ تصور نہیں ہوئی جو فریس جان کیگنی میں انکو مقابلہ کرتے وقت یہ یاد رکھنا ضروری کہ مطران نے جزیہ کی مقدار تین کراؤن یا ڈالر لکھی ہے جو نصف ۸-۹ مطران لکھتا ہے کہ ”جب میں مقرر ہوا تو میرے کلیسا کے فریس نے پندرہ یا بیس ڈالرا دیے۔ اور کلیساؤں نے بھی اپنے اپنے نقد دے کے موافق روپیہ یا پیسے برس میں ہر ایک قسمی چار ڈالرا اور دوسرے برس میں دو ڈالرا دیا جو جن لوگوں کو کلیسا میں خدمت حاصل نہیں ہو ان میں سے ہر شخص پہلے برس میں ۴۸ اور دوسرے برس میں ۲۴ آپ دیتا ہے دیکھتا ہوں جو تجارت کا عندنا رہا تھا تب ہوا اُس میں اُس کی قیمت آٹھ آپری کی گئی تھی قفلے۔ پانچویں جلد صفحہ ۲۸۳ ساموس کے لوگ کلیح کی سند کیلئے ایک ڈالرا اور باہر لے لے ڈالرا کرتے ہیں۔ لیکن جو شخص دوسری یا تیسری بار کلیح پڑھتا ہے وہ تین یا چار ڈالرا دیتا ہے“ صفحہ ۳۱۰-۳۱۱ تورغور پہلی جلد صفحہ ۱۷۵ شیفر فقرہ ۱۷۶ (۵۶) لاس ڈاکٹ کے محاسب سے تلمذ ہو گا یہ تو جی ہو کہ سلطان ہر ایک عیسائی سے ایک ڈاکٹ جزیہ لیتا ہے لیکن جو کوئی غیر معمولی محصلوں میں ترکی حکام کیا کہ وصول نہیں کرتے۔ لڑائیوں کے کون سے محصل ہیں جو جزیہ نہیں پڑتے لیکن غیر معمولی محصلوں کا انحصار رہے یا پیسے دیا پھر ہوا اور مسلمانوں کو بھی یہ محصول اسی طرح ادا کرتے ہیں جیسے عیسائیوں سے وصول کئے جاتے ہیں صفحہ ۲۲-۲۵ پانچویں جلد صفحہ ۲۵-۲۶ نامہ ۱۲۲ پہلی جلد صفحہ ۳۲۶۔

زیادتیاں اسلامی قوانین کے خلاف ہی تھیں بلکہ ترکی گورنمنٹ کے زمانہ اختلاط سے پہلے وہ بہت کم نظر آتی تھیں جبکہ مقامی حکام کی رشوت ستانی اور بے انصافیوں سے جن کی پاداش نہ ہو سکتی تھی گورنمنٹ خراب نہ ہوئی تھی۔ یعدپ میں سلطنت عثمانیہ کے قائم ہونے پر اول دو صدیوں میں جو حالت عیسائیوں کی تھی اور اس کے بعد جبکہ سلطنت کا زوال شروع ہو گیا جو حالت عیسائیوں کی ہوئی ان میں بہت فرق ہو۔ لیکن یہ بات غور کے قابل ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ عیسائیوں کی خراب حالت برداشت کے قابل نہ رہی تھی اشاعت اسلام کے واقعات نہایت کم پیش آئے۔ اٹھارہویں صدی میں جبکہ عیسائی کسی سختیوں میں مبتلا تھے کہ کبھی ایسی سختیاں کسی زمانہ میں اپوزنہ بتی تھیں عیسائیوں کے مسلمان ہونے کا ذکر کہیں دیکھنے میں نہیں آتا بلکہ اس زمانہ میں ترکوں کی نسبت یہ تحریر ہوا کہ وہ اپنے مذہب کی ترقی سے غافل ہیں اور بد اعتقادی اور مذہبی شکوک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہ امر کہ عیسائیوں کی تکلیفیں گورنمنٹ کی خرابی سے تھیں نہ کہ مذہبی ظلم سے اس سے ثابت ہو کہ مسلمان اور عیسائی یکساں سختیوں میں مبتلا تھے البتہ مسلمانوں کے مقابلہ میں عیسائیوں کو زیادہ بڑے برتاؤ اور مالی نقصان کا سامنا

۱۔ سلطان کی عیسائی رعایا سختیاں ہونیکا خاص سبب تھا کہ اہلی گورنمنٹ جس کا صدر مقام قسطنطنیہ میں تھا اس کے اختیارات پر و بجات میں اچھی طرح تسلیم نہیں کیے جاتے تھے۔ یہ حکام اسلحا کا غلط تھا جس نے ذاتی عادات سے بڑی کڑائی پیدا کر دیں جو سلطنت عثمانیہ کے عیسائیوں کو زمانہ سابق میں پیش آتے تھے اب اور زیادہ پیش آتی ہیں کسی قوم کے زمانہ عروج میں حکوم قوم کے ساتھ خاص اور اوصاف ہونا ممکن ہو لیکن ایسے وقت میں جبکہ اس حکمران قوم پر زوال آتا ہو تو ان اوصاف کا پتہ چلنا مشکل ہے پادری دشمن۔ سروا اور سروا کے لوگ۔ دسویں صدی میں مسلمان عیسوی، ۱۷۱۱ میں ۱۷۱۱ میں ۱۷۱۱ میں سلطان گورنمنٹ نے مسلمانوں کے ساتھ ہی عوامی ظلم اور بے انصافی کا برتاؤ کیا جو مفتوح عیسائیوں کے ساتھ ہوا تھا۔ یونانی عیسائیوں کی تکلیفیں ملکوں کے ظلم اور غرور اور ایسی بد نظمیوں سے تھیں جو دولت عثمانیہ کے انتظامی صیغوں میں پہلی تھیں لیکن سلطان کی طرف سے باہر دست ایسے احکام جاری نہیں ہوتے تھے جن سے یہ ظلم برپا ہوں مسلمانوں کو اپنے قاضی سے اس قدر اوصاف پانے کی توقع نہ ہوئی تھی جس قدر کہ کے معاملات میں عیسائیوں کو اپنے محقق یا مذہبی حکام سے انصاف ملنے کا موقع حاصل تھا فتنے چلی جلد صفحہ ۱۷۱۱ یہ خیال کرنا غلطی ہو کہ سلطانی رعایا میں صرف عیسائی مظلوم اور تہقید ہیں انہیں ترک بد نظمیوں سے بے حساس دی ہیں۔ اور سب پر یکساں صیغہ ہیں البتہ سلطنت کے بعض حصوں میں مسلمانوں کا افسوس عیسائیوں کے افسوس سے بے حقیقت بڑا ہوا ہے اور یہ مسلمانوں کی خراب حالت ہوتی ہے جس پر سب حوں کو ترس آتا ہو۔ (دولت فورسٹہ دریائے ڈانیوب کے جنوبی سالو مانک صوبہ ۱۷۱۱ء ۱۷۱۱ء مطبعہ عدلین شہر عثمانی ایٹارک پکس میں ہر طرح کا ظلم اور ستم مسلمانوں اور عیسائیوں پر یکساں ہے اویس برائش۔ تراش قاضیہ ۱۷۱۱ء دیکھو صفحہ ۱۷۱۱ء)

رہتا ہو گا کیونکہ ان کو اپنی شکایتوں کی تلافی میں قانونی مشکلات درپیش تھیں اس لیے احتمال ہو کہ مفلس عیسائیوں نے مذہب تبدیل کر کے ان مصیبتوں اور بختیوں سے بچنا چاہا ہو گا۔

اگر اب ہم عیسائی بچوں کے خراج کو مستثنیٰ کر دیں جن کو یونانی عیسائیوں نے بغیر مقابلہ پر آنا دیا ہوئے گوارا کر لیا اور جس کی منسوخی اس وجہ سے پیش نہیں آئی کہ عیسائیوں نے اُس کے جاری ہونے کے خلاف کوئی ہنگامہ برپا کیا بلکہ ترکی رعایا کے بڑھنے اور عیسائیوں کے مسلمان ہو کر فوج میں شامل ہونے سے وہ منسوخ ہوا تو جو برتاؤ سلاطین عثمانیہ نے عیسائی رعایا کے ساتھ کم سے کم و صدیوں میں یونان کی فتح کے بعد کیا اُس سے ظاہر ہے کہ ترکوں نے عیسائیوں کے ساتھ مذہبی آزادی اور صلح کل کے طریقے ایسے بڑے کہ جن کی مثال اُس وقت تمام یورپ میں موجود نہیں تھی ہنگری کے کا لوینی عیسائی اور ترکی سلوانیا کے موحد عیسائی متعصب شاہی خاندان ہابسبرگ کے ہاں میں پڑنے سے ترکوں کی اطاعت قبول کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ سائیمیا کے پروٹسٹنٹ عیسائی انتظار کی آنکھوں سے ترکوں کی ماہ تکنتے تھے۔ اور اسلامی حکومت کی اطاعت کو قیمت میں لگا کر ترکوں سے مذہبی آزادی خریدنے کے لیے تیار تھے۔ یہ ترکوں ہی کی سلطنت تھی کہ پندرہویں صدی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴۔ اور اراکات صفحہ ۱۸۴) یورپ کا خیال ہو کہ یہ صرف عیسائی ہیں جو ترکی کی حکومت اور بختیوں اور ذلّت کو جو اُس کے ظلم سے ہوتی ہیں برداشت کرتے ہیں لیکن یہ بات نہیں ہو مسلمان خاص کر اس وجہ سے کہ غیر حکومتوں کو ان کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں جو نہایت عیسائی سے لڑے جاتے ہیں اور خاص مسلمانوں پر ان لوگوں سے زیادہ ظلم ہوتا ہے جو پیغمبر کے منکر ہیں۔ (دی لاجو فیئر صفحہ ۵۰) جو کچھ ہم نے اوپر لکھا ہے اُس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن کے ادنیٰ درجہ کے عیسائی ہی ایسی برسی حالت میں نہیں ہیں جیسے کرائیشیا کو چک ہیں اُس درجہ کے ترک ہیں۔ اگر یورپین ترکی کے عیسائی اُس وجہ سے کسی قدر نفع میں ہیں کہ ان کی تعداد ترکوں سے زیادہ ہو تو ایشیا کے عیسائیوں کو یہ اطمینان ہو کہ ایشیائیں ترکوں پر بھی حاوی ہیں کہ وہی ظلم ہو جو عیسائیوں پر جو اور ان کو ایسے مسلمانوں سے سابقہ پڑتا ہے جو یورپ کے مسلمانوں سے زیادہ عظیم زیادہ پابند مذہب اور متبر اصول کے لوگ ہیں۔ ”ڈیو ایم لیکے“ ایشیا کو چک کے حالات سفر، مصنف، مطبعہ لندن (۱۸۳۲ء) مقابلہ کرد لانس اولیو فوٹ کی کتاب ”ارض گجرات“ صفحہ ۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴۔ مطبعہ لندن (۱۸۳۲ء) بچوں کا خراج سولہویں صدی عیسوی میں بالکل منسوخ ہو گیا علاحدہ عیسوی میں جزیرہ بحر خراج وصول کیا گیا ہے۔ دے لاجو فیئر صفحہ ۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۸-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۱-۱۶۳۲-۱۶۳۳-۱۶۳۴-۱۶۳۵-۱۶۳۶-۱۶۳۷-۱۶۳۸-۱۶۳۹-۱۶۴۰-۱۶۴۱-۱۶۴۲-۱۶۴۳-۱۶۴۴-۱۶۴۵-۱۶۴۶-۱۶۴۷-۱۶۴۸-۱۶۴۹-۱۶۵۰-۱۶۵۱-۱۶۵۲-۱۶۵۳-۱۶۵۴-۱۶۵۵-۱۶۵۶-۱۶۵۷-۱۶۵۸-۱۶۵۹-۱۶۶۰-۱۶۶۱-۱۶۶۲-۱۶۶۳-۱۶۶۴-۱۶۶۵-۱۶۶۶-۱۶۶۷-۱۶۶۸-۱۶۶۹-۱۶۷۰-۱۶۷۱-۱۶۷۲-۱۶۷۳-۱۶۷۴-۱۶۷۵-۱۶۷۶-۱۶۷۷-۱۶۷۸-۱۶۷۹-۱۶۸۰-۱۶۸۱-۱۶۸۲-۱۶۸۳-۱۶۸۴-۱۶۸۵-۱۶۸۶-۱۶۸۷-۱۶۸۸-۱۶۸۹-۱۶۹۰-۱۶۹۱-۱۶۹۲-۱۶۹۳-۱۶۹۴-۱۶۹۵-۱۶۹۶-۱۶۹۷-۱۶۹۸-۱۶۹۹-۱۷۰۰-۱۷۰۱-۱۷۰۲-۱۷۰۳-۱۷۰۴-۱۷۰۵-۱۷۰۶-۱۷۰۷-۱۷۰۸-۱۷۰۹-۱۷۱۰-۱۷۱۱-۱۷۱۲-۱۷۱۳-۱۷۱۴-۱۷۱۵-۱۷۱۶-۱۷۱۷-۱۷۱۸-۱۷۱۹-۱۷۲۰-۱۷۲۱-۱۷۲۲-۱۷۲۳-۱۷۲۴-۱۷۲۵-۱۷۲۶-۱۷۲۷-۱۷۲۸-۱۷۲۹-۱۷۳۰-۱۷۳۱-۱۷۳۲-۱۷۳۳-۱۷۳۴-۱۷۳۵-۱۷۳۶-۱۷۳۷-۱۷۳

سکے اخیر میں اسپین کے بیشمار یہودی اُس میں پناہ کے لیے آئے۔ اور یہ عثمانیہ حکومت تھی جس کے
 سایہ میں کاسکے قوم کو جو قدیم طرز کا عیسوی مذہب لگتی تھی اور جس پر روس کے شاہی کلیسا نے
 سخت ظلم کیے تھے وہ مذہبی آزادی ملی جس کو ہم مذہب عیسائیوں نے دینے سے قطعی انکار کر دیا تھا۔
 جب قوم پول کے لوگوں نے جو رو من کیتھولک (جائلیقی) عیسائی تھے قدیم مشرقی کلیسا کے عیسائیوں
 پر ظلم کیے تو سترہویں صدی عیسوی میں مکار یوس انطاکیہ کے بطریق نے اپنے تئیں اس عبارت میں مبارک
 دی کہ ”ہم اُن ہزاروں شہیدوں پر روئے جن کو ان ناپاک لوگوں نے (پول) جو مذہب کے دشمن ہیں چاہے
 یا پچاس برس میں قتل کیا مقتولوں کی تعداد ستر اور اسی ہزار کے قریب تھی۔ اے کافر۔ اے ناپاک
 کے شیطان۔ اے پتھر کے دل رکھنے والے۔ عورتوں نے تمہارا کیا لیا تھا۔ لڑکیوں اور لڑکوں اور
 معصوم بچوں نے تمہارا کیا کیا تاکہ تم نے اُن کو مار ڈالا..... اور میں قوم پول کو کس لیے
 ملعون کرتا ہوں؟ میں اس لیے اُن پر لعنت کرتا ہوں کہ عیسائیوں پر ظلم کر کے اور یہ سمجھ کر یونان کے
 کلیسا کو وہ مٹا دیں گے اُنھوں نے اپنے تئیں اُن لوگوں سے بھی زیادہ ذلیل اور شہر پر ثابت کیا
 جو بتوں کے پوجنے والے ہیں۔ خدا ترکوں کی سلطنت کو ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیے قائم رکھے۔ وہ جڑ
 لے بیٹے ہیں اور ہمارے مذہب کے کچھ بحث نہیں رکھتے۔ خواہ اُن کی رعایا عیسائی ہو یا نصرانی۔ یہودی
 ہو یا ساماریتی۔ لیکن اس ملعون قوم پول کے لوگوں نے عیسائی بہائیوں سے جنہوں نے اُن کی
 خدمت اور غلامی تک قبول کی حصول اور آمدنی کا دسواں حصہ ہی لیکر بس نہیں کی بلکہ عیسائیوں
 کو مسیح کے دشمنوں یعنی ظالم یہودیوں کے حوالہ کیا جنہوں نے اُن کو گر جاتیسہ کر کرنے
 دیے اور کسی تیس کو اُن میں رہنے نہ دیا۔ جو اُن کے مذہب کے بہیدوں سے واقف ہوئے۔
 بغیر صفحہ ۱۷۵۔ پیشرو نہیں کہ ترکوں کی سلطنت میں ہمارا اچھم کہہ کر جب ایک ڈکٹ لکھ دیا جاتا ہو تو عیسائی بالکل آزاد ہو جائیں اور
 اُن کا مذہبی آزادی دیتے ہیں اور وہ اپنے گرجاؤں میں نماز کیلئے جاسکتے ہیں بلا کسی وجہ کے عیسائی ہی ایسے ہیں جو ترکوں کی نسبت
 بڑے خجالات رکھتے ہرگز مناسب تھے لیکن وہ ان باتوں سے خوش تھے کہ جس کو اپنی صہبتوں پر خوش ہیں۔ یہ بات خطرناک ہی نہیں کہ
 بلکہ کافرانہ عیسائی کو اور سوائے بدعتی چھلکا یہ حالت کسی اور چیز سے یہ نہیں ہوتی اس بات کا نتیجہ ہو گا کہ عیسائی اپنے مذہب سے
 پرستہ ہو جائیں گے اور عیسوی بن بیچ دنیا سے الگ ہو جائیں گے۔ شیخ۔ فقرہ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷

سترہویں صدی میں موریا کے یونانی عیسائیوں نے چودہ برس تک دینس والوں کے پیچھے عذاب میں رہ کر اپنے قدیم فرمانروا ترکوں کا خیر مقدم کیا جن کی حکومت کا ان کو پہلے تجربہ ہو چکا تھا۔ اٹلی کے ملک میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جن کو ترکوں کا اس امپیر میں انتظار تھا کہ مسلمانوں کی اطاعت قبول کرنے کے بعد ان کو بھی وہ مذہبی آزادی ملے گی۔ جس کا عیسائی گورنمنٹ سے ملنا امپیر لاجمل تھا۔ پرتش یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سلطان ترکی کی سلطنت میں اسلام ہرگز تلوار کے زور سے نہیں پہنچا۔ شاید انحطاط سلطنت کے زمانہ میں ٹھیک ٹھیک انصاف کے ہونے سے اور خاص خاص ترکی حاکموں کے ظلم سے بعض عیسائی مذہب تبدیل کر کے اپنی حالت کی اصلاح پر مجبور ہوئے ہوں لیکن ایسے ظلم کے واقعات ترکی سلطنت کی پہلی دو صدیوں میں شاذ تھے۔ مگر ان ہی دو صدیوں کا زمانہ وہ تھا جس میں عیسائیوں نے کثرت سے اسلام قبول کیا۔ اور ترکوں کو تبلیغ اسلام کا بہت خیال اور جوش تھا۔ لیکن اپنے قانون کے مطابق انہوں نے عیسائیوں کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی اگر اس حالت میں ترکوں نے اپنے قوانین سے تجاوز نہیں کیا تو ضرور تعجب کی بات ہے۔ مگر ایک عیسائی نے جو بائیس برس تک ترکوں میں قید رہا یہ لفظ لکھے ہیں کہ ترکوں نے کسی شخص کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا۔ اور عیسائیوں سے بھی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ایک انگریز جس نے سترہویں صدی عیسوی کے شروع میں ترکی کا سفر کیا لکھا ہے۔ کہ یہاں کسی شخص کے ایمان کو دشمنی پر جبر نہیں ہوتا اور اگر ایسا ہو بھی تو بغیر کسی جرم کے موت کی سزا کا خوف کسی صورت میں دلایا جاتا۔ ۱۶۶۲ء میں اس تحریر کے ۳۰ برس بعد

۱۷۱۵ء میں پہلی جلد صفحہ ۱۸۳-۱۶۵ دی لاج نفیر صفحہ ۳۴۴۔ قتلہ پانچویں جلد صفحہ ۲۲۲-۱۷۱۵ عیسائیوں نے اپنے دل میں آزادی کا مجب خیال پیدا کر رکھا ہے۔ اگر عیسوی حکومت میں ان عیسائیوں نے کوئی بات حاصل کرنی چاہی اور اس سے مایوسی ہوئی تو حقیقت یہ ترکوں کو سب پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ترک اس آزادی کو دینے میں بہ نسبت عیسائیوں کے زیادہ فیاض ہیں۔ "روائس نوڈو کی شہ دیوس کو نڈیو کی فیتہ کرسٹیا نورم سب کا صفحہ ۲۶۶-۱۷۲۵ء" باسیلے ۱۷۲۵ء "بعض عیسائی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ترکوں کی حکومت میں مذہب آئنا ہوا ہے۔ دو ٹون روٹلے اور ٹیکس آیت کرسٹیا نوڈس اور صفحہ ۱۳۳ء مطبوعہ باسیلے ۱۷۲۵ء ترکی پر دیکھئے سکا رابو۔ صفحہ ۱۷۵ء بلوٹ پہلی جلد صفحہ ۴۲۸ء۔

شیخ غزالی نے لکھا کہ ”ترک عیسائیوں کو جبر سے نہیں بلکہ چالاکی سے مسلمان کرتے ہیں اور عیسائیوں کے دل سے مسیح کو غریب دیکر چھین لیتے ہیں کیونکہ یہ سچ ہے کہ اس زمانہ میں ترک کسی ملک کو مسلمان کرنے کی نیت سے جبر استعمال نہیں کرتے لیکن اور طریقے ایسے اختیار کرتے ہیں جن سے مسیحی مذہب کی جڑیں چپ چاپ اُکھاڑ پھینکتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اب سوال یہ ہو کہ آخر عیسائی ان ملکوں سے کہاں غائب ہو گئے۔ ملک سے وہ نکالے نہیں گئے اور نہ ترکوں کے مذہب میں اُن کو زبردستی شامل کیا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئے۔“

ترک سمجھتے ہیں کہ سب سے بڑا احسان جو وہ کسی کے ساتھ کر سکتے ہیں یہ ہے کہ اُس کو اسلام کی برکت دیں اور اس کام کے لیے اُنہوں نے کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہیں چھوڑا۔ سولہویں صدی عیسوی میں ڈچ قوم کے ایک سیاح نے لکھا کہ جب وہ مسجد ابا صوفیا میں کھڑا اُس کی خوبصورتی کی تعریف کرتا تھا تو اس حالت میں چند ترکوں نے میرے مذہبی خیالات پر اثر ڈالنا چاہا اور کہا کہ ”اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جب تک زندہ ہو اس خوبصورت مسجد میں ہر روز آسکتے ہو۔ سترہویں صدی عیسوی میں ایک انگریز سیاح کو بھی اسی طرح کا تجربہ ہوا۔ چنانچہ اُس نے لکھا کہ بعض وقت ترک اسلام کے جوش میں عیسائیوں سے بہت اخلاق کے ساتھ سوال کرتے ہیں اور مجھ سے بھی ایک دفعہ جب میں مسجد ابا صوفیہ میں موجود تھا اُنہوں نے پوچھا تھا کہ ”تم مسلمان ہو کر کم بھیسے کیوں نہیں ہو جاتے“ جب ترک کسی شخص کو مسلمان کرتے ہیں تو اُس کی تنیت میں جو عام خوشیاں منائی جاتی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو لوگوں کی آخرت اور عاقبت بخیر ہونے کا کس درجہ خیال ہے۔ اور اسی خیال نے اُن کو اس قدر پر جوش داعی بنا دیا ہے۔ نو مسلم کو گھوڑے پر سوار کرتے ہیں۔ اور شہر کے بازاروں میں بڑی خوشیاں مناتے ہوئے نکلے ہیں۔ اگر دریافت ہوتا ہے کہ یہ شخص سچے اعتقاد سے مسلمان ہوا ہے اور شریف آدمی ہو تو اُس کی نہایت درجہ عزت کرتے ہیں اور اُس کی گزراوٹ

کیلئے بند و بست کر دیتے ہیں۔ الاکساندر روس کے اس قول کی تصدیق میں مضبوط شہادت موجود ہے کہ ”نرک عیسائیوں کے تبدیل مذہب یا تحزیب مذہب میں نہایت سرگرم ہیں۔ تاکہ عیسائی اُن کے مذہب میں جو لا مذہبی کا دین ہو داخل ہوں (نحوہ باللہ) ہر روز اپنی مسجد میں وہ دعا مانگتے ہیں کہ عیسائی قرآن کو تسلیم کرنے لگیں اور مسلمان ہو جاویں۔ اس کام میں ترکوں نے کوئی طریقہ خوف یا خوشامد جزا یا سزا کا بغیر آزمائش کیے نہیں چھوڑا“

عیسائیوں کو مسلمان کرنے کے یہ طریقے ایسے تھے جن کو عیسائیوں کی سوسائٹی کی حالت نے بھی زیادہ تر موثر اور کارگر ثابت کیا۔ ان حالتوں میں سب سے بڑھ کر کلیسائے یونان کی خراب حالت تھی۔ اول تو بازنطینی سلطنت یعنی روم کی عیسوی سلطنت سابقہ اختیارات میں مطلق العنان رہ چکی تھی اور پھر اُمور دینیہ میں قیسوں کو وہ خود مختاری ملی تھی کہ رعایا کی عقلی قوتیں مذہبی احکام کے بوجھ سے جنہوں نے اخلاقی اور دینی مسائل پر ہر طرح کی بحث کو ممنوع قرار دیا تھا بالکل کچل گئی تھیں۔ صرف ایک بات البتہ ایسی تھی جس نے عیسائیوں کو اس مفلوج حالت میں حس و حرکت دے رکھی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ رومن کیتھولک کلیسا کے خلاف سخت مباحثے برپا تھے جس میں وہ تمام بے لطفیاں جو مذہبی مناظروں اور قومی منافرت کا خاصہ ہیں جاری تھیں۔ عام عیسائیوں کا مذہب خراب ہوتے ہوئے ظاہر رسوم کی پابندی رہ گیا تھا۔ اور سارا مذہبی جوش اس میں صرف ہوتا تھا کہ حضرت مریم اور مسیحی اولیا کی پرستش کریں اور تصویروں اور تبرکات کو پوجیں۔ جب کلیسا کی روحانی زندگی اس درجہ خراب ہوئی اور اس قسم کے مسائل پر مباحثے ختم نہ ہوئے کہ روح القدس

۱۷۷ ص ۲۷ صفحہ ۲۷، ۲۸ پٹی جلد صفحہ ۲۷، ۲۸ الاکساندر روس صفحہ ۲۷، ۲۸ مقابلہ دیکھو پٹی جلد صفحہ ۲۷، ۲۸ نرک سمجھتے ہیں کہ کسی غیر مذہب والے کو مسلمان کرنا بڑی بات ہے۔ کوئی نرک جسکے پاس اتنا روپیہ بھی ہو کہ ایک غلام رکھے ایسا نہیں ہے جسکو ایسی کم عمر غیر مذہب کے آدمی کی ضرورت ہو جو بغیر شکل کے ہر قسم کی ہائیتیں قبول کرے۔ اگر آقا کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اسکو میں نے مسلمان کیا ہے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھانی کی عزت کا مستحق ہوں“

خدا سے یا سچ سے نکلا ہوا اور یہ کہ مقدس عشار میں خیری روٹی کھان چاہیے یا سادی تو بہت عیسائی ایسے تھے جو ان باتوں سے بیزار ہو کر توحید کی اسلامی تعلیم کو جو بہت صاف اور جلد سمجھ میں آتی تھی تسلیم کرنے لگے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ کثرت سے عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ جنہیں عام لوگ ہی نہ تھے بلکہ ہر طبقہ اور درجہ کے عالم اور شریف عیسائی شامل تھے جن قیدیوں اور رہبانوں نے اسلام قبول کیا ان کے فائدہ کیلئے ترکوں نے سامان ہتیا کر دیے تاکہ اور عیسائیوں کو بھی ان کی مثال سے مسلمان ہونے کی ترغیب ہو سکے عیسوی سے پہلے کہ ابھی تک ترکوں کا دار الحکومت اور یہ فوہل قاس سلطان کے دربار میں ایسے عیسائیوں کا ہجوم تھا تھا جو مسلمان ہو گئے تھے۔ اور ان ہی فوسلوں میں سے اکثر لوگ دولت عثمانیہ کے اراکین تھے۔ روم کے عیسائی شہزادے اکثر مسلمان ہو گئے۔ اور مسلمانوں نے ان کا خوشی سے استقبال کیا ان عیسائی شہزادوں میں سب سے پہلا شہزادہ جو مسلمانہ عیسوی میں مسلمان ہوا جان کینز کا بیٹا تھا اور اسلام لانے کے بعد سلطان سعود والی قونہ کی بیٹی سے اُس نے شادی کی نسیح قسطنطنیہ کے بعد عام عیسائیوں کے مقابلہ میں اعلیٰ درجہ کے عیسائی اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت رکھتے تھے۔ عیسائی امرا میں سے جن امیروں نے اسلام قبول کیا ان میں بہت لوگ وہ تھے جو شاہی خاندان پہلے لوگوں کا نام رکھتے تھے طبرستان

۱۷۸۰ء یہ بیان ایک گمان شخص کا ہے جو ترکی میں ۱۷۸۰ء تک قید میں رہا (ترک سپور کیتے سلگاتو صفوہ ۱۷۸۰ء) ۱۷۸۰ء ترکے سب کیتے سلگاتو صفوہ ۱۷۸۰ء رب، قیلینی کے مطران یونانہ نے قسطنطنیہ کی فتح کی وقت موجود تھا ان عیسائیوں کا حال کچھ ہو مسلمان ہو گئے تھے اور عاصیہ کریمالی فوج میں شامل تھے۔ مطران کا بیان یہ ہے کہ قسطنطنیہ کو کس نے فتح کیا مسلمانوں کو حکومت کرنی کس نے سکھائی کہینے عیسائیوں ہیں گواہ ہوں کہ یونانیوں۔ جاتی عیسائیوں جرمن اور ہنگری کے لوگوں اور عیسائی قوموں کے آدمیوں نے دباہ جو دیکہ عیسوی مذہب میں انکو تعلیم ملی تھی انکو کس کی محبت ان کا مذہب اور ان کے کام اختیار کیے اور قسطنطنیہ کا یہ مرکز کے اس کو چینا۔ اسے ناپاک لوگوں جنہوں نے مسیح سے انکار کیا۔

۱۷۸۰ء مسیح کے دشمنوں کے ساتھ ۱۷۸۰ء دوزخ کی آگ کے مستحق اب تمہارا ہی دور دورہ ہو (دسانسو، ۱۷۸۰ء صفوہ ۱۷۸۰ء) ۱۷۸۰ء کر دسب۔ دی براہین تیز دیس تیلانترز۔ صفوہ ۱۷۸۰ء (مطبوعہ بالے) ۱۷۸۰ء۔

کے جابج امیروں نے جو عالم تہمتا خیر میں عیسائی مذہب ترک کیا اور اسی طرح اور بڑے درجے کے عیسائیوں کے نام دریافت ہوتے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام میں صرف اس بات کی ضرورت تھی کہ لکھ لالہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کریں۔ چنانچہ ایک گناہ منصف لکھتا ہے کہ جو کچھ شکل تھی وہ اسی بات میں تھی کہ اس لکھ کا افسار کیا جاوے، اگر کسی آدمی نے اس کا یقین اپنے دل میں پیدا کر لیا کہ وہ ایک خدا کا معتقد ہے تو مذہب کے بھیس میں اس غلطی کا زہر اس میں دوڑ جاتا تھا۔ یہ وہ گناہ کا چٹان تھا جس سے بہت لوگوں نے ٹکڑا کھائی اور اس دام میں گرفتار ہو گئے جو ان کی روحوں پر عذاب لایا (نعوذ باللہ) یہ بھی وہ چکی کا پاٹ ہے جو بہت لوگوں کے گلے کا طوق بنا اور جس نے ان کو پاپوسی کے غار میں گرا دیا۔ کیوں کہ جب یہ احمق سنتے ہیں کہ ترک بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں اور ہر تصویر اور مورت سے ایسی ہی نفرت کرتے ہیں گویا وہ دوزخ کی آج ہو اور ہمیشہ ایک ہی خدا کا افسار اور وعظ کرتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے دل میں کسی شبہ یا بیگانی کی جگہ باقی نہیں رہتی (انتہی)

مشرقی کلیسا کے عیسائیوں کو جس وقت اس بات کی خواہش ہوئی کہ مذہب کا کوئی صاف اور سادہ اصول ایسا دریافت ہو جائے جیسا فرقہ پالیسین کا اصول تھا جس کو چند صدیاں گزری تھیں کہ خود عیسائیوں نے بدعت قرار دیکر مٹا دیا تو ایسی صورت میں اسلام ہی وہ مذہب تھا جس میں عیسائیوں نے قدرتی طور پر اپنے لیے پناہ تلاش کی۔ پالیسین تحریک کا مضمون یہ تھا کہ کلیسائے یونان کے تعصبات پر اور تصویروں اور تبرکات اور بزرگان دین کی پرستش پر اعتراض کیا جاوے اور اس بات کی کوشش ہو کہ مذہب پاک صاف ہو جاوے اور مذہبی زندگی میں زیادہ پاکیزگی ہو جائے۔ چونکہ سترہویں صدی عیسوی تک بلغاریہ میں فرقہ پالیسین کے لوگ موجود تھے اس لیے مسلمان فاتحوں کے

۱۷۷۰ ہجری۔ صفحہ ۶۱۶۔ فلپ پانچویں جد صفحہ ۱۱۷۷۔ ترنگ سپور کہتے سکلاتو۔ صفحہ ۱۹ (الف) ۱۷۷۰ ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۰۔ ۱۴۹۱۔ ۱۴۹۲۔ ۱۴۹۳۔ ۱۴۹۴۔ ۱۴۹۵۔ ۱۴۹۶۔ ۱۴۹۷۔ ۱۴۹۸۔ ۱۴۹۹۔ ۱۵۰۰۔ ۱۵۰۱۔ ۱۵۰۲۔ ۱۵۰۳۔ ۱۵۰۴۔ ۱۵۰۵۔ ۱۵۰۶۔ ۱۵۰۷۔ ۱۵۰۸۔ ۱۵۰۹۔ ۱۵۱۰۔ ۱۵۱۱۔ ۱۵۱۲۔ ۱۵۱۳۔ ۱۵۱۴۔ ۱۵۱۵۔ ۱۵۱۶۔ ۱۵۱۷۔ ۱۵۱۸۔ ۱۵۱۹۔ ۱۵۲۰۔ ۱۵۲۱۔ ۱۵۲۲۔ ۱۵۲۳۔ ۱۵۲۴۔ ۱۵۲۵۔ ۱۵۲۶۔ ۱۵۲۷۔ ۱۵۲۸۔ ۱۵۲۹۔ ۱۵۳۰۔ ۱۵۳۱۔ ۱۵۳۲۔ ۱۵۳۳۔ ۱۵۳۴۔ ۱۵۳۵۔ ۱۵۳۶۔ ۱۵۳۷۔ ۱۵۳۸۔ ۱۵۳۹۔ ۱۵۴۰۔ ۱۵۴۱۔ ۱۵۴۲۔ ۱۵۴۳۔ ۱۵۴۴۔ ۱۵۴۵۔ ۱۵۴۶۔ ۱۵۴۷۔ ۱۵۴۸۔ ۱۵۴۹۔ ۱۵۵۰۔ ۱۵۵۱۔ ۱۵۵۲۔ ۱۵۵۳۔ ۱۵۵۴۔ ۱۵۵۵۔ ۱۵۵۶۔ ۱۵۵۷۔ ۱۵۵۸۔ ۱۵۵۹۔ ۱۵۶۰۔ ۱۵۶۱۔ ۱۵۶۲۔ ۱۵۶۳۔ ۱۵۶۴۔ ۱۵۶۵۔ ۱۵۶۶۔ ۱۵۶۷۔ ۱۵۶۸۔ ۱۵۶۹۔ ۱۵۷۰۔ ۱۵۷۱۔ ۱۵۷۲۔ ۱۵۷۳۔ ۱۵۷۴۔ ۱۵۷۵۔ ۱۵۷۶۔ ۱۵۷۷۔ ۱۵۷۸۔ ۱۵۷۹۔ ۱۵۸۰۔ ۱۵۸۱۔ ۱۵۸۲۔ ۱۵۸۳۔ ۱۵۸۴۔ ۱۵۸۵۔ ۱۵۸۶۔ ۱۵۸۷۔ ۱۵۸۸۔ ۱۵۸۹۔ ۱۵۹۰۔ ۱۵۹۱۔ ۱۵۹۲۔ ۱۵۹۳۔ ۱۵۹۴۔ ۱۵۹۵۔ ۱۵۹۶۔ ۱۵۹۷۔ ۱۵۹۸۔ ۱۵۹۹۔ ۱۶۰۰۔ ۱۶۰۱۔ ۱۶۰۲۔ ۱۶۰۳۔ ۱۶۰۴۔ ۱۶۰۵۔ ۱۶۰۶۔ ۱۶۰۷۔ ۱۶۰۸۔ ۱۶۰۹۔ ۱۶۱۰۔ ۱۶۱۱۔ ۱۶۱۲۔ ۱۶۱۳۔ ۱۶۱۴۔ ۱۶۱۵۔ ۱۶۱۶۔ ۱۶۱۷۔ ۱۶۱۸۔ ۱۶۱۹۔ ۱۶۲۰۔ ۱۶۲۱۔ ۱۶۲۲۔ ۱۶۲۳۔ ۱۶۲۴۔ ۱۶۲۵۔ ۱۶۲۶۔ ۱۶۲۷۔ ۱۶۲۸۔ ۱۶۲۹۔ ۱۶۳۰۔ ۱۶۳۱۔ ۱۶۳۲۔ ۱۶۳۳۔ ۱۶۳۴۔ ۱۶۳۵۔ ۱۶۳۶۔ ۱۶۳۷۔ ۱۶۳۸۔ ۱۶۳۹۔ ۱۶۴۰۔ ۱۶۴۱۔ ۱۶۴۲۔ ۱۶۴۳۔ ۱۶۴۴۔ ۱۶۴۵۔ ۱۶۴۶۔ ۱۶۴۷۔ ۱۶۴۸۔ ۱۶۴۹۔ ۱۶۵۰۔ ۱۶۵۱۔ ۱۶۵۲۔ ۱۶۵۳۔ ۱۶۵۴۔ ۱۶۵۵۔ ۱۶۵۶۔ ۱۶۵۷۔ ۱۶۵۸۔ ۱۶۵۹۔ ۱۶۶۰۔ ۱۶۶۱۔ ۱۶۶۲۔ ۱۶۶۳۔ ۱۶۶۴۔ ۱۶۶۵۔ ۱۶۶۶۔ ۱۶۶۷۔ ۱۶۶۸۔ ۱۶۶۹۔ ۱۶۷۰۔ ۱۶۷۱۔ ۱۶۷۲۔ ۱۶۷۳۔ ۱۶۷۴۔ ۱۶۷۵۔ ۱۶۷۶۔ ۱۶۷۷۔ ۱۶۷۸۔ ۱۶۷۹۔ ۱۶۸۰۔ ۱۶۸۱۔ ۱۶۸۲۔ ۱۶۸۳۔ ۱۶۸۴۔ ۱۶۸۵۔ ۱۶۸۶۔ ۱۶۸۷۔ ۱۶۸۸۔ ۱۶۸۹۔ ۱۶۹۰۔ ۱۶۹۱۔ ۱۶۹۲۔ ۱۶۹۳۔ ۱۶۹۴۔ ۱۶۹۵۔ ۱۶۹۶۔ ۱۶۹۷۔ ۱۶۹۸۔ ۱۶۹۹۔ ۱۷۰۰۔ ۱۷۰۱۔ ۱۷۰۲۔ ۱۷۰۳۔ ۱۷۰۴۔ ۱۷۰۵۔ ۱۷۰۶۔ ۱۷۰۷۔ ۱۷۰۸۔ ۱۷۰۹۔ ۱۷۱۰۔ ۱۷۱۱۔ ۱۷۱۲۔ ۱۷۱۳۔ ۱۷۱۴۔ ۱۷۱۵۔ ۱۷۱۶۔ ۱۷۱۷۔ ۱۷۱۸۔ ۱۷۱۹۔ ۱۷۲۰۔ ۱۷۲۱۔ ۱۷۲۲۔ ۱۷۲۳۔ ۱۷۲۴۔ ۱۷۲۵۔ ۱۷۲۶۔ ۱۷۲۷۔ ۱۷۲۸۔ ۱۷۲۹۔ ۱۷۳۰۔ ۱۷۳۱۔ ۱۷۳۲۔ ۱۷۳۳۔ ۱۷۳۴۔ ۱۷۳۵۔ ۱۷۳۶۔ ۱۷۳۷۔ ۱۷۳۸۔ ۱۷۳۹۔ ۱۷۴۰۔ ۱۷۴۱۔ ۱۷۴۲۔ ۱۷۴۳۔ ۱۷۴۴۔ ۱۷۴۵۔ ۱۷۴۶۔ ۱۷۴۷۔ ۱۷۴۸۔ ۱۷۴۹۔ ۱۷۵۰۔ ۱۷۵۱۔ ۱۷۵۲۔ ۱۷۵۳۔ ۱۷۵۴۔ ۱۷۵۵۔ ۱۷۵۶۔ ۱۷۵۷۔ ۱۷۵۸۔ ۱۷۵۹۔ ۱۷۶۰۔ ۱۷۶۱۔ ۱۷۶۲۔ ۱۷۶۳۔ ۱۷۶۴۔ ۱۷۶۵۔ ۱۷۶۶۔ ۱۷۶۷۔ ۱۷۶۸۔ ۱۷۶۹۔ ۱۷۷۰۔ ۱۷۷۱۔ ۱۷۷۲۔ ۱۷۷۳۔ ۱۷۷۴۔ ۱۷۷۵۔ ۱۷۷۶۔ ۱۷۷۷۔ ۱۷۷۸۔ ۱۷۷۹۔ ۱۷۸۰۔ ۱۷۸۱۔ ۱۷۸۲۔ ۱۷۸۳۔ ۱۷۸۴۔ ۱۷۸۵۔ ۱۷۸۶۔ ۱۷۸۷۔ ۱۷۸۸۔ ۱۷۸۹۔ ۱۷۹۰۔ ۱۷۹۱۔ ۱۷۹۲۔ ۱۷۹۳۔ ۱۷۹۴۔ ۱۷۹۵۔ ۱۷۹۶۔ ۱۷۹۷۔ ۱۷۹۸۔ ۱۷۹۹۔ ۱۸۰۰۔ ۱۸۰۱۔ ۱۸۰۲۔ ۱۸۰۳۔ ۱۸۰۴۔ ۱۸۰۵۔ ۱۸۰۶۔ ۱۸۰۷۔ ۱۸۰۸۔ ۱۸۰۹۔ ۱۸۱۰۔ ۱۸۱۱۔ ۱۸۱۲۔ ۱۸۱۳۔ ۱۸۱۴۔ ۱۸۱۵۔ ۱۸۱۶۔ ۱۸۱۷۔ ۱۸۱۸۔ ۱۸۱۹۔ ۱۸۲۰۔ ۱۸۲۱۔ ۱۸۲۲۔ ۱۸۲۳۔ ۱۸۲۴۔ ۱۸۲۵۔ ۱۸۲۶۔ ۱۸۲۷۔ ۱۸۲۸۔ ۱۸۲۹۔ ۱۸۳۰۔ ۱۸۳۱۔ ۱۸۳۲۔ ۱۸۳۳۔ ۱۸۳۴۔ ۱۸۳۵۔ ۱۸۳۶۔ ۱۸۳۷۔ ۱۸۳۸۔ ۱۸۳۹۔ ۱۸۴۰۔ ۱۸۴۱۔ ۱۸

بہت عیسائی ایسے ملے جو کلیسائے یونان کے عقائد اور عمل سے مطمئن نہ تھے۔ اور چونکہ کوئی صورت ایسی نہ تھی جس سے پروٹسٹنٹ مذہب کے کلیسا جاری ہو سکتے جیسے یورپ کے مغربی ملکوں میں جاری ہوئے تھے اس لیے ان غیر مطمئن طبیعتوں کو اسلام بلاشبہ بہتر مذہب معلوم ہوا۔ سترہویں صدی کے شروع میں یونان کے کلیسا کو جو پروٹسٹنٹ مذہب میں شامل کرنے کی بحث کوشش کی گئی اُس کے نتیجے کی طرف سے بہرِ پنج یہ خیال ہو سکتا ہو کہ بہت عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا ہو گا۔ اس تحریک کا بڑا حامی سرل لوکار یوس تھا جو ۱۶۲۲ء سے ۱۶۷۲ء تک قسطنطنیہ کا پانچ دفعہ بطریق ہوا۔ سرل لوکار یوس جوانی کی عمر میں وین برگ اور جنیوا کی یونیورسٹیوں میں جہاں پروٹسٹنٹ علوم کا چرچا تھا دینیات کی تعلیم کے لیے گیا تھا۔ اور جب وہاں سے واپس آیا تو جنیوا ہالڈ۔ اور انگلستان کے علمائے پروٹسٹنٹ سے اُس نے خط و کتابت رکھی۔ لیکن نہ تو کلیسائے انگلستان کے عقائد کی طرف اس کو توجہ ہوئی اور نہ فرقہ لوئہر کی طرف اس کو میلان خاطر ہوا بلکہ جان کالون کے مذہب کی طرف اُس کو بہت رغبت پیدا ہوئی۔ اور اسی مذہب کو اُس نے یونان کے کلیسا میں جاری کرنا چاہا۔ اس کوشش میں جینیوا کے کالونینی فرقے نے اُس کی بہت مدد کی اور ایک نوجوان کالونینی کو جس کا نام لیجر تھا اور جو دینیات کا بڑا عالم تھا قسطنطنیہ بھیجا تاکہ کالونینی دینیات کو یونانی زبان میں ترجمہ ہونے کے وقت وہ مرد دے۔ قسطنطنیہ میں پروٹسٹنٹ مذہب کے جو انگریزی اور ڈچ سفیر رہتے تھے انہوں نے بھی بڑی فیاضی سے روپیہ دے کر اس کام میں سرل کی مدد کی۔ لیکن فرقہ یسوعی کے لوگ جن کے معاون رومن کیتھولک سفیر تھے سرل کی مخالفت کے لیے تدبیریں سوچنے لگے۔ یہاں تک کہ یونانی قسیسوں نے سرل کے مار ڈالنے کی تجویز کی۔ ۱۶۲۹ء عیسوی میں سرل نے مذہب کے استراعات شائع کیے تھے جس کا مقصد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کلیسا سے یونان کے عقائد کو مذہبِ جلیقی (رومن کیتھولک) کے

خلاف دکھا کر پروٹسٹ مذہب سے اُس کی مطابقت ثابت کر لیں۔ کالون کے مذہب سے اُس نے مسئلہ تقدیر اور صرف ایمان سے نجات ملنے کا مضمون اقتباس کیا تھا کلیسا کے مصوم ہونے کو اُس نے تسلیم نہ کیا تھا اور انجیل کی تفسیر میں کلیسا کے اختیارات سے بھی انکار کیا تھا۔ تصویروں کی پرستش کو بڑا کما اور مسئلہ تقدیر کے متعلق جو کچھ سرل نے تحریر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالون کی تعلیم بہ نسبت کلیسائے یونان کی تعلیم کے زیادہ رغبت رکھتا تھا۔ جب یہ اقراآت شائع ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کل کلیسائے یونان کے جن کا سرل افسر ہے ایسے ہی عقائد ہیں تو یونانی کلیسا کے تمام قسموں کو سرل کے سخت مخالفت پیدا ہوئی۔ اور سرل کی موت کے چند ہفتہ بعد ان قسموں کی مجلس قرار پائی جس میں سرل کے عقائد اور رائے کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ سب مل کر اُس پر لعنت کریں۔

۱۸۷۱ء عیسوی میں ایک دوسری مجلس قسطنطنیہ میں اسی مقصد سے جمع ہوئی اور اس مجلس نے سرل کے ایک ایک قول کو رد کرنے کے بعد اس عبارت میں سرل اور سرل کے معتقدوں کو ملعون کیا۔ ہم سب ایک رائے اور بغیر مشروط الفاظ کے سرل کے تمام اقراآت پر لعنت کرتے ہیں کہ وہ بدعتوں سے پُر ہیں اور ہمارے کلیسا سے بالکل مختلف ہیں۔ اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ ان اقراآت کا مؤلف ہمارے مذہب کی کوئی بات اپنے میں نہ رکھتا تھا۔ بلکہ اُس نے عداوت اور دروغ بیانی سے اپنے کا لونیسی عقائد کو ہمارے ساتھ منسوب کیا۔ تمام وہ لوگ جو ان اقراآت کو پڑھیں اور ان کو سچا اور بے عیب سمجھیں اور تقریر یا تحریر سے اُن کی طرف ذرا سی کریں تو ہم ایسے لوگوں کو ایمان والوں کی جماعت سے خارج کرتے ہیں کہ وہ سرل کی بدعت میں شریک اور عیسوی کلیسا کے مخرّب ہیں اور ہم حکم دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو خواہ اُن کا کلیسا ہی درجہ اور منصب ہو کا فراء مرتد خیال کیا جاوے۔ پس وہ کلیسا سے ہمیشہ کے لیے خارج کیے جاتے ہیں اور اُن کا تعلق اس زندگی میں باپ

اور بیٹے اور روح القدس سے قطع ہو گیا۔ اُن پر لعنت ہو اور وہ کلیسا سے خارج رہیں اور موت کے بعد غارت ہو جاویں اور ہمیشہ کے عذاب سے اُن کو حصہ ملے۔ ”د قولہ انتہی“ مسیح عیسیٰ میں ایک تیسری مجلس بیت المقدس میں سرار پائی تاکہ سرل کے بعضی اقورات کے خلاف اپنی رائے ظاہر کرے اور کلیسائے یونان کی سچائی کو اُن لوگوں کے مقابلہ میں قائم رکھے جو یونان کے کلیسا کی نسبت رکھتے تھے کہ اُس میں کالون کے عقائد موجود ہیں۔ پس اس کلیسا کو پروٹسٹنٹ مذہب میں لانے کے لئے جو کوششیں کی گئیں اُن میں مطلق کامیابی نہ ہوئی مذہب کالون کے عقائد کلیسائے یونان کی تسلیم سے بالکل مختلف تھے۔ بلکہ اُس میں بہت سے مسائل فقہانہ ایسے تھے جو بہ نسبت یونانی کلیسا کے اسلامی علماء کے عقائد سے زیادہ موافقت رکھتے تھے۔ اور جن کے خلاف کلیسانے مسلمانوں سے اکثر مناظرہ کیا تھا۔ اور یہی موافقت تھی جس سے اس بات کی ضرورت داعی ہوئی کہ اشاعت اسلام کی تاریخ میں اس تحریک کو جو یونانی عیسائیوں میں کالون کے مذہب کو رائج کر کے کیواسطے ہوئی لکھا جاوے۔ پس وہ عیسائی جو تصویروں کی پرستش کو بہت بُرا کہتے تھے اور قبیلوں کے احکام بلکہ قبیسی سرشت کو قطعاً ناجائز سمجھتے تھے اور جو انسان کو فاعل مختار نہ جانتے تھے اور جن کو کالون کے سخت مذہبی مسائل سے پوری عقیدت تھی اور جن میں محمد جدیہ کی نسبت عند عتیق کی باتوں کا زیادہ چرچا تھا تو ایسے عیسائیوں کو کلیسائے یونان کے مقابلہ میں جیسا کہ سترہویں صدی میں اس کلیسا کا حال تھا اسلام بہتر مذہب معلوم ہوا ہوگا۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ اُس زمانہ میں جو عیسائی مسلمان ہوئے اُن کو پہلے ہی سے اپنے بزرگوں کے کلیسا اور مذہب سے علیحدگی ہو کر کالون کے مذہب کی طرف میلان خاطر ہوا۔ کوئی ٹیک اسٹلن اس کے متعلق نہیں ملتی کہ سرل کے معتقد تعداد میں کس قدر تھے اور یونانی کلیسا پر کالون کے مذہب کا کس قدر اثر پڑا۔ یونانی قسوس اپنے کلیسا کے علوٰیہ صفو ۲۲۶-۲۵۷ ترکوں میں عیسائی غلاموں کی نسبت مغرور تھا کہ جو پروٹسٹنٹ مذہب لکھتے ہیں اُن کو بہ نسبت دوسرے کیتولک عیسائیوں کے اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رجحان ہو دیکھن صفو ۲۱۱۔

مارٹن لوتھر بارٹی نیوس دوم جو ۱۵۲۰ء میں مسیحیت سے کٹ گئے تھے۔ کالون کے مذہب کا دل سے معتقد تھا۔ اگرچہ اُس نے علانیہ کالون کے مذہب کی تعلیم لوگوں کو نہیں دی۔ لیکن اُس کو اس مذہب کے ساتھ ایسا حسن ظن تھا کہ آخر کار وہ بطریق کے عہد سے معزول ہو کر جلا وطن کیا گیا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ کالون بنی مذہب کا اثر اُس حد سے زیادہ پھیلا ہوا تھا۔ جس حد تک سرل کے دشمن اس کو تسلیم کرتے تھے۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے جن عیسائیوں نے مذہبی مجلسوں کے فیصلوں سے انکار کیا جن کے بموجب سرل کلیسا سے خارج ہوا تھا تو ان میں مسلمانوں کی باتیں زیادہ موجود تھیں اور یونانی قیسوں کا اثر بہت کم تھا۔ یہ سچ ہے کہ کوئی مسلم شہادت اس امر کی موجود نہیں ہے کہ ترکی میں کالون کے مذہبی اثر سے اسلام کی اشاعت میں آسانی پیدا ہوئی۔ لیکن جب کوئی اور وجہ ترویج اسلام کی موجود نہیں تو یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جن آباء سے سترہویں صدی عیسوی کے وسط میں کثرت سے عیسائی مسلمان ہوئے ان میں سے ایک سبب کالون کا مذہب بھی تھا۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جس میں نو مسلم عیسائیوں کی تعداد ہر ایک زمانہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور جب کہ قیسوں میں سے اکثر لوگوں کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا گیا تھا بلکہ یہ تحریر ہوا تھا کہ کلیسا کے بڑے بڑے انصار اور عمدہ اب بھی مسلمان ہو گئے ان بڑے لوگوں میں سے جزیرہ رودس کا مطران تھا جس نے اسلام قبول کیا۔ ۱۶۴۹ء میں کورنٹھ کے عیسائی باشندوں کی نسبت تحریر ہوا کہ ان میں سے ہر روز چند آدمی مسلمان ہو جاتے ہیں اور ایک برس پہلے ۱۶۴۹ء میں تین قیسوں نے قبول کیا۔ ۱۶۴۹ء میں ایک عیسائی راہب کی موت کا حال لکھا ہے جو مسلمان ہو کر مرا

۱۷۰۱ء قین۔ قوم ۱۔ صفحہ ۳۳۵۔ لی قین قوم ۱۔ صفحہ ۳۳۵۔ تو بن ۱۵۲۰ء کے پروٹسٹنٹ عالموں نے جو یونانی کلیسا میں پروٹسٹنٹ مذہب کی اشاعت کیلئے کوششیں کیں ان سے یہ نتیجہ ہوا کہ ملک جرجان میں تفریق کے افسر قازقار نے اگر برگ کے اقرار دینی پروٹسٹنٹ مذہب کو قبول کیا لیکن سندھاء میں یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ (جوبلین صفحہ ۱۸۰) شیفیلز فقرہ ۵۲-۵۶۔ پانچویں جلد صفحہ ۱۱۹-۱۱۷ء ہمارے (۱۱) جلد صفحہ ۹۷-۱۷۰ سپہن دوسری جلد صفحہ ۵۵ ہمارے (۱۱) جلد صفحہ ۳۶۵۔

سلطان محمد چہارم کے فرزند مصطفیٰ کا جب عقد ہوا تو تیرہ دن کے زمانہ تہنیت میں دوسو عیسائیوں کے قریب اسلام لائے۔ غرض اس زمانہ کی تاریخ میں عیسائیوں کے مسلمان ہونے کے واقعات بکثرت نظر آتے ہیں۔ ۱۶۶۷ء کے ایک مؤرخ نے ایسے عیسائیوں کے دل کا حال جو اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے تھے ذیل کی عبارت میں لکھا ہے: ”جب تم ترکوں سے اُن کی روزمرہ کی زندگی میں ملو گے اور دیکھو گے کہ وہ خدا کی عبادت کرتے ہیں یہاں تک کہ زبور گاتے ہیں۔ غریبوں کو خیرات دیتے ہیں اور مسیح (علیہ السلام) کی نسبت نہایت اعلیٰ درجہ کے خیالات اُن میں موجود ہیں اور انہیں کا وہ نہایت ادب کرتے ہیں اور ایسی ہی اور نیک باتیں اُن سے ہوتی رہتی ہیں اور پر یہ کہ ایک گہا بھی پاشاؤں کو تحفہ دیکر قیس کا عہدہ حاصل کر سکتا ہے جو عیسوی تعلیم کی تم کو زیادہ ہدایت نہ کرے گا تو تم کو خیال پیدا ہو گا کہ ترک اچھے لوگ ہیں اور غائبانہ نجات کے مستحق ہیں پر یہ سوچو گے کہ اگر تم بھی ترک ہو جاؤ تو تم کو بھی نجات ملے گی۔ پس اس خیال کے آتے ہی مقدس ثالوث اور خدا کا مصلوب فرزند اور مذہب کے اور راز جو سوائے نورانی عقول کے کوئی نہیں جانتا ہمارے دل سے محو ہو جا دیں گے اور مسیحی دین بغیر معلوم ہوئے ہمارے دل سے غارت ہو جائیگا۔ اور تم سمجھو گے کہ عیسائی ہونا اور مسلمان ہونا ایک ہی سی بات ہے۔“

کلیسائے یونان کی دوسری حالت جس کی وجہ سے عیسائیوں کی تعداد میں کمی پیدا ہوئی یہ تھی کہ قیس خاص کردہ جو اعلیٰ درجہ رکھتے تھے ذلیل اور خوار ہو گئے تھے اسقفوں کے عہدہ کا نیلام ہوتا تھا اور جو شخص سب سے بڑھکر بولی بولتا تھا اُس کو اسقف کا عہدہ مل جاتا تھا۔ اور یہ خریدار اپنے علاقہ کے عیسائیوں سے روپیہ لے کر اپنے نقصان کی تلافی کرتے تھے۔ غریب عیسائیوں پر یہ اسقف معمولی اور غیر معمولی محصول لگاتے تھے اور

ان کو صلبِ سَخ - اقرار - عشا - تدفین کے وقت اور نجات نامون کے لیے روپیہ دے کر یہ مذہبی فرائض ادا کرتے ہوتے تھے۔ بعض نے پیگوری فوج کے لوگوں سے سازش کر رکھی تھی۔ اور اسقفوں نے اپنے کنبے والوں کے نام پیگوری کی رجمٹوں میں لکھو ایسے تھے تاکہ لوگوں کو جو کچھ آزار پہنچائیں اُس کے انجام سے محفوظ رہیں۔ اور جو کچھ جرائم اُن سے سرزد ہوں اس فوج کی حمایت سے جس کو سلاطین ترک نے بہت زور پکڑنے دیا تھا اُن کو کچھ سزا نہ مل سکے۔ اس زمانہ کے ایک عیسائی مؤرخ نے جو یونانی قیسوں کے ظلم کے واقعات چٹم دید لکھے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی حالت نہایت دردناک تھی۔ تو رنفور نے سنۃ عیسوی میں بطریق کے انتخاب کی نسبت لکھا ہے کہ ”اُس میں شہر کرنے کی مطلق ضرورت نہیں کہ بطریق منتخب ہونے کے بعد چین کرتا ہے۔ کلیسا کے عہدوں کی خرید و فروخت کے ظلم اور سختیوں کا دوا شرع ہوتا ہے۔ پہلا فرض یہ ادا کیا جاتا ہے کہ تمام اسقفوں اور بڑے درجہ کے قیسوں کو سلطانی احکام سے اطلاع دی جاتی ہے۔ بہر بطریق کے غور و تجسس کے لئے سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ ہر ایک اُسقف کی آمدنی کو تحقیق کرے۔ پہلے اُسقفوں پر ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے اور پھر ایک پروانہ تائید کا روانہ ہوتا ہے کہ زر مطلوبہ فوراً روانہ کیا جاوے ورنہ اُن کے علاقوں کا نیلام ہو کر سب سے بڑھ کر بولی بولنے والوں کو وہ دیدیے جاویں گے۔ اُسقف جو پہلے ہی اس بی بیو پار سے واقف ہوتے ہیں قیسوں سے محصول وصول کرتے ہیں۔ قیس پادریوں پر روپیہ کی سختی کرتے ہیں اور پادری عیسائیوں سے جو اُن کے علاقوں میں ہوتے ہیں روپیہ اُگاتے ہیں۔ اور جب تک دام نہیں لے لیتے مقدس پانی کی ایک بوند تک نہیں چھڑکتے۔“

”اگر اس کے بعد بھی بطریق کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو روپیہ وصول کرنے کے اختیارات وہ کسی مسلمان کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے اور جس کسی ترک نے ان اختیارات کے مول لینے کے لیے سب سے زیادہ روپیہ دیا وہ یونان پہنچتا ہے اور قسیوں سے روپیہ وصول کرنا شروع کرتا ہے۔ اگر قسیوں پر بیس ہزار کراؤن محصول لگنا ہے تو یہ ترک بائیس ہزار وصول کرتا ہے۔ جن میں دو ہزار کراؤن تو اس کی محنت کا معاوضہ ہوئے اور باقی اخراجات استغفوں کے ذمہ پڑے۔ معاہدہ کے مطابق جو قسیں محصول نہیں دیتے ان کو یہ ترک دینی کاموں اور منصبوں سے بے اختیار اور معزول کر سکتا ہے۔“ قسیوں کی نسبت یہاں تک لکھا گیا ہے کہ وہ عیسائیوں کے بچوں کو بیجاتے ہیں اور غلام بنا کر بیچتے ہیں تاکہ جو کچھ روپیہ اس طرح وصول ہو اس سے کلیسا کے عہدوں کی خرید و فروخت کی جاوے۔

سترہویں صدی عیسوی میں جن سختیوں سے روپیہ وصول کیا گیا اُسی کی مثل موجودہ صدی میں زیادتیاں ہوئیں۔ بوسینا کے کلیسا میں آسٹریا کے تسلط سے پہلے کچھ عیسائیوں کو اٹھانی پڑیں وہ تو رنفور کے مذکورہ بالا قول کی بالکل تصدیق کرتے ہیں سرارجیو کا مپٹران دس ہزار پونڈ ہر سال اپنے علاقوں کے عیسائیوں سے لیا کرتا تھا۔ یہ رقم ترکی گورنر کی تنخواہ سے ٹھیکہ، دو گنی تھی۔ اور اس کو وصول کرنے کے لئے بد نصیب عیسائیوں پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ ترکی حکام کو ہدایت تھی کہ محصول وصول کرنے کی قسیوں کی مدد کریں۔ اگر عیسائیوں نے روپیہ دینے سے انکار کیا یا اس قابل نہ ہوئے کہ جس قدر روپیہ قسیوں نے طلب کیا ہے وہ دے سکیں تو دیہات کی وہ کیفیت

۱۔ تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۰۷۔ مورخ سپون نے بھی ایسی ہی عبارت لکھی ہے پہلی جلد صفحہ ۵۵۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔

اثر ہو گا جو یونانی کلیسا کے عمدہ داران کی خود غرضی طمع اور خیانت سے متفر ہو گئے تھے عیسائی مصنفوں نے ہمیشہ ترکوں کی تعریف کی ہو کہ اُن کی زندگی میں نہایت خلوص ہے اور بڑے جوش عقیدت سے وہ اپنے مذہب کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ اُن کے لباس اور طرز معاشرت میں نہایت منانیت اور نفاست پائی جاتی ہو۔ اور اُن کی زندگی ایسی سیدھی سادی ہے کہ بڑے اور اختیار والے لوگوں میں بھی غور یا نمود کا نشان نہیں۔ شہنشاہِ یو پولڈ اول نے جو سفارت سلطانِ روم کے پاس ۱۶۶۵ء میں بھیجی تو اس سفارت کے موبخ نے ترکوں کے مذہبی جوش اور پابندی وقت سے غار پڑھنے کی بہت تعریف کی اور لکھا کہ عیسائیوں کو شرم دلانے کے لیے ہم کو اس وقت کی کمنا ضروری ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں ترک اپنے مذہب کے نہایت پابند ہیں۔ اور اُن کی یہ بات عیسائیوں سے کہیں بڑھ کر ہے کہ نماز کے وقت کسی ترک کا دھیان دوسری چیز کی طرف نہیں بٹتا۔ کوئی مسلمان ایسا نظر نہ آئیگا جو عبادت کے وقت عبادت میں ہمہ تن مصروف نہ ہو اور ادب و تعظیم کی وہ کل علامتیں اُس کی صورت سے ظاہر نہ ہوتی ہوں جن علامتوں کا اپنے خالق کے لیے ظاہر کرنا اُس کی مخلوق کا فرض ہے۔

ترکی سپاہ کو بھی اُس تعریف کا حصہ ملا ہے کہ جس کی وہ مستحق تھی۔ جب چارلس دوم نے سلطان کے پاس سفارت روانہ کی تو سفارت کے سرکاری نے لکھا کہ جس وقت ترکی فوج ملک میں سے گزری تو ملک کے باشندوں کو کوئی شکایت اس قسم کی نہیں ہوئی کہ سپاہیوں نے اُن کا مال لوٹا ہو یا اُن کی عورتوں کو بے عزت کیا ہو جس رستہ سے فوج کا گزر ہوا تو فوج کے گزرنے سے دو یا تین دن پہلے سب شراب خانے قفل کر دیئے گئے اور اُن پر مہریں لگا دی گئیں اور حکم تھا کہ کوئی آدمی کسی سپاہی کے ہاتھ شراب نہ نیچے در نہ مزاحمت کا مستوجب ہوگا۔

۱۷۔ ترکے پر لکھنے لگلا تو صفحہ ۱۳۔ (ب) ۱۵۔ (ب) ۱۶۔ (ب) ۲۰۔ (الف) و نیز صفحہ ۳۲۔ ۳۶۔ بربک صفحہ ۱۶۔
۱۸۔ زلی۔ صفحہ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۶۸۹۔ دیکھو جرنل صفحہ ۵۳۔ ۵۴۔ منا و دیو صفحہ ۷۲۔

ایسے عیسائی مصنفوں نے بھی جن کوں کے ساتھ عشق نہ تھا ترکی ملکوں کی تعظیم کا فرض ادا کیا ہے۔ ان میں سے ایک مصنف نے جس نے مسلمانوں کے مذہب کی نسبت نہایت سخت توہین کے کلمے لکھے ہیں ترکوں کی نسبت لکھا ہے کہ قرآن کی کپچر (نعوذ باللہ) میں بھی تم کو مسیحی نیکیوں کے جواہرات بکھرے میں گے مسلمانوں کی شریعت اور ان کی تاریخ کو اگر عیسائی دقیق نظر سے پڑھیں اور ان پر غور کریں تو ان کو غیرت آئے گی کہ مسلمان عبادت اور پرہیزگاری اور خیرات دینے کے کیسے پابند ہیں جو وقت وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو کس عورت سے خدا کی بندگی میں مصروف ہوتے ہیں۔ پائیزگی اور تقدس ان میں کس درجہ ہوتا ہے۔ اپنے علمائے دین کے وہ کیسے مطہع ہوتے ہیں۔ سلطان بھی سوائے اس کے کچھ نہیں کر سکتا کہ مفتی سے فتویٰ لے لے۔ بیچ و قہہ ناز کے خواہ کبھی اور کسی کام میں ہوں مسلمان کیسے پابند ہیں کس طرح صبح سے رات تک کے روزے بیٹھے بہرنگ رکھتے ہیں۔ ان میں آپس میں کس قدر محبت اور سلوک ہو۔ اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ کیسا خیر ہے۔ ان کے شفا خانوں سے جو غریبوں اور مسکینوں کے لیے انہوں نے بنائے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ غیروں کے ساتھ بھی ان کو کس قدر جہد دی ہے۔ اگر ان کے انصاف اور ان کی پرہیزگاری اور نیکیوں کا خیال کریں تو ہم کو اپنے اوپر شرم آتی ہے کہ خدا کی بندگی اور آپس کے سلوک میں ہم کیسے مست قدم ہیں۔ ہم کو اپنی بے انصافیوں پر اپنے ظالم ہونے اور پرہیزگار نہ ہونے پر شرم آتی چاہیے۔ بیشک انصاف کے دن مسلمانوں کا پتہ ہم سے بھاری رہے گا بیشک ان کا ایمان ان کی نیکیاں ان کی رحمہدلی وہ چیزیں ہیں جن سے اسلام کو فروغ ہوا۔

زمانہ حال کے ایک مؤرخ نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ بہت سے لائق

اور نیک بخت یونانی عیسائیوں کو خیال ہے کہ مسلمان اُن سے ہر بات میں فضیلت رکھتے ہیں عیسائی اگر بچپن میں خراج کے طور پر وصول ہو کر سلطان کے ہاں اسلامی تربیت پانسیسے بچ گئے تو زیادہ عمر میں اُنہوں نے خود اسلام قبول کر لیا اخلاقی حیثیت سے ترکی سوسائٹی کی مددگی کو بھی عیسائیوں کے تبدیل مذہب کا ایسا ہی سبب قرار دینا چاہیے جیسے خاص خاص عیسائیوں کے جب جاہ کو اُس کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

آج کل کے لوگ جو ترکی قوت کے روزانہ زوال اور اُس کی سلطنت سے ملکوں کے نکلنے کو دیکھ رہے ہیں اور اُس کا لقب ”بیمار آدمی“ سننے کے عادی ہو گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سلطنت بہت جلد مٹ جائے گی اُن کے لیے ایسے خیالات کو سمجھنا جو دولت عثمانیہ اپنے زمانہ عروج میں یورپ کے ملکوں میں پسیدہ کیے تھے بہت دشوار ہے۔

اُس زمانہ میں ترکوں کی متواتر اور وسیع فتوحات نے یورپ کے لوگوں میں سخت خوف اور استعجاب کی حالت پیدا کر دی تھی۔ عیسائی علمداریاں ترکوں کے قبضہ میں آتی جاتی تھیں۔ بلغاریہ۔ سرویہ۔ بوسینا۔ ہنگری کی ریاستیں عیسوی ریاستیں ہونے کی حیثیت سے اپنی آزادی ترکوں کے حوالہ کر بیٹھیں۔ دینس کی نہایت معزز سلطنت نے دیکھا کہ اُس کے ملکوں پر ترکوں کا قبضہ ہوتا جاتا ہے اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ دینس کا نشان جس پرنسینٹ مارک کا شیر بنا ہوا تھا صرف بجراڈ ریالٹ کے ساحل پر اڑتا رہ گیا۔ جب اوٹمانوں کو ترکوں نے فتح کیا تو روماء الکبیرہ کی بھی خیر نظر نہیں آتی تھی۔ پندرہویں صدی عیسوی کے عیسائی اپنی تعصبات میں لگتے تھے کہ اگر ترکوں کی ترقی کو نہیں روکا گیا تو

لارڈ ہفٹن نے اپنے کلمات میں ترکوں کی فتوحات پر چند شعر انگریزی میں لکھے ہیں جن کا ترجمہ یہ ترجمہ ہے۔

”اور چلتا ہوا اہل یورپ کی آنکھوں میں آسپ کی طرح پرے لگا۔ یہاں تک کہ روم کے اکثر پوپ یقین رکھتے تھے کہ ہم مرنے نہ پائیں گے اور ایک دن یہ جتنی ترک روم کے عالیشان ملکوں اور کلیساؤں کی بھی صفائی یوں دینگے“

لارڈ ہفٹن کا کلیات پہلی جلد صفحہ ۴۲-۱۴۱۔

عیسوی یورپ کی قسمت پھوٹ جائیگی۔ ترکوں کی نسبت لگھا کہ وہ خدا کے ہاتھ کا کوڑا ہیں تاکہ بندوں نے جو گناہ کیے ہیں ان کی سزا دی جاوے۔ یا یہ کہ ترک شیطان کی قوت ہے جو مذہب کے جوئے ہمیں میں عیسائی دین کو غارت کرنے کے لیے چھوٹی پھرتی ہو۔ لیکن جو بات سب سے زیادہ غور کی ہے وہ یہ ہے کہ بعض عیسائیوں کے دل میں حسب ذیل سوال پیدا ہوئے۔ ”کیا یہ ممکن ہے کہ خدا مسلمانوں کو بغیر کسی معقول وجہ کے اس طرح بے شمار تعداد میں بڑھنے دیتا۔ کیا یہ لاکھوں مسلمان ایک آدمی کی طرح (نعمو ذبا لہ) ہستلائے عذاب ہوں گے۔ خدا کی اس قدر مخلوق اپنے دین کی کس طرح مخالف ہو سکتی ہو۔ کیونکہ حق کو ناحق سے زیادہ ثبات ہو اور سچائی وہ چیز ہے جس سے لوگ زیادہ الفت رکھتے ہیں اور جس کی زیادہ خواہش کرتے ہیں۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ اس قدر آدمی حق بات کی لغت پر آمادہ ہوں وہ کس طرح حق بات کے خلاف فروغ پاسکتے ہیں کیونکہ خدا سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ اگر غلطی کی کمزور اور بوسیدہ بنیاد پر مسلمانوں کا مذہب قائم ہوتا تو اس کو ایسی حیرت خیز ترقی کب ہو سکتی تھی؟“ غرض اس قسم کے خیالات تھے جو ترکی سلطنت میں عیسائیوں کے دل پر برا اثر ڈالتے تھے۔ اور خاص کر ان مصیبت زدہ عیسائی غلاموں پر ان خیالات کا اثر پڑتا تھا جو برسوں سے غلامی کی حالت میں مبتلا یا یوسی کے ساتھ زندگی کاٹتے تھے اور جن کو غلامی سے آزاد ہونے اور اپنی تکلیفوں سے چھوٹنے کی امید باقی نہ رہی تھی۔ پس کیا تعجب ہے کہ کسی عیسائی غلام نے اپنے دل سے یہ پوچھا ہو کہ ”اگر خدائے دین سے خوش ہوتا جس کا تو سہارا لے ہو تو وہ کبھی تجھ کو اس میکسی کی حالت میں نہ چھوڑتا بلکہ آزادی حاصل کرنے اور اپنے قدیم مذہب میں داخل رہنے کے لیے تیری مدد کرتا۔ لیکن اب خدا نے آزادی کا رستہ تجھ پر بند کر دیا ہے اب شاید خدا کی یہی مرضی ہو کہ تو اپنا دین و آئین چھوڑ دے اور مسلمان ہو کر نجات حاصل کرے“

۱۔ ترجمہ سپورکیتہ، سگلا پتہ ۱۲-۱۳، الف، ۱۵، ترجمہ سپورکیتہ، سگلا پتہ ۲۰-۲۱، الف، ۱۵

یہ مذہبی دوسو سے ایک عیسائی غلام کے دل میں پیدا ہوئے تھے جس کو برسوں بیت گئے تھے اور غلامی کی مصیبتوں سے چھٹکارا نہ ملتا تھا۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ اس قسم کے خیالات اُن بد نصیب عیسائیوں کے دل میں بھی گذرے ہوں گے جو قید خانوں میں قید تھے اور ان خیالات سے مجبور ہو کر انہوں نے اپنے قدیم مذہب کی بندشوں کو توڑ ڈالا ہو گا اور مسلمان ہو گئے ہوں گے۔ اگر یہ غلط قصہ کہ مسلمان غیر مذہب والوں سے کہتے تھے کہ یا تو قرآن کو مانویا تلو اور اٹھاؤ سچ ہوتا تو بہت عیسائی ایسے تھے جو مسیحی دین کے لیے لڑکر اور مر کر شہادت کا رتبہ حاصل کرتے مگر اب یہ عیسائی برسوں کی غلامی اور اسیری کی حالت میں اسلامی خیالات سے متاثر ہوتے رہے اور مہربانیوں نے اُن عیسائیوں کو مسلمان کر ڈالا جن پر ظلم کچھ اثر نہ کر سکتا تھا۔ عیسائی غلاموں کی حالت اگرچہ بہت رحم کے قابل تھی مگر وہ غلام جو ترکوں کے گھروں میں خدمتگاروں کی طرح رہتے تھے اُن کی حالت اُن غلاموں سے زیادہ خراب نہیں تھی جو یورپ کے اور ملکوں میں خدمتگاری کرتے تھے۔ اسلامی شریعت میں جو قواعد غلامی کے تھے انہوں نے غلامی کی شدید سختیاں دور کر دی تھیں۔ علاوہ اس کے ترکی میں غلاموں کے ساتھ وہ ظلم اور بے رحمیاں نہیں ہوتی تھیں جو شمالی افریقہ کی قزاقی غلامداریوں میں گذر کر تھیں۔ ترکوں میں غلاموں کو مثل آزاد لوگوں کے حقوق حاصل تھے یہاں تک کہ غلام کے ساتھ اگر آقا نے سختی کی تو غلام اپنے آقا کو قاضی کے سامنے بلا سکتا تھا۔ یا اگر غلام نے شکایت کی کہ آقا کا اور اُس کا مزاج ایسا مختلف ہو کہ اُن دونوں کا ساتھ بچھ نہیں سکتا تو قاضی آقا کو مجبور کرتا تھا کہ غلام کو کسی اور شخص کے ہاتھ سے ترک جسم کو انہیں دیتے بلکہ پرہیزگاری کے بھیس میں ظاہر طریق پر اسکی خدمت کرتے ہیں۔ اپنے شیطانی وسیعہ وہ روح کو جو جسم کے اندر ہو اُس کا ایمان لیکر اُسکو تلف کر دیتے ہیں جتنا عیسائی اس بات کی تصدیق میں موجود ہیں۔ اُن میں بہت عیسائی ایسے تھے جو عیسوی مذہب کی حمایت میں اور روحانی نجات کی خواہش سے رنیکو ہمار ہو جاتے لیکن جسم کی توجہ سے پانچ لے اُن کو قید میں ڈال دیا اور کچھ وقت گزرنے کے بعد اسلام کا زہر اُن میں پھیلنے لگا اور مسلمانوں کی ترغیب سے عیسائیوں نے نہایت سفہروں سے پہنچ کا دین ترک کیا۔ یہ لکھے سپور کیے سنگا تیو صفو ۱۔ مقابلہ کم - (۱) (۲)

فروخت کر دیئے۔ عیسائی غلاموں کی حالت مختلف تھی اور اُس کا اچھا یا بُرا ہونا اس بات پر منحصر تھا کہ یہ غلام غلامی کی سختیوں کو اپنی حالت کی موافق کس درجہ تک برداشت کر سکتے تھے۔ بڑا عمر کے عیسائیوں اور قصبوں اور رہبانوں اور ایسے عیسائی غلاموں کی حالت جو شریف نسل سے تھے سب سے زیادہ خراب تھی جو عیسائی غلام طبابت یا کوئی اور پیشہ جانتے تھے اُن کی کیا تہ آقاؤں کا برتاؤ اچھا ہوتا تھا کیونکہ اُن پر جس قدر روپیہ صرف ہوتا تھا اُس کا معاوضہ بخوبی مل جاتا تھا جو غلام کشتیاں چلانے پر مقرر تھے اُن کو سب سے زیادہ اذیت پہنچتی تھی۔ اُن کی حالت فی الحقیقت ایسی تھی کہ اگر حد سے زیادہ سلوک اور مہربانی بھی اُن کے ساتھ کی جاتی۔ تو بھی جو دشوار کام اُن کے ذمہ تھا اُس کی سختیاں کم نہ ہوتیں۔ علاوہ اس کے جو غلام ترکی سلطنت کا مال تھے اُن کی حالت اُن غلاموں سے نہایت خراب تھی جن کو معمولی لوگوں نے خریدا تھا۔ قاعدہ کے بموجب عیسائی غلام اپنے مذہب کی پیروی میں بالکل آزاد تھے سلطنت ترکی کے سرکاری قید خانوں میں گر جابنے ہوئے تھے اور عیسائی قیدیوں کیلئے

۱۷۹۰ء میں ۹۰۰۰ جن برسر۔ ناوہان یوم انکوی اتیزان یوم بلویک۔ دوسری جلد صفحہ ۸۱۹ (مطبوعہ لندن ۱۷۹۰ء) میں ترکوں کی تعریف میں لکنا ضروری ہو کہ وہ اپنے غلاموں اور نوکران کے ساتھ جلی محبت سے کسی حد نفع اٹھاتے ہیں اچھا سلوک کرتے ہیں اور اکثر اوقات اُن کا برتاؤ عیسائیوں کے برتاؤ سے جو وہ اپنے غلاموں اور نوکران کے ساتھ کرتے ہیں بہتر ہو گا۔ میں اگر کوئی غلام کسی طرح کا پیشہ لکھتا ہو تو اس کو سوائے آزادی کے اور کسی بات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سوائے تو نادہی کے اس کو تمام ایسی چیزیں میسر ہوتی ہیں جن کی ایک آزاد آدمی کو ضرورت ہو سکتی ہو۔ (دفن اُن دریشن صفحہ ۱۳۰) ۱۷۹۰ء میں سربراہ ملک اسٹیل نے ان غلاموں کو حال اچھا ہو کر اُن تہ فتنہ وہ غلاموں کی زندگی جو ترکوں کے جلی جائزہ پر تیاروں سے بندھے ہوئے تھے اُن غلاموں کی زندگی سے بہتر یا بد نہیں تھی جو عیسائیوں کے جائزہ پر پہلی نشان کے سایہ میں جانا چلاتے تھے۔ سخت کام بڑا کھانا۔ گھونے اور ملائے انکی قیمت میں ہوتے تھے۔ زمین پر جاب اترتے تھے تو شاہ بنیسا اور باسیکونا کے قید خانوں کے مقابلہ میں ترکی کے قید خانے زیادہ خلیقاہ پر مشور معلوم ہوتے ہوں لیکن اگر مصیبتوں کے یہی درجے قائم ہو سکتے ہیں تو سمندر پر عیسائی غلاموں کو ترکوں کی زنجیروں میں نسبت عیسائیوں کی قید کے زیادہ نفع رہتا ہو گا۔ یہ تھی کہ سلطان کے جہازوں پر جہاز کے کینے والے غلام نا خدا کا مال ہوتے تھے اور مالک کے پسے مال کا خیال ایسا ہوتا تھا کہ بعض وقت اس کے منہ سے زرا بعض ہیں۔ خیال غل ہو جاتا تھا۔ (پہلی جلد صفحہ ۱۰۲-۱۰۳) ۱۷۹۰ء میں ۱۶۔

مسیس مقرر تھے اور ان کو حکم تھا کہ غلاموں کو جو کشتیاں چلائے پر مقرر رہیں مذہبی دلجوئی اور اطمینان ضرورت کے وقت دیں۔ عیسائی غلام جو مسلمان ہو گئے ان کی تعداد بہت تھی۔ بعض واقعات ایسے بیان کیے گئے ہیں جن میں مذہب چھوڑنے کے لیے ان غلاموں پر سختی کی گئی۔ لیکن قاعدہ عموماً یہی تھا کہ مذہب چھوڑنے پر آقا اپنے غلاموں کو بہت کم عبور کرتا تھا البتہ غلامی کے شروع زمانہ میں عیسائی غلاموں پر زور ڈالا جاتا تھا کہ وہ اسلام قبول کر لیں لیکن اس کے بعد اگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا تو ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے دیتے تھے۔ ایسے اکثر غلاموں نے اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کیا۔ جس حالت میں قسطنطنیہ میں عیسائی سفیروں کو ہر وقت اندیشہ رہتا تھا کہ ان کے وطن کا کوئی عیسائی جو نوکری کر کے ان کے ساتھ آیا ہے کہیں مسلمان نہ ہو جاوے تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہو کہ وہ عیسائی غلام جن کو پہرہ وطن پہنچنے

۱۷۳۳ء جان ہیرس۔ ناویگان تیم انکوی اٹینزان تیم ہلیوٹیکا۔ دوسری جلد صفحہ ۸۱۔ ان پر قیمت لگو گئے لیے مگر وہ جان ہوئے تو غلامی کا ابتدائی زمانہ خاص کر سخت ہوتا ہے کیونکہ ترک ان کو یا تو خوش دے مارا تو خوش دہنچی تو سختی سے مسلمان کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب اس طرف ان سے وہ صحیح سلامت نکل آتے ہیں تو غلامی کی حالت جیسی ترکوں میں گوارا ہو سکتی ہے نہیں نہیں ہو سکتی۔ (دفعہ ۱۸) دیش صفحہ ۵۸) جو چوڑے لکھی ہو کہ غلام عیسائی مذہب پر قائم رہتے تھے وہ کچھ زمانہ کے بعد آزاد کر دیے جاتے تھے۔ یہ مصنف کہتا ہے کہ اگر یہ لوگ عیسائی مذہب قائم رہے تو ایک زمانہ مقرر کر دیا جاتا تھا جس کے بعد وہ آزاد ہو جاتے تھے۔ لیکن ان عیسائی غلاموں کیلئے جنوے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا تو ان کی غلامی ختم ہو نیکی کے لیے نہ تو کوئی وقت مقرر تھا اور نہ ان کو وطن واپس جانے کا حق رہتا تھا۔ بلکہ آزادی کی جو کچھ امید ان کو ہو سکتی تھی وہ ان کے آقاؤں کی خوشی پر منحصر ہوتی تھی۔ (صفحہ ۸۷) اسی طرح مصنف مینا وینوے ۱۵۷۵ء پر لکھا ہے۔ کان کنزی نوے عیسائی غلاموں کے آزاد ہو جانے کا نہ سنا برس لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ ترک اپنے غلاموں کو بہت اعمال کرتے ہیں کیونکہ ان کے پیغمبر نے احکام کے ساتھ یہ حکم بھی دیا تھا کہ غلام سات برس سے زیادہ غلامی کی حالت میں نہ رہیں کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اس حکم کا پابند نہ ہو۔ (صفحہ ۱۱۸)۔

۱۷۳۳ء عیسائی جو ترکی یا اور اسلامی سلطنتوں میں آباد ہو گئے تھے ان کے لیے کافی وجہ تھی کہ اپنے ہم مذہبوں کے اکثر مسلمان ہو جانے پر افسوس کریں۔ اس زمانہ کے قسیموں کی تحریروں ایسی شکایت سے بھری پڑی ہیں غلاموں کی حالت پر رحم آتا تھا اگرچہ ان سے نفرت بھی ہوتی تھی۔ لیکن آزاد عیسائیوں کی حالت سخت افسوس اور رنج کے قابل تھی۔ عیسائی سفیروں کو کسی دن اس بات کا یقین نہیں ہوتا تھا کہ ان کے ملازم ان کو چھوڑ کر نہ چلیں گے۔ اور جب تک شام نہ ہوتی تھی وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ دن خیریت سے گزرا۔ (دکھن صفحہ ۲۲) مقابلہ کرو فون ون دیش صفحہ ۱۶۱۔

کی قطعی اُمید جاتی رہی تھی اور اُن کے لیے وہ سامان نہ رہے تھے جو مدت کے پیکھے ہوئے مذہب کو مضبوط رکھیں اور جو اُن کو نئی سوسائٹی میں شامل نہ ہونے دیں وہ جس طرح اسلامی اثر ہے جو ہر وقت اُن کے لیے موجود تھا متاثر ہو کر مغلوب ہو گئے اور کوئی روک ٹوک نہ ہوئی۔ مذہب اور نئی سوسائٹی میں شامل ہونے کی اُن کو محسوس نہ ہوئی۔ سترہویں صدی عیسوی کے ایک انگریز سیاح نے ان عیسائیوں کی نسبت لکھا ہے کہ ”بہت کم عیسائی ایسے ہیں جو اپنے وطن کو واپس جاسکتے ہوں اور اُن سے بھی کم وہ لوگ ہیں جن کو عیسائی مذہب پر جس کی اُنہوں نے تعلیم پائی تھی قائم رہنے کی ہمت اور جرأت باقی ہو اُن کی دینی تعلیم ناقص تھی اور مذہب کے اصولوں اور دلائل کے متعلق اُن کا علم نہایت قلیل تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عیسائی تو اس خیال سے کہ کہیں غلامی کی مصیبتیں نہ اُنہاں پر پڑیں ایسے بے صبر اور خوف زدہ ہو گئے کہ اُنہوں نے فوراً ترکوں کا مذہب قبول کر لیا۔ اور بعض اس طرح اپنے مذہب سے برگشتہ ہوئے کہ اسلامی قانون نے جن لُذائذ نفسانی کو جائز رکھا تھا اُن کی طرف اُن کو رغبت ہوئی۔ علاوہ اسکے سامان ایسے موجود ہی تھے کہ تبدیل مذہب سے وہ اپنی حالت کی اصلاح کر لیں۔ پس جب ان کو اپنی نجات کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تو انہوں نے اپنے نجات بخشے والیکو اور اپنے مسیحی دین کو ترک کیا اور اپنے وطن اور ملک کو بھول گئے اور اب وہ غیر ملک والے نہیں معلوم ہوتے بلکہ ترکی کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہیں۔“

عیسائی غلاموں کا مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو جانا خود اُن کی مختلف طبیعت اور حالت پر منحصر تھا۔ جس گنہگار عیسائی غلام کی عبارتوں کو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اور جو حصہ دراز تک حالت غلامی میں رہنے کی وجہ سے ان امور کی نسبت صحیح رائے دے سکتا تھا اُس نے عیسائی غلاموں کی تین قسمیں بیان ہیں۔ ”پہلی قسم کے غلام تو وہ تھے جو

اپنے آقاؤں کے مذہب کو سمجھنے کی طرف سے بالکل بے پروا تھے اُن کے لیے صرف اس بات کا علم کافی تھا کہ ترک کا فرہیں اور جہانگ اُن کی اسیری کی حالت اور غلامی کی تکلیفیں اجازت دیتی تھیں وہ ترکوں سے اور ترکوں کے مذہب سے پرہیز کرتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں اُن کے مذہب کی تحقیق اور تفتیش میں پڑ کر وہ گمراہ نہ ہو جاویں۔ پس یہ لوگ جہاں تک اُن کو علم اور قوت حاصل تھی اپنے مسیحی دین کے پابند و دوسری قسم کے عیسائی غلام وہ تھے جن کو ترکوں کے افعال کی چھان بین کا شوق تھا۔ اگر خدا کی مدد سے اُن کو اس قدر وقت ملا کہ ترکوں کے بہید اُن پر کھل گئے اور اُن کو اتنی سمجھ ہوئی کہ ترکوں کے مذہب کو بخوبی تحقیق کر کے اُس کا مطلب سمجھ گئے تو وہ بھی اس مرحلہ کو بغیر نقصان کے طے کر لیتے تھے اور اپنے مسیحی دین میں زیادہ پختہ ہو جاتے تھے۔ تیسری قسم کے غلام وہ ہیں جو مسلمانوں کے دین کو بغیر احتیاط کے تحقیق کرتے ہیں۔ اور اُس کی نیکو نہیں پہنچتے۔ اس لیے وہ اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمانوں کے جہو (نعوذ باللہ) دین کو اختیار کر لیتے ہیں اور اپنے ہی اوپر عذاب نہیں لاتے بلکہ دوسروں کے حق میں بھی بُری مثال پیدا کرتے ہیں۔ ایسے عیسائیوں کی تعداد بیشمار ہے۔

بعض مورخوں کا خیال ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد غلام آزاد ہو جاتا تھا۔ لیکن ایسا نہ تھا اس لیے کہ آزادی کا دینا آقا کی مرضی پر موقوف تھا۔ البتہ غلاموں کے مسلمان آقا اکثر اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اگر اُن کے غلام مسلمان ہو جاویں تو بغیر رد پید دیے وہ آزاد کر دیے جاویں گے۔ لیکن اگر عیسائی غلام اپنے تئیں خیر خواہ و کثابت کرتے تھے تو اُن کے مسلمان آقا اُن کو آزاد کر دیتے تھے گو وہ عیسائی مذہب پر قائم رہتے ہوں اور ضعیفی کی عمر میں اُن غلاموں کی گذر اوقات کے لیے آقا کوئی سامان دینا کر دیتے تھے۔

عیسائی غلاموں کی طرح بہت سے آزاد عیسائی ایسے تھے جو اپنی قدیم سوتیلی اور حالات سے علیحدہ ہو کر پڑائے تعلقات سے اپنے کو آزاد پاتے تھے۔ اور اب ایسی سوسائٹی میں اُن کی زندگی بسر ہوتی تھی جو بالکل نئے مذہبی اور سوشل خیالات سے ملوث تھی۔ پندرہویں صدی عیسوی میں عیسائی پیشہوروں کے گروہ مغتوحہ ملکوں سے۔ اور یہ نوپل اور ٹرکی کے اور شہروں میں کام ڈھونڈتے ہوئے آئے اور مسلمانوں کی ترغیب سے وہ ان شہروں میں آباد ہو کر مسلمان ہو گئے۔ یہی کیفیت غالباً اُن عیسائی خاندانوں کی ہوئی جن کو سلطان محمد ثانی نے یورپ کے مقبوضہ ملکوں سے نکال کر ایشیا کو چک میں آباد کیا تھا۔ یہ خاندان بھی اسلام لاکر مسلمانوں میں اس طرح مل جل گئے جس طرح آرمینیا کے عیسائیوں کا حال ہوا تھا جن کو شاہ عباس اول پادشاہ فارس (۱۵۹۸-۱۶۲۹ء) نے ایران میں آباد کر دیا تھا۔ ان ارمنی عیسائیوں کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ دوسری نسل میں سب مسلمان ہو گئے۔

اب یہ تجویز ہے کہ ممالک البانیہ۔ سرویا۔ بوسنیا اور کریٹ کے عیسائیوں میں جس طرح اسلام کی اشاعت ہوئی اُس کے مفصل حالات لکھے جاویں۔ کیونکہ ان ملکوں میں سے ہر ایک ملک کی تاریخ جب سے ترکوں نے اُس کو فتح کیا اشاعت اسلام کے متعلق خاص واقعات بیان کرتی ہے جو دلچسپ ہیں۔

البانی قوم کے لوگ سوائے اُن کے جن کی آبادیاں یونان میں ہیں اُس کو ہستانی ملک میں آباد ہیں جو مانٹ نیگرو (جبل الاسود) سے خلیج ارتانک بحیرہ ایڈریاتک کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ یہ قوم یورپ کی سب سے قدیم اور صحیح النسل قوموں میں سے

۱۔ ترکوں کے سپہ سالار تھو۔ مسفیو ۱۱۸۰ھ میرنبرگ مصفیو ۱۲۱۰ھ نجیب بوڑھے مر جاتے ہیں تو جان آدمی اکثر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ آج کل دشت لیبیوی، ان تغیر میداؤں میں کم کو اُن ارمنی عیسائیوں میں سے دو آدمی بھی نہیں مل سکتے جن کے باپ دادا ان میداؤں میں کماد ڈالنے کیلئے آباد کیے گئے تھے۔ ناویردا، صفحہ ۱۷۔

۲۔ اگر ان آبادیوں کی فرست دیکھنی ہو تو صفحہ ۶۰۔ صفحہ ۲۰ دیکھو۔

آئین قوم کے پلاسچک شلخ سے ہو۔ البانیوں کے ملک کو اول سلطان بایزید اول نے پندرہویں صدی عیسوی کے شروع میں فتح کیا۔ جارج کا سترہویں کے وقت میں جس کا مشہور اسلامی نام سکندر بیگ ہو البانیا پر خود مختار ہو گیا۔ جارج جس زمانہ میں لڑکا تھا تو اُس کے باپ نے جو اپرہس کا خود مختار حاکم تھا جارج اور جارج کے بھائیوں کو خراج کے عوض میں قسطنطنیہ پہنچایا تھا۔ یہاں جارج کا ختم کیا گیا اور سلطان کی خاص نگرانی میں مسلمانوں کی طرح تعلیم و تربیت پا کر وہ پانچزار ترکی سواروں کا کمانڈر مقرر ہوا۔ جب جارج کا باپ مر گیا تو اُس کے بھائی قتل کر دیے گئے۔ اور ملک البانیا سلطان کے تصرف میں آ گیا۔ سلطان نے خیال کیا تھا کہ سکندر بیگ کو اُس نے اپنا طرفدار اور خیر خواہ بنایا ہے لیکن اس نوجوان البانی نے جو انتقام کا پیا سا تھا اسلام ترک کیا اور تیس برس تک نہایت دوبار اور کامیابی سے ترکی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ عیسوی میں سکندر بیگ مر گیا اور ترکوں نے اپر البانیا پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ گیارہ برس کے بعد کا سترہویں خاندان کا دار الحکومت کرپو ترکوں نے فتح کر لیا اور اس زمانہ کے بعد کوئی مقابلہ جو تمام ملک البانیا نے ملکر ترکوں کا کیا ہو تحقیق نہیں ہوتا۔ البتہ بغاوتیں اکثر ہوئیں اور کامل طور پر یہ ملک کبھی ترکوں کا محکوم نہیں ہوا۔ ساحل کے بعض شہر مدت تک ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ مثلاً شہر میں درازو کا شہر ترکوں نے فتح کیا اور انتی وازی جو ملک البانیا کے ساحل کا سب سے شمالی بندر گاہ ہے شہر سے پہلے فتح نہ ہو سکا۔ فتح کے بعد جو شرائط ہوئے وہ یہ تھے کہ شہر والوں کو اپنے قدیم مجسٹریٹ اور قدیم قانون رکھنے کا اختیار ہوگا۔ اور یہ کہ عیسائی مذہب کی پابندی علانیہ اور آزادی سے ہوگی۔ گرجاؤں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور اگر وہ گرجا میں گئے تو دوبارہ تعمیر ہو سکیں گے۔ شہر والے اپنے تمام منقولہ اور غیر منقولہ مال کے مالک رہیں گے اور جو محصول وہ دیتے ہیں اُس سے زیادہ محصول اُن پر جاری نہ ہونگے

ترکوں کے دور حکومت میں البانیوں کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ
 نیم خود مختاری کی حالت میں رہے اور ان کے بعض فرقے تو ایسے ہی خود سر رہے
 جیسے ترکوں کی فتح سے پہلے تھے۔ اگرچہ وہ سلطان کی رعایا تھے لیکن ترکی حکام کو
 ملک کے اندرونی انتظام میں دست اندازی نہ کرنے دیتے تھے۔ اور کافی وجہ اس یقین
 کے لیے موجود ہے کہ ترکی گورنمنٹ اس قابل کہی نہ ہوئی کہ البانیا میں کسی ایسے شخص کو جو
 البانیا کا باشندہ نہ ہوتا اور جس نے فوجی خدمات یا اپنی حکمت عملی اور تعلقات سے ملک
 میں نیکنامی پیدا نہ کی ہوئی اس ملک کی گورنری پرستل کر سکتی۔ البانیا کے لوگوں کا تو
 غرور بہت بڑھا ہوا ہے اور اس زمانہ میں بھی اگر کسی البانی سے پوچھا جاوے کہ وہ کون ہے
 تو عیسائی یا مسلمان بتانے سے پہلے وہ کہتا ہے کہ میں سکیتیپار ہوں جس کے معنی پہاڑی
 کے رہنے والے کے ہیں۔ یہ قومی خیال کے مضبوط ہونے کی قومی دلیل ہے کیونکہ اس
 سے عیسائی یا مسلمان ہونے کا وہ مذہبی فرق جو سلطنت عثمانیہ کے باقی ملکوں میں ہر جگہ
 شدت سے پایا جاتا ہے مٹ جاتا ہے عیسائی البانی اور مسلمان البانی جس طرح
 ایک زبان بولتے ہیں اسی طرح ان کی پرانی قومی باتیں بھی ایک ہی ہیں اور ان کے
 رسوم اور ظاہر طریقے بھی یکساں ہیں۔ ایک ہی قوم سے ہونے کا خیال ان میں ایسا سنگم
 ہے کہ اس نے مذہبی اختلافات کی بنا پر قوم میں تفرقہ ڈال کر اس کو علیحدہ علیحدہ جماعتوں
 میں تقسیم نہیں ہونے دیا ہے۔ مسلمان اور عیسائی البانی ساتھ ساتھ بے قاعدہ
 ملے لیک۔ صفحہ ۲۵۵ ایک البانی عیسائی نے بگتایہ کے عیسائیوں اور مسلمانوں میں عداوت کے ہو چکے ہیں
 لیکن البانیا میں حالت اور ہر البانیا کے مسلمان ایسے ہی البانی ہیں جیسے عیسائی ہیں ایک ہی زبان بولتے ہیں ایک
 ہی طرح کے مہیں اور طریقے رکھتے ہیں اور ان کے قومی واقعات بھی ایک ہی سے ہیں۔ مسلمان البانیوں اور عیسائی البانیوں
 میں کبھی نفرت یا عداوت نہیں رہی ہے صدیوں کسی طرح کی دشمنی ان میں نہیں ہے۔ مذہب کے فرق نے ان میں کوئی
 قومی تفرقہ نہیں پیدا کیا مسلمان اور عیسائی ہر چند لوگوں کے ایک حالت میں مل جکڑتے ہیں ایک ہی طرح کے حقوق ان کو میسر ہیں
 اور ایک ہی سے ذرا بغض نہیں اُنہوں کو ادا کیے ہیں (دستا آفندی البانین اندوی البانین صفحہ ۹۵ مطبوعہ برلن ۱۹۰۶ء)

فوجوں میں بھرتی ہوتے ہیں جن پر ترکی فتوحات کے بعد سے ملک کے اندرونی انتظام کا انحصار رہا ہو۔ اور البانی خواہ مسلمان ہوں یا عیسائی پاشاؤں کی ملازمت میں فوراً داخل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ سلطنت ترکی میں البانی سب سے زیادہ بہادر سپاہی تصور کیے جاتے ہیں۔ جنگ کریمہ میں عیسائی البانی سلطان کی طرف سے لڑے اور اگرچہ یہ لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابلہ میں امن کے طریقوں اور زراعت کے پیشہ کو زیادہ پسند کرتے ہیں تاہم ان دونوں میں جو کچھ فرق ہو وہ بہت کم ہے۔ عیسائی البانیوں نے ہی اپنی فوجی قابلیتوں اور جو مزدی کو ہمیشہ قائم رکھا ہے اور انہوں نے بھی ہی شجاعت۔ مہمت اور خود غیری کا جوش اور وہی قومی حیثیت دکھائی ہو جو ان کے مسلمان بھائیوں میں موجود ہے۔

البانیا میں اشاعت اسلام کے حالات کے لیے جو واقعات اور بیان ہوئے اس کا لحاظ کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اس ملک کے لوگوں نے اسلام کو رفتہ رفتہ ترقی دی اور باہر کے لوگوں کی طرف سے کوئی مذہبی دباؤ انہیں نہیں پڑا۔ اس کے متعلق مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہیں کیونکہ پندرہویں صدی عیسوی سے لے کر علی پاشا کے وقت تک جو تین سو برس کا زمانہ ہوا اس میں البانیا کی تاریخ بالکل کوری پڑی ہے۔ پس جو کچھ علم ہوا اس بات کا ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں عیسائیوں نے کیونکر اسلام قبول کیا تو وہ ایسی تاریخوں سے جو باور یوں نے اپنے مختلف علاقوں میں لکھیں اور ان رپورٹوں سے جو انھوں نے پوپ کی اطلاع یا سوسائٹی دے پرویگنڈا فینڈے کے لیے روانہ کیں حاصل ہوتا ہے۔

۱۷۰۰ء خلیفہ پانچویں جلد صفحہ ۱۷۰۰ء کلاک صفحہ ۱۷۰۰ء مسیحی قوم کے لوگ جو الپ کے حکم کے تحت تعصب سے کچھ لوگ عیسائی تھے ان کو یہ بات بھی گوارا نہ تھی کہ جن پہاڑوں میں وہ رہتے تھے وہاں کوئی مسلمان آباد ہو سکے اس قوم کے کسی عیسائی نے کبھی اپنا مذہب ترک نہیں کیا اگر ان میں سے کوئی شخص اس بات کا قصد بھی کرتا تو یہ بدیہی یعنی اسکو ہاک کر دیتے۔ البانیا کے کسی شخص اس زمانہ سے پہلے کہ عیسائی اور چلا گیا تو اسکا مسلمان ہونا ممکن نہ تھا۔ البانیا سے ۱۷۰۰ء سے تاریخیں بلانی کے ان ریکارڈز میں ملتے ہوئے آئے۔ کوہلو۔ پیری سلاویہ۔ مارکو کریمو ۱۷۰۰ء۔ ذابونا۔ میوزادی۔ انیہ۔ فینو ۱۷۰۰ء۔ عزمینو ۱۷۰۰ء۔

اس امر کے اعتراف کی چنداں ضرورت نہیں ہو کیہیں قدر ناپائیدار ہیں یا پور میں ہیں اُن میں جو کچھ اصطلاحیں ملتی ہیں اُن پر خاص کر جہاں یہ پادری عیسائیوں کے مسلمان ہونیکا سبب بیان کرتے ہیں سچائی کا پورا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اُس زمانہ کے کسی پادری کی نسبت ہرگز یقین نہیں ہو سکتا کہ اُس نے کسی عیسائی کے مسلمان ہونے کو سچی نیت اور ایمان سے سمجھا ہو گا اور اگر سمجھا ہی ہو تو پادریوں کو اپنے افسروں کے سامنے تحریر کے ذریعہ سے اس بات کے ظاہر کرنے کی ہمت نہیں پڑی ہوگی۔

سولہویں صدی عیسوی میں اسلام نے کم اشاعت پائی حالانکہ عیسائیوں میں اسلام پہلے شروع ہو گیا تھا۔ عیسوی میں عیسائی رعایا کی تعداد مسلمانوں سے دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی اور چونکہ دیہات میں اکثر عیسائی آباد تھے اور مسلمان کہیں کہیں تھے اس لیے شہروں کے رہنے والے عیسائی زیادہ تر مسلمان ہوتے۔ مثلاً انتی واری کے شہر میں جب بہت سے عیسائیوں نے وطن چھوڑ کر قریب کے عیسوی ملکوں میں رہنا اختیار کیا تو جو عیسائی شہر میں رہ گئے اُن میں اعلیٰ اور ادنیٰ سب سے اسلام قبول کیا یہاں تک کہ عیسائیوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی گئی۔ جوں جوں عیسائی مسلمان ہوتے گئے گرگہ مسجدوں سے تبدیل ہوئے۔ یہ انتظام اگرچہ شرائط کے خلاف تھا لیکن جب عیسائی ہی باقی نہ رہے تو گرگاؤں کا مسجد بن جانا انصاف کے خلاف تھا۔ شرائط میں جاٹھیتی (رومن کیتھولک) عیسائیوں کے پاس صرف دو گرگہ رہ گئے تھے اور اُن کی ضرورت کے لیے یہ ہی کافی تھے۔ اس واقعہ سے یہ اندازہ کرنا کہ کس قدر

سولہویں صدی ۶۰ (ب) سولہویں صدی ۳۵ (الف) فارلائی ساتویں جلد صفحہ ۱۰۰-۱۰۱ء یہ بھی نکاتیت کی گئی تھی کہ کھلا کے محل پر مسلمانوں نے اپنا قبضہ کر لیا۔ لیکن آٹھ برس پہلے یہ محل خالی پڑا تھا (۱۵۵۷ء) کیونکہ مطران امیر و سینیوس نے جلاوطنی اختیار کی تھی اور وجہ یہ ہوتی تھی کہ اُس نے اسلام پر کم اعتقاد اور زیادہ جوش سے حملہ کیا تھا اور پیغمبر کی شان میں سخت کلام کیا تھی (فارلائی۔ ساتویں جلد صفحہ ۱۰۰) سولہویں صدی ۳۵ (ب) یہ صنف لکھا ہو کہ ان گرگاؤں میں ایک دن میں نے خود صبح کے وقت سب دامن کیتھولک عیسائیوں کو نماز پڑھائی تھی۔ زمین سوخنے سے جو نقشے صفحہ ۲۱۲ پر لکھے ہیں اُن سے اس قیاس کر سکتا ہوں کہ اس زمانہ میں عیسائیوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔

عیسائی مسلمان ہوئے مگر کو بیزری کی عبارت سے کسی قدر معلوم ہو سکتا ہے۔ بیزری لکھتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے چھ سو گھر ہیں۔ عیسائیوں میں جاہلیقی اور کلیسیا یونان کے عیسائی ہیں۔ اب مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں سے کسی قدر زیادہ ہو اور جاہلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے عیسائیوں سے تعداد میں بڑھے ہوئے ہیں۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کے جو سوشل تعلقات دریافت ہوتے ہیں اور ان میں کسی حد فاصل کے نمونے سے کسی قدر نشان ان طریقوں کا متا ہے جنہوں نے عیسائیوں کو اسلامی اثر سے مغلوب کر کے مسلمان کر لیا اور جوں کلیسا کی مذہبی زندگی خراب ہوتی گئی عیسائی کثرت سے اسلام قبول کرتے گئے۔

عیسائیوں میں یہ ایک عام بات ہو چلی تھی کہ اپنی بیٹیوں کو مسلمانوں سے بیاہ دیتے تھے اور عیسائی عورتوں کو ایسی شادیوں سے کوئی عذر نہ ہوتا تھا۔ شادی کے بعد اگر ان کے ماں لڑکا پیدا ہوا تو وہ مسلمان ہو کر پرورش پاتا تھا اور اگر لڑکی ہوتی تو اس کو ماں کے مذہب پر تربیت پانے کی اجازت ملتی تھی۔ لیکن یہ اجازت بالکل فضول ثابت ہوتی تھی کیونکہ کلیسا کے افسران عورتوں کو پہلے ہی کلیسا سے خارج کر دیتے تھے اور مسیحی رسوم میں شریک نہیں ہونے دیتے تھے۔ اگرچہ معمولی درجہ کے پادری کلیسا کے حکم کو کہ یہ عورتیں کلیسا سے خارج کی جاویں تعمیل نہیں کرتے تھے لیکن یہ عورتیں اکثر اپنے خاندانوں کا مذہب اختیار کر لیتی تھیں۔ مگر اس صورت میں بھی وہ بعض مسیحی رسوم کی پابند رہتی تھیں مثلاً اصطبل غن میں جاری تھا جس کی نسبت سمجھا جاتا تھا کہ کوڑھ کے مرض اور چڑیلوں کے جادو اور بہیڑیوں کے گرد سے محفوظ رہنے کا مجرب علاج ہے۔ پادری ان توہمات کو اور بھی

۱۷ بیزری صفحہ ۲۰۲ (دب) ۳۰۲ (دب) ۳۰۳ (دب) ۳۰۴ (دب) ۳۰۵ (دب) ۳۰۶ (دب) ۳۰۷ (دب) ۳۰۸ (دب) ۳۰۹ (دب) ۳۱۰ (دب) ۳۱۱ (دب) ۳۱۲ (دب) ۳۱۳ (دب) ۳۱۴ (دب) ۳۱۵ (دب) ۳۱۶ (دب) ۳۱۷ (دب) ۳۱۸ (دب) ۳۱۹ (دب) ۳۲۰ (دب) ۳۲۱ (دب) ۳۲۲ (دب) ۳۲۳ (دب) ۳۲۴ (دب) ۳۲۵ (دب) ۳۲۶ (دب) ۳۲۷ (دب) ۳۲۸ (دب) ۳۲۹ (دب) ۳۳۰ (دب) ۳۳۱ (دب) ۳۳۲ (دب) ۳۳۳ (دب) ۳۳۴ (دب) ۳۳۵ (دب) ۳۳۶ (دب) ۳۳۷ (دب) ۳۳۸ (دب) ۳۳۹ (دب) ۳۴۰ (دب) ۳۴۱ (دب) ۳۴۲ (دب) ۳۴۳ (دب) ۳۴۴ (دب) ۳۴۵ (دب) ۳۴۶ (دب) ۳۴۷ (دب) ۳۴۸ (دب) ۳۴۹ (دب) ۳۵۰ (دب) ۳۵۱ (دب) ۳۵۲ (دب) ۳۵۳ (دب) ۳۵۴ (دب) ۳۵۵ (دب) ۳۵۶ (دب) ۳۵۷ (دب) ۳۵۸ (دب) ۳۵۹ (دب) ۳۶۰ (دب) ۳۶۱ (دب) ۳۶۲ (دب) ۳۶۳ (دب) ۳۶۴ (دب) ۳۶۵ (دب) ۳۶۶ (دب) ۳۶۷ (دب) ۳۶۸ (دب) ۳۶۹ (دب) ۳۷۰ (دب) ۳۷۱ (دب) ۳۷۲ (دب) ۳۷۳ (دب) ۳۷۴ (دب) ۳۷۵ (دب) ۳۷۶ (دب) ۳۷۷ (دب) ۳۷۸ (دب) ۳۷۹ (دب) ۳۸۰ (دب) ۳۸۱ (دب) ۳۸۲ (دب) ۳۸۳ (دب) ۳۸۴ (دب) ۳۸۵ (دب) ۳۸۶ (دب) ۳۸۷ (دب) ۳۸۸ (دب) ۳۸۹ (دب) ۳۹۰ (دب) ۳۹۱ (دب) ۳۹۲ (دب) ۳۹۳ (دب) ۳۹۴ (دب) ۳۹۵ (دب) ۳۹۶ (دب) ۳۹۷ (دب) ۳۹۸ (دب) ۳۹۹ (دب) ۴۰۰ (دب) ۴۰۱ (دب) ۴۰۲ (دب) ۴۰۳ (دب) ۴۰۴ (دب) ۴۰۵ (دب) ۴۰۶ (دب) ۴۰۷ (دب) ۴۰۸ (دب) ۴۰۹ (دب) ۴۱۰ (دب) ۴۱۱ (دب) ۴۱۲ (دب) ۴۱۳ (دب) ۴۱۴ (دب) ۴۱۵ (دب) ۴۱۶ (دب) ۴۱۷ (دب) ۴۱۸ (دب) ۴۱۹ (دب) ۴۲۰ (دب) ۴۲۱ (دب) ۴۲۲ (دب) ۴۲۳ (دب) ۴۲۴ (دب) ۴۲۵ (دب) ۴۲۶ (دب) ۴۲۷ (دب) ۴۲۸ (دب) ۴۲۹ (دب) ۴۳۰ (دب) ۴۳۱ (دب) ۴۳۲ (دب) ۴۳۳ (دب) ۴۳۴ (دب) ۴۳۵ (دب) ۴۳۶ (دب) ۴۳۷ (دب) ۴۳۸ (دب) ۴۳۹ (دب) ۴۴۰ (دب) ۴۴۱ (دب) ۴۴۲ (دب) ۴۴۳ (دب) ۴۴۴ (دب) ۴۴۵ (دب) ۴۴۶ (دب) ۴۴۷ (دب) ۴۴۸ (دب) ۴۴۹ (دب) ۴۵۰ (دب) ۴۵۱ (دب) ۴۵۲ (دب) ۴۵۳ (دب) ۴۵۴ (دب) ۴۵۵ (دب) ۴۵۶ (دب) ۴۵۷ (دب) ۴۵۸ (دب) ۴۵۹ (دب) ۴۶۰ (دب) ۴۶۱ (دب) ۴۶۲ (دب) ۴۶۳ (دب) ۴۶۴ (دب) ۴۶۵ (دب) ۴۶۶ (دب) ۴۶۷ (دب) ۴۶۸ (دب) ۴۶۹ (دب) ۴۷۰ (دب) ۴۷۱ (دب) ۴۷۲ (دب) ۴۷۳ (دب) ۴۷۴ (دب) ۴۷۵ (دب) ۴۷۶ (دب) ۴۷۷ (دب) ۴۷۸ (دب) ۴۷۹ (دب) ۴۸۰ (دب) ۴۸۱ (دب) ۴۸۲ (دب) ۴۸۳ (دب) ۴۸۴ (دب) ۴۸۵ (دب) ۴۸۶ (دب) ۴۸۷ (دب) ۴۸۸ (دب) ۴۸۹ (دب) ۴۹۰ (دب) ۴۹۱ (دب) ۴۹۲ (دب) ۴۹۳ (دب) ۴۹۴ (دب) ۴۹۵ (دب) ۴۹۶ (دب) ۴۹۷ (دب) ۴۹۸ (دب) ۴۹۹ (دب) ۵۰۰ (دب) ۵۰۱ (دب) ۵۰۲ (دب) ۵۰۳ (دب) ۵۰۴ (دب) ۵۰۵ (دب) ۵۰۶ (دب) ۵۰۷ (دب) ۵۰۸ (دب) ۵۰۹ (دب) ۵۱۰ (دب) ۵۱۱ (دب) ۵۱۲ (دب) ۵۱۳ (دب) ۵۱۴ (دب) ۵۱۵ (دب) ۵۱۶ (دب) ۵۱۷ (دب) ۵۱۸ (دب) ۵۱۹ (دب) ۵۲۰ (دب) ۵۲۱ (دب) ۵۲۲ (دب) ۵۲۳ (دب) ۵۲۴ (دب) ۵۲۵ (دب) ۵۲۶ (دب) ۵۲۷ (دب) ۵۲۸ (دب) ۵۲۹ (دب) ۵۳۰ (دب) ۵۳۱ (دب) ۵۳۲ (دب) ۵۳۳ (دب) ۵۳۴ (دب) ۵۳۵ (دب) ۵۳۶ (دب) ۵۳۷ (دب) ۵۳۸ (دب) ۵۳۹ (دب) ۵۴۰ (دب) ۵۴۱ (دب) ۵۴۲ (دب) ۵۴۳ (دب) ۵۴۴ (دب) ۵۴۵ (دب) ۵۴۶ (دب) ۵۴۷ (دب) ۵۴۸ (دب) ۵۴۹ (دب) ۵۵۰ (دب) ۵۵۱ (دب) ۵۵۲ (دب) ۵۵۳ (دب) ۵۵۴ (دب) ۵۵۵ (دب) ۵۵۶ (دب) ۵۵۷ (دب) ۵۵۸ (دب) ۵۵۹ (دب) ۵۶۰ (دب) ۵۶۱ (دب) ۵۶۲ (دب) ۵۶۳ (دب) ۵۶۴ (دب) ۵۶۵ (دب) ۵۶۶ (دب) ۵۶۷ (دب) ۵۶۸ (دب) ۵۶۹ (دب) ۵۷۰ (دب) ۵۷۱ (دب) ۵۷۲ (دب) ۵۷۳ (دب) ۵۷۴ (دب) ۵۷۵ (دب) ۵۷۶ (دب) ۵۷۷ (دب) ۵۷۸ (دب) ۵۷۹ (دب) ۵۸۰ (دب) ۵۸۱ (دب) ۵۸۲ (دب) ۵۸۳ (دب) ۵۸۴ (دب) ۵۸۵ (دب) ۵۸۶ (دب) ۵۸۷ (دب) ۵۸۸ (دب) ۵۸۹ (دب) ۵۹۰ (دب) ۵۹۱ (دب) ۵۹۲ (دب) ۵۹۳ (دب) ۵۹۴ (دب) ۵۹۵ (دب) ۵۹۶ (دب) ۵۹۷ (دب) ۵۹۸ (دب) ۵۹۹ (دب) ۶۰۰ (دب) ۶۰۱ (دب) ۶۰۲ (دب) ۶۰۳ (دب) ۶۰۴ (دب) ۶۰۵ (دب) ۶۰۶ (دب) ۶۰۷ (دب) ۶۰۸ (دب) ۶۰۹ (دب) ۶۱۰ (دب) ۶۱۱ (دب) ۶۱۲ (دب) ۶۱۳ (دب) ۶۱۴ (دب) ۶۱۵ (دب) ۶۱۶ (دب) ۶۱۷ (دب) ۶۱۸ (دب) ۶۱۹ (دب) ۶۲۰ (دب) ۶۲۱ (دب) ۶۲۲ (دب) ۶۲۳ (دب) ۶۲۴ (دب) ۶۲۵ (دب) ۶۲۶ (دب) ۶۲۷ (دب) ۶۲۸ (دب) ۶۲۹ (دب) ۶۳۰ (دب) ۶۳۱ (دب) ۶۳۲ (دب) ۶۳۳ (دب) ۶۳۴ (دب) ۶۳۵ (دب) ۶۳۶ (دب) ۶۳۷ (دب) ۶۳۸ (دب) ۶۳۹ (دب) ۶۴۰ (دب) ۶۴۱ (دب) ۶۴۲ (دب) ۶۴۳ (دب) ۶۴۴ (دب) ۶۴۵ (دب) ۶۴۶ (دب) ۶۴۷ (دب) ۶۴۸ (دب) ۶۴۹ (دب) ۶۵۰ (دب) ۶۵۱ (دب) ۶۵۲ (دب) ۶۵۳ (دب) ۶۵۴ (دب) ۶۵۵ (دب) ۶۵۶ (دب) ۶۵۷ (دب) ۶۵۸ (دب) ۶۵۹ (دب) ۶۶۰ (دب) ۶۶۱ (دب) ۶۶۲ (دب) ۶۶۳ (دب) ۶۶۴ (دب) ۶۶۵ (دب) ۶۶۶ (دب) ۶۶۷ (دب) ۶۶۸ (دب) ۶۶۹ (دب) ۶۷۰ (دب) ۶۷۱ (دب) ۶۷۲ (دب) ۶۷۳ (دب) ۶۷۴ (دب) ۶۷۵ (دب) ۶۷۶ (دب) ۶۷۷ (دب) ۶۷۸ (دب) ۶۷۹ (دب) ۶۸۰ (دب) ۶۸۱ (دب) ۶۸۲ (دب) ۶۸۳ (دب) ۶۸۴ (دب) ۶۸۵ (دب) ۶۸۶ (دب) ۶۸۷ (دب) ۶۸۸ (دب) ۶۸۹ (دب) ۶۹۰ (دب) ۶۹۱ (دب) ۶۹۲ (دب) ۶۹۳ (دب) ۶۹۴ (دب) ۶۹۵ (دب) ۶۹۶ (دب) ۶۹۷ (دب) ۶۹۸ (دب) ۶۹۹ (دب) ۷۰۰ (دب) ۷۰۱ (دب) ۷۰۲ (دب) ۷۰۳ (دب) ۷۰۴ (دب) ۷۰۵ (دب) ۷۰۶ (دب) ۷۰۷ (دب) ۷۰۸ (دب) ۷۰۹ (دب) ۷۱۰ (دب) ۷۱۱ (دب) ۷۱۲ (دب) ۷۱۳ (دب) ۷۱۴ (دب) ۷۱۵ (دب) ۷۱۶ (دب) ۷۱۷ (دب) ۷۱۸ (دب) ۷۱۹ (دب) ۷۲۰ (دب) ۷۲۱ (دب) ۷۲۲ (دب) ۷۲۳ (دب) ۷۲۴ (دب) ۷۲۵ (دب) ۷۲۶ (دب) ۷۲۷ (دب) ۷۲۸ (دب) ۷۲۹ (دب) ۷۳۰ (دب) ۷۳۱ (دب) ۷۳۲ (دب) ۷۳۳ (دب) ۷۳۴ (دب) ۷۳۵ (دب) ۷۳۶ (دب) ۷۳۷ (دب) ۷۳۸ (دب) ۷۳۹ (دب) ۷۴۰ (دب) ۷۴۱ (دب) ۷۴۲ (دب) ۷۴۳ (دب) ۷۴۴ (دب) ۷۴۵ (دب) ۷۴۶ (دب) ۷۴۷ (دب) ۷۴۸ (دب) ۷۴۹ (دب) ۷۵۰ (دب) ۷۵۱ (دب) ۷۵۲ (دب) ۷۵۳ (دب) ۷۵۴ (دب) ۷۵۵ (دب) ۷۵۶ (دب) ۷۵۷ (دب) ۷۵۸ (دب) ۷۵۹ (دب) ۷۶۰ (دب) ۷۶۱ (دب) ۷۶۲ (دب) ۷۶۳ (دب) ۷۶۴ (دب) ۷۶۵ (دب) ۷۶۶ (دب) ۷۶۷ (دب) ۷۶۸ (دب) ۷۶۹ (دب) ۷۷۰ (دب) ۷۷۱ (دب) ۷۷۲ (دب) ۷۷۳ (دب) ۷۷۴ (دب) ۷۷۵ (دب) ۷۷۶ (دب) ۷۷۷ (دب) ۷۷۸ (دب) ۷۷۹ (دب) ۷۸۰ (دب) ۷۸۱ (دب) ۷۸۲ (دب) ۷۸۳ (دب) ۷۸۴ (دب) ۷۸۵ (دب) ۷۸۶ (دب) ۷۸۷ (دب) ۷۸۸ (دب) ۷۸۹ (دب) ۷۹۰ (دب) ۷۹۱ (دب) ۷۹۲ (دب) ۷۹۳ (دب) ۷۹۴ (دب) ۷۹۵ (دب) ۷۹۶ (دب) ۷۹۷ (دب) ۷۹۸ (دب) ۷۹۹ (دب) ۸۰۰ (دب) ۸۰۱ (دب) ۸۰۲ (دب) ۸۰۳ (دب) ۸۰۴ (دب) ۸۰۵ (دب) ۸۰۶ (دب) ۸۰۷ (دب) ۸۰۸ (دب) ۸۰۹ (دب) ۸۱۰ (دب) ۸۱۱ (دب) ۸۱۲ (دب) ۸۱۳ (دب) ۸۱۴ (دب) ۸۱۵ (دب) ۸۱۶ (دب) ۸۱۷ (دب) ۸۱۸ (دب) ۸۱۹ (دب) ۸۲۰ (دب) ۸۲۱ (دب) ۸۲۲ (دب) ۸۲۳ (دب) ۸۲۴ (دب) ۸۲۵ (دب) ۸۲۶ (دب) ۸۲۷ (دب) ۸۲۸ (دب) ۸۲۹ (دب) ۸۳۰ (دب) ۸۳۱ (دب) ۸۳۲ (دب) ۸۳۳ (دب) ۸۳۴ (دب) ۸۳۵ (دب) ۸۳۶ (دب) ۸۳۷ (دب) ۸۳۸ (دب) ۸۳۹ (دب) ۸۴۰ (دب) ۸۴۱ (دب) ۸۴۲ (دب) ۸۴۳ (دب) ۸۴۴ (دب) ۸۴۵ (دب) ۸۴۶ (دب) ۸۴۷ (دب) ۸۴۸ (دب) ۸۴۹ (دب) ۸۵۰ (دب) ۸۵۱ (دب) ۸۵۲ (دب) ۸۵۳ (دب) ۸۵۴ (دب) ۸۵۵ (دب) ۸۵۶ (دب) ۸۵۷ (دب) ۸۵۸ (دب) ۸۵۹ (دب) ۸۶۰ (دب) ۸۶۱ (دب) ۸۶۲ (دب) ۸۶۳ (دب) ۸۶۴ (دب) ۸۶۵ (دب) ۸۶۶ (دب) ۸۶۷ (دب) ۸۶۸ (دب) ۸۶۹ (دب) ۸۷۰ (دب) ۸۷۱ (دب) ۸۷۲ (دب) ۸۷۳ (دب) ۸۷۴ (دب) ۸۷۵ (دب) ۸۷۶ (دب) ۸۷۷ (دب) ۸۷۸ (دب) ۸۷۹ (دب) ۸۸۰ (دب) ۸۸۱ (دب) ۸۸۲ (دب) ۸۸۳ (دب) ۸۸۴ (دب) ۸۸۵ (دب) ۸۸۶ (دب) ۸۸۷ (دب) ۸۸۸ (دب) ۸۸۹ (دب) ۸۹۰ (دب) ۸۹۱ (دب) ۸۹۲ (دب) ۸۹۳ (دب) ۸۹۴ (دب) ۸۹۵ (دب) ۸۹۶ (دب) ۸۹۷ (دب) ۸۹۸ (دب) ۸۹۹ (دب) ۹۰۰ (دب) ۹۰۱ (دب) ۹۰۲ (دب) ۹۰۳ (دب) ۹۰۴ (دب) ۹۰۵ (دب) ۹۰۶ (دب) ۹۰۷ (دب) ۹۰۸ (دب) ۹۰۹ (دب) ۹۱۰ (دب) ۹۱۱ (دب) ۹۱۲ (دب) ۹۱۳ (دب) ۹۱۴ (دب) ۹۱۵ (دب) ۹۱۶ (دب) ۹۱۷ (دب) ۹۱۸ (دب) ۹۱۹ (دب) ۹۲۰ (دب) ۹۲۱ (دب) ۹۲۲ (دب) ۹۲۳ (دب) ۹۲۴ (دب) ۹۲۵ (دب) ۹۲۶ (دب) ۹۲۷ (دب) ۹۲۸ (دب) ۹۲۹ (دب) ۹۳۰ (دب) ۹۳۱ (دب) ۹۳۲ (دب) ۹۳۳ (دب) ۹۳۴ (دب) ۹۳۵ (دب) ۹۳۶ (دب) ۹۳۷ (دب) ۹۳۸ (دب) ۹۳۹ (دب) ۹۴۰ (دب) ۹۴۱ (دب) ۹۴۲ (دب) ۹۴۳ (دب) ۹۴۴ (دب) ۹۴۵ (دب) ۹۴۶ (دب) ۹۴۷ (دب) ۹۴۸ (دب) ۹۴۹ (دب) ۹۵۰ (دب) ۹۵۱ (دب) ۹۵۲ (دب) ۹۵۳ (دب) ۹۵۴ (دب) ۹۵۵ (دب) ۹۵۶ (دب) ۹۵۷ (دب) ۹۵۸ (دب) ۹۵۹ (دب) ۹۶۰ (دب) ۹۶۱ (دب) ۹۶۲ (دب) ۹۶۳ (دب) ۹۶۴ (دب) ۹۶۵ (دب) ۹۶۶ (دب) ۹۶۷ (دب) ۹۶۸ (دب) ۹۶۹ (دب) ۹۷۰ (دب) ۹۷۱ (دب) ۹۷۲ (دب) ۹۷۳ (دب) ۹۷۴ (دب) ۹۷۵ (دب) ۹۷۶ (دب) ۹۷۷ (دب) ۹۷۸ (دب) ۹۷۹ (دب) ۹۸۰ (دب) ۹۸۱ (دب) ۹۸۲ (دب) ۹۸۳ (دب) ۹۸۴ (دب) ۹۸۵ (دب) ۹۸۶ (دب) ۹۸۷ (دب) ۹۸۸ (دب) ۹۸۹ (دب) ۹۹۰ (دب) ۹۹۱ (دب) ۹۹۲ (دب) ۹۹۳ (دب) ۹۹۴ (دب) ۹۹۵ (دب) ۹۹۶ (دب) ۹۹۷ (دب) ۹۹۸ (دب) ۹۹۹ (دب) ۱۰۰۰ (دب)

زندہ رکھتے تھے اور اگر کوئی مسلمان عورت اپنے بچہ کو اصطبلغ دلانا چاہتی تھی تو خوشی سے اُس کو اصطبلغ دیتے تھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہمی تعلقات اس بات سے اور دریافت ہوئے ہیں کہ مسیحی بزرگان دین کے جو توار عیسائیوں میں منائے جاتے تھے اُن میں مسلمان بھی شریک ہوتے تھے۔ مثلاً مارکو بیزی نے لکھا ہے کہ سنٹ ایلاس کی ضیافت کے دن (جس کو ابانی عیسائی خاص طور پر مانتے تھے) گرجا میں مسلمان بھی اتنے ہی موجود تھے جس قدر کہ عیسائی تھے۔ ابانی مسلمانوں کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ وہ ابٹک حضرت مریم اور سچی اولیا کو مانتے ہیں اور اُن کے مزاروں کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور اسی طرح عیسائی بھی منتیں پوری کرتے اور امراض کے دفعیہ کیلئے مسلمان درویشوں اور فقرا کے مقابر کی زیارت کرتے ہیں۔ کالیوا کے شہر میں جہاں عیسائیوں کے ساتھ اور مسلمانوں کے دس گھر ہیں پادری کے گزراوقات کیلئے مسلمان بھی چندہ دیتے ہیں کیونکہ وہاں اکثر مسلمانوں کی بیویاں عیسائی ہیں۔ ایسی حالت میں یہ نہیں کہ بعض عیسائی ظاہر میں اسلام کے پابند ہوں مگر اپنے ایمان کو اُنہوں نے یہ تسلی دے رکھی ہو کہ دل میں وہ عیسائی مذہب رکھتے ہیں۔ مارکو بیزی نے اس خراب حالت کے تین سبب بیان کیے ہیں۔ اول دنیوی فتن کا خیال۔ دوسرے جزیرے سے بریت۔ اور تیسرے ایسے پادریوں کا اُن میں موجود نہ ہونا جو ملک کی مذہبی ضروریات کو مہیا کر سکیں۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ کہی ہو کہ عیسائیوں پر محصول کا سخت بار تھا اور گاؤں کے گاؤں ایسے تھے جو ان محصولوں سے بچنے کیلئے عیسائی مذہب سے برگشتہ ہو گئے۔ چونکہ مفصل

۱۷ مارکو بیزی کو اتنی اداری کے شہس تھے چنہ وہ سے تے ایک موز مسلمان خاؤن نے سے خواہش ظاہر کی کہ وہ سلطان اس کے بچے کو اصطبلغ دے۔ سلطان نے لکھا ہے کہ اس خاؤن نے شہر کے ایک عیسائی بیس سے سخت شکایت کی کہ سلطان نے اسکی خوشی نہیں کی حالانکہ اسی سلطان کے قیس اُن لوگوں کی دعوت پر عیسائی نہیں ہیں جو کو اصطبلغ دیتے ہیں (صفحہ ۱۰، ب) ۱۷ ایسے عیسائیوں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات جو ایک ہی گاؤں میں ہتے تھے اگر دریافت کرنے ہوں تو ہیکار کی تصنیف تاریخ البانیا دیکھو صفحہ ۱۵۳ - ۱۶۲ - ۲۰۰ (طبوغہ پیرس ششہ) بیزی صفحہ ۳۸ (الف) لکھ گارٹ صفحہ ۲۶ بیزی صفحہ ۳۰ - ۳۱ (ب) ۳۲ - ۳۳ (الف) بیزی صفحہ ۳۴ (ب) صفحہ ۳۵ (الف) صفحہ ۳۶ (ب) صفحہ ۳۷ (ب)

کیفیت ان محصولوں کی نہیں بیان کی گئی اس لیے ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کہ اس شکایت کیلئے کافی وجہ موجود ہی تھیں یا نہیں اور عیسائیوں کا یہ عذر معقول بھی بتایا نہیں یا فقط حیلہ تھا کہ اپنے قدیم ہم مذہب لوگوں کے سامنے اپنے مسلمان ہو جانے کا کچھ نہ کچھ عذر بیان کر دیا یا یہ بیان افسران کلیسا کا مبالغہ ہے جن کے نزدیک عقلاً اور سچی نیت سے کسی عیسائی کا مسلمان ہونا قطعی ناممکن تھا۔ ایک صدی کے بعد مسلمانوں میں جزیہ کی رقم فی شخص چند ریال سالانہ تھی اور سوائے سکیا تاراکو کے محصول کے جو تین ریال سالانہ تھا، یہ ہی محصول ایسا تھا جو خصوصیت کے ساتھ عیسائیوں پر جاری تھا۔ اگر صرف اس خفیف جرمانہ ہی کے ذریعے عیسائیوں نے اپنا مذہب چھوڑ دیا تو مذہب سے ان کو بہت ہی کم تعلق اور واسطہ ہو گا لیکن ابابا میں اب تک کثرت سے عیسائیوں کا موجود ہونا ظاہر کرتا ہے کہ چھ ریال سالانہ کا محصول ایسا ظلم نہ تھا جو بغیر کسی اور سبب کے عیسائیوں کو ان کے دین سے پھیر کر مسلمان ہو جانے دیتا۔

"ترکی ظلموں" کی نسبت جو مامیاناہ اور غیر واضح شکایتیں کی گئی ہیں اگر وہ کسی قدر صاف طریقہ پر بیان ہوتیں تو ہم دریافت کر سکتے تھے کہ جزیہ کی وجہ سے جو عیسائیوں کا بکثرت مسلمان ہونا لکھا گیا ہے وہ کس حد تک درست تھا۔ لیکن جس قدر حالات تحقیق ہوتے ہیں ان سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ فقط جزیہ کی وجہ سے عیسائی بکثرت مسلمان ہو گئے۔ ترکی سلطنت میں یہ طریقہ نسبت نہایت یہودہ جاری تھا کہ سرکاری عہدے نیلام کیے جاتے تھے اور ان شخص سب سے زیادہ روپیہ دیتا تھا وہ ان پر مقرر کر دیا جاتا تھا۔ جب اس طرح عہدے ملتے تھے تو عہدہ دار لاٹری پر ہر دو سالہ کرتے تھے اور نتیجہ اکثر یہ ہوتا تھا کہ ہر طرح کے ظلم اور سختیوں سے یہ لوگ جس قدر روپیہ جمع کرنا ممکن تھا جمع کر لیتے تھے لیکن ان مصیبتوں میں عیسائی اور مسلمان دونوں یکساں مبتلا تھے۔ البتہ یہ یقینی بات ہے کہ نامنصف حاکموں کو مسلمانوں

کی بہ نسبت عیسائیوں پر ظلم کرنا آسان معلوم ہوتا ہو گا خاص کر ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائی اس جرم میں اکثر مایوس ہوتے تھے کہ دولت عثمانیہ کے خلاف بناوٹ برپا کر نیکے لیے وہ اہل دین اور دیگر عیسوی سلطنتوں سے تعلقات رکھتے ہیں۔

بہر کیف یہ جو کچھ حالات ہوں مگر اس میں شبہ نہیں کہ مسلمانوں کی مذہبی حمیت اور پاکیزہ زندگی نے مسیحی قسیوں کی جہالت اور تنزل کے مقابلہ میں اپنا اثر غالب رکھا۔ اگر البانیہ کے ملک میں وہاں کے ایک شیخ کی مثل چند لوگ اور ہوتے جس کے حسن اخلاق کی تعریف مارکو بیری نے بہت کی ہو اور لکھا ہو کہ مذہبی مسائل پر مجاہد اور اُس میں اکثر مباحثے رہے تو اسلام کو اس ملک میں بہت عروج ملتا۔ مسیحی قسیوں میں سے اکثر لوگ بالکل ناخواندہ ہوتے تھے۔ اُن میں بہت لوگ ایسے تھے جو اگرچہ کچھ پڑھنا جانتے تھے تو اُن کو لکھنا نہ آتا تھا اور اپنے منصبی کاموں سے اُن کو اس قدر لاعلمی تھی کہ نجات کا کلمہ تک اُن کو بر زبان یاد نہ آتا۔ اگرچہ لیٹن زبان میں وہ نماز پڑھتے تھے لیکن بہت کم لوگ ایسے تھے جو نماز کا مطلب سمجھتے ہوں۔ سوائے اپنی مادری زبان کے اُن کو کسی اور زبان کا علم نہ تھا اور مذہب کے حقائق سے اُن کو قلیل معلومات سنی سنائی باتوں کی تھیں۔ مارکو بیری کی رائے میں ان تمام خرابیوں کی جڑ قسیوں کی قلت اور اُن کو اپنے کاموں سے لاعلمی تھی اور یہی سبب تھا کہ سیکڑوں عیسائی بڑے ہو جاتے تھے اور اُن کو مذہب میں پختہ نہ کیا جاتا تھا اور وہ دین سے برگشتہ ہو کر مسلمان ہو جاتے تھے چنانچہ اُس نے لکھا ہو کہ اگر ان خرابیوں کا تدارک نہ کیا گیا تو مسیحی دین کو ملک میں بہت جلد زوال ہو جائیگا۔ چند قسیوں پر اس بات کا الزام بھی تھا کہ بغیر کالج کے

۱۰-۱۱۔ ۱۲۔ بیری صفحہ ۳۱ (ب) ۱۳۔ بیری صفحہ ۳۲ (ب) ۱۴۔ اس ملک میں یہ خرابی قسیوں کی کمی کے سبب ہے اور اس وجہ سے کہ قسب اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے میں نہایت کم عقل ہیں۔ بہت عیسائی ہوتے تھے کہ جو بڑے ہو کر مہارت حاصل کرتے اور عیسوی دین میں مستحکم نہیں کیے جلتے تھے اور وہ عیسائی مذہب سے ہرگز خوف ہو گئے تھے۔ اگر البانیہ میں مذہبی امداد زیادہ نہ ہونے لگی تو چند سال کے بعد ان ملکوں سے عیسائی مذہب بالکل مٹ جائیگا کیونکہ لاطینی استغفار اور قسیوں کی تعداد بہت کم ہے۔ بیری صفحہ ۳۱ (الف)

وہ عورتوں کو اپنے تصرف میں رکھتے ہیں اور کثرت سے شراب خوار ہیں۔

یہ بات بھی لکھنی ضرور ہو کہ کلیسائے یونان کے اُن قیسوں کی طسح جو ملک البانیا کے علاوہ دیگر ممالک عثمانیہ میں رہتے تھے اور جنہوں نے باوجود جاہل ہونے کے عیسائی مذہب کا جوش اپنے لوگوں میں زندہ رکھا تھا اور یونانی عیسائیوں کی قومی زندگی کا چشمہ خیال کیے جاتے تھے البانیا کے قیس اپنے ملک والوں کے قومی حوصلوں اور خیالات کا محزن اور مرکز نہیں تھے بلکہ اس کے برعکس البانیوں میں قومی خیال مذہبی عقائد سے جدا چیز تصور ہوتا تھا ترکوں کو یہ لوگ فیوڈل انتظام کے موافق اپنا آقا سمجھ کر یہ جانتے تھے کہ جس قدر اُن کے احکام ہوں اُن کی پابندی ضرور رہتی ہو۔

عیسائیوں کے مسلمان ہونے کا ایک عجیب واقعہ عیسائی قیس اور اُس کے ماتحت عیسائیوں کی باہمی رنجش کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہو کہ ثبت برس ہوئے جبکہ ملک کے کل باشندے عیسائی تھے تو سقوط طاری کے شہر میں حضرت مریم کا ایک تہا خوبصورت بت بنا ہوا تھا اور اُس کی زیارت کیلئے ملک کے ہر گوشے سے لوگ ندریں چڑھانے اور دعائیں مانگنے آتے تھے اور اُن کی شکایتیں رفع ہو جاتی تھیں "کسی نہ کسی سبب سے عیسائیوں اور اُن کے قیس میں جھگڑا ہوا اور ایک دن بے عیسائی گرجا میں جمع ہوئے اور کہا کہ اگر قیس ہمارا کمانہ سنے گا تو ہم اسی وقت اور اسی جگہ عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں گے۔ قیس خواہ وہ حق پر تھا یا ناحق پر اپنے ارادہ میں مضبوط رہا۔ عیسائیوں نے اپنے گلے سے تسبیحیں اور صلیبیں فوج کھسٹ کر زمین پر پھینکیں اور پیروں سے انہیں کچل ڈالا اور قریب سے قریب جو مسجد ملی اُس میں چلے گئے اور مسجد کے مٹانے اُن کو مسلمان کر لیا۔"

۱۔ بی بی صفحہ ۳۶ (الف)، صفحہ ۶۲ (ب)، صفحہ ۱۵۲۔ پانچویں جلد۔ صفحہ ۱۵۲-۱۵۱-۱۵۰-۱۴۹-۱۴۸-۱۴۷-۱۴۶-۱۴۵-۱۴۴-۱۴۳-۱۴۲-۱۴۱-۱۴۰-۱۳۹-۱۳۸-۱۳۷-۱۳۶-۱۳۵-۱۳۴-۱۳۳-۱۳۲-۱۳۱-۱۳۰-۱۲۹-۱۲۸-۱۲۷-۱۲۶-۱۲۵-۱۲۴-۱۲۳-۱۲۲-۱۲۱-۱۲۰-۱۱۹-۱۱۸-۱۱۷-۱۱۶-۱۱۵-۱۱۴-۱۱۳-۱۱۲-۱۱۱-۱۱۰-۱۰۹-۱۰۸-۱۰۷-۱۰۶-۱۰۵-۱۰۴-۱۰۳-۱۰۲-۱۰۱-۱۰۰-۹۹-۹۸-۹۷-۹۶-۹۵-۹۴-۹۳-۹۲-۹۱-۹۰-۸۹-۸۸-۸۷-۸۶-۸۵-۸۴-۸۳-۸۲-۸۱-۸۰-۷۹-۷۸-۷۷-۷۶-۷۵-۷۴-۷۳-۷۲-۷۱-۷۰-۶۹-۶۸-۶۷-۶۶-۶۵-۶۴-۶۳-۶۲-۶۱-۶۰-۵۹-۵۸-۵۷-۵۶-۵۵-۵۴-۵۳-۵۲-۵۱-۵۰-۴۹-۴۸-۴۷-۴۶-۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۴۱-۴۰-۳۹-۳۸-۳۷-۳۶-۳۵-۳۴-۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۲۶-۲۵-۲۴-۲۳-۲۲-۲۱-۲۰-۱۹-۱۸-۱۷-۱۶-۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱-۰-۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴

کیا گیا ہو کیونکہ فرانسنکن مشنری آخر کار ان علاقوں کو روانہ کیے گئے تو انہوں نے اپنی رپورٹوں میں لکھا کہ وہ تمام ملک میں اپنے مقدس کام کے لیے دورہ کرتے رہے اور کسی قسم کی مزاحمت ان سے نہ ہوئی۔ ساپا کے اسقف نے جو دینس میں مدت تک مقیم رہا تھا اور جس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ دینس میں اُس نے نہایت آوارہ زندگی بسر کی ہو، اخیر میں اپنے علاقے کے عیسائیوں کو سخت نقصان پہنچایا ایک جاہل پادری کو اپنا نائب مقرر کیا جس کی بد اعمالی سب میں مشہور تھی۔ اس اسقف کی ماتحت میں بارہ ہزار چار سو عیسائی تھے اور جس مشنری نے اُس کے علاقے کی رپورٹ لکھی ہو، لکھا ہو کہ ”بشپ کی غیر حاضری سے خود بیشپ کے کا فر ہو جانے کے علاوہ اس بات کا خوف ہو کہ جو عیسائی اُس کے تحت میں ہیں وہ بے دین نہ ہو جاویں اور کلیسا کا کل مال ضائع ہو جاوے۔“

سقوطاری کے اسقف کی نسبت سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے ماتحت قسیوں اور عیسائیوں کے حق میں نہایت ظالم اور جاہل ہے اور صرف ترکوں کی مدد سے وہ اپنے عہدے پر قائم رہنے میں کامیاب ہوا۔ زمبیوئخ نے اسقفوں کی شکایت میں لکھا ہو کہ یہ لوگ اپنے ماتحت علاقوں کے عیسائیوں سے زبردستی روپیہ لیکر ان کو تنگ کرتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہو کہ افسران کلیسا کو سلطان کی طرف سے اختیار ملا تھا کہ وہ اپنے علاقہ کے عیسائیوں سے روپیہ وصول کیا کریں۔ چنانچہ انتی واری کے مطران (۱۵۹۹-۱۶۰۴ء) کو اجازت ملی تھی کہ عیسائیوں کے ہر گھر پر دو اسپر کا محصول جاری کر کے اُسے وصول کرے۔ اور پہلے نکاح کی فیس ۱۲ اسپر دو سہرے کی ۲۴ اور تیسرے کی (۳۶) اسپر عیسائیوں سے وصول کرے اور ہر ایک پادری کے علاقہ سے ایک اشرفی سالانہ حاصل کرے معلوم ہوتا ہے کہ ان رقموں کے وصول کرنے میں ترکی حاکموں سے مدد ملنی بھی ممکن تھی۔ البانیہ کے

۱۵ فروری ۱۶۰۱ء مارکو کریستو۔ صفحہ ۲۰۵ زمبیوئخ صفحہ ۱۳۶ فارلانی۔ نومبر ۱۵۹۹ء

مارکو کریستو۔ صفحہ ۲۰۵ بیزی صفحہ ۱۹۔ (ب)

تمام ملک میں ایک مدرسہ تک موجود نہ تھا اور قیس نہایت جاہل ہوتے تھے۔ اُن میں سے بعض لوگوں کو تعلیم و تربیت کے لیے اٹلی بھیجا چاہا تھا لیکن مارکو کرسیو نے اس قاعدہ کی سخت مخالفت اس بنیاد پر کی کہ جو قیس بھیجے جاتے تھے اُن کی نسبت ہمیشہ خوف رہتا تھا کہ اٹلی میں اُن کی زندگی ایسے لوہب میں بسر ہوگی کہ پہرہ لپٹے وطن واپس نہ آئیں گے۔ غرض جب قیسوں کی بدلیا قتی کا یہ حال ہوا اور مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں اُن کو اس قدر بے پروائی تھی تو اس بات کو سن کر کیا تعجب ہو سکتا ہو کہ تمام عیسائیوں کو مذہب کی ابتدائی باتوں کا بھی علم نہ تھا اور اُن میں ایسی ہیودہ رسمیں اور خرابیاں پھیل گئی تھیں جو خداوند کے اس انگورستان پر سخت سے سخت تباہی لائیں۔ اکثر عیسائیوں کا یہ حال تھا کہ عورتوں کو بغیر نکاح پڑھائے برسوں تک علانیہ اپنے تصرف میں رکھتے تھے لیکن اسپر بھی وہ سکرامنٹ میں شامل کیے جاتے تھے۔ بعض عیسائیوں کا کثرت ازدواج پر بھی عمل تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی عادات اور رسوم میں مطابقت ہو چلی تھی۔ مسلمان عیسائی بچوں کے اصطبلخ کے وقت سپانہ بننے تھے اور مسلمانوں کے بچوں کو اصطبلخ دینے کا ٹوٹکا پادریوں نے جاتر رکھا تھا۔

جب البانیہ میں مسیحی کلیسا کی یہ حالت سترہویں صدی عیسوی کے وسط میں تھی تو خفیف تحریک بھی اس بات کے لیے کافی ہو سکتی تھی کہ عیسائیوں کو اپنے مذہب سے عام برگشتگی پیدا ہو جاوے۔ اس کے علاوہ سترہویں صدی کے اخیر زمانہ میں رومن کیتھولک عیسائیوں کو بغاوت کے جرم میں جو سزائیں اسلامی گورنٹ سے ملیں اُنھوں نے اُن تمام باتوں کو پورا کر دیا جو عیسائیوں کو اسلام کی طرف رجوع کرتی تھیں۔ اور کثرت عیسائی مسیحی کلیسا سے علیحدہ ہو گئے۔ اس باغیانہ تحریک کو انتی واری کے اُنٹالیوس مطران

جانچنے والا۔ سکودرا۔ اور ایسیو کے اسقفوں کی مدد سے پیدا کیا جس سے مراد یہ تھی
 کہ عیسائیوں کو دولت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی ترغیب دے تاکہ عیسائیوں کا ملک ترکوں
 کے قبضہ سے نکلکر وینس کی عیسوی ریاست میں شامل ہو جاوے۔ چونکہ جانچ کے وقت میں
 وینس کی ریاست ترکوں سے مصالحت رکھتی تھی اس لیے یہ منصوبہ پک پکا کر تباہ نہ
 ہو سکا لیکن ۱۶۷۳ء میں ترکوں اور وینس کی ریاست میں لڑائی چھڑ گئی۔ اور دسینس
 والوں نے انتہی داری کے شر پر جو ترکوں کی فتح سے پہلے تین صدیوں (۱۳۶۷-۱۷۱۷ء)
 تک ان کے تحت میں رہا تھا پھر قبضہ کرنا چاہا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ابا نیا کے جاثیقی عیسائیوں
 کو جنہوں نے دشمن کا ساتھ دیا تھا اور اس کو خفیہ ملک پہنچائی تھی ترکوں نے سخت سزا
 دی اور ان کو تمام حقوق سے محروم کر دیا۔ لیکن یونانی عیسائی جن کو خوف تھا کہ کہیں پھر
 وینس کی حکومت اپنہو جائے ترکوں کے خیر خواہ رہے اور ترکوں نے ان کو انعام و اکرام
 سے مالا مال کر دیا اور ان کو اپنے ملک کا بچا ہوا لاکھا بہت سے رومن کیتھولک عیسائی یا
 مسلمان ہو گئے یا یونانی کلیسا کے پیرو بنے۔ یہ دوسری بات کہ جاثیقی عیسائی یونانی کلیسا
 کے پیرو بننے ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیوں پر اس خیال سے ہرگز ظلم نہیں ہوا کہ وہ عیسائی
 تھے اور نہ ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جو رومن کیتھولک اس موقع پر مسلمان
 ہوئے ان کا مقصد یہ تھا کہ بغاوت میں ناکامیابی سے جو سختی اور ذلت ہوئی ہو اس کو
 رفع کریں لیکن یہ مقصد بغیر عیسائی مذہب ترک کیے ان کو اس طرح حاصل ہو سکتا تھا کہ یونانی
 کلیسا میں شامل ہو جائے جس کو ترکی گورنمنٹ سرکاری طور پر تسلیم ہی نہ کرتی تھی بلکہ ہتھیار
 حکے شہر میں یہ کلیسا اس زمانہ میں بہت عام پسند تھا پس جن رومن کیتھولک عیسائیوں
 یونانی کلیسا میں شامل ہونے کی جگہ اسلام قبول کیا ان کو عیسوی مذہب سے بہت کم تعلق
 اور واسطہ ہو گا۔ یہی رائے ان متعدد عیسائیوں کی نسبت قائم ہو سکتی ہے جو اس واقعہ کے
 بعد کئی سال کے اندر مسلمان ہوئے زمین پر خنہ لگے تبدیل مذہب کی وجہ بعض صورتوں

میں جزیہ سے آزادی حاصل کرنا سمجھا، لیکن اس امر کے متعلق جو کچھ ہم لکھ چکے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ فقط جزیہ سے پیچھا چھڑانا غالباً تبدیل مذہب کا سبب نہ تھا۔

۱۶۲۹ء عیسوی میں جوزف مرایا بونا لد و انتیواری کے مطران کی وجہ سے دوبارہ سخت بغاوت ہوئی اور خود مطران اس بغاوت کا بانی ہوا۔ انتیواری سکودرا اور شہروں کے عیسائی رؤساء نے اتفاق کر لیا کہ وینس کی فوجوں کے لیے اپنے شہروں کے دروازے کھول دیں گے۔ لیکن یہ بغاوت بھی نہ چل سکی اور اس ہنگامے کو ترکوں نے نہایت سختی سے جس میں عیسائیوں کا باہمی نفاق بھی شامل ہوا منسوخ کیا بہت سے البانی جن کا ملک میں رسوخ تھا اور ان کی نسبت گمان ہوا کہ پھر سر اٹھائیں گے وطن سے علیحدہ کر کے ترکی سلطنت کے وسط میں آباد کر دیے گئے اس واقعہ کے بعد تین ہزار البانی ترکی سرحد کو عبور کر کے وینس کی عیسائی ریاست میں آباد ہو گئے۔ جو عیسائی باقی رہے وہ خوف کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے۔ کیونکہ ترکوں نے باغی اضلاع میں سخت قلعے قویٰ تعمیر کر دیے۔ ملک میں ترکی فوجیں دورہ کرتے لگیں اور باغیوں پر سخت جبر کرنے لگے گئے۔

عیسائی مصنف جو ترکوں کی شکایت کرتے ہیں کہ ”جزیہ اور سختیوں سے“ ترکوں نے البانیوں پر ظلم کیے یہاں تک کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ایسے لفظ استعمال کرتے ہیں جن کے معنی بہت وسیع ہوتے ہیں۔ وہ شکایتوں کی کوئی تفصیل بیان نہیں کرتے تاکہ ہم فیصلہ کر سکیں کہ یہ شکایتیں اصلی واقعات کے مطابق ہیں یا نہیں۔ زیمیونخ نے جہاں دو ہزار عیسائیوں کا مسلمان ہونا بیان کیا ہے وہاں شروع میں یہ لکھتا ہے کہ بہت سے محصلوں اور سختیوں کی وجہ سے جو عیسائیوں کو اٹھانی پڑی تھیں یہ لوگ

۱۔ فارلانی۔ ساتویں جلد۔ صفحہ ۱۶۶-۱۶۷۔ زیمیونخ۔ صفحہ ۴۴۔ ۵۔ قول ۵۔ بہت عیسائی اس غرض سے کہ بے انصافی کے محصلوں اور سختیوں سے بچ جاویں، رفتہ رفتہ مسیحی دین چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ (فارلانی۔ توم۔ ص ۱۳۱)۔

مسلمان ہوئے لیکن اسی موقع پر اس مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سب سختیاں سوائے
 جزیہ کے جس کی رسم چھ ریال سالانہ اور سولے سکیا تاریکو کے محصول کے جو تین ریال
 سالانہ کا تھا مسلمانوں کو بھی عیسائیوں کے ساتھ یکساں اٹھانی پڑتی تھیں۔ زمینیوخ نے
 خاتمہ پر لکھا ہے کہ ”عیسائی قوم کو ان محصولوں کے ادا کرنے میں ایسی جگہ زخم پہنچتا تھا
 جو بہت نازک تھی یعنی اُس کی مالی حالت معرض خطر میں پڑتی تھی جس کی طرف اُس کو فطرتاً
 یا ضرورت کی وجہ سے بہت خیال رہتا تھا۔ پس اس قوم نے ہم کو اس بات پر افسوس اور
 رنج کرنے کے لیے کہ دو ہزار عیسائیوں نے ان محصولوں سے بچنے کے لیے سچا مذہب چھوڑ
 دیا معقول وجہ پیش کی۔ زمینیوخ کی رپورٹ میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جس سے ثابت
 ہو کہ جو محصول عیسائیوں کو دینے پڑتے تھے اُن کی رسم ایسی کڑی تھی کہ عیسائیوں کو
 اپنا مذہب چھوڑنا پڑا اگرچہ ایسی مثالیں اکثر بیان ہوئی ہیں کہ محصول سے بچنے کے لیے
 عیسائیوں نے اپنا مذہب ترک کیا لیکن زمینیوخ خود لکھتا ہے کہ ان عیسائیوں کا اپنے مذہب
 سے پر جانا خاص کر اس باعث سے تھا کہ قیس باکل جاہل ہوتے تھے اور وہ ایسے لوگوں
 کو بھی سکرامنٹ میں شریک کرتے تھے جو ظاہر میں مسلمان تھے اور دل میں عیسائی
 ایک اور موقع پر اسی مصنف نے قیسوں کے حال میں لکھا ہے کہ وہ اپنے منصب
 کی لیاقت نہیں رکھتے اور بد اعتقاد اور خفیہ عیسائیوں کو بھی سکرامنٹ دیتے ہیں
 وہ لکھتا ہے کہ ”صرف یہی دو سبب ہیں جس سے وہ تمام نقصان پیدا ہوئے جو البانیہ کے
 ملک میں مسیحی کلیسا کو پہنچے۔“ اس میں بہت کم شبہ ہے کہ عیسائیوں کا کثرت سے مسلمان
 ہونا اُن اسلامی اثرات سے ہوا جو مدت دراز تک جاری رہے اور جس کا ذکر ہم اوپر لکھ
 چکے ہیں۔ جزیہ سے چھ ریال تو زنجیر کی اخیر کڑی تھی۔

اب رہی یہ بات کہ خود مسلمانوں نے عیسائیوں کو مسلمان کرنے میں کیا کوششیں

صرف کیس تو اس کا حال عیسائیوں کے بیان سے ٹیک ٹیک نہیں دریافت ہو سکتا۔
 زمیمیوخ نے ایک ضلع کی نسبت بیان کیا ہو کہ اُس کے عیسائی باشندوں نے ترکوں
 کے اثر و صحبت سے ان کا فرد کی بُرائیاں اختیار کیں اور بڑا سبب جس سے عیسائی
 اپنا مذہب چھوڑتے تھے یہ تھا کہ وہ ترکی عورتوں سے شادیاں کر لیتے تھے۔ مسلمانوں
 کا اثر اس ضلع میں اور بسکا سیا اور بالیا کے علاقوں میں بہت ہی اور ان دونوں علاقوں
 کے عیسائیوں کو جن کی تعداد دو ہزار ہے ہر وقت عیسوی مذہب سے علیحدہ ہو جانیکا
 اندیشہ رہتا ہے کیوں کہ اُن میں کوئی پادری موجود نہیں ہے۔ مذہب میں وہ متزلزل
 ہیں اور ضرورت ہو کہ ہوشیار اور لائق قیسوں سے اُن کے دین کو مضبوط کیا جائے۔
 زمیمیوخ نے عیسائیوں کے شریف خاندانوں میں سے ایک خاندان کا حال لکھا ہے جو
 انتیواری کے قریب رہتا تھا۔ اس خاندان میں دو بھائی تھے بڑے بھائی کو تو وطن کے
 معزز مسلمانوں نے جو اُس کے رشتہ دار بھی تھے ”بہلا پھسلا کر“ عیسائی مذہب سے علیحدہ
 کر دیا تھا۔ لیکن چھوٹے بھائی نے قیس بننے کے لیے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اس کا
 خاندان اگرچہ مفلس تھا لیکن شرافت کی وجہ سے ہر شخص اُس کی عزت کرتا تھا ترکوں کے
 دلیس اُس کی نہایت وقعت تھی اس لیے اگر یہ شخص قیس کے عہدہ پر مقرر ہوتا تو
 مسیحی کلیسا کو اُس کی وجہ سے بہت مدد پہنچتی۔ یہ فی الحقیقت دوسرا ثبوت ہے کہ مسلمانوں
 نے عیسائیوں کے ساتھ بدسلوکی اس وجہ سے نہیں کی کہ وہ عیسائی تھے بلکہ عیسائیوں پر
 سختیاں اُس وقت ہوئیں جب کہ ملکی معاملات میں اُنہوں نے سرکشی اور بغاوت کیا
 کی۔ زمیمیوخ خود البانیا کا باشندہ تھا اور اسقف کا منصب رکھتا تھا۔ انتیواری کے
 اور سقوفوں کی طرح وہ دینس کی ریاست میں نہیں گیا تھا بلکہ اپنے علاقہ میں بدستور چلے
 رہا۔ ترکی سلطنت نے زمیمیوخ کو غیر معمولی اعزاز بخشا تھا۔ اور ترکی حکام ہی اُس کے ساتھ

انتہا درجہ کے اخلاق سے پیش نہ آتے تھے بلکہ البانیا کا پاشا اسی دیوان پر اسکو ٹھہاتا تھا جس پر خود بیٹھا ہوتا تھا۔ جب زمینیوخ اُس کے پاس آتا تو پاشا نے موصوف دروازہ تک اُس کے استقبال کو جانا اور رخصت کے وقت دروازہ ہی تک پہنچاتا تھا۔ زمینیوخ لکھتا ہے کہ اس وحشی پاشا نے بجائے ترک کے اپنے تئیں فیاض صبا کی مثل اس وقت ظاہر کیا جب کہ عیسائیوں کے ساتھ عمدہ خیالات رکھنے کے ثبوت میں مطران کی درخواست پر چار مختلف شہروں سے محصول کی کل رقم جو سال آئندہ میں وجہ الادا ہوتی تھی اُس نے خود جمع کر کے مطران کو روانہ کر دی۔ یہی تئیسوں کے ساتھ اگر ترکوں نے کبھی برابر تادیکہ تو وہ عموماً اس بدگمانی سے ہوا کہ بنادت کی غرض سے ترکوں کے دشمنوں سے عیسائی تعلقات رکھتے تھے قیس جب ترکی سلطنت سے اٹلی کو روانہ ہوتے تھے تو ان کی طرف سے بنادت کا خیال ترکوں کو ضرور پیدا ہوتا تھا اور اکثر صورتوں میں یہ خیال صحیح ہوتا تھا۔ لیکن سوائے ایسے موقعوں کے مسلمانوں کے برتاؤ سے تئیسوں کو شکایت کی کوئی وجہ نہ تھی۔ زمینیوخ نے ایک پادری کا حال لکھا ہے جس کے ساتھ مسلمان ترکوں کو نہایت الفت تھی۔ ہزرگونیہ کے استغنی علاقہ میں ایک پادری تھا جس کی نسبت اٹھارہویں صدی کے شروع میں عیسائیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی صحبت میں رہ کر اس کی نیت اسلام قبول کرنے کی تھی چنانچہ اسی خیال سے اس پادری کے استغنی نے اُس کو قطر بند کر کے روم کو روانہ کر دیا اور ایسے ہی واقعات البانیا میں بھی بلاشبہ پیش آئے۔

سرویا کی عیسائی سلطنت اول صدی عیسوی میں ترکوں کی باغداد رہی اور ۱۳۸۶ء میں کسوف کی لڑائی کے بعد جس میں سرویا کا بادشاہ اور سلطان دونوں میدان جنگ میں کام آئے۔ سرویا کے ہاتھ سے ملکی آزادی جاتی رہی۔ بادشاہ سرویا اور سلطان روم کے

جانشینوں میں وہ ستانہ تعلقات قائم ہوئے اور سرودیا کے فوجوان بادشاہ اسٹیفین نے سلطان بایزید کی اطاعت قبول کی۔ اپنی بہن کی سلطان سے شادی کر دی اور اس طرح آپس میں رشتہ قائم ہو گیا۔ جنگ نیکوپولس (۱۲۹۱ء) میں جس کے بعد کل جزیرہ نمائے بھقان پر سولے قسطنطنیہ اور اُس کے گرد فواج کے ترکوں کا تسلط ہو گیا سرودیا کی فوجوں نے جو ترکوں کی طرف سے لڑائی تھیں لڑائی کا رنگ پلٹ دیا اور ترکوں کو فتح دلوا دی۔ جس وقت انگو را کے میدان میں تیور نے مسلمانہ عیسوی میں ترکوں کی طاقت کو بالکل توڑ دیا اور سلطان بایزید کو قید کر لیا تو اسٹیفین جو سرودیا کی فوجوں کو لیے موجود تھا اپنے بہنوئی کیلئے بڑی جان فدا سے لڑا اور بچاے اسکے کہ موقع پاکر ترکوں کی حکومت سے آزاد ہو جاتا وہ اپنے قول کا پابند رہا اور سلطان بایزید کے بیٹوں کو اُس وقت تک برابر دودیتا رہا جب تک کہ انہوں نے اپنے باپ کا تخت حاصل نہ کر لیا اسٹیفین کے بعد جارج براکلوچ کے زمانہ میں سرودیا کو کسی قدر خود مختاری حاصل ہوئی لیکن مسلمانہ عیسوی میں جب اُس نے علم بغاوت بلند کیا تو ترکوں نے پھر اُسکے ملک پر قبضہ کر لیا اس کے بعد پھر کچھ زمانہ تک سرودیا نے ہنگری کو اپنا بالا دست حاکم تسلیم کیا۔ لیکن دارتا کے مقام پر مسلمانہ عیسوی میں جان ہنی ڈے کی شکست سے سرودیا پر پھر ترکوں کا قبضہ ہو گیا اور مسلمانہ عیسوی میں وہ ترکی سلطنت کا صوبہ بنالیا گیا۔

جس وقت سرودیا کے عیسائیوں کے سامنے یہ دو باتیں پیش ہوئیں کہ یا تو حکومت ہنگری کی وہ اطاعت قبول کریں جو رومن کیتھولک مذہب رکھتی تھی یا ترکوں کی حکومت کو تسلیم کریں جو مسلمان تھے تو سرودیا کے عیسائیوں نے مسلمانوں کی حکومت کو ترجیح دی۔ اس مضمون پر جو خیالات اُس زمانہ میں سرودیا والوں کے تھے وہ ذیل کے واقع سے معلوم ہو جا دیں گے جب ترکوں اور ہنگری والوں میں لڑائی چھڑی ہوئی تھی تو جارج براکلوچ نے جان ہنی ڈے سے پوچھا کہ اگر تم جیت جاؤ گے تو کیا کر دے گے؟ ہنی ڈے نے جواب دیا کہ

آباد ہو گیا۔ ۳۳۷ء میں ارسینوس چہارم کے زمانہ میں پندرہ ہزار عیسائی خاندانوں نے اور وطن ترک کیا اور سرویا کے اُس حصہ کو جس میں یہ لوگ آباد تھے قسرب قریب خالی کر دیا۔

جب ملک خالی ہوا تو جنوب سے البانی کے لوگ سرویا قدیم میں آکر بس گئے۔ جس وقت یہ البانی سرویا قدیم میں داخل ہوئے تو اکثر کاذب مذہب رومن کیتھولک تھا۔ لیکن جب وہ آباد ہو گئے تو رفتہ رفتہ مسلمان ہونے شروع ہوئے۔ آجکل جس قدر کیتھولک مذہب کے عیسائی البانی اس ملک میں موجود ہیں اُن کی تعداد باوجودیکہ اُن کے ہم مذہب پہاڑوں سے اتر کر وقتاً فوقتاً اُن میں شامل ہوتے رہتے ہیں بہت کم ہے۔ عیسائی نو وارد ہوتے ہیں وہ اپنے بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد مسلمان ہو جاتے ہیں۔

جب سرویا قدیم میں البانی آباد ہوئے تو سرویا کے اصلی باشندوں میں جو کچھ باقی بچے تھے اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔ سرویا کے پادری اور قیس جاہل اور ناخواند ہوتے تھے غازی کی کتاب بھی مشکل سے پڑھ سکتے تھے۔ لکھنا کسی نے نہیں سیکھا تھا۔ لوگوں کے سامنے وعظ نہیں کہہ سکتے تھے اور مذہبی کتابیں پڑھانے کی قابلیت نہ رکھتے تھے۔ گاؤں کے گاؤں ایسے تھے جن میں مشکل سے ایک عیسائی بھی ایسا نہیں ملتا تھا جس کو "خداوند کی دعا" یاد ہوئی یا "خداوند کے احکام" کا شمار اُس کو معلوم ہوتا قیدی کی لاعلمی اور جہالت کا بھی یہی حال تھا۔ ۱۶۸۹ء عیسوی کی بغاوت کے بعد ایک میں جو سرویا کا شہر تھا دولت عثمانیہ کی طرف سے بطریق مقرر کر دیا گیا تھا۔ لیکن ۱۷۸۹ء میں جب دوسری بغاوت ہوئی تو سرویا کے بطریق کو ترکوں نے موقوف کر دیا اور سرویا کا کلیسا قسطنطنیہ کے بطریق کا ماتحت بنا دیا گیا۔ اور سرویا کے گرجاؤں میں یونانی کلیسا کے قس

عیسائی تھے۔ لیکن اب وہ بھی موقوف ہو گئیں۔

جنگ کسوج اور عیسوی سلطنت سرویا کے زوال کے بعد سرویا کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے ترکوں کا مطیع بننا قبول نہیں کیا اور جنہوں نے مستقل ارادہ کر لیا کہ اپنی آزادی کو ہاتھ سے نہ دیں گے جبل الاسود (مونٹ نیگرو) کے پہاڑوں میں پناہ ملی یہاں موقع نہیں کہ اس بہادر قوم کے حالات لکھے جاویں کہ کس دلیری اور جوانمردی سے اُس نے پیشمار دشمنوں کے حملوں کو رد کیا اور لڑائیوں کے زمانہ میں جو صدیوں تک جاری رہیں اسقفوں کی اطاعت اور ہدایت پر کاربند رہ کر اُس نے کیونکر اپنی عیسائی حکومت کو ایسے زمانہ میں ترکوں کے قبضہ سے آزاد رکھا جب کہ اور سب عیسوی ریاستیں مجبور ہو کر ترکوں کی اطاعت قبول کرنی چاہتی تھیں۔ ایسی صورت میں جبکہ عیسائی مذہب قائم رہنا ہی وہ چیز تھا جس کے بلی سرویا کے عیسائی بذات خود حکمران اور آزاد ہونے کی حیثیت رکھ سکتے تھے تو یہ خیال مشکل ہے کہ ایسے وقت میں اسلام نے کس طرح اُن میں اشاعت پائی ہوگی۔ لیکن سترہویں صدی عیسوی میں جبل الاسود کے بہت سے عیسائی جو سرحدی اضلاع میں آباد تھے مسلمان ہو گئے اور ترکی پاشاؤں کی ملازمت انہوں نے اختیار کی بمطالعہ عیسوی میں دانیال ہرڈن نے جو اُس زمانہ میں اسقف کا عہدہ رکھتا تھا عیسائیوں کے سب قروں کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ اپنے ملک اور مذہب کی بہتری کے لیے اب جو کچھ اُمید اُن کو باقی ہے وہ یہ ہے کہ جس قدر مسلمان ہم میں رہتے ہوں اُن سب کو نیست و نابود کر دیا جاوے۔ چنانچہ بڑے دن کی شام کو جبل الاسود کے وہ تمام عیسائی جو مسلمان ہو گئے تھے نہایت بیدار دہشتی قتل کیے گئے۔

اب ہم ملک بوسینیا کا ذکر کرتے ہیں۔ اس ملک کے باشندوں کے جو مذہبی اور سوشل حالات ترکوں کی فتوحات سے پہلے تھے وہ خاص توجہ کے قابل ہیں۔

لے مانٹ نیگرو ۱۸۷۵ء میں ۱۸۷۵ء تک اسقف حاکم رہے ۱۸۷۵ء - ۱۸۷۳ء

باشندگان بوسینا میں سے اکثر لوگ بگومائل فرقہ کے تھے جو عیسوی مذہب کا ایک بدعتی فرقہ تھا۔ رومن کیتھولک عیسائیوں نے اس فرقہ پر تیرہویں صدی عیسوی سے ظلم کرنے شروع کیے تھے اور روم کے پوپوں نے کئی موقع پر اس فرقہ پر صلیبی جہاد کا حکم جاری کیا تھا۔ ۱۳۲۵ء عیسوی میں روم کے پوپ بیکلی نے بادشاہ بوسینا کو یہ مراسلہ بھیجا "ہمارے عزیز فرزند اور امیر سٹیفن بادشاہ بوسینا کے نام۔ تجھ کو کلیسا کا خیر خواہ جان کر ہم حکم دیتے ہیں کہ اپنی قوم سے بدعتی فرقہ کے لوگوں کو غارت کر دے اور قابضوں جس کو ہم نے تحقیقات کے لیے مقرر کیا ہے اُس کی مدد کرے کیونکہ بدعتی لوگ بوسینا کی ریاست میں جمع ہو گئے ہیں اور ہم کو یقین ہو کہ یہ لوگ اپنے گناہوں کا بیج دہاں بوئیں گے اور اس سے آباد رہیں گے۔ ان لوگوں پر شیطان کے کمر و فرب کا گہرا رنگ چڑھا ہوا ہے اور جھوٹ کا زہر اُن کے پاس ہے تاکہ ظاہر میں بھوے بنکر اور عیسائیوں کا سامان رکھ کر وہ رومن کیتھولک عیسائیوں کے ایمانوں کو گمراہ کریں اُن کی تقریر کیسکڑے کی طرح میڑھی چال چلتی ہے اور عاجزی ظاہر کرنے کیلئے وہ خاک پر ریٹکتے ہیں۔ لیکن چھپ کر وہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ اور وہ گرگ ہیں جنہوں کو سپند کا بھیس اختیار کیا ہو۔ اور اُنہوں نے درندوں کی خصلت کو چھپایا ہو تاکہ مسیح کی غیب اور بھولی ہیبروں کو دھوکا دیں۔" پسند رہو یہ صدی عیسوی میں فرقہ بگومائل کی تکلیفیں ناقابل برداشت ہو گئیں اور اُنہوں نے ترکوں سے درخواست کی کہ اس بُری حالت سے اُن کو کسی طرح نجات دیں۔ بوسینا کے عیسائی بادشاہ اور اُس کے قبیلوں نے ظلم کو اُس انتہائی درجہ پر پہنچا دیا جو اس سے پہلے کبھی اس درجہ کو نہ پہنچا تھا۔ چنانچہ چالیس ہزار بگومائل بوسینا سے بھاگے اور پارس کے ملکوں میں ملے جن پوپوں نے ۱۵۱۱ء کا حکم دیا اُن کے نام یہ ہیں۔ ہنوریوس سوم نے ۱۵۱۱ء میں غنیفوری نم نے ۱۵۱۲ء میں انزینٹ چارم نے ۱۵۱۳ء میں بینی ڈکٹ دو از دہم نے ۱۵۱۴ء عیسوی میں مذہبی روانی کا حکم دیا۔ ۱۵۱۵ء سے اکیہتریش یعنی مذہبی تحقیقات کا حکم جاری ہوا۔

انہوں نے پناہ لی۔ جو لوگ ہساک نہ سکے اُن کو بوسینا کے حاکموں نے پانہ بخیر کر کے
روما کو روانہ کیا۔ لیکن یہ سخت طریقے بھی بگومائل کی قوت کو بوسینا کے ملک میں نہ
ٹوڑ سکے۔ کیونکہ لکھا گیا ہے کہ ۳۶۶ء میں اس ملک میں یہ عتی فرقہ اُسی پر لے زور پر
تھا ایک سال کے بعد ۳۶۷ء عیسوی میں جب سلطان محمد ثانی نے بوسینا پر فوج
کشی کی تو بوسینا کے بادشاہ کو جس کا مذہب رومن کیتھولک تھا رعایا نے تنہا
چھوڑ دیا۔ قلعہ کی کنجیاں اور یوہواظ کا شاہی شہر بگومائل کے گورنر نے ترکوں
کے حوالے کر دیا۔ اور قلعوں اور شہروں میں بھی اسی مثال کی پیروی ہوئی۔ چنانچہ
ایک ہفتہ کے اندر سلطان محمد کے قبضہ میں ستر شہر آ گئے اور سلطان کے مفتوحہ
ملکوں میں بوسینا بھی شامل کیا گیا۔

اس فتح کے بعد۔ بگومائل فرقہ کا حال تاریخیوں میں بہت کم مذکور ہے معلوم
ہوتا ہے کہ ترکی فتح کے بعد ہی اس فرقہ کے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جو رہ گئے
وہ بعد کو رفتہ رفتہ مسلمان ہو گئے۔ بوسینا کے کیتھولک عیسائی ہنگری اور آسٹریا
کے ملکوں میں جو قریب تھے جا بے بعض مؤرخوں نے فرض کیا ہے کہ اکثر بگومائل
عیسائیوں نے ترکی فتح کے ابتدائی زمانہ میں اسلام اس لیے اختیار کیا تھا کہ موقع پا کر
پہر عیسائی ہو جا دیں گے اور چونکہ اُن پر ظلم بہت ہوتے تھے اس لیے اُنہوں نے
دفعہ الوقتی کے لیے اپنے مذہب کے انکار کرنا سیکھ لیا تھا۔ لیکن جب پہر عیسائی ہونیکا
موقع اُن کو کبھی نصیب نہیں ہوا تو پہر اس بات کا ارادہ بھی رفتہ رفتہ کم ہو کر اُن کی اولاد
کے دل سے قطعی مٹ ہو گیا۔ لیکن ایسا فرض کرنا محض قیاس ہی قیاس ہے۔ کوئی صحیح شہادہ
اُس کے ثبوت میں موجود نہیں۔ بلکہ بگومائل کو مسلمان ہو کر مسلمانوں میں شامل ہو جانے
کی ترغیب شاید اس وجہ سے ہوئی کہ اسلامی عقائد اور اس فرقہ کے عجیب و غریب

اعتقادات میں اکثر باتیں مشابہت رکھتی تھیں۔ حضرت مریم کی پرستش اور اصطبل غ کی رسم اور قسیوں کے حکم سے فرقہ گجوماں کو قطعی انکار تھا۔ صلیب کو مذہبی نشان سمجھنے سے اُن کو نفرت تھی۔ اور مذہبی تصویروں اور بتوں کو پوجنے اور تبرکات اور مسیحی اویا کی تعظیم و تکریم کو وہ بت پرستی خیال کرتے تھے۔ ان کے معابد بہت سادے ہوتے تھے۔ رومن کیتھولک کے گرجاؤں کے برخلاف اُن کے گرجاؤں میں تکلف کا کوئی سامان نہ ہوتا تھا۔ مسلمانوں کی طرح وہ بھی گرجا کے گھٹے سے نفرت کرتے تھے اور انہوں نے اُس کا نام شیطان کا صورت رکھا تھا۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود مصلوب نہیں ہوئے بلکہ اُن کی جگہ کوئی اور ہوئی صورت مصلوب ہوئی تھی۔ اس مسئلہ میں وہ کسی قدر قرآن کی تعلیم سے موافقت رکھتے تھے۔ شراب کو حرام سمجھنا اور معاشرت کے طریقوں میں سختیاں اختیار کرنی ظاہر میں نہایت خشک اور سخت مزاج ہونا وہ چیزیں تھیں جنہوں نے اسلام سے اُن کو اور زیادہ تعلق پیدا کر دیا۔ چنانچہ گجوماں کی نسبت ایک مؤرخ نے لکھا ہے کہ ”یہ بدعتی لوگ ظاہر میں بیٹروں کی طرح خاموش اور سکین ہیں۔ مکاری سے روزے رکھ کر صورت زرد بناتے ہیں کہسی زیادہ بولتے یا آواز سے ہنستے نہیں۔ ڈاڑھی کو بڑھاتے ہیں اور باقی صورت کی طرف سے بے پروا ہوتے ہیں۔ یہ لوگ پانچ وقت دن کو اور پانچ وقت رات کو نماز ادا کرتے تھے اور خداوند کی دعا بار بار رکوع کر کے پڑھا کرتے تھے۔ پس ان نمازوں کی جگہ مسجد

لے ڈھنگوں کے لوگ مسیحی کلیسا کے رسوم اور کلیسا کے افسر کو بہت بڑھتے ہیں اور پانچ قسیوں کا نام اُنہوں نے ادا کیا اور رکھا ہے۔ اور اُن کو دیکھ کر اس طرح غصے ہیں جیسے گنا گھوڑوں کی طرف دیکھ کر ہو گا۔ مسیحی مت کی نسبت اُن کا خیال ہے کہ وہ خداوند کے حکم کے موافق نہیں ہوئے اور جوئی اُس میں کائی جاتی ہے وہ سچ کا جسم نہیں ہو بلکہ معمولی روئی ہے۔ دوسروں کو ایوانس نے نقل کیا ہے (صفحہ ۳۰۳) ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱۹۰۸ ۱۹۰۹ ۱۹۱۰ ۱۹۱۱ ۱۹۱۲ ۱۹۱۳ ۱۹۱۴ ۱۹۱۵ ۱۹۱۶ ۱۹۱۷ ۱۹۱۸ ۱۹۱۹ ۱۹۲۰ ۱۹۲۱ ۱۹۲۲ ۱۹۲۳ ۱۹۲۴ ۱۹۲۵ ۱۹۲۶ ۱۹۲۷ ۱۹۲۸ ۱۹۲۹ ۱۹۳۰ ۱۹۳۱ ۱۹۳۲ ۱۹۳۳ ۱۹۳۴ ۱۹۳۵ ۱۹۳۶ ۱۹۳۷ ۱۹۳۸ ۱۹۳۹ ۱۹۴۰ ۱۹۴۱ ۱۹۴۲ ۱۹۴۳ ۱۹۴۴ ۱۹۴۵ ۱۹۴۶ ۱۹۴۷ ۱۹۴۸ ۱۹۴۹ ۱۹۵۰ ۱۹۵۱ ۱۹۵۲ ۱۹۵۳ ۱۹۵۴ ۱۹۵۵ ۱۹۵۶ ۱۹۵۷ ۱۹۵۸ ۱۹۵۹ ۱۹۶۰ ۱۹۶۱ ۱۹۶۲ ۱۹۶۳ ۱۹۶۴ ۱۹۶۵ ۱۹۶۶ ۱۹۶۷ ۱۹۶۸ ۱۹۶۹ ۱۹۷۰ ۱۹۷۱ ۱۹۷۲ ۱۹۷۳ ۱۹۷۴ ۱۹۷۵ ۱۹۷۶ ۱۹۷۷ ۱۹۷۸ ۱۹۷۹ ۱۹۸۰ ۱۹۸۱ ۱۹۸۲ ۱۹۸۳ ۱۹۸۴ ۱۹۸۵ ۱۹۸۶ ۱۹۸۷ ۱۹۸۸ ۱۹۸۹ ۱۹۹۰ ۱۹۹۱ ۱۹۹۲ ۱۹۹۳ ۱۹۹۴ ۱۹۹۵ ۱۹۹۶ ۱۹۹۷ ۱۹۹۸ ۱۹۹۹ ۲۰۰۰ ۲۰۰۱ ۲۰۰۲ ۲۰۰۳ ۲۰۰۴ ۲۰۰۵ ۲۰۰۶ ۲۰۰۷ ۲۰۰۸ ۲۰۰۹ ۲۰۱۰ ۲۰۱۱ ۲۰۱۲ ۲۰۱۳ ۲۰۱۴ ۲۰۱۵ ۲۰۱۶ ۲۰۱۷ ۲۰۱۸ ۲۰۱۹ ۲۰۲۰ ۲۰۲۱ ۲۰۲۲ ۲۰۲۳ ۲۰۲۴ ۲۰۲۵ ۲۰۲۶ ۲۰۲۷ ۲۰۲۸ ۲۰۲۹ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ ۲۰۳۲ ۲۰۳۳ ۲۰۳۴ ۲۰۳۵ ۲۰۳۶ ۲۰۳۷ ۲۰۳۸ ۲۰۳۹ ۲۰۴۰ ۲۰۴۱ ۲۰۴۲ ۲۰۴۳ ۲۰۴۴ ۲۰۴۵ ۲۰۴۶ ۲۰۴۷ ۲۰۴۸ ۲۰۴۹ ۲۰۵۰ ۲۰۵۱ ۲۰۵۲ ۲۰۵۳ ۲۰۵۴ ۲۰۵۵ ۲۰۵۶ ۲۰۵۷ ۲۰۵۸ ۲۰۵۹ ۲۰۶۰ ۲۰۶۱ ۲۰۶۲ ۲۰۶۳ ۲۰۶۴ ۲۰۶۵ ۲۰۶۶ ۲۰۶۷ ۲۰۶۸ ۲۰۶۹ ۲۰۷۰ ۲۰۷۱ ۲۰۷۲ ۲۰۷۳ ۲۰۷۴ ۲۰۷۵ ۲۰۷۶ ۲۰۷۷ ۲۰۷۸ ۲۰۷۹ ۲۰۸۰ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۳ ۲۰۸۴ ۲۰۸۵ ۲۰۸۶ ۲۰۸۷ ۲۰۸۸ ۲۰۸۹ ۲۰۹۰ ۲۰۹۱ ۲۰۹۲ ۲۰۹۳ ۲۰۹۴ ۲۰۹۵ ۲۰۹۶ ۲۰۹۷ ۲۰۹۸ ۲۰۹۹ ۲۱۰۰ ۲۱۰۱ ۲۱۰۲ ۲۱۰۳ ۲۱۰۴ ۲۱۰۵ ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ ۲۱۰۸ ۲۱۰۹ ۲۱۱۰ ۲۱۱۱ ۲۱۱۲ ۲۱۱۳ ۲۱۱۴ ۲۱۱۵ ۲۱۱۶ ۲۱۱۷ ۲۱۱۸ ۲۱۱۹ ۲۱۲۰ ۲۱۲۱ ۲۱۲۲ ۲۱۲۳ ۲۱۲۴ ۲۱۲۵ ۲۱۲۶ ۲۱۲۷ ۲۱۲۸ ۲۱۲۹ ۲۱۳۰ ۲۱۳۱ ۲۱۳۲ ۲۱۳۳ ۲۱۳۴ ۲۱۳۵ ۲۱۳۶ ۲۱۳۷ ۲۱۳۸ ۲۱۳۹ ۲۱۴۰ ۲۱۴۱ ۲۱۴۲ ۲۱۴۳ ۲۱۴۴ ۲۱۴۵ ۲۱۴۶ ۲۱۴۷ ۲۱۴۸ ۲۱۴۹ ۲۱۵۰ ۲۱۵۱ ۲۱۵۲ ۲۱۵۳ ۲۱۵۴ ۲۱۵۵ ۲۱۵۶ ۲۱۵۷ ۲۱۵۸ ۲۱۵۹ ۲۱۶۰ ۲۱۶۱ ۲۱۶۲ ۲۱۶۳ ۲۱۶۴ ۲۱۶۵ ۲۱۶۶ ۲۱۶۷ ۲۱۶۸ ۲۱۶۹ ۲۱۷۰ ۲۱۷۱ ۲۱۷۲ ۲۱۷۳ ۲۱۷۴ ۲۱۷۵ ۲۱۷۶ ۲۱۷۷ ۲۱۷۸ ۲۱۷۹ ۲۱۸۰ ۲۱۸۱ ۲۱۸۲ ۲۱۸۳ ۲۱۸۴ ۲۱۸۵ ۲۱۸۶ ۲۱۸۷ ۲۱۸۸ ۲۱۸۹ ۲۱۹۰ ۲۱۹۱ ۲۱۹۲ ۲۱۹۳ ۲۱۹۴ ۲۱۹۵ ۲۱۹۶ ۲۱۹۷ ۲۱۹۸ ۲۱۹۹ ۲۲۰۰ ۲۲۰۱ ۲۲۰۲ ۲۲۰۳ ۲۲۰۴ ۲۲۰۵ ۲۲۰۶ ۲۲۰۷ ۲۲۰۸ ۲۲۰۹ ۲۲۱۰ ۲۲۱۱ ۲۲۱۲ ۲۲۱۳ ۲۲۱۴ ۲۲۱۵ ۲۲۱۶ ۲۲۱۷ ۲۲۱۸ ۲۲۱۹ ۲۲۲۰ ۲۲۲۱ ۲۲۲۲ ۲۲۲۳ ۲۲۲۴ ۲۲۲۵ ۲۲۲۶ ۲۲۲۷ ۲۲۲۸ ۲۲۲۹ ۲۲۳۰ ۲۲۳۱ ۲۲۳۲ ۲۲۳۳ ۲۲۳۴ ۲۲۳۵ ۲۲۳۶ ۲۲۳۷ ۲۲۳۸ ۲۲۳۹ ۲۲۴۰ ۲۲۴۱ ۲۲۴۲ ۲۲۴۳ ۲۲۴۴ ۲۲۴۵ ۲۲۴۶ ۲۲۴۷ ۲۲۴۸ ۲۲۴۹ ۲۲۵۰ ۲۲۵۱ ۲۲۵۲ ۲۲۵۳ ۲۲۵۴ ۲۲۵۵ ۲۲۵۶ ۲۲۵۷ ۲۲۵۸ ۲۲۵۹ ۲۲۶۰ ۲۲۶۱ ۲۲۶۲ ۲۲۶۳ ۲۲۶۴ ۲۲۶۵ ۲۲۶۶ ۲۲۶۷ ۲۲۶۸ ۲۲۶۹ ۲۲۷۰ ۲۲۷۱ ۲۲۷۲ ۲۲۷۳ ۲۲۷۴ ۲۲۷۵ ۲۲۷۶ ۲۲۷۷ ۲۲۷۸ ۲۲۷۹ ۲۲۸۰ ۲۲۸۱ ۲۲۸۲ ۲۲۸۳ ۲۲۸۴ ۲۲۸۵ ۲۲۸۶ ۲۲۸۷ ۲۲۸۸ ۲۲۸۹ ۲۲۹۰ ۲۲۹۱ ۲۲۹۲ ۲۲۹۳ ۲۲۹۴ ۲۲۹۵ ۲۲۹۶ ۲۲۹۷ ۲۲۹۸ ۲۲۹۹ ۲۳۰۰ ۲۳۰۱ ۲۳۰۲ ۲۳۰۳ ۲۳۰۴

جا کر ناز پڑھنے سے اُن کو کوئی تبدیلی نہیں معلوم ہوئی ہوگی۔ غرض میں نے اس جگہ گیمائل کی اُن مذہبی باتوں کو جمع کر دیا ہے جو اسلام تعلیم سے مشابہت رکھتی تھیں لیکن بعض مسائل جو عیسوی مذہب کے ساتھ مخصوص تھے اُن میں ایسے ہی موجود تھے جنکو کوئی مسلمان تسلیم نہ کر سکتا تھا۔ لیکن جب اس قدر باتیں مشترک ہوں تو یہ بات سمجھنی آسان ہے کہ کس طرح فرقہ گیمائل میں ایسے مسائل کو ترک کرنے کی ترغیب ہوئی ہوگی جن کو اسلام گوارا نہ کرتا تھا۔ مذہب مانویہ کا یہ اعتقاد کہ خدا دو ہیں اُن میں موجود تھا جو اسلامی عقائد سے کسی صورت میں مطابق نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اسلام کا عموماً یہ قاعدہ رہا ہے کہ اُس نے اس قسم کے خیالات کی طرف صلح کل کا طریقہ برتنا بشرطیکہ ان خیالات سے کوئی فرق اصلی مذہب میں نہ آیا اور اسلام کے حقیقی اصول اور عمل کا لوگوں نے ہر حال میں اقرار کیا۔

ترکوں نے حسب عادات دوسینا والوں سے بھی مسلمان ہونے کیلئے ہر قسم کے نفع کا وعدہ کیا۔ جن عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اُن کو اجازت ہو گئی کہ اپنی زمینوں اور مال پر بدستور قابض رہیں اور احتمال ہے کہ قدیم عیسائی خاندانوں کے لوگوں نے جن کو رومن کیتولک عیسائیوں نے مذہبی مخالفت کی وجہ سے اُن کی جائیدادوں سے بیدخل کر دیا تھا اب اُنہوں نے اسلام اختیار کر کے اپنے قدیم درجہ اور منصب کو بحال کرنے کا موقع پایا

ترکوں کی ملکی فتوحات میں اخیر فتح جزیرہ کریٹ کی تھی جس کو ۱۲۹۹ء عیسوی میں میسین کی سلطنت سے ترکوں نے چھین لیا۔ کانڈا کا شہر تین برس کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا گیا اور پچیس برس جو جھگڑے ان دونوں مقابل کی قوتوں میں اس جزیرہ پر قبضہ کرنے کیلئے چلے آتے تھے وہ آخر ختم ہو گئے۔

یہ پہلا ہی موقع نہ تھا کہ جزیرہ کریٹ پر مسلمانوں کا تسلط ہو جو نویں صدی عیسوی میں مسیحی کے مسلمانوں کا ایک گروہ جو ادھر ادھر رہتا رہتا تھا اس جزیرہ پر دستِ قاضی ہوا اور

تقریباً ڈیڑھ صدی (۱۷۲۶ء تا ۱۷۹۶ء) تک یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ اور تصرف میں رہا۔ اس ڈیڑھ صدی میں جزیرہ کریٹ کی کل رعایا مسلمان ہو گئی تھی لیکن جب پہرہ باز مسیحیت سلطنت کا دھماکا ڈورہ ہوا تو ایک ارمینی قس کے دغ سے لوگوں کو دوبارہ عیسائی بنایا گیا اور تمام جزیرہ میں سوائے عیسائی مذہب کے اور کوئی مذہب نہ رہا۔ تیرہویں صدی کے شروع میں ہونفیس مونٹ سیراٹ کے ڈیوک سے دینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خرید لیا۔ ہونفیس کے قبضہ میں یہ جزیرہ اُس وقت آیا تھا جب کہ بازنطینی سلطنت کے حصہ ہو گئے تھے دینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خریدی ہوئی چیر سمجھک اپنی گورنمنٹ اور نوآبادی کے نفع کیلئے جس طرح چاہا برباد کیا۔ اور ان کی حکومت اس قدر سخت اور ظالمانہ ثابت ہوئی کہ رعایا نے کئی دفعہ بغاوتیں کیں جنکو نہایت بیرحمی سے فرو کیا گیا۔ ایک موقع پر سفالیکہ اور لاسیتی کے اضلاع رعایا سے بالکل خالی ہو گئے اور سرکاری طور پر حکم ہوا کہ ان اضلاع میں الانج نہ بویا جاوے بلکہ جو ایسا کرے گا اُس کو موت کی سزا ملے گی۔ غرض تقریباً ایک صدی تک اضلاع بغیر زراعت کے بنجر پڑے رہتے۔ سولہویں صدی عیسوی کے شروع میں جزیرہ کریٹ کی اخیر بغاوت کو جس بیرحمی اور سفالیکہ سے دینس کی گورنمنٹ نے فرو کیا وہ سب سے بڑھ کر اور اخیر مصیبت تھی جو کریٹ کے بد نصیب باشندہ و پیر نازل ہوئی۔ اُسی صدی کے اخیر زمانہ میں دینس کی ملکی مجلس نے کشتہ مقرر کئے کہ جزیرہ والوں کے حال سے اطلاع دیں۔ ان کشتہروں نے جو حالات اپنی رپورٹوں میں لکھے اُن سے اصلی کیفیت باشندگان کریٹ کی مظلومی اور بی کسی کی معلوم ہوتی ہے۔ دینس کے امیروں نے جن کو فیوڈل طریقے کے اختیارات حاصل تھے کاشتکاروں پر ایسے ظلم کیے کہ وہ بالکل پامال ہو گئے تھے۔ اور اُن کی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہو گئی تھی۔ اور ان میں اتنی

۱۵ مارچی۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۳۔ دوسری جلد صفحہ ۲۶۰ء کارنارو۔ پہلی جلد صفحہ ۲۰۵-۲۰۸ء

کا ظلم تھا کہ وہ ایسے روپے کو جو یونانی قسیوں کا حق ہوتا تھا اپنے کام میں لاتے تھے اور یونانی عیسائیوں کو جن کی آبادی دس حصوں میں سے نو حصے تھے جس طرح بن پڑتا تھا۔ ذیل اور خوار کرتے تھے۔ اس کے برخلاف ترکوں نے عیسائی رعایا کے دل اس طرح خوش رکھے کہ یونانی کلیسا کی بطریقی وہاں قائم کی۔ وینس کے ایک مورخ نے اس کا حال یہ لکھا ہے کہ گائنا کا ایک پادری ترکی جبریل قاسم کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ اگر تم رعایا کی رضا مندی حاصل کرنی اور وینس کے نام کو داغ لگانا چاہتے ہو تو تم کو اس بات کا یاد رکھنا ضرور ہے کہ مضبوط سے مضبوط گرہ جو کسی شائستہ سوسائٹی کو باندھے رکھتی ہے اور جدا نہیں ہونے دیتی وہ گرہ صرف مذہب ہے۔ پس تم کو وہ طریقہ عمل اختیار کرنا ہو گا جو وینس والوں کے طرز عمل سے مختلف ہو۔ وینس کی سلطنت کی یہ کوشش تھی کہ یونانی کلیسا کے مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکیر ڈالیں اور رومن کیتھولک مذہب اس کی جگہ قائم کریں اور اس لیے انہوں نے حکم دیا کہ کل جزیرہ میں کہیں کوئی یونانی اُسقف مقرر نہ ہونے پادے اور یونانی عیسائیوں کو منتشر کرنے کی غرض سے ان واجب العظیم اور با اختیار پیشوایان مذہب کو عیدہ کر کے وہ سمجھتے تھے کہ یونانی کلیسا کے عیسائیوں پر ان کو آسانی سے قبول جایگا۔ لیکن اس مانعیت نے کہ یونانی اُسقف مقرر نہ ہونے پادیں کریٹ کے باشندوں میں ایسا جوش پیدا کیا کہ وہ خوشی خوشی ایسی حکومت کے منتظر ہو گئے جو ان کے ہاں پر یونانی اُسقفوں کو مقرر کر دے جن کا موجود ہونا مذہبی ضروریات کیلئے لازمی تھا اس پادہی نے قاسم سے کہا کہ اگر تم نے رعایا کو یہ یقین دلادیا کہ اُس کے قدیم حقوق ہی برقرار نہیں رکھے جاویں گے بلکہ جدید اختیارات بھی اُس کو ملیں گے تو رعایا تم سے اور زیادہ خوش اور رضا مند ہوگی۔ یہ باتیں قاسم کو اس قدر معقول معلوم ہوئیں کہ اُس نے فوراً ان کو قسطنطنیہ لکھ بھیجا جہاں وہ بہت پسند کی گئیں اور بطریق قسطنطنیہ کو سلطان سے حکم ملا کہ

کسی لائق شخص کو کانڈیا کا مطران قرار مقرر کیا جاوے اور اس مطران کے ماتحت سات
اُسقف اور مقرر کیے جاویں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کریٹ کے بعد ہی جزیرہ کے بہت عیسائیوں نے اسلام
قبول کر لیا۔ یہ بات قیاس کے خلاف نہیں ہے کہ وہی چیز جس نے وینس کے زمانہ حکومت
میں جو غیر کی حکومت تھی عیسائیوں کو اپنے قدیم یونانی کلیسا کا معتقد رکھا تھا جبکہ وینس کے
لوگ ہمیشہ اُن کو اپنے سے علاحدہ رکھتے تھے اور اُن سے کسی طرح کے تعلق کو اپنی نہایت
بے غرضی سمجھتے تھے تو اُسی چیز نے اب عیسائیوں کو مجبور کیا کہ اسلام قبول کر لیں مسلمانوں
نے کریٹ کی عیسائی رعایا کو رعایا نہ سمجھا بلکہ گورنمنٹ کے انتظام میں اُس کو شریک کر کے اپنے
برابر کا درجہ اُس کو دیا۔ کریٹ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کے کچھ ہی اسباب
ہوں لیکن اس کا یقین نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کے جبر و اکراہ نے ایک ایسی قوم کا مذہب
تبدیل کر دیا جو صدیوں تک اپنے قدیم مذہب کے ساتھ باوجود غیر مذہب والوں کے
جو دو ستم کے وابستہ رہی تھی۔ غرض کچھ ہی اسباب ہوں جس سے کریٹ کے عیسائی
کثرت سے مسلمان ہوئے لیکن یہ ضرور دریافت ہوتا ہے کہ فتح کریٹ کے تیس برس بعد
اکثر مسلمان وہ ہی لوگ تھے جو پہلے عیسائی تھے یا اُن عیسائیوں کی اولاد تھے جو مسلمان
ہو چکے تھے۔ ایک صدی سے کچھ زیادہ زمانہ کے بعد جزیرہ کریٹ کی نصف آبادی مسلمان
ہو گئی۔ جزیرہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شہروں ہی میں نہیں بلکہ قصبوں
میں اور وسط کے اضلاع میں یہاں تک کہ جزیرہ کے بیچ میں جو بستیاں تھیں اُن میں بھی مسلمان
کثرت نظر آئے لگے جو شکل لباس وضع اور زبان میں بالکل یونانی تھے۔ جزیرہ کریٹ کی زبان
یونانی ہی اور اس زبان کے سوا اور زبان اس جزیرہ میں کہیں رائج نہیں رہی۔ یہاں تک جو
تھوڑے سے ترک و ماں آباد ہیں اُن کو بھی ملک کی زبان سیکھنی پڑتی تھی۔ اور سلطانی فرامین

لے چارلس ڈیوارڈس۔ کریٹ کی خطوط صفحہ ۹۰-۹۲ معلوم لندن سے پاشلی۔ سری جلد صفحہ ۱۵۱-۱۵۲ سے پاشلی سلی جلد صفحہ

اور پاشاؤں کے حکم ہمیشہ یونانی زبان میں تحریر اور شائع ہوتے ہیں۔ اس صدی میں جو قابل افسوس اور سخت اختلاف کریٹ کے عیسائیوں اور مسلمانوں میں ہو وہ یونان کی بغاوت سے پہلے (جس میں یہ ملک دولت عثمانیہ کے تحت سے آزاد کیا گیا) موجود نہ تھا۔ اور ایسے زمانہ میں جب کہ اکثر مسلمان عیسائیوں کی بیٹیوں سے جو اپنے مذہب پر قائم تھے تھیں نکاح کرتے تھے اور صطبلغ کے وقت اپنے عیسائی دوستوں کے بچوں کے گود فادر بننے لگے۔ یہ باہمی عداوت اور خصومت ہرگز موجود نہ تھی۔ بلکہ اُس زمانہ میں ان دونوں قوموں کا اتحاد اس بات سے اور ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا لباس ایسا یکساں تھا کہ مسلمان اور عیسائی میں ان لوگوں کو بھی شناخت نہ ہوتی تھی جو قریب کے جزیروں میں رہتے تھے اور خود وہ لوگ بھی جو جزیرہ کریٹ میں مدت سے آباد تھے مسلمان اور عیسائی میں اکثر تفریق نہ کر سکتے تھے۔

۱۷۵۹ء پریمو پہلی جلد صفحہ ۱۰۱-۱۰۵ پراٹ "کریٹ کا سفر اور تحقیقات" پہلی جلد ۲۷۷ -

(مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء)

مقدمہ

ملک ایران اور وسط ایشیا میں اسلام کی اشاعت

ایشیا کے مغربی ملکوں کو چھوڑ کر اب وسط ایشیا میں اسلام کی تاریخ اشاعت لکھنے کیلئے اہل عرب کی قدیم فتوحات کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں ساسانیوں کے خاندان کو زوال ہوا اور ایران کی وسیع سلطنت جس نے چار سو برس تک روم اور بازنطیم کی طاقت کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا تھا اب مسلمانوں کا درنہ ہو گئی۔ جب ایرانی فوجوں کو اہل عرب سے شکستیں پہنچیں تو ایران کی رعایا نے دشمن کا مقابلہ نہ کیا۔ دولت ساسانیہ کے اخیر بادشاہوں کے زمانہ میں سخت طائف المسلمو کی پھیل چکی تھی اور رعایا کو اپنے بادشاہوں سے اسلحہ اور علیحدگی ہو گئی تھی کہ زردشتی مذہب سے جو شاہی مذہب تھا لوگوں کو سخت آزار پہنچائے جاتے تھے اور بادشاہ ان ظلموں کو جائز رکھتے تھے۔ مذہب زردشت کے پیشواؤں کو سلطنت میں وسیع اختیارات حاصل تھے اور شاہی مجلسوں میں قریب قریب خود مختاری کا درجہ وہ رکھتے تھے ملکی نظم و نسق کے تمام صیغوں میں ان کو بڑا حصہ ملا ہوا تھا اس قسم کے فرقہ ایران میں کثرت سے موجود تھے اول تو ایران کے قدیم مذہب ہی کی بہت سی صورتیں تھیں جن کے ماننے والے جدا جدا فرقے رکھتے تھے۔ پھر عیسائی یہودی۔ صابائی اور بدھ مذہب کے لوگ اور بہت فرقے جن میں نوسنگ۔ مانویہ اور بودہ مت کے خیالات نے جگہ پائی تھی ملک میں کثرت سے موجود تھے

ظلم اور اذیت کے باعث سے ان سب فرقوں میں زردشتی مذہب اور شاہی خاندان سے جو اس مذہب کا حامی تھا سخت غاصت پیدا ہو گئی اس لیے عرب کی فتوحات کو ایڑیوں نے اپنے حق میں نجات کا باعث سمجھا۔ اور ان تمام مختلف مذاہب کے معتقدوں کو ایسی حکومت کے سایہ میں آرام و آسائش کی توقع ہوئی جو جزیہ کی خفیف رقم لیکر سب لوگوں کو مذہبی آزادی اور فوجی خدمتوں سے نجات دیتے تھے اسلامی شریعت نے مذہبی آزادی حاصل رکھنے اور جزیہ ادا کرنے کے حقوق صرف عیسائیوں اور یہودیوں ہی کو نہیں دیے تھے بلکہ زردشتیوں اور صابیوں اور ان لوگوں کو بھی دیے تھے جو مورتوں اور آگ اور پتھروں کو پوجتے تھے۔ یہ لکھا جاتا ہے کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف ہدایت فرمائی کہ زردشتیوں کے ساتھ بالکل ایسا ہی تہا کر دجیا اہل کتاب کے ساتھ رکھتے ہو۔ اور حفاظت کے معاوضہ میں ان سے بھی جزیہ لیا جاسکتا ہے۔ شہروں کے لوگ اور مرد و راء و پیشہ و رہنمایت شوق سے اسلام کی طرف بڑھے یہ لوگ اپنے پیشوں اور کاموں میں زردشتی مذہب کے موافق آگ یا مٹی یا پانی کو ناپاک کرتے تھے۔ اس لیے ناپاک تصور کیے جاتے تھے۔ جب اس طرح مذہب کے بموجب وہ پٹھ خیال کیے گئے اور کسی نے ان کے ساتھ مہربانی یا سلوک نہ کیا تو انہوں نے خوشی سے ایسے مذہب کو اختیار کر لیا۔ جس نے ان کو فوراً آزادی بخشی اور اسلامی اخوت میں سب کے برابر درجہ دیا۔ زردشتی مذہب کے جو لوگ مسلمان ہوئے ان کا حال بھی کچھ کم قابل وقت نہیں خاندان ساسانی کی قومی تباہی کے ساتھ ہی مذہب کا عالیشان قصر جس کو بادشاہوں نے اپنے سہارے سے قائم رکھا تھا کھنڈ ڈھیر ہو گیا اب ان کے لیے کوئی مرجع عام نہ رہا۔ اور چونکہ ان کے قدیم مذہب اور اسلام میں بہت سی باتیں مشابہ تھیں اس لیے زردشتی مذہب کو اسلام سے تبدیل کرنا ان کو آسان معلوم ہوا ہو گا۔ ان لوگوں کو قرآن میں وہی اصول دریافت ہوئے جو ان کے مذہب

۱۔ گوینہ (۱) صفحہ ۵۵-۶۶۔ لاسو سے۔ دوسری جلد صفحہ ۴۵-۴۶-۴۷ ابو یوسف کتاب الخراج۔ صفحہ ۷۳۔

۲۔ ابو یوسف کتاب الخراج۔ صفحہ ۷۳۔ ۳۔ گوینہ (۲) صفحہ ۳۰۶-۳۱۰۔

بھی موجود تھے گو ان کی شکل کسی قدر مختلف تھی اہرمزداور اہرمین کی جگہ اللہ اور ابلیس ان کو پڑھنا پڑا دنیا کا چھ زمانوں میں پیدا ہونا۔ ابتدا میں آدم کے بیگناہ ہونے کا قصہ ملائکہ اور شیاطین قیامت کو مردوں کا اٹھنا جنت و روضہ کے مسئلے دونوں مذہبوں میں ایک تھے۔ روزانہ عبادت میں بھی بہت سی باتیں یکساں تھیں جس طرح اسلام قبول کرنے کے بعد پنجوقتہ نماز کا حکم ہوا۔ اسی طرح اوستا سے بھی دن میں پانچ وقت عبادت کرنے کی ہدایت تھی ایران کے شمالی حصہ میں ایسے فرقے موجود تھے جنہوں نے زردشتی مذہب میں مذہبی پڑاؤ کا محکمہ قائم ہونے کی سخت مخالفت اس بنیاد پر کی تھی کہ ہر شخص اپنے خاندان کا پیشوائے ملت ہو اور اس کام کیلئے کسی غیر کی ضرورت نہیں۔ ایک خدے برتر کا یقین اور بقائے روح کو تسلیم کر کے وہ اس بات کی تسلیم دیتے تھے کہ اپنے ہمسایہ سے محبت رکھو نفس کو مطیع بناؤ اور نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔ پس ایسے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دینی آسان ہوئی ہوگی۔

علاوہ اس کے ایران کے ان زردشتی فرقوں کے ساتھ جنہیں مسیحی مذہب کا پرتو پڑا تھا اسلام کو اکثر عقائد میں مطابقت حاصل تھی۔

مذکورہ بالا اسباب میں جنہوں نے ایران کے ملک میں اسلام کو بہت جلد رواج دیا ایک سبب بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایرانیوں کی مفتوحہ قوم کو اسلام کے ساتھ ملکی اور قومی ہمدردی کی ایک اور وجہ بھی پیدا ہو گئی۔ اور وہ یہ تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شادی شاہ باغونبت یزدجرد سے ہوئی جو خاندان ساسانیہ کا اخیر بادشاہ تھا۔ حضرت امام حسین اور شاہ باغونکی اولاد کو ایرانیوں نے اپنے قدیم بادشاہوں اور اپنے قومی کارناموں کا وارث خیال کیا۔ اور یہی خیال تھا جس نے ایران کے لوگوں کو اولاد حضرت علیؑ کے ساتھ نہایت شفقت پیدا کر دیا۔ اسلام میں اہل تشیع کا جدا فرقہ قائم ہونے کی بھی ابتدا

اسی خیال سے ہوئی۔

غرض اسلام کی یہ وسیع اشاعت تلوار کے زور سے نہیں ہوئی کیونکہ ان لوگوں کو جو فتح ایران کے بعد اپنے قدیم مذہب زردشتیے وابستہ رہے مسلمانوں نے مذہبی آزادی دیا موجودہ زمانہ میں بھی آتش پرستوں کے گروہ ایران کے بعض اضلاع میں آباد ہیں۔ اگرچہ ایک زمانہ میں ان لوگوں پر سختیاں چھوئیں۔ لیکن سندھجری کی ابتدائی صدیوں میں ان کو بالکل مذہبی آزادی حاصل رہی اور ان کے آتشکدوں کا بہت لحاظ کیا جاتا تھا بلکہ خلیفہ معتمد باللہ کے زمانہ خلافت (۳۰۲ھ) میں ایک اسلامی سالار کا حال لکھا ہے جس نے مسجد کے ایک امام اور مؤذن کو اس جرم پر ڈرے لگائے تھے کہ سفد کے شہر میں انہوں نے ایک آتشکد کو توڑ کر اس کی جگہ مسجد بنا دی تھی۔ دسویں صدی عیسوی میں فتح ایران کے تین سو برس بعد عراق۔ فارس۔ کرمان۔ سجستان۔ خراسان۔ آذربائیجان اور آران یعنی ایران کے تمام حصوں میں آتشکد اور دغے بنے ہوئے تھے۔ خاص فارس میں بہت کم ایسے شہر تھے جن میں آتشکدے اور آتش پرستوں کے چڑھائے مذہب موجود نہ ہوں۔ شہرستانی نے ہی جبکی تحریر بارہویں صدی عیسوی کی ہی لکھا ہے کہ خود بغداد کے قریب اسفینہ میں ایک آتشکد موجود تھا۔

جب ایسے واقعات دریافت ہوں تو زردشتی مذہب کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمان فاتحوں نے زردشتیوں کو زبردستی مسلمان کر کے اس مذہب کو غارت کر دیا۔ اہل عرب کی فتوحات کے شروع زمانہ میں جن آتش پرست ایرانیوں نے اسلام قبول کیا ان کی

۱۔ شیعہ مذہب میں مازدوں کے عقائد کو لفظ "موتو" سے لیتے ہیں۔ انگریزیشن کا مگر جس کے زیر جلسہ کی رپورٹ۔ دوسری جلد صفحہ ۵۰-۵۱۔ مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء۔ دو سالہائی فرانسیسی کاراک "پارسیوں کی تاریخ" پہلی جلد صفحہ ۵۰-۵۱۔ ۱۸۵۷ء۔ مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء۔ مگولا سے خانگوف نے لکھا ہے کہ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اخیر میں بارہ ہزار خاندان آتش پرستوں کے کرمان میں موجود تھے۔ دیوبند پارتی میرو نال سے لاسی سنترال صفحہ ۱۱۹۳۔ مطبوعہ پیرس ۱۸۵۷ء۔ خوسوں پہلی جلد صفحہ ۲۰۰۔ ۱۸۵۷ء۔ سودی چھٹی جلد صفحہ ۸۰۔ ۱۸۵۷ء۔ دیوبند پارتی شیخ ام اسحاق الفارسی الاصلہ خری مورقان صفحہ ۱۰۲-۱۰۳۔ مطبوعہ ہامبرگ ۱۸۵۷ء۔ کتاب مل و انجل کرٹول ایڈیٹر۔ پلاٹہ صفحہ ۱۹۔

قداد غالباً بہت تھی لیکن قریب کے زمانہ میں زروشتی مذہب کا پھر زندہ ہونا اور زندہ دشتیوں میں سے کبھی کبھی لوگوں کا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہو کہ اسلام امن کے طریقوں سے پھیلا اور لوگوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔ آٹھویں صدی عیسوی کے خاتمہ پر بلخ کے ایک امیر زادہ نے جس کا نام سامان تھا اسدا بن عبداللہ حاکم خراسان کی مدد سے زروشتی مذہب ترک کیا اور مسلمان ہو کر اپنا نام اپنے معاون کے نام پر اسدر رکھا اور یہی نو مسلم امیر زادہ تھا جس سے دولت سامانیہ کا نام چلا۔ نویں صدی عیسوی کے شروع میں قابو سیہ خاندان میں کریم ابن شریار پہلا بادشاہ تھا جو مسلمان ہوا اور شمشیر میں نصیر الحق ابو محمد کی تعلیم و تلقین سے دہلیم میں بہت آتش پرست مسلمان ہو گئے۔ سلاطین علویہ خاندان کے بادشاہ حسن ابن علی نے جو بحیرہ خضر کے جنوبی ساحل پر فرما رہا تھا اور علم و فراست کے ساتھ مختلف فرقوں کے مذاہب سے بھی واقفیت رکھتا تھا بلخستان اور دہلیم کے لوگوں کو جن میں کچھ لوگ بت پرست اور کچھ آتش پرست تھے اسلام پر دعوت دی بہت لوگ مسلمان ہو گئے اور کچھ اپنے مذہب پر بے استقامت قائم رہے۔ ۹۷۴ء بمطابق ۳۶۲ھ میں دہلیم کے مشہور شاعر ابو الحسن مہیار کو جو پہلے آتش پرست تھا شریف الرضا نے جو شاعری میں ابو الحسن کا استاد تھا مسلمان کیا اس قسطنطنیہ واقعات اگرچہ بہت کم دریافت ہوتے ہیں لیکن اہل عرب کی فتح کے ساتھ تین سو برس بعد تک ان واقعات کا تحقیق ہونا اس امر کی صاف شہادت ہو کہ آتش پرست ایرانیوں کو مذہبی آزادی مسلمانوں سے ملی تھی اور ان میں امن کے طریقوں سے اسلام کو اشاعت ہوئی بلکہ کسی قدر متدرج اسلام ان میں شائع ہوا۔

آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں ایران میں ایک جدید تحریک فرقہ اساماعیلیہ کی صورت میں ظاہر ہوئی جس کے حالات دعوت اسلام کی تاریخ میں نہایت دلچسپ ہیں اس حلقہ فرقہ اساماعیلیہ کی تاریخ اور اس کے مذہبی عقائد سے جو اس نے اختیار کیے اور ایسے سوشل اور پولیٹیکل اسباب سے جو اس کو اپنی ترقی اور قوت کیلئے میسر آئے ہم کو بحث

نہیں ہو۔ البتہ تبلیغ مذہب کے جو حیرت انگیز انتظام اور سلسلہ اس فرقے نے جاری کیا اُس کی طرف توجہ کرنی ہم کو ضروری ہو۔ مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کا بانی عبد اللہ ابن میمون تھا۔ یہ شخص انسان کی فطرت کو پرکھنے اور عقائد مذہب کو مختلف طبائع اور مذاہب کے موافق مزج بنانے میں عیسائیوں کے فرقہ سیوسی کے بانی سے بھی کمیں بڑھ کر لیاقت رکھتا تھا۔ نویں صدی عیسوی میں اس شخص نے فرقہ اسماعیلیہ میں نئی روح پھونکی۔ اور اس مذہب کے پیہلانے والوں کو طسوج طح کے پھیس بدلو کر جن میں اکثر صوفیوں اور تاجروں کا بھیس خستیار کرتے تھے مختلف ملکوں کو روانہ کیا۔ ربے علم لوگوں کے گرد ہوں کو شعبدے دکھا کر جو معجزے تصور ہوئے اور محل باتیں بتا کر جو تصوف کے بڑے راز اور معمے خیال کیے گئے اور جن کی طرف سُننے والوں کو حیرت آمیز شوق پیدا ہوا انھوں نے کثرت سے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کیا خدا پرستوں کی صحبت میں پہنچے تو نیکی اور تقدس کی مجسم تصویریں بن گئے اور جب ایسے لوگوں سے واسطہ ہوا جو مذہب میں بہیدوں اور معموں کو بہت دخل دیتے ہیں تو عام عقائد کے مخفی معنی اُن کے سامنے بیان کیے اور لوگوں کو اُن کی لیاقت اور قابلیت کے موافق سحر اور جادو کا سبق پڑھایا۔ جب دیکھا کہ لوگ نہایت شوق سے منتظر ہیں کہ جلد کوئی نجات دینے والا پیدا ہوگا جیسا کہ اُس زمانہ کے اکثر مذہبوں میں یہ خیال عام تھا تو مسلمانوں کو امام مہدی اور یہودیوں کو مسیح اور عیسائیوں کو فارقلیط کی خبر سنائی کہ اب وہ دنیا میں آتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم میں سے ہر ایک کی آرزو اُس وقت پوری ہوگی جبکہ آخریں علیؑ کے نجات دینے والے دنیا میں خروج کریں گے۔ اہل تشیع میں بیٹھ کر اسماعیلیہ اپنے آپ کو شیعی مذہب کا نہایت پر جوش معتقد ظاہر کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کی نسبت کہتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت علیؑ اور آل علیؑ پر نہایت سخت ظلم و ستم کیے اور اصحابِ ثلاثہ پر تہر کر رہے ہیں۔ جب اس حد تک پہنچ جاتے ہیں تو اپنے خیال کے موافق شیعی مذہب کی تکمیل کیلئے اسماعیلیہ مذہب کے مخفی عقاید کی تعلیم شیعوں کو دینی شروع کرتے ہیں۔ یہودیوں سے اگر اُن کو واسطہ ہوا تو عیسائیوں اور مسلمانوں کی مذمت

کر کے اُن سے اس بات میں اتفاق کرتے ہیں کہ مسیح موعود اب دنیا میں آئیوا لا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی بتدیج یہ یقین پیدا کرتے ہیں کہ مسیح موعود سے سوائے حضرت علی کے جو اسماعیلیہ کے مسیح موعود ہیں اور کوئی شخص مراد نہیں ہو سکتا۔ اگر عیسائیوں کو اپنے مذہب پر لانے کا ارادہ ہو تو یہودیوں کی ہٹاؤ مسلمانوں کی جہالت کا ذکر چھڑتے ہیں۔ عیسوی مذہب کے اصولوں سے اتفاق ظاہر کرتے ہیں لیکن اخیر میں بہت نرمی سے کہتے ہیں کہ یہ اصول ظاہر میں سب اشارات اور علامات ہیں لیکن جو عمیق اور ادق معنی اُن میں مخفی ہیں اُن کا مطلب صرف اسماعیلیہ مذہب کی مدد سے تحقیق ہو سکتا ہو علاوہ اس کے بہت احتیاط کے ساتھ عیسائیوں سے یہ بھی کہتے ہیں کہ تم نے فارقلیط کے معنی کو غلط سمجھ لیا ہو کیونکہ سوائے حضرت علی کے کوئی سچا فارقلیط نہیں ہو۔ اسی طرح داعیان ملت اسماعیلیہ جب ہندوستان میں اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے وارد ہوئے تو مذہب کی صورت ایسی گھڑی کہ ہندو اس کو جلد قبول کر لیں۔ حضرت علی کو لشکر کا دسواں اور تار بتایا جو پورب دیس سے آئیگا پورب دیس سے مراد آج کے نزدیک قلعہ الموت سے لی ایک مہدی پران لکھ ڈالا اور داما چاریوں کے انداز پر بھجن لکھے جن میں راز اور معمول کی باتیں ایسی تھیں کہ ہندوؤں کو اسماعیلیہ مذہب قبول کرنے کی رغبت ہوئی۔

غرض ان طریقوں سے انہوں نے مختلف مذہب کے لوگوں کو ایسے فرقے میں شامل کر کے جس کا اصلی مقصد چند ہی لوگوں کو معلوم تھا اپنے گروہ کو ترقی دی۔ اس تحریک میں عبد اللہ ابن میمون کی اغراض صرف پولیشل تھیں لیکن چونکہ اُس کی ترقی کیلئے مذہبی طریقے اختیار کیے گئے اور امام مہدی کا دنیا میں آنا وہ یقین ٹھہرا جس نے اس فرقے کے لوگوں کو اتفاق کی بندش میں جکڑ دیا تو مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کے متعلق جو کچھ اُس کی تاریخ میں ملا اُس کو بیان کرنا ضروری ہوا۔

لے خود تہانت۔ صفحہ ۱۱۱-۱۱۲۔ اگر ہندوستان میں داعیان اسماعیلیہ کے زیادہ حالات معلوم کرنے ہوں تو اس کتاب کا وزن باب یکم

مغربی ایشیا کی اسلامی سلطنتوں کو ایک سلطنت میں شامل کر دیا۔

جب بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں سلجوقی سلطنت سوائے ایشیا کو چمکے سب جگہ کمزور پڑ گئی اور محمد غوری نے خراسان سے اٹھ کر شمالی ہند اور مشرقی ملکوں میں اپنی سلطنت کو وسعت دی تو افغانوں میں اسلام کو بڑی ترقی ہوئی اور ان کے ملک میں عرب کے دھنڈ اور ہندوستان کے نو مسلم کثرت سے چلے آئے جنہوں نے بڑی ہمت اور کوشش سے لوگوں کو مسلمان کرنا شروع کیا۔

ایران اور وسط ایشیا میں اشاعت اسلام کے کسی قدر مفصل حالات اس کتاب کے آٹھویں باب کے جواب شروع ہوتا ہی معلوم ہوں گے۔

۱۔ بیو صفحہ ۹۶۔



ہستہ

مغلوں اور تاتاریوں میں اسلام کی اعیت

اسلامی تاریخ میں کوئی واقعہ ایسی سفاکی اور غارتگری کا نہیں ہے جس کا مقابلہ مغلوں کی چوڑ سے کیا جائے۔ جس طرح بلندی سے پہاڑ گرنا ہے اس طرح چنگیز خاں کے وحشی لشکر ان اسلامی ملکوں پر آن ٹوٹے جو علم و شائستگی کا مرکز تھے۔ اور جب یہ لشکر کسی ملک کو برباد کر کے رخصت ہوئے تو شاہوں کے قصر و ایوان اور عالی شان شہروں کی جگہ جو خوشنما باغوں اور زراعت کی سرسبز مینوں میں کھڑے تھے مٹی اور پتھر کے ٹوڑے نظر آئے۔ جس وقت ہرات کے شہر سے مغلوں کے لشکر نے کوچ کیا تو چالیس آدمی بد جو اس اپنے چھپنے کی جگہ سے نکلے اور ہٹی ہٹی آنکھوں سے اُس برباد ویرانے کو دیکھنے لگے جو کچھ دنوں پہلے اُن کا خوبصورت شہر تھا اور صرف یہی چالیس آدمی تھے جو ایک لاکھ کی آبادی میں سے بچے تھے۔ بخارا میں جو علمائے اسلام کی بدولت دنیا میں مشہور تھا ان مغلوں نے مسجدوں کے صحن میں اپنے گھوڑے باندھے اور قرآن پھاڑ پھاڑ کر اُن کی بے ادبی کی۔ جن مسلمانوں کو ان ظالموں نے قسائی بنکر ذبح نہیں کیا اُن کو غلام بنا کر لگے اور شہروں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ یہی حال سمرقند بلخ اور وسط ایشیا کے اور شہروں کا ہوا جن سے اسلامی تہذیب تمدن کی شان بھٹی اور جو عالموں کے مسکن اور علم کے مخزن تھے۔ یہی مصیبت بغداد پر نازل ہوئی جو صد ہا برس تک دولت عباسیہ کا پایہ تخت رہا تھا۔

اگر ان واقعات کے بیان ہی سے کسی مسلمان مؤرخ پر خوف طاری ہوا ہو تو کچھ بھیج نہیں

کامل ابن اثیر نے جہاں مالک اسلامیہ پر مغلوں کے حملوں کا حال لکھا ہے وہاں لکھتا ہے کہ میں نے
 کئی برس تک اس حادثہ عظیم اور اُس کے ذکر کو ناگوار سمجھا اُس کے بیان سے پرہیز کیا۔ میں اسی
 حالت میں ایک قدم آگے بڑھنا تھا اور ایک قدم پیچھے ہٹنا تھا۔ کیونکہ ایسا کون شخص ہوگا جو
 اسلام کی اور مسلمانوں کی موت کی خبر لکھے اور اُس کو ایسے حادثہ کا بیان کرنا آسان ہوگا شری
 ماں مجھ کو نہ جنتی اور میں اس سے پہلے ہی مرجاتا اور دنیا جھکو باکل بھول جاتی!!! مگر اسی حال میں کہ
 میں اس واقعہ کے بیان کرنے میں پرین پیش کرنا تھا مجھ کو چند دوستوں نے اُس کے لکھنے
 اور بیان کرنے پر مجبور کیا۔ پھر میں نے بھی خیال کیا کہ اس واقعہ کا ذکر چھوڑ دینے میں کچھ فائدہ نہیں
 ہے۔ اب میں لکھتا ہوں کہ میرا کام ایسے بڑے حادثہ اور ایسی سخت مصیبت کے بیان کرنے کا ہے
 جس کی نظیر پل نہ رہا نہیں لاسکتے۔ اور یہ مصیبت عموماً تمام لوگوں پر اور خاص کر مسلمانوں پر نازل ہوئی۔ اگر
 کوئی کہے کہ جب سے خدا نے آدم کو پیدا کیا اُس وقت سے آج تک دنیا اس جیسی مصیبت میں مبتلا نہیں
 ہوئی تو وہ بالکل سچا ہے۔ کیونکہ تاریخ میں کوئی حادثہ اور کوئی واقعہ موجود نہیں ہے جو اُس کے لگ بھگ
 ہو۔ سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ میں مذکور ہے وہ بخت نصر کا ظلم و ستم ہے جس نے بنی اسرائیل کو قتل کیا
 اور بیت المقدس کو برباد کیا۔ مگر بیت المقدس اُن شہروں کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے
 جن کو ان ملعون تاتاریوں نے برباد کیا اور جن میں سے ہر شہر بیت المقدس سے کئی گنا تھا۔ اور
 بنی اسرائیل کی اُن لوگوں کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے جن کو اُنہوں نے قتل کیا کیونکہ تاتاریوں
 نے جن شہروں میں قتل عام کیا اُن سے تنہا ایک شہر کے باشندے شمار میں بنی اسرائیل سے
 زیادہ ہیں۔ لیکن اسلام اپنی گزشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پراٹھا اور وہ عظیم اسلام
 نے ان ہی وحشی مغلوں کو جنہوں نے مسلمانوں پر کوئی ظلم باقی نہ رکھا تھا مسلمان کر لیا۔ یہ ایسا
 کام تھا جس میں مسلمانوں کو سخت مشکلیں پیش آئیں کیونکہ دو مذہب اور اس بات کی کوشش
 میں تھے کہ مغلوں اور تاتاریوں کو اپنا معتقد بنائیں۔ وہ حالت بھی عجیب و غریب اور دنیا کا

بے مثل وقسم ہوگی جس وقت بد مذہب اور عیسائی مذہب اور اسلام اس جدوجہد میں
ہوئے کہ ان وحشی اور ظالم مغلوں کو جنھوں نے ان تین بڑے مذہبوں کے معتقدوں کو پامال
کیا تھا اپنا مطیع بنائیں۔

لیکن ان واقعات کی تصریح کیلئے پہلے یہ مناسب ہے کہ چنگیز خاں کی موت جس
طرح مغلوں کی سلطنت چار حصوں میں تقسیم ہو کر اس کے چاروں بیٹوں کو ملی اُس پر سرسری نظر
ڈالیں۔ چنگیز خاں کا بھلا بیٹا اوگتائی خاں باپ کا جانشین بطور خاقان کے ہوا اور سلطنت کا
مشرقی حصہ اُس کے حصہ میں آیا جس میں تو بلائی خاں نے بعد کو چین بھی شامل کر لیا۔ چغتائی خاں
جو بھلا بیٹا تھا بلاتوسط کا مالک ہوا۔ چنگیز خاں کے بڑے بیٹے جو جی خاں کا فرزند با تو خاں
سلطنت کے مغربی حصہ کا مالک ہو کر سیراواردا کا خان ہوا تو لائی خاں چنگیز خاں کے سب سے
چھوٹے لڑکے کو ایران کا ملک ملا جس کی اولاد میں ہلاکو خاں دولت المغانیہ کا بانی ہوا اور ایشیا
کو چک کا بڑا حصہ اُس نے اپنی قوم میں شامل کر لیا۔

مغلوں کا مذہب شامانی تھا جس میں ایک خدا کو تسلیم کیا جاتا تھا لیکن اُس کی بندگی نہ تو
تھی بلکہ اور چھوٹے چھوٹے مہبود اور خداؤں کی پرستش ہوتی تھی خاص کر ایسے خداؤں کی جو
خبیث تصور کیے جاتے تھے اور جن کی ضرر رساں قوت کو قربانیاں چڑھا کر مکرور کیا جاتا تھا۔
دوسری چیز جس کو شامانی مذہب میں پرستش کیا جاتا تھا وہ بزرگوں کی روحیں تھیں جنکی نسبت
خیال تھا کہ وہ اپنی سنلوں پر بڑا بھلا اثر پہنچا سکتی ہیں۔ غرض ان علوی اور سفلی خداؤں کو راضی رکھنے
کیلئے شامان اور عالموں اور ساحروں کی ضرورت ہوتی تھی جو مردوں کی روحوں اور عناصرِ ربیع
پر گویا قدرت رکھتے تھے۔ غرض مغلوں کا مذہب ایسا نہ تھا جو مدت تک کسی ایسے مذہب کا مقابلہ
کر سکتا جس کی دینستیا انسان کی عقل کو مطمئن کرتی ہو اور جس میں علمان مذہب کی باقاعدہ
جماعتیں موجود ہوں۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ مغلوں کو شایستہ قوموں سے واسطہ پڑا اور انکی
تمدن کو مغلوں کی طبیعت نے قبول کیا اور خانہ بدوشی کی وحشیانہ حالت سے وہ تمدن کی روشنی میں

آگئے۔ مغلوں کو فتوحات کے بعد جن مذہب قوموں سے واسطہ ہوا ان میں بدہ۔ عیسائی اور مسلمان کثرت سے موجود تھے جو ان فاتحوں کو اپنے مذہب پر لانے کیلئے جدا جدا کوشش کرنے لگے۔ جس وقت مغلوں کو غارتگری کا جنوں سوار نہ ہوتا تھا جو ان کی لڑائیوں میں لڑنا سے تھا تو اس وقت یہ شامانی مذہب مغل غیر مذہب والوں سے صلح کل کا اصول ہوتے تھے۔ اور ان کے پیشواؤں کو حصوں سے مستثنیٰ کر کے ان کو کامل آزادی دیتے تھے خود چنگیز خاں کے سامنے بدہ مذہب کے عالم شامانوں سے مذہبی مباحثہ کرتے تھے اور منگو خاں اور قوبلائی خاں کے درباروں میں بدہ عیسائی اور مسلمانوں کے عالموں پر ان فاتحوں کا لطف و کرم یکساں تھا۔ قوبلائی خاں کے عہد میں چین کے مغلوں پر بدہ مذہب کا اثر شروع ہوا جس کے پیر و اس ملک میں کثرت سے موجود تھے اور چودہویں صدی کے شروع میں ان سب مغلوں نے بدہ مذہب اختیار کر لیا۔ بدہ مذہب کی اشاعت میں تبت کے لاما گروت سرگرم رہے۔ چنانچہ منگولیا کے مغل اب تک ہی مذہب رکھتے ہیں اور قلماق قوم کے آدمی بھی جو سترہویں عیسوی میں اس ملک سے اٹھ کر روس میں آباد ہوئے اسی مذہب کے پابند ہیں۔

مشرقی بلاد مغنیہ میں اگرچہ بدہ مذہب نے اپنے تئیں قطعی کامیاب ثابت کیا لیکن شروع شروع میں مسیحی کلیسا کا اثر بھی کچھ کم نہ تھا اور عیسائیوں کو بڑی امیدیں تھیں کہ مغل ہمارا مذہب قبول کر لیں گے۔ ساتویں صدی عیسوی میں نستوری مشنریوں نے بڑے عظم ایشیا پر مغربی ملکوں سے لیکر مشرق کی سمت میں ملک چین کے شمال تک عیسائی مذہب کا چرچا کر دیا تھا۔ اور تیرہویں صدی عیسوی تک عیسائیوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں وہاں موجود تھیں۔ پریسٹیریجی جس کے ساتھ یورپ میں عہد وسط کے اس قدر قصے منسوب ہوئے تاتاری قوم کا ریت کا سردار فرض کیا جاتا تھا۔ یہ تاتاری قوم جیل بیکل کے جنوب میں آباد تھی اور عیسائی مذہب رکھتے تھے جب چنگیز خاں

۱۔ روبروک کا دہلیم صفحہ ۱۶۵۔ ۲۳۱۔ دھو سن۔ قوم۔ ۲۔ صفحہ ۴۸۸۔ ۳۔ دے کوین

قوم۔ ۳۔ صفحہ ۲۰۰۔ ۲۰۳۔

لڑائی کے وقت مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ عیسائیوں کی مدد کریں گے اور ارض مقدس پر قبضہ کرنے میں اُن کو کمک پہنچائیں گے ایران کے ایلیانوں اور عیسائیوں میں جو اتفاق تھا وہ تھوڑی مدت کے بعد جاتا رہا۔ کیونکہ میریس ملوکی سلطان مصر (۱۳۰۷-۱۳۱۷ء) کی فتوحات اور برک خاں سے اسکی مصاحبت نے ایلیانوں کو اپنی حفاظت اور نفع کی طرف بالکل متوجہ کر دیا۔ دمشق اور شہروں کے عیسائیوں نے اُس تھوڑی مدت میں جبکہ ایران کے مغلیہ خاندان نے اُن پر مہربانی کی تھی گو گو پزیر بہت زیادتیاں کیں اور اس لیے مغربی ایشیا میں عیسائیوں کے نام کو اور داغ لگایا۔

اسلام کیلئے ایسے وقت میں بد مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلوں کو ان دونوں مذہبوں سے بچا کر اپنا پیر و بنانا ایسا کام تھا جس میں نظاہر کا میسابی ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ مغلوں کے طوفان ہلاکت مسلمانوں کی برابر کسی نے نقصان نہ اٹھایا تھا۔ وہ مشہور و معروف شہر جو ایک زمانہ میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھے اور جہاں ہشیا کے ارباب علم و فضل آباد تھے اکثر جلا کر خاک کر دیے گئے تھے۔ مسلمانوں کے عالم اور فقیہ یا قاتل کیے گئے یا بکھو غلام بنایا گیا۔ خانانِ مغل جو اسلام کے سوائے اور سب مذہبوں پر مہربان تھے اسلام کے ساتھ مختلف درجہ کی نفرت اور عداوت رکھتے تھے۔ چنگیز خاں نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ جانوروں کو شریع کے مطابق ذبح کریں اُن کو قتل کر دیا جاوے۔ اسی حکم کو تو بلائی خاں نے اپنے زمانہ میں از سر نو جاری کیا اور اُس کی پیروی کیلئے عجز اور خجسوں کے لیے انعام مقرر کیے اور اس طرح سات برس تک مسلمانوں کو سخت سخت آزار پہنچائے۔ مغلوں نے اس موقع پر دولت جمع کر لی اور غلاموں نے آزاد ہونے کیلئے آقاؤں پر ذبحیہ کا الزام لگایا۔

۱۷۰۹ء۔ تقریبی۔ پہلا حصہ صفحہ ۹۰۔ ۱۰۶ء۔ مغلوں نے مسلمانوں پر ایسے ظلم کیے تھے کہ چینی تاشے والے جب پردہ پکس کی تصویریں دکھاتے ہیں تو ایک تصویر میں سفید ڈاڑھی کا ایک بڑھا آدمی آتا ہے جس کی گردن گھوڑے کی دم سے بندھی ہوئی ہے اور گھوڑا اُس کو گھسیٹے گھسیٹے پھرتا ہے۔ یہ تصویر گویا ظاہر کرتی ہے کہ مغلوں کے سواروں نے مسلمانوں کو کیسے آزار پہنچایا۔

۱۷۱۰ء۔ پہلی جلد صفحہ ۱۱۱۔ ۱۱۲ء۔ پہلی جلد صفحہ ۱۱۱۔ ۱۱۲ء۔ جس وقت یہ دیکھا گیا کہ اس حکم سے مسلمان تاجروں کا درباریں آنا بند ہو گیا اور اسکی وجہ سے تجارت کو نقصان پہنچا تو یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

گیو کہ خاقان کے عہد میں (۱۲۳۸ء-۱۲۶۱ء) جس نے کل انتظام سلطنت دو عیسائی ذریعوں کے سپرد کر رکھا تھا مسلمانوں کو سخت اذیتیں پہنچا تیں۔ ارغواں نے بھی جو چو تھا ایلخان (۱۲۸۱ء-۱۲۹۱ء) ہو مسلمانوں پر ظلم کیے اور عدالت اور مال کے محکموں میں جس قدر آسامیاں ان کے پاس تھیں وہ خالی کرالیں اور ان کا دربار میں آنا بند کر دیا۔

بادجودان مشکلات کے مغلوں اور آذر وحشی قوموں نے جو مغلوں کے بعد آئیں ۴
ہی مسلمانوں کا مذہب قبول کیا جن کو انہوں نے اپنے پیروں میں دند تھا۔ لیکن افسوس ہو کہ تاریخوں میں ایسے حالات جن سے مغلوں میں اشاعت اسلام کی ترقی دریافت ہوتی ہو نہیں سکتے صرف چند واقعات تفصیل سے معلوم ہوتے ہیں جن میں سربراہ درہ مغلوں نے اسلام قبول کیا۔ تمام سلطنت مغلیہ میں ہر جگہ ایسے مسلمان موجود تھے جو منکرین کو خفیہ طور پر مسلمان کر لیتے تھے۔ اگرچہ خاں (۱۲۶۱ء-۱۲۸۱ء) کے عہد میں حاکم ایران کرگز نامی کا حال لکھا ہے کہ وہ اول بڑھ مذہب کا پیرو تھا۔

پھر اُس نے یہ مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا۔ تیمور خاں کے زمانہ میں (۱۳۶۱ء-۱۳۷۱ء) خاں انڈیا نے جو قبلائی خاں کا پوتا تھا اور چین میں صوبہ کانسوہ کا حاکم تھا اسلام قبول کیا اور تانگوت میں اُس نے بہت لوگوں کو مسلمان کیا۔ بلکہ جو فوج اُس کے تحت میں تھی اُس کے بھی اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔ تیمور خاں نے انڈیا خاں کو اپنے دربار میں بلایا اور کوشش کی کہ انڈیا خاں اسلام چھوڑ کر بد مذہب اختیار کرے۔ لیکن اُس نے انکار کیا اور قید میں بھیج دیا گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد انڈیا خاں قید سے رہا کر دیا گیا کیونکہ تانگوت کی رعایا جس کو اپنے حاکم کے ساتھ بہت الفت تھی بغاوت پر آمادہ ہو چلی تھی۔

مغلوں کا پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا وہ برک خاں تھا جو ۱۲۵۶ء سے ۱۲۶۵ء تک سیر اوراد کا خاں رہا۔ اس بادشاہ کے مسلمان ہونے کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن وہ ایک کارواں میں

۱۔ ہورنہ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۰۔ ۲۔ گوین۔ تیسری جلد صفحہ ۲۰۵۔ ۳۔ ہوسن تیسری جلد صفحہ ۱۲۱۔ ۴۔ ہوسن۔ دوم۔ ۵۔ صفحہ ۳۲۔ ۶۔ ۳۳۔ ۷۔ ۳۴۔ ۸۔ ۳۵۔ ۹۔ ۳۶۔ ۱۰۔ ۳۷۔ ۱۱۔ ۳۸۔ ۱۲۔ ۳۹۔ ۱۳۔ ۴۰۔ ۱۴۔ ۴۱۔ ۱۵۔ ۴۲۔ ۱۶۔ ۴۳۔ ۱۷۔ ۴۴۔ ۱۸۔ ۴۵۔ ۱۹۔ ۴۶۔ ۲۰۔ ۴۷۔ ۲۱۔ ۴۸۔ ۲۲۔ ۴۹۔ ۲۳۔ ۵۰۔ ۲۴۔ ۵۱۔ ۲۵۔ ۵۲۔ ۲۶۔ ۵۳۔ ۲۷۔ ۵۴۔ ۲۸۔ ۵۵۔ ۲۹۔ ۵۶۔ ۳۰۔ ۵۷۔ ۳۱۔ ۵۸۔ ۳۲۔ ۵۹۔ ۳۳۔ ۶۰۔ ۳۴۔ ۶۱۔ ۳۵۔ ۶۲۔ ۳۶۔ ۶۳۔ ۳۷۔ ۶۴۔ ۳۸۔ ۶۵۔ ۳۹۔ ۶۶۔ ۴۰۔ ۶۷۔ ۴۱۔ ۶۸۔ ۴۲۔ ۶۹۔ ۴۳۔ ۷۰۔ ۴۴۔ ۷۱۔ ۴۵۔ ۷۲۔ ۴۶۔ ۷۳۔ ۴۷۔ ۷۴۔ ۴۸۔ ۷۵۔ ۴۹۔ ۷۶۔ ۵۰۔ ۷۷۔ ۵۱۔ ۷۸۔ ۵۲۔ ۷۹۔ ۵۳۔ ۸۰۔ ۵۴۔ ۸۱۔ ۵۵۔ ۸۲۔ ۵۶۔ ۸۳۔ ۵۷۔ ۸۴۔ ۵۸۔ ۸۵۔ ۵۹۔ ۸۶۔ ۶۰۔ ۸۷۔ ۶۱۔ ۸۸۔ ۶۲۔ ۸۹۔ ۶۳۔ ۹۰۔ ۶۴۔ ۹۱۔ ۶۵۔ ۹۲۔ ۶۶۔ ۹۳۔ ۶۷۔ ۹۴۔ ۶۸۔ ۹۵۔ ۶۹۔ ۹۶۔ ۷۰۔ ۹۷۔ ۷۱۔ ۹۸۔ ۷۲۔ ۹۹۔ ۷۳۔ ۱۰۰۔ ۷۴۔ ۱۰۱۔ ۷۵۔ ۱۰۲۔ ۷۶۔ ۱۰۳۔ ۷۷۔ ۱۰۴۔ ۷۸۔ ۱۰۵۔ ۷۹۔ ۱۰۶۔ ۸۰۔ ۱۰۷۔ ۸۱۔ ۱۰۸۔ ۸۲۔ ۱۰۹۔ ۸۳۔ ۱۱۰۔ ۸۴۔ ۱۱۱۔ ۸۵۔ ۱۱۲۔ ۸۶۔ ۱۱۳۔ ۸۷۔ ۱۱۴۔ ۸۸۔ ۱۱۵۔ ۸۹۔ ۱۱۶۔ ۹۰۔ ۱۱۷۔ ۹۱۔ ۱۱۸۔ ۹۲۔ ۱۱۹۔ ۹۳۔ ۱۲۰۔ ۹۴۔ ۱۲۱۔ ۹۵۔ ۱۲۲۔ ۹۶۔ ۱۲۳۔ ۹۷۔ ۱۲۴۔ ۹۸۔ ۱۲۵۔ ۹۹۔ ۱۲۶۔ ۱۰۰۔ ۱۲۷۔ ۱۰۱۔ ۱۲۸۔ ۱۰۲۔ ۱۲۹۔ ۱۰۳۔ ۱۳۰۔ ۱۰۴۔ ۱۳۱۔ ۱۰۵۔ ۱۳۲۔ ۱۰۶۔ ۱۳۳۔ ۱۰۷۔ ۱۳۴۔ ۱۰۸۔ ۱۳۵۔ ۱۰۹۔ ۱۳۶۔ ۱۱۰۔ ۱۳۷۔ ۱۱۱۔ ۱۳۸۔ ۱۱۲۔ ۱۳۹۔ ۱۱۳۔ ۱۴۰۔ ۱۱۴۔ ۱۴۱۔ ۱۱۵۔ ۱۴۲۔ ۱۱۶۔ ۱۴۳۔ ۱۱۷۔ ۱۴۴۔ ۱۱۸۔ ۱۴۵۔ ۱۱۹۔ ۱۴۶۔ ۱۲۰۔ ۱۴۷۔ ۱۲۱۔ ۱۴۸۔ ۱۲۲۔ ۱۴۹۔ ۱۲۳۔ ۱۵۰۔ ۱۲۴۔ ۱۵۱۔ ۱۲۵۔ ۱۵۲۔ ۱۲۶۔ ۱۵۳۔ ۱۲۷۔ ۱۵۴۔ ۱۲۸۔ ۱۵۵۔ ۱۲۹۔ ۱۵۶۔ ۱۳۰۔ ۱۵۷۔ ۱۳۱۔ ۱۵۸۔ ۱۳۲۔ ۱۵۹۔ ۱۳۳۔ ۱۶۰۔ ۱۳۴۔ ۱۶۱۔ ۱۳۵۔ ۱۶۲۔ ۱۳۶۔ ۱۶۳۔ ۱۳۷۔ ۱۶۴۔ ۱۳۸۔ ۱۶۵۔ ۱۳۹۔ ۱۶۶۔ ۱۴۰۔ ۱۶۷۔ ۱۴۱۔ ۱۶۸۔ ۱۴۲۔ ۱۶۹۔ ۱۴۳۔ ۱۷۰۔ ۱۴۴۔ ۱۷۱۔ ۱۴۵۔ ۱۷۲۔ ۱۴۶۔ ۱۷۳۔ ۱۴۷۔ ۱۷۴۔ ۱۴۸۔ ۱۷۵۔ ۱۴۹۔ ۱۷۶۔ ۱۵۰۔ ۱۷۷۔ ۱۵۱۔ ۱۷۸۔ ۱۵۲۔ ۱۷۹۔ ۱۵۳۔ ۱۸۰۔ ۱۵۴۔ ۱۸۱۔ ۱۵۵۔ ۱۸۲۔ ۱۵۶۔ ۱۸۳۔ ۱۵۷۔ ۱۸۴۔ ۱۵۸۔ ۱۸۵۔ ۱۵۹۔ ۱۸۶۔ ۱۶۰۔ ۱۸۷۔ ۱۶۱۔ ۱۸۸۔ ۱۶۲۔ ۱۸۹۔ ۱۶۳۔ ۱۹۰۔ ۱۶۴۔ ۱۹۱۔ ۱۶۵۔ ۱۹۲۔ ۱۶۶۔ ۱۹۳۔ ۱۶۷۔ ۱۹۴۔ ۱۶۸۔ ۱۹۵۔ ۱۶۹۔ ۱۹۶۔ ۱۷۰۔ ۱۹۷۔ ۱۷۱۔ ۱۹۸۔ ۱۷۲۔ ۱۹۹۔ ۱۷۳۔ ۲۰۰۔ ۱۷۴۔ ۲۰۱۔ ۱۷۵۔ ۲۰۲۔ ۱۷۶۔ ۲۰۳۔ ۱۷۷۔ ۲۰۴۔ ۱۷۸۔ ۲۰۵۔ ۱۷۹۔ ۲۰۶۔ ۱۸۰۔ ۲۰۷۔ ۱۸۱۔ ۲۰۸۔ ۱۸۲۔ ۲۰۹۔ ۱۸۳۔ ۲۱۰۔ ۱۸۴۔ ۲۱۱۔ ۱۸۵۔ ۲۱۲۔ ۱۸۶۔ ۲۱۳۔ ۱۸۷۔ ۲۱۴۔ ۱۸۸۔ ۲۱۵۔ ۱۸۹۔ ۲۱۶۔ ۱۹۰۔ ۲۱۷۔ ۱۹۱۔ ۲۱۸۔ ۱۹۲۔ ۲۱۹۔ ۱۹۳۔ ۲۲۰۔ ۱۹۴۔ ۲۲۱۔ ۱۹۵۔ ۲۲۲۔ ۱۹۶۔ ۲۲۳۔ ۱۹۷۔ ۲۲۴۔ ۱۹۸۔ ۲۲۵۔ ۱۹۹۔ ۲۲۶۔ ۲۰۰۔ ۲۲۷۔ ۲۰۱۔ ۲۲۸۔ ۲۰۲۔ ۲۲۹۔ ۲۰۳۔ ۲۳۰۔ ۲۰۴۔ ۲۳۱۔ ۲۰۵۔ ۲۳۲۔ ۲۰۶۔ ۲۳۳۔ ۲۰۷۔ ۲۳۴۔ ۲۰۸۔ ۲۳۵۔ ۲۰۹۔ ۲۳۶۔ ۲۱۰۔ ۲۳۷۔ ۲۱۱۔ ۲۳۸۔ ۲۱۲۔ ۲۳۹۔ ۲۱۳۔ ۲۴۰۔ ۲۱۴۔ ۲۴۱۔ ۲۱۵۔ ۲۴۲۔ ۲۱۶۔ ۲۴۳۔ ۲۱۷۔ ۲۴۴۔ ۲۱۸۔ ۲۴۵۔ ۲۱۹۔ ۲۴۶۔ ۲۲۰۔ ۲۴۷۔ ۲۲۱۔ ۲۴۸۔ ۲۲۲۔ ۲۴۹۔ ۲۲۳۔ ۲۵۰۔ ۲۲۴۔ ۲۵۱۔ ۲۲۵۔ ۲۵۲۔ ۲۲۶۔ ۲۵۳۔ ۲۲۷۔ ۲۵۴۔ ۲۲۸۔ ۲۵۵۔ ۲۲۹۔ ۲۵۶۔ ۲۳۰۔ ۲۵۷۔ ۲۳۱۔ ۲۵۸۔ ۲۳۲۔ ۲۵۹۔ ۲۳۳۔ ۲۶۰۔ ۲۳۴۔ ۲۶۱۔ ۲۳۵۔ ۲۶۲۔ ۲۳۶۔ ۲۶۳۔ ۲۳۷۔ ۲۶۴۔ ۲۳۸۔ ۲۶۵۔ ۲۳۹۔ ۲۶۶۔ ۲۴۰۔ ۲۶۷۔ ۲۴۱۔ ۲۶۸۔ ۲۴۲۔ ۲۶۹۔ ۲۴۳۔ ۲۷۰۔ ۲۴۴۔ ۲۷۱۔ ۲۴۵۔ ۲۷۲۔ ۲۴۶۔ ۲۷۳۔ ۲۴۷۔ ۲۷۴۔ ۲۴۸۔ ۲۷۵۔ ۲۴۹۔ ۲۷۶۔ ۲۵۰۔ ۲۷۷۔ ۲۵۱۔ ۲۷۸۔ ۲۵۲۔ ۲۷۹۔ ۲۵۳۔ ۲۸۰۔ ۲۵۴۔ ۲۸۱۔ ۲۵۵۔ ۲۸۲۔ ۲۵۶۔ ۲۸۳۔ ۲۵۷۔ ۲۸۴۔ ۲۵۸۔ ۲۸۵۔ ۲۵۹۔ ۲۸۶۔ ۲۶۰۔ ۲۸۷۔ ۲۶۱۔ ۲۸۸۔ ۲۶۲۔ ۲۸۹۔ ۲۶۳۔ ۲۹۰۔ ۲۶۴۔ ۲۹۱۔ ۲۶۵۔ ۲۹۲۔ ۲۶۶۔ ۲۹۳۔ ۲۶۷۔ ۲۹۴۔ ۲۶۸۔ ۲۹۵۔ ۲۶۹۔ ۲۹۶۔ ۲۷۰۔ ۲۹۷۔ ۲۷۱۔ ۲۹۸۔ ۲۷۲۔ ۲۹۹۔ ۲۷۳۔ ۳۰۰۔ ۲۷۴۔ ۳۰۱۔ ۲۷۵۔ ۳۰۲۔ ۲۷۶۔ ۳۰۳۔ ۲۷۷۔ ۳۰۴۔ ۲۷۸۔ ۳۰۵۔ ۲۷۹۔ ۳۰۶۔ ۲۸۰۔ ۳۰۷۔ ۲۸۱۔ ۳۰۸۔ ۲۸۲۔ ۳۰۹۔ ۲۸۳۔ ۳۱۰۔ ۲۸۴۔ ۳۱۱۔ ۲۸۵۔ ۳۱۲۔ ۲۸۶۔ ۳۱۳۔ ۲۸۷۔ ۳۱۴۔ ۲۸۸۔ ۳۱۵۔ ۲۸۹۔ ۳۱۶۔ ۲۹۰۔ ۳۱۷۔ ۲۹۱۔ ۳۱۸۔ ۲۹۲۔ ۳۱۹۔ ۲۹۳۔ ۳۲۰۔ ۲۹۴۔ ۳۲۱۔ ۲۹۵۔ ۳۲۲۔ ۲۹۶۔ ۳۲۳۔ ۲۹۷۔ ۳۲۴۔ ۲۹۸۔ ۳۲۵۔ ۲۹۹۔ ۳۲۶۔ ۳۰۰۔ ۳۲۷۔ ۳۰۱۔ ۳۲۸۔ ۳۰۲۔ ۳۲۹۔ ۳۰۳۔ ۳۳۰۔ ۳۰۴۔ ۳۳۱۔ ۳۰۵۔ ۳۳۲۔ ۳۰۶۔ ۳۳۳۔ ۳۰۷۔ ۳۳۴۔ ۳۰۸۔ ۳۳۵۔ ۳۰۹۔ ۳۳۶۔ ۳۱۰۔ ۳۳۷۔ ۳۱۱۔ ۳۳۸۔ ۳۱۲۔ ۳۳۹۔ ۳۱۳۔ ۳۴۰۔ ۳۱۴۔ ۳۴۱۔ ۳۱۵۔ ۳۴۲۔ ۳۱۶۔ ۳۴۳۔ ۳۱۷۔ ۳۴۴۔ ۳۱۸۔ ۳۴۵۔ ۳۱۹۔ ۳۴۶۔ ۳۲۰۔ ۳۴۷۔ ۳۲۱۔ ۳۴۸۔ ۳۲۲۔ ۳۴۹۔ ۳۲۳۔ ۳۵۰۔ ۳۲۴۔ ۳۵۱۔ ۳۲۵۔ ۳۵۲۔ ۳۲۶۔ ۳۵۳۔ ۳۲۷۔ ۳۵۴۔ ۳۲۸۔ ۳۵۵۔ ۳۲۹۔ ۳۵۶۔ ۳۳۰۔ ۳۵۷۔ ۳۳۱۔ ۳۵۸۔ ۳۳۲۔ ۳۵۹۔ ۳۳۳۔ ۳۶۰۔ ۳۳۴۔ ۳۶۱۔ ۳۳۵۔ ۳۶۲۔ ۳۳۶۔ ۳۶۳۔ ۳۳۷۔ ۳۶۴۔ ۳۳۸۔ ۳۶۵۔ ۳۳۹۔ ۳۶۶۔ ۳۴۰۔ ۳۶۷۔ ۳۴۱۔ ۳۶۸۔ ۳۴۲۔ ۳۶۹۔ ۳۴۳۔ ۳۷۰۔ ۳۴۴۔ ۳۷۱۔ ۳۴۵۔ ۳۷۲۔ ۳۴۶۔ ۳۷۳۔ ۳۴۷۔ ۳۷۴۔ ۳۴۸۔ ۳۷۵۔ ۳۴۹۔ ۳۷۶۔ ۳۵۰۔ ۳۷۷۔ ۳۵۱۔ ۳۷۸۔ ۳۵۲۔ ۳۷۹۔ ۳۵۳۔ ۳۸۰۔ ۳۵۴۔ ۳۸۱۔ ۳۵۵۔ ۳۸۲۔ ۳۵۶۔ ۳۸۳۔ ۳۵۷۔ ۳۸۴۔ ۳۵۸۔ ۳۸۵۔ ۳۵۹۔ ۳۸۶۔ ۳۶۰۔ ۳۸۷۔ ۳۶۱۔ ۳۸۸۔ ۳۶۲۔ ۳۸۹۔ ۳۶۳۔ ۳۹۰۔ ۳۶۴۔ ۳۹۱۔ ۳۶۵۔ ۳۹۲۔ ۳۶۶۔ ۳۹۳۔ ۳۶۷۔ ۳۹۴۔ ۳۶۸۔ ۳۹۵۔ ۳۶۹۔ ۳۹۶۔ ۳۷۰۔ ۳۹۷۔ ۳۷۱۔ ۳۹۸۔ ۳۷۲۔ ۳۹۹۔ ۳۷۳۔ ۴۰۰۔ ۳۷۴۔ ۴۰۱۔ ۳۷۵۔ ۴۰۲۔ ۳۷۶۔ ۴۰۳۔ ۳۷۷۔ ۴۰۴۔ ۳۷۸۔ ۴۰۵۔ ۳۷۹۔ ۴۰۶۔ ۳۸۰۔ ۴۰۷۔ ۳۸۱۔ ۴۰۸۔ ۳۸۲۔ ۴۰۹۔ ۳۸۳۔ ۴۱۰۔ ۳۸۴۔ ۴۱۱۔ ۳۸۵۔ ۴۱۲۔ ۳۸۶۔ ۴۱۳۔ ۳۸۷۔ ۴۱۴۔ ۳۸۸۔ ۴۱۵۔ ۳۸۹۔ ۴۱۶۔ ۳۹۰۔ ۴۱۷۔ ۳۹۱۔ ۴۱۸۔ ۳۹۲۔ ۴۱۹۔ ۳۹۳۔ ۴۲۰۔ ۳۹۴۔ ۴۲۱۔ ۳۹۵۔ ۴۲۲۔ ۳۹۶۔ ۴۲۳۔ ۳۹۷۔ ۴۲۴۔ ۳۹۸۔ ۴۲۵۔ ۳۹۹۔ ۴۲۶۔ ۴۰۰۔ ۴۲۷۔ ۴۰۱۔ ۴۲۸۔ ۴۰۲۔ ۴۲۹۔ ۴۰۳۔ ۴۳۰۔ ۴۰۴۔ ۴۳۱۔ ۴۰۵۔ ۴۳۲۔ ۴۰۶۔ ۴۳۳۔ ۴۰۷۔ ۴۳۴۔ ۴۰۸۔ ۴۳۵۔ ۴۰۹۔ ۴۳۶۔ ۴۱۰۔ ۴۳۷۔ ۴۱۱۔ ۴۳۸۔ ۴۱۲۔ ۴۳۹۔ ۴۱۳۔ ۴۴۰۔ ۴۱۴۔ ۴۴۱۔ ۴۱۵۔ ۴۴۲۔ ۴۱۶۔ ۴۴۳۔ ۴۱۷۔ ۴۴۴۔ ۴۱۸۔ ۴۴۵۔ ۴۱۹۔ ۴۴۶۔ ۴۲۰۔ ۴۴۷۔ ۴۲۱۔ ۴۴۸۔ ۴۲۲۔ ۴۴۹۔ ۴۲۳۔ ۴۵۰۔ ۴۲۴۔ ۴۵۱۔ ۴۲۵۔ ۴۵۲۔ ۴۲۶۔ ۴۵۳۔ ۴۲۷۔ ۴۵۴۔ ۴۲۸۔ ۴۵۵۔ ۴۲۹۔ ۴۵۶۔ ۴۳۰۔ ۴۵۷۔ ۴۳۱۔ ۴۵۸۔ ۴۳۲۔ ۴۵۹۔ ۴۳۳۔ ۴۶۰۔ ۴۳۴۔ ۴۶۱۔ ۴۳۵۔ ۴۶۲۔ ۴۳۶۔ ۴۶۳۔ ۴۳۷۔ ۴۶۴۔ ۴۳۸۔ ۴۶۵۔ ۴۳۹۔ ۴۶۶۔ ۴۴۰۔ ۴۶۷۔ ۴۴۱۔ ۴۶۸۔ ۴۴۲۔ ۴۶۹۔ ۴۴۳۔ ۴۷۰۔ ۴۴۴۔ ۴۷۱۔ ۴۴۵۔ ۴۷۲۔ ۴۴۶۔ ۴۷۳۔ ۴۴۷۔ ۴۷۴۔ ۴۴۸۔ ۴۷۵۔ ۴۴۹۔ ۴۷۶۔ ۴۵۰۔ ۴۷۷۔ ۴۵۱۔ ۴۷۸۔ ۴۵۲۔ ۴۷۹۔ ۴۵۳۔ ۴۸۰۔ ۴۵۴۔ ۴۸۱۔ ۴۵۵۔ ۴۸۲۔ ۴۵۶۔ ۴۸۳۔ ۴۵۷۔ ۴۸۴۔ ۴۵۸۔ ۴۸۵۔ ۴۵۹۔ ۴۸۶۔ ۴۶۰۔ ۴۸۷۔ ۴۶۱۔ ۴۸۸۔ ۴۶۲۔ ۴۸۹۔ ۴۶۳۔ ۴۹۰۔ ۴۶۴۔ ۴۹۱۔ ۴۶۵۔ ۴۹۲۔ ۴۶۶۔ ۴۹۳۔ ۴۶۷۔ ۴۹۴۔ ۴۶۸۔ ۴۹۵۔ ۴۶۹۔ ۴۹۶۔ ۴۷۰۔ ۴۹۷۔ ۴۷۱۔ ۴۹۸۔ ۴۷۲۔ ۴۹۹۔ ۴۷۳۔ ۵۰۰۔ ۴۷۴۔ ۵۰۱۔ ۴۷۵۔ ۵۰۲۔ ۴۷۶۔ ۵۰۳۔ ۴۷۷۔ ۵۰۴۔ ۴۷۸۔ ۵۰۵۔ ۴۷۹۔ ۵۰۶۔ ۴۸۰۔ ۵۰۷۔ ۴۸۱۔ ۵۰۸۔ ۴۸۲۔ ۵۰۹۔ ۴۸۳۔ ۵۱۰۔ ۴۸۴۔ ۵۱۱۔ ۴۸۵۔ ۵۱۲۔ ۴۸۶۔ ۵۱۳۔ ۴۸۷۔ ۵۱۴۔ ۴۸۸۔ ۵۱۵۔ ۴۸۹۔ ۵۱۶۔ ۴۹۰۔ ۵۱۷۔ ۴۹۱۔ ۵۱۸۔ ۴۹۲۔ ۵۱۹۔ ۴۹۳۔ ۵۲۰۔ ۴۹۴۔ ۵۲۱۔ ۴۹۵۔ ۵۲۲۔ ۴۹۶۔ ۵۲۳۔ ۴۹۷۔ ۵۲۴۔ ۴۹۸۔ ۵۲۵۔ ۴۹۹۔ ۵۲۶۔ ۵۰۰۔ ۵۲۷۔ ۵۰۱۔ ۵۲۸۔ ۵۰۲۔ ۵۲۹۔ ۵۰۳۔ ۵۳۰۔ ۵۰۴۔ ۵۳۱۔ ۵۰۵۔ ۵۳۲۔ ۵۰۶۔ ۵۳۳۔ ۵۰۷۔ ۵۳۴۔ ۵۰۸۔ ۵۳۵۔ ۵۰۹۔ ۵۳۶۔ ۵۱۰۔ ۵۳۷۔ ۵۱۱۔ ۵۳۸۔ ۵۱۲۔ ۵۳۹۔ ۵۱۳۔ ۵۴۰۔ ۵۱۴۔ ۵۴۱۔ ۵۱۵۔ ۵۴۲۔ ۵۱۶۔ ۵۴۳۔ ۵۱۷۔ ۵۴۴۔ ۵۱۸۔ ۵۴۵۔ ۵۱۹۔ ۵۴۶۔ ۵۲۰۔ ۵۴۷۔ ۵۲۱۔ ۵۴۸۔ ۵۲۲۔ ۵۴۹۔ ۵۲۳۔ ۵۵۰۔ ۵۲۴۔ ۵۵۱۔ ۵۲۵۔ ۵۵۲۔ ۵۲۶۔ ۵۵۳۔ ۵۲۷۔ ۵۵۴۔ ۵۲۸۔ ۵۵۵۔ ۵۲۹۔ ۵۵۶۔ ۵۳۰۔ ۵۵۷۔ ۵۳۱۔ ۵۵۸۔ ۵۳۲۔ ۵۵۹۔ ۵۳۳۔ ۵۶۰۔ ۵۳۴۔ ۵۶۱۔ ۵۳۵۔ ۵۶۲۔ ۵۳۶۔ ۵۶۳۔ ۵۳۷۔ ۵۶۴۔ ۵۳۸۔ ۵۶۵۔ ۵۳۹۔ ۵۶۶۔ ۵۴۰۔ ۵۶۷۔ ۵۴۱۔ ۵۶۸۔ ۵۴۲۔ ۵۶۹۔ ۵۴۳۔ ۵۷۰۔ ۵۴۴۔ ۵۷۱۔ ۵۴۵۔ ۵۷۲۔ ۵۴۶۔ ۵۷۳۔ ۵۴۷۔ ۵۷۴۔ ۵۴۸۔ ۵۷۵۔ ۵۴۹۔ ۵۷۶۔ ۵۵۰۔ ۵۷۷۔ ۵۵۱۔ ۵۷۸۔ ۵۵۲۔ ۵۷۹۔ ۵۵۳۔ ۵۸۰۔ ۵۵۴۔ ۵۸۱۔ ۵۵۵۔ ۵۸۲۔ ۵۵۶۔ ۵۸۳۔ ۵۵۷۔ ۵۸۴۔ ۵۵۸۔ ۵۸۵۔ ۵۵۹۔ ۵۸۶۔ ۵۶۰۔ ۵۸۷۔ ۵۶۱۔ ۵۸۸۔ ۵۶۲۔ ۵۸۹۔ ۵۶۳۔ ۵۹۰۔ ۵۶۴۔ ۵۹۱۔ ۵۶۵۔ ۵۹۲۔ ۵۶۶۔ ۵۹۳۔ ۵۶۷۔ ۵۹۴۔ ۵۶۸۔ ۵۹۵۔ ۵۶۹۔ ۵۹۶۔ ۵۷۰۔ ۵۹۷۔ ۵۷۱۔ ۵۹۸۔ ۵۷۲۔ ۵۹۹۔ ۵۷۳۔ ۶۰۰۔ ۵۷۴۔ ۶۰۱۔ ۵۷۵۔ ۶۰۲۔ ۵۷۶۔ ۶۰۳۔ ۵۷۷۔ ۶۰۴۔ ۵۷۸۔ ۶۰۵۔ ۵۷۹۔ ۶۰۶۔ ۵۸۰۔ ۶۰۷۔ ۵۸۱۔ ۶۰۸۔ ۵۸۲۔ ۶۰۹۔ ۵۸۳۔ ۶۱۰۔ ۵۸۴۔ ۶۱۱۔ ۵۸۵۔ ۶۱۲۔ ۵۸۶۔ ۶۱۳۔ ۵۸۷۔ ۶۱۴۔ ۵۸۸۔ ۶۱۵۔ ۵۸۹۔ ۶۱۶۔ ۵۹۰۔ ۶۱۷۔ ۵۹۱۔ ۶۱۸۔ ۵۹۲۔ ۶۱۹۔ ۵۹۳۔ ۶۲۰۔ ۵۹۴۔ ۶۲۱۔ ۵۹۵۔ ۶۲۲۔ ۵۹۶۔ ۶۲۳۔ ۵۹۷۔ ۶۲۴۔ ۵۹۸۔ ۶۲۵۔ ۵۹۹۔ ۶۲۶۔ ۶۰۰۔ ۶۲۷۔ ۶۰۱۔ ۶۲۸۔ ۶۰۲۔ ۶۲۹۔ ۶۰۳۔ ۶۳۰۔ ۶۰۴۔ ۶۳۱۔ ۶۰۵۔ ۶۳۲۔ ۶۰۶۔ ۶۳۳۔ ۶۰۷۔ ۶۳۴۔ ۶۰۸۔ ۶۳۵۔ ۶۰۹۔ ۶۳۶۔ ۶۱۰۔ ۶۳۷۔ ۶۱۱۔ ۶۳۸۔ ۶۱۲۔ ۶۳۹۔ ۶۱۳۔ ۶۴۰۔ ۶۱۴۔ ۶۴۱۔ ۶۱۵۔ ۶۴۲۔ ۶۱۶۔ ۶۴۳۔ ۶۱۷۔ ۶۴۴۔ ۶۱۸۔ ۶۴۵۔ ۶۱۹۔ ۶۴۶۔ ۶۲۰۔ ۶۴۷۔ ۶۲۱۔ ۶۴۸۔ ۶۲۲۔ ۶۴۹۔ ۶۲۳۔ ۶۵۰۔ ۶۲۴۔ ۶۵۱۔ ۶۲۵۔ ۶۵۲۔ ۶۲۶۔ ۶۵۳۔ ۶۲۷۔ ۶۵۴۔ ۶۲۸۔ ۶۵۵۔ ۶۲۹۔ ۶۵۶۔ ۶۳۰۔ ۶۵۷۔ ۶۳۱۔ ۶۵۸۔ ۶۳۲۔ ۶۵۹۔ ۶۳۳۔ ۶۶۰۔ ۶۳۴۔ ۶۶۱۔ ۶۳۵۔ ۶۶۲۔ ۶۳۶۔ ۶۶۳۔ ۶۳۷۔ ۶۶۴۔ ۶۳۸۔ ۶۶۵۔ ۶۳۹۔ ۶۶۶۔ ۶۴۰۔ ۶۶۷۔ ۶۴۱۔ ۶۶۸۔ ۶۴۲۔ ۶۶۹۔ ۶۴۳۔ ۶۷۰۔ ۶۴۴۔ ۶۷۱۔ ۶۴۵۔ ۶۷۲۔ ۶۴۶۔ ۶۷۳۔ ۶۴۷۔ ۶۷۴۔ ۶۴۸۔ ۶۷۵۔ ۶۴۹۔ ۶۷۶۔ ۶۵۰۔ ۶۷۷۔ ۶۵۱۔ ۶۷۸۔ ۶۵۲۔ ۶۷۹۔ ۶۵۳۔ ۶۸۰۔ ۶۵۴۔ ۶۸۱۔ ۶۵۵۔ ۶۸۲۔ ۶۵۶۔ ۶۸۳۔ ۶۵۷۔ ۶۸۴۔ ۶۵۸۔ ۶۸۵۔ ۶۵۹۔ ۶۸۶۔ ۶۶۰۔ ۶۸۷۔ ۶۶۱۔ ۶۸۸۔ ۶۶۲۔ ۶۸۹۔ ۶۶۳۔ ۶۹۰۔ ۶۶۴۔ ۶۹۱۔ ۶۶۵۔ ۶۹۲۔ ۶۶۶۔ ۶۹۳۔ ۶۶۷۔ ۶۹۴۔ ۶۶۸۔ ۶۹۵۔ ۶۶۹۔ ۶۹۶۔ ۶۷۰۔ ۶۹۷۔ ۶۷۱۔ ۶۹۸۔ ۶۷۲۔ ۶۹۹۔ ۶۷۳۔ ۷۰۰۔ ۶۷۴۔ ۷۰۱۔ ۶۷۵۔ ۷۰۲۔ ۶۷۶۔ ۷۰۳۔ ۶۷۷۔ ۷۰۴۔ ۶۷۸۔ ۷۰۵۔ ۶۷۹۔ ۷۰۶۔ ۶۸۰۔ ۷۰۷۔ ۶۸۱۔ ۷۰۸۔ ۶۸۲۔ ۷۰۹۔ ۶۸۳۔ ۷۱۰۔ ۶۸۴۔ ۷۱۱۔ ۶۸۵۔ ۷۱۲۔ ۶۸۶۔ ۷۱۳۔ ۶۸۷۔ ۷۱۴۔ ۶۸۸۔ ۷۱۵۔ ۶۸۹۔ ۷۱۶۔ ۶۹۰۔ ۷۱۷۔ ۶۹۱۔ ۷۱۸۔ ۶۹۲۔ ۷۱۹۔ ۶۹۳۔ ۷۲۰۔ ۶۹۴۔ ۷۲۱۔ ۶۹۵۔ ۷۲۲۔ ۶۹۶۔ ۷۲۳۔ ۶۹۷۔ ۷۲۴۔ ۶۹۸۔ ۷۲۵۔ ۶۹۹۔ ۷۲۶۔ ۷۰۰۔ ۷۲۷۔ ۷۰۱۔ ۷۲۸۔ ۷۰۲۔ ۷۲۹۔ ۷۰۳۔ ۷۳۰۔ ۷۰۴۔ ۷۳۱۔ ۷۰۵۔ ۷۳۲۔ ۷۰۶۔ ۷۳۳۔ ۷۰۷۔ ۷۳۴۔ ۷۰۸۔ ۷۳۵۔ ۷۰۹۔ ۷۳۶۔ ۷۱۰۔ ۷۳۷۔ ۷۱۱۔ ۷۳۸۔ ۷۱۲۔ ۷۳۹۔ ۷۱۳۔ ۷۴۰۔ ۷۱۴۔ ۷۴۱۔ ۷۱۵۔ ۷۴۲۔ ۷۱۶۔ ۷۴۳۔ ۷۱۷۔ ۷۴۴۔ ۷۱۸۔ ۷۴۵۔ ۷۱۹۔ ۷۴۶۔ ۷۲۰۔ ۷۴۷۔ ۷۲۱۔ ۷۴۸۔ ۷۲۲۔ ۷۴۹۔ ۷۲۳۔ ۷۵۰۔ ۷۲۴۔ ۷۵۱۔ ۷۲۵۔ ۷۵۲۔ ۷۲۶۔ ۷۵۳۔ ۷۲۷۔ ۷۵۴۔ ۷۲۸۔ ۷۵۵۔ ۷۲۹۔ ۷۵۶۔ ۷۳۰۔ ۷۵۷۔ ۷۳۱۔ ۷۵۸۔ ۷۳۲۔ ۷۵۹۔ ۷۳۳۔ ۷۶۰۔ ۷۳۴۔ ۷۶۱۔ ۷۳۵۔ ۷۶۲۔ ۷۳۶۔ ۷۶۳۔

پنچا جو بخار سے آتا تھا۔ اُس میں دو مسلمان تاجر تھے جن کو برکہ خاں الگ لے گیا اور اسلام کے متعلق کچھ سوالات اُن سے کیے۔ مسلمانوں نے اپنے مذہب کے احکام و ارکان ایسی خوبی سے بیان کیے کہ خان سیر اور او کو مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا اور وہ اسلام لایا اس کا حال برکہ خاں نے اپنے چھوٹے بھائی سے بیان کیا اور اُس کو بھی اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد برکہ خاں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد برکہ خان سلطان مصر رکن الدین پیرس سے مصاحبت کر لی۔ اس مصاحبت کا باعث خود سلطان مصر اس طرح ہوا کہ اُس نے سیر اور دا کے دو سو مغلوں کی نہایت خاطر مدارات کی۔ ان مغلوں کا قصہ یہ ہے کہ جب خان سیر اور دا اور ہلاکو خاں فاتح بغداد میں غلامت زیادہ بڑھی تو یہ دو سو مغل جو ہلاکو کی فوج میں بہرتے تھے بھاگ کر شام کے ملک میں چلے آئے اور یہاں سے وہ بڑے اعزاز کے ساتھ قاہرہ پہنچے گئے جہاں دربار مصر سے ان کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوئی۔ سلطان رکن الدین نے ان مغلوں میں سے دو آدمیوں کے ساتھ اپنے چند سفیر کے اور برکہ خاں کو ایک خط اُن کی معرفت روانہ کیا۔ جب یہ لوگ سیر اور دا سے قاہرہ کو واپس آئے تو سلطان کو خبر دی کہ برکہ خاں کے امیروں کے ہاں اور ہر ایک شہزادے کے ہاں ایک ایک امام اور مؤذن مقرر ہے اور بچوں کو مکتب میں قرآن پڑھایا جاتا ہے۔ سلطان سے انھوں نے یہ بھی کہا کہ جب ہم قاہرہ سے روانہ ہوئے تھے تو راستہ میں برکہ خاں کے سفیر آئے۔ جو سلطان مصر کی خدمت میں اس اطلاع کیلئے حاضر ہوئے تھے کہ برکہ خاں اور اُس کی رعایا مسلمان ہو گئی ہو۔ غرض جب سلطان رکن الدین اور برکہ خاں میں رسم اتحاد پیدا ہوا تو سیر اور دا کے بہت مغل مصر میں آئے جہاں انکو اسلام قبول کرنے کی ترغیب ہوئی۔

۱۔ ابوالغازی۔ ۲۔ صفحہ ۱۸۱ سے مرقی ۲۱۔ ۱۔ صفحہ ۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲ سے مرقی ۲۱۵ سے مرقی ۲۱۶

۳۔ مرقی ۲۲۲ سے

ایران میں جہاں ہلاکو خاں دولت الیغانیہ کا بانی ہوا ترکوں میں اسلام کی اشاعت رفتہ رفتہ ہوئی برک خاں اور سلطان مصر کے حلوں سے بچنے کے لیے ہلاکو خاں نے مشرق کے عیسائیوں سے جیسے آرمینیا کا بادشاہ اور صلیبی مجاہدین تھے اتفاق کر لیا۔ ہلاکو خاں کی سب سے چاہتی یوہی عیسائی تھی اور اُس نے اپنے خاوند کے خیالات عیسائیوں کی طرف سے اچھے کر دیے تھے۔ ہلاکو خاں کے بیٹے ابا قاسم خان نے قسطنطنیہ کے عیسائی شہنشاہ کنیٹیا سے شادی کی تھی۔ اگرچہ ابا قاسم خان خود عیسائی نہ تھا لیکن اُس کے دربار میں عیسائی پادری کثرت سے موجود رہتے تھے۔ یورپ کے اکثر عیسائی بادشاہوں کو اُس نے اپنے سفیر روانہ کیے۔ سینٹ لوئی بادشاہ فرانس۔ چارلس بادشاہ صقلیہ جیسے بادشاہ ارغون کے پاس سفارتیں اس غرض سے بھیجیں کہ مسلمانوں کے خلاف عیسائی اُس سے اتفاق کر لیں۔ اسی خیال سے ۱۲۵۸ء میں ابا قاسم خان نے یون کی مجلس کو ایک سفارت روانہ کی۔ جب یہ سفارت مجلس میں پہنچی تو مغلوں کے سفیر خاص نے سر مجلس عیسائی مذہب قبول کیا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اصطبلغ لیا۔ عیسائیوں کو ابا قاسم خان نے عیسائی ہونے کی بہت اُمیدیں تھیں۔ لیکن وہ سب فضول ثابت ہوئیں۔ اور اُس کا بھائی تگودار جو اُس کا جانشین ہوا دولت الیغانیہ کا پہلا بادشاہ تھا جس نے اسلام قبول کیا ایک عہد نویس عیسائی مصنف نے لکھا ہے کہ تگودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب پر ہوئی تھی۔ بچپن میں اُس کو اصطبلغ ملا تھا اور تگودار اُس کا نام رکھا گیا تھا لیکن تگودار جب بڑا ہوا تو اُس نے مسلمانوں کے اثر و صحبت سے جبکہ وہ بہت عزیز رکھتا تھا عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا اور سلطان محمد (یا احمد) اپنا نام رکھا اور جس قدر ہوسکا اس بات کی کوشش کی کہ سب تاتاری اسلام قبول کر لیں اور اس کے لیے انعام و اکرام۔ اختیار اور عزت لوگوں کو بخشے۔ یہاں تک کہ اُس کے زمانہ میں بہت تاتاری مسلمان ہو گئے۔ اس بادشاہ نے سلطان مصر کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر ذیل کے مراسلہ سے بھیجی۔ ”خدا کی قوت اور ابا قاسم خان کے اقبال سے ملکہ و صاف نے اس بادشاہ کو مسلمان ہونے سے پہلے تگودار و سلطان ہونیکے بعد اعلیٰ علیہ السلام دراموسید۔ تو مصلحت“

سلطان احمد کا فرمان بادشاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے آغاز فوجوانی کے زمانہ میں ہلکواپنی اُلوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستوں اور نیک بندوں کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدایت کی تھی وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہو اُس کے دل کو مذہب اسلام قبول کرنے کیلئے کھول دیتا ہے۔ ہم اُس وقت سے آج تک دین کا بول بالا کرنے اور مذہب اسلام اور مسلمانوں کے معاملات کی اصلاح کرنے پر مائل رہے ہیں کہ والد بزرگوار اور برادر بزرگ کی طرف سے حکمرانی کی نوبت ہم تک پہنچی اور خدا نے اپنی مہرِ حق سے ہماری اُمیدوں کو پورا کیا اور حکومت اور سلطنت ہلکوا عنایت کی۔ پھر قرطانی دُکرتائی مبارک میں جس سے وہ مجلس مراد ہو جس میں تمام بھائی بند اور شہزادے اور بڑے بڑے امیر اور فوج کے سردار مشورہ کرنے کیلئے بیٹھے ہیں سب نے ملکر یہ قرار دیا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی کو جاری کیا جاوے۔ اور ہماری فوجوں میں سے جن کی کثرت سے زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہوا اور جن کی صولت اور ہیبت سے سب کے دل کانپتے اور تھرتھاتے ہیں ایک جم غفیر کو اطراف میں روانہ کیا جاوے اور یہ فوج کشی ایسے مضبوط ارادے کے ساتھ ہو جس کے سامنے ملیند پہاڑ جھک جاویں اور سنگ خارا کی چٹانیں نرم پڑ جاویں ہم نے اس مقصد پر غور کیا جس پر اُن کے ارادے پختہ اور اُن کی رائیں متفق تھیں۔ اور ان سب کا خلاصہ جو معلوم ہوا وہ اُس عام نیکی کے برخلاف تھا جس کے جانی کرنے کا ہم ارادہ رکھتے تھے اور جس سے مراد یہ ہو کہ شعار اسلام کو زندہ کیا جاوے اور جو احکام ہماری طرف سے جاری ہوں اُن سے خوریزی موقوف ہو اور دنیا کی مصیبت کم ہو اور دنیا کے اطراف میں امن و امان کی ہوا چلے اور تمام شہروں کے حاکم ہماری شفقت اور مہربانی سے آرام پاویں کیونکہ ہم خدا کی تعظیم کرتے ہیں اور خدا کی مخلوق پر مہربان ہیں۔ اس لیے خدا نے

ہمارے دل میں الہام کیا کہ ہم مشتعل آگ کو بجھائیں اور فتنہ و فساد کو فرو کریں اور جن لوگوں نے یہ رائے دی ہو ان کو اُس تدبیر سے مطلع کریں جس سے دنیا کی بیماریوں اور تکلیفوں کے دور ہونے کی اُمید ہو اور جس کو سب سے پہلے عمل میں لانے اور سب سے آخری علاج سے باز رہنے کی خدائے ہم کو ہدایت کی ہو۔ اس لیے ہم پیکانوں کو جنبش میں لانے اور کمانوں پر چلہ چڑھانے میں جلدی نہیں کرتے ہیں۔ اور جب تک کہ حق بات ظاہر نہ ہو اور حجت قوی نہ ہو ہم اس امر کی اجازت نہیں دیتے شیخ الاسلام قدوة العارفین کی نصیحتیں جو امور مذہبی میں ہمارے سب سے بہتر مددگار ہیں ہمارے اُس ارادے کو جو فلاح و مہبودی کی خواہشوں پر مبنی ہو اور اُس رائے کو جس سے کامیابی کی اُمید ہی بچتہ اور مصمم کر دیا۔ چنانچہ ہم نے یہ فرمان جاری کیا جو ماننے والوں کے لیے خدا کی رحمت اور نہ ماننے والوں کے لیے خدا کا عذاب ہو۔ ہم نے اس فرمان کے نہ ماننے والوں کیلئے قاضی بقضاۃ قطب الدین شیرازی اور آتابک بھاؤ الدین کو جو اس سلطنت کے عمائد میں روانہ کیا ہے تاکہ لوگوں ہمارے طریقے سے واقف کریں اور تمام مسلمانوں کے فائدے کیلئے جو بات ہمارے دل میں پوشیدہ ہو سب اُس سے آگاہ ہوں۔ نیز ان سب لوگوں کو اس بات سے مطلع کریں کہ خدائے ہم کو بعیرت اور ہدایت عطا کی ہے اور اسلام ان تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے جو مسلمان ہونے سے پہلے دُور میں آئے ہوں۔ اب تو خدائے ہم کو ہدایت کی ہو کہ ہم حق کی اور اہل حق کی پیروی کریں..... پس اگر لوگوں کے دل سہی دلیں کی جستجو میں جن سے وہ ہم پر بہرہ و سوا کر سکیں اور ایسی حجت طلب کرتے ہیں جس سے کامیابی کی اُمید کر سکیں تو وہ ہماری ان تمام فضیلتوں پر نظر دالیں جو دنیا میں عام طور پر مشہور ہو چکی ہیں۔ کیوں کہ ہم نے خدا کی عنایت سے دین کے نشانوں کو بلند کیا ہے اور ہر ایک حکم کے جاری کرنے میں اس امر کو پیش نظر رکھا ہے اور شرع محمدی کے قوانین کو انکی عظمت اور بزرگی کے عین مقتضائے انصاف پر جاری کیا ہے۔ ہم نے تمام رعیت کے دلوں کو خوش کیا ہے

اور جن سے پہلے کوئی بُرائی یا خطا سرزد ہوئی تھی اُن سب کی یہ کبکرمعاف کر دیا ہو کہ خدا بھی
 تمھاری اگلی خطا کو نکو معاف کرے ہم نے مسلمانوں کے اوقات کی جن میں مسجدیں اور منبرے
 اور مدرسے شامل ہیں اصلاح کی ہو اور تمام خیرات خانوں اور مہمان سراؤں کو جن کے نشانِ مٹ
 گئے تھے دوبارہ آباد کیا ہو اور اوقات کی آمدنی کو اُن کے قدیم دستور اور وقف کرنے
 والوں کی شرائط کے موافق حقداروں تک پہنچا دیا ہو..... ہم نے حکم دیا ہو کہ ہمارے
 احکام حاجیوں کے معاملہ کو ہتم باشان سمجھیں اور اُن کے لیے سامانِ سفر مہیا کریں اور جن
 رستوں سے وہ سفر کرتے ہیں اُن کو آباد اور بے خطر رکھیں۔ اور حاجیوں کے قافلوں کو
 بآرام تمام روانہ کریں۔ ہم نے تمام سوداگروں کو جو ملک میں آمد و رفت رکستے ہیں پوری آزادی
 عطا کی ہو کہ وہ اپنے طریقہ سے جس طرح چاہیں سفر کریں اور فوج اور قراغول اور شخوٹ کو جو ملک
 کے اطراف میں مقرر ہیں سخت ممانعت کی ہو کہ سوداگروں کی آمد و رفت میں کسی طرح کی ممانعت
 نہ کریں..... تاکہ شہر اور ملک آباد ہوں۔ فتنے اور فساد فرو ہوں۔ تیز تلواریں میان میں
 رہیں اور تمام باشندے آرام و آسائش سے بسر کریں۔ اور مسلمانوں کی گردنیں ذلت اور خواری
 کے طوق سے نکل جائیں۔“

تاریخ مغلیہ کے ناظرین کو اُن صد ہا ظلموں اور متواتر کشت و خون کے ہنگاموں کو
 پڑھنے کے بعد جو منغل اور تاتاریوں نے برپا کیے اس فرمان کو مطالعہ کرنے سے بہت راز
 معلوم ہوتی ہوگی اور تعجب ہو ا ہوگا کہ ایک منغل فرمانروا کی زبان سے بھی اس قدر فیاضی
 اور انسانی ہمدردی کے خیالات ادا ہوئے۔

مغلوں نے جب یہ دیکھا کہ اُن کا خان تگودار مسلمان ہو گیا اور وہ عیسائیوں پر ظلم کرتا
 ہو تو اُن کو بہت بُرا معلوم ہوا۔ اگرچہ منغل عیسائی نہ تھے لیکن عیسائیوں سے اُن کا واسطہ
 اور اتحاد مدت سے چلا آتا تھا۔ اس لیے ان مغلوں نے تگودار کی شکایت تو بلائی خاں

سے کی کہ اُن کے خان نے اپنے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیا ہے۔ غرض تلمود دار کے خلاف ایک بغاوت برپا ہوئی جس کا سرغنہ ارغون خاں تھا تلمود دار کو اُس نے قتل کیا اور خود ملک تخت و تاج بنگیا۔ ارغون کے عہد حکومت میں (۱۳۰۱ء تا ۱۳۰۹ء) جو چند سال تک جاری رہا عیسائیوں پر پھر سلطنت کی طرف سے مہربانی ہوئی اور مسلمانوں کو سختیاں اٹھانی پڑیں اور سرکار کے عہدوں اور فوکروں سے وہ برطرف کیے گئے۔ ۱۲۹۵ء تک تلمود دار کے جانشین اُردو قدیم مذہب شامان کے پیرو رہے۔ لیکن ۱۲۹۵ء میں البستہ اُن کا ساتواں بادشاہ غازان جو خاندان ایلمانیہ کا سب سے زیادہ بارعب اور پُرسطوت بادشاہ ہوا مسلمان ہو گیا اور اُس نے اسلام کو ایران کا شاہی مذہب قرار دیا۔ سلطان غازان سے پہلے تین بادشاہوں کے زمانہ میں عیسائیوں کو برابر یہ توقع رہی کہ ایران کا شاہی خاندان عیسائی ہو جائے گا کیوں کہ اس خاندان نے عیسائیوں پر بہت مہربانیاں کی تھیں اور ہمیشہ اُن کو منصب جلیلہ پر ممتاز کیا تھا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ سلطان غازان کے بعد باید و خاں نے جو ۱۲۹۵ء میں چند مہینوں کیلئے سلطنت ایران پر قابض رہا۔ عیسائیوں کی اُمیدوں کو اس طرح ترقی دی کہ مغلوں میں اشاعت اسلام کو قطعی بند کرنے کی کوشش کی اور اس مذہب پر وعظ کرنے کی بالکل ممانعت کر دی۔

مسلمان ہونے سے پہلے سلطان غازان کی تعلیم و تربیت بد مذہب پر ہوئی تھی اور خراسان میں اس بادشاہ نے بدھوں کے لیے مندر تعمیر کر دیے تھے اور بدھ مذہب کے عالموں کی صحبت سے وہ بہت خوش ہوتا تھا اور یہ لوگ جس وقت دولت مغلیہ کو عروج پڑا تھا ایران میں کثرت سے چلے آئے تھے۔ سلطان غازان کو مختلف مذہبوں کی تحقیق و نقیض کا بڑا شوق تھا اور ہر مذہب کے عالموں سے وہ مذہبی مباحثے کرتا تھا۔ غازان کا وزیر اور اُس کے عہد کا مہتمم حکیم رشید الدین تھا جس کا یہ خیال غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غازان

۱۳۰۹ء تا ۱۳۱۵ء تیسری جلوس ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۱ء چوتھی جلوس ۱۳۰۱ء تا ۱۳۰۹ء پانچویں جلوس ۱۳۰۹ء تا ۱۳۱۵ء

سچی نیت اور عقیدہ سے مسلمان ہوا اور اپنے تمام زمانہ بادشاہی میں وہ اسلام کا نہایت
 پابند رہا۔ حکیم رشید الدین کے ہمعصر (اور زمانہ مابعد کے) مورخوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ
 کہ غازیان چند امیروں اور شاخ کے کئے سے مسلمان ہو گیا تھا۔ لیکن غازیان کا طرز و نوع
 لکھتا ہو کہ: ایک بڑے بادشاہ کو کیا لالچ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کرے اور خدا
 ایسے بادشاہ کو جس کے بت پرست بزرگوں نے دنیا کو فتح کیا ہو، غرض غازیان کے مسلمان
 ہوتے ہی ایرانیوں کے دل بادشاہ کے قبضہ میں آگئے اور جب سلطان غازیان اور باید و
 خان میں تخت ایران کے لیے لڑائیاں شروع ہوئیں تو دشمن کی سپاہ میں جو مغل مسلمان
 تھے وہ باید و خان کا ساتھ چھوڑ کر غازیان کی مدد کو چلے آئے تاکہ مسلمانوں کی مدد کریں۔
 اسی دورانِ دیشی سے امیر نوروز بیگ نے جو باید و خان کا معاون تھا غازیان
 پر اسلام قبول کرنے کا زور ڈالا تھا۔ چنانچہ جب یہ بادشاہ مسلمان ہو گیا تو امیر نوروز بیگ
 نے مبارکباد دی کہ میری پیش گوئی پوری ہوئی جس میں میں نے ایک بادشاہ کے پیدا
 ہونے کی خبر دی تھی جو اسلام کی حفاظت کرے گا اور پھر اس مذہب کو پہلے ہی سے
 رونق و زینت دیگا۔ اور اگر اُس نے اسلام قبول کر لیا تو کل ایران کا وہ فرمان روا ہوگا
 اور اہل اسلام کا فرمانلوں کے جوے سے نکل کر اس بادشاہ کی حمایت کریں گے اور خدا
 اس بادشاہ کو دین برحق کا حامی جانکر جس نے اسلام کو تباہی سے بچایا، لڑائی میں
 اُس کو فتح دے گا۔ غرض کسی قدر تذبذب کے بعد غازیان نے اپنے مسلمان ہونے کا
 اعلان کیا۔ اور افواج اور شاہی آراکین دولت نے بادشاہ کا اتباع کیا۔ سلطان
 غازیان نے زاہدوں اور عالموں میں روپیہ تقسیم کیا۔ مساجد میں گیا اور اولیاء اور فقراء کے
 مزاروں کی زیارت کی۔ غرض اس مغل بادشاہ نے اپنے تئیں ہر طرح سے نہایت باخدا
 مسلمان ثابت کیا۔ ۳۵۷ عیس میں غازیان کا بھائی سلطان محمد خدابندہ کے نام سے تخت ایران

پرسیدھا۔ اس سلطان کی ماں عیسیٰ تھی اور بچپن میں اُس کی تعلیم و تربیت بھی عیسوی طریقہ سے ہوئی تھی اور نکولس کے نام سے اُس نے اصطبلخ پایا تھا۔ لیکن ماں کے مرنے پر وہ اپنی بیوی کے کہنے سے مسلمان ہو گیا۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ نکولس خاں یعنی سلطان خدا بندہ کے مسلمان ہونے سے مغلوں میں بڑا اثر پیدا ہوا۔ عرض اُس زمانہ سے قلم و الحانیہ میں اسلام سب مذہبوں پر غالب آگیا۔

بلاد متوسط میں جو چغتائی ابن چنگیز خاں اور اُس کی اولاد کے حصہ میں آئے تھے دعوت اسلام کے حالات کا پتہ نہ ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا بادشاہ جس کو نور اسلام کی برکت ملی وہ براق خاں تھا جو چغتائی خاں کا پڑپوتا تھا اور جس نے تخت نشین ہونیکے دو برس بعد مسلمان ہو کر سلطان غیاث الدین (۱۳۱۶ء - ۱۳۲۰ء) اپنا نام رکھا۔ لیکن یہاں شروع زمانہ میں اسلام کی ترقی زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکی کیونکہ براق خاں کے مرنے کے بعد جو مغل مسلمان ہوئے تھے انہوں نے پر اپنا قدیم مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اور چودہویں صدی عیسوی سے پہلے اس حالت کی اصلاح نہ ہو سکی۔ البتہ طمشرین خان جس نے ۱۳۲۶ء سے ۱۳۳۸ء تک سلطنت کی جس وقت مسلمان ہوا تو چغتائیہ مغلوں نے بالعموم

اسے تمام ہنگستال گیشیخے درالحانیہ میں ۱۸۲۶ء..... یہ خلاف قیاس نہیں ہے کہ مسلمان عورتوں نے جو مغلوں کی باندیاں ہوتی تھیں مغلوں کو مسلمان کرنے میں بڑی کوشش کی مغلوں میں عورتوں کو عزت کا رتبہ حاصل تھا اور جس طرح اکثر مثالیں اس کی بیان کی گئی ہیں کہ ان عورتوں کو اپنے خاوندوں کے مذہبی خیالات پر قدرت حاصل تھی اسی طرح اس کے نظیر بھی ملتی ہیں کہ مغلوں کی حکومت کے زمانہ میں انکو ملکی معاملات میں بھی بڑا حصہ ملا تھا۔ اور وہ کہ وہ دلم لکھا ہے کہ ایک مذہب ایک مسلمان کو عیسائی نہیں اُس کی مسلمان ہوئی کیہ جسے بڑا فضل پڑا وہ لکھا ہے کہ چٹی کو سٹ کے دن ایک مسلمان ہم سے باتیں کرنے آیا اور ہم نے اُس کو اپنے مذہب کے آگاہ کیا۔ جب اس نے ہم سے سنا کہ خدا کا حکم ہونا۔ مرد و عورت کا امتیاز قیامت و جہنم سے گنہوں کا پاک ہونا لکھا ہے اور انہیں ایمان لانے کی نفع ملتا ہے۔ تو اس مسلمان اصطبلخ بائیک نے خواہش ظاہر کی لیکن جب ہم اُسکو اصطبلخ دینے کی تیاری کرنے لگے تو دفعتاً اُس کو کچھ خیال آیا اور وہ رور کردہ گھوڑے کی پیٹ پر جا بیٹھا اور کمانہ ڈاٹھیر میں گھر جا کر اپنی گھر والی سے تو پوچھ آؤں۔ دوسرے دن صبح کو وہ پہرہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ چمکے ہو جانے میں ہرگز ہرگز اصطبلخ نہ لوں گا۔ کیونکہ اگر میں عیسائی ہو گیا تو پہرہ گھوڑی کا دودھ پینا کبھی نصیب ہو گا (رور کردہ کا دیم صفحہ ۵۱) ابن بطوطہ۔

اسلام اختیار کر لیا۔ اور جب ایک دفعہ انھوں نے اپنے بادشاہ کی طرح اسلام قبول کر لیا تو پھر وہ مضبوط دل سے اس مذہب پر قائم رہے لیکن اس حال میں ہی اسلام کا اور مذہبوں پر غالب آنا جو حریف مقابل تھے یقینی امر نہ تھا۔ کیوں کہ طر مشرق کے جانشینوں نے مسلمانوں کو ظلم و ستم کرنے شروع کر دیئے۔ اور جب تک کاشغر کا بادشاہ جس کی دیاست چغتائی سلطنت کی تفسیر و ضعف سے خود مختار ہو گئی تھی اسلام کی حمایت کو نہ اٹھا اُس وقت تک اسلام کی ترقی ممکن نہ ہوتی۔ سلطان کاشغر کے مسلمان ہونے کی نسبت جس کا نام تغلق تیمور خاں ^{۱۳۳۳-۱۳۳۵} تھا لکھا ہو کہ بخارا سے ایک بزرگ شیخ جمال الدین کاشغر میں آئے اور انھوں نے تغلق تیمور کو مسلمان کیا۔ شیخ جمال الدین اور اُن کے ساتھی سفر میں تھے کہ نادانستہ تغلق کی شکاری مہم پر سے اُن کا گذر ہوا بادشاہ نے اس قصور میں ان سب لوگوں کی مشکیں کسو کر اپنے سامنے طلب کیا۔ اور نہایت غصہ کی حالت میں اُن سے پوچھا کہ تم لوگ کیوں ہماری زمین پر بے اجازت داخل ہوئے شیخ نے جواب دیا کہ ہم اس ملک میں اجنبی ہیں اور ہم کو مطلقاً خبر نہ تھی کہ ہم ایسی زمین پر چل رہے ہیں جس پر چلنے کی ممانعت ہو۔ بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایرانی ہیں تو اُس نے کہا کہ ایرانی سے تو کتنا سمجھوتہ ہو۔ شیخ نے کہا: ”سچ ہو اگر دین برحق ہمارے پاس نہ ہوتا تو ہم فی الحقیقت کتے سے بھی بدتر تھے۔“ یہ جواب سُن کر تغلق تیمور حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ جب ہم شکار سے واپس آئیں تو یہ ایرانی ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بادشاہ نے شیخ جمال الدین کو علیحدہ لیجا کر کہا کہ جو کچھ تم اُس وقت کہتے تھے اُس کو اب سمجھاؤ۔ دین برحق سے تمنا زکیا مطلب تھا یہ سن کر شیخ نے اسلام کے احکام اور ارکان کو ایسے جوش سے بیان کیا کہ تغلق تیمور کا دل جو پہلے پتھر تھا اب موم کی طرح نرم پڑ گیا۔ شیخ نے حالت کفر کا ایسا مہیب نقشہ کھینچا کہ بادشاہ کو اپنی غلطیوں سے انہک بے بصیرت رہنے کا یقین ہو گیا۔ لیکن اُس نے کہا کہ اگر اُس وقت میں اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہ کرتا

تو پھر رعایا کو راہ راست پر نہ لاسکوں گا۔ اس لیے کچھ عرصہ کیلئے تم سکوت کرو۔ جب میں اپنے باپ کے تخت اور ملک کا مالک بنوں تو اُس وقت تم میرے پاس آنا۔ چنانچہ سلطنت اب حصہ ہو کر چھوٹی چھوٹی عماریوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اور برسوں کے بعد تعلق تیمور اس قابل ہوا کہ ان سب عماریوں کو شامل کر کے پھر قلم چنانچہ کی مثل ایک سلطنت قائم کر دے اس عرصہ میں شیخ جمال الدین اپنے وطن کو چلے گئے اور یہاں سخت بیمار پڑے جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے رشید الدین سے کہا تیمور تعلق ایک دن بڑا بادشاہ ہو گا۔ تم اُس وقت اُس کے پاس جانا اور میرا سلام پہنچا کر بے خوف و خطر بادشاہ کو یاد دلانا کہ اُس نے مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا۔ چند سال کے بعد جب تیمور تعلق نے باپ کا تخت حاصل کر لیا تو ایک دن رشید الدین بادشاہ کے لشکر میں پہنچا تاکہ باپ کی وصیت پوری کر سکے لیکن بادجو و کوشش کے اُس کو خان کے دربار میں حضور ہی نہ ہوئی۔ آخر کار اُس نے مجبور ہو کر تیرہ دن کی ایک دن علی الصبح تعلق کے خیمہ کے قریب اذان کنی شروع کی۔ تعلق کی جب نیند خراب ہوئی تو غصہ ہو کر اُس نے رشید الدین کو اپنے سامنے بلوایا۔ رشید الدین آیا اور اپنے باپ کا پیغام تعلق کو سنایا۔ تعلق کو پہلے ہی سے اپنے وعدہ کا خیال تھا۔ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اس کے بعد اُس نے اپنی رعایا میں اسلام کی اشاعت کی اور اُس کے زمانہ میں ان تمام ملکوں کا مذہب اسلام ہو گیا جو چغتائی ابن چنگیز خاں کی اولاد کے تسلط میں رہے تھے۔

اب ہم کو سیراوار دا میں دعوت اسلام کی تاریخ پر نظر کرنی چاہیے مغلاں سیراوار دا کی خیمہ زنی کے لینے وہ سرسبز قطعات ملک تھے جو دریائے وگھا سے سیراب ہوتے ہیں۔ اس دریا کے کنارے پرائیوٹوں نے سرے کا شہر جو اُن کا دارالحکومت تھا آباد کیا تھا۔ اور یہی پایتخت تینا جہاں روس کے بادشاہ خان سیراوار دا کو خراج بھیجا کرتے تھے۔ برک خاں کے اسلام لانے سے اور سلطنت مصر سے اُس کے تعلقات نے جو زمانہ ابعد میں پیدا ہوئے اسلام کی بڑی ترقی کی۔ برک خاں کی طرح سیراوار دا کے اُمرا اور اراکین دولت بھی جو نسل مغل تھے

رفتہ رفتہ مسلمان ہو گئے۔ لیکن بعض مغل جرگوں نے مخالفت بھی کی کہ اسلام ان میں شائع نہ کیا جاوے۔ اور جب خان سیراواردا کے مسلمان ہونے کا اعلان ہوا تو ان لوگوں نے برکہ خاں کو تلج و تخت کا اہل نہ سمجھا۔ اور ہلاکو خاں کو خانیت سیراواردا پر مسلط ہونے کے لیے لکھا۔ یہ مخالفت ایسی بڑھی کہ جرگہ توگائی جدا فرقہ کی حیثیت سے قائم ہو گیا۔ اس جرگہ نے اپنا نام برکہ خاں کے سپہ سالار توگائی خاں کے نام پر رکھا تھا۔ جب سیراواردا کے اور شہزادے بھی مسلمان ہو گئے تو جرگہ توگائی بدستور اپنے آبائی مذہب پر قائم رہا۔ اور جن مغلوں نے اپنا مذہب ترک نہ کرنا چاہا انھوں نے جرگہ توگائی کی طرف رجوع کیا توگائی خاں کی بیٹی جس کی شادی ایک شامانی المذہب مغل سے ہوئی تھی کچھ عرصہ کے بعد مسلمان ہو گئی اور اُس کو اپنے خاوند کے ظلم و ستم سننے پڑے۔

ازبک خاں کو جو ۱۳۳۷ء سے ۱۳۷۲ء تک سیراواردا کا خان رہا مغلوں کو مسلمان کرنے میں بڑی شہرت ہوئی۔ لیکن مغل اس سردار سے یہ کہا کرتے تھے کہ ”جو کچھ تم کو چاہیے وہ ہماری اطاعت اور فرمانبرداری ہی ہے۔ ہمارے مذہب سے تمہیں کیا بحث۔ ہم کیوں چنگیز خاں کا مذہب چھوڑ کر عیویں کا دین قبول کریں۔“ لیکن باوجود سخت مخالفتوں کے جو ازبک کو آئیں اُس نے کٹر سے اُن لوگوں کو اُس مذہب میں شامل کر لیا جس کا وہ خود نہایت پرجوش حامی تھا اور یہ صرف اُسی کی کوشش تھی کہ جس ملک کا وہ خان تھا اُس ملک میں اسلام شائع ہو گیا۔ ازبک خاں ہی کا اثر وسط ایشیا کے جرگہ ازبک میں پہنچا جس کا نام اس خان کے نام سے چلا اور اُسی کے عہد میں غالباً اس قوم ازبک نے اسلام قبول کیا۔ سلطان ازبک نے اس کی تدبیر یہی سوچی کہ کسی طرح ملک روس میں اسلام پہل جاوے۔ لیکن اس میں وہ کامیاب نہوا۔ اگرچہ روس کے ملک میں مغلوں کو دو سو برس سے بہت قوت حاصل تھی۔ لیکن ملک کے باشندے غیر مذہبی کسی بات کا خاصکر مذہب کا مطلق اثر نہ پڑا۔ سلطان ازبک خاں کو

اشاعت اسلام کا حد درجہ خیال تھا لیکن باوجود اس خیال کے عیسائی رعایا کو اُس نے بالکل مذہبی آزادی دے رکھی تھی اور انکی مذہبی رسوم میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کی جاتی تھی بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت کی بھی اجازت اُس نے دے رکھی تھی مسلمانوں کے طریق صلح کل کے ثبوت میں اور غیر مذہب والوں کو مذہبی آزادی دینے کی شہادت میں جو تاریخی دستاویزیں ملتی ہیں ان میں سب سے بڑھکر وہ فرمان ہے جو ازبک خاں سیراواردا نے مطران بطرس (میٹروپولیٹن پیٹر) کے نام جاری کیا۔ فرمان یہ ہے۔

”خداے بزرگ کے حکم اور قدرت سے اُس کی عظمت اور رحمت اُزبک کا مراسلہ ہمارے سرداروں کے نام خواہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ۔ کسی شخص کو نہیں چاہیے کہ مطران کے کلیسا کی نہیں کرے جس کا افسر بطرس ہے۔ اور نہ اُس کے نوکروں یا قیدیوں کو بُرا کہے۔ کسی آدمی کو نہیں چاہیے کہ اُن کے مال و اسباب یا آدمیوں پر قبضہ کرے۔ جو شخص ایسا کرے گا اور ہمارے فرمان کو توڑے گا وہ خدا کے سامنے تعصیر وار ہو کر عذاب کا مستوجب ہو گا اور ہماری طرف سے اُس کو موت کی سزا ملے گی۔ مطران کو امن و حفاظت کے ساتھ رہنے دینا چاہیے تاکہ انصاف اور اطمینان قلب سے وہ یا اُس کا نائب مذہبی معاملات کے انصرام میں مصروف رہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ نہ ہم خود اور نہ ہماری اولاد اور نہ ہماری قلمرو کے بادشاہ اور نہ ہمارے ملکوں کے صوبے عیسوی کلیسیا یا مطران کے معاملات میں دست اندازی کریں گے اور نہ اُن کے شہروں میں اور نہ اُن کی ٹھکانوں اور پھلی پکڑنے کی جگہوں میں اُن کے مزاحم ہونگے اور نہ اُن کے شہد کے چھتوں اور اُن کی زمینوں سے اور نہ اُن کے میدانوں اور جنگلوں اور قصبات اور دیگر مقامات سے جو اُن کے عالموں کے انتظام میں ہونگے اور نہ اُن کے انکو رستانوں سے نہ اُن کی چکیوں سے اور جاڑے میں مویشیوں کی رہنے کی جگہ سے یا کلیسا مال و اسباب کے ہر کسی طرح کا تعرض ہو گا۔ مطران کے دل کو ہمیشہ پریشانی سے دور رہنے دو اور اُن کو ہمارے لیے اور ہماری اولاد اور قوم کیلئے اطمینان قلب کے ساتھ خدا سے دعا کرنے دو۔ کوئی شخص

جو کلیسا کی کسی مقدس چیز پر ہاتھ ڈالینگا وہ گناہگار ہوگا اور خدا کا قہر اُس پر نازل ہوگا اور موت کی سزا اُسے ملے گی تاکہ اور لوگ اُس سے عبرت لیں۔ جس وقت خراج جس میں چکی یا اہل اور جوئے کا محصول یا آدمیوں کا محصول شامل ہو گیا جاوے یا جس وقت ڈاک کے نیلے گھوڑے کسی سے طلب کیے جاویں یا ہم فوج کیلئے رعایا میں سے آدمی بھرتی کریں تو بڑے کلیساؤں سے جو مطران بطرس کے تحت میں ہیں کچھ نہ لیا جاوے اور نہ اُن کے قسبوں سے کچھ وصول کرنا چاہیے جو کچھ قسبوں سے لیا جائیگا وہ گناہگار کے دینا پڑے گا.....

اُن کے آئین و قوانین کا اُن کے گرجاؤں اور خانقاہوں کا ادب کرنا ہوگا اور جو کوئی اُن کے مذہب کو مستحکم کرے گا یا اُس کی توہین کرے گا وہ کسی عذریہ یا حیلہ سے بے قصور تصور نہ ہوگا بلکہ موت کی سزا اُس کو ملے گی۔ قسبوں اور اُسقفوں کے بھائی اور بیٹے جو ایک ہی دسترخوان پر کھاتے ہوں اور ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہوں اُن کو بھی یہ سب حقوق حاصل ہوں گے۔

سلطان ازبک خاں کے اس فرمان میں خالی نکتہ ہی نکتہ تھا بلکہ جس مذہبی نواز کا وعدہ ہوا وہ فی الواقع عیسائیوں کو ملی۔ اور اُس کے ثبوت میں وہ مراسلہ ہی جو ۱۳۸۵ء میں پوپ جان بست دوم نے سلطان ازبک کے پاس بھیجا اور خان سیراواردا کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے اپنی عیسائی رعایا کے حال پر بڑی مہربانی کی ہے۔ ازبک کے جانشینوں میں اشاعت اسلام کیلئے وہ ہمت اور جوش نہ تھا جو خود ازبک کے دل میں موجود تھا اور جہاں اس بادشاہ کو اسلام پیسا نے مین کا میابی نہ ہوئی وہاں اُس کے جانشینوں کو کیا کامیابی ہو سکتی تھی۔ جس وقت تک دوس کی رعایا محصول دیے جاتی تھی اُس کو آزاد جی تھی کہ جس طرح چاہے اپنے دین و آئین پر قائم رہے۔ عیسائی مذہب اُس کی زندگی کا ایسا جزو ہو گیا تھا کہ اگر اس دین سے اُس کو علیحدہ کرنے کی کوشش بھی کی جاتی تو کامیابی نہ ہوتی کیونکہ

دریائے ولگا کے کناروں پر مغلوں کے آباد ہونے سے تین سو برس پہلے عیسوی دین
باشندگان روس کا قوی مذہب بن چکا تھا۔

مغلوں سے سو برس پہلے بلغاریہ کے مسلمانوں نے روسیوں کو مسلمان کرنا چاہا تھا مگر
وہ کامیاب نہ ہوئے۔ دسویں صدی عیسوی میں دریائے ولگا کے کناروں پر بلغاریہ
کے مسلمان آباد تھے اور یہ لوگ غالباً اُن مسلمان تاجروں کی ہدایت سے مسلمان ہوئے تھے
جو شمالی ملکوں میں پشینہ وغیرہ کی تجارت کیا کرتے تھے۔ غالباً ۱۲۱۷ء میں یہ تاجر روسیوں
میں پہنچے کیونکہ ۱۲۱۷ء میں خلیفہ مقتدر باللہ نے روسیوں کے پاس سفینے بھیجے تھے تاکہ
جو روسی اسلام لے آئے ہیں اُن کے دین کو استحکام دیا جاوے اور علم دین کی دیکھو
تعلیم و تلقین ہو۔

ان بلغاری مسلمانوں نے وال دیمیر کو جو اُن کے وقت میں روس کا بادشاہ تھا
مسلمان کرنا چاہا۔ ایک روسی مؤرخ نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کو یہ ضرورت پیش آئی کہ بت
پرستی سے بہتر کوئی مذہب اختیار کرے۔ لیکن وال دیمیر نے شراب کی ممانعت اور خشتہ کی رسم
کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور مسلمان اُس کے اس انکار کو توڑ نہ سکے۔ اس بادشاہ نے
مسلمانوں سے کہہ دیا کہ وہ کسی کہی شراب پینی نہ چھوڑیں گے کیونکہ یہی چیز اُن کی زندگی کا سب سے
زیادہ خوش کن مشغلہ ہے مسلمانوں کی طرح یہودی بھی جو بحرِ خضر کے ساحل سے خضر کے ملک
میں آئے۔ تھے روسیوں کو اپنے دین پر نہ لاسکے۔ البتہ خضر کے بادشاہ کو اُنھوں نے
موسوی دین کا معتقد کر لیا۔ وال دیمیر نے یہودیوں کے مذہبی عقائد و دلائل کا حال سن کر
اُن سے پوچھا کہ تمہارا ملک کہاں ہے۔ یہودیوں نے کہا ”بیت المقدس ہمارا ملک ہے لیکن
خدا کا عتاب ہم پر نازل ہوا اور ہم تمام دنیا میں منتشر کر دیے گئے۔“ بادشاہ یہ سن کر بولا کہ خدا
کے معتبوب ہو کر بھی : د سروں کو اپنا دین سکھاتے ہو۔ جاؤ۔ ہم کو شوق نہیں ہو کہ تمہاری

طرح ہم بھی بے وطن ہو جاویں۔“ لیکن یونانی کلیسا کے ایک اُسقف نے وال دیمیر کی طبیعت پر اس طرح اثر ڈالا کہ عیسائی مذہب کے علاوہ جس مت مذہب تھے اُن پر مختصر اعتراض کر کے عیسوی دین کی تعلیم کو آفرینش عالم اور حضرت آدم کے قصہ سے لیکر کلیسائے یونان کے سات مذہبی مجلسوں کے انعقاد تک جن کے فیصلوں کو یونان کے کلیسا نے تسلیم کیا تھا بیان کر گیا۔ اور پھر بادشاہ کو قیامت کی تصویر دکھائی جس میں خدا کے پاک بندے مشیت میں داخل ہوتے تھے اور گناہگار دوزخ میں جھونکے جاتے تھے۔ اس اُسقف نے بادشاہ سے وعدہ کیا کہ اگر اُس نے صطبلغ لیا تو آسمان سے اُس کو ورثہ ملے گا۔

لیکن ال دیمیر کا یہ قصد نہ تھا کہ بے سوچے سمجھے بت پرستی چھوڑ کر کوئی نیا مذہب قبول کرے۔ چنانچہ اُس نے اپنی سلطنت کے تمام عائد و رؤسا کو جمع کر کے اُن سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ وال دیمیر ہر شخص اپنے مذہب کی تعریف و توصیف کرتا ہو۔ اگر تجھ کو بہترین مذہب کی تلاش ہو تو عقائد لوگوں کو مختلف ملکوں میں بھیج تاکہ وہ دریافت کریں کہ قوموں میں سے کونسی قوم ہے جو اپنے خدا کی ہلکی شان اور عظمت کے لائق طاعت و تعظیم کرتی ہو۔“ بادشاہ نے یہ سُن کر دس آدمیوں کو جو برا صاحب عقل مشہور تھے اس کام کیلئے تجویز کیا۔ یہ لوگ روانہ ہو کر بلغاریہ کے مسلمانوں میں پہنچے لیکن دیکھا کہ مسلمانوں کی مسجدیں ادنیٰ قسم کی ہیں اور طریقہ عبادت میں بھی کچھ شان و شوکت کا اظہار نہیں ہے۔ مسلمانوں کی صورتیں بھی اُن کو مغموم اور سنجیدہ نظر آئیں۔ جرمنی کے رومن کیتھولک عیسائیوں کی مذہبی رسوم میں بھی کچھ آب و تاب باقی نہ رہی تھی۔ غرض یہ لوگ اُسٹینین میں پہنچے اور قیصر روم نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ”ان روسیوں کو ہمارے خدا کا جلال دیکھنے دو۔“ پس یونانی عیسائی ان روسیوں کو سنا سنا سو فیائے کلیسا میں لیگے، جب اس طریق پر تکلف لباس پہنے ہوئے نماز پڑھاتا تھا۔ گر جا کی شان و شوکت۔ قسیوں کے قیمتی لباس۔ قربانگاہوں کی زیب و زینت۔ بخور کی خوشبوئیں۔ نمازیوں کا سکوت اور ہر طرف

ایسا عبرت کا عالم طاری پایا کہ ان وحشی روسیوں کے دل حیرت اور تعجب سے بریز ہو گئے۔ وہ سمجھے کہ میں ہی مکان ہی جو خدا کے رہنے کی جگہ ہو اور یہ ہی جگہ ہو جہاں وہ اپنا جمال فانی انسان پر ظاہر کرتا ہو غرض جب یہ روسی کینٹ کے شہر کو واپس آئے تو بادشاہ کے سامنے ساری سرگذشت بیان کی۔ مسلمانوں کے مذہب کا ذکر انہوں نے مختار سے کیا اور رومن کیتھولک مذہب کی حمایت میں بھی کچھ نہ بولے۔ لیکن کلیسائے یونان کی تعریف بڑے جوش و خروش سے کی۔ اور یہ کہا کہ ”جس شخص نے ایک دفعہ میٹھے شربت کو لبوں سے لگایا ہو پھر وہ تلخ چیز سے ہمیشہ نفرت کرے گا۔ پس جب ہم کو یونانی کلیسائے مذہب کا علم ہو گیا تو ہم اور کسی مذہب کی خواہش نہیں رکھ سکتے۔“ وال د میر نے ایک دفعہ اور امرائے سلطنت کے اس بارہ میں مشورہ کیا لیکن انہوں نے کہا ”اگر یونانی کلیسائے مذہب کا دین سب سے فائق نہ ہوتا تو وال د میر کی وادی اور لگا جو عورتوں میں سب سے زیادہ دانشمند تھی کبھی اس مذہب کو قبول نہ کرتی۔“ اب وال د میر نے کچھ مذہب نہ کیا اور مشفقہ ۶ میں وہ عیسائی ہو گیا۔ اور جب دن یہ مذہب اختیار کیا اسی دن اُن بتوں کو توڑ ڈالا جن کی پرستش اُس کے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ اور فرمان جاری کیا کہ روس کے کل باشندے خواہ آزاد ہوں یا غلام امیر ہوں یا مفلس فوراً عیسائی مذہب کا اصطلاح لیں۔

غرض اس طریقہ سے عیسائی مذہب روسیوں کا قومی مذہب ہو گیا۔ مغلوں کی فتح کے بعد روسیوں اور تاتاریوں کے مختلف قومی خصلتوں نے ان دونوں قوموں کو آہٹک علیحدہ رکھا ہوا اور تاتاریوں کی حکومت کے روسیوں کی نفرت اور عیسوی مذہب کے اُن کا استحکم تعلق اور مذہبی امور میں تاتاریوں کی سہل انگاری وہ چیزیں تھیں جنہوں نے روس کے محکوم باشندوں کو اپنے فاتحوں کا مذہب اختیار کرنے دیا۔ یہ فرض کیا گیا ہو کہ خاص کر شراب پینے کی مانع بننے روسیوں کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔

گورنمنٹ روس کی طرف سے تمام ملکی تحریریں تاتاری زبان میں لکھی ہوئی اُنکے پاس اس خیال سے بھیجی جاتی تھیں کہ قرغیز کی قوم اُسی نسل سے ہو جس نسل سے دریائے ولگا کے تاتاری ہیں۔ دوسری غلطی جو روسی گورنمنٹ سے ہوئی وہ یہ تھی کہ قرغیز کو روس کی گورنمنٹ نے مسلمان فرض کر لیا تھا حالانکہ اُسماہویں صدی عیسوی میں قرغیز کے تقریباً کل آدمی شامانی مذہب رکھتے تھے۔ اُنکے بہت لوگ ابھی تک اسی دین پر قائم ہیں جس وقت قرغیز کا ملک سلطنت روس میں شامل کیا گیا تو بجز اُن کے چند سرداروں کے کسی کو اسلام کا علم نہ تھا اور یہ سردار بھی دین اسلام سے اچھی طرح واقف نہ تھے۔ بلکہ اس مذہب کا بہت غلط طوطا اور غیر واضح علم رکھتے تھے۔ تمام قومیں ایک مسجد یا ایک خانک موجود نہ تھا۔ غرض قرغیز میں اسلام کی اشاعت کا سبب یہ ہوا کہ روسیوں نے اُن کو مسلمان سمجھ کر اُن کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو مسلمانوں کیساتھ وہ رکھتے تھے مسجدوں کی تعمیر کیلئے پرمی بڑی رقمیں اُنکے پاس بھیجیں اور اسلامی مدارس جاری کر نیکیے کیے ملا اور معلم روانہ کیے گئے تاکہ بچوں کی دینی تعلیم ہو۔ طالب علموں کی بہراوقات کیلئے روزانہ کچھ روپیہ دیا جاتا اور والدین کو روپے سے اور اور طریقوں سے ترغیب دی جاتی تھی کہ اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے وہ اپنے بچوں کو مدرسے میں بٹھائیں۔ اس بات کا ثبوت کہ کوہستان قرغیز میں روسی گورنمنٹ کی طرف سے اسلام کی اشاعت ہوئی یہ ہے کہ قرغیز کی وہ قومیں جو تاتار سے متصل آباد ہیں اکثر مسلمان ہو گئی ہیں۔ لیکن جو مشرق میں رہتی ہیں اُن میں اسلام ابھی تک کمزور ہے یہاں تک کہ تیوا اور بجا را اور قوقند کے قرب جوار میں قرغیز کے جرگے خانہ بدوش رہتے ہیں۔ اُن میں شامانی مذہب اب تک چلا آتا ہے حالانکہ یہ ملک صد ہا برس سے اسلامی ملک ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کوئی اور نظیر غالباً ایسی نہیں ہے جس میں کسی عیسائی گورنمنٹ نے اس طرح نادانستہ ما اسلام کی اشاعت میں مدد پہنچائی ہو اور ایسے وقت میں جب کہ روسی گورنمنٹ خود یورپ کے مسلمانوں میں عیسائی مذہب کو زور و ظلم کے وسائل سے

جاری کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ عیسوی مذہب کی یہ اشاعت اُسی سلسلہ میں تھی جبکہ سترہویں صدی عیسوی میں خائیت کا زان کی فتح کے بعد روسی گورنمنٹ نے تاتاریوں کو زبردستی عیسائی کرنا شروع کیا تھا۔ پادریوں کو پولس اور محکمہ مال کے حاکموں سے اپنے کام میں مدد ملتی تھی۔ تھوڑے سے تاتاری البستہ عیسائی ہو گئے۔ لیکن ایک عیسائی مصنف نے لکھا ہو کہ ”یہ لوگ نہایت بے مثری سے عیسائی ہو جانے پر بھی تاتاری رسوم کے پابند رہتے ہیں۔ عیسائی مذہب کا نہ ان کو علم ہے اور نہ وہ اُس کو دل سے مانتے ہیں۔“ جس وقت پادریوں کی تعلیم و تلقین کا رگرنہ ہوئی تو روسی گورنمنٹ نے اپنے اہلکاروں کے پاس حکم بھیجا کہ ”ایسے لوگوں کو جو عیسائی ہو گئے ہیں اور مطران کے احکام کو نہیں مانتے اول اُن کو سمجھایا جاوے کہ تاتاری مذہب سے خائف ہو کر وہ اُس کو چھوڑ دیں۔ لیکن اگر اس پر بھی وہ نہ مانیں تو اُنکو قید کر دو اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دو۔“ جب یہ سخت حکم بھی بیکار ثابت ہوا تو مشنریوں میں ملکہ کثیر اُن دوم نے حکم دیا کہ جس قدر تاتاری عیسائی ہوئے ہیں وہ اس مضمون کا ایک دستخطی اقرار نامہ داخل کریں کہ ”وہ کفر کی غلطیوں سے قطعی پرہیز کرینگے کافروں سے کوئی تعلق نہ رکھینگے بلکہ بغیر مذہب کے دل سے عیسائی دین اور اُس کے عقائد کی پابندی کریں گے۔“ مگر باوجود ان تمام باتوں کے وہ تاتاری جن کو عیسائی کہا جاتا تھا عیسوی مذہب سے ایسے ہی دور رہے جیسے سولھویں صدی عیسوی میں تھے گو سرکاری رجسٹروں میں ان کا نام عیسائیوں کی فہرست میں لکھا تھا لیکن وہ نہایت استقلال اور بہت کے ساتھ اُن تمام کوششوں کا مقابلہ کرتے رہے جو اُن کو عیسائی بنانے کیلئے کی جاتی تھیں مشنری عیسوی میں ایک نیم سرکاری مضمون چھپا تھا جس میں مضمون نگار نے لکھا تھا کہ ”عیسائی مذہب ترک کرینگے“ اُسی وقت سے پیش آئے جبکہ لوگوں کو عیسائی مذہب میں پختہ کرنے کیلئے طرح طرح کی کوششیں کی جاتی تھیں۔ اس لیے کوئی قوی دلیل اس بات کی ضرور ہوگی کہ لوگوں نے عیسوی مذہب ایسے وقت میں کیوں ترک کیا جب کہ اُس کے خلاف توقع ہونی لازمی تھی ”اس کی سہل وجہ

یہ بتی کہ یہ تاناری مسلمان تھے اور دل سے مذہب اسلام کے پیرو تھے۔ اس لیے انہوں نے اُن تمام طریقوں کی مخالفت کی جس سے ان ظاہر اعیسائیوں کو حقیقی عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ آج کل بھی روسی گورنٹ تاناری رعایا میں عیسوی مذہب کے مدرسے جاری کر کے اُن کو عیسائی بنانے کی کوشش میں ہوا اور اس طریقے سے اُس کو امید ہے کہ تاناریوں کے بچے عیسائی ہو جاویں گے۔ تاناریوں کو عیسائی بنانے کیلئے سو اے مدرسے جاری کرنے کے اور کوئی طریقہ کار گر نہیں ہے۔ ایک روسی پروفیسر لکھتا ہے کہ کازان کے تاناریوں کو عیسائی کرنا نہایت دشوار ہے لیکن گاؤں اور قصبوں سے کم عمر لڑکے ایسے بچاتے ہیں جنکو خدا سے خوف کرنے کی تعلیم دیجا سکتی ہے۔ جب ایک دفعہ یہ تاناری لڑکے ہمارے ساتھ ہو جاتے ہیں تو پھر کہی وہ عیسائی مذہب سے سر نہیں پھیرتے۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روسیوں کے ضابطہ فوجداری میں بہت سی دفعات ایسی ہیں جن کی رو سے عیسائی مذہب ترک کرنے والوں کو سزا مل سکتی ہے اور کوئی شخص جو عیسائی کو مسلمان کر نیکی جرم میں مایاخذ ہوتا ہے وہ تمام حقوق سے محروم ہو کر آٹھ برس سے دس برس تک کی قید سخت کی سزا پاتا ہے۔ لیکن باوجود ان سخت قوانین کے اسلام کو ترقی ہو اور گاؤں کے گاؤں مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اسلام کی اشاعت خاصکر ان قوموں میں ہو جو روس کے شمال مشرقی ملکوں میں آباد ہیں۔

سائیریا کے تاناریوں میں دعوت اسلام کے چند واقعات دریافت ہوتے ہیں

۱۔ مکنزی والس "روس"۔ پہلی جلد صفحہ ۲۴۴-۲۴۵ (مطبوعہ لندن مشرقی ایڈیشن) ۱۸۷۵ء پیرورہ ڈکنس "آزاد روس" دوسری جلد صفحہ ۲۸۸ (لندن مشرقی) ۱۸۷۵ء اس کی نظیر یہ ہے کہ مشرق میں موضع اوزاک کے چند تاناری کا شنگاسا جرم میں مایاخذ ہو کر کانان کی حالت میں حاضر کیے گئے کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔ روسوں نے بیان کیا کہ وہ ہمیشہ سے مسلمان ہیں۔ لیکن عدالت نے اس بیان کو نہ سنا اور سات آدمیوں کو قید سخت کی سزا اس جرم میں دی گئی کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے۔ بہت لوگ جنہوں نے عیسائی مذہب ترک کیا سزا پر سائیریا پہنچ گئے۔ اناتول بوری بویوہ میپسے ستارے دے روس "قوم" صفحہ ۶۴۵۔ (مطبوعہ پیرس مشرقی) ۱۸۷۵ء مکنزی والس "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۵۔

سولہویں صدی عیسوی سے پہلے اس ملک میں اسلام کا چرچا نہ ہو سکا۔ اگرچہ اس زمانہ میں دعاۃ اسلام اس ملک میں کبھی کبھی اس توقع سے آتے رہے کہ بت پرستوں کو مسلمان کریں گے لیکن ان میں سے اکثر کو سوائے اس کے کچھ حاصل نہ ہوا کہ شہادت کا ترسہ مل گیا۔ کوچم خاں کے عہد میں جب سائبیریا کا ملک مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو ان داعیان اسلام میں سے سات آدمیوں کی قبریں ایک شیخ کو دریافت ہوئیں جو بخارا سے ان کی تلاش میں سائبیریا میں آیا تھا اور چاہتا تھا کہ ان بزرگان سلف کی کوئی یادگار جو خدا کی راہ میں شہید ہوئے تھے سائبیریا میں قائم ہو جاوے اس شیخ نے ان ساتوں شہیدوں کے نام بتائے اور اخیر صدی تک سائبیریا کے تاتاریوں میں ان کو بہت مانا جاتا تھا۔ ^۱ شہادہ کے وقت جس وقت کوچم خان جو جو جی ابن چنگیز خاں کی نسل سے تھا سائبیریا کو فتح کر کے یاد ہاں کے باشندوں کی مرضی سے جس کا خان لا ولہ مرا تھا۔ اس ملک کا خان ہوا تو اُس نے رعایا کو مسلمان کرنے میں بہت کوشش کی اور بخارا کو آدمی روانہ کیے تاکہ واعظ اور داعیان اسلام اس کارِ حسنہ میں مدد دینے کیلئے سائبیریا میں آویں ایک داعی اسلام نے جو بخارا سے سائبیریا کو روانہ کیا گیا تھا اپنا حال لکھا ہو کہ کس طرح وہ اور اُس کا ایک ساتھی کوچم خان کے دار الحکومت میں جو دریائے آرٹش کے کنارے پر واقع تھا پہنچا۔ دو برس کے بعد اُس کے ساتھی نے انتقال کیا اور کسی وجہ سے جو بیان نہیں کی گئی یہ داعی اسلام کوچم خان کے دار الحکومت کے اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ خان سائبیریا نے جب دوبارہ بخارا سے مدد طلب کی تو یہ ہی شخص ایک آدمی کو ساتھ لیکر سائبیریا میں اسلام کی اشاعت کیلئے آیا۔ کازان سے بھی داعیان اسلام اس ملک میں آئے۔ لیکن روسیوں کی فتوحات نے کوچم خاں کی کوششوں کا خاتمہ کر دیا اور اس اسلامی تحریک میں بہت کام باقی رہ گیا۔ جس کی خاص وجہ یہ بھی تھی کہ بعض تاتاری جروگوں نے جو کوچم خاں کے محکومت

۱۔ جی۔ ایف۔ مولر "سانگ ویشٹریٹس" ساتویں جلد صفحہ ۱۹۱ جی۔ ایف۔ مولر "سانگ ویشٹریٹس" ساتویں جلد صفحہ ۱۸۲-۱۸۳ راولوٹ۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۴۷

اسلام قبول کرنے سے سخت مخالفت ظاہر کی تھی۔

روسیوں کی فتوحات نے اگرچہ اسلام کی ترقی میں خلل ڈالا مگر یہ ترقی کسی حال میں بند نہ ہو سکی۔ بنجارا اور وسط ایشیا کے علاقے دین اور کازان کے مسلمان تاجر ساہیو یا کے لوگوں میں بڑی سرگرمی سے اپنا مذہب شائع کرتے رہے۔ یہ مسیحی عیسوی میں برہا کے تاتاریوں میں جو دریائے ارتش اور اوب کے دو آبے میں آباد تھے اسلام پہلینا شروع ہوا۔ موجودہ صدی کے شروع میں یہ تاتاری بت پرست تھے لیکن اب وہ مسلمان ہیں۔ اقوام قرغیز کے اسلام لانے کا حال ہم لکھ چکے ہیں اور باقی قوموں کے حالات کہ انھوں نے کس طرح اسلام قبول کیا بالکل تاریکی میں ہیں لیکن غالباً زمانہ حال میں یہ قومیں مسلمان ہوئی ہیں۔ آجکل جن وسائل سے تاتاریوں میں اسلام کی اشاعت ہوئی ہو ان میں یہ طریقہ بہت دلچسپ ہے کہ قرغیز کے گیتوں میں قصہ اور کہانیوں کے ساتھ اسلام کے حقائق بھی بیان ہوتے ہیں جو تاتاریوں کے دل پر اثر کر جاتے ہیں۔

۱۷ یادون زف - صفحہ ۱۳۰ - رادوف پہلی جلد صفحہ ۲۴۱۔

۱۸ رادوف پہلی جلد - صفحہ ۴۶۲ - ۴۹۷۔

باب

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت

اکثر عہد نویس یا زمانہ مابعد کے مؤرخوں نے ہندوستان پر مسلمانوں کی چڑھائیوں کا ذکر اور اس ملک میں اسلامی سلطنت کے قائم اور سرسبز ہونیکے حالات لکھے ہیں لیکن کسی مؤرخ نے آج تک یہ کوشش نہیں کی کہ میدان جنگ کی فتوحات اور نظم و عدالت کے کارناموں سے اشاعت مذہب کے حالات علیحدہ کر کے دعوت اسلام کی تاریخ جدا لکھتا۔ یہ کام فی الحقیقت بہت لوگوں کو ناممکن معلوم ہوا ہو گا کیونکہ ہندوستان خصوصیت کے ساتھ ایسا ملک خیال کیا جاتا ہو جہاں اسلام کے رائج ہونے اور رائج رہنے کا سبب ہوا کہ غیر ملکوں کے مسلمان جو ملکوں کو فتح کرتے پھرتے تھے اس ملک میں آباد ہوئے اور اپنا مذہب اپنی اولاد میں چھوڑ گئے یا جہاں کہیں اُس کی اشاعت کی تو زور و ظلم کے وسائل سے کام لیا۔ چنانچہ یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ان مسلمانوں نے تبلیغ اسلام میں جو کچھ ہمت اور جوش دکھایا یا دہ اپنی اصلی صورت میں اس طرح ظاہر ہوا کہ سلطان محمود غزنوی نے برہمنوں کو قتل کیا اور نگ زیب سے ہندو و پتھر ظلم کئے۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے ہندوؤں کو زبردستی فتن کر کے مسلمان کیا اور ایسی ہی اور سختیاں لوگوں پر کی گئیں۔

لیکن پانچ کروڑ مسٹر لاکھ مسلمانوں میں سے جو ہندوستان میں آباد ہیں کثرت سے لوگ ایسے نو مسلم یا نو مسلموں کی نسل سے ہیں جن پر مسلمان ہونیکے لیے کسی طرح کا جبر یا تشدد نہیں ہوا بلکہ دعاۃ اسلام کی تعلیم و ہدایت انہوں نے جو محشی اسلام قبول کیا۔ اس قسم کے مسلمانوں

کی جماعت اُن مسلمانوں سے جو زبردستی مسلمان کیے گئے اور اُن مختلف نسل لوگوں سے جو ہندوستان کے مسلمانوں میں شمار کیے جاتے ہیں جدا نظر آتی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو دو طرح پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک قسم کے مسلمان تو وہ ہیں جو غیر ملکوں ہی سے مسلمان آئے اور اس ملک میں آباد ہوئے۔ دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں جو ہندوستان کے قدیم مذہبوں میں سے کسی مذہب کو پہلے مانتے تھے لیکن مختلف فتویٰ اور زمانوں میں تعلیم و تلقین کے ذریعہ سے اُن کو مسلمان کر لیا گیا۔ اب غیر ملکوں کے مسلمان جو ہندوستان میں آباد ہوئے اُن کو بھی تین گروہوں میں ترتیب دیکتے ہیں۔ اول گروہ جو تعداد میں بھی سب سے زیادہ ہے جو سرحد شمال مغرب سے داخل ہو کر ہندوستان میں آباد ہوا۔ اور جس کے لوگ ملک سندھ و پنجاب میں خاص کر موجود ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہیں جو مختلف مسلمان شاہی خاندان جو ہندوستان میں گزرے ہیں اُن کے اہلکاروں اور سپاہ کی اولاد شامل ہے۔ یہ گروہ بھی زیادہ تر شمالی ہندوستان میں اور کسی قدر دکن میں آباد ہے۔ تیسرے یعنی انگریز گروہ میں غالباً اہل عرب کی نسلیں ہیں جو ہندوستان کے تمام مغربی ساحل پر آباد ہیں اور جن کے آبا و اجداد ہندوستان میں سمندر کی راہ سے داخل ہوئے۔ لیکن غیر ملکوں کے اسلامی خاندان جو ملک میں مستقل طور پر آباد ہوئے اُن کا شمار سوائے پنجاب اور پنجاب کے قرب و جوار کے اور کہیں زیادہ نہیں ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں نصف سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے نام کے ساتھ شیخ بنیگ یا خان کا لفظ بلکہ بعض صورتوں میں سید کا لقب اختیار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے بھی دو حصے ہیں بڑا حصہ تو وہ ہے جس کے لوگ نو مسلم یا نو مسلموں کی نسل سے ہیں اور جن بزرگوں نے اُن کو مسلمان کیا اُن کا لقب اُنھوں نے اختیار کر لیا یا کسی اور سبب سے سید۔ شیخ۔ مرزا یا خان ہو گئے۔ دوسرا حصہ وہ ہے

۱۔ ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۵۱ء۔ جنرل رپورٹ مؤلفہ جیز صفحہ ۱۶، مطبوعہ لندن ۱۹۵۱ء۔ ۲۔ ہندوستان

کی مردم شماری ۱۹۵۱ء۔ جنرل رپورٹ مؤلفہ جیز صفحہ ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰

جس میں بعض لوگوں نے بلاشبہ بادشاہوں اور حاکموں کے دباؤ سے اسلام قبول کیا لیکن باقی لوگ جن کی تعداد بہت بہ لطیف خاطر مسلمان ہوئے۔ مؤرخوں نے دعوتِ اسلام کی تاریخ اور ان تمدنی خیالات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جن سے اس ملک میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ہندوستان کی تمام ایسی تاریخوں میں جو آسانی سے دستیاب ہوتی ہیں خواہ اس ملک کے مؤرخوں کی لکھی ہوئی ہوں خواہ یورپین مصنفوں کی تحریر سے ہوں صرف ان کے حالات یا بادشاہوں کے کارنامے درج ہوتے ہیں لوگوں کی مذہبی حالت کا ذکر جو مختلف وقتوں میں رہی ہو ان کتابوں میں نہیں ملتا البتہ اگر اس مذہبی حالت کے کسی تعصب یا مذاہب کی بنا پر ظلم و ستم کی صورت پکڑائی تو ضرور اس کا ذکر کر دیا جاتا ہو۔ مشائخ اور اولیاءِ سلام کے تذکروں سے یا ایسی روایات سے جو کسی جگہ کے لوگوں میں مشہور چلی آتی ہوں تبلیغِ اسلام کے ایسے حالات کسی قدر دریافت ہو جائے ہیں جن کو لوگوں کے پولیٹیکل تعلقات سے واسطہ نہ ہو۔ لیکن ان حالات کو بیان کرنے سے پہلے ہم وہ واقعات لکھتے ہیں جن میں حکومت کے زور سے اسلام پھیلا اور بادشاہوں نے تبلیغ کے کاموں میں حصہ لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد سے لیکر جب کہ عرب کے ایک مہم ساحلِ سندھ کو روانہ کی گئی اٹھارہویں صدی عیسوی تک سمتِ شمال مغرب کے ہندوستان پر اسلامی لشکر کشوں کا تاریخی حصارِ ناجن میں سے بعض بڑی بڑی سلطنتوں بانی ہوئے اور بعض فقط لڑتے مرنے اور یہی نکل آئے کچھ تو ایسے تھے جو لوٹ مار کر کے چلے گئے اور بہت سی غنیمت ساتھ لینگے اور کچھ وہ تھے جنہوں نے ملک میں آباد ہو کر ایسی سلطنتوں کی بنیاد ڈالی جن کا اثر ملک میں آج تک موجود ہے۔ لیکن یہ تحقیق نہیں ہوتا کہ ان فاتحوں میں سے کسی کے ساتھ بھی واعظ اور داعیانِ اسلام ملک میں آئے ہوں یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان کو مذہب کی طرف سے بے پروائی تھی کیونکہ ان فاتحوں میں سے بعض نے ہندوستان پر لشکر کشی کرنے کو مذہبی لڑائی تصور کیا تھا۔ چنانچہ

محمود غزنوی اور تیمور کا یہ ہی خیال تھا۔ تیمور نے دہلی فتح کر نیلے بعد توڑک تیموری میں لکھا ہے کہ مجھ کو دہلی میں آئے ہوئے چند روز دن ہوئے ہیں۔ یہ زمانہ میں نے بڑی خوشی اور مسرت میں صرف کیا۔ جشن ملوکانہ کیے اور لوگوں کو ضیافتیں دیں۔ اس کے بعد میں نے خیال کیا کہ میں ہندوستان میں کافروں سے لڑنے آیا تھا۔ اور یہ ہم ایسی مبارک ہوئی کہ جہاں کہیں میں پہنچا نظریاب ہوا۔ کئی لاکھ کافروں اور بت پرستوں کو میں نے تہ تیغ کیا اور دین کی تلوار کو دشمنان اسلام کے خون سے رنگا۔ اس عظیم الشان فتح کے بعد خیال آیا کہ اب زیادہ آرام کرنا صلیحت نہیں بلکہ ہندوستان کے اہل ضلالت سے لڑنے پر آمادہ ہونا چاہیے۔ تیمور نے دین کی تلوار کا بہت ذکر کیا ہے لیکن اس تلوار نے بظاہر اس کے سوا کچھ کام نہ دیا کہ کافروں کو مار کر جہنم وصل کرتی رہے اکثر مسلمان لشکر کشوں نے اپنا یہی طریقہ رکھا کہ خدا کا نام لیکر بتوں کو توڑا برہمنوں کو قتل کیا اور مندروں کو مسمار کیا اور بعض دفعہ مندروں کی جگہ مسجدیں بنادیں۔ یہ سچ ہے کہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے ہندوؤں سے اسلام لانے کی درخواست کی جاتی تھی۔ اور خوف سے بعض وقت یہ لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ مگر دریافت ہوتا ہے کہ قدیم اسلامی فتوحات کے زمانہ میں جو ہندو اس طرح اسلام لائے تھے وہ کچھ دنوں کے بعد جب اسلامی فوجیں ملک سے رخصت ہوتی تھیں تو اسلام ترک کر دیتے تھے۔ چنانچہ بلند شہر کے راجہ ہردت کی نظیر سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس راجہ نے محمود غزنوی کی جس طرح اطاعت قبول کی اس کا حال محمود کے وزیر نے یہ لکھا ہے کہ آخر کار (مسلماؤں) میں سلطان محمود برہمن کے قلعہ پر پہنچا جو ہردت کی ریاست میں تھا۔ ہردت وہاں کا

۱۱۷۰ء میں دوسری جلد صفحہ ۴۴۴ پہلی صدی ہجری کے قلم جوئے سے پہلے خلیفہ خراہن عبدالعزیز کے زمانہ میں ہندوستان کے راجاؤں کو اسلام بڑھاتا ہے۔ دی گئی تاریخ پہلی جلد صفحہ ۱۰۷۱ء۔ ۱۰۷۲ء میں جوئے قلم جوئے نے سندھ پر چڑائی کی تو اس نے بجا راجاؤں سے اسلام قبول کر نیلے کہ ۱۱۷۰ء میں دوسری جلد صفحہ ۱۰۷۱ء۔ ۱۰۷۲ء میں جوئے قلم جوئے نے سندھ پر چڑائی کی تو اس نے بجا اس کی طرف فوج کے راجہ کو ایک مراسلہ کی مدد مانگی کا ذکر کیا ہے جوئے قلم جوئے کے بعد جن مسلمانوں نے ہندوستان پر چڑھائیاں کیں وہ بھی شریعت اسلام کے بہت پابند تھے۔ ۱۱۷۰ء میں جوئے قلم جوئے نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔

خراج وصول کرنے کا اُن کو زیادہ خیال رہا۔ مذہبی حمیت ان میں کچھ کم نہ تھی۔ گلگھڑوں کی نسبت لکھا ہوا جو شمالی پنجاب کے پہاڑی اضلاع کی ایک وحشی قوم تھی کہ بارہویں صدی عیسوی کے اخیر میں خود سلطان محمد غوری کی ہدایت اور کوشش سے اُس نے اسلام قبول کیا۔ اس بادشاہ نے گلگھڑوں کے سردار کو قید کر کے اُس کو مسلمان ہونے کی ہدایت کی اور جب یہ سردار مسلمان ہو گیا تو بادشاہ نے گلگھڑ قوم کی سرداری پر اُس کو مستقل کر کے اُس کی قوم کے پاس بھیجا تاکہ گلگھڑوں کو مسلمان کرے۔ چونکہ گلگھڑوں کا مذہب خود کچھ قوی نہ تھا اس لیے وہ آسانی سے مسلمان ہو گئے۔ ابن بطوطہ کا خیال ہے کہ خلجی بادشاہوں نے اسلام کو اس طرح ترقی دی کہ نو مسلم ہمیشہ دربار میں حاضر کیے جاتے تھے اور طلائی جوشن اور ایک ایک خلعت بادشاہ اُن کو دیتا تھا۔ لیکن قدیم زمانہ میں جو اسلامی خاندان ہندوستان پر حکمران ہوئے اُن کے بادشاہوں نے تبلیغ مذہب میں بہت کم ہمت صرف کی۔ اور اُن کی تاریخوں میں دعوت مذہب کے متعلق ایسی کوئی نظیر صیغہ فیروز شاہ نے اپنی سوانح عمری میں بیان کی ہو نہیں سکتی۔ فیروز شاہ تغلق (۱۳۵۱ء - ۱۳۸۱ء)

۱۔ سرائفڈ لائل نے لکھا ہے کہ پنج فاطمین اسلام شمالی ہند میں شاہی خاندانوں کے بانی ہوئے یا جنہوں نے دکن میں مسلمان سلطنتیں قائم کیں اُن کو مذہب کی کچھ پرواہ نہ تھی ان میں اکثر ایسے تھے جنکو تبلیغ مذہب کی مصلحت ہی نہ ملی کیونکہ یا تو ملک فتح کرنے میں اُن کا وقت صرف ہوا یا خانہ جنگیوں سے اُنکو فرصت نہ ہوئی۔ یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی مثل یا تماراری ہوتے تھے۔ پیغمبر (صلعم) کے دین پر نحو ان کو استحکام نہ تھا اور وہ جوش اور ولولہ جو سام ابن نوح کی اولاد کا خاصہ ہے اور جس کا منہ زب کے قدیم علم برداران اسلام نے دکھایا تھا ان کو چھوٹک نہ گیا تھا۔ جو سلطنت اُنھوں نے قائم کی اُس کی حیثیت ہمیشہ جنگی سلطنت کی رہی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ملکی فتوحات اُن سے کبھی ٹھیک کو نہ پہنچیں اور تبلیغ اسلام میں اُن کو عموماً ناکامی رہی۔ اتنی طاقت البتہ ان میں تھی کہ اگر کبھی حیثیت ہندوؤں میں اتفاق پیدا ہو تو اس کو توڑ دیں اور ہندوؤں کے مختلف گروہ اگر متفق اور متحد ہو کر ایک قوم بننا چاہیں تو ان کو ایک قوم نہ بننے دیں۔ ہندوستان کی رعایا کو مسلمان بنانا تو چیز دیگر تھا۔ اسلام سے انتہائی مذہب اور مسلمان مسلمان ہونے کی وجہ سے تمام ہندو ہمدہ پر بلا شرکت غیر سے متصرف ہو سکتے۔ ۲۔ سرائفڈ لائل لیشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۸۰ مطبوعہ لندن (۱۸۸۱ء) تاریخ ہند پہلی جلد صفحہ ۸۰ اسے ابن بطوطہ قوم ۳ صفحہ ۱۹۷۔

کھا ہو کہ میں نے اپنی بت پرست رعایا کو اسلام قبول کرنے کیلئے ترغیب دی اور منادی کی کہ جو شخص اسلام قبول کرے گا وہ جزیہ سے بری سمجھا جائیگا۔ جب یہ خبر لوگوں کے کانوں تک پہنچی تو کثرت سے ہندو حاضر ہوئے جن کو اسلام سے شرف بخشا گیا۔ پس روزانہ ہر طرف سے لوگ آتے تھے اور اسلام قبول کر کے جزیہ سے بری اور انعام و اکرام سے مالا مال ہو کر واپس جاتے تھے۔

جب ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت خالص حکومت مغلیہ کے عہد حکومت میں خوب مستقل ہو گئی تو اسلام کا اثر بھی ملک میں زیادہ استحکام اور استقلال سے پھیلا اسلام قبول کرنے کی سب سے زیادہ ترغیب و تحریص اُس وقت ہوئی جبکہ بت پرست ہونا شاہی درباروں میں حصول اعزاز کا مانع قرار پایا۔ اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جس کو اکبر اعظم کے دور حکومت میں سب سے زیادہ ترقی ہوئی ہندوؤں کے مذہب کے ساتھ اکثر برتا جاتا تھا یہاں تک کہ شاہی اوقاف جو مندروں کے لیے مقرر ہوتے تھے ان کا بچاؤ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندوؤں کے مذہب میں دست اندازی نہ کر نیکی حکمت سکھا دی تھی جس سے ایسی سختیاں اور تعصب کے ہنگامے برپا نہ ہوتے تھے جو قدیم زمانہ کی لڑائیوں اور فتوحات کا خاصہ تھے لیکن باوجود ان باتوں کے اکثر ہندوؤں نے دنیوی نفع کے خیال سے مسلمان ہونا گوارا کیا۔ ہزار ہا چوت اسی طرح مسلمان ہو گئے جن کی اولاد اب تک ملک کے دو تہ مذہب سازوں میں شمار ہوتی ہے۔ ان میں بنگالیوں، رچپوتوں کا مسلمان خاندان سب سے زیادہ معزز ہے جو ملک اودہ کے مسلمان تعلقہ داروں کی فہرست میں اول درجہ رکھتا ہے۔ ایک روایت کے موافق اس خاندان کے مورث اعلیٰ تلوک چند کو بابر بادشاہ قید کر کے لیگیا اور تلوک چند نے قید۔ سہ رہائی پائی۔

۱۷۷۱ء - یسری جلد - صفحہ ۳۸۹ - سر جرج ڈائلس کی کتاب "ہندوستان مشعلہ میں" صفحہ ۱۶۹ میں مذکور ہے کہ مسلمان بادشاہوں کی طرف سے مندروں کیلئے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ شاذ و نادر تھا لیکن یہ نہیں کہ بالکل ہی معدوم ہو کر نہیں بول کا مار کو پولو۔ دوسری جلد - صفحہ ۳۱۰۔

اسلام قبول کیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ تلوک چند ہایوں بادشاہ کے زمانہ میں مسلمان ہوا اور وہ اس طرح کہ ہمایوں نے تلوک چند کی بیوی کے حسن و جمال کا شہرہ سنا اور جب وہ کسی میلہ میں گئی ہوئی تھی تو اس کو پکڑا کر لے آیا۔ جب بادشاہ کے سامنے وہ حاضر کی گئی تو بادشاہ کو اپنی حرکت پر سخت ندامت اور شرمندگی ہوئی ہمایوں نے اُسی وقت تلوک چند کو طلب کیا۔ تلوک چند کو اُمید نہ تھی کہ پہر بیوی کی صورت دیکھنی نصیب ہوگی۔ جب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی سے ملا تو خاندان اور بیوی نے بادشاہ کے شکر یہ میں سلام قبول کیا جس نے بادشاہ کے دل میں ایسی فیاضی اور نیکی ڈالی تھی۔ یہ راجپوت مسلمان ہونے کے بڑے پابند ہیں لیکن پہر بھی ان کا ہندوؤں کی نسل سے ہونا خوب ظاہر ہو جاتا ہے بلکہ شہر کے ضلع میں مسلمانوں کا ایک گہرا ناہو جس کے لوگ لال خانی نکلاتے ہیں۔ ان میں سوہے چند لوگوں کے اکثر ایسے ہیں جو ہندی لقب اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہیں۔ شادی بیاہ میں ہندوائی رسموں کی پابندی کرتے ہیں اور ان کی قوم کے وہ لوگ جو ہندو ہیں ان کے قریب اسی رہتے ہیں۔ مرزا پور کے ضلع میں گہوار راجپوت آباد ہیں جو مسلمان ہیں اور خانگی امور میں ہندوؤں کے آئین و رسوم کے پابند ہیں ان کے نام مسلمانوں کے سے ہوتے ہیں لیکن غرت کے خطاب جو ہندوؤں کے لیے مخصوص ہیں وہ بھی اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہیں۔ بادشاہی حاکموں کے دباؤ سے اور نگ زیب کے زمانہ میں ہندوؤں کو زیادہ تر مسلمان ہونا پڑا۔ پنجاب کے مشرقی اضلاع میں بہت سی مثالیں ایسی موجود ہیں کہ کسی گاؤں میں اگر کچھ مسلمان آباد ہیں تو ان کا مورث اعلیٰ اور نگ زیب کے زمانہ میں اپنی زمین بچانے کیلئے مسلمان ہوا۔

۱۷۰۰ء کے خطبوں کی کتاب صفحہ ۱۰۰ (۱۷۰۰ء) گزٹیر ص ۱۰۰۔ پہلی جلد صفحہ ۱۰۰۔ گزٹیر مالک مغربی شمالی قیسری جلد تیسرا صفحہ ۱۰۰۔ گزٹیر مالک مغربی شمالی جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۰۰۔ گزٹیر کے ضلع میں دیکھتے تھاکروں کے خاندان کا ایک حصہ جو مسلمان لکھ جاتا ہے ان لوگوں نے اس شادی بھی میں مسلمان ہو گئی تھیں کیاتی ہیں اگرچہ یہ لوگ مونا مانا نہیں پڑتے مگر یاد رکھو کہ وقت مسلمانوں کی طرح جو کہنے میں چپکے ڈر سے چپک دی کو پوجتے ہیں اور اپنی ذات کے لوگوں سے جو ایک ہندو ہیں بپا کہتے ہیں اور ہندوؤں کے سے نام رکھتے ہیں۔ گزٹیر مالک مغربی شمالی جلد صفحہ ۱۰۰۔

دہلی کے قریب گورگاویں میں بنیوں کا ایک گھرانہ جو اپنے نام کے ساتھ شیخ کا لفظ لگا
ہیں دشیخ کا لقب اکثر ہندو نو مسلم اختیار کرتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ
اس گھرانے کے ایک شخص نے جس کی اولاد میں اب کوئی باقی نہیں ہو موروٹی جائداد کو
ضبطی سے بچانے کیلئے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ضلع کانپور کے بہت زمیندار مجبور ہوئے کہ اپنی
جائداد کو محفوظ رکھنے کیلئے اسلام قبول کر لیں۔ بعض جگہ کے نو مسلم یہ بیان کرتے ہیں کہ باؤنٹی
حاکموں نے اُن کے بزرگوں کو قید کر لیا با ضمانت میں پکڑ لیا اور دہلی لے گئے اور وہاں
زبردستی ختنہ کر کے اُن کو مسلمان کر لیا۔ مگر ان باتوں کو پرستے وقت یہ یاد رکھنا چاہیے
کہ انکی شہادت میں صرف مقامی اور خاندانی روایتیں ہیں۔ لیکن اورنگ زیب کے عہد کی
کتب تواریخ میں (جہاں تک مجھ کو پتہ چلا ہو) پھر مسلمان کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ مگر یہ
بات بھی بغیر شک و شبہ کے ثابت ہو گئی ہو کہ اس ملک میں مسلمان بادشاہوں نے ہندو
کو زبردستی مسلمان کیا اور قرین قیاس ہو کہ اورنگ زیب نے جس کی طبیعت میں مذہب کا بڑا
جوش تھا شمالی ہند کے بہت سے ہندوؤں کو (جن کے مسلمان ہونے کی تاریخ فراموش ہو گئی ہے)
اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دیں۔ اور یہ وجہ ہی بھی
ایسی جسکے بننے میں کچھ دقت نہیں ہوتی۔ اسی جید رعلی اور ٹیپو سلطان نے (جو قریب کے زمانہ کے
مشہور بادشاہ گذرے ہیں) اس بات میں شہرت حاصل کی کہ انہوں نے بہت سے ہندو خاندانوں
اور ہندو رعایا کے بعض حصوں کو زبردستی مسلمان کر لیا حالانکہ انکا مسلمان ہونا ان بادشاہوں کے عہد سے
بہت پہلے کا واقعہ ہو جس کے تاریخی حالات ہم تک مطلق نہیں پہنچے۔ اورنگ زیب کے فرامین اور

۱۷۱۳ء کو ٹیپو مالک مغربی شمالی چٹائی جلد ۲ ص ۹۷۔ مقابلہ کرو جلد ۲، تیسرا حصہ صفحہ ۴۴۷ مسلمان زمیندار زیادہ
نہیں ہیں اور جو ہیں وہ نو مسلم ہیں اور اپنے خاندان کا دہلی مسلمان ہونا اورنگ زیب کے عہد میں، تھے ہیں اور بیان کرتے ہیں
کہ کسی تو بادشاہ کی سختیوں سے اور کسی اس غرض سے کہ شاہی مالگزاری ادا کرنے کی صورت میں ان کے حقوق برقرار رہیں
بزرگوں نے اسلام قبول کر لیا ۱۷۱۳ء۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ "تو قی دین کے جوش میں اُس نو مسلموں
ساتھ کچھ امانت سے فیاضی کی۔ لیکن اُس نے غیر مذہبی لوگوں پر مذہبی باتوں میں سختیاں نہیں کیں" تاریخ ہندوستان مترجمہ
الگراڈ اور تیسری جلد صفحہ ۳۶۱ (ٹیپو و لندن ۱۸۵۷ء)۔ گزٹیر صوبہ بھارت۔ بانیس میں جلد صفحہ ۲۴۲ تیسری جلد صفحہ ۲۰۲۔

مراسلات کے ایک قلمی مجموعہ میں جو ابھی تک طبع نہیں ہوا ہونہی آزادی کا وہ جامع
 و مانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ برتنا ضروری ہے۔
 جس واقعہ کے متعلق یہ اصول بیان ہوا ہوا یہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ
 دو پارسی ملازموں کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت میں برخاست کر دیا جاوے
 کہ وہ آتش پرست ہیں اور ان کی جگہ کسی تجربہ کار معتبر مسلمان کو مقرر کیا جاوے۔ کیوں کہ قرآن
 شریف میں آیا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ** (اے ایمان والو
 میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت جانو، عالمگیر نے عرضی پر حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے
 کاروبار میں دخل نہیں ہے اور نہ ان معاملات میں تعصب کو جگہ مل سکتی ہے۔ اور اس قول کی
 تائید میں یہ آیت نقل کی **لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ** (تم کو تمہارا دین اور ہم کو ہمارا دین، بادشاہ
 نے لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر یہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا تو ہم کو
 چاہیے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤں اور ان کی رعیت کو غارت کر دیتے۔ مگر یہ کس طرح
 ہو سکتا تھا۔ بادشاہی نوکریاں لوگوں کو ان کی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملیں گی اور کسی
 کھانے سے نہیں مل سکتیں یہ امر مشکوک ہے کہ خود اورنگ زیب کا بھی اس صلح کل اصول پر عمل تھا
 لیکن یہ ضروری ہے کہ عالمگیر پر جو اکثر اس بات کا الزام لگایا جاتا ہے کہ اُس نے ہندوؤں کو
 زبردستی مسلمان کیا تو اس الزام کو پہلے اچھی طرح تحقیق و تفتیش کر لینا چاہیے۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ مسلمان بادشاہوں کی سختیوں سے اسلام کی اشاعت کس
 حد تک ہو سکی۔ دہلی اور اگرہ کے اضلاع میں جو اسلامی قوت اور سطوت کا مرکز تھے مسلمانوں
 کی تعداد ہندوؤں سے بہت کم ہے۔ دہلی کے ضلع میں دسویں حصہ سے زیادہ اور اگرہ کے
 ضلع میں چوتھائی حصہ بھی کل آبادی کا مسلمان نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو ہندو زبردستی
 ملے اس مجموعہ کا قلمی نمونہ ہی ہے۔ اسلام خاں صاحب کے پاس جس میں خاں صاحب مروج کا تذکرہ ہے انھوں نے قلمی
 نسخہ جملہ دیکھنے دیا ہے سر ڈیوڈ ہینر "ہندوستان کے مذہب" (۱۸۵۸ء) اور ڈیوڈ ہینر (۱۸۵۸ء)۔

مسلمان کیسے گئے ان کا اثر ان کے متعلقین پر کچھ نہ ہوا مثلاً ضلع گورکھپور میں مچھولی کے راجہ
 بودھ مل کا مسلمان ہونا اس بات کی نظیر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس راجہ کو
 مالگوار سی اذانہ کر نیکیے جرم میں گرفتار کیا اور دہلی لیگیا۔ یہاں بادشاہ نے راجہ کو مسلمان کر کے
 اس کا نام محمد سلیم رکھا لیکن جب راجہ دہلی سے چل کر اپنے وطن میں آیا تو رانی نے اُس کو قلعہ
 میں نہ آنے دیا۔ چونکہ رعایا کو بھی رانی کے ساتھ ہمدردی تھی اس لیے رانی اپنے بیٹے بھوانی
 مل کی صفرتی میں راجہ کی مالک اور منتظم رہی اور اس طرح حقوق وراثت میں کسی طرح کا خلل
 نہ پڑا۔ کچھ زمانہ گزرا کہ دشمنی قوم میں بھی جن کے مذہب میں سب باتوں کو چھوڑ کر صرف دشمنوں
 کو مانا جاتا ہو۔ بعض اسلامی رسوم پائی جاتی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی زمانہ میں کھل
 عارضی اور بے معنی طریق پر مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے مُردوں کو جلاسنے کی جگہ دفن
 کرتے تھے اور مسلمانوں کے سے نام جیسے غلام محمد وغیرہ میں رکھتے تھے اور اسلامی طریقے
 پر ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔ ان باتوں کو اختیار کرنے کی نسبت اُن میں یہ مشہور ہے
 کہ اُنھوں نے ایک دفعہ کسی مسلمان قاضی کو جو سستی کے معاملہ میں غل جو اٹھا مار ڈالا تھا
 اور اس قصور کی پاداش میں اُن کو بھجر اسلام قبول کرنا پڑا۔ لیکن اب دشمنی قوم کے لوگوں
 نے یہ رسمیں چھوڑ کر ہندوانی رسوم اختیار کر لی ہیں۔

جبراً اشاعت مذہب میں بادشاہوں اور حاکموں کو خواہ ان واقعات سے جو اوپر
 بیان ہوئے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو اور خواہ اس قول میں کہ ہندوستان میں اسلام
 ترقی کا حال بغیر مسلمانوں کی حکومت کا اندازہ کیسے معلوم ہونا ناممکن ہے۔ کتنی ہی صحت ہو مگر
 اس میں ہرگز شبہ نہیں کہ ہندوستان میں اسلام کو اپنے اشاعت میں بڑی اور مستقل
 کامیابی ایسے اوقات اور مقامات پر ہوئی ہے جہاں مسلمانوں کی پولٹیکل قوت بہت ہی ضعیف
 تھی۔ جنوبی ہندوستان اور مشرقی بنگال اس کی نظیر میں پیش ہو سکتے ہیں۔ اس لیے

سلا گرینڈ مالک مغربی و شمالی چٹھی جلد ۱۵ ص ۱۵۷ سلا گرینڈ مالک مغربی و شمالی چٹھی جلد ۱۵ ص ۱۵۷ سلا گرینڈ مالک مغربی و شمالی چٹھی جلد ۱۵ ص ۱۵۷
 سر الفزولال۔ ایشیاٹک سوسائٹی۔ صفحہ ۲۲۶۔

اب ہم اشاعت اسلام کا حال اس ترتیب سے لکھتے ہیں کہ جنوبی ہند اور ملک دکن سے شروع کر کے سندھ، گجرات اور گجرات کے واقعات پر سرسری نظر ڈالیں گے۔ اور پھر صوبہ بنگال کا حال لکھ کر داعیان اسلام کے حالات تحریر کریں گے جنہوں نے ان صوبجات کی حدود سے باہر ہندوؤں کو مسلمان کیا ان داعیان اسلام میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جنکے ناموں اور مقامات کے سوا جہاں انہوں نے مذہب کی اشاعت کی زیادہ کچھ نہیں لکھا گیا۔ جس صورت میں کہ ان لوگوں کے مفصل حالات دریافت ہی نہیں ہوئے تو جو واقعہ ان کے متعلق تفصیل سے معلوم ہوا اس کو ازاول تا آخر لکھ دیا ہو۔

جنوبی ہندوستان میں اسلامی تحریک کا آغاز آٹھویں صدی عیسوی سے چلتا ہو کہ چند مسلمان جن کو مولیٰ قوم اپنا بزرگ مانتی ہو ملک عراق سے آئے اور اس ملک کے جنوبی حصہ پر آباد ہو گئے گرم سالوں اور ہائی دانت اور جواہرات وغیرہ کی تجارت سینکڑوں برس سے ہندوستان اور یورپ کے درمیان عربوں اور ایرانیوں کے توسل سے جاری تھی۔ پہلے اسلام کا اثر جنوبی ہند کے مغربی ساحل پر بڑھ پونچھا رہا۔ باہر کے مسلمان کی کثرت آمدورفت سے مغربی ساحل ہند کے تجارتی شہروں کی آبادی خلط ملط ہو گئی اور اکثر لوگ آدھے ہندو آدھے عرب اور آدھے ایرانی ہو گئے۔

یہ تحقیق ہے کہ مسلمان تاجروں اور ہندو راجاؤں میں آشتی پیدا ہو گئی تھی و الیان ملک نے تجارت کا بازار گرم رکھنے کے خیال سے اور ملک کی ترقی کو جو مسلمان سوداگروں کی بود و باش کا نتیجہ تھی مد نظر رکھ کر مسلمانوں کو اپنی حفاظت اور سرپرستی میں لیا۔ اور یہ بھی

سلطہ دیکھو تختہ الجا پین۔ مترجم۔ جے۔ رولندسن د مطبوعہ لندن اسکندریہ مغربی ساحل ہند کے بندرگاہوں میں مختلف ملکوں سے تاجر کثرت آتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نئے شہر آباد ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کی تجارت سے ان میں آبادی بڑھ گئی ہو۔ اور مکانات کثرت سے بن گئے ہیں۔ یہاں کے سردار اور امیر مسلمانوں پر سختیاں کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ سردار اور ان کی سپاہ بہت پرست ہو گئے وہ مسلمانوں کے مذہب اور ان کی پرستش کا بہت پاس دکان کرتے ہیں اور سولے ایسے موقعوں کے جب غیر معمولی ہشتعال ہر وہ مسلمانوں پر دیکھو صفحہ ۲۸۳

دریافت ہوتا ہو کہ انہوں نے کسی طرح کی فراغت ان کاموں میں نہ کی جو مسلمان دعوتِ اسلام کیلئے بڑی سرگرمی سے اختیار کرتے تھے۔

دوسری صدی ہجری میں چند اعیان اسلام نے دین کی اشاعت میں جو کوششیں صرف کیں وہ اس طرح مشہور ہیں کہ ایک بزرگ شیخ شریف ابن ملک اپنے بھائی ملک ابن دینار اور بھائی کے بھتیجے ملک ابن حبیب اور چند مصاحبوں کے ساتھ قلعہ آدم کی زیارت کیلئے جزیرہ سلون کو جاتے تھے۔ راستہ میں گرانکا نوز میں یہ لوگ اترے۔ بلیبا کے راجہ نے جب ان کے آنے کی خبر سنی تو سب کو بلایا اور بہت تواضع و مدارات سے پیش آیا۔ شیخ شریف کو راجہ کے اس لطف و کرم سے جرات ہوئی اور انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک راجہ کے سامنے بیان کیے اور حقیقت اسلام سے اُس کو آگاہ کیا۔ اور تائیداً معجزہ شق الفربیان کیا۔ خدا کی برکت سے راجہ کے دل میں پیغمبر صلعم کی رسالت کا یقین پیدا ہوا اور آپ کی محبت سے اُس کا سینہ منور ہوا اور وہ اسلام پر ایمان لایا۔

(بقیہ صفحہ ۲۸۲) کسی طرح کا ظلم نہیں ہونے دیتے بت پرستوں اور مسلمانوں کے اس اتحاد سے اس لیے اور تعجب پیدا ہوا ہو کہ مسلمانوں کی تعداد کُل آبادی کا دسواں حصہ بھی نہیں ہو" (صفحہ ۱۷۱) میں یہ بات بھائی چاہتا ہوں کہ قدیم زمانہ میں طیبہ کے مسلمان نہایت امن و عافیت رکھتے تھے جس کی وجہ یہی کہ اس ملک کے باشندوں کے ساتھ وہ کسی طرح کی زیادتی نہ کرتے تھے۔ اور ہندوؤں کے قدیم رسم و رواج کا پاس رکھنا انہوں نے ہمیشہ رکھا تھا اور بلا قید مذہب آشتی کے تعلقات ان میں ہمیشہ چلے آتے تھے۔ (صفحہ ۱۷۱) چونکہ طیبہ کے مسلمانوں میں کوئی امیر یا نہ تھا جس کو مسلمانوں پر حکومت کرنیکے لیے کافی قدرت اور قوت حاصل ہوتی اس لیے اہل اسلام بت پرست سرداروں کے حکوم میں جو نہایت ایمان داری سے مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کا انصاف کرتے ہیں اور ایسے حقوق ان کو دیتے ہیں جس سے مسلمانوں کو نفع پہنچتا ہو۔ اگر کوئی مسلمان اپنے ہی قصور اور جرم سے سزا پانے لائق بنا تو مجبور ہو کہ درجہ حیثیت مجموعی طیبہ کے ہندو سرداروں کا برتاؤ مسلمانوں کے ساتھ عزت اور مراعات کا ہو کہ ان کے ملک میں زیادہ شہروں کا آباد ہو جانا انہی مسلمان تاجروں کی بود و باش کا نتیجہ ہو (صفحہ ۱۷۱) مگر قوم کے لوگ اپنے لیے ہم قوموں سے جو بت پرستی چھوڑ کر مسلمان ہو جاتی ہیں فراغت نہیں کرتے اور نہ ان کو دیکھیں ویکر ڈراتے ہیں بلکہ وہ ان کے ساتھ ایسی ہی عزت و مراعات پیش کرتے ہیں جیسے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا برتاؤ ہو کوئی تو مسلم کسی ہی نہیں ذات سے مسلمان ہو اہو" (تحفۃ العابدین صفحہ ۱۷۱)

رخصہ کے وقت راجہ نے شیخ شریف سے یہ اصرار کیا کہ قلعہ آدم کی زیارت سے فارغ ہو کر وہ اپنے ہمراہیوں سمیت کراٹکا نوز کو واپس آویں کیونکہ وہ بھی اُن کے ہمراہ عرب چلنے کا قصد رکھتا ہو۔ راجہ نے شیخ کو یہ بھی سمجھا دیا کہ میرے اس پوشیدہ غم کو طیبہ کے کسی آدمی پر ظاہر نہ کریں۔ غرض جب شیخ شریف اور اُن کے ساتھی زیارت سے فارغ ہو کر دوبارہ کراٹکا نوز میں آئے تو راجہ چپکے سے جہاز پر سوار ہو کر جو ساحل عرب کو جاتا تھا اُن کے ساتھ روانہ ہو گیا اور سلطنت کا انتظام ایک نائب کے سپرد کر گیا۔ عرب میں کچھ عرصہ تک رہ کر جب وطن چلنے کا اس نیک ارادہ کیا کہ وہاں پہنچ کر مسجدیں تعمیر کرے اور رعایا کو اسلام پر دعوت دے تو دفعتاً بیمار پڑ کر اُس نے انتقال کیا۔ حالت نزع میں اپنے رفیقوں کو وصیت کی کہ طیبہ میں دین برحق کی تبلیغ کا جو اُنہوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا اُس میں ہرگز التوا نہ ہو اور اس کام میں امداد کے لیے راجہ نے سفارش کے خطوط نائب کے نام لکھ کر شیخ شریف کو دیدیے۔

شیخ شریف اور اُن کے ساتھی ان خطوط کو لیکر کراٹکا نوز میں آئے اور راجہ کے نائب کے سامنے انھیں پیش کیا۔ اس سردار نے راجہ کی ہدایتوں سے جو مراسلہ میں بیان تھیں تسلیم کر پا کر چند قطعات زمین کے اور چند باغات نامہ بروں کو دیدیے جنہوں نے اُن میں سکونت اختیار کی اور ایک مسجد وہاں تعمیر کی۔ ملک ابن دینار نے یہاں مستقل طور پر رہنے کا ارادہ کر لیا لیکن ملک ابن حبیب جو ابن دینار کا بہتیجا تھا کچھ عرصہ کے بعد مسجدیں تعمیر کرنے کے قصد سے کراٹکا نوز سے روانہ ہو گیا اول شہر کون میں پہنچا اور اپنا سب مال و متاع بیوی اور بچوں کے ساتھ لیا گیا۔ یہاں اُس نے ایک مسجد تعمیر کی اور اہل و عیال کے رہتے تھا بند و بست کر کے خود ہو بائی مورادی کے شہر کو روانہ ہوا۔ وہاں سے بانگور منگور اور کنجر کوٹ کے شہروں میں پہنچا۔ ہر شہر میں مسجدیں بنا گیا جب

نہیں رہی جیسے اوپر بیان ہوئی۔ لیکن دہاں کی قدیم تاریخ میں ایسی سختیوں کی تفسیر موجود نہیں ہے جو ہندوؤں کو کجبر مسلمان کرنے کیلئے ایسے وقتوں میں کی جاتی تھیں جب کہ حیدر علی (۱۷۷۱-۱۸۰۷ء) اور تیسویں سلطان (۱۷۶۷-۱۷۹۷ء) کے زمانہ میں مسلمانوں کی سلطنت کو عروج تھا۔ ان بادشاہوں نے جو کچھ سختیاں کیں ہوں لیکن اس میں شبہ کی کوئی وجہ نہیں کہ قدیم زمانہ میں ادنیٰ تو میں امن و امان کے وسائل سے بکثرت مسلمان کر لی جاتی تھیں اور اب تک یہ ہی حال ہے۔ غرض ہندو اس کثرت سے مسلمان ہوئے کہ جنوبی ہند کے مشرقی اور مغربی ساحل کے نو مسلموں میں اپنی قدیم باتوں اور ہندوانی رسوم کی طرف میلان پایا جاتا ہے اور سوائے شریف نو مسلموں کے ان کی وہی کیفیت ہوتی جاتی ہے جو اس ملک کے اصلی باشندوں کی تھی۔ غیر ملک کے مسلمانوں کے خون کا اثر ان میں بہت کم رہ گیا ہے۔

مغربی ساحل ہند کے اضلاع میں ذاتوں کا امتیاز بہت سخت ہے اس کی صرف ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ تراونکور میں بعض نیچے قوم کے آدمیوں کے لیے ضروری ہے کہ برہمن سے چوتھے درجہ میں اس سے زیادہ قریب آنے کی جرات نہ کریں اور جب رستہ میں ہوں تو پکارے چلیں تاکہ اور لوگ ان کے پاس نہ آئیں۔ اس قسم کی اور نظیریں کثرت سے بیان ہو سکتی ہیں۔ پس کیا تعجب ہو کہ ان ادنیٰ قوموں

بقیہ (صفحہ ۳۸۷) قائم ہو چکی تھیں۔ ہر ہندو اور شہر میں وہ جو دھتے دیوار سے ہی تجارت کیلئے اہل عرب سیلون میں گئے تھے جیسا اور جہاں ملتا اس طرح اس جزیرہ میں ہی عربوں نے جزیرہ کی عورتوں سے شایاں کر لیں اور ساحل سیلون پر اسلام کی بکری ڈالی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سیلون میں تبلیغ اسلام کیلئے زیادہ عملی کوششیں صرف نہیں کی گئیں یا یہ ہو کہ سیلون کے لوگوں ہی نے اسلام قبول کرنا نہ چاہا کیونکہ کب جس قدر مسلمان اس جزیرہ میں ہیں وہ عرب کتب سے ہیں..... عربیوں میں سیلون میں جلد صفحہ ۳۸۷-۳۸۸ پر انچوین پڑیشن مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۷۷ء دیکھو وہ عبارت جو تختہ الجاہدین صفحہ ۳۸۷ سے نقل کی گئی ہے اسی کتاب کے ۱۹۷۷ میں ان ہندوؤں کا ذکر کیا گیا ہے جو ذات سے خارج ہو کر اسلام کے احاطہ میں پناہ لینے تھے۔ صفحہ ۳۸۷ میں اس کی رپورٹ مرد مشاعرہ سنہ ۱۸۷۷ء مؤلف کورنٹس صفحہ ۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵ مطبوعہ مدراس سنہ ۱۸۷۷ء ذات۔ ذات کا پیدا ہونا ذات کی تاریخ اور اس کا اثر صفحہ ۳۸۷ (۳۰) مطبوعہ مدراس سنہ ۱۸۷۷ء۔

مسلمان ہونے سے مسلمانوں کی تعداد میں جلد ترقی ہوتی ہو۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر ذلت اور خواری کی حالت سے نجات پاتے ہیں اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے اپنی اور اپنی اولاد کی ترقی کرتے ہیں۔

مغربی ساحل پر مولانا قوم کے مسلمانوں کی تعداد بیچ قوموں کے مسلمان ہونے سے اس قدر جلد ترقی کر رہی ہو کہ چند سال میں مغربی ساحل کی کل بیچ قوموں کا مسلمان ہو جانا ممکن ہو۔

ساحل علیبارہی سے غالباً جزائر کادیپ اور مالدیپ میں اسلام کی اشاعت ہوئی جہاں اب بالکل مسلمان آباد ہیں۔ ان جزیروں میں عربی اور ایرانی تاجروں کی کوششیں اسلام پھیلا اور وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے ان تاجروں نے ان جزیروں میں آباد ہو کر وہاں کی عورتوں سے شادیاں کرنی شروع کیں اور اپنے مذہب کو پھیلائے کے لیے راستہ صاف کر لیا۔ جزائر کادیپ و مالدیپ کے پہلے مسلمان بادشاہ یعنی سلطان محمد شہنشاہ کا اسلام لائسنس عیسوی میں قیاس کیا جاسکتا ہو لیکن ممکن ہو کہ اس زمانہ سے تین سو برس پہلے مسلمان تاجروں نے اپنے مذہب کو ان جزیروں میں شائع کیا ہو۔ لیکن اس کے حالات تفصیل کے ساتھ بالکل دریافت نہیں ہوتے۔

مالی کے شہر میں جو ان جزائر کا پایہ تخت ہو شیخ یوسف شمس الدین کا مزار ہے۔ جزائر ایران کے شہر تبریز کے رہنے والے تھے اور ان کی نسبت مشہور ہو کہ جزائر کے سب لوگوں کو انہوں نے مسلمان کیا ان کی قبر کی اب تک بہت تعظیم ہوتی جو اور مزار کی

لے دوسری وہ سال مشرقی کانفرنس منعقد ہوئی کہ رپورٹ ملاحظہ صفحہ ۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲ (طبعہ کلکتہ ۱۹۰۶ء)
لے ابن بطوطہ۔ ق ۴۔ صفحہ ۳۳۔ ابن بطوطہ جزائر مالدیپ میں ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۰۱ھ تک قیام کیا اور یہاں کے وزیر کی بیٹی
اُس نے شادی کی یہ جزیر سلطان داؤد کا پوتا تھا اور سلطان داؤد شہنشاہ کا پوتا تھا۔ ق ۴۔ صفحہ ۱۰۱۔ اس عبارت
سے ظہور کی تاریخ جو سلطان شہنشاہ کے سلطان ہوئی ہم نے بیان کی ہو قیاسی طور پر قریب کی گئی ہو۔ جزائر مالدیپ
صفحہ ۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸ (طبعہ کلکتہ ۱۹۰۶ء)

شہزادوں نے خلیفہ عزامین عبدالعزیز کی دعوت سے اسلام قبول کیا۔ ساوندری کے لوگوں نے محمد قاسم کی اطاعت قبول کر لی تھی اور ان کو امان اس شرط پر ملتا تھا کہ وہ مسلمانوں کی مداخلت کریں گے اور رستہ بتانے کے لیے آدمی دیں گے۔ مؤرخ بلاذری نے محمد قاسم کے زمانہ سے سو برس بعد لکھا ہے کہ اُس کے وقت میں ساوندری کے لوگ مسلمان تھے۔ محمد قاسم کے مراسلات میں ہندوؤں کے مسلمان ہونے کا کثرت ذکر آیا ہے۔

عربوں کا قاعدہ تھا کہ جب ان کے اول حملہ کا جوش خروش جو سخت بلا انگیز ہوتا تھا دشمن کو شکست دیکر دھمکا جاتا تھا تو وہ مضبوطی کے ساتھ سلوک سے پیش آتے تھے اور ان کو مذہبی آزادی دیتے تھے اس لیے اہل عرب کے زمانہ میں ہندوؤں نے اپنی خوشی اور رضا مندی سے اسلام قبول کیا۔ برہمن آباد پر جب اہل عرب سخت حملہ کر کے قابض ہوئے تو وہاں کے لوگوں کو مندروں کی مرمت کی اجازت دے دی کیونکہ ان ہی مندروں سے برہمنوں کا گزارا ہوتا تھا اور کسی شخص کو اُس کے مذہب کی پیروی سے منع نہ کیا۔ اطاعت قبول کرتے ہی دشمن کو امان اور اُس کے دین و دین پر قائم رہنے کی اجازت مل جاتی تھی۔

نویں صدی کے اخیر نصف حصہ میں جب خلافت بغداد طح طرح کی شکلوں میں مبتلا ہو گئی تو سندھ کی طرف سے غفلت ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سندھ کی حکومت چھوٹے چھوٹے امیروں میں تقسیم ہو گئی۔ ان میں مدائن اور منصورہ کے امیر بہت قوی تھے اس نفاق و تقسیم نے مسلمانوں کی ملکی طاقت کو ضعیف کر دیا اگرچہ یہ انخطاط نویں صدی

عہد میں عبدالملک کے وزیر خلیفہ بلیان کا انتقال ہوا تو اٹھارہویں صدی میں عزامین عبدالعزیز سریر خلافت پر بیٹھا اُس نے ہندوؤں کے راجاؤں سے خلیفہ کی اطاعت اور اسلام قبول کرنے کے لیے کہا ان راجاؤں نے عزامین عبدالعزیز کا حال سنا تھا کہ وہ کیسی ایک فطرت اور مدد کا پکا ہے۔ پس جیشیا اور دار راجاؤں نے مسلمان ہو کر اپنے نام عربوں کے سے رکھے۔ ریشیا

عیسوی کے شروع ہی سے پیدا ہو گیا تھا جبکہ معصم یا نہ (۶۳۲-۶۳۱ء) کے عہد حکومت میں مسلمانان کے ہندوستانی حکومت کے آزاد ہو کر خود مختار ہوئے تھے لیکن ان ہندوؤں نے مسلمانوں کی مسجد کو جو ان کی ریاست میں بھی صحیح سلامت رہنے دیا۔ مسلمان مسجد میں جا کر نماز پڑھتے تھے اور کوئی دست اندازی نہ کرنا تھا۔ مسلمان کے مسلمان اپنی پوٹیکل آزادی کو قائم رکھنے میں کامیاب رہے اور راجاؤں کو یہ دہلی دیکر ان کے حلوں سے بچتے رہے کہ اگر ہمہ فوجی کی گئی تو وہ بت توڑ دیا جائیگا جس کی ہندو تعظیم کرتے ہیں اور اس کی پوجا کیلئے دیں دیں سے آتے ہیں۔ لیکن اس زوال سلطنت کے زمانہ میں بھی اسلام کی ترقی برابر جاری رہی۔ ملک سیفان جو کشمیر کا مل اور مسلمان کے بیچ میں کہیں واقع تھا اس کے بادشاہ کے مسلمان ہونے کا حال مومخ بلاوری نے اس طرح لکھا ہو کہ اس ملک کے لوگ ایک بت کو پوجا کرتے تھے جس کے لیے انہوں نے ایک مندر بنایا تھا ایک دفعہ وہاں کے راجہ کا بیٹا بپا پڑا راجہ نے مندر کے برہمنوں کو بلایا کہ کما کہ دیوتا سے دعا مانگو کہ میرا بیٹا اچھا ہو جاوے۔ برہمن یہ سن کر چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد راجہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے دعا کی تھی وہ قبول ہوئی۔ لیکن زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ راجہ کا بیٹا مر گیا۔ اس پر راجہ نے مندر کو مسمار کیا۔ حجت کو توڑ کر برہمنوں کو قتل کر دیا۔ اور مسلمان تاجروں کو اپنے پاس بلایا جنہوں نے راجہ کو توحید کا یقین دلایا۔ راجہ فوراً ایمان لایا۔ اسی طرح اور مسلمان تاجر بھی جن کے گروہ ہندوستان میں بے بت پرست شہروں میں تجارت کرتے پھرتے تھے تبلیغ اسلام کا باعث ہو جاتے تھے۔ دسویں اور بارہویں صدی کے جزا فیدانان عرب نے ان شہروں کے نام لکھے ہیں جو ساحل یا ملک کے اندر واقع تھے اور جہاں مسلمانوں نے مسجدیں بنائی تھیں اور چند راجاؤں کی حفاظت اور سرپرستی میں رہتے تھے ملک اپنے آئین و قوانین کے ساتھ وہاں آباد رہتے

۱۔ سنہ ۷۸۰ء سے ۷۸۱ء کے درمیان سے جو کچھ کہ جنہی ضلع ہو لکھ البلازی۔ حصہ ۲۶۶ ص ۱۱۷ الیٹ۔ پل جہ
صفحہ ۲۸۰-۲۸۱ البلازی۔ صفحہ ۲۲۶۔

تعداد میں اضافہ کیا۔ چار سو برس گزرے کہ فرقہ اسماعیلیہ کے ایک بزرگ پیر صدر الدین نے اپنے مذہب کو سندھ میں شائع کیا اور ان اصولوں کے مطابق جو اس مذہب میں اپنے تئیں دو سرور کے مناسب حال بنانے کے لیے رائج ہیں پیر صدر الدین نے اپنا نام ہندوؤں کا سار کھا اور ہندو مذہب کے بعض عقائد کو تسلیم کر لیا تاکہ اسماعیلیہ مذہب کی اشاعت میں آسانی ہو۔ ایک کتاب دس اوٹار ہندوؤں میں شائع کی جس میں حضرت علیؑ کو دشمن کا دشمن اور اتار لکھا ہے۔ یہ کتاب اسی وقت سے جو قوم کا مقدس صحیفہ سمجھی جاتی ہے اور تمام مذہبی موقعوں پر اور حالت نزع میں مریض کے بستر کے قریب پڑھی جاتی ہے۔ اس میں دشمنوں کے نو اور اتاروں کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن وہ ناقص ہیں اور صداقت کے کامل رتبہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکے جب تک کہ دشمنی مذہب میں اسماعیلیہ کے عقائد کا یہ سلسلہ شامل نہ کیا جاوے کہ حضرت علیؑ دشمنوں کے دشمن اور اتار ہو کر دنیا میں غمگین خرم ج کر نیا لے ہیں۔ علاوہ اس سلسلہ کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو برہما اور حضرت علیؑ کو دشمن اور حضرت آدم علیہ السلام کو شیو سے تعبیر کیا ہے۔ پیر صدر الدین کی ہدایتوں کو اول شمالی ہند کے دیہاتی لوگوں نے تسلیم کیا اور یہ ہندو اسماعیلیہ مذہب میں شامل ہو گئے ان پیر صاحب نے کچ میں ہی وعظ شروع کیا اور مذہب اسماعیلیہ میں ملک اشاعت پاکر گجرات اور سندھ میں پھیل گیا۔ اس مذہب کے پیر یعنی جو قوم کے لوگ مغربی ہند کے تمام شہروں میں اور بحر ہند کے ساحلوں پر کثرت سے موجود ہیں۔

واعیان ملت اسلامیہ میں پیر صدر الدین ہی پہلے شخص تھے جو ہندوستان میں آئے بلکہ لٹے آنے سے کئی سو برس پہلے اس مذہب کا ایک واعظ جس کا نام نور ستا گرتھا قلعہ الموت سے جہان اسماعیلیوں کا سردار رہتا ہے ہندوستان کو روانہ کیا گیا

۱۔ بیگزیر پانچویں صدی ۹۳۵ء خود تیانغ ۲۰۸۔ سر ہارڈ فیئر کی کتاب جو قوم۔ پہلے کے بڑے آدمی کی تصدیق قوم

یکیلن کا سیگن پرتیسویں جلد صفحہ ۴۳۲ و ۴۳۳۔ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء

رہا اور اُس کی زبان اور علوم سیکھے اور اُس کی کتابوں سے خوب واقف ہو گیا۔ اب ملا علی نے گرو کے سامنے اسلام کے عقائد بیان کیے اور آخر کار اُس کو مسلمان کر لیا۔ گرو کے ساتھ ہی بعض چیلوں نے بھی اپنا مذہب تبدیل کیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اس ملک کے راجہ کے وزیر کو پہنچی۔ وزیر گرو کے پاس آیا اور گرو کی اطاعت کی عادتیں اپنے میں پیدا کر کے مسلمان ہو گیا۔ لیکن ایک عرصہ تک گرو اور اُس کے چیلوں اور وزیر نے اپنے مسلمان ہونے کو راجہ کے خوف سے پوشیدہ رکھا۔ آخر کار وزیر کے مسلمان ہونے کی خبر راجہ کو پہنچی اور ایک دن وہ وزیر کے مکان پر آیا اور دیکھا کہ وزیر نماز پڑھ رہا ہے۔ راجہ غصہ سے بیتاب ہو گیا۔ وزیر بھی راجہ کے آنے کا منہ سمجھ گیا اور جان گیا کہ راجہ کا غصہ اس وجہ سے ہو کہ میں نماز میں صرغ ہوں پس وزیر نے بڑی دانائی سے یہ حیلہ کیا گویا وہ سانپ کے دیکھنے کو جھکا تھا اور منہ سے جو کچھ بولتا تھا وہ بھی سانپ ہی کا منہ تھا۔ راجہ نے یہ سن کر مکان کے گوشہ کی طرف نظر ڈالی۔ خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ راجہ کو اُسی جگہ ایک سانپ نظر آیا۔ وزیر کا عذر معقول معلوم ہوا اور راجہ کی بدگمانی جاتی رہی۔

کچھ عرصہ کے بعد راجہ بھی مسلمان ہو گیا لیکن راجہ کی مصیبتوں سے اُس نے اپنا مسلمان ہونا پوشیدہ رکھا۔ مرتے وقت البتہ اُس نے حکم دیا کہ اُس کا مردہ ہندوؤں کی رسم کے مطابق جلایا نہ جاوے۔

جب اس راجہ کا انتقال ہوا تو سلطان فیروز شاہ تغلق شہنشاہ دہلی (۱۵۳۱ء) کے عائد سلطنت میں سے ایک شخص سلطان ظفر نے صوبہ گجرات کو فتح کیا چند علاقے سنت جماعت کے جو سلطان ظفر کے ساتھ تھے شیخ نو مسلموں کو سنی کرنا چاہا چنانچہ کیرا کے ضلع میں پورہ قوم کے ایسے چند لوگ موجود ہیں جو سنی ہیں لیکن اکثر پورے شیخ ہیں۔

اور مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی ساڑھے پانچ سو برس کی حکومت میں صرف جلال الدین محمد شاہ کا زمانہ ایسا ہی جس میں بیان کیا گیا ہو کہ ہندوؤں پر ظلم ہوئے۔ افغانوں کے جو گروہ بنگال میں آباد ہوئے انہوں نے بھی یہاں کے ہندوؤں کو مسلمان کرنے میں بڑی کوشش کی۔ ان افغانوں کی جو اولاد ہندوؤں کے پیٹھے ہوتی تھی وہ تو بہرحال مسلمان ہوتی ہی تھی۔ مگر قحط کے زمانہ میں وہ مغلس ہندوؤں کے بچوں کو بھی کثرت سے خرید کر ان کی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر کرتے تھے۔ لیکن بنگالی فوسلوں کی کثرت ایسے شہروں میں نہیں ہو جو کسی زمانہ میں اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہے تھے بلکہ ان کی جس قدر کثرت ہو وہ دیہات میں یا ایسے اضلاع میں ہو جہاں مغربی صوبوں کے نوآبادی مسلمانوں کا نشان تک نہیں۔ بلکہ صرف بیچ قوموں کے ہندو قوم اور برادری سے خارج ہو کر وہاں کثرت سے آباد ہیں۔ فوسلوں اور بیچ قوم کے ہندوؤں میں اوصناع و اطوار کا ایک سا ہونا ذات کی تفریق کا ان میں موجود ہونا اور ان کی آپس کی جہانی مشابہت کسی چیز میں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ بنگال کے مسلمان اور بنگال کے اصلی باشندے ایک ہیں۔

۱۷۱۹ء صفحہ ۲۹۷ چارلس سٹیوارٹ۔ تاریخ بنگال۔ صفحہ ۱۷۱۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء) بیچ بلوک میں مضامین بنگال کے تاریخ و جغرافیہ پر ہے۔ ایسے لکھیں۔ بی۔ بیالہ سوین جلد صفحہ ۲۲۰ (مطبوعہ ۱۸۷۷ء) ۱۷۱۹ء انڈین ایوانجیلیکل ریویو جلد ۱۸۷۷ء۔ نیز مقابلہ کرو کرو پرنسپلین کا مضمون انڈین واکش ٹو دی سٹیڈی آف ہندو ازم دھکلتہ ریویو ستمبر ۱۸۷۷ء۔ ۲۳۴۲ء گرو پرنسپلین لکھتا ہے بنگال کے ایک کروڑ نوے لاکھ مسلمان ہیں سے پچیس ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے نہیں ہیں حکومت ہند لوگ کی جاعت میں شمار کیا جاوے باقی جس قدر مسلمان ہیں وہ کاشتکار اور مزدور اور ادنیٰ پیشہ روزی اور نوکر ہیں۔ یہ لوگ پہلے جہاں چل ذات کے ہندو تھے پھر وہ مسلمان کر لیے گئے۔ بحیثیت مجموعی بلکہ ہندوستان کے سب سے زیادہ خوشحال کاشتکاروں میں ہیں اور ان کی حالت بگائے تنزل کے جیسا کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی نسبت فرض کیا جاتا ہو روزانہ ترقی کی ہو۔ یہ لوگ کاشتکار ہونے سے بڑھ کر کبھی کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے اور تاریخ کے کسی زمانہ میں ہی وہ سرکاری ملازم یا سرکاری سپاہی یا زمیندار یا ہندوستان کے خارج یا فاتحین کے ساتھی نہیں رہے وہ بنگال ہی میں پیدا ہوئے بنگالی زبان ہی بولتے ہیں بنگالی خط لکھتے ہیں۔ بنگالیوں کا سلباس پہننے میں اور غذا بھی وہی رکھتے ہیں جو اور بنگالیوں کی ہو سوئے مذہب کے وہ سب باتوں میں بنگال کی رعیت سے مشابہ ہیں۔

صوبہ بنگال میں برخلاف شمال مغربی ہند کے اسلام کو کسی ایسے قومی مذہب کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا جو اُس کی ترقی میں مغل ہوتا۔ شمال مغربی صوبوں میں مسلمان حملہ آوروں کو خوب معلوم ہو گیا تھا کہ برہمنوں کا مذہب بد مذہب کو غارت کر کے بہت زور پکڑ گیا ہے اور باوجود مسلمانوں کی سخت گیری کے وہ ہندوؤں میں مخالفت کے وقت زور پیدا کر دیتا ہے اور جس کے سخت تکلیف اور ذلت کی ساعت میں ہی ہندوؤں کو اپنے سے علیحدہ نہیں ہونے دیتا۔ لیکن داعیان اسلام جب بنگال میں پہنچے تو بیچ ذات کے ہندو اور وہاں کے اصلی باشندے جو ہندوؤں کے مذہب سے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے اور اپنے آئین سرداروں کے ہاتھوں سے طح طرح کی ذلتیں اور اذیتیں اٹھاتے تھے مسلمانوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑے "ان لوگوں کے نزدیک جنہیں مغس ٹھہلی پکڑنے والے اڑنکائی اور قزاق اور ادنیٰ قوم کے کاشتکار تھے اسلام ایک اوتار تھا جو ان کے لیے اکاش سے اُترتا تھا۔ وہ حکمران قوم کا مذہب تھا اور اُس کے پھیلائے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانوں کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جس کو سب ذلیل و خوار سمجھتے تھے۔ اسلام کی ابتدائی رسوم ایسی ہوتی تھیں کہ ہندو کو مسلمان ہو کر پہ ہندو مذہب اختیار کرنا ناممکن ہو جاتا تھا اس لیے ہندو نو مسلم اور اُس کی اولاد ہمیشہ کو مسلمان ہو جاتی تھی۔ غرض اس طرح اسلام ہندوستان کے ایسے شاداب اور زرخیز خط پر شائع ہو گیا جو بڑی سے بڑی اور جلد سے جلد بڑھنے والی آبادی کو اپنی پیداوار سے پرورش کر سکتا ہو۔ جبراً مسلمان کرنے کے بھی واقعات کہیں کہیں بیان ہیں۔ لیکن جنوبی بنگال میں اسلام کو مستقل کامیابی جبر و اکراہ کی بدولت حاصل نہیں ہوئی بلکہ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور مفلسوں میں سے لاکھوں کو اپنا پیرو بنایا۔ اُس کی تعلیم نے خدا کا اور انسانی اخوت کا عالی ترین خیال پیدا کر دیا اور بنگال کی کثرت سے بڑھنے والی قوموں کو جو صد ہا سال سے ہندو کے طبقہ سے

قریب قریب خایج ہو کر ہزار ذلت و خواری کے ساتھ اپنے دن کاٹ رہی تھیں ان کو اسلام نے اپنی اخوت کے دائرے میں بلا تکلف شامل ہونے دیا۔

صوبہ بنگال میں تبلیغ اسلام کے لیے خاص کوششوں کا ہونا اس طرح سے ثابت ہوتا ہو کہ خاص خاص حامیان دین کے واقعات مشہور ہیں جنہوں نے اسلام کے پھیلانے میں کوششیں کیں۔ ان بزرگوں میں سے بعض کے مزاروں کی ایک لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ہر سال صد ہا آدمی ان کی زیارت کو جاتے ہیں۔ لیکن ان اعیان اسلام کے کاموں کا حال تفصیل سے نہیں دریافت ہوتا۔

موجودہ صدی میں صوبہ بنگال کے مسلمانوں میں مذہب کو از سر نو زندہ کیا گیا ہے اور بہت فرقوں نے جن کی اصل فرقہ دہلیہ سے ہوا اپنے واعظ اس ملک میں بھیجے تاکہ جو ہندو انی تعصبات و مسلکوں میں چلے آتے ہیں وہ رفع ہوں اور مذہبی حرارت پیدا ہو اور ہندوؤں میں اسلام اشاعت پاوے۔

ان واعظوں کی بدولت اور چند سوشل اور طبعی حالات کی وجہ سے جو ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد جلد بڑھا دیتے ہیں چند سال کے اندر ہی مسلمانوں کی مردم شماری میں تعجب انگیز ترقی پیدا ہوئی ہے۔ بعض اعیان اسلام کا حال جنہوں نے

۱۔ سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ہندوستان کے مذہب (اجارنامہ فروری ۱۸۸۱ء) دیکھو اور صفحہ ۱۳۲ ۲۔ دکان کی کتاب "رسول بلال اور صلیب" صفحہ ۱۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۰ء) اور صفحہ ۲۵۵ ۳۔ اور صفحہ ۴۰۴ - ۵۵۔ ۴۔ یہ بات مردم شماری کے نقشوں سے ثابت ہو گئی ہے کہ ہر دس ہزار آدمی جیسے سو آدمی شمالی بنگال میں اور ۲۹ آدمی مشرقی بنگال میں اور ۱۱ آدمی مغربی بنگال میں مسلمان ہو گئے ہیں یعنی کل بنگال میں بحساب واسطی دس ہزار ۱۵ لوگ مسلمان ہوئے ہیں یہ مسلمانوں کی یہ ترقی بہت اور اعلیٰ ترقی ہے۔ لیکن اگر یہی حال رہا تو ساڑھے چھ سو برس میں سارا بنگال مسلمان ہو جائیگا۔ بلکہ مشرقی بنگال صرف پندرہ برس میں اس حالت کو پہنچ جائیگا کہ ان کی آبادی بالکل مسلمان ہو جائے۔ ... مائیس برس گذرے کہ بنگال خاص میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے پانچ لاکھ زیادہ تھی۔ لیکن بیس برس سے کم کا عرصہ گذرا کہ جس میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کی برابر ہی نہیں ہوئی بلکہ اس سے پندرہ لاکھ بڑھ گئی۔ ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۰۱ء تیسری جلد بنگال کے جنوبی صوبہ اور اٹلی ریاستیں مولفہ سی جی اوڈل علی صفحہ ۴۶ - ۴۷ (مطبوعہ کلکتہ ۱۹۰۱ء)

اسلام کو ہندوستان کے ان حصوں میں شائع کیا جن کا اوپر ذکر نہیں آیا ہو یہاں لکھتے ہیں۔ ان بزرگان دین میں سب سے قدیم شیخ اسماعیل ہیں جو بخارا کے سادات عظام میں سے تھے اور علم ظاہر و باطن میں کامل تھے۔ ان کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ وہ داعطین اسلام میں سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے لاہور کے شہر میں جہاں مشنلہ عیسوی میں وہ آئے تھے وعظ کیا۔ ان کی مجلس وعظ میں سامعین کا ہجوم کثرت سے ہوتا تھا اور ہر روز صد ہا لوگ خلعت اسلام سے مشرف ہوتے تھے اور جو شخص ایک دفعہ ان کے وعظ میں آتا تھا وہ بغیر کلام توحید پڑھے اور اسلام پر ایمان لائے واپس نہ جاتا تھا۔

پنجاب کے مغربی صوبوں کے باشندوں نے خواجہ بہار الحق عثمانی اور بابا فرید پاک پٹنی کی تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا۔ یہ دونوں بزرگ تیرہویں صدی عیسوی کے قریب خاتمہ اور چودھویں صدی عیسوی کے شروع میں گزرے ہیں۔ بابا فرید شکر گنج کا تذکرہ جس مصنف نے لکھا ہو اُس نے تحریر کیا ہے کہ سولہ قوموں کو انہوں نے تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام کیا۔ لیکن افسوس ہے اس مصنف نے ان قوموں کے مسلمان ہونے کا مفصل حال نہیں لکھا۔

ہندوستان کے مشہور و معروف اولیائی کبار میں سے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ ہیں جنہوں نے ملک راجپوتانہ میں اسلام کی اشاعت کی۔ اور ۱۲۳۳ عیسوی میں اجیر میں ان کا انتقال ہوا یہ بزرگ بھجستان کے رہنے والے تھے جو ایران کے مشرق میں ہے مشہور ہے کہ خواجہ صاحب جب مدینہ طیبہ کی زیارت کو جاتے تھے تو ہندوستان کے کفار میں تبلیغ اسلام کا ان کو حکم ملا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔ جا اور اجیر میں سکونت اختیار

۱۲۵۱ مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء دوسری جلد۔ صفحہ ۲۳۵۔ یہ بزرگ شیخ بہار الدین زکریا کے نام بھی مشہور ہیں ۱۲۵۱ ایٹن صفحہ ۱۶۳ مولوی اصغر علی جاہر فریدیہ ۱۲۳۳ھ صفحہ ۲۹۵ (لاہور ۱۳۸۸ء)

خدا کی مدد سے دین اسلام تیرے اور تیرے ارادتمندوں کے تقدس سے اس سرزمین پر پہیل جاوے گی۔“ خواجہ صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اجیر میں آئے جہاں کا راجہ ہندو تھا اور جہاں ہر طرف بت پرستی پہیلی ہوئی تھی یہاں پہنچے ہی پہلے جس ہندو کو انھوں نے مسلمان کیا وہ ایک جوگی راجہ کا گرو تھا۔ رفتہ رفتہ بہت لوگ خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے اور انہوں نے بت پرستی چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ اب خواجہ صاحب کی شہرت سب طرف ہو گئی اور اخیر میں ہندوؤں کے گروہ کے گروہ اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوتے تھے۔ مشہور ہو کہ جس وقت خواجہ صاحب دہلی سے اجیر جاتے تھے تو رستہ میں سات سو ہندوؤں کو انہوں نے مسلمان کیا۔

تیرہویں صدی عیسوی کے اخیر میں ایک بزرگ بوعلی شاہ قلندر نے جو عراق عجم کے رہنے والے تھے پانی پت میں سکونت اختیار کی اور سو برس کی عمر پا کر ۳۲۲ھ عیسوی میں انتقال کیا۔ پانی پت کے مسلمان راجپوت جن میں تین سو مرد ہیں ایک شخص امیرنگہ کی اولاد سے ہیں جسکو شاہ صاحب نے مسلمان کیا تھا۔ قلندر صاحب کے مزار کی لوگ بہت تعظیم کرتے ہیں اور اُس کی زیارت کو جاتے ہیں۔

ایسے ہی ایک بزرگ شیخ جلال الدین ایرانی تھے جو چودھویں صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ میں ہندوستان میں آئے اور جنوبی آسام کے شہر سلٹ میں سکونت اختیار کی تاکہ وہاں کے بت پرستوں کو مسلمان کریں ان بزرگ کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور انکی کوششیں نہایت کامیاب ہوئیں۔

موجودہ زمانہ میں بھی بہت مسلمان ایسے ہیں جو ہندوستان میں اپنے مذہب کی اشاعت چاہتے ہیں اور اُن کو بہت کامیابی ہوتی ہو۔ ہندوستان میں ہر سال جس قدر لوگ مسلمان ہوتے ہیں اُن کی تعداد دس ہزار پچاس ہزار ایک لاکھ اور چھ لاکھ تک تخمینہ

اور ہندوؤں کے دین کی قباحتیں میرے دل پر کھل گئیں اور دل و جان سے دین اسلام قبول کیا اور اپنے آپ کو رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں میں گن لیا اور پھر دوبارہ عقل خدا داد نے مشورہ دیا کہ دین اور مذہب کی تحقیق میں کہ ہمیشہ کا عذاب اُسی پر موقوف ہو غفلت کرنا اور بے تحقیق کیے صرف بابا پ کی رسم سے گمراہی کے جال میں پھنسے رہنا کمال نادانی ہے۔ پس یہ خیال کر کے مشورہ اور رواجی دینوں کا حال دریافت کرنے لگا۔ اور بدون رعایت کسی دین کے ہر مذہب میں فکر و خوض کیا۔ ہندوؤں کے دین کو بخوبی تحقیق کیا اور اُن کے بڑے بڑے پندتوں سے گفتگو کی اور دین نصاریٰ کے اعتقاد کو بخوبی معلوم کیا اور دین اسلام کی کتابیں بھی دیکھیں اور عالموں سے بات چیت رہی اور سب دینوں کو منظر انصاف بغیر لگاؤ کسی دین کے سوچا اور خوب چھاننا سب کو غلطی اور گمراہی پر پایا سوائے دین اسلام کے کہ خوبی اُس کی اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ پیشوا اس دین کے جتنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خوبیوں اور اخلاق کے ساتھ موصوف ہیں کہ زبان اُس کے بیان سے عاجز ہو اور اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق جو اس دین کے اندر ہیں جو کوئی معلوم کرتا ہو خود جان لیستہ ہو کہ سبحان اللہ کیا سچا دین ہو کہ کوئی بات اُس کی ایسی نہیں ہو کہ جس میں معبود حقیقی کی طرف تو جہنم الحاصل اللہ کی عنایت سے حق اور ناحق مانند و ن اور رات اور او جائے اور اندھیرے کے جدا جدا ہو گیا۔ ہر چند کہ بہت مدت سے حال ساتھ نور اسلام کے منور اور موئے ساتھ کلمہ شہادت کے معطر تھا لیکن نفس اور شیطان نے عیش و آرام دنیا کے بے بنیاد کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور مدت تک حال ظاہری رسم کفر سے خراب رہا آخر جذبہ توفیق الہی کا بزبان حال فرمائے لگا کہ اس گوہر بے باک کب تلک پردہ کے صدف میں اور اس عطر راحت افزہ کو کمانک جابجے صندوق میں رکھے گا اس موتی کو

گلے کا مارنا چاہیے اور اس عطر کی خوشبو سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور علمائے باعلیٰ نے بھی فتویٰ دیا کہ دین اسلام کو چھپانا اور لباس اور وضع کفار کی رکنا جہنم کو پہنچاتا ہے سو انھم لحد کے سن بارہ سو چونتیس میں دن مبارک عید الفطر کے آفتاب اسلام اس فقیر کا ابرجہا ہے نکل کر جلوہ گر ہوا اور بھائی مسلمانوں کے ساتھ عید کی نماز پڑھی ہے۔

مولوی بقا حسین خاں نے جو شہر شہر و غلط کہتے ہیں کہیں برس میں دو سو اٹھاسی آدمیوں کو جو بسببی کان پورا جمیر اور او شہر و نکے رہنے والے تھے مسلمان کیا مولوی حسن علی کی تلقین سے پچیس آدمیوں نے اسلام قبول کیا جن میں سے پندرہ پونہ کے اور باقی حیدرآباد اور ہندوستان کے اور صوبوں کے رہنے والے تھے۔

۱۔ تحفۃ السند صفحہ ۳ (مطبوعہ دہلی شمس) مولوی حسن علی مرحوم نے مسلمانوں میں اپنے انتقال سے پہلے یہ تعداد بچہ کو بتائی تھی ۴۰۔ اپریل ۱۲۷۵ء کے اخبار رسد کو نیکل میں جو اطلاع مولوی صاحب کے انتقال کی چھپی اُس میں مفسد ذل حالات ہی مولوی صاحب مرحوم کی زندگی کے شائع ہوئے تھے مولوی صاحب نے مالابلی میں بت ذہین تھے اور توفیق سے سو صد میں انہوں نے بہت ترقی کر لی۔ کم عمر ہی میں اُنہوں کا امتحان پاس کیا اور انکو وظیفہ ملاحق بعد اُنہوں نے خلیفہ اے کلاس میں پڑھنا شروع کیا لیکن اس زمانہ میں انکو تلاش حق کا شوق پیدا ہوا اور پڑھنا لکھنا چھوڑ کر انہوں نے خلیفہ مذہب کے لوگوں سے مناسبت شروع کیا۔ فقروں پینڈو تو عیسائیوں سے ملاقات کی مگر جاؤں میں جا کر بیٹھے فکھل اور صحر اور شہروں میں گئے صرف خدایہ توکل اور اسکی رحمت کی امید اُنکی مددگار و معاون بنی ایک سال تک وہ مختلف مذہبوں کی تحقیق میں مصروف رہا اور سترہ میں انہوں نے پینڈو سکول میں میڈم سٹری قبول کی چونکہ وہ داعی اسلام ہونیکے لیے پیدا ہوئے تھے اسلئے انہوں نے اسلئے جس سے سوریہ ہوا ارتخاہ متی تھی چوڑا نا چاہا مولوی صاحب مرحوم کے دوستوں نے انکو منع کیا کہ کوئی نہ چھوڑیں مگر انہوں نے نہ مانا اور استغناء اعلیٰ کر دیا اور ایک ہزاری رسالہ فرار اسلام لکھا کہ کچھ زمانہ تک گذرا وقت کرتے رہی پڑھنے میں مسلمانا پرکشی لکچر انہوں نے دیے اور پھر وہ کلکتہ چلے گئے۔ یہاں انہوں نے انگریزی زبان میں ایک لکچر دیاس لکچر کا اثر تھا جیسا اثر ہو لکچر میں چاروں نے اسلام کے ریحی ہوئے کہ تسلیم کیا اور ایک مشہور بابو صاحب بابوین چند پال کی توجہ حالت ہوئی کہ قریب تاکہ وہ مسلمان ہو جاویں۔ پھر دھاکہ کے لوگوں نے مولوی صاحب مرحوم کو بلایا جہاں انکے دھڑا ور لکچروں نے لوگوں کے دلوں میں اُن کے نام کو انجک نقش کر رکھا ہو۔ کئی کتابیں اور رسالے اور اردو دار انگریزی کے لکچر مختلف شہروں میں دیے گئے مولوی صاحب مرحوم کی تعریف سے ہیں۔ ان تعریف سے مولوی صاحب کا نام تاریخی دیا جس میں ہمیشہ زندہ رہیگا تقریباً سو آدمی اُن کی کتابیں پڑھا اور لکچر سن کر مسلمان ہوئے انکو تا اسلام کا شوق جو اُنکے دل میں تھا انفر حالت میں ہی ظاہر ہوا چنانچہ جب منع کی حالت تھی تو اُن کی زبان سے یہ لفظ نکلے گئے اُنہا نے مذہب چھوڑا اور مسلمان ہو جاؤ۔ جب اُن سے پوچھا کہ کس سے بائیں کرتے تھے تو جواب دیا کہ ایک عیسائی سے گفتگو کرنا تھا۔

صوبہ بمبئی کے ضلع خاندیش میں قاضی سید صفدر علی نصیر آبادی کے وعظ سے لوہاروں اور اسلحہ سازوں کا ایک گروہ مسلمان ہوا۔ پچیس برس ہوئے کہ انہیں لوہاروں اور اسلحہ سازوں کے دو سو آدمی عجب طرح سے مسلمان ہوئے ناسک کے پیرس بیڑین پادری مدت سے کوشش کرتے تھے کہ ان لوگوں سے ہندو مذہب چھوڑا کر ان کو عیسائی کر لیں یہ ہندو لوہار اس پس و پیش میں تھے کہ عیسائی مذہب قبول کریں یا نہیں کہ بمبئی سے ایک درویش آئے جو ان کی عادات اور خصائل سے خوب واقف تھے اور انہوں نے وعظ کر کے سب ہندوؤں کو مسلمان کر لیا۔

تاج کل کے مسلمان واعظوں نے عیسائی مشنریوں کے سے طریقے اختیار کیے ہیں۔ مثلاً گلی کوچوں میں وعظ کتے ہیں کتا میں تقسیم کرتے ہیں اور دعوت مذہب کے لیے ایسے ہی اور کام اختیار کیے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں مسلمان واعظ بازاروں میں روزانہ وعظ کتے نظر آتے ہیں۔ بنگلور میں یہ طریقہ بہت عام ہے اور وہاں ایک واعظ جو کسی مسجد کے امام بھی ہیں اس قدر مشہور ہو گئے ہیں کہ بعض وقت ہندو بھی ان کو بلوا کر ان کا وعظ سننے ہیں۔ بازار میں وہ ہمیشہ وعظ کتے ہیں اور گزشتہ سات یا آٹھ برس میں بیالیس آدمیوں کو مسلمان کر چکے ہیں۔ بمبئی میں ایک واعظ شہر کے خاص خاص بازاروں میں روزانہ وعظ کرتا ہے۔ کلکتہ میں کئی مکان وعظ کتے کیلئے بنے ہوئے ہیں جہاں ہر وقت واعظ موجود رہتے ہیں اور جو لوگ مسلمان ہوتے ہیں ان میں کبھی کبھی یورپین عیسائی بھی ہوتے ہیں لیکن اکثر مفلوک الحال۔ زیادہ تر ہندو وہی ہوتے ہیں ہندوستان کے ایسے شہروں میں جہاں مسلمان بہت ہیں کثرت سے اسلامی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں اور ان میں سے بعض انجمنوں نے جہاں اور کام اپنے ذمے لیے ہیں ان کا کام

۱۔ بمبئی گزٹیر، جہاں جلد ۱۲ صفحہ ۵۷ بمبئی گزٹیر، جہاں جلد ۱۲ صفحہ ۵۷ انڈین ایو اٹھیکل رپورٹ ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۲۰
 ۲۔ کارسن نے تاسی لائیٹنگ ایڈیٹرز ہندوستانی دے ۱۸۵۰-۱۸۶۲ء صفحہ ۸۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۵۲ء) کا رس
 ۳۔ تاسی لائیٹنگ ایڈیٹرز ہندوستانی آئین ۱۲ صفحہ ۱۲ (پیرس ۱۸۵۲ء)۔

یہ بھی ہو کہ مسلمان واعظوں کو بازاروں میں وعظا کرنے کیلئے بھیجیں چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن حامی اسلام اجیرہ ہی کرتی ہیں۔ یہ انجمنیں واعظوں کو تنخواہ پر مقرر کرتی ہیں لیکن وعظا کرنے کا کام زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہیں جو دن بھر تو کسی پیشہ یا کام میں مصروف رہے اور شام کو فرصت کا وقت انہوں نے اس کارِ حسد میں صرف کیا۔

ہندوستان کے مسلمانوں میں دعوت اسلام کا جوش اب اس طرح صرف ہوتا ہے کہ پیادریوں کی تعلیم سے جو خیالات اسلام کی مخالفت میں پیدا ہو جاتے ہیں ان کو دور کیا جاوے۔ اس لیے مسلمانوں کا کام اب بجائے اشاعت کے زیادہ تر اسلام کے بچاؤ کرنے کا ہو بعض واعظ ایسے لوگوں میں مذہب کو پختہ کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں جنہیں اسلام کی بنیاد تو پڑ گئی لیکن مضبوطی نہیں ہوئی۔ بعض اس طرف مائل ہوتے ہیں کہ جاہل مسلمانوں کے ذہن سے ہندو اتنی تعصبات دور کر کے مذہب کو زیادہ پاک صورت میں ان کے دل پر نقش کریں۔ اس قسم کی کوششیں اکثر حالتوں میں قدیم داعیان اسلام کے ادھورے کام کو نکلیں دینے کیلئے کی جاتی ہیں۔ کیونکہ بعض صورتوں میں داعیان اسلام نے ہندوؤں کو اچھی طرح مسلمان نہیں کیا۔ بہت سے برائے نام مسلمان ایسے موجود ہیں جو آدھے ہندو ہوتے ہیں۔ ذاتوں کا فرق مانتے ہیں۔ ہندوؤں کے تہوار مناتے ہیں اور بت پرستی کی اکثر رسموں کے پابند ہیں بعض اضلاع میں جیسے میوات اور گورگانوہ میں بہت مسلمان ایسے ہیں جو اپنے مذہب سے بجز نام کے کچھ واقفیت نہیں رکھتے۔ نہ ان کے ہاں مسجدیں ہیں اور نہ وہ نماز کے پابند ہیں یہ حال خاص کر ان دیہات یا ایسے مقامات کے مسلمانوں کا ہے جو مسلمانوں کے بڑے شہروں سے دور واقع ہیں۔ شہروں میں مولویوں کی وجہ سے بہت سے قدیم تعصبات نومسلموں کے دل سے رفع ہو جاتے ہیں اور ان کی مذہبی زندگی زیادہ عقل اور پاکیزگی سے مبرہ ہوتی ہے۔ چند سال سے ہندوستان کے مسلمانوں میں عام طور پر اس بات کی تحریک دریافت ہوئی ہے کہ نوجوان مسلمانوں میں

علم طوطی پاس بات کی تحریک دیا نہ تھا۔ ہوتی ہوئی کہ جو ان مسلمانوں کی کسی طرح مذہبی تعلیم کو ترقی دینا چاہتے تھے تاکہ ان میں مذہب کی پابندی کا اچھی طرح خیال پیدا ہو۔ تعلیم کے عام ہونے سے مذہبی اصولوں کو زیادہ غور اور تجسس کے ساتھ سمجھا جاتا ہے اور مذہبی معلم ایسے اضلاع میں بھی زیادہ ہو گئے ہیں جن کی طرف پہلے کسی کو توجہ نہ تھی۔ اصلاح مذہب کی تحریک خواہ وہ کسی وجہ سے پیدا ہوئی ہو ہندوستان کے ہر حصہ میں دیکھی جاتی ہے مثلاً پنجاب کے مشرقی اضلاع میں غدر کے بعد سے مسلمانوں میں مذہب کی بہت ترقی ہوئی ہے۔ وعظوں نے تمام ملک میں شہر شہر سفر کیا اور مسلمانوں کو بہت پرستی کی رسمیں چھوڑنے کی تاکید اور راست پر چلنے کی ہدایت کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے بہت سے گاہروں میں جہاں مسلمانوں کے پاس زمینیں تھیں مسجدیں تعمیر ہو گئیں اور بہت پرستی کی موٹی باتیں جو علانیہ مانی جاتی تھیں بند ہو گئیں۔ راجپوتانہ میں بھی دیہات کی وہ ہندو قومیں جو وقتاً فوقتاً مسلمان ہوئیں صوم و صلوٰۃ کی زیادہ پابند ہو گئی ہیں۔ بعض رسمیں جو ان میں اور ہندوؤں میں ایک سی تھیں چھوڑ دی گئی ہیں مثلاً مرثیہ قوم کے مسلمان اب شادی میں بجائے پھیروں کے نکاح پڑھتے ہیں اور جنگلی سور کے گوشت کو بھی حرام سمجھتے ہیں۔ صوبہ بنگال میں ایسی مذہبی اصلاح اور ترقی کا ذکر ہم پہلے کی کتاب میں کیا ہے۔

لیکن اس قسم کی تحریکیں اور دعوت اسلام میں شخصی کوششیں ہندوستان میں مسلمانوں کی ترقی تعداد کی پوری پوری توجیہ نہیں کرتیں۔ اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علاوہ معمولی ترقی کے جو کسی قوم کی تعداد میں معمولاً ہوا کرتی ہے وہ کون سے اسباب ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی تعداد کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھا دیا۔ اس کا جواب ہندوؤں کی سوشل کیفیت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اونچی ذات کے ہندو نیچی ذات کے ہندوؤں کو نہایت ذلیل و خوار سمجھتے ہیں اور جب کسی نیچی ذات کے ہندو کو اپنی ترقی کا خواہاں پاسے میں تو اس کو

طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب ان باتوں کا ایسے مذہب سے مقابلہ کیا جاتا ہے جس میں کوئی ذات سے خارج نہیں ہو سکتا اور ہر شخص کو ترقی کرنے کیلئے آزادی ملتی ہو تو اسلام کے حقیقی فوائد دل پر روشن ہو جاتے ہیں بنگال کے جلابے جو سوئی کپڑا بنے ہیں ان کو ہندو بہت ناپاک جانتے ہیں اس لیے یہ جلابے مسلمان ہو جاتے ہیں تاکہ کسی طرح اس ذلیل حال سے چھٹکارا ہو۔ بنگال کے شمال مشرقی حصہ میں اسی طرح کا ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ ۱۹۵۷ء میں کوچ کے ہندوؤں نے جو ہندوستان کے اصلی باشندے تھے سردار باجو کے زمانہ میں کوچ میں اپنا راج قائم کیا جب باجو کا بیٹا راج کا مالک ہوا تو ریاست کے بڑے لوگ تو ہندو کی اونچی ذاتوں میں شمار ہونے لگے۔ اور غریب رعایا نے یہ دیکھ کر کہ اپنی ہی قوم اور برادری کے آدمی اب ہکو ذات سے خارج سمجھے ہیں اسلام قبول کر لیا۔ غرض اسی طرح کی بہت مثالیں ہندوستان کے ہر ایک صوبے کی تاریخ سے بیان ہو سکتی ہیں اگر کوئی ہندو کسی طرح ذات سے خارج ہو جاتا ہو اور اس کے عزیز اور دوست اسی وجہ سے اس سے ملنا جلتا چھوڑ دیتے ہیں تو اس کو قدرتی طور پر ایسے مذہب کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہو جو ہر شخص کو بلا امتیاز اپنا شریک بناتا ہو اور اپنی سوسائٹی میں اس کو وہی رتبہ دیتا ہو جو شائستگی اور تہذیب کے لحاظ سے اس کو اپنی قدیم سوسائٹی میں حاصل تھا۔ اس طریقہ سے جو ہندو مسلمان ہوتے ہیں ان کو تبدیل مذہب کے وقت اسلام کے ساتھ جس قدر جوش عقیدت ہو وہ کم ہو لیکن ایسے ہندو بھی جن کو اپنے دیوتاؤں کے نام اور ان کی گنتی تک یاد نہیں ہوتی ذات سے خارج ہونے کا بہت غم کرتے ہیں اور بغیر اعتقاد کے مسلمان ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کا علم ادب پڑھنے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے سے بھی ہندوؤں پر اسلام کا ایسا اثر پڑتا ہے جس کو وہ دور نہیں کر سکتے۔ راجپوتانہ اور تبدیل کنندہ کے رجحوت راجاؤں اور سرداروں

۱۷ ڈاکٹر مسعود ۳۲-۱۷ ہندوستان کے اصلی باشندہ ہندوؤں کے مذہب کی نیوکرا کیا۔ اگر اس کا حال پڑھنا ہو تو سر الفرڈ لائل کی کتاب ایشیاٹک سٹڈیز کا صفحہ ۱۰۶-۱۰۷ دیکھو۔ ۱۷ ڈاکٹر مسعود ۸۰۔

میں اب تک اسلام کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ اور یہ ایسا ہے کہ اگر تیسری سلطنت سلامت رہتی تو یہ سب راجہ اور سردار کبھی کے مسلمان ہو گئے ہوتے۔ یہ لوگ درویشوں اور پیروں کی تعظیم و تکریم ہی نہیں کرتے بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے مسلمانوں کو معلم اور اتالیق مقرر کرتے ہیں۔ شریعہ کے بموجب جانور کو ذبح کر کے کھاتے ہیں اور بعض اسلامی مجلس میں فقیرانہ لباس پہن کر شریک ہوتے ہیں اور ان موقع پر مسلمانوں کی طرح عبادت کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ملک پر ایسی گورنمنٹ تسلط ہے جو مذہبی معاملات میں کسی فریق کی مطلق طرف داری نہیں کرتی تو اسلام کی اشاعت میں یہ نسبت اُس زمانہ کے زیادہ ترقی ہوگی جبکہ مسلمانوں کی حکومت تھی اور ہندو اپنے مسلمان دشمنوں سے ہمیشہ دست و گریبان رہتے کیونکہ جسے آپس میں زیادہ متفق اور قوی ہو گئے تھے۔ مزاروں اور درگاہوں میں عرس کے وقت ہندو بھی شریک ہوتے ہیں۔ اور ایک بے اولاد شخص جو ہزاروں خداؤں کو ماننا ہو اس خیال سے کہ مراد مانگنے میں کوئی خدا چھوٹا نہ جائے مسلمانوں کے خدا کو بھی اپنی فریاد سناتا ہے۔ اگر اس کے بعد وہ صاحب اولاد ہو گیا تو اُس کا سارا کنبہ (چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہے) مسلمان ہو جاتا ہے۔

کبھی یہ ہوتا ہے کہ کسی ہندو کو کسی مسلمان عورت سے عشق پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ بغیر اس کے اُن میں شادی ہونی ممکن نہیں۔ کیونکہ اسلامی شریعت میں مسلمان عورت

سے سزاوارتہ نہیں ہے (ایشیاٹک سوسائٹی کے صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے کہ بعض موقعوں پر ہندو سرداروں نے اسلام قبول کر کے اس کی طرف صاف صاف میلان خاطر ظاہر کیا)۔ گزیر صوبہ اودھ پہلی جلد صفحہ ۱۹۷ جو ہندو اس طرح مسلمان ہوئے اُن کی صرف ایک مثال یہاں بیان کرتے ہیں۔ ضلع کانپور میں موضع گہاٹم پور میں ہندوؤں کا ایک بڑا خاندان ہے۔ اس خاندان کی ایک بڑی شاخ اپنے کسی بزرگ گہاٹم دیو بائیس کی منت سے مسلمان ہو گئی۔ گہاٹم دیو نے مارشاہ کے مزار کا منت لائی تھی کہ اگر اُس کے ہاں لونا پیدا ہو تو اُس کی آدھی اولاد مسلمان ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (گزیر ضلع کانپور)۔ و شمالی جمعی جلد صفحہ ۱۰۹ (۱۸۸۰ء) ہندوؤں میں مسلمان ہونے کا سارا کنبہ گہاٹم دیو کی منت سے مسلمان ہو گیا۔ صرف ملک مغربی و شمالی اودھ میں تیس لاکھ تین ہزار چھ سو تین تالیس ہندو (یعنی ہندوؤں کی تعداد میں سے ۰.۰۰۱ فیصدی ہندو) ایسے تھے جنہوں نے اپنے تئیں پرست لکھو یا (ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۱۱ء - جلد ۱ - صفحہ ۲۲۲-۲۱۷) (الہ آباد ۱۹۱۱ء)۔

نکاح کا فہم قطعاً ممنوع ہے۔ ہندوؤں کے بچوں کو اگر کسی دہلیزدہ مسلمان نے قبضہ کر لیا تو مسلمانوں کے طریقے پر انکی تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کی بیوی بنی تو وہ بھی خاوند کے مذہب میں آجاتی ہے۔ چونکہ اس کے برعکس کوئی عمل نہیں ہو سکتا (یعنی مسلمان ہندو نہیں بن سکتا، اس لیے ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد ترقی پر ہے۔ ہندو جو کسی وجہ سے ذات برادری سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے مغض ہندو جو مسلمانوں کی خیرات پر پلٹے ہیں یا عورتیں اور بچے جو ماں باپ اُن کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور وہ مسلمانوں کی حفاظت میں آجاتے ہیں (چنانچہ قحط سالی میں اکثر ایسا ہوتا ہے) تو وہ بھی مسلمان کر لیے جاتے ہیں اور اس طریقے سے مسلمانوں کی تعداد میں ہندوؤں کے ہاں سے برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے بعض دفعہ مقامی حالات ایسے پیش آتے ہیں جس سے اسلام کی اشاعت میں ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ ترائی کی بعض بستیوں میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعداد تقریباً برابر ہوتی ہے۔ اگر کبھی مسلمانوں کا کچھ شمار بڑھ گیا تو گاؤں کشی کے جھگڑے اٹھائے جاتے ہیں اور ایسی باتوں سے جو ہندوؤں کو مذہباً ناگوار ہوتی ہیں فساد برپا کیے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہندو رفتہ رفتہ گاؤں چھوڑ کر چل بیٹے ہیں۔ صرف چار کاشتکار جو مسلمان زمینداروں کے نوکر ہوتے ہیں رہ جاتے ہیں۔ یہ لوگ کچھ دنوں کے بعد مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اور دلی اعتقاد سے نہیں بلکہ تنہائی اور علیحدگی کی تکلیف سے بچنے کے لیے اپنا مذہب چھوڑ دیتے ہیں۔

ملک اودھ کے بعض زرعی اضلاع میں نیچی ذات کے ہندوؤں کا مسلمان ہونا عجیب طرح سے پیش آتا ہے اگرچہ اودھ میں مسلمانوں کی تعداد کل حصوں کی مردم شماری کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے لیکن جہاں جہاں مسلمان کاشتکاروں کے گروہ موجود ہیں

ملک مغربی شالی کی مردم شماری کی کیفیت کے متعلق مصنف ایڈورڈ وارنٹ صفحہ ۶۱ (الآباد ۱۹۱۱ء)

ملک مغربی شالی کی مردم شماری کی کیفیت کے متعلق مصنف ایڈورڈ وارنٹ صفحہ ۶۳ (")

ملک مغربی شالی کی مردم شماری کی کیفیت کے متعلق مصنف ایڈورڈ وارنٹ صفحہ ۶۱ (الآباد ۱۹۱۱ء)

ذاتوں کی تفریق نہیں ہو اور یہی بڑی چیز ہے جس سے وہ ہندوؤں کو کثرت سے اپنا پیرو بناتا ہے۔

اس باب کو ختم کرنے کے لیے اب کشمیر اور سرحد ہندوستان سے باہر ملکیت کا حال لکھنا باقی ہے۔ ہندوستان کی تمام دیسی ریاستوں اور انگریزی صوبوں سے سوا صوبہ سندھ کے کشمیر میں مسلمانوں کی تعداد کیا بلحاظ شمار کے اور کیا بلحاظ نسبت کے سب سے زیادہ ہے (یعنی کشمیر میں مسلمان ستر فی صدی آباد ہیں) کشمیر کے تقریباً کل مسلمان ہندوؤں اور باشعند گن بت کی نسل سے ہیں۔ لیکن تاریخی حالات جن سے وجہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کی یہ کثرت کس طرح ہوئی نہایت قلیل ہیں۔ جس قدر تاریخی شہادتیں ہسم پہنچتی ہیں اُن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ درویشوں اور پیروں نے (جن میں مذہب اسماعیلیہ کے دعاۃ بھی الموت سے آکر شریک ہوئے) جو متواتر کوششیں تبلیغ اسلام کیلئے مدت تک جاری رکھیں وہ ہی اس ترقی کا باعث ہوئیں۔

یہ بات بتانی مشکل ہے کہ کشمیر میں اسلامی تحریک کی ابتدا کس زمانہ میں ہوئی۔ کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان پادشاہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ اُس نے چودھویں صدی عیسوی کے شروع میں کسی درویش بلبل شاہ نامی کی ہدایت اور تلقین سے اسلام قبول کیا۔ اور صرف ہی شاہ صاحب تھے جنہوں نے بادشاہ کو تحقیق حق میں مطمئن کیا۔ کیونکہ اس بادشاہ کو اپنے قدیم مذہب کی طرف سے اطمینان نہ تھا اور کسی نئے مذہب کو قبول کرنے کی تلاش میں رہتا تھا۔ ۱۳۸۸ء عیسوی کے قریب سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے اور اُن کی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ یہ بزرگ جب تیمور کے معسوب ہوئے تو اپنے وطن ہمدان کو چھوڑ کر جو فارس میں ہے کشمیر میں چلے آئے اور سات سو سید اُن کے ہمراہ تھے جو کشمیر پہنچ کر مختلف مقامات میں عزت گزین ہوئے۔ اور اپنے

اثر سے ہندوؤں کو مسلمان کرتے رہے ان کی کوششوں سے تعصب کو بھی بہت تحریک ہوئی یہاں تک کہ سلطان سکندر (۱۱۹۳ء تا ۱۲۰۶ء) نے ہندوؤں کے بتوں اور بت خانوں کو توڑ کر بت شکن کا لقب اختیار کیا۔ سلطان سکندر کے وزیر اعظم نے جو ہندو سے مسلمان ہوا تھا ہندوؤں پر ظلم کئے لیکن اُس کے مرنیکے بعد مذہبی آزادی کا اصول پھر اس سلطنت کا دستور العمل بن گیا۔ پندرہویں صدی عیسوی کے ختم ہونے کے قریب ایک بزرگ میشرنس الدین جو شیعہ مذہب رکھتے تھے ملک عراق سے کشمیر آئے اور اپنے مریدوں کی مدد سے انھوں نے کشمیر کے بہت لوگوں کو مسلمان کر لیا۔

اکبر اعظم کے عہد میں جب کشمیر سلطنت مغلیہ کا ایک صوبہ ہو گیا تو اسلامی اثر و ملک میں استحکام ہوا۔ اور علمائے دین کثرت سے کشمیر میں پہنچ گئے۔ عالمگیر کے زمانہ میں کشمیر کے راجپوت راجہ نے سید شاہ فرید الدین کی کرامات مشاہدہ کر کے اسلام قبول کیا اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہو گئی۔ شایان مغلیہ نے جس راستے سے ترقی دولت کیلئے کشمیر میں آمد و رفت لکھی اُس کے کناروں پر ایسے راجہ اب تک موجود ہیں جن کے جہسپوت بزرگوں نے بہت سے اسلامی طریقے اختیار کر لیے تھے۔

کشمیر کے شمال میں اسکردو یا تبت خرد ہے جس میں تین سو برس سے مسلمان موجود ہیں لیکن اسلام کی اشاعت کے بہت دانی حالات جو اس ملک میں گزرے اُن کی نسبت مختلف ہیں۔ تبت کے گوشہ شمال مشرق میں بدھ مذہب کے لوگوں میں اسلام شائع ہوتا جاتا ہے اور کشمیر کے مسلمان تاجروں نے تبت خاص میں بھی اسلام کا چہرہ چا کر دیا ہے۔ ملک کے تمام بڑے شہروں میں کشمیری سوداگروں کے گروہ آباد ہیں۔ لاسالیا

۱۔ تاریخ فرشتہ چوتھی جلد۔ صفحہ ۴۶۴ تا ۴۶۹۔

۲۔ ایف ڈیور "جمو اور کشمیر کی ریاستیں" صفحہ ۱۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۴ء)

۳۔ جے۔ ڈی۔ کننگہم "تاریخ سکا" صفحہ ۱۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۳۵ء عیسوی۔)

جو تبت کا پایہ تخت ہے ان کشمیری سوداگروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ یہ لوگ
تبت کی عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جو اکثر اپنے خاوندوں کا مذہب اختیار کر لیتی ہیں مسلمان
اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے علانیہ کوئی کوشش حکام تبت کے خوف سے نہیں کر سکتے ہیں۔
ملک میں اسلام سے ایران اور چین کے صوبہ یامان کی سمت سے بھی راہ کی ہے۔

۱۵ ان واقعات کے بعد خود لاسا کے لانا گردنے بجکوا اطلاع دی ہے۔
۱۶ لے یاسٹین کے گشیخے دیرا بنڈو چینزن "صفر ۱۵۹۱ (لاپ زک ۱۵۹۱ء)

باسم

ملک چین میں اسلام کی اشاعت

صرف چند سال سے لوگوں کو چین کے مسلمانوں کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کسی کو اُن کا خیال نہ تھا۔ یہ بے توجہی بھی تعجب سے خالی نہیں کیونکہ چین میں مسلمانوں کا موجود ہونا ایک عرصہ سے یورپ کے لوگوں کو معلوم تھا اور مدت ہوئی کہ یورپ کے ساحلوں نے اُن کا ذکر اپنی کتابوں میں لکھا تھا۔ تیرہویں صدی عیسوی میں اول مارکو پولو نے مسلمانوں کا حال لکھا جن سے وہ چین کے سفر میں ملا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صوبہ کاراجان میں (جس کو اب یامان کہتے ہیں) مختلف قسم کے لوگ آباد ہیں۔ ان میں سارا سین (مسلمان) اور بت پرست ہی نہیں ہیں بلکہ کچھ نسطوری عیسائی بھی شامل ہیں۔ اسی طرح شہر سنجو کے حال میں (جس کو آج کل سیننگ فو کہتے ہیں) لکھا ہے کہ یہاں کی آبادی میں بت پرست اور مسلمان اور تھوڑے سے نسطوری عیسائی ہیں۔

سترہویں صدی کے اخیر اور اٹھارہویں عیسوی کے شروع میں فرقہ جیو سوئٹ کے پادروں اور مشنریوں نے بھی چین کے مسلمانوں کا اکثر ذکر کیا۔ لیکن اُن کے تاریخی حالات تحقیق کرنے یا تصدیق اور حالات کو معلوم کرنے کی طرف ان پادروں نے توجہ نہیں کی۔ یہ نہ تھا کہ وہ تھاکہ یورپ کے لوگوں کو چین کے مسلمانوں کے ساتھ کچھ دلچسپی نہ تھی۔

لے کرنل ایل کا مارکو پولو۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۹۔ ملے کرنل یول کا مارکو پولو۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۴۱۔

ملے جرجی دجری سوم کے حالات۔ دوسری جلد صفحہ ۶۶، ۶۷، ۶۸ (مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء) ایضاً پہلی جلد صفحہ ۶۱، ۶۲

(لندن ۱۸۵۷ء) جے بی وڈالڈس۔ "ملک چین کا بیان"۔ قوم۔ ۱۔ صفحہ ۱۳۳ (مطبوعہ پیرس ۱۸۵۷ء)

چین کے مسلمانوں کے متعلق غیر ملکوں کے مسلمانوں کے پاس بھی کوئی ذریعہ معلوم ہوا
سوائے ابن بطوطہ کے جس نے چودھویں صدی عیسوی میں چین کا سفر کیا موجود نہیں ہے۔
ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ چین کے مسلمان مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے جو اسلامی ملک
سے اُن کے پاس پہنچا تھا۔ چین کے ہر ایک شہر میں شہر کا ایک حصہ مسلمانوں کے رہنے
کے لیے مخصوص ہوتا ہے جہاں اُن کی مساجد ہوتی ہیں۔ چین کے لوگ مسلمانوں کی
عظمت اور توقیر کرتے ہیں۔

لیکن جس وقت چین کے صوبہ یانان میں مسلمانوں نے بغاوت کی جس کو میں بر
ہوئے کہ بہت زور پر تھی تو کل دنیا کو مجبوراً ماننا پڑا کہ چین میں بھی مسلمان کثرت سے موجود ہیں
اس موقع پر مسلمانوں کے حال میں دو کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں سے ایک کتاب میں جو پروفیسر
وسلیف کی تالیف سے ہے اس بات کا خوف پیدا کیا گیا ہے کہ چین میں مسلمانوں کی ایسی کثرت
سے جس کا پہلے کسی کو گمان تک نہ تھا یورپ کی تہذیب و شائستگی کو خطرے میں پڑ جانے کا
اندیشہ ہے۔ اور یہ کہ ایک دن اسلام چین کا قومی مذہب ضرور ہو جائیگا۔ پروفیسر وسلیف
لکھتا ہے کہ اگر چین کے ملک جس میں دنیا کی آبادی کا تہائی حصہ آباد ہے مسلمان ہو کر اسلامی
سلطنت کی صورت قبول کر لی تو مشرقی ملکوں سے جو تعلقات چلے آتے ہیں اُن میں سخت
انقلاب پیدا ہوگا۔ جس وقت اسلام کی دنیا جبل طارق سے لیکر بحر الکاہل تک پھیل جائیگی تو
ضرور ہے کہ ہر ایک دفعہ مسلمان سر اٹھائیں اور مسیحی دنیا میں چل ڈالیں۔ اگر چینوں کی
عافیت پسند اور محنتی زندگی متعصب مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی تو یہ مسلمان ان عسکر
چینیوں کو جو انکار دہری قوموں کی گردن پر رکھ دیں گے، ترکستان اور زنگیریا کے مسلمان
سلطنت چین پر حملہ کرنے سے باز نہ آئیں گے جہاں اُن کے ہم مذہب اور ہم قوم جا بجا
موجود ہیں۔ اگر ترکستان اور زنگیریا کے ملک سلطنت چین کے محکوم بنیں ہو گئے تو کیا اسلام

اس وجہ سے کر دیا ہو جائے گا۔ اور اُس کی اشاعت اور ترقی رک جائیگی؟ یہ سوال ایسا پیدا ہوا ہے کہ صرف چند سال کیلئے۔ فرض کرو دس برس یا حد سے حد ستو برس کے لیے ہم اس کو ملتوی رکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس عرصہ میں بھی اسلام کی ترقی جاری رہیگی۔ اور یہ مذہب اپنی آرزو میں پوری کرنے کیلئے موقع کا منتظر رہے گا۔ اور جو کچھ چاہتا ہے آخر کار اُس کو حاصل کر لیگا۔ اگر چین کے مسلمان فقط اُن پر دیسی مسلمانوں کی اولاد ہوتے جن کو چین میں آباد ہوئے مدت ہو گئی ہو تو ہم کو اس سوال سے بحث نہ ہوتی کہ چین کا کل ملک ایک دن مسلمان ہو جائیگا یا نہیں۔ لیکن اس سوال سے پہلے ہی یہ فرض کر لینا پڑتا ہے کہ چین کے دیسی لوگ اسلام قبول کرتے جاتے ہیں۔ اس لیے اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اس مذہب کی یہ ترقی کبھی ختم بھی ہوگی یا نہیں؟ یہ مکرر یہ کہ اگر کبھی اسلام چین کا فرمانہ مذہب ہو گیا اور رعایا سے اُس نے اپنی پیروی چاہی تو کون ہو جو اُس وقت مسلمان ہونے سے انکار کر سکے گا؟ ہمارے خیال میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے۔ بلکہ چینوں کو مذہب کا تبدیل کرنا لباس کے تبدیل کرنے سے جیسا کہ موجودہ شاہی خاندان چین کی تخت نشینی پر ہوا زیادہ آسان معلوم ہوگا۔ ان عبارتوں کو پڑھ کر ہر شخص کو تردد ہوگا کہ وہ کونسی مستند تحریریں ہیں جن سے یہ عجیب و غریب نتیجہ نکالے گئے ہیں۔ اصل میں جن واقعات کے اعتبار سے یہ نتیجہ نکالے گئے ہیں اُن کی تفصیل سابقہ کونسل جنرل سفیر چین دہری دہیر سان کی تالیف میں بیان میں ہے اس مؤلف نے چین کے مسلمانوں کی تاریخ بہت تصریح سے لکھی ہے اور اُن کا حال کہیں تو تاریخوں اور مذہبی کتابوں سے اقتباس کیا ہے اور کہیں شاہی فراہم سے جو شہنشاہ چین نے مسلمان رعایا کے نام جاری کئے لکھا ہے اور کہیں اُن کے عالموں اور فاضلوں اور وزیروں سے حالات تحقیق کر کے درج کیے گئے ہیں۔

چینی مسلمانوں کے متعلق کوئی اور کتاب مولے تیر سان کی تاریخ کے ایسی نہیں ہے

جس میں اس قدر تفصیل سے مسلمانوں کے حالات درج ہوں۔ اور جس میں معلومات کا ایسا قیمتی ذخیرہ موجود ہو۔ میں نے بھی سوائے اُن مقامات کے جہاں خاص طور پر دوسری بول کا حوالہ دیا ہو تیرسان کی تاریخ سے چینی مسلمانوں کے حالات لکھے ہیں۔

اس تاریخ کے مضامین کی تصدیق بحیثیت مجموعی چین کے ایک مسلمان سید سلیمان سے بھی ہوئی ہو جو صوبہ یانان کے رہنے والے ہیں اور ایک چینی گورنر کے فرزند ہیں سید سلیمان نے اپنے بھائی کے ساتھ ٹرکی اور اسلامی ملکوں کا سیر و سفر کیا اور ۹۷۹ء عیسوی میں جب وہ قاہرہ پہنچے تو ثرۃ الغنون کے ایک نامہ نگار نے اُن سے ملاقات کی اور ایک موقع پر جو گفتگو ہوئی وہ اس عربی رسالہ میں شائع کی گئی ہے۔

مذکورہ بالا کتابوں کا ذکر کرنے کے بعد جن کا پڑھنا چینی مسلمانوں کے حالات لکھنے کے لیے ضروری ہو اب ہم تاریخی حالات کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ چین میں اسلام دو طرف سے داخل ہوا۔ جنوبی حصہ میں سمندر کی راہ سے پہنچا اور شمال مشرقی اطراف چین میں خشکی کے رستہ سے پہنچ کر شائع ہوا۔ چین کے شمال مغربی صوبجات کانسوہ اور شانسی میں مسلمانوں کی تعداد اور صوبوں سے زیادہ ہے۔ یہ زیادتی صرف شمار ہی میں نہیں ہو بلکہ نسبتاً بھی یہ تعداد اور صوبوں کے مسلمانوں سے زائد ہے۔ چنانچہ چین کے دو گرو مسلمانوں میں سے تین چوتھا حصہ اس آبادی کا ان دونوں صوبوں میں آباد ہے۔

ثرۃ الغنون (بیروت) ۱۳ شعبان ۱۲۶۰ شمسی مطابق ۱۸۷۹ء عیسوی، ملے کانسوہ میں زراسی لاکھ پچاس ہزار مسلمان آباد ہیں اس تعداد کو اور صوبجات کے مسلمانوں کی تعداد سے جمعہ اور پانچ یا چار کی نسبت ہے۔ شانسی میں پچھ لاکھ مسلمان ہیں اسے تیرسان۔ تو ۱۵ صفر ۱۱۸۰ء ملے مسلمانوں کی مرد و مشاری کا یہ تخمینہ یہاں کیا گیا ہو اور چینی حکومتوں سے اطلاع حاصل کر کے یہ تخمینہ کیا گیا ہو۔ دوسرے بیان یہ ہے کہ چین میں غالباً تین کروڑ مسلمان ہیں اور ایشیا نصف اسے اسی کہیں بہتر ہر جہز ٹیپل صفحہ ۷۰ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء سید سلیمان نے بیان کیا کہ مسلمان چین کی تعداد کے یہ تخمینہ یہاں سے ہو گئے ہیں مسلمانوں کی تعداد میں ہر سال ترقی ہوتی ہے۔ سید سلیمان کا خیال یہ ہے کہ کاشغر کے مسلمانوں کو چھوڑ کر چین کے مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ ہے۔ (ثرۃ الغنون ۱۲۶۰ء رمضان ۱۲۶۰ء) چینی مسلمانوں کی تعداد کے متعلق جس قدر لاعلمی ہو اُس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مسٹر ڈیوگنٹ نے ڈیڑہ کروڑ و مطبوعہ ۱۸۷۸ء ڈاکٹر جاسپ (صفحہ ۱۵) نے صرف ۶۰ لاکھ اور ایکسپریٹ پلا دیوس میں میٹرس اور چالیس لاکھ کے درمیان مسلمانوں کا شمار کیا ہے۔ (زیڈ۔ ڈی۔ ایم۔ جے۔ جلد ۲۱ صفحہ ۵۰۲، ۵۰۳) (۱۸۷۹ء)

سلطنت چین کے شمال مغربی ملکوں میں داعیان اسلام اول، وسط ایشیا سے پہنچے
 وجہ اس کی یہ تھی کہ قدیم زمانہ خلافت میں شانان چین اور خلفائے اسلام میں جو عرب کے
 متصل ملکوں کو فتح کرتے جاتے تھے آہستہ آہستہ پیدا ہو گئی تھی چینیوں کو دوسری صدی عیسوی سے
 ملک عرب کا حال معلوم تھا۔ لیکن خلیفہ اسلام اور شہنشاہ چین میں ملکی تعلقات یزدجرد بادشاہ
 ایران کی موت کے بعد پیدا ہوئے۔ جب یزدجرد کا انتقال ہوا تو فیروز ابن یزدجرد نے دکن
 کی مدافعت کیلئے شہنشاہ چین سے فوجی مدد چاہی۔ شہنشاہ نے جواب بھیجا کہ ایران چین سے
 اس قدر دور ہے کہ فوج روانہ نہیں ہو سکتی البتہ حضرت عثمانؓ سے فیروز کی سفارش ہو سکتی ہے۔
 جب چین کا سفیر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں فیروز کی سفارش کے لیے آیا تو اُس کی بہت
 مہمات ہوئی اور واپسی کے وقت ایک عرب سپہ سالار اُس کے ساتھ کر دیا گیا۔ شہنشاہ
 میں شہنشاہ چین نے اس عرب کی بہت خاطر و تواضع کی۔ خلیفہ ولید ابن عبدالملک کے
 عہد میں (۷۰۰ء) قطیبہ ابن مسلم خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور دیارِ یمن میں جو عربوں کے اُس نے
 وہ عرب کہ آریاں شروع کیں جہیں بخارا، سمرقند اور اور ملک مسلمانوں نے فتح کر لیے اور ان
 ملکوں میں اسلام کی اشاعت کر دی۔ ان فتوحات کے بعد قطیبہ ابن مسلم مشرق میں سر قندھار
 کی طرف اپنی فتنہ فوجوں کو لیکر بڑھا اور شہنشاہ چین کے پاس ایلچی روانہ کیے۔ عربی مورخوں
 نے لکھا ہے کہ شہنشاہ نے ان ایلچیوں کو بہت روپیہ دیکر اپنے دربار سے رخصت کیا گویا یہ
 علامت تھی کہ اُس نے خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کی۔ اسی زمانہ کے چند سال بعد چین کی
 تاریخوں میں بیان ہے کہ چین میں کئی اور سفیر خلیفہ ہشام (۷۲۴-۷۴۳ء) کی طرف سے تحائف
 لیکر آئے۔ شہنشاہ عیسوی میں خلیفہ منصور نے شہنشاہ سینگ کے پاس سفیر بھیجے۔ یہ زمانہ
 وہ تھا جس میں تجارت کو بہت ترقی تھی۔ اس وقت سے اکثر سفیروں کا چین میں آنا بیان
 ہوا ہے۔ جب چین اور خلافت بغداد میں تعلقات قائم ہو گئے اور تجارت کو ترقی ہوئی تو ضرور
 کہ مسلمان تاجروں کی وجہ سے جن کو تبلیغ اسلام کا بہت شوق تھا اور جو دور و دراز ملکوں سے

مثلاً ماوراءالنہر۔ بخارا۔ عرب سے چین میں اگر تجارت کرتے تھے دعوت اسلام میں بہت سہولت پیدا ہوئی ہوگی۔ اس زمانہ (یعنی سلاطین غایت السلطہ کے ایک چینی مورخ نے لکھا ہے کہ) سو مختلف سلطنتوں سے جو ہمارے ملک سے تین تین ہزار میل کے فاصلہ پر مغربی وحشیوں کے گروہ سیلاب کی طرح اس ملک میں آگئے ہیں۔ یہ لوگ آتے ہیں اور اپنی کتب مقدسہ شہنشاہ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو قبول کیجاتی ہیں اور محل کے ایک خاص مکان میں جہاں دینی کتابوں کا ترجمہ ہوتا ہے محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ جب یہ چینی لوگ آتے ہیں مختلف ملکوں کے مذہب چین میں رائج ہوئے ہیں اور علیٰ رؤس الاشہاد اُن کی پیروی ہوتی ہوئی۔

سلاطین میں چین کے شمالی صوبہ یعنی شانشی کے خاص شہر میں سب سے پہلے مسجد تعمیر ہوئی اور ایک چینی اہلکار مسلمانوں پر نگران مقرر ہوا اور کیندریت پلا دیوس نے لکھا ہے کہ سنگا نفو میں (جہاں سے نسطوریوں کا مشہور کتبہ کہو در نکالا گیا تھا) ایک کتبہ نکلا جس میں یہ ہی تاریخ یعنی سلاطین غلطی ہو یعنی چین میں اسلام کے شائع ہونے کا ذکر تھا لیکن اس واقعہ کے متعلق کتبہ میں ایک غلطی ہو یعنی چین میں اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ سو سی خاندان کے بادشاہ کا، ہنگ کے عہد میں لکھا ہے جو شہ عیسوی سے سولہ عیسوی تک چین کا بادشاہ رہا۔ بہر کیف جس قدر شہادت اس کتبہ سے ہم پہنچتی ہو اُس سے قطعی ثابت ہے کہ بہت قدیم زمانہ سے اسلام ملک چین میں موجود ہے۔

اسلام کی اشاعت کے مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اول صوبہ کانسوہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی جو آٹھویں صدی عیسوی کے وسط سے ہوئی ہو قوم کی سلطنت میں شامل تھا۔ اس قوم کا اصلی وطن دریائے ارغش اور ارکمان کے بیچ میں واقع تھا۔ یہ امر تحقیق بہ نسبت دشوار ہے کہ دسویں صدی عیسوی کے وسط میں

جب ہوی ہو قوم کا خان۔ انوک مسلمان ہوا تو اُس قوم میں اسلام کس حد تک شائع ہو چکا تھا اس حسان نے کا فرونپر جہاد کیا اور اپنی رعایا کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا۔ ساووک خان کے جانشینوں نے بھی ایسا ہی اور سولے دستور عیسائیوں کے تمام غیر مذہب والوں کو اُن کے مذہب کی پیروی سے منع کیا۔ لیکن تیرہویں صدی عیسوی میں چنگیز خان نے ہوی ہو کی سلطنت کو تاراج کر کے سب کو مذہبی آزادی دی۔ خان ہوی ہو کی رعایا میں اوگر کا گروہ بھی شامل تھا۔ یہ گروہ ایک ترکی جرگہ تھا جس سے عثمانیہ ترکوں کا سلسلہ چلتا ہوا اور وہ چینی ترکستان میں کمال کے مقام سے اٹھ کر ہوی ہو کی سلطنت میں آباد ہوا تھا۔ اوگر کے گروہ سے تنگیزیوں کی اصل بھی بیان کی جاتی ہے۔ تنگیزی ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نو مسلم کے ہیں۔ غرض ایک بیان یہ ہے کہ تنگیزی یعنی چین کے مسلمان اوگر کے گروہ سے ہیں جو چین کے شاہی خاندان تھا نگ کے عہد (۱۱۷۱ء عیسوی) میں دیوار چین کے قریب بسا دیا گیا تھا اور کایہ گروہ جس وقت دیوار چین کے قریب آباد ہوا تو اُس نے چینی عورتوں سے شادیاں کیں۔ اور زمانہ مابعد میں جب اس گروہ نے اسلام قبول کیا تو اُس کے ہم قوم بھی جو خاص چین میں رہتے تھے مسلمان ہو گئے۔ چین کی عورتوں سے شادی کر کے دستور اُن میں اب تک چلا آتا ہے اور جو بچے ان عورتوں سے ہوتے ہیں وہ مسلمانوں کی طرح تعلیم و تربیت پاتے ہیں۔ کچھ زمانہ کے بعد تنگیزیوں یعنی چین کے مسلمانوں میں اس طرح اور اضافہ ہوا کہ اُن کے ہم قوم شانشی اور کانسوہ میں چلے آئے اور وہاں آباد ہو گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ تیرہویں صدی عیسوی کے شروع میں چنگیز خان کی فتوحات سے ایشیا کے شہر تار اور مغربی ملکوں میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ تنگیزی مسلمان تجارت کے پیشہ کو بہت پسند کرتے ہیں اور تمام وسط ایشیا میں اُن کی رہنمائی مشہور ہے۔ معمولی چینیوں کے

۱۷۱۲ء یول کا مار کو پو۔ پہلی جلد صفحہ ۲۵۶-۲۵۷ء جس زمانہ میں (۱۲۷۱-۱۲۷۲ء) تارکوں نے چین کو فتح کیا تو اس فتح سے ڈھائی سو برس پہلے اوگر کے جرگہ نے بد مذہب چوڑا داتا۔ اینڈرسن صفحہ ۱۴۰

اُن کی شناخت اس طرح ہوتی ہو کہ جسمانی قوت وہ زیادہ رکھتے ہیں اور اس لیے پولس کی فوج پر پورے مسلمان ہی زیادہ مقرر کیے جاتے ہیں۔

مغلوں کی فتوحات کے زمانہ میں شام اور عوب اور ایران کے مسلمان چین میں بکثرت آباد ہو گئے۔ یہ لوگ یا تو تاجروں اور سپاہیوں پیشہ ورانہ کی حیثیت سے اس ملک میں آئے یا محض دوسرے ملک میں آباد ہونے کے خیال سے یا لڑائیوں میں گرفتار ہو کر چین میں پہنچ گئے غرض چین میں مسلمان کثرت سے آباد ہو گئے اور اُن کو سب طرح ترقی ہوئی اور چینی عورتوں سے اُنہوں نے شادیاں کر کے اپنی قومی خصوصیتیں معدوم کر دیں دریافت ہوتا ہو کہ مغلوں کے زمانہ سلطنت میں مسلمان بڑے بڑے عہدے اور منصب رکھتے تھے۔ ۱۲۵۴ء میں عبدالرحمن کاکی خزانہ کا افسر مقرر ہوا اور ملک سے محصول جمع کرنے کے اختیارات اُس کو ملے۔ ۱۲۵۹ء عیسوی میں قوبلائی خاں نے تخت نشین ہو کر سید اجل کو جو بخارا کا رہنے والا تھا شاہی خزانہ سپرد کیا۔ ۱۲۷۰ء عیسوی میں سید اجل نے انتقال کیا اور دیاننداری میں بڑی شہرت حاصل کی۔ سید اجل کے بعد ایک شخص احمد نامی خزانہ کا افسر مقرر ہوا مگر یہ شخص ایسا ہی بدنام ہوا جیسا سید اجل نیک نام تھا۔ چین کے مؤرخ جہاں قوبلائی خاں کے عہد کی تعریف کرتے ہیں وہاں اس بات کے ضرور شاکی ہوتے ہیں کہ ترکوں اور ایرانیوں کی جگہ اُس نے چینیوں کو بڑے عہدوں پر مقرر نہیں کیا۔ پیکین کے شہر میں قوبلائی خاں نے ہر ہی قوم کی لیے جسے اسلام قبول کر لیا تھا ایک شاہی مدرسہ جاری کیا۔ یہ دوسرا ثبوت اس بات کا ہو کہ چین میں مسلمانوں کی قدر بڑھتی جاتی تھی۔ چودھویں صدی عیسوی کے اخیر میں ایک عہد نویس مؤرخ نے لکھا ہو کہ صوبہ یانان کے کل باشندے اُس کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے۔

۱۲۷۱ء تیرہ سو۔ قوم۔ اصفیہ ۶۷۰ھ ۱۲۷۱ء میں ملک چین کے ایک اہم بیٹے، سلطان شیائیس گزرا کر ایران تک سفر کیا۔ اس کے سفر نامہ میں لکھا ہو کہ چین کے کچھ باشندے مسلمانوں کے مفتوحہ ملکوں میں چلے آئے تھے اور یہاں نیز اسلام کا اثر بڑھ رہا تھا۔ اس سبب نے لکھا ہو کہ یہاں چین کے اہل حرفہ ہر جگہ موجود ہیں۔ بہت شہید۔ ۲ پہلی جلد صفحہ ۸۰۔ ۱۲۷۱ء ہجری ۶۷۰ھ پہلی جلد صفحہ ۲۵۰ رشید الدین (دول کا تھے۔ صفحہ ۲۶۹)۔

مغلوں کی سلطنت کے زمانہ تک چین میں مسلمان غیر ملک کے آدمی خیال کیے جاتے تھے لیکن جب تیرہویں صدی عیسوی کے اخیر میں تخت چین سے مغلوں کا خاندان مسلمان ہوا تو چین کے مسلمانوں کو باہر کے اسلامی ملکوں سے تعلق نہ رہا اور اس خیال سے کہ نئے حکمران خاندان کو ان سے بدگمانی نہ ہو انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا اور اب تک ان میں یہی دستور ہے کہ کوئی ظاہر علامت وہ ایسی نہ رکھیں جس سے ان کا مذہب جدا معلوم ہو مسلمانوں نے یہ کوشش کی کہ جس طرح چین کے اور باشندے ہیں ان میں جہاں تک ممکن ہو یہ بھی شامل نظر آویں۔ جب مسیحیہ سلطنت کو زوال ہوا تو چین کے شمالی ملکوں میں اسلام بخوبی شائع ہو گیا تھا۔ اب اُس نے جنوب کی طرف آہستہ مگر جاکر قدم رکھنے شروع کیے اور اشاعت کیلئے بہت احتیاط کے ساتھ وہ طریقے اختیار کیے جو کسی کی بات میں خلل معلوم نہ ہوں۔ یہ اسلامی تحریک جو شمال سے جنوب کی طرف شروع ہوئی اُس کے حالات تاریخی میں دبے پڑے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی قومیں جو اس وقت تک یہاں موجود ہیں اس تحریک کی کامیابی کا ثبوت ہیں۔ جنوبی منگولیا کے تمام شہروں میں جہاں کی آبادی عموماً بد مذہب کی پروردگار مسلمان بھی بکثرت موجود ہیں۔ دار الحکومت پکن میں مسلمانوں کے بیس ہزار خاندان موجود ہیں۔ اور تیرہ مسجدیں ہیں۔ جن کے ملا مغربی ملکوں سے پکن میں نہیں آئے بلکہ لزن چو کے رہنے والے ہیں جو پکن کے جنوب مشرق میں بادشاہی نہر کے کنارے پر واقع ہے اور جو شمال مشرقی صوبجات چین کے لیے شہروں میں سے ہے جہاں اسلام کا اثر سب سے زیادہ پیدا ہوا۔ یہ واقعہ بھی دلچسپ ہے کہ چین کے یہودیوں نے اسلام قبول کر کے چینی مسلمانوں کی تعداد کو بڑا دیا۔ یہ یہودی چین میں بہت قدیم زمانہ سے آباد تھے۔ گورنمنٹ چین نے انکو نوکریاں دی تھیں اور بڑی بڑی جائیدادوں کے وہ مالک تھے۔ لیکن سترہویں صدی عیسوی کے خاتمہ پر ان کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے اپنے مذہب کی اشاعت میں بڑی کوشش کی اور نو مسلموں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ ایک سبب اس ترقی کا یہ بھی تھا کہ چینوں کو وسط ایشیا میں فتوحات حاصل ہوئی تھیں اور ان کی سلطنت مغرب کی طرف بڑھ گئی تھی اس لیے ملک تیان شان کے اسلامی شہروں اور مغربی ترکستان کی ریاستوں میں تجارت کا بازار گرم ہوا اور چین کے شمال مغربی صوبوں پر پھر باہر کے مسلمانوں کا براہ راست اثر پڑا۔

ملک چین کے شمال مغربی صوبجات میں تو اسلام کا چرچا ہوا ہی تھا کہ جنوب میں بھی سمندر کے رستے سے مسلمان چین میں پہنچ گئے۔ لیکن ان مسلمانوں کا حال بالکل جدا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے یہ اسلامی تحریک جو جنوبی ملک چین میں پیدا ہوئی زیادہ قوی نہیں ہے۔ لیکن تاریخی وقعت اُس میں زیادہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے عرب اور چین میں بحری رستے تجارت شروع ہو گئی تھی۔ عرب اور شام کے ملکوں اور بحرہ شام کے بندرگاہوں کو مشرقی ملکوں کی پیداوار تجارت کی غرض سے روانہ کی جاتی تھی۔ چھٹی صدی عیسوی میں جزیرہ سیلون کے رستے سے چین اور عرب کی تجارت نے بہت ترقی کی سا توں صدی عیسوی میں چین اور ایران اور عرب کی تجارت نے اور زور پکڑا اور سیراف کا شہر جو خلیج فارس کے ساحل پر واقع تھا۔ چینی تاجروں کا بڑا تجارت گاہ بن گیا۔ غرض یہ زمانہ تھا یعنی چین میں تھانگ کے شاہی خاندان کا عہد (۶۱۸ء) شروع ہوا تھا کہ چین کے مورخوں نے عربوں کا ذکر اپنی تاریخوں میں لکھا۔ چین کے مورخوں نے لکھا ہے کہ بہت اجنبی آدمی انام۔ کبوج۔ مدینا اور ملکوں سے چین میں چلے آئے ہیں۔ ان اجنبی لوگوں کی جو عادات اور رسوم ان مورخوں نے بیان کی ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عرب کے مسلمان تھے۔ چین کے مورخ لکھتے ہیں

لئے تیرایہ فیانت سے کوریوہ قوم ۱۹۔ صفحہ ۴۴۸ میں ایک عیسائی مشتری نے پکن کے شہر سے لکھا کہ مسلمانوں کے گروہ روز بروز ترقی پر ہیں۔ دیکھو لائے گروہ سے۔ قوم ۴۴۸ صفحہ ۵۰۰ دلیسیر میں سی بولگر تاریخ چین ۱۱ دوسری جلد صفحہ ۵۲۹۔ ۵۳۰ (لندن ۱۸۵۸ء) بریت شیندر۔ (۲) صفحہ ۶۔

کہ یہ باہر کے رہنے والے ایک خدا کی بندگی کرتے ہیں اور اُن کے عبادتخانوں میں بت یا مورت یا تصویر نہیں ہوتی۔ مدینہ کا شہر منہد وستان کے قریب کہیں ہے۔ اسی شہر یا ملک میں ان لوگوں کا مذہب جو بدہ کے مذہب سے مختلف ہو شروع ہوا۔ یہ لوگ شراب اور سور کے گوشت کو قطعی حرام سمجھتے ہیں اور جس جانور کو خود ذبح نہیں کرتے اُس کے گوشت کو پانا جانتے ہیں۔ آج کل چین کے باشندے ان لوگوں کو ہونی ہوئی کہتے ہیں۔ یہاں اُن کا ایک عبادت خانہ ہے جس کو وہ کسی بزرگ کی یادگار سمجھتے ہیں (اس عبادتخانہ سے مراد وہ ابن کبشہ کی مسجد ہے جس کا ذکر آگے آئیگا) یہ عبادت خانہ خاندان تھانگ کے آغاز عہد میں تعمیر ہوا تھا۔ اور اُس کے پہلو میں ایک سو ساٹھ فیٹ بلندی کا ایک مینار ہے جس کو یہ لوگ کانگٹا کہتے ہیں (یعنی سادہ مینار) یہ اجنبی لوگ اس عبادت خانہ میں روز جاتے ہیں کہ اپنی مذہبی رسوم ادا کریں۔ شہنشاہ سے اجازت لیکر وہ کانٹن میں آباد ہوئے ہیں اور اُنہوں نے بڑے عالیشان مکان بنائے ہیں جہاں وضع ہمارے ملک کی طرز تعمیر سے جدا ہے۔ یہ لوگ بہت دولت مند ہیں اور جس شخص کو اپنا امیر منتخب کر لیتے ہیں اُس کی ہمیشہ فرمانبرداری کرتے ہیں۔

یہ بات صحیح تحقیق ہوئی کہ کانٹن میں عربوں کا سردار یا امیر کون تھا نا ممکن ہے چین کے مسلمان بھی اس سوال کے جواب میں قیاس سے کام لیتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاں مشہور یہ ہے کہ اس امیر کا نام سارتایا سکا پایا وانگ کا زوی مشہور تھا۔ سکا پایا کا لفظ کسی قدر قابل لحاظ ہے کیونکہ اس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ امیر کانٹن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور چینی مسلمانوں کی ہر ایک روایت میں یہ ضرور بیان ہوتا ہے کہ یہ صحابی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمان اپنے تئیں ہوتی ہوئی کہتے ہیں۔ اس لفظ میں رجوع اور طاعت دونوں معنی ساتھ پیدا ہوئے ہیں یعنی راست طریق اللہ کی طرف رجوع ہونا۔ اور خدا کی مرضی کی طاعت کرنا۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔

دسے تیرساں کی رائے میں ان امیر یا صحابی سے مراد وہاب ابن ابی کبشہؓ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔ دسے تیرساں کا خیال ہے کہ مفضلہ ذیل حالات کی نسبت یہ یقین کر لینا چاہیے کہ اُن میں وہاب ابن ابی کبشہؓ کے واقعات زندگی تاریخی حیثیت سے بیان ہیں۔ کیوں کہ اُن فصول اور افسانوں کو جو اصلی واقعات پر اضافہ ہو گئے ہیں دور کر کے یہ حالات لکھے جاتے ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ سترہ ہجری مطابق سترہ عیسوی میں جس کو ابو نفوذہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاب ابن ابی کبشہؓ کو شہنشاہ چین کے پاس اسلام کی خبر دینے کے لیے روانہ فرمایا تھا۔ کانٹن میں اُن کی بہت تعظیم و تکریم ہوئی اور بادشاہ کی طرف سے اُن کو اور اُن کے مصاحبین کو سلطنت چین میں اسلام کی علانیہ پیروی کرنے اور مستعجب کرنے کی اجازت مل گئی۔ سترہ عیسوی میں وہاب ابن کبشہؓ اس کام سے فارغ ہو کر عرب کو واپس گئے۔ لیکن جب وہاں پہنچے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جانکاہ خبر سنی جو اُسی سال میں ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ وہاب ابن کبشہؓ نے عرب میں بہت کم قیام کیا کیونکہ جب وہ دوبارہ چین کو روانہ ہوئے تو ایک جلد قرآن شریف کی اُن کے ساتھ تھی جو ہجرت کے گیا رہو یا یا رہو میں سال (۶۳۲-۶۳۳ء) میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع ہوا تھا۔ کانٹن ہینچنگ وہاب ابن کبشہؓ نے سفر کی تکان سے بیمار پڑ کر انتقال کیا۔ اور شہر کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ یہاں اب تک اُن کا مزار مسلمانان چین کی زیارت گاہ ہے۔ جو مسجد انہوں نے اپنی زندگی میں بنوائی تھی اُس کے گرد عرب کے تاجروں کی بڑی بستی آباد ہو گئی اور اُس کو ہر چیز میں رقی ہوئی۔ کیونکہ یہ عربی تاجر چینوں سے اتحاد قائم رکھتے تھے اور یہاں اُن کے آباد ہونے سے دونوں کو فائدہ تھا۔ کچھ زمانہ تک یہ عرب غیروں کی طرح اس ملک میں رہے

۱۵ علامہ شیخ حسین ابن محمد ابن الحسن الدیارالبکری نے تاریخ نہیں میں لکھا ہے کہ حضرت آمنہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کوئی بھائی تھا نہ بہن۔ لیکن بنو زہرہ اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں کہا کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت آمنہ اُن کے قبیلہ سے تھیں۔ (تاریخ الخلفاء، پہلی جلد صفحہ ۱۸، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۷ھ)۔

چنانچہ نویں صدی عیسوی کے وسط میں عرب کے ایک تاجر نے لکھا کہ کانٹن کے مسلمانوں کے
ہاں اُن ہی کا قاضی ہو اور وہ چین کے بادشاہ کا خطبہ نہیں پڑھتے بلکہ اپنے خلیفہ کا خطبہ
پڑھتے ہیں۔ غرض جس وقت کانٹن میں مسلمانوں کی آبادی قائم ہو گئی تو مسلمانوں کی تعداد
بڑھنی شروع ہوئی۔ کچھ تو اس طرح کہ باہر سے مسلمان آئے اور کانٹن کے مسلمانوں کے ساتھ
رہنے لگے اور کچھ اس طرح کہ مسلمانوں نے چین کی عورتوں سے شادیاں کرنی شروع کیں اور چینیوں
کو مسلمان کر کے اپنی تعداد کو بڑھالیا۔ مشہور عیسوی میں ایک اور طریقے سے مسلمانوں کی تعداد
زیادہ ہو گئی اور وہ یہ تھا کہ خلیفہ منصور نے چار ہزار عرب کی جمیعت مستنگ بادشاہ چین
لنگ کے لیے روانہ کی تاکہ بادشاہ کے خلاف جو بغاوت برپا تھی اُس کو فرو کیا جاوے۔
جب بغاوت فرو ہو گئی تو ان چار ہزار عربوں نے وطن کو واپس جانے سے انکار کیا اور
جب شہر کے حاکم نے اُن کو مجبور کر کے روانہ کرنا چاہا تو اُنہوں نے عربی اور ایرانی تاجروں
کے ساتھ ہو کر شہر کی بڑی بڑی منڈیوں کو لوٹنے کا قصد کیا۔ حاکم شہر نے فیصلوں میں جھپک
اپنی جان بچائی اور عرب کی سپاہ کے سامنے اُس وقت تک نہ آیا کہ بادشاہ سے اُن کے
قیام کی اجازت حاصل نہ کر لی۔ مختلف شہروں میں سکونت کے لیے مکان اور زمینیں ان عربوں
کو دی گئیں۔ اور چینی عورتوں سے شادیاں کر کے اُنہوں نے چین کے اُن مسلمانوں کو پیدا کر دیا
جو مشنہاہ چین کی فطرو میں اب تک بکثرت موجود ہیں۔ اس کے بعد مسلمانان چین کی تعداد
میں سوائے اُس ترقی کے کہ چنگیز خاں اور اُس کی اولاد کی فتوحات سے غیر ملکوں کے مسلمان
چین میں پھلے آئے اور کسی طرح کی ترقی نہیں ہوئی۔ اور اس کا حال ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ غالباً
یہی زمانہ تھا کہ ملک چین میں جا بجا مسلمانوں کے گروہ پیدا ہو گئے۔ اور بعض حالتوں میں
اُن کی تعداد اس قدر بڑھی کہ جب آباد ہونے کے لیے اُن کو دیہات ملے تو گاؤں کے گاؤں
ایسے نظر آتے تھے جن میں صرف مسلمان ہی آباد تھے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد سے
مسلمانوں کی اس بتدریج مگر مستقل ترقی میں غیر ملکوں سے کسی طرح کی مدد نہیں پہنچی کیونکہ

اس زمانہ سے سلطنت چین نے یہ اصول قرار دے لیا تھا کہ غیر ملکوں کے لوگوں کو ملک سے دور رکھا جائے۔ یہ قاعدہ مدت تک جاری رہا مگر اب کچھ عرصہ سے منسوخ ہو گیا ہے۔ غرض جب اس طرح غیر ملکوں کے مسلمانوں سے چینی مسلمانوں کا تعلق قطع ہو گیا تو چین کی عورتوں سے شادیاں کر کے اور چینیوں کی عادات اور رسوم اختیار کر کے یہ مسلمان چین کی اور عمارتوں میں مل جل گئے۔ جس وقت تک چین کے لوگ مجبور تھے کہ تجارت کی غرض سے اسلامی سلطنت سے موافقت رکھیں اور جس وقت تک باشندگان تبت کی مدافعت کے لیے جو چینیوں اور مسلمانوں کے یکساں دشمن تھے خلیفہ اسلام سے اتحاد رکھنا ضروری سمجھا۔ اس وقت تک چین میں چین کے مسلمانوں کو ہر طرح کی سختیوں سے حفاظت حاصل تھی۔ لیکن جب یہ حفاظت کے سامان باقی نہ رہے تو بھی دریافت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ چین کی طرف سے مسلمانوں کو ملکی اور مذہبی آزادی بدستور حاصل رہی۔ اس حفاظت کا میسر ہونا زیادہ تر اس وجہ سے تھا کہ مسلمانوں نے ہمیشہ چینیوں کے مذہبی تعصبات کو روکنے کیلئے مناسب وقت تدبیریں اختیار کیں۔ روزانہ زندگی میں مسلمانان چین کی عادات اور رسوم وہی ہیں جو اور چینیوں کی ہیں۔ لمبی لمبی چوٹیاں رکھتے ہیں۔ چینیوں کے سے کپڑے پہنتے ہیں۔ صرف مسجد میں جانے کی وقت علامہ سر پر رکھ لیتے ہیں۔ اور اس خیال سے کہ چینیوں کے مذہبی تعصب کو ان کے خلاف اشتعال نہ ہو مسلمان اپنی مسجدوں کے مینار بھنی یا بلند نہیں بناتے۔ چینی تانائیں مسلمان سپاہیوں کو خاص طور پر اجازت ہے کہ اپنی جماعت کو چینیوں سے علیحدہ رکھیں۔ لیکن وہاں بھی فوج کے مسلمان افسروں کا لباس اُسی وضع کا ہے جو سرکاری طور پر ان کے لیے مقرر ہے۔ لمبی لمبی موچھیں اور چوٹیاں رکھتے ہیں۔ ارمینیوس و امیری نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ تعطیل کے دن بادشاہ کو تعظیم دینے کا جو قاعدہ حکام سلطنت کیلئے مقرر ہے اُسی کے مطابق مسلمان حاکم بھی تعظیم دیتے ہیں۔ یعنی بادشاہ کی

تصور کے سامنے تین دفعہ ملحقے سے زمین کو چھوتے ہیں۔ اسی طرح تمام مسلمان حاکم اور اور لوگ جو صوبجات ملک میں مختلف عہدوں پر مامور ہیں وہ رسوم ادا کرتے ہیں جو تواروں کے دن کنفیوشس کے مندر میں جا کر ادا کرنی ہر حاکم کا فرض ہے۔ غرض مسلمان بہت جلد کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کا مذہب بادشاہ کے مذہب کے مخالف نہ نظر آوے اور یہی باعث ہے کہ اسلام کے خلاف چین میں وہ ہنگامے برپا نہیں ہوئے جو عیسوی اور نوسوی مذہبوں کے خلاف پیدا ہوئے۔ مسلمان اپنے ہموطن چینیوں سے یہاں تک کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب کنفیوشس کی تعلیم و تلقین سے اتفاق رکھتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے طریقے کے مطابق نکاح اور تجبیز و تذفین کی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ شراب اور سوکے گوشت اور نمبا کو سے پرہیز کرتے ہیں جو انہیں کیلئے اور کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہئے۔ مسلمانوں کی کتابوں اور تحریروں میں کنفیوشس اور چین کے پیشوایان مذہب کی کتابوں کا بڑا ادب لکھا ہوا درجہاں کہیں ممکن ہوتا ہے مسلمان اپنے مذہب اور کنفیوشس کے مذہب میں جو باتیں مشابہ ہیں ان کو جتلاتے ہیں۔

چینی مسلمانوں کی ان باتوں کا معاوضہ چین کی گورنمنٹ نے یہ کیا ہے کہ مسلمان رعایا کو (سوائے بغاوت کی حالت کے) وہ ہی حقوق عطا کیے ہیں جو اور رعایا کو حاصل ہیں۔ سلطنت کے کسی عہدے سے وہ محروم نہیں ہیں۔ صوبوں کے گورنر ہوتے ہیں۔ سپاہ میں جرنیل مقرر کیے جاتے ہیں اور حکومت اور وزارت کے عہدوں پر مامور ہو کر حاکم اور محکوم دونوں کی نظر و نظر میں محسوس اور معتمد ثابت ہوتے ہیں۔ چین کی کتب و تاریخ میں مسلمانوں کے نام مشہور حکام سلطنت ہی کی فہرست میں نہیں ملے بلکہ صنعت و حرفت علوم و فنون میں خاص کر ریاضی اور ہیئت کے علوم میں انھوں نے بہت نام پیدا کیا۔ مسلمانوں کے حال پر سلطنت کی طرف سے جو مہربانیاں ہوئیں انھوں نے چینی حاکموں کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے مہربان

۱۔ ارمینیس و امیری ۲۔ واسطیاشا کا سفر ۳۔ صفحہ ۴۰، مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء، دہلیف صفحہ ۱۰۷ سے تیرسان
توم ۲، صفحہ ۳۶۹-۳۷۰ سے تیرسان۔ توم ۲، صفحہ ۲۲۷-۲۲۸، ثمرۃ القنون ۲۸۰ شعبان ۱۲۳۳۔

رنگ اور حسد پیدا کر دیا۔ اسلئے عیسوی میں شہنشاہ چین نے ایک فرمان اُن الزاموں کی تردید میں جاری کیا جو چینوں نے صوبہ شانشی کے مسلمانوں پر لگائے تھے۔ یہ فرمان یہاں نقل کرنے کے قابل ہو کیونکہ اُس سے تحقیق ہو جاتا ہے کہ چین کے شہنشاہوں نے اپنی مسلمانوں کو ہمیشہ کس مہربانی اور لطف کی نظر سے دیکھا۔

فرمان کا مضمون یہ ہے: ”ہماری سلطنت کے ہر صوبہ میں صد ہا برس سے مسلمان موجود ہیں جو ہماری رعایا کا ایک حصہ ہیں اور جس طرح اور ہماری رعایا مثل ہماری اولاد کے ہو اسی طرح یہ مسلمان بھی ہماری اولاد ہیں۔ میں مسلمانوں میں اور اُن لوگوں میں جو مسلمان نہیں ہیں کچھ فرق نہیں سمجھتا۔ بعض حاکموں نے مسلمانوں کی خفیہ شکایتیں ہم سے کی ہیں۔ جن کی بنا صرف یہ ہو کہ مسلمانوں کا مذہب چینوں کے مذہب سے اختلاف رکھتا ہو مسلمان وہ زبان نہیں بولتے جو اور چینی بولتے ہیں اور لباس بھی اور چینیوں سے مختلف وضع کا ہو۔ اُن پر نا فرمانی گستاخی۔ اور باغیانہ خیالات رکھنے کا الزام لگایا گیا ہو اور ہم سے درخواست کی گئی ہو کہ مسلمانوں کے خلاف سخت طریقے اختیار کیے جاویں۔ لیکن تحقیق و تفتیش کے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ ان شکایتوں اور الزاموں کی کوئی بنیاد نہیں ہو۔ مسلمان جس مذہب کے پابند ہیں وہ فی حقیقت اُن کے بزرگوں کا مذہب ہو۔ یہ سچ ہے کہ اُن کی زبان وہ نہیں ہو جو اور چینیوں کی زبان ہو۔ لیکن چین کے ملک میں بہت سی مختلف قوموں کی زبانیں بولی جاتی ہیں اُن کی مسجدوں کی نسبت اور اُن کے لباس اور طرز تحریر کے بارے میں جو چینیوں کی وضع اور طرز مختلف ہیں جس قدر شکایتیں کی گئی ہیں وہ ہرگز حقائق کے قابل نہیں۔ یہ سب رواج اور دستور کی باتیں ہیں۔ مسلمانوں کا چال چلن ایسا ہی اچھا ہے جیسے اور ہماری رعایا کا چال چلن ہو۔ اور کسی بات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ بغاوت کرنے پر آمادہ ہیں۔ پس ہماری یہ خواہش ہو کہ مسلمان اپنے مذہب کی پیروی میں آزاد رہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو نیکی سے زندگی بسر کرنی سکھائی جاوے۔ اور جو انسانی اور ملکی فرائض انسان پر ہیں اُن کو ادا کیا جاوے ہماری

گورنٹ کے اصولوں کو مسلمانوں کا مذہب تسلیم کرتا ہے۔ اس سے زیادہ ہلکا چاہیے
پس اگر مسلمان اپنے تئیں نیک اور خیر خواہ رعایا ثابت کرتے رہیں گے تو ان پر ہمارا لطف
و کرم ایسا ہی جاری رہیگا جیسے ہماری اور اولاد پر ہے۔ مسلمانوں میں سے لوگ مالی اور
فوجی حاکم ہوئے ہیں جو اپنے عہدوں پر اونچے سے اونچے درجے تک پہنچے۔ یہ اس بات
کا ثبوت ہے کہ انھوں نے ہماری عادات اور رسوم اختیار کر لی ہیں اور وہ ہماری کتب مقدسہ
کی نصیحتوں پر عمل رکھتے ہیں۔ وہ علم ادب کے امتحانوں میں اور لوگوں کی طرح امتحان دیکر
کامیاب ہوتے ہیں اور ہمارے قانون کے بموجب جو سیم ادا کرنی ضروری ہیں ان کو
وہ ادا کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ چینیوں کے بڑے بھاری کنبہ کے ایک رکن مسلمان بھی ہیں اور
وہ انتظامی اور ملکی فرائض کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس وقت کسی حاکم
کے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو فریقین کے مذہب و ملت سے اُس کو کچھ بحث نہیں ہو سکتی
میری رعایا کیلئے صرف ایک قانون ہے اور وہ یہ ہے کہ جو بھلائی کریں گے ان کو انعام ملے گا
اور جو بُرائی کریں گے ان کو سزا دی جائے گی۔

بہر حال یہ فرض نہیں کرنا چاہیے کہ گورنٹ کی بدظنی کے خوف سے چین کے مسلمان
اور چینیوں سے علیحدہ اور مخصوص گروہ ہونے کی حیثیت نہیں رکھتے۔ مسلمانوں اور چینیوں
میں جو سخت ہنگامے ہوئے اور جن میں ہزاروں کا خون بہ گیا ان سے ظاہر ہے کہ اگرچہ
کے تمام مسلمانوں میں نہیں تو کم سے کم ہر صوبہ کے چینی مسلمانوں میں رشتہ اتحاد کیسا
مضبوط ہے۔ صوبہ یانان میں پانچھی کی مشہور بغاوت اس اتحاد کی نظیر ہے۔ برسوں کے مقابلہ
(۱۸۵۰ء تا ۱۸۵۶ء) اور کشت و خون کے بعد چین کی گورنٹ اس بغاوت کو فرو کر سکی۔ اور کہا جاتا
ہے کہ میں لاکھ چینی مسلمانوں کا ان ہنگاموں میں خون ہوا۔ چین کے تمام مسلمانوں نے متفق
ہو کر ایک کوئی کام نہیں کیا ہے۔ یہ سب ہنگامے اور فساد صرف خاص خاص مقامات اور

۱۸۵۶ء تا ۱۸۵۷ء۔ صوفیہ۔ ۱۸۶۰ء تا ۱۸۶۱ء۔ سید سلیمان کا بیان ہے کہ صوبہ یانان کی دو کروڑ ستر لاکھ کی آبادی میں
اب بھی اس تعداد کا نصف حصہ مسلمان ہے جو آج کل موجود ہے۔ ثراۃ القتون (۲۱ شعبان ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۳ء)۔

صوبجات میں برپا ہوئے مگر ان باتوں سے اس قدر نتیجہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان پولیٹیکل حیثیت سے ایسے کمزور یا کسی اسلامی تحریک میں شریک ہونے سے ایسے عاجز اور قاصر نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے اُن کی نسبت فرض کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ دریافت ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان لوگوں کو چلے چلے مسلمان کرنے میں بہت سعی ہیں اور ان کو مششوں سے یہ ہوتا ہے کہ چینوں کے مختلف گروہ اسلام قبول کر کے آپس میں متحد و متفق ہو جاتے ہیں۔

چین میں اسلام کی اشاعت اس طریقے سے نہیں ہوئی کہ علانیہ اسلام کا وعظ کیا گیا ہو۔ اس بات سے مسلمانوں کو بغاوت کے جرم میں مآخوذ ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس خیال کی تصدیق ایک رپورٹ سے ہوئی ہے جس کو سنہ ۱۹۲۷ء میں صوبہ کوانگسی کے گورنر نے شہنشاہ چین کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس رپورٹ کا مضمون یہ تھا: ”میں (صوبہ کوانگسی کا گورنر) بادشاہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ صوبہ کوانگسی کا ایک شخص جس کا نام ہانفو یون ہے، آوارہ گردی کے جرم میں گرفتار ہوا ہے۔ جب اس شخص سے اس کا پیشہ پوچھا گیا تو اُس نے بیان کیا کہ دس برس کے عرصہ سے وہ سلطنت چین کے ہر ایک حصہ میں سفر کرتا رہا ہے تاکہ اپنے مذہب کے متعلق اطلاع حاصل کرے۔ اس شخص کے ایک صندوق میں سے تین کتابیں نکلی ہیں جن میں سے بعض خود اُس کی لکھی ہوئی ہیں اور بعض ایسی زبان میں تحریر ہیں جن کو یہاں کوئی نہیں سمجھ سکتا ان کتابوں میں مغرب کے کسی بادشاہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ جب ہانفو یون کو (اقبال جرم) کیسے تکلیفیں پہنچی گئیں تو اُس نے اقرار کیا کہ اُس کے سفر کا مقصد ان کتابوں کی اشاعت تھا جن میں اُس کا مذہب بیان ہے۔ ہانفو یون پر نسبت اور مقامات کے صوبہ شانشی میں سب سے زیادہ عرصہ تک رہا۔ میں نے ان کتابوں کو دیکھا ہے۔ ان میں بعض

غیر زبان میں لکھی ہوئی ہیں۔ کیونکہ میں اُن کو نہیں سمجھ سکا۔ مگر جو کتابیں چینی زبان میں تحریر ہیں وہ بہت خراب ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ ہنسنے کے قابل ہیں کیونکہ اُن میں ایسے لوگوں کی تعریف لکھی ہو جو تعریف کے اس لیے مستحق نہیں ہیں کہ میں نے کسی اُن کا ذکر نہیں کیا۔ شاید مانغویوں صوبہ کانسوہ کا کوئی باغی ہو اُس کا چال چلن مشتبہ ہو کیونکہ معلوم نہیں ہوتا کہ ملک میں دس برس تک سفر کرنے سے اُس کا اصلی مقصد کیا تھا۔ میں اس مقدمہ کو اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس اثنا میں میری درخواست یہ ہو کہ مانغویوں کے عزیزوں کے پاس جو چھاپنے کی تختیاں ہیں اور جن سے یہ کتابیں چھاپی گئی ہیں وہ جلدادی جاویں اور جن لوگوں نے ان تختیوں پر چھاپنے کیلئے عبارت کندہ کی ہو وہ گرفتار رہوں اور کتابوں کے مصنف بھی پکڑے جاویں۔ جو کتابیں طرم کے پاس سے برآمد ہوئی ہیں وہ بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں۔ اور درخواست ہو کہ اُنکے بارے میں بادشاہ کا جو کچھ حکم ہو اُس سے مجھ کو اطلاع بخشی جاوے۔

آخر کاریہ و اعظا اسلام مانغویوں رہا ہو گیا۔ اور بادشاہ نے گورنر کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا۔ لیکن اس واقعہ سے ظاہر ہو کہ اسلام کی علانیہ اشاعت میں کیسے خطرات شامل ہیں۔ ہر سال چینیوں میں سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ تبلیغ اسلام مسلمانوں کی چپ چاپ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہ سچی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں اسلام اس طرح شائع نہیں ہو سکتا کہ ایک دفعہ ہی بہت سے چینی اسلام قبول کر لیں۔ گزشتہ صدی میں البتہ اس قسم کا واقعہ پیش آیا۔ ۱۷۷۷ء میں جب زنگیر یا کی بغاوت فرو ہوئی چین کے مختلف صوبہ جات سے دس ہزار سپاہی پیشہ لوگ مع اپنے کنبوں کے جن کے ساتھ اور بہت لوگ ہو گئے زنگیر یا کو روانہ کیے گئے تاکہ بغاوت سے جس قدر ملک برباد ہوا تھا اُس کو پھر آباد کر لیں۔ زنگیر یا میں مسلمان ہر طرف موجود ہی تھے اس لیے یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

باب یازدہم

افریقہ میں اسلام کی اشاعت

افریقہ میں دعوت اسلام کی تاریخ لکھنی بہت دشوار ہے۔ اگر زمانہ دیکھئے تو تقریباً تیرہ سو برس سے اسلام یہاں شائع ہوا اور اگر وسعت ملک پر نظر کیجئے تو براعظم افریقہ کے دو ثلث حصہ پر جسیں کثرت سے مختلف قومیں اور جرگے آباد ہیں مسلمان موجود ہیں۔ غرض وقت کی قید اور ترتیب سے کہ کس کس زمانہ میں اس براعظم کے مختلف حصوں میں اسلام شائع ہوا دعوت اسلام کے حالات لکھنے ناممکن ہیں۔ مگر شمالی افریقہ۔ نو بیہ اور حبشہ کے مسیحی کلیساؤں سے جو تعلقات اسلام کے رہے وہ اس کتاب کے باب چہارم میں بیان ہو چکے ہیں۔ اب صرف یہ تجویز ہو کہ اول شمالی افریقہ کی بت پرست قوموں میں ترقی اسلام کا حال نکھا جاوے اور پھر سوڈان اور مغربی ساحل افریقہ کا ذکر لکھ کے مشرقی ساحل کے حالات تحریر ہوں۔ اور اخیر میں کیپ کالونی کا حال نکھا جاوے کہ وہاں اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی۔

شمالی افریقہ کی بت پرست قوموں میں دعوت اسلام کے جس قدر حالات تحقیق ہوئے ہیں وہ ان چند واقعات سے تعداد میں کم نہیں ہیں جو یہاں کے مسیحی کلیسا کے زوال کی نسبت ہم نے اس کتاب کے چوتھے باب میں درج کیے ہیں۔ بہر کیف یہ تحقیق ہو کہ قوم بربر میں جس کے قومی خصائل و عادات عربوں سے بہت ملتے جلتے اسلام نے بہت جلد ترقی کی۔ اہل عرب بربر قوم کے فلاح تھے اور جس وقت مسلمانوں کی اخیر لڑائی میں بربر کی قوم سپاہ عرب کے مقابلہ پر جی تو اس کی ملکہ کا ہنہ نے یہ سمجھ کر کہ آج قسمت میں شکست

لکھی ہو اپنے بیٹوں کو عرب کے سپہ سالار کے پاس اس ہدایت سے روانہ کیا کہ وہاں پہنچ کر اسلام قبول کریں اور جو دشمن کا مقصد ہو اُس کو اپنا مقصد بنالیں۔ خود ملکہ نے اپنے حق میں بہ بہتر سمجھا کہ اس معرکہ عظیم میں جو کاہنہ کے چشموں کے قریب واقع ہوا اور جس میں قوم بربر کی قوت قطعی زائل ہو گئی ملکہ کاہنہ اپنی قوم کی سردار بنی ہوئی لڑتے لڑتے مرجائے۔ غرض جس وقت بربر کی قوم ملکی آزادی سے محروم ہوئی تو اُس نے اسلام قبول کر لیا جو اپنی سہولت کی وجہ سے اُس کو قدرتی طور پر اچھا مذہب معلوم ہوا۔ اور جس کو قبول کرنے کیلئے اُس کی ملکہ نے بھی اپنا منشاء اس طور پر ظاہر کیا تھا کہ گویا وہ بھی اس دین کی اطاعت کرنی چاہتی تھی۔

سال ۶ء میں جس وقت بارہ ہزار بربر کا لشکر طارقی کی سرکردگی میں (جو خود بھی بربر تھا) جہازوں پر سوار ہو کر ہسپانیہ کی تخی کو اٹھا تو اس لشکر میں وہ لوگ تھے جن کو اسلام قبول کیے ہوئے تھوڑا سا زمانہ گزرا تھا۔ ان لوگوں کی نسبت خاص طور پر لکھا گیا ہے کہ انھوں نے سچی نیت اور عقیدے سے اسلام قبول کیا تھا اور عرب کے عالم اور فقیہ مقرر تھے کہ ”ان کے سامنے قرآن پڑھیں اور قرآن کی عبارت اُن کو سمجھائیں“۔ اور نئے مذہب کے جسدہ فرائض ہیں اُن کی تعلیم و تلقین کریں۔ افریقیہ کے فاتح اکبر یعنی موسیٰ نے تبلیغ اسلام کا شوق اس طرح ظاہر کیا کہ خلیفہ عبد الملک نے جس قدر روپیہ موسیٰ کے پاس بھیجا وہ ایسے غلاموں کے خریدنے میں صرف ہوا جن کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لطیف خاطر اسلام قبول کر لیں گے۔ المکارسی لکھتا ہے کہ ”فتح کے بعد جب غلام فروخت کیے جاتے تھے تو موسیٰ ایسے غلاموں کو خرید لیتا تھا جن کو سمجھتا تھا کہ وہ خوشی سے مسلمان ہو جاویں گے اور جو صورت سے بھی شریف اور ظاہر اچست چالاک و جوان معلوم ہوتے تھے اگر ذہن اور عقل کی جلا کے بعد اور حقائق اسلام کو قبول کرنے کے لائق نہیکر وہ اسلام

قبول کر لیتے تھے جو سب مذہبون میں بہتر دین ہو اور ان کا اسلام لانا صدق دل سے ہوتا تھا تو موسیٰ اُن کی قابلیتوں کی آزمائش کیلئے اُن کو کسی کام پر مقرر کرتا تھا۔ اگر وہ اچھے مزاج اور عمدہ لیاقت کے آدمی ثابت ہوئے تو آزاد ہو کر فوج کے بڑے عہدوں پر مامور کر دیے جاتے تھے اور لیاقت کے موافق ترقی پاتے تھے اگر اس کے خلاف اُنھوں نے اپنے کام میں کچھ شوق ظاہر نہیں کیا تو موسیٰ اُن کو پیر و ماں بھیجتا تھا جہاں لڑائی کے قیدی جمع رہتے تھے تاکہ قدیم دستور کے موافق جس میں مال غنیمت تیروں تقسیم کیا جاتا تھا وہ پر تقسیم کر دیے جائیں۔ اسماعیل ابن عبداللہ کی نسبت جو خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے عہد میں افریقہ کا گورنر تھا یہ کہا گیا ہو کہ اُس نے اپنے ظلم اور عادلانہ انتظام سے بربر کے لوگوں کو مسلمان کیا۔ لیکن یہ کہنا کہ قوم بربر کا کوئی آدمی اُس کے وقت میں ایسا نہ رہا جس نے اسلام قبول نہ کیا ہو درست نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس قوم کو مسلمان کرنا صد برس کا کام تھا۔ اگرچہ اس قوم میں اشاعت اسلام کے حالات کبھی تحریر نہیں ہوئے لیکن ایسے واقعات بیان ہو سکتے ہیں جنہوں نے مسلمان کرنے کے لیے اس قوم پر غالباً بتدریج اثر پہنچایا۔

بربر کے لوگ اہل عرب سے ہمیشہ بغاوت کرتے رہتے تھے اور اہل تشیع کے داعیان اسلام جنہوں نے دسویں صدی عیسوی میں فاطمی خاندان کو قائم کرنے کا بندوبست کیا۔ جس وقت بربر کی قوم میں پہنچے تو اُن کا خیر مقدم ہوا اور بربر کے بعض جرگوں نے جس جوش و خروش سے اس تحریک بغاوت میں اہل تشیع کی مدد کی اس سے یہ بات خلاف قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ ان جرگوں کے بہت لوگوں نے جو اس فرقہ سے پہلے مسلمان ہونا اور ملکی آزادی سے محروم ہونا ایک نیا تصور کرتے تھے اب اسلام قبول کر لیا ہو۔ گیارہویں صدی کے وسط میں ایک اور واقعہ ایسا پیش آیا جس سے بربر

کے بہت فرقے مسلمانوں کی طرف رجوع ہوئے۔ گیارہویں صدی کے شروع میں بربر کے صحرائی فرقوں میں لمطونا فرقہ کا سردار جس وقت حج سے فارغ ہو کر واپس آیا تو شمالی افریقہ کے اسلامی شہروں میں اس کو ایک ایسے عالم اور متقی مسلمان کی تلاش ہوئی جو اس کے ساتھ چلکر اس کی جاہل قوم کو جو ضلالت میں مبتلا تھی اسلام پر دعوت دے۔ اول اول اس کو کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو علم کے گوشہ عافیت کو چھوڑ کر صحرا کے خطرے جھیلنے پر آمادہ ہوتا لیکن اخیر میں عبداللہ ابن لیسین سے اس کی ملاقات ہوئی جو علم ظاہر و باطن میں ماہر تھے اور اس دشوار کام کو انجام دینے کی قابلیت بھی ان میں بخوبی موجود تھی۔ بربر کے صحرائی جرجوں میں اگرچہ واعظین اسلام نویں صدی عیسوی سے پہنچے ہوئے تھے جہاں انھوں نے اسلام شائع کیا تھا لیکن صحرا کے یہ باشندے اچھی طرح مذہب کے پابند نہ تھے۔ چنانچہ عبداللہ ابن لیسین جب ان کے پاس پہنچے تو دریافت ہوا کہ وہ لوگ بھی جو اسلام کا اقرار کرتے ہیں پابند مذہب نہیں ہیں اور سب طرح کی بری باتوں پر ان کا عمل ہو۔ عبداللہ ابن لیسین نے بہت جانفشانی سے لمطونا کو راہ راست پر لانے اور فرائض مذہب میں ان کو تربیت دینے کا کام اپنے ذمے لیا۔ لیکن انھوں نے کسی قدر سختی اور دہشتی سے ان لوگوں کی عیب چینی کی اور ان کی حالت کی اصلاح کرنی چاہی اس لیے ان لوگوں کو اپنے استاد کے ساتھ ہمدردی نہ رہی اور عبداللہ ابن لیسین کو ایسی مایوسی ہوئی کہ انھوں نے اس سرکش قوم کو چھوڑ کر سوڈان کے باشندوں میں تبلیغ اسلام کا قصد کر لیا۔ جب لوگوں نے ان کو سمجھایا کہ جو کام شروع کیا ہو اس کو چھوڑنا نہ چاہیے تو عبداللہ ابن لیسین اپنے مریدوں سمیت دریائے سنیکال کے ایک جزیرہ میں جا رہے یہاں انھوں نے ایک خانقاہ بنائی جہاں پیر و مرید ہر وقت ریاضت و مجاہدت میں مصروف رہنے لگے۔ جس وقت عبداللہ ابن لیسین نے اس جزیرہ میں سکونت اختیار کی تو صحرا کے بعض نیکیوں لوگوں کو اس خیال سے سخت

پشیمانی ہوئی کہ انہوں نے اپنی شرارت سے ایسے بزرگ اور خدا رسیدہ شخص کو اپنے
 سے علیحدہ کر دیا اور وہ معذرت کیلئے جزیرہ میں آئے اور مرشد سے التجا کی کہ حقائق مذہب
 کی پھر اُن کو تعلیم و تلقین کریں۔ غرض اس طریقے سے عبداللہ ابن سینا کے پاس
 مرید جمع ہونے شروع ہوئے یہاں تک کہ اُن کا شمار ایک ہزار کے قریب ہو گیا۔
 عبداللہ ابن سینا کو خیال ہوا کہ وہ وقت آگیا ہو کہ اشاعت دین کیلئے علی طریقہ اختیار
 کیے جا دیں۔ انہوں نے اپنے مریدوں سے کہا کہ جس خدا نے وحی کی رحمت اُنکے
 لیے نازل کی اُن کا شمار اس طرح ادا کرنا مناسب ہو کہ اسی وحی کے علم کو دوسروں
 تک پہنچایا جاوے۔ ”لوگو! اپنی اپنی قوم کے پاس جاؤ۔ اور خدا کی شریعت اُن کو سکھاؤ
 اور اُس کی مار سے اُن کو ڈراؤ۔ اگر وہ اپنی غلطیوں پر نادم ہوں تو اُن کے طریقوں کی
 اصلاح کرو اور اُن سے کہو کہ سچی بات قبول کریں۔ اور اُن کو امن و امان سے رہنے دو
 اگر وہ انکار کریں اور اپنی غلطیوں پر مصر ہوں اور گناہ کی زندگی نہ چھوڑیں تو اُن کے خلاف
 خدا سے رد مانگو اور ان سے لڑو جس وقت تک خدا ہم میں اور اُن میں انصاف کرے
 یہ سن کر ہر شخص اپنی قوم میں گیا اور لوگوں کو سمجھایا کہ گناہ سے باز آئیں اور خدا پر ایمان
 لائیں لیکن کامیابی نہ ہوئی خود عبداللہ ابن سینا بھی خانقاہ سے روانہ ہو کر بربر کے
 سرداروں کے پاس اس توقع سے گئے کہ اب وہ اُن کے وعظ کو دل سے سنیں گے
 مگر اُن کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار اُس زمانہ میں انہوں نے اپنے مریدوں کو جمع کیا اور
 بربر کے فرقوں پر جو قریب بہتے تھے حملہ کیا اور دشمنوں کو بجز مسلمان کر لیا۔ عبداللہ ابن سینا
 کے معتقدین کا نام مرابطین رکھا گیا تھا۔ یہ لفظ اُسی مادہ سے ہے جس سے رباط کا لفظ
 رباط سے مراد خانقاہ ہے جو دریائے سنیکال کے جزیرہ میں انہوں نے بنائی تھی جب
 عبداللہ ابن سینا کو فتح ہوئی تو صحرائی قوموں کو یہ جنگ و جدل کے معرکے و عطا نصیحت
 کے مقابلہ میں زیادہ دلکش معلوم ہوئے اور وہ خوشی خوشی ایسے مذہب کو قبول کرنے

چلے آئے جس کے معتقدین کلاسی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئی تھیں۔ ۵۰۰ھ میں عبداللہ ابن لیسین نے قضا کی۔ لیکن جو اسلامی تحریک انھوں نے اپنی زندگی میں پیدا کی تھی وہ ان کے مرنیکے بعد زندہ رہی۔ اور بربر کے اکثریت پرست فرقوں نے مسلمان ہو کر ہموطن مسلمانوں کی تعداد بڑھا دی۔ مسلمان ہونیکے بعد یہ قومیں صحرا سے نکل کر شمالی افریقہ میں پنچیں اور آخر کار ہسپانیہ کی بھی مالک بن گئیں۔

یہ بات قرین قیاس ہو کر بربریں جس وقت دوسری قومی تحریک شروع ہوئی یعنی بارہویں صدی عیسوی کے شروع میں بنو ہمدی نے زور پکڑا تو اس وقت بربر کے بعض جرجہ جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے مسلمان ہو گئے۔ دولت ہمدی کے بانی ابو عبداللہ محمد ابن توہرت نے توحید کی تعلیم شروع کرنے کے لیے بربر زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام توحید تھا اور اسلام کے اصول اپنے خیال کے موافق اس میں درج کیے۔ پندرہویں صدی عیسوی تک بربر کے بعض جرجے بت پرست رہے۔ لیکن عام میلان اسی طرف تھا کہ چھوٹے چھوٹے گروہ مسلمان ہو کر مسلمانوں کی قوم میں شامل ہو جا دیں۔

صحرا میں شائع ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ سودان کی نیگرو قوموں میں شروع ہوئی اس تحریک کی ابتدائی تاریخ تاریکی میں ہو غالباً گیارہویں صدی عیسوی میں عربوں کے چند گروہ (جو خالص عرب نہ تھے تو ان میں عرب کا خون ضرور تھا) سودان میں آکر یہاں کی قوموں میں آباد ہو گئے۔ لیکن ان سے بھی پہلے بربر کے داعین اسلام اور عرب کے تاجروں نے نیگرو قوم میں رسوخ پیدا کیا تھا۔ دولت مراکو کا بانی اور خاندان مغربین کا دوسرا امیر یوسف ابن تاشفین تبلیغ اسلام میں بہت کامیاب ہوا اور نیگرو جو اس کی سلطنت میں رہتے تھے کثرت سے مسلمان ہو گئے۔ بربر کے دو فرقے یعنی لمطونہ اور جدالہ جن کا وطن کسی قدر سودان کی سرحد پر اور کسی قدر اس ملک کے اندر تھا اشاعت میں

۱۔ صالح ابن عبداللہ صفحہ ۱۶۷-۱۶۸۔ ۲۔ لے مور۔ دوسری جلد صفحہ ۶۱۱-۶۱۳۔ ۳۔ صالح ابن عبداللہ صفحہ ۲۵۰-۲۵۱۔ ۴۔ یوسف کاؤس۔ (دوسری جلد) صفحہ ۱۱-۱۲۔ ۵۔ یوسف کاؤس۔ صفحہ ۱۱-۱۲۔

بہت سرگرم رہے۔ نیکرو کی قوموں میں شاعت کے متعلق جس قدر حالات دریافت ہوتے ہیں ان سے ظاہر ہو کہ اول شمال کی سمت سے نیکرو کے مغربی جگہوں میں اسلام کا چرچا ہوا اور پھر مغربی اطراف میں اس مذہب کو ترقی ہوئی۔ یہاں سب سے پہلے جس شخص کا مسلمان ہونا تحریر ہوا ہو وہ سونرمی کے شاہی خاندان ساکا پندر ہواں پادشاہ تھا اس بادشاہ کا نام ساکاسی تھا اور مشنرہ مطابق مشنرہ کے قریب وہ مسلمان ہوا تھا۔ سونرمی کی عماری شہر تبیکو کے جنوب مشرق میں ہو غرض اس زمانہ میں دریائے ناگدو (قورہ) کے بالائی جانب جو عماریاں ہیں وہ اسلامی حصار بن گئیں اور ان کو تہذیب شائستگی میں اپنے زمانہ کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ترقی ہوئی۔ تبیکو کا شہر جو مشنرہ میں آباد ہوا اسلامی علوم و فنون کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ اور بڑے بڑے عالم و فاضل قدردانی کے خیال سے وہاں جمع ہو گئے۔ ابن بطوطہ نے چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں اس ملک کا سفر کیا اور نیکرو قوم کے مسلمانوں کی تعریف میں لکھا کہ ”وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اگر جمعہ کے روز کوئی شخص بہت پہلے مسجد میں نہ پہنچے تو پھر جگہ ملنی نامکن ہو کیونکہ جمعہ میں نمازیوں کی بہت کثرت ہوتی ہے“ ابن بطوطہ کے زمانہ میں مغربی سودان میں مالی کی عماری سب سے زبردست تھی۔ اس عماری کو مانڈنگو کی قوم نے ابن بطوطہ کے سفر سے سو برس پہلے قائم کیا تھا۔ یہ قوم افریقہ کی بہترین قوموں میں سے ہے لیو افریقہ نوس نے لکھا ہے کہ مانڈنگو بہت شائستہ ہوتے ہیں اور نیکرو کی قوموں میں وہ سب سے زیادہ قابلِ عزت اور دیانت دار ہیں۔ یہ لوگ تبلیغ اسلام میں نہایت درجہ ساعی ہوتے ہیں اور جو قومیں ان کے

ملک کرڈنگ سلطان خورور نو۔ مرتبہ اول صفحہ ۲۵۷ تا ۲۵۸ ابن بطوطہ۔ قوم ۴ صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲
 راموسکو۔ قوم ۱۰ صفحہ ۷۵۷ دائن وڈریٹ نے لکھا ہے کہ مانڈنگو ”بلند قامت خوبصورت اور گندی رنگ کے لوگ ہوتے ہیں ان کا مذہب اسلام ہے اور ان کے پاس گھوڑے اور مویشیوں کے گچھے ہوتے ہیں وہ۔ دلی۔ اخوٹا اور کترتم کے تاج کی زراعت کرتے ہیں ان لوگوں کی ہر بانی اور مہمان فواری سے بہت خوش ہوا اور ان کی عورتوں کی تین صورتیں اور وضع اور ان کا قریبی صفائی اور خاموشی دیکھ کر خوبت مسرت ہوتی ہے“ ڈیلیو۔ دائن وڈریٹ نے ”افریکین کیج بک“ پہلی جلد صفحہ ۲۰۳۔

اور جانشین مقرر کیا۔ یہ تقرر ایسا تھا جس کو رعایا نے بھی بہت پسند کیا غرض دار فر کے ملک میں جو اسلامی خاندان اس طرح قائم ہوا وہ اب تک موجود ہے سلطان احمد اور اُس کی اولاد نے دار فر کے باشندوں کی تہذیب و تربیت کے لیے جو کام کیے اُن میں اشاعت اسلام کی کوششیں بھی شامل تھیں لیکن عربوں نے جو تونس سے یہاں آکر آباد ہوئے تھے بہت پرستوں کو مسلمان کرنے میں کچھ کوشش نہ کی۔ بلکہ دار فر کے ملک کو اُس کے بادشاہ سلیمان نے جس کا عہد ۹۰۹ھ میں شروع ہوا پورے طور پر مسلمان کیا۔ سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی سے پہلے وادی اور باجرمی کے ملکوں میں جو کارو و خان و جہیل جاد کے مابین واقع ہیں اسلام شائع نہ ہو سکا لیکن وادی کی عہداری جس کا بانی ۱۱۷۱ھ میں عبدالکریم ہوا جس وقت مسلمان ہو گئی تو وہ اسلام کا مرکز بن گئی۔ سترھویں صدی عیسوی میں کت سینا اور کانو کی عہداریاں جو ہوسا کے ملک میں تھیں مسلمانوں کی حکومت میں آگئیں اور صدی کے ختم ہوتے ہوئے سودان کے ملک میں ہر جگہ کثرت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں دعوت اسلام کے جو واقعات افریقہ میں گزرے وہ تعداد میں کم ہیں اور جس وقت موجودہ صدی کے حالات تبلیغ سے اُن کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو وہ بہت قلیل معلوم ہوتے ہیں۔ اٹھارہویں صدی میں افریقی مسلمانوں کو مذہب کی طرف سے ایسی بے پروائی رہی کہ اُن کو اس غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قوی علاج کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر فرقہ واریہ کی کوشش سے اُن میں مذہبی بیداری پیدا ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ آج کل نیگرو قوموں میں دعوت اسلام کے حالات ایسے دریافت ہوتے ہیں جو گذشتہ واقعات کی طرح قلیل التعداد نہیں ہیں بلکہ اکثر اسلامی تحریکوں

۱۷۷۱ء میں انگلہ اور ملوہ "صفحہ ۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲" لندن ۱۷۷۱ء کا قادی عہداری کی نسبت کیا جاتا ہے کہ دسویں صدی عیسوی کے وسط میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے پچیس بادشاہت پرست ہوئے لیکن چھبیسواں بادشاہ سلیمان تھا۔ اس کے بعد پھر چھ بادشاہت پرست ہوئے لیکن ان کے بعد سے اب تک یہ عہداری اسلامی حکومت کے تحت میں ہے۔
 (دوبین سن ہوسا کا ملک "صفحہ ۱۸۰) لندن ۱۷۷۱ء ۱۷۷۱ء اول - صفحہ ۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲

کے پیدا ہونے اور ترقی کرنے کا مفصل حال تحقیق ہوتا ہے۔

انھارہویں صدی عیسوی کے اخیر میں فلاہین افریقہ میں سے شیخ عثمان دافود پو برنامصلح قوم اور لڑاکو مذہب پھیلانے والا پیدا ہوا۔ جس وقت شیخ عثمان مکہ سے حج کر کے سوڈان کو واپس آیا تو مسلمانوں کی اصلاح اور شعائر اسلام کو زندہ کرنے کا جوش اُس کے دلیں ہلکا تھا۔ عثمان جس زمانہ میں مکہ میں تھا تو فرقہ وہابیہ وہاں بہت ترقی پر تھا۔ عثمان پر بھی وہابیوں کا اثر پڑا اور اُس نے فاتحہ اور نذرینا زکی رسوم کو اور مقابر کی زیارت کو بڑا بتایا بلکہ لوگوں کو سمجھایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سید تقیہ نہ کی جاوے اور سوڈان کے باشندوں میں جو دھرم کے سخت گناہ پہیلے ہوئے تھے یعنی شراب خوری اور بدکاری اُن پر عثمان نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔

اب تک فلاہین افریقہ چھوٹے چھوٹے گروہ رکھتے تھے جن کا کام کاشتکاری تھا ان لوگوں کو مسلمان ہوئے مدت ہوئی تھی اور انہوں نے اسی پر قناعت کی تھی کہ سوڈان کے مختلف حصوں میں دراعسے یا مولیشی چرا کر اپنی گذراوقات کریں۔ انھارہویں صدی کے شروع میں اس قوم کے جو کچھ حالات تحریر ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک غایت پسند اور مخفی قوم تھی مسئلہ میں فلاہین افریقہ کی بستیوں میں جو دریائے گامیا کے کناروں پر واقع تھیں ایک سیاح پہنچا اور اُس نے لکھا کہ دریائے گامیا جن ملکوں اور عملداروں میں سے گذرتا ہے اُن میں بھورے رنگ کے لوگ آباد ہیں جن کو (دوفی) فلاہین کہتے ہیں۔ یہ لوگ عربوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور اُن میں سے اکثر عربوں ہی کی زبان بولتے ہیں کیونکہ عربی زبان اُن کے مدرسوں میں سکھائی جاتی ہے اور قرآن جو اُن کا قانون ہے وہ بھی اسی زبان میں ہے۔ یہ لوگ عربی زبان اس قدر سیکھے ہوئے ہوتے ہیں کہ یورپ کے لوگ لیٹن زبان اس قدر نہیں جانتے۔ کیونکہ اکثر فلاہین عربی بول سکتے ہیں۔ انکی

ایک ایسی زبان ہو جس کو فلی کہتے ہیں۔ اس قوم کے آدمی طائفوں اور جروں میں رہتے ہیں۔ وہ اپنے شہر علیحدہ بناتے ہیں اور بادشاہوں میں سے جن کی حدود سلطنت میں وہ رہتے ہوں کسی بادشاہ کے حکوم نہیں پہنچتے۔ کیونکہ اگر کسی قوم میں رہبر اُن کو آزار پہنچاتا تو وہ اپنی بستیاں توڑ دیتے ہیں اور دوسری جگہ آباد ہو جاتے ہیں۔ فلاہین کے سردار اپنی قوم پر اس طرح نرمی سے حکومت کرتے ہیں کہ اُن کی گورنمنٹ کا حکم بجائے اس کے کہ ایک شخص کا حکم معلوم ہو کل قوم کا حکم معلوم ہوتا ہو۔ اُن کی گورنمنٹ ایسی ہو جس کا انتظام بہت آسانی سے ہو سکتا ہو کیونکہ ساری قوم نیک مزاج اور بے شر ہو عدل و انصاف کے اعتبار سے اُن کی تعلیم ایسی ہوتی ہو کہ کوئی شخص جو بُری حرکت کرتا ہو اُس سے تمام قوم نفرت کرنے لگتی ہو۔ سب لوگ بہت جفاکش اور سیدھے سادے ہوتے ہیں اور اپنے صرف سے زیادہ اناج پیدا کر لیتے ہیں جس کو وہ داہجی قیمت پر بیچ دیتے ہیں۔ اُن کی ممان نوازی ایسی مشہور ہو کہ اس دیس کی اور قومیں فلاہین کے شہروں کا اپنے پڑوس میں آباد ہونا نعمت تصور کرتی ہیں۔ علاوہ اس کے وہ اس قدر نیکام ہیں کہ انکی قوم کے کسی آدمی کے ساتھ مہربانی یا ممان نوازی سے پیش نہ آنا بہت بُرا سمجھا جاتا ہو اگرچہ اس قوم کی انسانی ہمدردی عام ہو لیکن اپنی ہی قوم والوں کے ساتھ اُس کو دو گنی ہمدردی ہوتی ہو۔ اگر اُن کو معلوم ہو جو جاوے کہ قوم کا کوئی آدمی غلام کر لیا گیا ہو تو کل قوم ملکر اُس کو آزاد کر لیتی ہو۔ چونکہ کھانے پینے کا سامان اُنکے پاس ضرورت سے زیادہ ہوتا ہو اس لیے وہ اپنے کسی آدمی کو بھوکا یا تنگ نہیں رہنے دیتے جس طرح قوم کے اور لوگوں کی خدمت کیجاتی ہو اسی طرح بدھوں اندھوں اور پابھجوں کے ساتھ سلوک سے پیش آتے ہیں۔ اُن کو کبھی غصہ نہیں آتا۔ اور میں نے کبھی نہیں سنا کہ اُن میں سے کسی ایک نے دوسرے کی بُرائی کی ہو۔ ان کا یہ حلم اور تحمل اس وجہ سے نہیں ہو کہ اُن میں دلیری اور بہادری کی کمی ہو۔ نہیں بلکہ فریقہ کی اور قومیں جس قدر دلیر اور بہادر ہیں اُسی قدر بہادریہ لوگ بھی

ہیں۔ اور ہتھیار چلانے میں بڑے مشاق ہیں۔ اُن کے ہتھیاروں میں چھوٹی تلواریں تیر اور کمان اور بعض دفعہ بند و قیس ہوتی ہیں..... یہ قوم بڑی منتشر مسلمان ہوا اور اُس کا کوئی آدمی براندسی یا پانی سے زیادہ کوئی تیز پینے کی چیز نہیں پیتا۔“

لیکن عثمان و انفودیو نے فلاحین کے منتشر گروہوں اور جروگوں کو ملا کر ایک قوم بنا دیا۔ اور اُن میں مذہب کا جوش پیدا کر کے جس کی وجہ سے آج تک تبلیغ اسلام میں اُن کی کوشش مشہور ہیں۔ اُن کو ملک ہوسا کی بت پرست قوموں سے لڑنے کیلئے لے گیا۔ اور تب سکوٹو بورٹو وغیرہ وغیرہ کے بادشاہوں کو خطوط روانہ کیے جنہیں حکم تھا کہ یا تو اپنی اور اپنی رعایا کی اصلاح کریں نہیں تو خدا کی طرف سے اُن کو سزا دینے کیلئے عثمان مَن کے پاس آتا ہو۔ غرض فلاحین ملک فتح کرتے ہوئے جزئی اور مغربی اطراف میں بڑے اور ملک کے ملک برباد کر دیا جو قوم مغلوب ہوئی اُس کو بحیرہ مسلمان کیا اور جو منتشر گروہ فتح ہوئے اُن کو ملا کر ایک قومی تنظیم میں ترتیب دیا۔ ان فتوحات کے بعد فلاحین نے سکوٹو کا شہر تعمیر کیا جو اسلامی حکومت کا دارالسلطنت قرار پایا۔ مشہور عیسائی بت پرست عمدا ریوں کو برباد کر کے اُن کی جگہ ادا موا کی عمدا ری قائم ہوئی۔ بردبا کے ملک میں آلو کا شہر عثمان نے مسما کر دیا اور اُس کے قریب الورین کا شہر بنایا جس کے بازار بہت چوڑے تھے اور جیسے چوک اور مسجدیں بہت تھیں غرض فلاحین کی قوم ملک فتح کرتی ہوئی مغرب کی طرف سمندر کے کنارے تک پہنچ گئی اور ملک سنی کا مبیا اور سودان میں جو چار اسلامی عمدا ریاں آج تک قائم ہیں وہ اس بات کی دلیل ہیں کہ عثمان و انفودیو نے تبلیغ اسلام میں کیسی ہمت صرف کی۔ عثمان نے اپنی قوم کو فتح قوم بنا دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کیا کہ اُن میں اسلام کا ایسا جوش عقیدت پیدا کیا کہ عملی جدوجہد کے لحاظ سے افریقہ کے داعیان اسلام میں فلاحین کو سب سے زیادہ تفوق حاصل ہے اُن کی تہذیب و تعلیم نے اُن کو اس کام کیلئے اور لائق اور قابل بنا دیا۔ ملکی فتوحات سے اسلام کو اس قدر ترقی نہیں ہوئی جس قدر کہ ان فتوحات کے بعد امن و امان کے دسا۔

سے دعوت اسلام میں فلاہین کو کامیابی حاصل ہوئی۔

افریقہ کے اس حصہ میں اسلام کی تبلیغ اور ترقی زیادہ تر ایسے لوگوں نے کی جنہوں نے کافروں کو مسلمان کر نیلے لیے کسی تلوار نہیں اٹھائی۔ یہ ترقی صوفیہ کے بعض مشہور خاندانوں کی وجہ سے ہوئی جن کا اثر شمالی افریقہ کے مسلمانوں میں بہت ہے۔ موجودہ صدی میں ان صوفیوں کی کوشش سے ہم با نشان نتیجے پیدا ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کے کام کبھی مفصل تحریر نہیں ہوئے لیکن بعض اسلامی تحریکیں دریافت ہوتی ہیں جنکے یہ بانی ہوئے۔

صوفیہ کی طرف سے جس قدر دعوت اسلام کی تحریکیں ہوئیں ان میں سب سے قدیم تحریک کے بانی سی احمد ابن ادریس ہوئے جن کو ۱۸۳۷ء سے ۱۸۸۳ء تک مکہ معظمہ میں اپنے علم فضل کی وجہ سے بڑی شہرت رہی۔ اس وقت یہ بزرگ خاندان خضریہ کے سردار تھے

۱۸۳۵ء میں ان کا انتقال ہوا اور اس سے پہلے انہوں نے اپنے ایک مرید محمد عثمان الامیر غنی کو دعوت اسلام کیلئے افریقہ روانہ کیا۔ محمد عثمان براجہ عبور کر کے کسیر میں آئے اور یہاں سے دریائے نیل کی طرف روانہ ہوئے وادی نیل تک انکی صرف یہ کوشش رہی کہ مسلمانوں کو خاندان خضریہ میں مرید کریں۔ لیکن جس وقت تک سمت شمال میں دریائے نیل کے کنارے کنائے سفر کر کے وہ اسوان کے شہر تک نہیں پہنچے تبلیغ میں ان کو کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ البتہ اسوان سے ڈنگولا تک ان کو نہایت کامیابی ہوئی۔ نو بیہ کے لوگ بکثرت بیعت کر نیلے لیے دوڑے آئے عثمان کو اب بادشاہوں کا سا شان و خیم حاصل ہو گیا تھا جس سے اہل نو بیہ کے دل بہت متاثر ہوئے اور ان کی کرامات کی شہرت نے ہزاروں آدمیوں کو ان کا مرید بنا دیا۔ عثمان نے ڈنگولا پہنچ کر اردو خان جانی کے لیے وادی نیل کا سفر ترک کیا اور کار دو خان میں بہت عرصہ تک قیام کیا۔ بت پرستوں کو مسلمان کرنا یہاں سے شروع ہوا۔ کار دو خان اور سینار میں بہت سے فرقے ایسے تھے جو بھی تک

بت پرست تھے۔ لیکن محمد عثمان کے وعظ کا لوگوں پر ایسا اثر ہوا کہ ان کو تبلیغ اسلام میں بی کامیابی ہوئی اور یہ کامیابی اس طریقہ سے اور دیر پا ہو گئی کہ محمد عثمان نے کاؤ دفان میں بسنے تکاح کیے اور جواد ولد ہوئی اُس نے باپ کے انتقال (۱۲۵۷ھ) کے بعد اشاعت کے لیے وہی کام جاری رکھے جو باپ نے شروع کیے تھے۔ محمد عثمان کی اولاد امیر غنیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

محمد عثمان کے سفر سے چند سال پہلے موجودہ خاندان مصر کے بانی محمد علی پاشا کی فوجوں نے مشرقی سودان میں فتوحات حاصل کیں۔ اور گورنمنٹ مصر نے بعض صوفیہ خاندانوں کے مریدوں کو اس جدید فتوحہ ملک میں جانے کی ترغیب اس خیال سے دی کہ ان کی کوشش سے ملک میں امن ہو جائیگا۔ ان لوگوں کو اپنی محنت اور کوشش میں ایسی کامیابی ہوئی کہ زمانہ حال میں جو ہنگامے مہدی کیوجہ سے سودان میں ہوئے ان کا سبب یہی بیان کیا جاتا ہے کہ ان وعظین کی تلقین سے سودان کی رعایا کو ان ہنگاموں کا اشتعال ہوا۔

افریقہ کے مغربی اطراف میں سلسلہ قادریہ اور تجانیہ کی کوششوں سے اسلام کی ترقی ہوئی قادریہ کو جو صوفیہ کے تمام سلسلوں میں باعتبار اشاعت کے سب سے زیادہ دور پھیلایا ہوا ہے بارہویں صدی عیسوی میں شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا تھا جن کو تمام اولیائے عظام میں سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کے ساتھ ہر جگہ یاد کیا جاتا ہے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں اس خاندان کے مریدوں نے جو صحرائے عظیم نوات کے چشموں سے اٹھکر مغربی افریقہ میں پہنچے تھے یہاں سلسلہ قادریہ کو رواج دیا ولانا کا شہر پہلا مقام تھا جہاں یہ لوگ جمع ہوئے۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اس شہر سے قادریہ کی اولاد نکال دی گئی۔ اور اس نے تمبکتو کے شہر میں پناہ لی جو ولانا سے شرق

کی طرف تھا۔ موجودہ صدی کے شروع میں وہابیہ کی مذہبی تحریک نے جس سے اسلامی دنیا پرست
 بڑا اثر ہوا۔ اصرارے عظم اور مغربی سودان کے قادیوں میں سخت مذہبی جوش پیدا کیا اور زیادہ
 زمانہ گزرنے نہ پایا کہ قادیہ کے بڑے بڑے عالموں اور صوفیوں کے گروہ ملک سودان
 میں اور سلسلہ کوہستان پر جو ساحل گنی کے متوازی چلا گیا ہو جا بجا نظر آنے لگے۔ بلکہ مغرب کی
 طرف یہ لوگ ہتھ بڑھے کہ لائبیریا کی خود مختار سلطنت میں پہنچے۔ مولوی ملا۔ تعویز لکھنے والے
 کاتب یا معلم بن کر یہ مسلمان بت پرستوں کے ملکوں میں آئے جنہوں نے ان کی خاطر مدارات کی
 اور وہ بت پرستوں کی سطح جا بجا آباد ہو گئے گویا جدا جدا ادا�روں کے مرکز تھے جہاں سے اہل
 اثر ہر طرف پھیلنا شروع ہوا۔ بت پرستوں میں یہ مسلمان رفتہ رفتہ رسائی پیدا کرتے تھے اور ایک
 ایک دو دو آدمیوں کو مسلمان کر کے تھوڑے عرصہ میں نو مسلموں کا محفل گروہ اکٹھا کر لیتے تھے
 جو نو مسلم لائق ہوئے ان کو ایسے شہروں میں تحصیل علم کیلئے روانہ کیا جاتا تھا جہاں قادیہ کے لوگ
 موجود ہوں۔ فارغ التحصیل ہو کر یہ نو مسلم اپنے وطن کو واپس آتے تھے۔ اور اب وہ اہل وطن کو
 مسلمان کرنے کے لیے بوجہ تیار ہوتے تھے۔ غرض بت پرستوں اور فیتش کے پوجنے والوں میں
 ایسا خمیر ملا دیا گیا جو آہستہ آہستہ پھولنا شروع ہوا یعنی اسلام کی اشاعت ان میں بتدریج
 ہونے لگی۔ موجودہ صدی کے وسط میں سودان کے مدرسوں اور مکتبوں میں فرقہ قادیہ کے
 معلم و مدرس مقرر ہوتے تھے اور یہی قادیہ کا خاندان تھا جس نے بت پرستوں میں تبلیغ اسلام
 کا نہایت باقاعدہ انتظام جاری کیا جس میں مذہب کی اشاعت ہمیشہ امن کے طریقوں سے
 ہوئی۔ قادیہ نے نیک زندگی کی عمدہ مثالوں اور وعظ نصیحت پر اپنی کوششوں کا دار و مدار رکھا۔
 شاگرد پر استاد کے اثر کو اور تعلیم دین کی اشاعت کو اپنے کام میں زیادہ معاون و مددگار سمجھا
 ان لوگوں نے اپنے مرشد کی نصیحتوں کی ہمیشہ تعمیل کی اور جو بات اس خاندان کی مشہور تھی اُسکو
 برقرار رکھا۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت تھی کہ ہمسایہ سے محبت اور سلوک کو نیک

پیش آنا چاہیے شاہ صاحب کو اکثر بادشاہ اور امیرندریں بھیجتے تھے لیکن اُن کی سخاوت اُن کو ہمیشہ مفلس رکھتی تھی۔ شاہ صاحب کے ملفوظات یا مقولات میں کوئی قول ایسا نہیں ملتا جس کا عیسائیوں سے بغض یا عداوت کہنا بتایا گیا ہو۔ بلکہ جہاں کہیں اُنھوں نے اہل کتاب کا ذکر کیا ہو وہاں اُن کی غلطیوں پر افسوس ظاہر کیا ہو اور خدا سے دعا کی ہو کہ وہ راہِ رست پر آئیں غرض یہ صلیبِ کلِ اصول تھے جن کو شاہ صاحب اپنے ارادتمندوں میں پیدا کر گئے اور قادریہ کے لوگوں کو ہمیشہ ان اصولوں کا پابند دیکھا گیا ہے۔

اٹھارھویں صدی عیسوی کے اخیر میں تجانیہ کا صوفیہ خاندان الجزائرہ میں قائم ہوا۔ موجودہ صدی کے وسط سے اس خاندان کے مرید سودان میں آباد ہوئے اور تبلیغِ اسلام کے لیے اُنھوں نے وہی طریقے اختیار کیے ہیں جو خاندانِ قادریہ کے ہیں۔ تجانیہ کے مدارس سے اسلام کی اشاعت میں بڑی مدد پہنچی لیکن قادریہ کی طرح تجانیہ نے بزورِ شمشیر اسلام پھیلانے سے اجتناب نہیں کیا۔ اور افسوس ہے کہ اُن کے جہادوں کی شہرت نے تبلیغ کے ایسے واقعات کو جو مغربی افریقہ میں امن کے طریقوں سے پیش آئے تاریکی میں ڈال دیا ہو۔ حالانکہ تجانیہ کے لوگ جنھوں نے امن و امان کے وسائل سے اپنے مذہب کو شائع کیا تبلیغِ اسلام میں اُن مجاہدوں سے زیادہ کامیاب ہوئے جنھوں نے لڑا کر چھوٹی چھوٹی عملداریاں قائم کیں اور جن میں اُن کے خاندان کچھ دنوں بادشاہی کر گئے ان جہادوں کے حالات لکھنے کی طرف اہلِ یورپ کو خاص کر ایسی صورت میں توجہ کرنے کی قدر تائز ورت ہوئی جبکہ اُن کی تجارت یا ملک گیری کے منصوبوں میں ان جہادوں سے خلل پڑا۔ اور مسلمان و عظموں اور معلموں کے حالات تحریر کرنے کی جگہ کہ کس طرح سہولت کے ساتھ اُنھوں نے اسلام کو ترقی دی اہلِ یورپ کو اسلامی لڑائیوں کی سرگزشت لکھنے کا زیادہ شوق رہا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ لڑائیاں اسلام کی اشاعت میں ایک ظہرِ مفید بھی ثابت ہوئیں۔ اور اشاعتِ مذہب کے لیے اُن کا مفید ہونا کچھ اسلام

ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہو بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت میں بھی ایسی لڑائیوں نے اکثر اس طرح فتنہ پہنچایا ہے کہ ملک کے فتح ہونیکے بعد داعیان مذہب کے لیے رستہ کھل گیا تاکہ غیر قوموں میں وہ اپنے مذہب کو پھیلائیں اور اپنے ہم مذہبوں کو بتائیں کہ ابھی ایسے ملک موجود ہیں جہاں کے باشندوں کو راہِ راست پر لانا باقی ہو۔

تجانیہ کی پہلی تحریک جس میں لڑائی اور اسلام کی اشاعت شامل ہوئی عمرالحاجی نے پیدا کی یہ شخص مکہ معظمہ میں تجانیہ خاندان کے ایک بزرگ سے ملا اور اس خاندان میں مرید ہو گیا عمرالحاجی فتنہ تورڈ کا رہنے والا تھا اور معلوم ہوتا ہے اُس کے پاس بہت دولت تھی۔ اپنے ملک میں وہ رنج رکھتا تھا اور اُس کی صورت بہت بارعب تھی۔ عرب کے ایک عالم نے اُس کو تعلیم و تربیت کیا تھا اور کئی برس تک اس عالم سے اُس نے عربی زبان سیکھی تھی ^{۱۲۵۸ھ} یا ^{۱۲۵۹ھ} میں جس وقت عمرالحاجی بیت اللہ سے تین چکر کے سودان کو واپس آیا تو اُس نے اپنے غلاموں کو مسلح کیا اور میں ہزار آدمیوں کا لشکر جمع کر کے اشاعت اسلام کیلئے ان قوموں کے خلاف معرکے شروع کیے جو دریائے نائیل اور سنیکال کے بالائی ملکوں میں اب تک بت پرست چلی جاتی تھیں۔

مغربی سودان میں اسلام کے پھیلنے کا کسی قدر حال اوپر لکھ آئے ہیں۔ یہاں عبداللہ بن سین نے اور اُن کے ساتھیوں نے اسلام کا جو تخم بویا تھا وہ مسلمان تاجروں اور معلکوں اور چشمہ الخوض کے عربوں کی آمد و رفت اور تاثیر سے پھوٹ نکلا پندرہویں صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ عربوں نے زنگی سرداروں کو مسلمان کرنے میں کس طرح کی کوشش کی۔ اہل عرب نے ان سرداروں سے کہا کہ بغیر خدا کی شریعت کو ملنے ہوئے عوام الناس کی طرح جو کسی دین و آئین کے پابند نہیں زندہ رہنا اُن کے لیے بڑی شرم کی بات ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دعاۃ اسلام نے مذہب اسلام اور اسلامی طریقوں کے رعب و داب سے افریقہ کے غیر مذہب و حشیوں کے دل پر اثر کیا تھا۔ لیکن باوجودیکہ ان زنگی قوموں میں مسلمان

صد ہارس سے موجود تھے مگر انیسویں صدی میں عمرالحاجی کو معلوم ہوا کہ اُس کے ملک بہت لوگ بھی نکالنے بہت پست بزرگوں کی طرح کفر اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔ عمر نے اول میک کی مانند قوم پر حملہ کیا اور اُس کے بعد دریائے سند گال کے بالائی ملک میں پہنچ کر سیگوسے بت پرستی کو خارج کیا۔ سیگوس میں بارہائی قوم اب تک بت پرست تھی۔ عمر نے یہاں کی بعض اسلامی ریاستوں کی بھی اصلاح کی جن میں بت پرستی کے خیالات ابھی تک رائج تھے۔ عمر نے سیگوس اور موسینا میں قیام کیا اور مبارکی قوم کو مغلوب کر کے مسلمان کیا اور اکثر موقع پر اسلام کی بجر اُعات کی۔ ہشتہ میں عمرالحاجی مارا گیا۔ اور اُس کے بیٹے بالائی سند گال اور نامگر کے وسط میں تمام ملک پر جو اُن کے باپ نے فتح کیا تھا تسلط ہو گیا۔

عمرالحاجی کے کئی جانشینوں نے بھی جو اُس کے خاندان یا معتقدین میں سے ہوئے اسلام کو اسی طرح ترقی دی جس طرح اُن کے سردار یعنی عمر نے فرقہ تجانیہ کو جہاد پر آمادہ کر کے مذہب کو پھیلایا تھا۔ لیکن ان جانشینوں کے زمانہ میں جو چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں اُن کے حالات بہت کم دریافت ہوئے ہیں۔ یا جس قدر دریافت ہوئے ہیں وہ کافی نہیں کیونکہ عمرالحاجی کی سلطنت اُس کے مرنیکے بعد چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستوں میں تقسیم ہو گئی البتہ زمانہ حال میں اشاعت اسلام کی ایک اور تحریک جس میں جہاد سے کام لیا گیا اور جس کا بانی قوم مانڈنگو کا ایک سردار ہو جس کو امام صد کہتے ہیں ایسی پیدا ہوئی جس کے حالات مفصل لکھے گئے ہیں۔ حمد نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کیا اور خود اُس کا سردار بنا اور بت پرستوں کی کئی جنگیں اور بہادر قوموں کو اپنا مطیع بنا لیا۔ ہشتہ میں حمد نے فلا با کو کئی عینے کے سخت محاصرے کے بعد فتح کیا جو ملک سلیمان کا دار السلطنت تھا اور سیرالیون سے مشرق میں ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ فلا با کے باشندے فلاصین فرقہ کے حملوں کا جو ہر سال اُن کو فتح کرنیکے لیے یورش کیا کرتے تھے پچاس برس تک بخوبی جواب دیتے رہے لیکن

اب صمد نے اُن کو فتح کر لیا۔ امام صمد کے حالات ایک عمد نویس مورخ نے عربی زبان میں لکھے ہیں۔ جن سے صمد کی بعض فتوحات کا مفصل حال دریافت ہوتا ہے۔ یہ مورخ لکھتا ہے کہ ”امام احمد ابی صمد مازن کو کے جہاد کے یہ حالات ہیں۔ جب سے امام صمد نے بت پرست قوموں میں جو سمندر اور ملک واسلو کے وسط میں رہتی ہیں۔ اس غرض سے جانا شروع کیا کہ اُن کو خدا کے دین یعنی اسلام کی طرف دعوت دے تو خدا اُس کا ہمیشہ مددگار ہوا۔“

”جو اس کو پڑ ہیں اُن سب کو معلوم ہو کہ امام صمد کی اول کوشش ایک شہر پر صرف ہوئی جس کا نام فلسفہ تھا۔ صمد نے قرآن اور شریعت اور احادیث کے مطابق فلسفہ کے بادشاہ سندیدو کے پاس اس پیغام سے قاصد روانہ کیے کہ سندیدو امام صمد کی اطاعت قبول کرے اور بتوں کو پوجنا ترک کرے اور ایک خدائے برحق پر ایمان لائے جو بزرگ ہو اور برتر۔ جس کی عبادت اُس کے بندوں کے لیے اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں مفید ہے۔ لیکن فلسفہ کے بت پرستوں نے اطاعت سے انکار کیا۔ اس پر صمد نے قرآن کے حکم کے مطابق اُن پر جزیہ مقرر کیا۔ لیکن انہوں نے اپنے اندھے اور بہرے پن سے ان باتوں کو نہ مانا۔ تب امام نے ایک مختصر لشکر پانچ سو آدمیوں کا جو بہادر اور دلیر تھے جہاد کے واسطے جمع کیا اور فلسفہ پر حملہ کیا۔ بت پرستوں کے خلاف خدائے امام کی مدد کی۔ اور اُس کو اُن پر فتح دی اور امام نے اپنے گھوڑوں سے اُن کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ مطیع ہوئے۔ اب وہ بت پرستی کی طرف نہیں لوٹ سکتے کیونکہ اُن کے سب سے بڑے مکتبوں میں قرآن پڑھتے ہیں اور علم دین اُن کو سکھایا جاتا ہے۔“

امام صمد نے اسی طریقے سے اور کئی بت پرست ریاستوں کو اسلامی مملوکوں اور غظول کی مدد سے مسلمان کر لیا۔ اور احکام قرآن کی پابندی اُن کو سکھائی۔ اب جو شہر فتح ہو کر یا اپنی خوشی سے اُس کا مطیع ہو جاتا ہو اُس میں امام صمد ایک مسجد بنوا دیتا ہے اور چند اسلامی مدارس۔

جن میں لائق معلم مقرر ہوتے ہیں جاری کر دیے جاتے ہیں۔ اگرچہ امام ایک بڑے شکر کا سردار ہو لیکن وہ قرآن پاک اور مدارس اسلامیہ کی تعلیم و تربیت پر بہ نسبت تلوار کے زیادہ بھروسہ کرتا ہو اور کہتا جاتا ہو کہ اُس کو ایسی قدرت حاصل ہو کہ جس بت پرست قوم کو وہ اسلام پر دعوت دیتا ہو وہ بغیر کشت و خون کے مسلمان ہو جاتی ہو۔

لیکن ان اسلامی تحریکوں کی نسبت جن میں جنگ و جدل سے کام لیا گیا یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ملکی فتوحات اور لڑائیوں سے اس ملک میں اسلام کی ترقی زیادہ نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ لکھا گیا ہے کہ عمر کا حجاز کی سلطنت کے جو حصے اُس کے جانشینوں کے قبضہ و تصرف میں رہے اُن کی حدود کے باہر جہاں کہیں عمر نے لوگوں کو زبردستی مسلمان کیا تھا وہ کچھ دنوں بعد مسلمان نہ رہے اور باوجودیکہ عمر کی فوجوں میں بہت جوش و خروش تھا اور اُس کی فتوحات نے بہت شان و شوکت دکھائی تھی جو عارضی ثابت ہوئی لیکن اب ایسی اسلامی تحریکوں کے نشان بہت کم باقی ہیں جن میں جنگ و پیکار کے طریقے اشاعت مذہب کیلئے اختیار کیے گئے۔ مغربی افریقہ کی اسلامی تحریک میں یہ لڑائیاں اس وجہ سے قابل وقعت ہیں کہ مذہبی جوش اُنھوں نے پیدا کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ داعیان اسلام نے امن و امان کے طریقوں سے بت پرستوں میں بہت وسعت کے ساتھ اسلام کو شائع کیا۔ ان جہادوں کو اگر نظر غور دیکھا جاوے تو موجودہ ترقی اسلام کی تاریخ میں اُن کا واقع ہونا محض اتفاقی ہے اور اُن کا شمار ہرگز اُن وسائل اور قوتوں میں نہیں ہو جن سے فی الحقیقت افریقہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اگر بالفرض کسی قوم نے ان جہادوں کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا تو بھی جب تک دعاۃ اسلام اس قوم کی تعلیم و تہذیب کیلئے سامعی نہ ہوئے اُس کا مسلمان ہونا نہ ہونا برابر تھا بغیر اس کے ناممکن تھا کہ کوئی جماعت ایسی پیدا ہو سکتی تھی صحیح طور پر مسلمان کہہ سکے غرض اس تحریک سے اسلام کی اشاعت اور ملک گمنی اور سنی گامیہ کے کلہ حصہ

ہو گئی جہاں فلاہین اور ملک ہوسا کے مسلمان تاجرانہ و رفت رکھتے تھے اور لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کرتے تھے موجودہ صدی میں ان مسلمانوں نے گنی اور سنی گامبیا کے بت پرستوں کو مسلمان کر لیا ہے۔

اب جن اسلامی فرقہ کے کاموں کا ہم ذکر کرتے ہیں اُس کو مذہب اسلام کی خدمت کے لیے سوائے امن و امان کے وسائل اور تعلیم و تلقین کے طریقوں کے کبھی جنگ پیکار سے کسی طرح کا تعلق نہیں رہا۔ ^{۱۸۰۰}۱۸۰۰ء میں الجزائر کے ایک قاضی نے جس کا نام سیدی محمد ابن علی السنوسی تھا فرقہ سنوسیہ کو قائم کیا جس کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کی اصلاح ہو اور اسلام کی اشاعت کی جائے۔ سیدی محمد ابن علی جنہوں نے ^{۱۸۰۰}۱۸۰۰ء میں انتقال کیا اور محض اپنی لیاقت کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی ہوئے جس کا انتظام خدا کے ہاتھ میں ہے اور جس کی رعایا دل سے اُس کی خدمت گزار ہے اور جس کی وسعت فکر و کواؤن کے جانشین برابر ترقی دے رہے ہیں۔ فرقہ سنوسیہ پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلیں اور ان کی پابندی میں سر مو فرق نہ ہو۔ صرف خدائے وحدہ لا شریک کی بندگی کریں۔ فقیروں اور درویشوں کی سب تعظیم اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کریں۔ قومہ اور تبا کو نہ پیئے اور یہودیوں اور عیسائیوں سے کسی طرح کی رسم پیدا نہ کرنے کا اُن کو حکم ملا۔ اور ہر شخص پر فرض تھا کہ اگر وہ ہمیشہ اس فرقہ کی خدمت میں مصروف اور ترقی اسلام میں ہمیشہ ساعی نہ رہ سکے جس کے ساتھ اہل یورپ کے اثر سے بچنا ہی ضروری ہو تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت کے فائدے کیلئے دیا کرے۔ سنوسیہ کا فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اُس کی گھاٹی مصر سے لیکر موراکو تک بلکہ صحرائے اعظم اور سوڈان کے شاداب قطعات میں بھی جا بجا موجود ہیں۔ جببوب کا گاؤں جو مصر اور طرابلس کے درمیان صحرائے لبیان میں واقع ہے فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے ہر سال صد ہا مسلمان تعلیم و تربیت پائے اسلام پر وعظ

و تفتیق کے لیے شمالی افریقہ کے ملکوں میں جاتے ہیں۔ سنوسیہ کی تمام شاخیں جن کی تعداد ۱۲۱ ہے) خانقاہ جنجوب سے اس وسیع فرقہ کے انتظام کے لیے صلاح اور مشورہ حاصل کرتی ہیں جس میں صد ہا مختلف قومیں اور گروہ جن کے ملک ایک دوسرے سے فاصلہ وراز پر واقع ہیں شامل ہیں۔ سنوسیہ کو اپنے کام میں بدرجہ غایت کامیابی ہوئی ہے۔ اُس کی خانقاہیں تو شمالی افریقہ میں مصر سے موراکو۔ سودان۔ سنی گامبیا اور ارض سومالی میں موجود ہیں۔ لیکن اُس کے لوگ بھی عرب عراق اور مجمع البحرین کے علاقوں میں نظر آتے ہیں۔ اگرچہ سنوسیہ کا مقدم فرض یہی تھا کہ مسلمانوں میں اُن کے مذہب کی اصلاح کریں لیکن اشاعت میں ہی اس فرقہ کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ افریقہ کی اکثر قوموں میں جو بت پرست یا برائے نام مسلمان ہیں جس وقت سنوسیہ کے لوگ پہنچے تو یہ سب قومیں اسلام کی نہایت پابند ہو گئیں۔ داعیان سنوسیہ آج کل اس جستجو میں ہیں کہ بالی قوم کے اُس حصہ کو جو ابھی تک بت پرست ہے اور بورنو کے مشرق میں ایندومی کے کوہستان میں رہتا ہو کسی طرح مسلمان کر لیں۔ بالی قوم کے ایسے حصوں میں جس کے لوگوں میں اسلام کا علم بہت اوپری تھا اور وہ برائے نام مسلمان تھے سنوسیہ نے ایسا جوش مذہب پیدا کر دیا ہے جیسا خود اُن میں موجود ہے۔ صحرائیں فیضان کے جنوب کی طرف تو یا بتستی کی رہنے والی قوم جس کا نام تیدا ہے اور جو پہلے برائے نام مسلمان تھی سنوسیہ کے پہنچنے ہی پر مشرعی مسلمان ہو گئی۔ اور اب تک سنوسیہ کی کوششوں کی شاہد ہے۔ سنوسیہ کے دعاۃ اسلام گالا کے ملک میں ہی اشاعت مذہب کرتے ہیں۔ اور ہرار کے شہر سے جہاں اون کو بہت قوت ہے ملکہ امیر ہرار کے دربار میں جس قدر سردار ہیں سب سنوسیہ خاندان کے مرید ہیں ہر سال نئے لوگ اسلام کی ترقی کیلئے گالا کے ملک میں جاتے ہیں۔ مذہب کے پیلانیکیے لیے یہ لوگ سیکر کو لے جاتے ہیں۔

اور صحرا کے شاداب مقامات پر بستیاں آباد کر دیتے ہیں۔ غلاموں کو خرید کر وہ مسلمان کر لیتے ہیں خاص کر وہادی کی قوموں میں انہوں نے اس طریقے سے مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھائی ہے۔ چنوب میں ان غلاموں کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے اور جس وقت وہ سنو سیہ کی تمام باتوں سے واقف ہو جاتے ہیں تو آزاد کر کے وطن بھیج دیے جاتے ہیں تاکہ اپنے بھائی بندوں کو مسلمان کر سکیں۔

سوڈان کی بت پرست قومیں مسلمانوں کی کوششوں کے حالات جو اوپر بیان ہوئے اگرچہ کم ہیں لیکن جس قدر میں ان کی قیمت اس لیے زیادہ ہے کہ سوڈان میں اشاعت اسلام کے حالات کا پتہ بہت کم چلتا ہے۔ اگرچہ تاریخی دستاویزوں سے کوئی شہادت ہم نہیں پہنچتی۔ لیکن بت پرست قوموں میں جو مسلمان بہتر مذہب اور بہتر تہذیب کے رکھنے والے موجود ہیں وہ داعیان اسلام کی کوششوں کی زندہ شہادت ہیں۔ سوڈان کے جنوب مغرب میں جہاننگ اسلام پل چکا ہے وہاں کی مسلمان اور غیر مسلمان قوموں میں بڑا فرق نظر آتا ہے کہ بت پرستوں کی اخلاقی حالت اہل یورپ کی شراب فروشی سے کس درجہ خراب ہوئی ہے۔ اس زمانہ کے ایک سیل نے ان قوموں کی خراب حالت کے ذکر میں جو دریائے نائجر کے دہانے کی طرف آباد ہیں لکھا ہے کہ ”جب دریائے نائجر میں ہماری دفانی کشتی چڑھاؤ پر جاتی تھی تو دو سو میل تک کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی جو میرے خیالات میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرتی۔ کیونکہ بت پرستی کے ساتھ مردم خواری اور شراب کی تجارت خوب رونق پر تھی۔ لیکن جب ساحل کانیشی ملک پہنچے رہ گیا اور میں وسط سوڈان کی شمالی سرحد کے قریب پہنچا تو لوگوں کی صورت اور شعار میں مجھکو رتی معلوم ہوئی۔ مردم خواری موقوف ہوئے تھے بت پرستی بھی رخصت ہوئی۔ شراب کی تجارت بھی کم ہو گئی اور لوگوں کے بدن پر کپڑے زیادہ اور صاف نظر آنے لگے اور صورتوں میں

ایسی متانت پائی گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اخلاقی ترقی شروع ہو گئی ہے اور ہر ایک چیز کا ظاہر تھا کہ ضرور کوئی خاص بات ہے جس نے ان وحشیوں کی طبیعت پر قدرت پا کر ان کا قلب ماہیت کر دیا ہے تم کو تعجب ہو گا کہ یہ خاص بات دین اسلام ہے۔

”لکو جاسے گذر کر دریا سے بسیں نوئی اور نا لگر کے سنگم پر ہم ان مقاموں سے نکل آئے جو داعیان اسلام کے گویا مورچے تھے۔ اور وسط سوڈان میں داخل ہوئے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوتا تھا کہ ملک کی گورنمنٹ اچھی ہے اور ہوشیار سوداگر اس میں موجود ہیں جو عمدہ قسم کے کپڑے بناتے ہیں یا پیتل اور چمچے کا کام کرتے ہیں اور تہذیب و شائستگی کے میدان میں ترقی کر چکے ہیں۔“

نا لگر تیار میں اسلام کی اشاعت کا صحیح اندازہ کرنے کیلئے ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ مغربی ساحل اور دعوت اسلام کی جنوبی سرحد کے برابر برابر تو داعیان اسلام دعوت لے ہی جاتے ہیں۔ لہذا ان کی کوششوں کے لیے شمال و مشرق کے ملکوں میں بھی جو دور تک پہنچے ہوئے ہیں بہت میدان کھلا ہے اگرچہ ان ملکوں میں اسلام کو رائج ہونے مدت ہوئی۔ لیکن تبلیغ اسلام کے لیے ابھی یہاں کام باقی ہے۔ قوم فنج جو سینار کی سب سے سہرا کردہ زنگی قوموں سے ہے اس کے بعض حصے ایسے ہیں کہ کچھ لوگ اس کے مسلمان ہیں اور کچھ لوگ بت پرست۔ چنانچہ نومبر کے مسلمان سوداگران بت پرستوں کو مسلمان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سوڈان اور سینی گامبیا کی آبادی میں سے ایسے فرقوں کا شمار بتانا آسان ہے جن میں بت پرستی کے عقائد اور طریقے اب تک جاری ہیں یا جن میں اسلام کی پابندی خفیف ہے گو صد ہا برس سے مسلمان ان لوگوں کے قریب آباد ہیں اور یہی وجہ ہے کہ موجودہ صدی میں سوڈان اور سینی گامبیا کے داعیان اسلام کو مسلمانوں کی اصلاح یا تبلیغ کے لیے زیادہ دور نہیں جانا پڑا۔ پس افریقہ کی تاریخ تبلیغ میں اصلاح مذہب کی تحریکوں کے افریقہ کا نقشہ دیکھیے ۱۵ء اول۔ صفحہ ۳۰۳۔

ذکر اور شعرا اسلام کے زندہ ہونے کا حال ہم کو قابل غور نظر آیا اور ہم نے ناظرین کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا۔

دعاة اسلام کی کوششوں کا دوسرا منظر مغربی ساحل افریقہ پر۔ باوجودیکہ اصل گنی اور سیرالیون اور ملک لائبیریا میں اسلام کو بہت ترقی ہو چکی تھی بلکہ لائبیریا میں مسلمانوں کی تعداد بت پرستوں سے زائد تھی مگر افریقہ کے مغربی ساحل پر اسلام کو ایسی قوموں سے واسطہ ہوا جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئی تھیں۔ اشانطی میں جو مغربی ساحل افریقہ کا ملک ہے مشعشعہ سے کچھ مسلمان موجود تھے اور اُس زمانہ سے آج تک اس ملک میں مسلمانوں نے دعوت اسلام میں ایسی کوشش کی کہ آہستہ آہستہ لیکن ہمیشہ حکمی کامیابی ہوئی۔ اس کا سبب بھی ہے کہ اشانطی کے باشندے مسلمانوں کی خاطر مدارات کرتے ہیں اور بادشاہ اشانطی کے دربار میں انکو بڑا دخل ہو جاتا ہے۔ داعیان اسلام نے یہاں اسلامی مدارس جاری کیے ہیں جو بت پرستوں کی اولاد کو اسلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اشانطی میں ایسی علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں کہ مذہب اسلام یہاں کے اور تمام مہم جو پر غالب آ جائیگا کیونکہ اشانطی کے اکثر سرداروں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ داہومی اور گولڈ کوسٹ پر دعوت اسلام روز افزوں ترقی پر ہون ملکوں کے بت پرست سردار اگر ظاہر میں اسلام قبول نہیں کرتے تو وہ داعیان اسلام کے اثر کو ضرور گوارا کر لیتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کو مدول جاتی ہے کہ عوام الناس میں وہ اسلام کی اشاعت کریں۔ مغربی ساحل افریقہ پر داہومی اور اشانطی دو بڑی عملداریاں ہیں جن کے فرمانروا بت پرست ہیں لیکن اُن کا مسلمان ہو جانا اب کوئی دن کی بات سمجھی جاتی ہے۔ لاگوس کے شہر میں تقسیم بادس ہزار مسلمان ہیں اور مغربی ساحل کے اُن شہروں میں جہاں تجارت بہت ہوتی ہے ایسے مسلمان بھی آباد ہیں جو اعلیٰ درجہ کی زندگی قوموں سے ہیں۔ مثلاً یہ لوگ فلاحین مانند گوارہ ہوسا

کی قوموں کے لوگ ہیں اور ان کا مذہب اسلام ہے۔ جب یہ زنگی مسلمان تجارت کیلئے یا اس غرض سے کہ یورپ والوں کی فوجوں میں بہرتی ہوں مغربی ساحل افریقہ کے شہروں میں آتے ہیں تو یہاں کے بت پرستوں پر ان کی صورت اور لیاقت کا اثر پیدا ہوتا ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ یورپین گورنار اور حکام اور تاجر مسلمانوں کی بہت عزت اور توقیر کرتے ہیں۔ یہ زنگی مسلمان قومی اعتبار سے یا شکل اور لباس میں ایسا فرق نہیں رکھتے کہ بت پرستوں کو ان کی برادری میں شامل ہونا غیر ممکن معلوم ہو۔ علاوہ اس کے یہ زنگی مسلمان بت پرستوں کو سمجھانے رہتے ہیں۔ کہ اگر ہمارے شریک بننا چاہتے ہو تو پہلے مسلمان ہو جاؤ۔ جس وقت کوئی بت پرست خواہ وہ کیسے ہی کم درجہ کا اور ذلیل حالت کا آدمی ہو مسلمان ہونے کی نیت ظاہر کرتا ہے تو مسلمان فوراً اُس کو اپنی برادری میں شامل کرتے ہیں اور اُس کو اپنے برابر کا آدمی سمجھتے ہیں اور یہ برابر کا درجہ اس طرح دیا جاتا ہے کہ کسی کو اُس کے فیئ میں حسد یا رشک نہیں ہوتا بلکہ جن مسلمانوں کو دعوت اسلام کا شوق اور جوش ہوتا ہے وہ نو مسلم کو یہ عزت نہایت خوشی سے دیتے ہیں دریاے سنی گال کے دہانے سے لاگو کے بندر گاہ تک جن میں دہرا ذیل کا فاصلہ کوئی بڑا شہر لب سمندر ایسا نہیں ہے جس میں کم از کم ایک مسجد نہ ہو۔ اور جہاں داعیان اسلام بڑے جوش و خروش سے تبلیغ میں مصروف نہ ہوں بلکہ بعض صورتوں میں ایک ہی جگہ مسلمان اور پادری اپنے اپنے مذہب کی اشاعت میں کوشش کرتے ہیں۔

مصنفوں نے بالاتفاق کوئی فیصلہ اب تک اس امر کے متعلق نہیں ظاہر کیا ہے کہ جغرافیہ کے اعتبار سے افریقہ میں تبلیغ اسلام کی حدود کہاں تک قائم کی جاویں۔
 انگل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ خط استوا سے شمال میں دس درجہ کا عرض بلد تبلیغ اسلام کی

۱۷۷۱ء صفر ۱۲۰۰ھ افریقہ کے نقشہ میں جو نقطوں کا خط اسلام کی جنہاں حد قائم کرنے کیلئے کھینچا گیا ہے اس کے لیے ڈاکٹر اسکاتھون صاحب کابین شکوہوں۔ یہ صاحب شرقی افریقہ برسی کے مشہور مصنف محقق ہیں۔

جنوبی حد ہو گا اس عرض بلد سے شمال کے اطراف میں بعض قومیں ابھی تک بت سرت
ہیں۔ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ مغربی ساحل پر اور دریائے نائنگر کے دہانے کے قریب ملک
ہیں اُن میں مدت ہوئی کہ اسلام اس جنوبی حد سے گزر کر شائع ہو چکا ہے لیکن سوائے ملک
ایسے حصوں کے جن کا ہم آگے ذکر کریں گے وسط افریقہ میں اسلام کا اثر ابھی تک کم ہے
اس میں شبہ نہیں کہ وسط افریقہ میں مسلمان اکثر نظر آتے ہیں خاص کر وہ عرب تاجر جو زنجبار
سے یہاں پہنچے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان عربوں میں تبلیغ اسلام کا شوق یا تو کم ہے یا
بالکل نہیں کیونکہ اُنہوں نے ملک سودان کی مثل ایسی اسلامی ریاستیں جو احکام قرآن
کے بموجب جاری ہو کر اُس کی پابند ہوتیں وسط افریقہ میں قائم نہیں کیں بشرقی ساحل افریقہ
میں اسلام کا اثر دوسری صدی عیسوی سے موجود ہے لیکن افریقہ کے اطراف مشرق میں مسلمانوں
سے کوئی ایسا کار نمایاں نہیں ہوا جس کو دعوت اسلام کی تاریخ میں جگہ ملتی۔

مشرقی ساحل افریقہ پر اہل عرب کے آباد ہونے کے حالات کم دریافت ہوتے ہیں
۵۰۰ شمہ میں جب پرتگیزیوں کے دون فرانسسکو دالیدیا نے کیلویا کا شہر فتح کیا تو ایک تاریخ
عربی زبان میں لکھی ہوئی اُس کو ملی۔ اس تاریخ میں بیان ہے کہ اول مسلمان جو اس ساحل پر
آباد ہوئے وہ چند عرب تھے جنہوں نے ایک شخص زید کے باطل مذہب کو تسلیم
کیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے وہ جلا وطن کر دیے گئے تھے۔ زید رسول اللہ صلعم کے
خاندان سے تھے۔ جن زید کا یہاں ذکر ہو اُن سے غالباً زید ابن علی علیہ السلام
مراہ ہو جو حضرت امام حسین کے پوتے تھے اور خلیفہ ہشام کے عہد میں اُنھوں نے امام
ہمدی ہوئے کا دعویٰ کر کے اہل تشیع کو بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ ۱۲۲ھ ۱۲۳ھ ۱۲۴ھ میں
خلیفہ ہشام کے عہد میں اُن کو شکست ہوئی اور مارے گئے۔ ۵۱

۱۵۰۰ء تا ۱۶۰۰ء یہ شہر ایک جزیرہ میں ہے جو زنجبار سے جنوب کی طرف دور جہاں ہوا ہے ۵۲
۵۳ یارس صفحہ ۲۱۱ ابن خلدون تیسری جلد صفحہ ۹-۱۰۰۰

یہ عرب افریقہ کی بت پرست قوموں سے ہمیشہ خائف رہے۔ لیکن مشرقی ساحل پر انھوں نے اپنی آبادی کو رفتہ رفتہ ترقی دی۔ یہاں تک کہ اہل عرب کا ایک اور گروہ اُن میں شامل ہوا۔ یہ گروہ خلیج فارس سے عرب کے ساحل اور جزیرہ بحرین کے قریب سے تین جہازوں میں بٹھیکریاں آیا تھا۔ سات بھائی اس گروہ کے سردار تھے اور عرب سے نکلنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ شہر الحما کے بادشاہ نے جس کی سلطنت ان عربوں کے وطن کے قریب تھی اپنے ظلم کیے تھے۔ جب یہ عرب مشرقی ساحل افریقہ پر پہنچے تو انھوں نے مقدشو کا شہر پہلے تعمیر کیا۔ جس کو رفتہ رفتہ ایسی قوت حاصل ہوئی کہ ساحل کے تمام عربوں پر حکمران ہو گیا۔ اہل عرب کا پہلا گروہ جو مشرقی ساحل پر آباد ہوا وہ شیعہ تھا اور چھ سو سال گزرے تھے اس لیے اُس نے سرداران مقدشو کی حکومت میں رہنا پسند کیا اور ساحل چھوڑ کر ملک کے اندرونی حصوں میں آباد ہو گیا جہاں وہ دیس کے لوگوں میں مل گیا اور دیسی عورتوں سے شادیاں کر کے اُس نے اُن کے طریقے اور رسوم سیکھ کر لیے۔

مقدشو کا شہر دسویں صدی عیسوی کے وسط میں آباد ہوا تھا اور مشرقی ساحل افریقہ پر ستر برس تک وہ بڑے زور کا شہر رہا۔ لیکن اسی اشار میں خلیج فارس سے ایک گروہ یہاں آباد ہونے کی غرض سے آیا۔ اور مقدشو کے مقابلہ میں اُسے ایک نیا شہر آباد کیا۔ اس گروہ کا سردار علی تھا جو شیراز کے سلطان حسن کا بیٹا تھا اُس کے چھ بھائی اور تھے چونکہ علی کی ماں حبش تھی۔ اس لیے اُس کے بھائی اُس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور جب سلطان حسن کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے ایسے ظلم کیے کہ علی نے وطن چھوڑ کر کہیں اور آباد ہونے کا قصد کیا اور اہل و عیال اور چند مصاحبوں کو لیکر جزیرہ ارمند سے جہاز میں سوار ہوا اور جب افریقہ کے مشرقی ساحل پر پہنچا تو مقدشو

سے بچکر نکلا کیونکہ وہاں کے لوگ مختلف المذہب تھے اور یہ سنکر کہ پنجاب کے ملک میں
سونامی گاؤہ مقدسوں سے جنوب کی سمت میں چلا اور ساحل پر کیلویا کا شہر آباد کیا جہاں
وہ خود مختاری کی حیثیت سے رہ سکا۔ اور شمال میں جو عرب آباد تھے ان کی دسترس
سے بچ گیا۔

غرض اس طرح مشرقی ساحل افریقہ پر خلیج عدن سے لیکر خط جدی تک جس کو زمانہ
وسط کے جغرافیہ دانان عرب نے اقوام زنج کا ملک لکھا ہی عربوں کے متعدد شہر آباد
ہو گئے زنج کی قوموں میں اہل عرب نے اسلام کی اشاعت کی واسطے کچھ بھی کوشش کی لیکن
اُس کے حالات ہم تک نہیں پہنچے کتاب عجائب الهند جو حالات سفر کی ایک کتاب غالباً
دسویں صدی عیسوی کی لکھی ہوئی ہے اُس میں ایک عجیب واقعہ تحریر ہے کہ زنج کی قوموں
میں سے ایک قوم کے بادشاہ نے کس طرح اپنی رعایا میں اسلام کی اشاعت کی کوشش
میں اہل عرب کا ایک جہاز جس پر تجارت کا مال بھرا تھا طوفان میں آگیا اور رستہ سے بھٹک کر
آدم خوار زنجیوں کے ملک میں پہنچ گیا اور جہاز والوں کو یقین ہوا کہ اب کوئی دم میں وہ موت
کا نقد بنے ہیں۔ لیکن زنجیوں کے بادشاہ نے عربوں پر مہربانی کی اور کئی مہینے تک ان کو
اپنا مہمان رکھا ان تاجروں نے اپنا مال خوب نفع سے بیچا مگر بادشاہ کی مہربانیوں کا حق
بڑی دغا بازی سے کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ جب ان عربوں کو رخصت کرنے کیلئے بادشاہ اور
اُس کے عائد جہاز تک آئے تو ان عربوں نے سب کو گرفتار کر لیا۔ اور غلام بنا کر عمان
میں لے آئے۔ اس کے بعد چند سال گزرے تھے کہ ان ہی عرب تاجروں کا جہاز پھر
طوفان میں آیا اور رستہ بھول کر زنجیوں کے بندر گاہ میں پہنچ گیا۔ زنجی جو کشتیوں میں
سوار تھے جہاز کے پاس آئے اور جہاز والوں کو پہچان لیا۔ ان عرب تاجروں کو اپنے
مرنے میں ذرا شک نہ رہا۔ اور وہ توبہ و استغفار میں مصروف ہو گئے۔ زنجیوں نے

عربوں کو گرفتار کیا اور بادشاہ کے سامنے لے گئے۔ جب عربوں نے بادشاہ کو دکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے ساتھ انہوں نے دغا کی تھی تو سخت نادم ہوئے اور خوف اُپر طاری ہوا۔ لیکن بادشاہ نے بجائے اس کے کہ اُن کی دغا بازی کا انتقام لیتا اُن کی جان بچا دی اور اُن کو اجازت دی کہ اپنا مال فروخت کریں۔ لیکن جب ان تاجروں نے بادشاہ کو تدرینی چاہی تو بادشاہ نے بھارت اُنکی نذر قبول کرنے سے انکار کیا۔ جب عربی تاجر رخصت ہونے لگے تو ایک تاجر نے بادشاہ سے پوچھا کہ غلامی کی حالت سے وہ کیونکر آزاد ہوا۔ بادشاہ نے بیان کیا کہ عمان سے جہان وہ غلام بنا کر بیچا گیا تھا وہ بصرہ روانہ کیا گیا اور بصرہ سے بغداد میں آیا۔ بغداد میں اس کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوئی اور ارکان اسلام اُس کو سکھائے گئے۔ بغداد میں اپنے آقا سے بھاگ کر وہ ایک قافلہ کے ساتھ ہو گیا۔ جو مکہ معظمہ کو حج کے لیے جاتا تھا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد وہ قاہرہ میں آیا اور قاہرہ سے دریائے نیل کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا اپنے ملک میں پہنچا۔ اس سفر میں بڑی مصیبتیں اُٹھائیں اور کئی دفعہ غلام بنایا گیا۔ لیکن ”اب میں خوش ہوں کہ اللہ نے مجھ کو اور میری قوم کے لوگوں کو اسلام یعنی دینِ حق کا علم بخشا۔ اور زنج کے ملک میں کسی اور کو یہ نعمت نہیں ملی۔ چونکہ میرے مسلمان ہونیکا باعث تم ہوئے اس لیے میں نے تمہارا قصور معاف کیا۔ جاؤ اور مسلمانوں سے کہنا کہ وہ ہمارے ملک میں آئیں اور ہم مسلمان اُن سے بھائیوں کی طرح ملیں گے۔“

کتاب عجائب الهند سے یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر تاجرانِ عرب مدت سے آمدورفت رکھتے تھے اور باوجود اس حدِ بابر س کی آمدورفت کے ساحل کی دیسی قوموں میں (سوائے سومالی قوم کے) اسلام کا چرچا کم ہوا۔ سو لہویں صدی عیسوی میں پرتگیزیوں کی فتوحات سے پہلے جو چند زنگی قومیں مسلمان

ہوئیں وہ صرف ساحل کی رہنے والی تھیں۔ پرتگیزی قوت کے زوال کے بعد بھی جب کہ
 سادات عمان کے عہد میں عربوں کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی تو سوائے گالا اور سواہلی
 کی قوموں کے جو ملک کے اندر آباد تھیں اندرونی ملک کی دیگر اقوام میں اشاعت اسلام
 کیلئے کوشش نہیں کی گئی۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ ”مشرقی افریقہ کے
 وسط میں تین دفعہ حج کو سفر کرنے کا اتفاق ہوا لیکن مجھے کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی جس سے
 خیال ہو تاکہ مسلمانوں کا مذہب فریضہ تہذیب ہو اسلام میں مذہب بنانے کی جو کچھ قابلیتیں
 ہوں وہ مشرقی افریقہ میں ظاہر نہ تھیں۔ یہاں عرب اور عربوں کی اولاد اپنے مذہب کی اشاعت
 میں مصروف نہ تھی۔ اور اسلام کا دعوت دینے کیلئے یہاں داعیان اسلام موجود نہ تھے۔
 مسقط کے عرب اسی بات کو غنیمت سمجھتے تھے کہ ان کے غلام ایک حد تک اسلام کے
 پابند رہیں اسکے علاوہ انھوں نے مشرقی افریقہ کی قوموں سے جو فی الحقیقت ضلالت
 میں مبتلا تھیں کچھ بحث نہ رکھی۔ یہ قومی اس جہل و نادانی کی حالت میں خوش رہتی تھیں اور
 تہذیب و دانشمندی سے ان کا تنفر ہونا ظاہر کرتا تھا کہ پانچ سو برس تک مسلمانوں کی نیم نشستہ
 قوموں سے واسطہ رکھنے پر بھی ان میں وہ لیاقت پیدا نہیں ہوئی جیسے کہ اُنکی ہمسایہ قوموں
 میں موجود تھی۔ ان صد ہا سال میں نیکی کا ایک تخم بھی ایسا نہ پھوٹا جو بڑا ہو کر پودا بن چکا ہو
 مشرقی افریقہ میں عربوں کو سوداگری اور غلاموں کی تجارت میں ایسا اہتمام نہ رہا کہ اسلام کی
 ترقی کیلئے وہ کچھ شوق ظاہر نہ کر سکے۔ حالانکہ ان ہی کے ہم مذہبوں نے افریقہ کے اور
 حصوں میں تبلیغ احکام کیلئے کیا ہمت اور محنت صرف کی تھی۔

وسط افریقہ کے مشرقی حصہ میں جو قومیں آباد ہیں ان میں اسلام کو ترقی نہ ہونے کی

سلسلہ وسط افریقہ میں اسلام مصنف جوزف ٹامسن، صفحہ ۱۱۷، مشرقی افریقہ جرمنی میں بونڈی اور دادوگو
 کے لوگوں میں بہر حال اسلام کی ترقی ہو۔ یہ دونوں ملک ساحل سے کسی قدر مغرب کی طرف واقع ہیں سو پہلے کے
 جو مسلمان معلم پیشہ ہیں وہ بت پرستوں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ادکار ہومان، دو سبارا اور ندنگا
 تاجا، رگبیت، صفحہ ۱۳۱ و ۱۵۳، (مطبوعہ برلن ۱۸۹۱ء)

ایک وجہ یہ بھی ہو کہ ان قوموں کی طبیعت کو مذہب سے لگاؤ کم ہو۔ شمال میں البتہ ملک یوگنڈا کی قومیں ایسی نہیں ہیں جہیز مذہب کا اثر نہ ہوتا ہو۔ چنانچہ زنجبار سے جو عربان قوموں میں پہنچے تو اسلام کی اشاعت اُن میں بخوبی ہو سکی۔

گالا اور سومالی کی قوموں میں اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ اس کتاب کے باب چہارم میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حبش کے ملک میں گالا قوم کی آبادیاں قائم ہو گئی ہیں۔ یہ تو آباد لوگ جن کی قوم کی سات شاخیں ہیں اور جو دو لوگ گالا کے نام سے مشہور ہیں حبش میں آباد ہونے سے پہلے غالباً بت پرست تھے۔ اور اب تک کثرت سے بت پرست ہیں۔ ملک حبش میں آباد ہونیکے بعد وہ گویا اسی ملک کے باشندے ہو گئے اور اکثر نے باشندگان حبش کی زبان۔ عادات اور رسوم اختیار کر لیں۔

گالا کی قوم کے متعلق کہ کس طرح اُس نے اسلام قبول کیا مفصل حالات نہیں ملتے۔ اس قوم کے بعض لوگوں کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ زبردستی عیسائی کر لیے گئے اور چونکہ ملک حبش میں پولیٹیکل اختیارات مسلمانوں کے قبضہ میں نہ تھے اس لیے یہ بات امکان سے خارج ہے کہ مسلمانوں نے بھی عیسائیوں کی طرح اپنے مذہب کی اشاعت بکری کی ہو۔ اخیر صدی میں اس قوم کے جو لوگ جنوبی سمت میں آباد تھے وہ زیادہ تر مسلمان تھے اور جو لوگ مشرق اور مغرب کی طرف میں رہتے تھے وہ عموماً بت پرست تھے۔ لیکن اب جو کچھ حالات اُن کے متعلق تحقیق ہوتے ہیں اُن سے ظاہر ہے کہ اہل اسلام کی تعداد ترقی پر کی اور چونکہ اُن کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ ”وہ بہت متعصب مسلمان ہیں“ تو اس بات سے ہم فرض کر سکتے ہیں کہ وہ اسلام کی پابندی میں سست اور بدشوق نہیں ہیں۔ خاص ملک

لے گالا قوم کی تاریخ مؤلفہ شیخ محمد اگرچہ وہ لوگ گالا کی قوم کے مذہب کی نسبت مفصل حالات نہیں معلوم لیکن سلیک کی رائے ہے کہ وہ بہت بدست تھے۔ رکھو۔ قوم ۱۔ صفحہ ۳۴۰ مصنف رکھو البتہ یہ فرض کیا ہو کہ جب قوم ملک حبش پر چڑھا کر آئی تو اُس وقت مسلمان تھے ۲۔ بنری سالٹ ”حبشہ کا سفر“ صفحہ ۲۹۹ لندن ۱۸۸۷ء میں بروکس ”شیخ بیل کی تحقیقات کا سفر“ جلد سوم صفحہ ۲۳۳ (۱) ڈیٹر شیخ ۱۸۸۷ء کرائسٹین ان این اوست از بچہ پہلی جلد صفحہ ۱۰۰ (۱) کورن ٹال (۱۸۸۷ء)

گالاکی گالا قوموں میں سولے اُن جرگوں کے جو حبش کی سرحد پر رہتے ہیں اور جن کو سابق کے بادشاہ حبش نے زبردستی عیسائی کیا تھا۔ لوگ مسلمان ہیں اور کچھ بت پرست پہاڑوں میں مسلمان کم ہیں لیکن ملک کے باقی حصوں میں واعیان اسلام کو اپنے کام میں بہت کامیابی ہوئی اور موجودہ صدی میں اُن کی تعلیم و تلقین سے لوگ بکثرت مسلمان ہوئے ہیں انٹونیو کی نے جو شہداء میں لیو کی علداری میں گیا تھا ابا بغیبیہ کے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے کہ ابا بغیبیہ لیو کے بادشاہ وقت کا باپ تھا اور اُس کو اُن مسلمانوں نے مسلمان کیا جو لیو کی ریاست میں تاجر بنکرتے تھے اور اسلام کی اشاعت کرتے تھے۔ لیو کے قریب گالا قوم کی جو علداریاں ہیں اُن کے امیروں اور سرداروں نے ابا بغیبیہ کی مثال کا اتباع کیا اور کچھ حصہ رعایا کا بھی مسلمان ہو گیا۔ اسلام ان علداریوں میں ترقی کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک زیادہ تر لوگ ایسے ہیں جو اپنے آبائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہیں۔ سرداران گالا کے دربار میں مسلمان تاجروں کی خاطر مدارات اس طریقے سے ہوتی کہ غیر ملکوں کی جو اشیاء روہ ان سرداروں کی علداری میں تجارت کی غرض سے لائے وہ ملکی پیداوار کی عوض میں خرید لی گئیں اور اس طرح مسلمان تاجروں کے لیے تجارت کا بازار قائم ہو گیا۔ چونکہ یہ تاجر ساحل پر صرف سال بادہ سال میں ایک دفعہ آتے تھے اور باقی وقت گالا کے ملک میں صرف کرتے تھے اس لیے ان کو اسلام کی اشاعت کے واسطے کافی وقت اور موقع ملا جس کا جمل کرنا وہ خوب جانتے تھے۔ غرض جہاں کہیں اُنھوں نے قدم رکھا یہ بات ضروری ہو گئی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ لوگوں کو مسلمان کر لیں۔ گالا کے ملک میں اسلام کو عیسائی مشنریوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑا جو یورپ سے وہاں پہنچتے تھے ان عیسائی مشنریوں کی وجہ سے کچھ لوگ عیسائی ہوئے

۱۔ صفحہ ۳۰۔ ۲۔ ۱۸۴۵ء میں جس وقت دمن کیتھک (جاثلیقی) عیسائیوں نے گالا قوم میں اپنا مشن جاری کیا تو ابا بغیبیہ نے اُن سے کہا کہ اگر تم برس برس پہلے آتے تو صرف میں نہیں بلکہ میرے سب بھوٹن تمہارا مذہب قبول کرتے لیکن اب عیسائی مذہب قبول کرنا ناممکن ہے۔ داسایا چوتھی جلد صفحہ ۱۰۳۔ ۳۔ وازیل الفونزیرے دل کا فائدہ دوسری جلد صفحہ ۳۰ (مطبوعہ مانتھیر) داسایا چوتھی جلد صفحہ ۱۰۳۔ ۴۔ داسایا چوتھی جلد صفحہ ۱۰۲۔

لیکن مشنریوں کو بہت کامیابی نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ کارڈنل ماسیانی نے جن لوگوں کو عیسائی کیا تھا۔ جس وقت یہ کارڈنیل مکے نکال دیا گیا تو انہوں نے یا تو اسلام قبول کر لیا یا یہ ہوا کہ ان کو اللہ کا یقین رہا نہ مسیح کا۔ عیسائی مشنریوں کا قویہ حال تھا مگر داعیان اسلام کو مسلسل کامیابی رہی اور اب، جنوب کی طرف دور تک بڑھ گئے ہیں اور دریائے دانی کو انھوں نے عبور کر لیا ہے۔ گالا کے وہ جرگے جو ملک گالا کے مغربی حصے میں آباد ہیں ابھی تک بت پرست چلے جاتے ہیں اور جو قومیں کہ بالکل ہی مغربی سرحد پر آباد ہیں ان میں لیگا کی قوم ایسی ہے جس میں اب موجودات قدرت کی پرستش کم اور مسلمانوں کا اثر زیادہ پھیلتا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ چند سال کے عرصہ میں لیگا کی تمام قوم اسلام قبول کرے گی۔ آج کل افریقہ کے شمال مشرق میں تبلیغ اسلام کیلئے مسلمانوں کی ہمتیں اور کوششیں قابل قدر ہیں۔ ہر سال عرب سے کئی سودا عیان اسلام ان اطراف میں آتے ہیں اور سوماتی قوم میں ان کو گالا کی قوم سے ہی زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ چونکہ سوماتیوں کا ملک عرب کے قریب ہے اس لیے وہ قدیم زمانہ سے داعیان اسلام کا بولا بولا نگاہ رہا ہے۔ لیکن افنوس ہے کہ اُس کے متعلق زیادہ حالات تحقیق نہیں ہوتے۔ ملک سوماتی کے شمال میں جو سوماتی قومیں رہتی ہیں ان میں مشہور ہے کہ عرب کا ایک شریف زادہ مجبور ہو کر اپنے وطن سے بھاگا اور سمندر عبور کر کے اول کے شہر میں آیا جہاں سوماتی کے بزرگوں کو اُس نے مسلمان کیا۔ پندرہویں صدی عیسوی میں چوالیس عربوں کا ایک گروہ حضر موت سے چلا اور بحر احمر کو عبور کر کے

۱۔ صنف پکے ہے جہاں عیسائی مشن کی ناکامی کا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ اس ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ سامانے گذشتہ میں اسلام کی اشاعت ان ملکوں میں بکثرت ہوئی ہے۔ صداداعیان اسلام اور مسلمان تاجروں نے یہ اشاعت کی ہے ان لوگوں کے پاس وہ سامان بخوبی موجود ہوتا ہے جس سے مذہب کی اشاعت ہوتی ہے یعنی وہ ہوشیار ہوتے ہیں۔ اور ملک کی زبان خب جانتے ہیں دوسری جلد صفحہ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱

بربرہ کے شہر میں آیا اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہوا۔ ۱۲۳ھ میں ان عربوں میں سے ایک بزرگ شیخ ابراہیم ابو زریٰ ہزار کے شہر میں آئے اور بہت لوگوں کو انھوں نے مسلمان کیا۔ ان کے مزار کی زیارت کیلئے اب تک لوگ جمع ہوتے ہیں۔ شہر بربرہ کے قریب ایک پہاڑی ہے جہاں مشہور ہے کہ تبلیغ اسلام کیلئے دور دراز کا سفر کرنے سے پہلے یہ بزرگان دین یا دُخلا میں تنہا زندگی بسر کرتے تھے۔

ملک افریقہ کے حالات تبلیغ کو ختم کر نیکیے لیے اب صرف یہ لکھنا باقی ہے کہ اس بزرگ کے جنوبی ملک یعنی کیپ کو سٹ کو لوئی میں اسلام کس طرح پہنچا۔ کیپ کو لوئی کے مسلمان مسلمانان ملایا کی نسل سے ہیں جن کو سترہویں یا اٹھارہویں صدی عیسوی میں فوج قوم کے لوگ اپنے ساتھ بیاں لائے۔ بوٹر کی بگڑی ہوئی زبان یہ لوگ بولتے ہیں جس میں انگریزی اور ملایا زبان کے الفاظ بکثرت موجود ہیں۔ ۱۸۱۸ء میں ترکی وزیر تعلیم نے اس زبان کی ایک عجیب و غریب کتاب جس میں احکام دارکان اسلام بیان کیے گئے تھے عربی حروف میں لکھو اور قسطنطنیہ میں چھاپی۔ کیپ کو لوئی کے بعض مسلمانوں کے ناموں سے جو فوج زبان کے نام ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کے نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی فوج قوم کے لوگ مسلمانوں کی جماعت میں شامل تھے اور فوج کے خون کا اثر ان مسلمانوں میں بہت موجود ہے قوم ہائٹلوٹ میں سے بھی بعض لوگ مسلمان ہو گئے۔ یورپ کے سیاحوں اور نیز مسلمانوں کو کیپ کو لوئی کے اہل اسلام کی طرف کم توجہ رہی ہے۔ لیکن گذشتہ بیس برس کے عرصہ میں غیر ملکوں کے بعض پر جوش مسلمان ان کے پاس حالات تحقیق کر نیکیے لیے

۱۔ ہن فرسٹ فٹ پرنس ان ایفریکہ ص ۷۷، ۷۸ (لندن ۱۸۵۷ء) ۲۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۷ء تک اس گٹھ ہوپ فوج کے قبضہ میں رہا اور ۱۸۶۷ء میں صلیب ماہیگری کی وجہ سے پرنس کے تسلط میں آیا لیکن جب دوبارہ اٹالی شروع ہوئی تو انگریزوں نے اس پر فوراً قبضہ کر لیا ۳۔ جویا۔ مونسٹر پر گاندنا ص ۷۷، ۷۸ ۴۔ ۱۸۶۷ء میں سسٹر کپل کوئی صاحب تھے جنہوں نے مسلمانان کیپ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ دیکھو ولیم آدمز کی کتاب "سوڈن و انجرائیڈ ٹارول" پری جلد صفحہ ۳۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۳ء)

بت پرستوں کی آبادیوں میں جہاں مسلمان موجود ہیں وہ ان حاجیوں کی مدد کرتے ہیں اور یہ حاجی
تبسیلخ میں انتہا درجہ کی کوشش اور جانفشانی کے ساتھ مصروف ہو جاتے ہیں۔ اسی
طرح طالب علم جو قاہرہ میں جامع ازہر سے فارغ التحصیل ہو کر بت پرستوں کے ملک میں آئے
ہیں عثمان کی بت عزت کی جاتی ہے بعض دفعہ یہ طالب علم طبیب بن کر مطب شروع کر دیتے
ہیں اور نہیں تو اس لیے اُن کی ہر جگہ ضرورت ہوتی ہے کہ تعویذ اور نقش لکھ کر لوگوں کو دیں جو
چمڑے یا کپڑے میں منڈھکر بازو پر باندھے جلتے ہیں۔ یا گلے میں لٹکائے جاتے ہیں۔
یہ ذریعے بھی ایسے ہیں جن سے اکثر بت پرست مسلمان ہو جاتے ہیں۔ عورتیں جن کے
ہاں اولاد نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو کم عمر مر جاتی ہے وہ تعویذ گنڈوں کے لیے آتی ہیں
اور یہ چیزیں اس شرط پر اُن کو دی جاتی ہیں کہ آئندہ جو اولاد اُن کے ہاں ہو وہ مسلمان
اُٹھائی جائے۔ معلمین دین جن کو مراتب یا الوف کہتے ہیں اُن کی یہاں بہت وقعت ہوتی
ہے۔ اور مغربی افریقہ کے تمام قریہ جات میں ایک ایک مکان بنا ہوتا ہو جو ان معلموں کے
قیام کیلئے مخصوص ہوتا ہے اور جب یہ لوگ آتے ہیں تو گھاؤں کے لوگ اُن کی بہت تعظیم
و تکریم کرتے ہیں۔ دارفر کے ملک میں حکام سلطنت کے بعد جس قدر اعلیٰ درجے کے
عہدے ہیں وہ ان ہی لوگوں کو ملتے ہیں۔ مانند لگو کی قوم میں اُن کی عزت اور بھی زیادہ ہوتی
ہے بلکہ بادشاہ کے بعد ان ہی کا درجہ سمجھا جاتا ہے اور ملک کے سردار اور امیر رتبہ میں
اُن سے کم تصور کیے جاتے ہیں جن عہداروں میں انتظام سلطنت شریعت کے مطابق ہو
و ہاں ان معلمین دین کی عزت اس لیے اور زیادہ ہوتی ہے کہ قرآن کے مطالب لوگوں کو
سمجھائیں اور اُن کی جان سب کو اس قدر عزیز ہوتی ہے کہ وہ ایسے سرداروں کے ملکوں میں
سے بلا مزاحمت گزر جاتے ہیں جو آپس میں دشمن ہی نہیں ہوتے بلکہ خاص اُس وقت
لڑائی میں مصروف ہوتے ہیں۔ مسلمانوں ہی کے ملکوں میں ان لوگوں کی تعظیم و توقیر نہیں ہوتی

لے بشپ کراؤن ترمز مغربی افریقہ میں اسلام۔ (چرچ مشنری سوسائٹی جنس "مسعود" ۲۵۴-۲۵۵ اپریل ۱۸۸۴ء)

بلکہ بت پرستوں کی بستیوں میں جہاں سلمان مدرسے جاری کرتے ہیں یہ بت پرست اپنے
 بچوں کے اُستادوں کی عزت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ علمائے دین ہم میں اور خدا میں ایسا
 واسطہ ہیں جس سے ہماری ضروریات زندگی مہیا ہو جائیں گی اور جو ہم کو مصیبتوں سے
 بچالیں گے یا کسی طرح کی آفت ہم پر نہیں آنے دیں گے۔ ان محلوں میں سے اکثر قیروان
 فاس اور طرابلس کی مسجدوں کے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں لیکن اگر یہ پوچھا جاوے کہ مسلمانوں
 کے ہاں کوئی مشنری کالج بھی ہے یعنی ایسا کوئی دارالعلوم موجود ہے جس میں لوگوں کو تبلیغ اسلام
 کیلئے ہدایت اور تعلیم ملتی ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جامع ازہر وہ دارالعلوم ہے جس کے لیے مشنری
 کالج کا نام بہت موزوں ہو۔ یہاں اسلامی دین کے ہر ملک سے طالب علم بکثرت آتے
 ہیں جن میں ایک گروہ افریقی طلباء کا بھی ہوتا ہے۔ دارفر۔ وادی اور بورنو کے طالب علم
 یہاں تعلیم پاتے ہیں اور بعض ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ وہ علم کے شوق میں مغربی ساحل
 افریقہ سے قاہرہ تک پیادہ پاتے ہیں۔ جس وقت یہ طلباء دینیات اور فقہ کی تحصیل
 فارغ ہوتے ہیں تو اکثر اپنا یہ کام مقرر کرتے ہیں کہ وطن کے بت پرستوں میں اسلام کی
 اشاعت کریں۔ جامع ازہر میں طلباء کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہی مشتمل ہے جس وقت
 ڈاکٹر ونگر قاہرہ میں پہنچے تو طلباء کی تعداد صرف ۷۰۰ تھی لیکن اُس وقت سے تعداد
 میں برابر ترقی ہوئی ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۷ء میں بارہ ہزار چھپسین طالب علم یہاں تعلیم پاتے تھے
 جامع ازہر کے طالب علم جن شہروں میں پہنچتے ہیں وہاں مدرسے کھول دیتے ہیں جن میں
 صرف مسلمانوں ہی کے بچے نہیں پڑھتے بلکہ بت پرستوں کی اولاد بھی وہاں تعلیم پاتی
 ہے۔ سب بچوں کو قرآن پڑھایا جاتا ہے اور احکام و ارکان دین سکھائے جاتے ہیں۔
 غرض جب اس طرح مسلمانوں کے قدم جم جاتے ہیں تو پھر وہ اپنی لیاقت دہانت سے

۱۷ ایسٹ صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ پلین صفحہ ۲۰۲ء یہ کہا جاتا ہے کہ ہر سال ایک ہزار اساتذہ اسلام طرابلس تبلیغ اسلام کیلئے
 ملک سوڈان میں آتے ہیں (پولٹن صفحہ ۳۱۳) ۱۷ دو لکڑی جھلے اللہ علیہ وسلم کا مذہب (صفحہ ۱۴۳) ۱۷ انال سے
 لکھتے ہیں اور پلین سے لے لافریق (صفحہ ۱۳۲) انی (صفحہ ۶)۔

ان لوگوں کے ساتھ جنہیں وہ سکونت کہتے ہیں آشتی پیدا کرتے ہیں اور اس میں زیادہ سہولت
 اُن کو اسوجہ سے ہوتی ہے کہ عادات اور معاشرت کے اعتبار سے مسلمانوں اور ان افریقہ
 میں مشابہت ہو اور ان بت پرستوں کو مسلمانوں کی طرف سے بدگمانی اس لیے نہیں
 ہوتی کہ مسلمان تاجروں کی آمد و رفت سے وہ مسلمانوں سے ملنے جلنے کے عادی ہو گئے
 ہیں۔ یہ مسلمان دیس کی عورتوں سے شادیاں کر لیتے ہیں اور بت پرستوں کی صحبت میں انکو
 ایسا دخل ہو جاتا ہے کہ اسلام کا اثر بت پرستوں میں جڑ پکڑ لیتا ہے اور ہمیشہ کو قائم رہتا ہے
 اور اس طرح مسلمان بسہولت بت پرستوں میں اپنے مذہب کو شائع کر دیتے ہیں مسلمانوں کے
 آتے ہی ترقی تجارت کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور مسلمانوں کے جو بڑے تجارت گاہ مثلاً سیگو
 اور کانو کے شہر ہیں اُن سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور مسلمان تہذیب تمدن کے عمدہ نتائج
 اسی سے غیروں کو حصہ نہیں دیتے بلکہ اپنے مذہب میں بھی ان کو شامل کر لیتے ہیں۔

سربراہ ٹریری نے لکھا ہے کہ ”افریقہ کی ناشائستہ قوموں میں داعی اسلام کو ہمیشہ یقین
 ہوتا ہے کہ ان قوموں کے لوگ اُسکی بات کو کان نہر کر سکیں گے وہ بت پرستوں کو خدا و نبی
 کے متعلق حقائق ہی سے آگاہ نہیں کرتا جو اُن کے دلوں پر اثر کر جائیں اور اُن کی عقلوں کو
 ترقی دیں بلکہ ایک سوشل اور پولیٹیکل جماعت میں داخل ہونیکے لیے وہ اُن کو ایسی سند بنا
 ہے جو حفاظت اور امداد کے لیے بحر اطلالتک سے لیکر دیوار چین تک پروانہ راہداری کا
 کام دیتی ہے۔ جہاں کہیں مسلمان کا گھر ہو گا وہاں زندگی نو مسلم کو ٹھہرنے کی جگہ اور خوراک اور
 صلح و مشورہ مل سکتا ہے اسلام قبول کرتے ہی اُس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ہی
 ملک میں ایک ایسی قوم کا رکن ہو گیا ہے جو حکمران نہیں ہو تو ملکی رسوخ کے اعتبار سے بہت
 ترقی یافتہ ہے۔ غرض اسی بات میں مغربی افریقہ کے داعیان اسلام کی کامیابی اور ترقی کا حصيد
 پوشیدہ ہے۔ تعداد کے لحاظ سے بھی تبلیغ اسلام کی ترقی بہت اور جلد ہو رہی ہے جس کیوجہ
 صرف یہ ہے کہ جب کوئی بت پرست مسلمان ہوتا ہے تو داعیان اسلام اُن اصولوں کے

عملی طور پر پابند ہو جاتے ہیں جو مومنین کی اخوت اور آپس میں درجہ مساوات رکھنے کے متعلق اسلام اور سبھی مذہب میں مشترک ہے۔ کرشنجن مشنریوں کے مقابلہ میں ایمان اسلام اس اخوت کے اصول پر زیادہ غلبت اور عملی طریق سے کاربند ہوتے ہیں۔ کرشنجن مشنری کا فرض ہے کہ عیسوی دین قبول کرنے والے کے اعتقاد اور یقین کی پہلے اچھی طرح آزمائش اور تصدیق کر لے اور جب تک ہر حلقے میں ہو جائے تو پھر اس کو اپنا دینی بھائی سمجھ کر اس سے ملے لیکن اسکے ساتھ ہی عیسائی مشنری کو قومی فرق اور تفاوت کا دور کرنا بھی ضروری ہوتا ہے جو ایک ہی نسل میں اس وجہ سے دور نہیں ہو سکتا کہ گورے رنگ کا عیسائی کا لے رنگے کا فرادر غلام افریقی کا مدت سے آقا سمجھا جاتا ہے۔

یہ بات لکھنی بھی ضروری ہے کہ افریقہ کے لوگ قوم اور رنگ کی وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک کبھی حقیر اور ذلیل نہیں سمجھے گئے۔ اور کچھ شک نہیں کہ افریقہ کی نیگرو قوموں میں اسلام کی ترقی کا بڑا سبب ہوا کہ مسلمانوں نے کسی قوم یا رنگ کے فرق کا خیال نہیں کیا اور نہ افریقہ کی ان سیاہ رنگ قوموں کے لوگوں کو ایسا ذلیل سمجھا جیسا کہ افسوس ہے عیسائیوں نے ان کو تصور کیا۔ مسلمانوں

۱۱ صفحہ ۱۸-۱۹ بلیدن صفحہ ۱۸-۱۹۔ تہ و پو جیکل سوسائٹی لندن میں ایک فخر اس سیکل پر بحث ہوئی کہ عیسائی مشنریوں نے حتمی قوم پر کیا اثر کیا۔ یہ بحث اب کسی کو یاد نہیں ہو لیکن وہ بہت دلچسپ تھی اور ہمیں ایک عیسائی مشنری کا ذکر کیا گیا تھا جس نے افریقہ میں ایک کالی عورت سے شادی کر لی تھی۔ اس شادی سے وہاں کے عیسائی سفیر ناراض ہوئے کہ مشنری کو مجبور ہو کر ملک چھوڑنا پڑا لیکن مسلمان مشنریوں کو ایسی دقتیں نہیں ہوتیں اور اسلئے انھوں نے پو جیکل سوسائٹی لندن کی تیسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء افریقہ کے لوگوں کے سامنے عیسوی مذہب کے اسلام جس طرح اپنے تئیں جدا جدا پیش کرتے ہیں اسکا حال ایک ایسے شخص نے خوب لکھا ہے جو خود افریقہ کا باشندہ تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ ”عیسائی کے مشن تو ایسی عیسائیوں کی جماعت قائم کرنے اور پراپیڈی مقرر کر کے تنظیم کا جو عہدہ وقت تک ملتی رہتے ہیں اور مسلمانوں کیہ حال ہے کہ ان کے علاوہ افریقہ کے وسط میں تبلیغ کیلئے بھیجے جاتے ہیں اور بت رستوں سے رسم میدا کر کے انکو مسلمان کیلئے نہیں۔ یہاں تک کہ افریقیوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام کلمے اور میونے لیے اور عیسوی مذہب کے لیے آدمیوں کیلئے مخصوص ہے وہ جانتے ہیں کہ عیسوی مذہب ان کو نجات دینے کیلئے بلاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انکو ایسا ذلیل درجہ دیتا ہے کہ وہ ہمت ہار کر یہ کہنے لگتے ہیں کہ ”ہماری قسمت میں اس سے حصہ لینا نہیں ہے“ اسلام بھی افریقیوں کو نجات دینے کیلئے بلاتا ہے اور گروے فوراً کہہ دیتا ہے کہ ”یہ تمہیں ضرور کہ جب قدر بلندی تک پہنچاؤ گے اور پہنچ جاؤ۔ یہ بات سننے ہی کا لے والی جان سے اسلام کے خدمت گزار ہو جاتے ہیں۔“ افریقہ میں اسلام اور عیسوی مذہب کے نسبت ایک افریقی کے خیالات (آپو جیکل مشن کے رسالے ۲۲ صفحہ ۷۷ مطبوعہ پیرس مشنری)

روایت کی موافق خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لے رنگ کے آدمی تھے چنانچہ ذیل کی آیات قرآن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے: **واضحهم يدك الى جناحتك متخرج بيضاء من غير سوء امة اخضرى** ۵ (اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے لگا کر وہ نکلے گا اور ہو کر کچھ بری طرح ایک نشانی اور۔ سورہ طہ آیت ۲۳)

وفزع يدك فاذا هي بيضاء للنظرين ۵ قال الملاحم من قوم فرعون ان هذا السحر عليم ۵ اور نکالا اپنا ہاتھ تو اُس وقت وہ دیکھے والوں کو گورا نظر آیا۔ فرعون کی قوم کے سردار بولے کہ بیشک یہ کوئی بڑا جادو کر رہی۔ سورہ الاعراف آیت ۱۰۵-۱۰۶) اسی امر کے متعلق خلفائے نبیاء کے عہد زریں سے مفصلہ ذیل واقعہ دریافت ہوتا ہے جو اس اعتبار سے نہایت دلچسپ ہے کہ مسلمانوں کا افریقیوں کی نسبت کیا خیال رہا ہے ہارون الرشید کے بھائی ابراہیم نے جس کی ماں جشن تھی بغداد میں خلافت کا دعویٰ کیا۔ لیکن مامون الرشید کے زمانہ میں ابراہیم کو شکست ہوئی اور خلیفہ نے اُس کا قصود معاف کیا۔ ابراہیم نے مامون الرشید سے اپنی ملاقات کا حال اس طرح بیان کیا ہو کہ جب میں مامون کے دربار میں داخل ہوا تو مامون نے مجھ سے کہا ”کیا کا لے خلیفہ تم ہی ہو۔“ میں نے کہا کہ ”امیر المومنین! میں وہ ہوں جس کو آپ نے خطا معاف کر کے شرمندہ احسان کیا ہے۔ قبیلہ بنی حساس کے غلام نے میرے حسب حال سچ کہا ہے۔“

اشعمر عبد بنی الحساس فہن	عند الفخام مقام الاصل والورث
ان كنت عبد افنفسه حرًا كذا	اذا اسود الخلق افي ابيض الخلق

(ترجمہ) فکر کرنے کے وقت بنی حساس کے غلام کے اشعار جڑ اور پتوں کا کام دیتے ہیں۔ اگرچہ میں غلام ہوں مگر شرافت کے لحاظ سے میرا نفس آزاد ہے اگرچہ میرے جسم کا رنگ تاریک ہے مگر جڑ و خلاق روشن ہیں۔

مامون بولا۔ ”چچا آپ تو اتنی سی ہنسی میں ٹھیک بات کہ گئے۔“ پھر مامون نے یہ اشعار پڑھے۔

ولا جالفی الادیب الادیب
فبیاض اخلاق منک نصیب

لیس یرئی لسواد بالرجل الشہر
ان لیکن للسواد فیک نصیب

(مترجمہ) رنگ کا سیاہ ہونا شریف آدمی کو عیب نہیں لگاتا نہ ادیب نہ دانشمند جوان کو۔ اگر رنگ کی سیاہی ہمارے حصہ میں آتی تو تمھارے اخلاق کی سقیدمی (روشنی) میرے حصہ میں آتی ہو۔ انتہی۔

پس افریقی نو مسلم کو اخوت المؤمنین میں سب کے برابر درجہ حاصل ہوتا ہو اور اُس کا رنگ اور اُس کی قوم اور اُس کے دیرینہ تعلقات جو مسلمان ہونے سے پہلے اُس کو حاصل تھے کسی طرح کا اُس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اگر افریقیوں نے مسلمان ہونیکا ارادہ کیا تو مسلمانوں نے فوراً اُن کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا اور کچھ شک نہیں کہ اسی بات سے افریقہ کے بت پرستوں نے اسلام خوشی سے قبول کیا جس کی تہذیب چاہتی تھی کہ یہ بت پرست مسلمان ہوتے ہی اپنی پرانی وحشیانہ عادتیں اور سبھیں چھوڑ دیں۔ ترقی اسلام جس چیز نے زیادہ تر مدد پہنچائی وہ یہ تھی کہ افریقیوں کا اسلام قبول کرنا ایسا کام تھا جس سے تہذیب و شائستگی میں اُن کی ترقی ہوتی تھی اور علمی اخلاقی اور دینی ترقی کے میدان میں بھی وہ بہت آگے نکلتا تھے۔ اور جو طاقتیں اسلام کی حامی بنکر پیدا ہو جاتی تھیں وہ سب زبردست ہوتی تھیں کہ جس وحشت جہالت اور تعصب کے اسلام مٹانا چاہتا تھا وہ زیادہ تر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے ذیل کی عبارت سے معلوم ہو گا کہ افریقی مسلمانوں کی تہذیب نیگرو نو مسلم کے دل پر کیا اثر پیدا کر سکتی تھی ”وہ انتہا درجہ کی ظالمانہ رسمیں ایک زمانہ میں تمام افریقہ میں پھیلی ہوئی تھیں اور اب بھی بڑے عظیم افریقہ کے بعض حصوں میں گولڈ کو اور انگریزی نوآبادیوں کے قریب جاری ہیں یعنی مردم خوار سی اور انسان کی قربانی اور بچوں کو زندہ دفن کرنے کا رواج اسلام قبول کرتے ہی فوراً ہمیشہ کیلئے موقوف ہوتا ہے“

وہ لوگ جو اب تک برہنہ یا نیم برہنگی کی حالت میں رہتے تھے کپڑے پہننے شروع کر رہے ہیں اور کپڑے بھی ایسے چوپاک اور ستھرے ہوں۔ اور وہ لوگ جو کبھی نہ نایا منہ نہ ہونا نہیں جاتے تھے بار بار نہاتے ہیں اور منہ دھوئے ہیں کیونکہ نفاس اور پاکیزگی کے قواعد اُن کو جاننے گئے ہیں۔ پہرہ باتیں میں کہ جن کے سمجھنے کے لیے اُن کی عقل اور سمجھ پر زیادہ زور نہیں پڑتا۔ گروہ بندی کا طریقہ جو یہاں کے جبرگوں اور قریوں میں ہو وہ مسلمان ہو جانے کی حالت میں زیادہ وسیع بنیاد پر قائم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ سو برس کے عرصہ میں جو تاریخی واقعات سودان اور قریب کے ملکوں میں گزرے اُن سے اس اتفاق و اتحاد کی اکثر مثالیں بیان ہو سکتی ہیں۔ اگر لڑائی کے جوش کو اس سے تحریک ہوئی تو لڑائیوں کے مقام جہاں سے معرکے شروع ہوتے تھے تعداد میں کم ہو جاتے ہیں اور اُن میں فاصلہ بڑھ جاتا ہے۔ لڑائی کا انتظام پہلے سے بہتر ہو جاتا ہے اور لڑائی کے روکنے کیلئے بھی قواعد بن جاتے ہیں فساد اور ہنگامے بوجہ برپا نہیں ہوتے۔ لوٹ مار میں کمی اور جان و مال کی حفاظت زیادہ ہو جاتی ہے۔ ملک میں ابتدائی مدارس ایسے ہی جاری کر دیے جاتے ہیں جن کا ذکر سو برس ہوئے

۱۷۰۰ مسلمانوں کے ہر مشر میں ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ ہوتا ہے۔ اس کتب خانہ میں قرآن شریف کی جلدیں نہایت محفوظ رکھی جاتی ہیں جو ہوتی ہیں جن کو اعلیٰ درجہ کی شخصیات کو نہ دیکھا جاسکے نہ پڑھا جاسکے۔ اور دیوڈ کے سامنے جگہ زور داؤ دی گئی ہے اور مسیح کا کچل کچل کو انجیل عیسیٰ کہتے ہیں اس کتب خانے میں موجود ہے۔ اور مدرسوں میں طلباء کے رجسٹر اور دیگر کاغذات ہی ہوتے ہیں۔ "وائٹ وڈر" "جسٹ اف ذلیقہ" نصفی ۱۸۰۰ بچوں کی پڑھائی میں قرآن شریف کی عبارتیں اور اعلیٰ جماعتوں کی خواندگی میں تفسیر و احادیث وغیرہ کی کتابیں مروج ہوتی ہیں۔ دیگر دھرم کے ملکوں میں صد بار سے مختلف درجوں کے مدرسے سرکاری طور پر جاری ہیں یہاں تک کہ نو بیویوں کے لڑکے ملک کے صرف تعلیم پاتے ہیں۔ اور جو طلباء لائق ہوتے ہیں اُن کا سلسلہ درس برسوں تک جاری رکھا جاتا ہے۔ ان مدرسوں کی تعلیم بالی زبان اور عربی کتابوں ہی پر مبنی ہے بلکہ اکثر دیسی زبانیں بدون ہو گئی ہیں اور عربی کتابوں کا اُن میں ترجمہ ہوا ہے۔ ان دیسی زبانوں میں ہی کتابیں تالیف و تصنیف ہوتی ہیں اور ایسے مدرسے موجود ہیں جنہیں یہ زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ "اف ذلیقہ" کے آدمی "میتو ڈسٹ کو اٹریل" ہو۔ جنوری ۱۸۵۰ء کو اکثر ملین (نصفی ۱۸۰۰) سمجھے ہیں کہ مغربی افریقہ کے مسلمانوں میں مفصلہ ذیل کتابیں سلسلہ درس میں جاری ہیں۔ مقامات حریری۔ اصطلاحات اور اخلاطوں کی تصانیف کے حصے جگہ جگہ پر کیا ہو گیا ہے۔ بقول ان تصانیف کو ترجمہ عربی کی بجائے۔ حمد جدیدہ زور داؤ دی جسکو امریکن میں بائبل سوسائٹی نے شائع کیا ہے۔

کہ منہ پار کئے کیا تھا۔ ان مدرسوں میں اگر صرف قرآن پڑھایا جاتا ہو تو وہ بھی ترقی کا کم ذریعہ
 نہیں ہو کیونکہ وہ زیادہ ترقی کا ذریعہ ہو سکتا ہو۔ اب وہ خوبصورت بنی ہوئی پاک اور پتھر کی
 مسجد جس کی محراب مکہ کی طرف اشارہ کرتی ہو اور جس میں مؤذن پہنچ وقت اذان دے کر
 نمازیوں کو بلاتا ہو اور جس میں امام ہر جمعہ کو نماز پڑھاتا ہو۔ گاؤں کے مسلمانوں کا مجمع عام
 بن جاتی ہو۔ اور اُس خوفناک مکان کی جگہ جس کو جو جگہ گھر کہتے تھے اور جس میں بدشکل چیزیں
 پوجنے کے لیے رکھی جوتی تھیں اب یہ صاف اور پاکیزہ مسجد ہوتی ہو جس میں سب لوگ جمع
 ہوتے ہیں اور اُس خدے وعدہ لاشریک کی عبادت کرنا جو حاضر و ناظر عظیم و رحیم ہے
 اُن کے لیے ایسا ترقی کا سبق ہوتا ہو جو مذہب کے متعلق پہلے کبھی کسی نے اُن کو نہیں لکھا
 تھا۔ عربی زبان جس میں مسلمانوں کا آسمانی صحیفہ ہمیشہ لکھا گیا ہو ایسی زبان ہے جس میں غیر
 معمولی وسعت اور خوبیاں موجود ہیں۔ جس وقت ایک مرتبہ اس زبان نے رواج پالیا تو
 براعظم افریقہ کے نصف حصہ پر جس قدر قومیں آباد تھیں اُن کی زبان عربی ہو گئی۔ علم ادب
 کا وہ دیباچہ ہو بلکہ خود علم ادب ہو۔ عربی زبان کی تحصیل سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ افریقہ
 کے سرداروں کو بجائے اسکے کہ وہ محض اپنی رائے سے حکومت کریں انتظام سلطنت
 کیلئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا اور یہ ایسی تبدیلی تھی جس سے اُن کی تہذیب میں
 ترقی ہوئی۔ تجارت اور صنعت بڑھ گئی۔ اور اب سوداگری تھا اس بات میں نہ رہی کہ لوگوں
 کی طرح آئے اور تجارت کی ابتدائی قاعدوں کے موافق اشیاء کا اشیاء سے تبادلہ کر لیا
 جیسا کہ یونان کے قدیم مورخ ہرودوتس نے لکھا ہے کہ افریقہ میں تجارت کا ہمیشہ
 یہی طریقہ تھا۔ اب تجارت کی چیزوں میں بارود و مشرب مباح اور کوڑیاں وغیرہ نہیں ہیں
 جن کی تجارت ساحل پر اب تک ہوتی ہے بلکہ ایسی اشیاء کی تجارت شروع ہوئی جو جن
 میں صنعت و حرمت بہت درکار ہو۔ اور ملکی پیداوار کی درآمد و برآمد کا بڑا وسیع
 انتظام ہو گیا ہو۔ مسلمانوں کی تاثیر اور اسلام کی طرز حکومت۔ سے جو اس کے ساتھ

راج ہوا افریقیوں کے ملک میں ایسے بڑے بڑے شہر قائم ہو گئے کہ جس وقت یورپ کے
سیاحوں نے ان کا شروع شروع میں حال لکھا تو یورپ کے لوگوں کو اچھی طرح یقین نہ آیا۔
”میرا ہرگز یہ قول نہیں ہے کہ خوشحالی کا باعث صرف مذہب ہے۔ نہیں میرا قول صرف
یہ ہے کہ مذہب کے ساتھ یہ خوشحالی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور مذہب ایک طرح پر اس کا معاون ہے
کیونکہ موسمی حالات اور دیگر اسباب اس نتیجہ کو پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان ہی
حالات اور اسباب کی موجودگی میں افریقہ کے ان حصوں میں جہاں بت پرست اور کافر
آباد ہیں اسلامی افریقہ کی مثل ترقی کیوں نہیں موجود؟

ذاتی فضائل کے متعلق یہ بات سب نے تسلیم کی ہے کہ افریقہ کے نو مسلموں میں مذہب
اسلام ایسی ہمت اور جرأت اور قدرت اور اپنے اوپر آپ بھروسہ کرنے کی قابلیت پیدا
کر دیتا ہے جس کا نشان ان ہی افریقی مسلمانوں کے ہمعوم و ہموطن بت پرستوں یا
عیسائیوں میں مشکل سے ملتا ہے۔“

”افریقہ میں اسلام“ مصنفہ دوسور تھ سمیٹھ۔ ”انیسویں صدی“۔ دسمبر ۱۸۸۸ء صفحہ ۷۹۸-۸۰۰۔



باب دوازدہم

مجمع الجزائر ملایا میں اسلام کی اشاعت

جزائر ملایا کی چھ سو برس کی تاریخ میں ایسے واقعات موجود ہیں جن سے دعوت اسلام کی تاریخ میں ایک دلچسپ مضمون لکھا جاسکتا ہے۔ اس تمام زمانہ میں مشرقی جزائر ہند کے ایک نہ ایک جزیرے میں داعیان اسلام کی متواتر کوششوں کا ثبوت ملتا ہے۔ ابتدائی زمانہ میں ان کی کوششیں محض ہدایت اور تلقین کے ذریعہ سے بغیر دلیان ملک کی سرپرستی اور امداد کے جاری رہیں بعض موقعوں پر ان کو خاص کراپین کے عیسائیوں کی وجہ سے سخت مخالفتوں کا بھی سامنا ہوا لیکن باوجود ان تمام مشکلات کے وہ بہت محنت اور جانفشانی سے تبلیغ میں مصروف رہے اور جہاں ان کا کام ناقص تھا یا کافی نہ تھا وہاں اُس کو خاص کر زمانہ حال میں انہوں نے تکمیل کے درجے تک پہنچایا۔

مجمع الجزائر ملایا میں اسلام کے شروع ہونے کی نسبت ٹھیک زمانہ مقرر کرنا ناممکن ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ ہجرت کی ابتدائی صدیوں میں بہت پہلا اس سے کہ تاریخوں میں اسلامی اثر کے شائع ہونے کا ذکر آیا ہو۔ عربی تاجروں نے ان جزیروں میں اسلام کی ابتدا کی۔ یہ خیال اس وجہ سے اور قوی ہو جاتا ہے کہ اہل عرب بہت قدیم زمانہ سے مشرقی ملکوں میں تجارت کرتے تھے دوسری صدی میں جزیرہ سیلون کی تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی اور ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں چین کی تجارت کو سیلون کے رستہ سے ایسی ترقی ہوئی کہ آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں چین کے صوبہ

کانٹن میں عرب کے تاجر کثرت سے نظر آنے لگے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں جبکہ اہل
پرتگیز ملایا کے جزیروں میں پہنچے تو مشرقی ملکوں کی تجارت پر اہل عرب کو بالکل قابض
پایا جو دسویں صدی عیسوی سے یہاں تجارت کرتے تھے۔ پس یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے
کہ جس طرح قدیم زمانہ میں عربوں نے اکثر ملکوں میں تجارت گاہ قائم کی تھیں اسی طرح
ملایا کے جزیروں میں سے بھی کسی جزیرہ پر انھوں نے تجارت گاہ بنایا ہو گا۔ اگرچہ عرب
کے جنسرافیدائوں نے نویں صدی عیسوی سے پہلے اپنی تصانیف میں ان
جزیروں کا ذکر نہیں کیا لیکن ۱۰۷۵ء میں اہل چین کی کتب تواریخ میں ایک عربی امیر کا
ذکر آیا ہے جس کی نسبت زمانہ مابعد میں قیاس ہوا کہ جزیرہ سمترہ کے مغربی ساحل پر عربوں کی
کسی بستی کا وہ امیر تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند سے بھی داعیان اسلام ملایا کے جزیروں میں پہنچے۔
کیونکہ مجمع البحرین کے اکثر باشندے شافعی المذہب ہیں ہندوستان کے ساحل
کو رومندل اور ملیبار میں شافعی مسلمان اب تک ایسی ہی کثرت سے موجود ہیں جیسے کہ
چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں تھے جبکہ ابن بطوطہ نے ان سواحل کا سفر کیا
تھا۔ غرض جس وقت دریافت ہوتا ہے کہ قرب جوار کے ملکوں میں مسلمان کثرت سے
حنفی ہیں تو ملایا کے جزیروں میں شافعی مذہب کے رواج کی وجہ یہی فرض کرنی پڑتی ہے
کہ ساحل ملیبار سے مجمع البحرین میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ملیبار کے بندر گاہوں
میں جزیرہ جاوا چین، یمن اور ایران کے سوداگر کثرت سے آمد و رفت رکھتے تھے۔

مذہب امامیہ کا چرچا بھی ہندوستان یا ایران کے ذریعہ سے یہاں ہوا۔ چنانچہ جاوا
اور سمطرہ میں اُس کے نشانات اب تک موجود ہیں۔ ابن بطوطہ کے سفرنامہ سے معلوم

۱۔ یمن۔ صفحہ ۳۳۷۔ ۲۔ جزایہ ابوالفدا۔ ۳۔ ۱۔ صفحہ ۳۳۹۔ ۴۔ گردولت۔ صفحہ ۱۲۷۔ ۱۵۔ ۱۷۔
۵۔ ابن بطوطہ۔ ۶۔ ۷۔ صفحہ ۸۰۰۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳

ہوتا ہو کہ سلطان سمدرا سے شاہانِ دہلی سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لیے تھے۔ اس سلطان کے دربار میں جو فقیہ موجود تھے اُن میں ایک شخص شیراز اور دوسرا اصفہان کا باشندہ تھا۔ لیکن ابن بطوطہ کے زمانہ سے بہت پہلے ملک وکن کے مسلمان تاجرجیکے ذریعہ سے ہندوستان کی اسلامی ریاستوں سے جراثمِ ملایا میں تجارت کا مال پہنچتا تھا۔ مجمع البحران کے بندرگاہوں میں کثرت سے آباد ہو گئے تھے اور وہاں اُنہوں نے اپنے مذہب کا تخم بویا تھا۔

غرض ان ہی عربی اور ہندی تاجروں کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ جراثمِ ملایا میں ایسی مسلمانوں کی ایسی آبادیاں نظر آنے لگیں جن کا ذکر زمانہ سلف کے مسلمانوں نے کتب و تاریخ میں لکھا ہے۔ یہ مسلمان تاجر جس وقت ملایا کے جزیروں میں آباد ہو گئے تو اُنہوں نے جزیرے کی عورتوں سے شادیاں کیں اور ان بت پرست عورتوں اور غلاموں نے مسلمان ہو کر اہل اسلام کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کے لوگوں نے اپنی تعداد کو بڑھا نہیں کوئی دقیقہ کو شش کا باقی نہ رکھا۔ جراثمِ فلپائن میں مسلمان تاجروں نے اشاعت مذہب کے لیے جو طریقے اور وسائل اختیار کیے اُن سے خیال ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ کے مسلمان تاجروں نے بھی بلاشبہ ان ہی طریقوں پر اپنا عمل رکھا ہوگا۔ یہ طریقے ذیل کی عبارت سے دریافت ہوتے ہیں۔ ”مسلمانوں نے ملک میں اپنے مذہب کو بوجہ شائع کرنے کی غرض سے دیس کی زبان سیکھی اور دیسی لوگوں کے رسم و رواج اختیار کیے۔ اُن کی عورتوں سے نکاح کیے اور غلام خریدے تاکہ مسلمان کی حیثیت بڑی معلوم ہو۔ غرض ان طریقوں سے وہ ملک کے ذمی رتبہ امیروں میں شمار ہونے لگے۔ چونکہ دیسیوں کے مقابلہ میں یہ باہر کے مسلمان زیادہ اتفاق اور لیاقت سے ہر ایک کام کو انجام دینا جانتے تھے اس لیے اُن کی قوت بڑھتی گئی۔ اور چونکہ غلام اُن کے پاس

کثرت سے ہوتے تھے اس لیے انھوں نے آپس میں سازش اور اتحاد کر کے اپنی حکومت
 جدا قائم کر لی جس میں ایک ہی خاندان کی نسل تحت نشین ہوتی رہی۔ ایسی سازشوں سے
 اگرچہ مسلمانوں کو بہت قوت حاصل ہو جاتی تھی لیکن اس حال میں ہی ملک کے سرداروں اور
 امیروں سے اتحاد رکھنے کی ان کو ضرورت تھی تاکہ یہ سردار اور امیر جن کی مدد کے بغیر
 مسلمانوں کا کام نہیں چلتا تھا۔ مسلمانوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہو جاویں۔ غرض یہ
 طریقے تھے جن کی مدد سے مسلمانوں نے جزائر ملایا میں اشاعت اسلام کی سوشل اور پولیٹیکل
 بنیاد ڈالی۔ مسلمان ان جزیرہ نشین فاتحان ملک بن کر نہیں آئے جیسے کہ سولہویں صدی
 عیسوی میں سپین کے عیسائی یہاں داخل ہوئے تھے۔ اور نہ مسلمانوں نے ان عیسائیوں
 کی طرح یہ دعویٰ کیا کہ ہم کسی زبردست قوم کے آدمی ہیں اور ہم کو اعلیٰ درجہ کے حقوق حاصل
 ہیں تاکہ ملک کے لوگوں کو ذلیل سمجھ کر ان پر ظلم کیے جاویں۔ بلکہ مسلمان صرف تاجروں کی
 حیثیت سے یہاں آئے اور اپنی ذہانت اور لیاقت اور بہتر تہذیب کی مدد سے اسلام
 کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ حکومت کے بل پر لوگوں کو آزار پہنچانا یا دولت جمع کرنا
 ان کا مقصد نہ تھا۔ غرض اشاعت مذہب کے ان طریقوں کو بیان کرنے کے بعد
 ہم کو مجمع الجزائر کے ہر ایک جزیرے میں ان خاص خاص واقعات پر تفصیل نظر ڈالنی
 چاہیے جو اشاعت اسلام میں مسلمانوں کی کوششوں کا نتیجہ تھے۔

جزیرہ سمطہ قدرتی طور پر خیال ہوتا ہے کہ مجمع الجزائر ملایا کے کسی ایسے مقام پر جو
 ملک عرب سے قریب تر ہو اسلام کی علامتیں سب سے پہلے ظاہر ہونی ہوں گی
 مجمع الجزائر میں ایسا مقام جزیرہ سمطہ کا مغربی ساحل ہے۔ ملایا کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ
 بارہویں صدی عیسوی کے وسط میں انجیہ (آچین) کے ملک میں جو ساحل سمطہ کے
 شمالی گوشہ پر واقع ہے عرب کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ عارف کی کوشش سے اسلام

پادی گنیز ۱۱۔ جس کو پھر نے نقل کیا صفحہ ۷۷۷ کرا فورڈ ۲۰۲ دوسری جلد۔ صفحہ ۱۶۵۔

اول ہی اول شائع ہوا اس تحریک اشاعت نے اس قدر جلد ترقی پائی کہ مسلمہ میں شیخ
برہان الدین جو شیخ عبداللہ عارف کے مرید تھے مغربی ساحل سمطہ سے جنوب کی سمت
میں پریمان تک اسلام کی دعوت لینگے۔ ان کے علاوہ اور مسلمان بھی تبلیغ میں مصروف
تھے۔ لیکن سوائے ایک شخص جہاں شاہ نامی کے اور کسی کا ذکر تاریخوں میں موجود نہیں
ہے جہاں شاہ کی نسبت مشہور ہو کہ وہ انجیہ (آچین) کی اسلامی ریاست کا بانی ہوا
اور لکھا ہو کہ وہ کسی مغربی ملک سے ساحل سمطہ پر اسلام کا وعظ کرنے کیلئے آیا تھا جہاں
نے آچین میں آتے ہی بہت لوگوں کو مسلمان کیا اور وہیں کی ایک عورت سے اپنا نکاح
کیا۔ ملک کے لوگوں نے جہاں شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور اُس کا آدھا عربی اور آدھا
سنسکرت نام سری پادک سلطان مشہور ہوا۔

اس موقع پر اسلام کی اشاعت میں جس قدر کامیابی ہوئی اُس کو شاید دوام نہ ہوا اور
عرصہ تک تبلیغ کا کام جاری نہیں رہ سکا۔ کیونکہ مارکو پولو جس نے سنہ ۱۲۹۲ء میں سمطہ کے
شمالی ساحل پر پہنچے تھے تک قیام کیا تھا لکھتا ہے کہ یہاں کے باشندے سب بت پرست
تھے۔ البتہ پرلاگ کی ریاست میں جو جزیرہ سمطہ کے شمال مشرقی گوشہ پر ہر شہر کے لوگ
مسلمان تھے۔ مارکو پولو نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ”پرلاگ کی ریاست میں سارا سین
(مسلمان) سوداگروں کی آمد و رفت اس کثرت سے تھی کہ انھوں نے ویس کے لوگوں
کو مسلمان کر لیا تھا۔ پہاڑوں کے لوگ البتہ بت پرست اور آدم خوار تھے۔ ملایا کی ایک تاریخ
میں لکھا ہے کہ سلطان علی مغیت شاہ جس نے سنہ ۱۳۷۷ء سے سنہ ۱۳۸۸ء تک انجیہ (آچین) میں
سلطنت کی پہلا شخص تھا جس نے خود اسلام قبول کرنے کی مثال رعایا کے سامنے پیش
کی اور رعایا ہی بادشاہ کے ساتھ مسلمان ہو گئی۔ لیکن کچھ عجیب نہیں کہ سلطان علی مغیت
کو اس بات کی عزت تھی کہ وہ آچین کا پہلا مسلمان بادشاہ ہوا صرف اس وجہ سے ہو کہ
آچین کو اس بادشاہ نے بہت وفائی دی تھی اور قریب کے ملکوں کو اس نے اپنی

سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن قیاس یہ چاہتا ہو کہ اس سلطان نے اپنے ملک کے بت پرستوں کو اول ہی اول مسلمان نہیں کیا بلکہ وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے سلطان علی مغیت نے اپنے عہد میں اسلام کو صرف قوت اور ترقی دی کیونکہ جزیرہ سمطہ میں اس بادشاہ کے عہد سے بہت پہلے اسلام شائع ہو چکا تھا۔

چودھویں صدی عیسوی میں شریف مکہ نے کچھ لوگوں کو عرب سے روانہ کیا کہ سمطہ کے باشندوں کو شرف اسلام بخشیں۔ عرب سے جو لوگ اس کام کیلئے روانہ ہوئے اُنکے سردار شیخ اسماعیل تھے۔ یہ لوگ ساحل یمن سے چل کر اول جزیرہ سمطہ کے شہر پاسوری میں پہنچے یہ شہر غالباً سمطہ کے مغربی ساحل پر کسی قدر جنوب میں واقع تھا۔ پاسوری کے باشندوں ان مسلمانوں کی ہدایت سے اسلام قبول کیا۔ اسکے بعد یہ داعیان اسلام جہاز پر سوار ہو کر جزیرہ کے کناے کناے شمال کی سمت میں لمبری کے ملک تک گئے اور پھر وہاں سے جزیرہ کے دوسری طرف مشرقی ساحل پر آرو کے ملک میں پہنچے جو ملاکا کے مقابل میں واقع تھا اور ان دونوں ملکوں میں یعنی لمبری اور آرو میں حسب سابق تبلیغ اسلام میں کامیابی ہوئی۔ آرو میں ہینچکران مسلمانوں نے سمدرائے شہر کا پتہ پوچھا جو سمطہ کے شمالی ساحل کا شہر تھا اور معلوم ہوتا ہو کہ یہی شہر تھا یہاں شیخ اسماعیل اور اُن کے مصاحبین دعوت اسلام لیجا نیکا قصدر کہتے تھے۔ لیکن آرو میں اُن کو دریافت ہوا کہ سمدرائے قریب ہی سے اُن کا جہاز گزرا تھا اور اُن کو خبر نہ ہوئی۔ اب یہ لوگ واپس چلے اور پرلاگ کے شہر میں آئے جہاں چند سال پہلے مارکو پولو نے مسلمانوں کو دیکھا تھا۔ پرلاگ میں ان داعیان اسلام نے کچھ لوگوں کو مسلمان کیا اور پھر آخر کار وہ سمدرائے شہر میں پہنچ گئے۔ سمدرائے شہر اور سمدرائے ریاست کو مارسیو نے قائم کیا تھا۔ اب مارسیلو کو شیخ اسماعیل نے مسلمان کر لیا اور مسلمان ہونیکے بعد اُس کا نام ملک الصلاح رکھا گیا۔ بادشاہ پرلاگ کی بیٹی سے ملک الصلاح نے اپنی شادی کی۔ اس بیوی سے دو لڑکے پیدا ہوئے اور بادشاہ نے اس خیال سے کہ دونوں بیٹیوں

کیلیے ایک ایک ریاست بھی ہونی چاہیے شمالی ساحل سمطہ پر پاسی کا اسلامی شہر تعمیر کیا۔ ۱۳۷۴ء میں جس وقت ابن بطوطہ سمطہ میں پہنچا تو ملک الصلح کا بڑا لڑکا ملک الظاہر سدا میں حکومت کرتا تھا اس بادشاہ کے دربار میں دیگر سلاطین اسلامیہ کی مثل شان و شوکت پائی جاتی تھی اور اُس کی سلطنت ساحل پر کئی دن کی مسافت میں تھی۔ ملک الظاہر بڑا متقی مسلمان تھا۔ فقیہوں کا بڑا دوست تھا۔ قراۃ اور مذاکرۃ کی مجلسیں اُن کے ہاں رہتی تھیں اور عالم اور شاعر اُس کے دربار میں جمع رہتے تھے۔ ابن بطوطہ نے دو بڑے فقیہوں کا ذکر کیا جو ایران سے سمطہ میں آئے تھے اور جو ایک دفعہ سلطان سدا کی طرف سے بلکے ہو کر پایہ تخت دہلی کو بھی روانہ کیے گئے تھے۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت اسلامی دنیا کی بعض سلطنتوں سے تعلق رکھتی تھی۔ ملک الظاہر بڑا جنگجو اور سپہ سالار بھی تھا۔ چنانچہ کفار سے وہ لڑا یہاں تک کہ اُنھوں نے اطاعت قبول کی اور جزیہ دیا۔

ابن بطوطہ کے زمانہ میں سمطہ میں اسلام کو بہت ترقی ہو چکی تھی۔ اور سواصل پر رائج ہو نیکے بعد جزیرہ کے اندرونی ملکوں میں اُس کی اشاعت شروع ہو گئی تھی۔ شیخ اسماعیل اور اُن کے مصاحبوں کی کوششیں ایسی بار آور ہوئیں کہ ۱۳۷۴ء میں چین کے ایک مہم جو نے لمبری کی نسبت یہ لکھا کہ لمبری میں دس ہزار خاندان ایسے ہیں جو مسلمان ہیں اور یہ مسلمان بہت اچھے لوگ ہیں۔ سلطنت آرو کا بادشاہ اور اُس کی رعایا بھی مسلمان تھے۔ چودھویں صدی کے اخیر یا پندرہویں صدی عیسوی کے شروع میں مینانگ کا بو کی سلطنت میں بہت لوگ مسلمان ہو گئے۔ ایک زمانہ میں یہ سلطنت سمطہ کے ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک بہت وسیع ملک پر جو خط استوا کے شمال اور جنوب میں پھیلا ہوا تھا واقع تھی۔ اگرچہ اس سلطنت کی قوت کم ہو گئی تھی لیکن ابھی تک وہ ہندو

۱۳۷۴ء کنزل دہل کمار کو پود دمری جلد صفحہ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ابن بطوطہ مرقۃ المفردات جلد ۲ صفحہ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

غریب کی حامی اور سرپرست تصور ہوتی تھی اور اسلام کی اشاعت میں اُس نے مدد و طرح کی مشکلیں پیدا کر دی تھیں۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے مینانگٹ کا بوکی رعایا میں اسلام نے اشاعت پائی اور یہ لوگ ایسے پابند اسلام ہوئے کہ وسط سمطہ کی اکثر مسلمان قوموں کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ وسط سمطہ کی قوموں میں اسلام کی اشاعت ایسی وسعت سے ہوئی کہ ساحل کے قریب جو اضلاع تھے اور جہاں غیر ملکوں کے مسلمانوں کا اثر موجود تھا اُس کی مثل اشاعت نہیں ہو سکی۔ چنانچہ ملک ہانا کے باشندوں میں بستی چند سب لوگ ابھی تک بت پرست ہیں۔ البتہ ان باشندوں میں سے جو لوگ آچین کی سرحد پر آباد تھے اُن کو آچین کے مسلمانوں نے مسلمان کر لیا ہے۔ اور ہانا قوم کے جو لوگ خط استوا پر راؤ کے پہاڑوں میں رہتے تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور مشرقی ساحل پر ہانا قوم کے ایسے لوگ جن کو ملایا کے مسلمانوں سے واسطہ پڑتا ہے اکثر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ لیکن باقی لوگ وچہ مسلمانوں کے قرب کے بت پرست ہیں۔ وسط سمطہ میں بھی بت پرست بہت ہیں مگر کثرت تعداد مسلمانوں کو حاصل ہے۔ لیکن سوائے چند حاجیوں اور مولویوں کے یہ لوگ اپنے مذہب سے عموماً ناواقف ہیں چنانچہ کوریجی کے باشندوں میں بھی جو اکثر پابند مذہب ہیں کچھ لوگ اپنے ہیں جو ایک بتوں کی پرستش کرتے ہیں جن کو اُن کے بت پرست باپ دادا پوجا کرتے تھے۔ لیکن اب اس بات کی کوشش ہو رہی ہے کہ ان نو مسلموں میں مذہب کو زندہ کیا جاوے اور داعیان اسلام مغربی ساحل سمطہ کے بت پرستوں کو مسلمان کرنے میں خاص کر مصروف ہیں۔ سپروک کے ضلع میں اسی نام کا ایک شہر ہے اور اس شہر کی مسجد میں ایک بزرگ رہتے ہیں

۱۷ مینانگٹ کا بوکی سلطنت جس زمانہ میں عروج پر تھی تو اُس کی حدود حسب ذیل تھیں۔

مغربی ساحل پر ۱۲ درجہ عرض بلد شمالی سے ۱۷ درجہ عرض بلد جنوبی تک

اور مشرقی ساحل پر ایک درجہ عرض بلد شمالی سے ۱۲ درجہ عرض بلد جنوبی تک

لیکن سو لہویں صدی عیسوی میں مشرقی ساحل سے اُس کی حکومت بالکل جاتی رہی اسے جولا ندہ پہلی جلد صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱،

جنہوں نے پچیس برس کے عرصہ میں اس ضلع کی کل آبادی کو سوائے عیسائیوں کے جن کا اکثر غلاموں کی نسل سے ہیں مسلمان کر لیا۔

پالم بنگ کے حالات تبلیغ کو جزیرہ جاوا کی تاریخ سے اس قدر تعلق ہے کہ جاوے کے ذکر میں اُن کا کتنا زیادہ مناسب ہو گا۔ جزیرہ جاوا ہی سے سمطہ کی جنوبی سرحد پر لپیانگ کے ضلع میں اسلام کا چرچا ہوا اور ان اضلاع کے ایک سردار نے جس کا نام مینانگ کمالا بومی تھا اس تحریک کو پیدا کیا۔ پندرہویں صدی عیسوی میں اس سردار نے آبنائے سنداکو عبور کیا اور بانٹن کی سلطنت میں جو جاوے کے مغربی ساحل پر ہوا داخل ہوا۔ اس سردار کے پونجے سے چند سال پہلے سلطنت بانٹن کی رعایا و اعیان اسلام کی کوشش سے مسلمان ہو چکی تھی کمالا بومی نے بھی یہاں پہونچکر اسلام قبول کیا اور ج کے واسطے مکہ معظمہ کو گیا جب حج کر کے واپس آیا تو جس مذہب کو خود اختیار کیا تھا اُسی کا چرچا اپنے وطن کے لوگوں میں کیا۔ لپیانگ کے لوگوں میں اسلام نے بہت ترقی کی اور گاؤں گاؤں مسجدیں بن گئیں لیکن لپیانگ کے وہ لوگ جو ساحل سے دور رہتے ہیں اُن میں ابھی تک قدیم مذہب جاری ہے۔

موجودہ صدی کے شروع میں مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ایک مذہبی تحریک جزیرہ سمطہ میں پیدا کی گئی جس سے اسلام کی اشاعت کو بھی نفع پہونچا۔ سنہ ۱۸۰۷ء میں سمطہ کے تین حاجی مکہ معظمہ سے اپنے وطن کو واپس آئے۔ جس وقت مکہ معظمہ میں یہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے تو فرقہ و دباہیہ کی تحریک کو دیکھ کر جو اصلاح مذہب کیلئے تھے اُن کے دل پر بہت اثر ہوا اور اُن کو شوق ہوا کہ یہی اصلاحیں وہ اپنے وطن کے لوگوں میں بھی جاری کریں تاکہ مذہب کے اعتبار سے اُن کی زندگی زیادہ پاک اور پر جوش ہو جاوے پس وطن پہونچکر اُنہوں نے وہاں بیوں کے خیال کے موافق توحید کا وعظ شروع کیا۔ نذر و نیاز کی رسمیں

بند کیں۔ شراب خواری اور قمار بازی اور ایسی باتیں جو شریعت کے خلاف تھیں یک نخت
موقوف ہوئیں۔ ہزاروں مسلمان اُن کے ساتھ ہوئے اور بعض بت پرستوں نے بھی اُن کا
وعظ سنکر اسلام قبول کیا۔ لیکن یہ ہم چونکہ غیر مختا اور دینا داروں کے سپرد تھی اس لیے
اُن کے جہاد کا اصلی مقصد فوت ہو گیا اور وہ ملک فتح کر نیکی لے کشت و خون کا ایک منگم
بن گیا۔ مسلمانوں میں یہ جہاد جنگو پادری لکھا گیا ہر فوج کی گورنٹ سے جاڑے لیکن مشاعر میں
مجاہدوں کا اخیر قلعہ فتح ہو گیا۔ اور اُن کی قوت باطل ٹوٹ گئی۔

جزیرہ نمائے ملایا جزیرہ نمائے ملایا کے جس قدر مذہب باشندے ہیں وہ اپنی اصل
اُن لوگوں سے بتاتے ہیں جو کسی زمانہ میں جزیرہ سمطہ بلکہ مینانگ کا بوکی مشہور سلطنت سے
اُٹھ کر جزیرہ نمائے ملایا میں آباد ہو گئے تھے۔ مینانگ کا بوکی سلطنت کی نسبت کہا جاتا ہے
کہ ایک زمانہ میں وہ جزیرہ سمطہ کی سب سے بڑی سلطنت تھی اور جزیرہ نمائے ملایا کے جنوبی حصہ
میں بعض ریاستیں ابھی تک ایسی ہیں جنکے سرداروں کو مینانگ کا بو سے حکومت وغیرہ کے اختیارات
حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بتانا کہ کس زمانہ میں ان لوگوں نے سمطہ سے آکر ملایا میں اپنی آبادیاں قائم
کیں قیاس پر منحصر ہے۔ لیکن سنگاپور اور جزیرہ نمائے جنوبی گوشہ پر بارہویں صدی عیسوی میں ایک
بستی ان سمطہلوں کی آباد ہوئی اور اُن کی اولاد نے سو برس کے بعد ملاکا کی حکومت قائم کی۔
ملاکا کا شہر چونکہ عمدہ موقع پر تھا اور مشرقی ملکوں میں جس رستہ سے تجارت کا مال جاتا تھا اسی رستہ
پر یہ شہر واقع تھا اس لیے اُس کو جلد ترقی ہوئی کچھ شک نہیں کہ مسلمان تاجروں نے جو اس شہر
میں آباد ہوئے ملاکا کی سلطنت میں اسلام کا چرچا کیا۔ ملاکا کی تاریخ میں اس سلطنت کے لوگوں
کا مسلمان ہونا سلطان محمد شاہ کے عہد میں لکھا گیا ہے جو مشاعر میں ملاکا کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن
ملاکا کی یہ تاریخ اسی مشاعر کے یہ تعین وقت بھی اُس کی وجہ سے مشتبہ معلوم ہوتا ہے ہم کو توقع
نہی کہ جس طرح مجمع البحرین ملایا کے اور مقامات کی تاریخوں میں ایسے واقعات کا زمانہ ٹھیک لکھا

گیا ہوا اسی طرح ملاک کی تاریخ میں بھی تسبیخ اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ صحیح صحیح دمج کیا گیا ہوگا
 کیوں کہ اول تو یہ واقعہ لوگوں کے لیے باعث فخر تھا۔ دوسرے قبول اسلام کی وقت سے اہل ملاک
 کی تاریخ میں ایک نیا عہد شروع ہوتا تھا۔ لیکن یہ زمانہ ایسا نہیں بیان کیا گیا جس پر بالکل اعتبار کیا جا
 ایک پرتگیزی مؤرخ نے ملاک کے لوگوں کا اول مسلمان ہونا مشتمل میں لکھا ہے کہ اس سال میں ملک
 عرب کے کسی فقیہ نے ملاک کے بادشاہ کو مسلمان کیا اور اس نام محمد رکھ کر شاہ کا لفظ لگے اصناف ذکر دیا
 جزیرہ نمائے ملایا کی شمالی ریاستوں میں کیدا کی ریاست ہے جس کی تاریخ میں تسبیخ اسلام
 کا عجیب و غریب حال لکھا ہوا ہے اول ہی اول مشتمل میں مسلمانوں کا مذہب یہاں پھیلنا شروع ہوا
 اس واقعہ کے متعلق جو واقعات اس تاریخ میں درج کیے گئے ہیں ان میں اگر کلمات اور قصص کو علیحدہ
 کر دیا جاوے تو حسب ذیل کیفیت ہ جاتی ہے۔ "ملک عرب کا ایک عالم جس کا نام شیخ عبداللہ تھا
 کیدا کے شہر میں آیا اور راجہ سے ملاقات کے بعد پوچھا کہ اُس کے ملک والوں کا کیا مذہب ہے
 راجہ نے جواب دیا کہ "تیرا اور میری ربابا کا مذہب وہی ہے جو بزرگوں کے وقت سے ہم میں چلا آتا
 ہے عیسائی ہم سب بت پرست ہیں" شیخ نے کہا "تو کیا راجہ نے کبھی اسلام اور قرآن کا حال
 نہیں سنا جو خدا نے اپنے رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور جس سے سب مذہب
 باطل ہو کر شیطان کے حوالے ہو گئے" راجہ نے کہا کہ "اگر یہ سچ ہے تو وہ ہر بانی کر کے ہم کو اس
 نئے مذہب سے آگاہ کرے" شیخ عبداللہ یہ بات سنتے ہی اس قدر خوش ہوا کہ راجہ کو اس نے فوراً
 مسلمان کیا اور مذہب کے فرائض ادا کرنے اُس کو سکھائے۔ راجہ کو شراب نوشی کی عادت تھی۔
 لیکن مسلمان ہوتے ہی جس قدر شراب کے خم موجود تھے راجہ نے اپنے سامنے منگوائے اور اپنے
 اتہ سے اُن کی شراب زمین پر لٹھا دی۔ اس کے بعد جس قدر بت محل میں موجود تھے اُن کو
 منگوایا۔ اور راجہ کے سامنے سوئے اور چاندی کے بتوں اور لکڑی کی صورتوں کا ایک انبا
 لہ نے بارتھ باب یکم۔ مشتمل ۷ میں بار بار اس نے لکھا کہ کیدا کے بندر گاہ میں اکثر مسلمان سوداگرا آمد و رفت
 رکھتے ہیں (راموسیو ٹوم ۱۔ صفحہ ۳۱۰)

لگا دیا گیا۔ اس کے بعد شیخ عبداللہ نے ان سب بتوں کو تلوار اور کھانڈی سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ٹکڑوں کو آگ میں جلوا دیا۔

پھر شیخ نے راجہ سے درخواست کی کہ محل کی تمام مستورات کو بلایا جاوے اور محل میں جس قدر عورتیں تھیں وہ راجہ اور شیخ عبداللہ کے سامنے آئیں۔ شیخ کا اخلاق اور حلم اس درجہ بڑھا ہوا تھا اور زبان کا وہ ایسا نرم تھا کہ سب عورتوں کے دل میں اُس کے کلام نے تاثیر کی اور وہ دل سے مسلمان ہو گئیں۔

اسکے بعد راجہ نے اپنے چاروں وزیروں کو بلایا جو دربار میں قدم رکھتے ہی حیرت زدہ ہو گئے کہ آج راجہ کے پہلو میں شیخ کون بیٹھا ہے۔ راجہ نے اپنے وزیروں سے شیخ کے آنے کا حال بیان کیا اور وزیروں نے آمادگی ظاہر کی کہ جس مذہب کو راجہ نے قبول کیا ہو اُسی کو ہم بھی اختیار کرتے ہیں وزیروں نے کہا کہ شیخ ہم کو بھی اپنے دین کی تعلیم و تلقین کرے۔ شیخ نے جب مسند تو وزیروں کو مسلمان کیا اور اُن سے کہا کہ اسلام کے ساتھ اپنا حسن عقیدت اس طرح ظاہر کرو کہ سب لوگوں کو دربار میں طلب کیا جاوے اور اُن کو حکم ہو کہ جن صورتوں کو وہ پوجتے ہیں اور جن بتوں کو اُن کے باپ دادا انکے پاس چھوڑ گئے ہیں اُن سب کو اپنے ساتھ لاویں۔ شیخ کی یہ درخواست منظور ہوئی اور رعایا کے پاس جس قدر بت اُس وقت موجود تھے وہ لائے گئے اور اُن کو توڑ کر اور جلا کر خاک کر دیا گیا۔ اور کوئی شخص ان جھوٹے بتوں کے ٹوٹے اور خاک ہو جانے پر معصوم نہ ہوا کیونکہ سب خوشی خوشی مسلمان ہو چکے تھے۔

شیخ عبداللہ نے اس کے بعد چاروں وزیروں سے پوچھا کہ تمہارے راجہ کا کیا نام ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے راجہ کا نام پراونگ مہادانگسا ہے۔ شیخ نے کہا کہ اب اس نام کو اسلامی زبان میں تبدیل کر دو۔ کسی قدر مشورہ اور راجہ کی منظوری کے بعد راجہ کا نام سلطان مزلف شاہ رکھا گیا شیخ نے کہا کہ یہ نام مشہور ہو اور قرآن میں بھی آیا ہے

سَلِّطْنَا لَكَ مِزْلَفَ بْنَ قَرْظٍ شَرِيفٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِیْلَ (اور پاس لائے بہشت واسطے ہمیں گارونکے، سورۃ البقرہ - آیت ۱۹) سے یہ لفظ بنا

اب سلطان کیدانے ایسے مقامات پر جہاں رعایا کثرت سے رہتی تھی مسجدیں بنوائی
شروع کیں اور ہر مسجد کے واسطے چوالیس آدمی نمازی مقرر ہوئے۔ کیوں کہ اس
سے کم تعداد فرائض مذہب کے ادا کرنے کے لیے کافی نہ تھی۔ غرض مسجدیں تعمیر
ہوئیں اور ہر مسجد میں ایک ایک نقارہ رکھا گیا جو نماز سے پہلے لوگوں کو بلانے کے لیے بجایا
جاتا تھا۔ شیخ عبداللہ کچھ عرصہ تک کیدان کے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے مگر
اوراضلک کیدان اور قرب وجوار کی بستیوں سے صد ہا لوگ اُن کے پاس آتے تھے اور
ارکان اسلام اُن کو سکھائے جاتے تھے۔

شیخ عبداللہ نے جب کیدان کی رعایا کو مسلمان کیا تو اس کی خبر راجہ (آچین)
میں مشہور ہوئی۔ سلطان آچین اور عوب کے ایک بزرگ شیخ نور الدین نے جو مکے آچین
میں آئے ہوئے تھے چند کتابیں کیدان کو روانہ کیں۔ اور ایک خط سلطان مزلف شاہ
بادشاہ کیدان کے نام لکھا۔ خط کا مضمون یہ تھا ”یہ خط سلطان انجیسہ اور نور الدین
کی طرف سے سلطان کیدان اور شیخ عبداللہ دینی کے نام ہے جو فی الحال کیدان میں
مقیم ہیں۔ ہم دو کتابیں بھیجتے ہیں تاکہ اسلام کو لوگوں میں استحکام ہو اور اُن کو علم دین
کی بخوبی تعلیم ہو“ اس خط کے جواب میں سلطان کیدان اور شیخ عبداللہ دینی کی طرف سے
ایک خط روانہ ہوا جس میں کتابوں کا شکریہ تھا۔ اب شیخ عبداللہ نے تبلیغ میں دو گنی کوشش
شروع کی اور مختلف قریہ جات میں چھوٹی چھوٹی مسجدیں لوگوں کے آرام کے لیے
بنوادیں اور لوگوں کی تعلیم و تربیت میں اپنا تمام وقت صرف کیا۔

سلطان کیدان اور اُس کی ملکہ ہمیشہ شیخ عبداللہ دینی کے پاس حاضر رہتے تھے
اور اُن سے قرآن پڑھتے تھے۔ ان دونوں نے چاہا کہ راجاؤں کے خاندان کی کوئی
شریف زادی ایسی ملے جس سے شیخ عبداللہ کا نکاح کر دیا جاوے۔ لیکن کوئی شخص ایسا
نہ ملا جو یہ بات گوارا کرتا کیونکہ شیخ عبداللہ بعد ازاں کو جانے والے تھے اور کیدان سے روانہ ہوئے۔

صرف اُن کو یہ انتظار تھا کہ کوئی مسلمان علم دین سے اس قدر واقف ہو جائے کہ اُن کی جگہ درس و تدریس کا کام جاری رکھ سکے۔

اس وقت سلطان کیداکے تین لڑکے تھے۔ یعنی راجہ معظم شاہ راجہ محمد شاہ اور راجہ سلیمان۔ ان تینوں شہزادوں کے نام شیخ عبد اللہ کے رکھے ہوئے تھے اور شیخ نے اُن کو نصیحت کی تھی کہ غلاموں اور ادنیٰ پیشہ کے لوگوں سے برتاؤ کرنے میں نخل سے کام لیں اور غصہ ظاہر نہ کریں اور بندگانِ حذا پر جو سکین اور جتھہ ہوں رحم کریں۔

یہ بالکل فرض نہیں کر لینا چاہیے کہ شیخ عبد اللہ کو اشاعت اسلام میں پوری کامیابی ہوئی کیونکہ انجیسہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب سلطان انجیہ نے ۱۶۴۹ء میں کیداکو فتح کیا تو "اسلام کو قوت بخشی اور شیطان کے گھروں کو برباد کیا"۔ یعنی مندرجہ اور بتوں کو توڑ ڈالا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ڈیڑھ سو برس نہ گزرے کیداک کی سلطنت سے بیت پرستی بالکل دور نہ ہو سکی۔

مذکورہ بالا حالات کے علاوہ جزیرہ نمائے ملایا کی تاریخ تبلیغ میں زیادہ واقعات دریافت نہیں ہوتے لیکن واعظان عرب جنہوں نے اس جزیرہ نامیں اسلام پر وعظ کیا اُن کی قبریں یہاں اکثر جگہ موجود ہیں اور مسلمان اُن کی زیارت کے لیے جاتے ہیں چوں کہ ملایا کے مسلمانوں کو ایک عرصہ سے اہل عرب اور مشرقی ساحل ہند کے مسلمانوں سے واسطہ رہا ہے اس لیے وہ مذہب کے نہایت پابند ہیں اور مجمع الہیاء کے کل مسلمانوں میں اُن کی پرہیزگاری کی ایسی شہرت ہے کہ مثال کے طور پر اُن کا ذکر کیا جاتا ہے علاوہ اس کے غیروں کے ساتھ مذہبی آزادی اور

۱۰ تاریخ کیداک ترجمہ جہ نقشت کرنیل۔ تیسری جلد صفحہ ۴۰۴-۴۰۵ ترجمہ تاریخ کیداک ترجمہ جہ نقشت کرنیل۔ ۲۰۰۰ء نیو یارک پہلی جلد صفحہ ۵۲-۵۳۔

صیح کل کا اصول برتنا بھی اُن کا دستور اور قاعدہ ہو کیوں کہ ملک کے ہندو عیسائی بدھ اور بت پرستوں سے اُن کارات دن کا میل جول ہیج اور روزوں کے وہ بہت پابند ہیں۔ دنیا کی باتوں میں لوگوں کو نفع پہنچانے کے ساتھ ہی اُن کی مذہبی بیہودی کا خیال بھی اُن کو ہے اور جب کسی گاؤں میں چالیس گھروں سے زیادہ آباد ہو جاتے ہیں تو اُس کے لیے خاص انتظام کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور گاؤں میں جو چند اہل کار ہوتے ہیں اُن میں ایک ذاعظ بھی شامل ہوتا ہے اور سرکاری طور پر ایک مسجد تعمیر کر دی جاتی ہے۔

جزیرہ نمائے ملایا کے شمال میں خاص کر ایسی ریاستوں میں جو ملک سیام کی سرحد سے ملی ہوئی ہیں بدھ مذہب کے سیامیوں میں اسلام کا اثر بہت پایا جاتا ہے ان سیامیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اُن کا نام سمسام پکارا جاتا ہے۔ یہ لوگ ایسی زبان بولتے ہیں جو ملایا اور سیامی زبانوں سے مرکب ہے۔ جزیرہ نما کی وحشی قوموں میں سے بہت لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔

جزیرہ جاوا جزیرہ جاوا میں دعوت اسلام کے تاریخی حالات لکھنے کیلئے اب ہم کو کئی سو برس پہلے بٹ جانا چاہیے۔ جاوا میں اسلام کی اشاعت مدت تک مسلمان تاجروں کی محنت کا ثمرہ رہی۔ یا یہ ہوا کہ مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں اس جزیرے پر آباد ہوئیں اور اُن کے سرداروں نے جزیرے کے لوگوں میں اپنے مذہب کو شائع کیا وجہ اس کی یہ تھی کہ جزیرہ جاوا میں مسلمانوں کو ایسی قوت جو ایک ہی جگہ مجتمع ہو حاصل نہیں تھی تاکہ وہ اس قوت سے اپنے مذہب کی اشاعت میں کام لے سکتے اور لوگوں سے راکر اسلام کو پھیلاتے۔ اس جزیرے میں داعیان اسلام کو ہندوؤں کی تہذیب اور طریقوں کا مقابلہ کرنا پڑا جو اہل جاوا کی زندگی کا

خیر بسنے تھے اور جنہوں نے اُن کو علم اور ترقی کے بڑے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ ہندوؤں کا طرز تمدن اہل عرب کے آئین و قوانین سے مختلف تھا اس لیے وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا۔ اور اب تک ایسے مقامات پر بھی جہاں اسلام کو سب سے زیادہ قوت حاصل ہو اسلامی شریعت کی بخوبی پابندی نہیں ہوتی۔ جاو کے مسلمانوں میں زمانہ بت پرستی کی رسوم اب تک جاری ہیں اور ان لوگوں کی حاجیوں سے ہمیشہ مخالفت رہتی ہے جو حج سے واپس آکر سب مسلمانوں کو پابند شیعہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ غرض ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حبزیرہ جاو کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت بہت درج ہوئی اور اس تحریک اشاعت کا حال اس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ تاریخی واقعات جو اُس کے متعلق ہوں اُن سے قصوں اور افسانوں کو جدا کر دیا جاوے۔ لیکن یہ بھی بہت سی باتیں ایسی رہ جاتی ہیں جن کا کچھ حال نہیں کھلتا۔ جن وعظمین اسلام نے جزائر ملایا میں اسلام کا سب سے پہلے چرچا کیا اُن کا حال ملایا کی کتب تاریخ میں بیان ہو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ ان جزیروں میں تبلیغ اسلام صرف ان چند واعظوں کا کام نہ تھا بلکہ صد ہا برس میں متعدد نسلوں سے یہ اشاعت تکمیل کو پہنچی تھی۔ لیکن ملایا کی تاریخ میں اہل حبزائر کا اسلام لانا اس طرح بیان ہوا ہے کہ گویا چند سال میں ان سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کا خاص سبب یہ ہے کہ جو تاریخی عام پسند ہوتی ہیں اُن میں چند مشہور لوگوں کے ساتھ وہ نیکنامی اور شہرت منسوب کر دی جاتی ہو جو ان سے پہلے لوگوں کی محنت اور جانکاہی کا فی الحقیقت نتیجہ ہوتی تھی۔ علاوہ اس کے قدیم زمانہ کے مسلمانوں نے جن کو اس وقت کوئی جانتا بھی نہیں ایسی خاموشی اور سہولت سے اسلام کو رواج دیا کہ تاریخ لکھنے والوں کو اُن کی خبر تک نہ ہوئی سو رخنوں کا ہمیشہ یہ حال رہا ہے کہ پادشاہوں اور امیروں یا ایسے لوگوں کے حالات

کی طرف تو ان کو توجہ رہی جو بادشاہوں سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن اور لوگوں کا اُن کو خیال نہ آیا۔ غرض ان جزیروں میں تبلیغ اسلام کے متعلق چونکہ زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکتی اس لیے جس قدر حالات دریافت ہوتے ہیں انہیں پرکتفا کرنی چاہیے۔ اس لیے اب یہ بخیر ہو کہ جزیرہ جاوا میں تبلیغ اسلام کا حال تاریخ جاوا کے متعلق تحریر کیا جائے۔ جاوا کی تاریخ میں اگرچہ بہت سے قصے اور متناقض حالات درج ہیں۔ لیکن اس تاریخ کو تاریخی وقعت ضرور حاصل ہو کیونکہ جن قدیم داعیان اسلام کا اُس میں ذکر ہے اُن کی قبروں کے کتبوں اور برباد شہروں کے آثار قدیمہ سے ان حالات کی تصدیق ہوتی ہے۔ جس صورت میں کہ معلومات کے لیے اور مستند ذریعے موجود ہی نہیں تو ذیل کا بیان صحیح تصور کرنا چاہیے۔ مگر اس کا ضرور لحاظ رہے کہ شخصی کوششوں پر کہ محض فلاں فلاں بزرگ کی کوشش سے اسلام سب لوگوں میں شائع ہو گیا زیادہ بھروسہ نہ کیا جاوے۔

جزیرہ جاوا میں تبلیغ اسلام کی ابتدا اسی جزیرے کے ایک شخص نے بارہویں صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب کی۔ پجارجن کے بادشاہ نے جسکی سلطنت جاوا کے مغربی حصے میں تھی دولہ کے اپنے بعد چھوڑے۔ بڑے لڑکے نے سوداگری کا پیشہ پسند کیا اور تاجربن کرہندوستان کو روانہ ہوا اور سلطنت چھوڑ بھائی کے سپرد کی جو سولہ میں پرہمندگ سری کے نام سے پجارجن کے تخت پر بیٹھا۔ بڑا بھائی جو سوداگر ہو گیا تھا ملکوں میں سیر و سیاحت کرتا ہوا چند تاجروں سے ملا اور اُن کی ہدایت سے مسلمان ہو کر اُس نے اپنا نام حاجی پروار لکھا۔

جب حاجی پرواد وطن کو واپس آیا تو اُس نے ایک عرب درویش کی مدد سے اپنے بھائی یعنی پجارجن کے بادشاہ اور اُس کے نماذان کو مسلمان کرنا چاہا۔ لیکن

اُس کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اور وہ بادشاہ اور اُس کی کافر رعایا کے خوف سے جنگل کو بھاگ گیا اور پھر اُس کا کچھ حال کسی نے نہ سنا۔

چودھویں صدی عیسوی کے اخیر نصف حصے میں دعوت اسلام کی ایک تحریک کے بانی مولانا ملک ابراہیم تھے جو جزیرہ جاوا کے ایک مشرقی ساحل پر پہنچے ان کے ساتھ چند مسلمان اور بھی تھے۔ ملک ابراہیم گریسک کے شہر کے قریب جو جزیرہ مدورا کے مقابل واقع تھا آباد ہو گئے۔ حضرت زین العابدین کی اولاد سے وہ اپنے تئیں بتاتے تھے اور راجہ چرمان کا اپنے تئیں پہوپنی کا بیٹا بھائی کہتے تھے ملک ابراہیم گریسک میں آباد ہو کر تبلیغ میں مصروف ہوئے اور تھوڑے عرصے میں نو مسلموں کی ایک جماعت پیدا کر لی۔ اس کے بعد راجہ چرمان اُن کے پاس اس نیت سے آیا کہ حجابیت کے ہندو راجہ کو مسلمان کرے اور اپنی لڑائی کے اُس کا نکاح کر کے راجہ سے قرابت پیدا کرے۔ راجہ چرمان نے توجہ دہا میں پہنچے ہی اپنے بیٹے کو حجابیت کے راجہ کے پاس تعین ملاقات کے لیے روانہ کیا اور خود ایک مسجد کی تعمیر میں مصروف ہوا اور لوگوں کو مسلمان کیا۔ آخر کار دونوں راجاؤں میں ملاقات ہوئی لیکن اس ملاقات سے راجاؤں کے دل پر جو کچھ عمدہ اثر ہوا اُس کا نتیجہ اس لیے نہ پیدا ہو سکا کہ راجہ چرمان کے لوگوں میں دبا پھیل گئی اور راجہ کی بیٹی اور تین بہتیجے جو راجہ کے ساتھ آئے تھے اور بہت لوگ دبا سے مر گئے اور راجہ اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ اس ناگہانی آفت نے حجابیت کے راجہ کو مسلمانوں کے مذہب سے بدگمان کر دیا اور اُس نے کہا کہ اگر یہ دین اچھا ہوتا تو اپنے معتقدوں کو اس سختی سے محفوظ رکھتا۔ غرض یہ اسلامی تحریک ناکام میاب رہی۔ چرمان کا راجہ اور راجہ کے

۱۔ ویٹ (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۷۳۔ رافلز دوسری جلد صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵ و ۱۰۶ (مطبوعہ ۱۸۸۷ء) ۲۔ چرمان کا موقع تقریباً نہیں ہو سکا۔ ویٹ (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۲ نے قیاس کیا ہو کہ شاید چرمان کی ریاست ہندوستان میں کہیں تی

مصاحبین جو با سے بچ گئے تھے اپنے وطن کو روانہ ہوئے اور ملک ابراہیم اپنے عزیزوں اور مسلمانوں کی قبروں کی حفاظت کے لیے گریسک کے شہر میں آباد ہو گئے۔ اس واقعہ کے اکیس برس بعد یعنی ۱۳۱۸ء میں انھوں نے انتقال کیا اور گریسک میں دفن ہوئے جہاں ان کے مزار کی زیارت ہوتی ہے کہ وہ جادو کے سب سے پہلے ولی اللہ تھے۔

ملک ابراہیم کے انتقال سے چھ برس پہلے یعنی ۱۳۱۳ء میں شہنشاہ چین نے ایک سفارت جاوا کو روانہ کی۔ چین کا ایک مسلمان اس موقع پر ترجمان کی حیثیت سے سفارت کے ساتھ گیا۔ اس شخص نے اپنی کتاب میں جو سواصل بحر کے ذکر میں ہیں مسلمانوں کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جاوا میں تین قسم کے لوگ ہیں ایک تو مسلمان ہیں جو مغربی اطراف سے آکر یہاں آباد ہو گئے ہیں۔ ان مسلمانوں کی پوشاک اور غذا صاف اور عمدہ ہے۔ دوسرے چین کے لوگ ہیں جو اپنے ملک سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ یہ لوگ بھی اچھا کھانا کھاتے ہیں اور ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تیسرے قسم کے لوگ یہاں کے اصلی باشندے ہیں جو بہت بد ہیئت اور بد صورت ہیں۔ سر میں کنگھی تک نہیں کرتے۔ ننگے پیر پھرتے ہیں اور شیطانوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کا ملک بڑھ کی کتابوں میں شیطان کا ملک لکھا گیا ہے۔

اب ہم اُس زمانہ کے قریب آن پہنچے ہیں کہ حبیروہ جاوا میں تبلیغ اسلام کو ایک صدی گزری ہے اور مسلمانوں کی حکومت اوروں پر غالب آئی ہو۔ لیکن اس موقع پر جزیرہ جاوا کے چند تاریخی حالات اس غرض سے ضروری ہیں کہ اصل عرب کے مذہبی تعصب سے اس جزیرے میں مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہوئی۔

۱۷ آجکل ان قبروں کی جو کچھ حالت ہو اُس کا ذکر دوسرے نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے۔ ایک قبر کے کتبہ پر کلمہ عربی عبارت انہی نمک لکائی دیتی ہے برومند صفحہ ۱۸، گروولت۔ ساتویں جلد۔ صفحہ ۲۶-۵۰۔

بلکہ خود جاو کے مسلمان باشندوں نے اس تحریک کو پیدا کیا تاکہ سلطنت کو کفار وطن کے قبضہ سے نکال لیں اور اُس کے لیے جہاد کا اعلان نہ کریں بلکہ ایک ایسے شخص کے صلاح کار اور مشیر بن کر اس مقصد کو حاصل کریں جسکو تخت کا دعویٰ اور ایک بے انصافی کا بدلہ لیا تھا۔

جزیرہ جاو کی کیفیت یہ تھی کہ اُس کے مشرقی صوبجات جو دولت اور آبادی اور تہذیب کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ تھے اُن پر جاپت کی ہندو سلطنت حکمران تھی اور اُس کے مغربی حصے میں چربون کی سلطنت تھی اور کچھ چوٹی خود مختار ریاستیں تھیں۔ جزیرہ جاو کا باقی حصہ در ملک تھا جس میں مغربی گوشہ کے اضلاع بھی شامل تھے وہ راجہ جارجن کی حکومت میں تھا۔

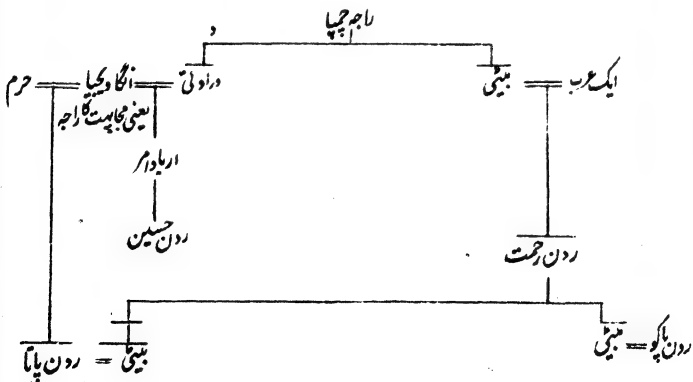
جاپت کے راجہ نے چمپا کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی چمپا کی ریاست کمبودیا کے ملک اور خلیج سیام کے مشرق میں ہو۔ اس رانی کو اپنے راجہ کی ایک حرم سے عداوت پیدا ہوئی اور جاپت کے راجہ نے اس حرم کو اپنے بیٹے اریادام کے پاس بھیجا دیا جو سمطہ میں پالم بنگ کا حاکم تھا۔ یہاں پہونچ کر اس حرم کے ہاں ادا کا پیدا ہوا جس کا نام ردن پانا رکھا گیا اور حاکم پالم بنگ نے اس سوتیلے بھائی کو اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ چند سال کے بعد اس لڑکے نے اپنی ماں کے ساتھ بدسلوکی ہونے کا راجہ جاپت سے کیا سخت انتقام لیا۔ راجہ چمپا کی دوسری بیٹی نے ایک عرب سے شادی کر لی تھی جو چمپا میں اسلام کا دغظ کھنے گیا تھا۔ اُس کے ہاں بھی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ردن رحمت رکھا گیا اور اُس کے باپ نے بہت کوشش اور اہتمام سے

۱۷۲ صفحہ ۲۱ دیکھ (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۶ - ۱۸۸ - را فلز دوسری جلد صفحہ ۱۱۳ - ۱۱۳ ۱۳۳۰

چمپا میں مقبروں اور میناروں کے قدیم آثار ایک موجود ہیں (دباستین - پہلی جلد ۲۹ - ۲۹ - ۲۹)

اُس کو علم دین سکھایا۔ چنانچہ آج تک اہل جاو اور دن رحمت کو بہت بڑی عظمت سے یاد کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ جاو کے اولیائے عظام میں سے تھا۔ جب دن رحمت کی عمر میں برس کی ہوئی تو والدین نے چند خطوط اور تحائف دیکر مجاہدیت کے راجہ کے پاس جوتہ میں دن رحمت کا خالو ہوتا تھا اُس کو روانہ کیا۔ دن رحمت رستہ میں ٹھہر کر پالم بنگ میں دو مہینے تک اریادامہ کا مہمان رہا اور قریب تھا کہ دامر کو مسلمان کر لیتا لیکن رعایا کے خوف سے جو اپنے قدیم مذہب کو ماننے لگی تھی دامر علانیہ مسلمان نہ ہو سکا۔ اب دن رحمت پالم بنگ سے رخصت ہو کر گریسک کے شہر میں آجا جہاں مولانا شیخ جامی الکلیہ نے جو عرب کے رہنے والے اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ دن رحمت کا استقبال کیا اور کہا کہ ”مشرقی جاو میں جس ولی اللہ کے آنے کی مدت سے خبر تھی وہ تم ہی ہو۔ اب بت پرستی کا زوال قریب آن پہنچا ہے اور تمھاری کوشش سے بہت لوگ ارادہ راست پر آویں گے۔“ مجاہدیت کے راجہ اور رانی نے دن رحمت کی بہت خاطر مدارات کی۔ راجہ خود مسلمان ہونے پر راضی نہیں ہوا۔ لیکن اُس کو دن رحمت سے ایسا

۱۵ جن لوگوں کا ذکر یہاں آیا ہے اُن کے رشتے اور تعلقات ذیل کے شجرے سے بخوبی معلوم ہو جائیں گے۔



اُس پیدا ہوا کہ اہل کے شہر میں تین ہزار خاندانوں کا اُس کو حاکم مقرر کر دیا۔ اہل کا شہر جادوا کے مشرقی ساحل پر گریک کے شہر سے کس قدر جنوب میں واقع تھا ما جرنے ردن رحمت کو اجازت دی کہ اپنے مذہب کی علانیہ پیروی کرے اور لوگوں کو مسلمان کر دے۔

اب اہل کا شہر جزیرہ جادامیں دارالاسلام بن گیا اور حاکم اہل یعنی ردن رحمت کا نام کہ وہ کس جوش و ہمت سے رعایا کو مسلمان کرتا ہی دور و نزدیک مشہور ہو گیا۔ اس شہر کو سنکر ایک شخص مولانا اسحاق اہل میں آئے کہ تبلیغ میں ردن رحمت کی مدد کریں۔ ردن رحمت نے مولانا اسحاق کو باہم بنک کی ریاست میں اشاعت اسلام کیلئے مقرر کیا۔ باہم بنک کی ریاست جزیرہ جادوا کے مشرقی گوشہ میں تھی۔ مولانا اسحاق نے یہاں پہونچ کر باہم بنک کے راجہ کی بیٹی کا علاج کیا جو کسی سخت مرض میں مبتلا تھی۔ اور اُس کو شفا ہوئی بادشاہ نے اسکے شکر میں مولانا اسحاق سے اس لڑکی کی شادی کر دی۔ شادی ہوتے ہی شہزادی مسلمان ہو گئی۔ راجہ نے بھی مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی اور مولانا اسحاق سے وعدہ کیا تھا کہ اگر شہزادی کو شفا ہو گئی تو وہ مسلمان ہو جائیگا۔ لیکن جس وقت اسحاق نے اس وعدے کو یاد دلایا اور اصرار کیا کہ حسب وعدہ راجہ مسلمان ہو تو راجہ نے اسحاق کو اپنے ملک سے نکلوا دیا اور شہزادی کے ماں جو بچہ پیدا ہونے والا تھا اُس کے قتل کا حکم ہی پہلے ہی سے دیدیا۔ لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو شہزادی نے گریک کے شہر میں ایک دولت مند مسلمان بیوہ کے پاس اس بچہ کو خفیہ روانہ کر دیا۔ اس بیوہ نے بچہ کو ماں کی طرح پرورش کیا اور بارہ برس کی عمر تک اُس کی غور و پرداخت کی۔ اس کے بعد اُس کو ردن رحمت کے سپرد کر دیا۔ ردن رحمت نے جب اس لڑکے کا حال سنا تو اُس کا نام ردن پاکو رکھا۔ اور کچھ عرصے کے بعد اپنی لڑکی سے اُس کی شادی کر دی۔ اسکے بعد ردن پاکو نے

لے اہل جادوا تک اس مسلمان بیوہ کو بہت تعلیم کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور اُس کے مزار کی زیارت کو جاتے ہیں۔ دیکھو ہر دموند صفحہ ۱۸۶۔

گرہی کے شہر میں جو گریسکے جنوب میں واقع تھا ایک مسجد تعمیر کی۔ اور ردن پاکو ایسی شہرت ہوئی کہ ہزاروں آدمی اسلام قبول کر نیلے لیے اُس کے پاس آئے۔ اب ردن پاکو کا رسوخ ایسا بڑھا کہ ردن رحمت کے انتقال کے بعد راجہ مجا پست نے اُس کو امپل اور گریسک کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس اشنا میں چند اور مسلمان بھی گریسک کے شہر سے تبلیغ اسلام کیلئے روانہ ہوئے ردن رحمت کے دو لڑکوں نے جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر مختلف مقامات میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں کے اکثر لوگوں کو مسلمان کر کے شہرت اور نیکنامی حاصل کی۔ ردن رحمت نے شیخ خلیفہ حسین کو جن برہ دور میں اشاعت کیلئے بھیجا جو گریسک کے سامنے واقع تھا خلیفہ حسین نے دور میں ایک مسجد بنائی اور بہت لوگوں کو مسلمان کیا۔

مغربی صوبجات جاوا میں شیخ نور الدین ابراہیم تبلیغ اسلام میں کوشش کرتے تھے یہ بزرگ مدت تک مجمع الجزائر میں سیر و سیاحت کے بعد ۱۲۲۱ھ میں جربون میں آباد ہوئے یہاں ایک میر و صہ کا انہوں نے علاج کیا اور اُس کو شفا ہوئی اس بات سے شیخ نور الدین کو بہت شہرت ہوئی اور ہزار ہا لوگ مسلمان ہو نیلے لیے اُن کے پاس آئے۔ ابتدا میں ملک کے سرداروں نے اُنکی مخالفت کرنی چاہی لیکن یہ دیکھ کر کہ اس مخالفت کا انجام کچھ نہوگا ان سرداروں میں سے بھی اکثر نے اسلام قبول کر لیا۔

اب ہم کواریا دامر کا ذکر کرنا چاہیے جو پالم بنک کا حاکم تھا۔ معلوم ہوتا ہو کہ دامر نے اپنے بچوں کو اُسی مذہب میں تعلیم و تربیت دی تھی جس کو وہ خود رعایا کے خوف سے قبول نہ کر سکا تھا۔ ردن پانا کی عمر جب بیس برس کی ہوئی تو دامر نے ردن پانا اور اپنے بیٹے ردن حسین کو جو ردن پانا سے دو برس چوٹا تھا پالم بنک کے جاوا کو روانہ کیا اور یہ لوگ گریسک کے شہر میں اُترے۔ ردن پانا کو اپنے حسب و نسب کا حال معلوم تھا اور وہاں کی ماں کے ساتھ جو بدسلوکی ہوئی تھی اُس کے انتقام کیلئے وہ غضب میں بھرا تھا۔

اسیلے ردن پاتانے ردن حسین کے ساتھ مجاہدیت جانے سے انکار کیا اور اہل کے ستر
میں ردن رحمت کے پاس ٹھہر گیا۔ ردن حسین مجاہدیت کو روانہ ہوا۔ راجہ نے اُسکی بہت
کی اور ایک صنم کا اُس کو حاکم مقرر کیا اور کچھ عرصہ کے بعد ردن حسین لشکر مجاہدیت کا سپہ سالار
مقرر ہوا۔

اسی عرصہ میں ردن پاتانے ردن رحمت کی پوتی یا نواسی سے نکاح کر لیا اور وہ بنتا
میں آباد ہو گئے۔ بنتا اگر لیسک کے شہر سے مغرب میں بہت محفوفہ جگہ واقع تھا اُس کے چاروں
طرف دلدل کی زمین ورت تک پہلی ہوئی تھی۔ جسوقت راجہ مجاہدیت نے سنا کہ بنتا میں کچھ لوگ
آباد ہوئے ہیں تو اُس نے ردن حسین کو ردن پاتانے کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ بنتا کا سفر یعنی
ردن پاتانہ ہمارے سامنے حاضر ہو کر اطاعت قبول کرے ورنہ بنتا بالکل مسمار کر دیا جائے گا۔
ردن حسین نے بنتا راہنچہ ردن پاتانہ کو اس طرح سمجھایا کہ وہ مجاہدیت میں چلا آیا اور دوبارہ
لوگوں نے اُس کی صورت میں راجہ کی شباهت دیکھی۔ یہاں ردن پاتانہ کی بہت عزت ہوئی
اور راجہ کی طرف سے وہ بنتا کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔ لیکن اُس کے دلیس انتقام کی آگ برابر
سلگ ہی تھی اور باپ کی سلطنت کو غارت کر نیلے لیے وہ بالکل تیار تھا مجاہدیت
روانہ ہو کر ردن پاتانہ اہل کے شہر میں آیا اور ردن رحمت کے اُس نے اپنے تمام منصوبے
کہے۔ ردن رحمت نے اُس کے عرصہ کو کم کرنا چاہا اور کہا کہ باپ نے اُس کے ساتھ ہمیشہ مہربانی
کی ہو اسلئے اُس کو مخالفت کرنی زیبا نہیں ہو اول تو راجہ بڑا نیک اور عادل اور ہر دلعزیز ہے
پہر یہ کہ مسلمان ہو کر ردن پاتانہ اپنے باپ سے لڑائی نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا
ہے جس سے باپ کو نقصان پہنچے لیکن ردن پاتانہ پر ان نصیحوں کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ بنتا
کو واپس چلا آیا۔ پتار کی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور قرب و دہار کے لوگ کثرت سے
اسلام قبول کرتے تھے۔ ردن پاتانے اس عرصہ میں ایک بڑی مسجد بنانے کی تجویز کی لیکن
جب تعمیر شروع ہوئی تو اہل کے شہر سے ردن رحمت کے بیمار پڑنے کی خبر آئی ردن پاتانہ

فوراً ہٹل کر روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دیکھا کہ جسزائر کے مشہور و معروف داعیان اسلام اس شخص کے بستر کے گرد جمع ہیں جس کو تمام عمر وہ اپنا سردار تسلیم کرتے رہے تھے۔ ان بیمار داروں میں ردن رحمت کے دونوں بیٹے تھے جو جاوہ کے شمال مشرقی ساحل پر رہتے تھے اور مولانا اسحاق کا بیٹا ردن پا کو تھا جو گری کے شہر میں آباد ہوا تھا۔ اور پانچ شخص اور تھے۔ کچھ عرصے کے بعد ردن رحمت نے قضا کی۔ اور اب ردن پاتا کے منصوبوں میں جو شخص مرگم تھا وہ باقی نہ رہا۔ ردن رحمت کے انتقال کے بعد یہ آٹھوں داعیان اسلام ردن پانا کے ساتھ بنٹارا کو گئے اور مسجد کے انصرام تعمیر میں مدد کی۔ ان سب لوگوں نے متفق ہو کر حلف لیا کہ سلطنت مجاہدیت کے خلاف ردن پانا کی مدد کرینگے۔ جاوہ میں اور جس قدر بڑے مسلمان سردار موجود تھے وہ بھی اس سازش میں شریک ہوئے۔ البتہ ردن حسین اخیر وقت تک اپنے بادشاہ کا خیر خواہ رہا اور اُس نے ان باغی مسلمانوں کا ساتھ دینے سے انکار کیا۔ آخر کار لڑائی شروع ہوئی جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ فقط یہ لکھنا کافی ہے کہ ۱۲۵۸ھ میں سات روز کی سخت لڑائی کے بعد مجاہدیت کے راجہ کو شکست ہوئی اور جزیرہ جاوہ کے مشرقی حصے میں ہندوؤں کے راج کی جگہ اسلامی حکومت قائم ہو گئی۔ اس واقعہ کے تھوڑے عرصے بعد ردن حسین دشمنوں کے خوف سے قلعہ بند ہوا لیکن مجبور ہو کر ردن پاتا کی اطاعت قبول کی۔ اور اپیل کے شہر میں وہ حاضر کیا گیا جہاں اُس کا دودھ بھائی ردن پاتا بہت مہربانی سے اُس کے ساتھ پیش آیا۔ ۱۲۸۸ھ میں مجاہدیت کے وہ لوگ جو ہندو مذہب پر قائم رہے بھاگ کر جزیرہ بالی میں آباد ہو گئے جہاں اب تک شیو کی پرستش کثرت سے جاری ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ مجاہدیت کے شہزادوں کی مدد سے چھوٹی

۵۔ یہ سید ابوبکر موجود ہوا اور اہل جاوہ اس مسجد کو تمام مقدس مقامات میں سے زیادہ مقدس اور تبرک سمجھتے ہیں۔ جزیرہ بالی کے اکثر باشندوں نے اب تک مسلمانوں کی اس کوشش کو رد کیا ہے کہ وہ کسی طرح مسلمان کر لیں۔ جاوہ میں لیکن قناتو کچھ کچھ لوگ مسلمان بھی ہوتے رہے ہیں۔ آٹھ لاکھ باسٹھ ہزار کی آبادی میں سے صرف تین ہزار آدمی مسلمان ہوئے۔ باس جزیرہ کا موقع تجارت کے لحاظ سے ایسا عمدہ ہے کہ باہر کے اکثر مسلمان اس جزیرہ کے ساحل پر آتے اور وہاں آباد ہوتے (دیکھو صفحہ ۴۰۶)

چوٹی علویاں علیحدہ قائم کر لیں اور دارالسلطنت مجاہدیت کی فتح کے بعد کچھ عرصہ تک یہ لوگ اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔

جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ میں قویہ واقعات پیش آئے تھے اور دوسرے مغربی جزیرے میں داعیان اسلام بیکار نہ تھے۔ شیخ نور الدین ابراہیم نے جربون سے اپنے بیٹے حسن الدین کو بانٹن میں تبلیغ کیلئے روانہ کیا تھا۔ بانٹن جب جزیرہ جاوا کا مغربی صوبہ ریاست پجاجرن کے تحت میں تھا۔ حسن الدین کو یہاں بہت کامیابی ہوئی اور جو لوگ اسلام لائے اُن میں آٹھ سو بت پرست ایسے تھے جو تارک الدینا ہو چکے تھے۔ بانٹن کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ حسن الدین نے لوگوں کو صرف وعظ و نصیحت سے مسلمان کیا تھا۔ تلوار سے اُس نے اپنے مذہب کی کبھی اشاعت نہیں کی۔ اس کے بعد حسن الدین اپنے باپ کے ساتھ حج کیلئے کعبہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور جب واپس آئے تو جاپت پر حملہ کرنے میں ردن پاناک کی مدد کی۔

جاوا کے مغربی حصے میں اسلام کی اشاعت ایسی جلد نہیں ہوئی جیسی کہ مشرقی حصوں میں ہوئی تھی۔ کیونکہ یہاں شیعوں کے بجا ریوں اور مسلمانوں میں سخت نزاع رہا۔ اور غالباً سولہویں صدی عیسوی کے وسط سے پہلے بجا جرن کی بت پرست سلطنت کو مسلمان غارت نہ کرے۔ بجا جرن کی نسبت جاوا کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک زمانہ میں یہ سلطنت جزیرہ کی مغربی ریاستوں پر بھی حکمران تھی۔ اس سلطنت کے علاوہ بت پرستوں کی اور چھوٹی چوٹی جماعتیں ایسی تھیں جو مدت تک سلامت رہیں اور ان میں سے چند ابھی تک باقی ہیں۔ ان بت پرستوں میں سے ایک گروہ کے حالات جس کا نام میدومی ہے بہت دلچسپ ہیں۔ یہ لوگ قدیم باشندگان

(ایضاً صفحہ ۴۰۵) ان فتوٰی بآسمانوں میں سے بعض نے توجہ زبرد کے باشندوں سے کچھ بحث کی لیکن بعض مسلمان اپنے
سے جنس مخالف کی عورتوں سے نکاح کیے اور یہاں کوگوں میں حل کر رہے تھے اور یہ اسی قسم کے مسلمانوں کی کوشش کا نتیجہ تھا
کہ بالائی کے مسلمانوں کو بخوبی ترقی ہوئی اور وہ ایسے پرہیزگار و متبعی مسلمان ہو گئے جس کا اثر بالائی کے بت پرستوں پر بہت کم پڑا۔
لی ڈبک صفحات ۲۲-۲۳، رانزہ دوسری جلد صفحہ ۳۱۷، دیث (۳) دوسری جلد صفحہ ۲۵-۲۶، ۲۸-۲۹، تصدیق نامہ
ابن سراج نے لکھا کہ یہاں بت پرستوں کی زمین سلطنت نہیں جس میں اکثریت سے بت پرست رہتے تھے ایمان صفحہ ۳۲۲۔

جاوا کی نسل سے ہیں اور اب تک اپنے بزرگوں کے دین پر قائم ہیں۔ جب پجارجن کی سلطنت کو زوال ہوا تو یہ لوگ ریاست کے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں آباد ہو گئے تاکہ وہاں امن و امان سے اپنے آبائی مذہب کے پابند رہیں۔ جب کچھ عرصہ کے بعد ان لوگوں نے سلطان بانٹن کی اطاعت قبول کی تو ان کو اپنے قدیم مذہب پر سلامت رہنے کی اجازت ملی لیکن اس شرط سے کہ جو لوگ بت پرست پہنا چاہیں ان کی تعداد ایک خاص حد سے کبھی تجاوز نہ کرے اور نہایت تعجب کی بات ہو کہ یہ لوگ اب تک اس شرط کے پابند پلے جاتے ہیں حالانکہ جاوا میں ڈنمارک کی حکومت کو اس قدر مدت ہو گئی ہو کہ اس قدیم دستور کی پابندی سے یہ لوگ بالکل آزاد ہیں۔ لیکن اب تک وہ اپنی بستیوں میں چالیس خاندانوں سے زیادہ نہیں آباد ہونے دیتے۔ بلکہ جب کسی بستی میں ان کے گھر اس تعداد سے بڑھ جاتے ہیں تو جس قدر خاندان بڑھتے ہیں وہ بستی چھوڑ کر قریب کے قصبوں میں جہاں مسلمان زیادہ ہوتے ہیں جا بیٹے ہیں۔

اگرچہ جاوا کے مغربی حصہ میں اسلام کی اشاعت اس قدر جلد نہیں ہو سکی جس قدر اور حصوں میں ہوئی تھی۔ لیکن اس مغربی حصہ کے لوگوں میں وسط جاوا کے باشندوں کی طرح ہندو مذہب کو بخوبی استحکام حاصل تھا اس لیے مذہب اسلام کو بت پرستی کے مقابلہ میں وہاں ایسی فتح نصیب ہوئی اور بت پرستی کی جگہ خود رائج ہونے میں اس کو اس درجہ کامیابی رہی کہ راجگان جاپت کی حدود سلطنت میں بھی اسلام کو یہ فروغ نہ ہوا۔ مغربی جاوا میں آج کل اسلامی شریعت ایک زندہ قوت ہو اور عربی تہذیب تمدن کے جو طریقے بیان جاری ہوئے وہ اہل جاوا کی زندگی اور طرز حکومت میں بالکل شیر و شکر ہو گئے ہیں۔ اور یہ لکھا جاتا ہے کہ مغربی جاوا کے مسلمان جن کو تعلیم دین ملی ہو اور سچ کرائے ہیں وہ تمام اہل جاوا سے زیادہ ہوشیار لائق اور صاحب ثروت ہیں۔

جاو امیں اسلامی حکومت قائم ہونیکے بعد گو یہاں کے اکثر لوگ صدہا برس تک
بت پرست رہے لیکن آج کل سوائے تھوڑے لوگوں کے جاوآ کے کل باشندے مسلمان ہیں
اگرچہ ان مسلمانوں میں اکثر قدیم رسمیں انکے بت پرست باپ دادا کے دقت کی چلی آتی ہیں
لیکن عام میدان طبیعت اسی طرف ہو کہ مسلمانوں کے خیالات اور اُن کے افعال و اعمال
سب اسلام کی تعلیم و تربیت کے مطابق ہوں غرض یہ صدہا سال کی اشاعت امن و امان
کے مسائل سے تہہ تیغ ہوئی۔ اسلامی حکومتوں کا اس جزیرہ میں قائم ہونا نہ ہی حالات سے تعلق
نہیں رکھتا بلکہ وہ پولی ٹکل تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ وجہ یہ ہو کہ دعوت اسلام میں بادشاہوں کے
سبب سے استفادہ ترقی نہیں ہوئی جس قدر کہ داعیان اسلام کی کوشش سے ہوئی۔

جس زمانہ میں کہ جاوآ کے مسلمان ہندوؤں کی سلطنت کے خلاف بغاوتیں برپا کر
ہے تھے اور اُن کی حکومت کو چھین کر اپنے قبضہ میں لانا چاہتے تھے تو اُسی زمانہ میں جزائر
ملایا کے اور جزیروں میں داعیان اسلام نے وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے ایسا انقلاب
پیدا کیا جس میں لڑائی یا فساد کی ضرورت نہ تھی اور یہ مسلمان اشاعت میں ایسے سرگرم ہو
کہ انہوں نے ہزاروں آدمیوں کو رفتہ رفتہ مسلمان کر لیا۔ اب ہم جزائر ملایا میں سے
اول جزائر ملوکا کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

جزائر ملوکا جزائر ملوکا میں لوگوں کی تجارت قدیم زمانہ سے جاری تھی۔ اور اس
تجارت کے سبب ملوکا کے باشندوں کو مجمع الجزائر کے مغربی جزیروں سے تعلق پیدا
ہو گیا۔ جاوآ اور ملایا کے جو نو مسلم تجارت کی غرض سے جزائر ملوکا میں آئے انہوں نے سال
کے باشندوں میں اسلام کا چرچا کیا۔ جب قوم پرتگیز کے مشہور جہازران فرماندو گیلان کے
ساتھی اپنے وطن کو واپس آئے تو انہوں نے ایک عجیب قصہ جزیرہ ملوکا کی نسبت بیان
کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمان تاجروں نے ملوکا کے باشندوں میں کس طرح

اسلام کی اشاعت کی وہ قصہ یہ ہو کہ جزائر ملوکا میں اہل اسپین کے پہنچنے سے چند سال پہلے ان جزیروں کے بادشاہ تقار روح کے مسئلہ کو تسلیم کرنے لگے تھے۔ اور اس مسئلہ کا یقین اُن کو اس طرح ہوا تھا کہ ایک چوٹا سا پرندان کی نظر سے گزرا تھا جو ہمیشہ اُڑتا رہتا تھا اور کبھی زمین پر یا زمین کی کسی چیز پر نہ بیٹھتا تھا۔ مسلمانوں نے جو تجارت کیلئے ان جزیروں میں آئے ہوئے تھے جب یہ بات سُنی تو انھوں نے ملوکا کے بادشاہوں سے کہا کہ یہ چوٹا پرند جنت میں پیدا ہوا ہے اور جنت وہ جگہ ہے جہاں مرنے کے بعد لوگوں کی رخصت آرام کرتی ہیں۔ ملوکا کے بادشاہوں نے یہ سنتے ہی اسلام قبول کیا کیونکہ مسلمانوں کے ہاں جنت کے متعلق جس میں رخصت آباد ہونگی عجیب و غریب دعوے کیے گئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ جزائر ملوکا میں اسلام کی ابتدا پندرہویں صدی عیسوی سے ہوئی۔ تیدور کے بت پرست بادشاہ جربلی لیچا تو نے ایک عرب شیخ منصور نامی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا اور اُس کی رعایا میں سے بھی اکثر لوگ مسلمان ہو گئے اور بادشاہ کا نام سلطان جمال الدین رکھا گیا۔ بادشاہ کے بڑے بیٹے کا نام شیخ منصور کے نام پر منصور رکھا گیا۔ ۱۵۱۲ء میں فرماندہ گیلان پرنگیزی کی موت کے چند سال بعد اہل اسپین کی ہم تیدور میں پہنچی۔ اور منصور نے اسپین کے لوگوں کی خاطر مدارات کی۔ لگاتار جو اس ہم کاموںچ تھا لکھتا ہوا کہ بادشاہ تیدور کا نام سلطان منصور تھا اور اُس کی عمر پچاس برس سے زیادہ تھی۔ جزائر ملوکا میں مسلمانوں کو آئے ہوئے نصف صدی سے زیادہ نہیں گزرا تھا۔

۱۵۱۷ء میں اسپین ملوکا کے جزیرہ ترنانی۔ تیدور۔ گیلان اور بانجان کے بادشاہوں کی حکومت میں تین ان میں ترنانی کا سلطان سب میں بدست تھا جس کی سلطنت ترنانی اور قریب کے چوتھے چوتھے جزیروں میں تھی۔ ہلما ہیر اور سلین کا بڑا حصہ اور جزائر امبونا اور بانراچی اسی سلطان کے قبضہ میں تھے سلطان تیدور تیدور کے جزیرہ اور ہلما ہیر کے ایک حصہ کا اور اُن جزیروں کا بادشاہ تھا جو نیوگنی اور ہلما ہیر کے بیچ میں واقع ہیں۔ نیوگنی کے مغربی ساحل اور جزیرہ سیرام میں بھی سلطان تیدور کی سلطنت تھی۔ سلطان گیلان کی سلطنت ہلما ہیر کے وسط میں تھی اور جزیرہ سیرام کے شمالی ساحل کا بھی کچھ حصہ تھے۔ قبضہ میں تھا سلطان بانجان اور جزائر اولی پر حکومت کرتا تھا (۵ جولائی پہلی جلد صفحہ ۵) ۱۵۱۷ء میں ہیلیا نو ترانالو (راموسیر توام - صفحہ ۳۵۱) ۱۵۱۷ء میں تیدور سے فائیرا - صفحہ ۱۸۵ پگافت - ۱۵۱۷ء - ۱۵۱۸ء - ۱۵۱۹ء - ۱۵۲۰ء - ۱۵۲۱ء - ۱۵۲۲ء - ۱۵۲۳ء - ۱۵۲۴ء - ۱۵۲۵ء - ۱۵۲۶ء - ۱۵۲۷ء - ۱۵۲۸ء - ۱۵۲۹ء - ۱۵۳۰ء - ۱۵۳۱ء - ۱۵۳۲ء - ۱۵۳۳ء - ۱۵۳۴ء - ۱۵۳۵ء - ۱۵۳۶ء - ۱۵۳۷ء - ۱۵۳۸ء - ۱۵۳۹ء - ۱۵۴۰ء - ۱۵۴۱ء - ۱۵۴۲ء - ۱۵۴۳ء - ۱۵۴۴ء - ۱۵۴۵ء - ۱۵۴۶ء - ۱۵۴۷ء - ۱۵۴۸ء - ۱۵۴۹ء - ۱۵۵۰ء - ۱۵۵۱ء - ۱۵۵۲ء - ۱۵۵۳ء - ۱۵۵۴ء - ۱۵۵۵ء - ۱۵۵۶ء - ۱۵۵۷ء - ۱۵۵۸ء - ۱۵۵۹ء - ۱۵۶۰ء - ۱۵۶۱ء - ۱۵۶۲ء - ۱۵۶۳ء - ۱۵۶۴ء - ۱۵۶۵ء - ۱۵۶۶ء - ۱۵۶۷ء - ۱۵۶۸ء - ۱۵۶۹ء - ۱۵۷۰ء - ۱۵۷۱ء - ۱۵۷۲ء - ۱۵۷۳ء - ۱۵۷۴ء - ۱۵۷۵ء - ۱۵۷۶ء - ۱۵۷۷ء - ۱۵۷۸ء - ۱۵۷۹ء - ۱۵۸۰ء - ۱۵۸۱ء - ۱۵۸۲ء - ۱۵۸۳ء - ۱۵۸۴ء - ۱۵۸۵ء - ۱۵۸۶ء - ۱۵۸۷ء - ۱۵۸۸ء - ۱۵۸۹ء - ۱۵۹۰ء - ۱۵۹۱ء - ۱۵۹۲ء - ۱۵۹۳ء - ۱۵۹۴ء - ۱۵۹۵ء - ۱۵۹۶ء - ۱۵۹۷ء - ۱۵۹۸ء - ۱۵۹۹ء - ۱۶۰۰ء - ۱۶۰۱ء - ۱۶۰۲ء - ۱۶۰۳ء - ۱۶۰۴ء - ۱۶۰۵ء - ۱۶۰۶ء - ۱۶۰۷ء - ۱۶۰۸ء - ۱۶۰۹ء - ۱۶۱۰ء - ۱۶۱۱ء - ۱۶۱۲ء - ۱۶۱۳ء - ۱۶۱۴ء - ۱۶۱۵ء - ۱۶۱۶ء - ۱۶۱۷ء - ۱۶۱۸ء - ۱۶۱۹ء - ۱۶۲۰ء - ۱۶۲۱ء - ۱۶۲۲ء - ۱۶۲۳ء - ۱۶۲۴ء - ۱۶۲۵ء - ۱۶۲۶ء - ۱۶۲۷ء - ۱۶۲۸ء - ۱۶۲۹ء - ۱۶۳۰ء - ۱۶۳۱ء - ۱۶۳۲ء - ۱۶۳۳ء - ۱۶۳۴ء - ۱۶۳۵ء - ۱۶۳۶ء - ۱۶۳۷ء - ۱۶۳۸ء - ۱۶۳۹ء - ۱۶۴۰ء - ۱۶۴۱ء - ۱۶۴۲ء - ۱۶۴۳ء - ۱۶۴۴ء - ۱۶۴۵ء - ۱۶۴۶ء - ۱۶۴۷ء - ۱۶۴۸ء - ۱۶۴۹ء - ۱۶۵۰ء - ۱۶۵۱ء - ۱۶۵۲ء - ۱۶۵۳ء - ۱۶۵۴ء - ۱۶۵۵ء - ۱۶۵۶ء - ۱۶۵۷ء - ۱۶۵۸ء - ۱۶۵۹ء - ۱۶۶۰ء - ۱۶۶۱ء - ۱۶۶۲ء - ۱۶۶۳ء - ۱۶۶۴ء - ۱۶۶۵ء - ۱۶۶۶ء - ۱۶۶۷ء - ۱۶۶۸ء - ۱۶۶۹ء - ۱۶۷۰ء - ۱۶۷۱ء - ۱۶۷۲ء - ۱۶۷۳ء - ۱۶۷۴ء - ۱۶۷۵ء - ۱۶۷۶ء - ۱۶۷۷ء - ۱۶۷۸ء - ۱۶۷۹ء - ۱۶۸۰ء - ۱۶۸۱ء - ۱۶۸۲ء - ۱۶۸۳ء - ۱۶۸۴ء - ۱۶۸۵ء - ۱۶۸۶ء - ۱۶۸۷ء - ۱۶۸۸ء - ۱۶۸۹ء - ۱۶۹۰ء - ۱۶۹۱ء - ۱۶۹۲ء - ۱۶۹۳ء - ۱۶۹۴ء - ۱۶۹۵ء - ۱۶۹۶ء - ۱۶۹۷ء - ۱۶۹۸ء - ۱۶۹۹ء - ۱۷۰۰ء - ۱۷۰۱ء - ۱۷۰۲ء - ۱۷۰۳ء - ۱۷۰۴ء - ۱۷۰۵ء - ۱۷۰۶ء - ۱۷۰۷ء - ۱۷۰۸ء - ۱۷۰۹ء - ۱۷۱۰ء - ۱۷۱۱ء - ۱۷۱۲ء - ۱۷۱۳ء - ۱۷۱۴ء - ۱۷۱۵ء - ۱۷۱۶ء - ۱۷۱۷ء - ۱۷۱۸ء - ۱۷۱۹ء - ۱۷۲۰ء - ۱۷۲۱ء - ۱۷۲۲ء - ۱۷۲۳ء - ۱۷۲۴ء - ۱۷۲۵ء - ۱۷۲۶ء - ۱۷۲۷ء - ۱۷۲۸ء - ۱۷۲۹ء - ۱۷۳۰ء - ۱۷۳۱ء - ۱۷۳۲ء - ۱۷۳۳ء - ۱۷۳۴ء - ۱۷۳۵ء - ۱۷۳۶ء - ۱۷۳۷ء - ۱۷۳۸ء - ۱۷۳۹ء - ۱۷۴۰ء - ۱۷۴۱ء - ۱۷۴۲ء - ۱۷۴۳ء - ۱۷۴۴ء - ۱۷۴۵ء - ۱۷۴۶ء - ۱۷۴۷ء - ۱۷۴۸ء - ۱۷۴۹ء - ۱۷۵۰ء - ۱۷۵۱ء - ۱۷۵۲ء - ۱۷۵۳ء - ۱۷۵۴ء - ۱۷۵۵ء - ۱۷۵۶ء - ۱۷۵۷ء - ۱۷۵۸ء - ۱۷۵۹ء - ۱۷۶۰ء - ۱۷۶۱ء - ۱۷۶۲ء - ۱۷۶۳ء - ۱۷۶۴ء - ۱۷۶۵ء - ۱۷۶۶ء - ۱۷۶۷ء - ۱۷۶۸ء - ۱۷۶۹ء - ۱۷۷۰ء - ۱۷۷۱ء - ۱۷۷۲ء - ۱۷۷۳ء - ۱۷۷۴ء - ۱۷۷۵ء - ۱۷۷۶ء - ۱۷۷۷ء - ۱۷۷۸ء - ۱۷۷۹ء - ۱۷۸۰ء - ۱۷۸۱ء - ۱۷۸۲ء - ۱۷۸۳ء - ۱۷۸۴ء - ۱۷۸۵ء - ۱۷۸۶ء - ۱۷۸۷ء - ۱۷۸۸ء - ۱۷۸۹ء - ۱۷۹۰ء - ۱۷۹۱ء - ۱۷۹۲ء - ۱۷۹۳ء - ۱۷۹۴ء - ۱۷۹۵ء - ۱۷۹۶ء - ۱۷۹۷ء - ۱۷۹۸ء - ۱۷۹۹ء - ۱۸۰۰ء - ۱۸۰۱ء - ۱۸۰۲ء - ۱۸۰۳ء - ۱۸۰۴ء - ۱۸۰۵ء - ۱۸۰۶ء - ۱۸۰۷ء - ۱۸۰۸ء - ۱۸۰۹ء - ۱۸۱۰ء - ۱۸۱۱ء - ۱۸۱۲ء - ۱۸۱۳ء - ۱۸۱۴ء - ۱۸۱۵ء - ۱۸۱۶ء - ۱۸۱۷ء - ۱۸۱۸ء - ۱۸۱۹ء - ۱۸۲۰ء - ۱۸۲۱ء - ۱۸۲۲ء - ۱۸۲۳ء - ۱۸۲۴ء - ۱۸۲۵ء - ۱۸۲۶ء - ۱۸۲۷ء - ۱۸۲۸ء - ۱۸۲۹ء - ۱۸۳۰ء - ۱۸۳۱ء - ۱۸۳۲ء - ۱۸۳۳ء - ۱۸۳۴ء - ۱۸۳۵ء - ۱۸۳۶ء - ۱۸۳۷ء - ۱۸۳۸ء - ۱۸۳۹ء - ۱۸۴۰ء - ۱۸۴۱ء - ۱۸۴۲ء - ۱۸۴۳ء - ۱۸۴۴ء - ۱۸۴۵ء - ۱۸۴۶ء - ۱۸۴۷ء - ۱۸۴۸ء - ۱۸۴۹ء - ۱۸۵۰ء - ۱۸۵۱ء - ۱۸۵۲ء - ۱۸۵۳ء - ۱۸۵۴ء - ۱۸۵۵ء - ۱۸۵۶ء - ۱۸۵۷ء - ۱۸۵۸ء - ۱۸۵۹ء - ۱۸۶۰ء - ۱۸۶۱ء - ۱۸۶۲ء - ۱۸۶۳ء - ۱۸۶۴ء - ۱۸۶۵ء - ۱۸۶۶ء - ۱۸۶۷ء - ۱۸۶۸ء - ۱۸۶۹ء - ۱۸۷۰ء - ۱۸۷۱ء - ۱۸۷۲ء - ۱۸۷۳ء - ۱۸۷۴ء - ۱۸۷۵ء - ۱۸۷۶ء - ۱۸۷۷ء - ۱۸۷۸ء - ۱۸۷۹ء - ۱۸۸۰ء - ۱۸۸۱ء - ۱۸۸۲ء - ۱۸۸۳ء - ۱۸۸۴ء - ۱۸۸۵ء - ۱۸۸۶ء - ۱۸۸۷ء - ۱۸۸۸ء - ۱۸۸۹ء - ۱۸۹۰ء - ۱۸۹۱ء - ۱۸۹۲ء - ۱۸۹۳ء - ۱۸۹۴ء - ۱۸۹۵ء - ۱۸۹۶ء - ۱۸۹۷ء - ۱۸۹۸ء - ۱۸۹۹ء - ۱۹۰۰ء - ۱۹۰۱ء - ۱۹۰۲ء - ۱۹۰۳ء - ۱۹۰۴ء - ۱۹۰۵ء - ۱۹۰۶ء - ۱۹۰۷ء - ۱۹۰۸ء - ۱۹۰۹ء - ۱۹۱۰ء - ۱۹۱۱ء - ۱۹۱۲ء - ۱۹۱۳ء - ۱۹۱۴ء - ۱۹۱۵ء - ۱۹۱۶ء - ۱۹۱۷ء - ۱۹۱۸ء - ۱۹۱۹ء - ۱۹۲۰ء - ۱۹۲۱ء - ۱۹۲۲ء - ۱۹۲۳ء - ۱۹۲۴ء - ۱۹۲۵ء - ۱۹۲۶ء - ۱۹۲۷ء - ۱۹۲۸ء - ۱۹۲۹ء - ۱۹۳۰ء - ۱۹۳۱ء - ۱۹۳۲ء - ۱۹۳۳ء - ۱۹۳۴ء - ۱۹۳۵ء - ۱۹۳۶ء - ۱۹۳۷ء - ۱۹۳۸ء - ۱۹۳۹ء - ۱۹۴۰ء - ۱۹۴۱ء - ۱۹۴۲ء - ۱۹۴۳ء - ۱۹۴۴ء - ۱۹۴۵ء - ۱۹۴۶ء - ۱۹۴۷ء - ۱۹۴۸ء - ۱۹۴۹ء - ۱۹۵۰ء - ۱۹۵۱ء - ۱۹۵۲ء - ۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء - ۱۹۵۵ء - ۱۹۵۶ء - ۱۹۵۷ء - ۱۹۵۸ء - ۱۹۵۹ء - ۱۹۶۰ء - ۱۹۶۱ء - ۱۹۶۲ء - ۱۹۶۳ء - ۱۹۶۴ء - ۱۹۶۵ء - ۱۹۶۶ء - ۱۹۶۷ء - ۱۹۶۸ء - ۱۹۶۹ء - ۱۹۷۰ء - ۱۹۷۱ء - ۱۹۷۲ء - ۱۹۷۳ء - ۱۹۷۴ء - ۱۹۷۵ء - ۱۹۷۶ء - ۱۹۷۷ء - ۱۹۷۸ء - ۱۹۷۹ء - ۱۹۸۰ء - ۱۹۸۱ء - ۱۹۸۲ء - ۱۹۸۳ء - ۱۹۸۴ء - ۱۹۸۵ء - ۱۹۸۶ء - ۱۹۸۷ء - ۱۹۸۸ء - ۱۹۸۹ء - ۱۹۹۰ء - ۱۹۹۱ء - ۱۹۹۲ء - ۱۹۹۳ء - ۱۹۹۴ء - ۱۹۹۵ء - ۱۹۹۶ء - ۱۹۹۷ء - ۱۹۹۸ء - ۱۹۹۹ء - ۲۰۰۰ء - ۲۰۰۱ء - ۲۰۰۲ء - ۲۰۰۳ء - ۲۰۰۴ء - ۲۰۰۵ء - ۲۰۰۶ء - ۲۰۰۷ء - ۲۰۰۸ء - ۲۰۰۹ء - ۲۰۱۰ء - ۲۰۱۱ء - ۲۰۱۲ء - ۲۰۱۳ء - ۲۰۱۴ء - ۲۰۱۵ء - ۲۰۱۶ء - ۲۰۱۷ء - ۲۰۱۸ء - ۲۰۱۹ء - ۲۰۲۰ء - ۲۰۲۱ء - ۲۰۲۲ء - ۲۰۲۳ء - ۲۰۲۴ء - ۲۰۲۵ء - ۲۰۲۶ء - ۲۰۲۷ء - ۲۰۲۸ء - ۲۰۲۹ء - ۲۰۳۰ء - ۲۰۳۱ء - ۲۰۳۲ء - ۲۰۳۳ء - ۲۰۳۴ء - ۲۰۳۵ء - ۲۰۳۶ء - ۲۰۳۷ء - ۲۰۳۸ء - ۲۰۳۹ء - ۲۰۴۰ء - ۲۰۴۱ء - ۲۰۴۲ء - ۲۰۴۳ء - ۲۰۴۴ء - ۲۰۴۵ء - ۲۰۴۶ء - ۲۰۴۷ء - ۲۰۴۸ء - ۲۰۴۹ء - ۲۰۵۰ء - ۲۰۵۱ء - ۲۰۵۲ء - ۲۰۵۳ء - ۲۰۵۴ء - ۲۰۵۵ء - ۲۰۵۶ء - ۲۰۵۷ء - ۲۰۵۸ء - ۲۰۵۹ء - ۲۰۶۰ء - ۲۰۶۱ء - ۲۰۶۲ء - ۲۰۶۳ء - ۲۰۶۴ء - ۲۰۶۵ء - ۲۰۶۶ء - ۲۰۶۷ء - ۲۰۶۸ء - ۲۰۶۹ء - ۲۰۷۰ء - ۲۰۷۱ء - ۲۰۷۲ء - ۲۰۷۳ء - ۲۰۷۴ء - ۲۰۷۵ء - ۲۰۷۶ء - ۲۰۷۷ء - ۲۰۷۸ء - ۲۰۷۹ء - ۲۰۸۰ء - ۲۰۸۱ء - ۲۰۸۲ء - ۲۰۸۳ء - ۲۰۸۴ء - ۲۰۸۵ء - ۲۰۸۶ء - ۲۰۸۷ء - ۲۰۸۸ء - ۲۰۸۹ء - ۲۰۹۰ء - ۲۰۹۱ء - ۲۰۹۲ء - ۲۰۹۳ء - ۲۰۹۴ء - ۲۰۹۵ء - ۲۰۹۶ء - ۲۰۹۷ء - ۲۰۹۸ء - ۲۰۹۹ء - ۲۱۰۰ء - ۲۱۰۱ء - ۲۱۰۲ء - ۲۱۰۳ء - ۲۱۰۴ء - ۲۱۰۵ء - ۲۱۰۶ء - ۲۱۰۷ء - ۲۱۰۸ء - ۲۱۰۹ء - ۲۱۱۰ء - ۲۱۱۱ء - ۲۱۱۲ء - ۲۱۱۳ء - ۲۱۱۴ء - ۲۱۱۵ء - ۲۱۱۶ء - ۲۱۱۷ء - ۲۱۱۸ء - ۲۱۱۹ء - ۲۱۲۰ء - ۲۱۲۱ء - ۲۱۲۲ء - ۲۱۲۳ء - ۲۱۲۴ء - ۲۱۲۵ء - ۲۱۲۶ء - ۲۱۲۷ء - ۲۱۲۸ء - ۲۱۲۹ء - ۲۱۳۰ء - ۲۱۳۱ء - ۲۱۳۲ء - ۲۱۳۳ء - ۲۱۳۴ء - ۲۱۳۵ء - ۲۱۳۶ء - ۲۱۳۷ء - ۲۱۳۸ء - ۲۱۳۹ء - ۲۱۴۰ء - ۲۱۴۱ء - ۲۱۴۲ء - ۲۱۴۳ء - ۲۱۴۴ء - ۲۱۴۵ء - ۲۱۴۶ء - ۲۱۴۷ء - ۲۱۴۸ء - ۲۱۴۹ء - ۲۱۵۰ء - ۲۱۵۱ء - ۲۱۵۲ء - ۲۱۵۳ء - ۲۱۵۴ء - ۲۱۵۵ء - ۲۱۵۶ء - ۲۱۵۷ء - ۲۱۵۸ء - ۲۱۵۹ء - ۲۱۶۰ء - ۲۱۶۱ء - ۲۱۶۲ء - ۲۱۶۳ء - ۲۱۶۴ء - ۲۱۶۵ء - ۲۱۶۶ء - ۲۱۶۷ء - ۲۱۶۸ء - ۲۱۶۹ء - ۲۱۷۰ء - ۲۱۷۱ء - ۲۱۷۲ء - ۲۱۷۳ء - ۲۱۷۴ء - ۲۱۷۵ء - ۲۱۷۶ء - ۲۱۷۷ء - ۲۱۷۸ء - ۲۱۷۹ء - ۲۱۸۰ء - ۲۱۸۱ء - ۲۱۸۲ء - ۲۱۸۳ء - ۲۱۸۴ء - ۲۱۸۵ء - ۲۱۸۶ء - ۲۱۸۷ء - ۲۱۸۸ء - ۲۱۸۹ء - ۲۱۹۰ء - ۲۱۹۱ء - ۲۱۹۲ء - ۲۱۹۳ء - ۲۱۹۴ء - ۲۱۹۵ء - ۲۱۹۶ء - ۲۱۹۷ء - ۲۱۹۸ء - ۲۱۹۹ء - ۲۲۰۰ء - ۲۲۰۱ء - ۲۲۰۲ء - ۲۲۰۳ء - ۲۲۰۴ء - ۲۲۰۵ء - ۲۲۰۶ء - ۲۲۰۷ء - ۲۲۰۸ء - ۲۲۰۹ء - ۲۲۱۰ء - ۲۲۱۱ء - ۲۲۱۲ء - ۲۲۱۳ء - ۲۲۱۴ء - ۲۲۱۵ء - ۲۲۱۶ء - ۲۲۱۷ء - ۲۲۱۸ء - ۲۲۱۹ء - ۲۲۲۰ء - ۲۲۲۱ء - ۲۲۲۲ء - ۲۲۲۳ء - ۲۲۲۴ء - ۲۲۲۵ء - ۲۲۲۶ء - ۲۲۲۷ء - ۲۲۲۸ء - ۲۲۲۹ء - ۲۲۳۰ء - ۲۲۳۱ء - ۲۲۳۲ء - ۲۲۳۳ء - ۲۲۳۴ء - ۲۲۳۵ء - ۲۲۳۶ء - ۲۲۳۷ء - ۲۲۳۸ء - ۲۲۳۹ء - ۲۲۴۰ء - ۲۲۴۱ء - ۲۲۴۲ء - ۲۲۴۳ء - ۲۲۴۴ء - ۲۲۴۵ء - ۲۲۴۶ء - ۲۲۴۷ء - ۲۲۴۸ء - ۲۲۴۹ء - ۲۲۵۰ء - ۲۲۵۱ء - ۲۲۵۲ء - ۲۲۵۳ء - ۲۲۵۴ء - ۲۲۵۵ء - ۲۲۵۶ء - ۲۲۵۷ء - ۲۲۵۸ء - ۲۲۵۹ء - ۲۲۶۰ء - ۲۲۶۱ء - ۲۲۶۲ء - ۲۲۶۳ء - ۲۲۶۴ء - ۲۲۶۵ء - ۲۲۶۶ء - ۲۲۶۷ء - ۲۲۶۸ء - ۲۲۶۹ء - ۲۲۷۰ء - ۲۲۷۱ء - ۲۲۷۲ء - ۲۲۷۳ء - ۲۲۷۴ء - ۲۲۷۵ء - ۲۲۷۶ء - ۲۲۷۷ء - ۲۲۷۸ء - ۲۲۷۹ء - ۲۲۸۰ء - ۲۲۸۱ء - ۲۲۸۲ء - ۲۲۸۳ء - ۲۲۸۴ء - ۲۲۸۵ء - ۲۲۸۶ء - ۲۲۸۷ء - ۲۲۸۸ء - ۲۲۸۹ء - ۲۲۹۰ء - ۲۲۹۱ء - ۲۲۹۲ء - ۲۲۹۳ء - ۲۲۹۴ء - ۲۲۹۵ء - ۲۲۹۶ء - ۲۲۹۷ء - ۲۲۹۸ء - ۲۲۹۹ء - ۲۳۰۰ء - ۲۳۰۱ء - ۲۳۰۲ء - ۲۳۰۳ء - ۲۳۰۴ء - ۲۳۰۵ء - ۲۳۰۶ء - ۲۳۰۷ء - ۲۳۰۸ء - ۲۳۰۹ء - ۲۳۱۰ء - ۲۳۱۱ء - ۲۳۱۲ء - ۲۳۱۳ء - ۲۳۱۴ء - ۲۳۱۵ء - ۲۳۱۶ء - ۲۳۱۷ء - ۲۳۱۸ء - ۲۳۱۹ء - ۲۳۲۰ء - ۲۳۲۱ء - ۲۳۲۲ء - ۲۳۲۳ء - ۲۳۲۴ء - ۲۳۲۵ء - ۲۳۲۶ء - ۲۳۲۷ء - ۲۳۲۸ء - ۲۳۲۹ء - ۲۳۳۰ء - ۲۳۳۱ء - ۲۳۳۲ء - ۲۳۳۳ء - ۲۳۳۴ء - ۲۳۳۵ء - ۲۳۳۶ء - ۲۳۳۷ء - ۲۳۳۸ء - ۲۳۳۹ء - ۲۳۴۰ء - ۲۳۴۱ء - ۲۳۴۲ء - ۲۳۴۳ء - ۲۳۴۴ء - ۲۳۴۵ء - ۲۳۴۶ء - ۲۳۴۷ء - ۲۳۴۸ء - ۲۳۴۹ء - ۲۳۵۰ء - ۲۳۵۱ء - ۲۳۵۲ء - ۲۳۵۳ء - ۲۳۵۴ء - ۲۳۵۵ء - ۲۳۵۶ء - ۲۳۵۷ء - ۲۳۵۸ء - ۲۳۵۹ء - ۲۳۶۰ء - ۲۳۶۱ء - ۲۳۶۲ء - ۲۳۶۳ء - ۲۳۶۴ء - ۲۳۶۵ء - ۲۳۶۶ء - ۲۳۶۷ء - ۲۳۶۸ء - ۲۳۶۹ء - ۲۳۷۰ء - ۲۳۷۱ء - ۲۳۷۲ء - ۲۳۷۳ء - ۲۳۷۴ء - ۲۳۷۵ء - ۲۳۷۶ء - ۲۳۷۷ء - ۲۳۷۸ء - ۲۳۷۹ء - ۲۳۸۰ء - ۲۳۸۱ء - ۲۳۸۲ء - ۲۳۸۳ء - ۲۳۸۴ء - ۲۳۸۵ء - ۲۳۸۶ء - ۲۳۸۷ء - ۲۳۸۸ء - ۲۳۸۹ء - ۲۳۹۰ء - ۲۳۹۱ء - ۲۳۹۲ء - ۲۳۹۳ء - ۲۳۹۴ء - ۲۳۹۵ء - ۲۳۹۶ء - ۲۳۹۷ء - ۲۳۹۸ء - ۲۳۹۹ء - ۲۴۰۰ء - ۲۴۰۱ء - ۲۴۰۲ء - ۲۴۰۳ء - ۲۴۰۴ء - ۲۴۰۵ء - ۲۴۰۶ء - ۲۴۰۷ء - ۲۴۰۸ء - ۲۴۰۹ء - ۲۴۱۰ء - ۲۴۱۱ء - ۲۴۱۲ء - ۲۴۱۳ء - ۲۴۱۴ء - ۲۴۱۵ء - ۲۴۱۶ء - ۲۴۱۷ء - ۲۴۱۸ء - ۲۴۱۹ء - ۲۴۲۰ء - ۲۴۲۱ء - ۲۴۲۲ء - ۲۴۲۳ء - ۲۴۲۴ء - ۲۴۲۵ء - ۲۴۲۶ء - ۲۴۲۷ء - ۲۴۲۸ء - ۲۴۲۹ء - ۲۴۳۰ء - ۲۴۳۱ء - ۲۴۳۲ء - ۲۴۳۳ء - ۲۴۳۴ء - ۲۴۳۵ء - ۲۴۳۶ء - ۲۴۳۷ء - ۲۴۳۸ء - ۲۴۳۹ء - ۲۴۴۰ء - ۲۴۴۱ء - ۲۴۴۲ء - ۲۴۴۳ء - ۲۴۴۴ء - ۲۴۴۵ء - ۲۴۴۶ء - ۲۴۴۷ء - ۲۴۴۸ء - ۲۴۴۹ء - ۲۴۵۰ء - ۲۴۵۱ء - ۲۴۵۲ء - ۲۴۵۳ء - ۲۴۵۴ء - ۲۴۵۵ء - ۲۴۵۶ء - ۲۴۵۷ء - ۲۴۵۸ء - ۲۴۵۹ء - ۲۴۶۰ء - ۲۴۶۱ء - ۲۴۶۲ء - ۲۴۶۳ء - ۲۴۶۴ء - ۲۴۶۵ء - ۲۴۶۶ء - ۲۴۶۷ء - ۲۴۶۸ء - ۲۴۶۹ء - ۲۴۷۰ء - ۲۴۷۱ء - ۲۴۷۲ء - ۲۴۷۳ء - ۲۴۷۴ء - ۲۴۷۵ء - ۲۴۷۶ء - ۲۴۷۷ء - ۲۴۷۸ء - ۲۴۷۹ء - ۲۴۸۰ء - ۲۴۸۱ء - ۲۴۸۲ء - ۲۴۸۳ء - ۲۴۸۴ء - ۲۴۸۵ء - ۲۴۸۶ء - ۲۴۸۷ء - ۲۴۸۸ء - ۲۴۸۹ء - ۲۴۹۰ء - ۲۴۹۱ء - ۲۴۹۲ء - ۲۴۹۳ء - ۲۴۹۴ء - ۲۴۹۵ء - ۲۴۹۶ء - ۲۴۹۷ء - ۲۴۹۸ء - ۲۴۹۹ء - ۲۵۰۰ء - ۲۵۰۱ء - ۲۵۰۲ء - ۲۵۰۳ء - ۲۵۰۴ء - ۲۵۰۵ء - ۲۵۰۶ء - ۲۵۰۷ء - ۲۵۰۸ء - ۲۵۰۹ء - ۲۵۱۰ء - ۲۵۱۱ء - ۲۵۱۲ء - ۲۵۱۳ء - ۲۵۱۴ء - ۲۵۱۵ء - ۲۵۱۶ء - ۲۵۱۷ء - ۲۵۱۸ء - ۲۵۱۹ء - ۲۵۲۰ء - ۲۵۲۱ء - ۲۵۲۲ء - ۲۵۲۳ء - ۲۵۲۴ء - ۲۵۲۵ء - ۲۵۲۶ء - ۲۵۲۷ء - ۲۵۲۸ء - ۲۵۲۹ء - ۲۵۳۰ء - ۲۵۳۱ء - ۲۵۳۲ء - ۲۵۳۳ء - ۲۵۳۴ء - ۲۵۳۵ء - ۲۵۳۶ء - ۲۵۳۷ء - ۲۵۳۸ء - ۲۵۳۹ء - ۲۵۴۰ء - ۲۵۴۱ء - ۲۵۴۲ء - ۲۵۴۳ء - ۲۵۴۴ء - ۲۵۴۵ء - ۲۵۴۶ء - ۲۵۴۷ء - ۲۵۴۸ء - ۲۵۴۹ء - ۲۵۵۰ء - ۲۵۵۱ء - ۲۵۵۲ء - ۲

ترناتی کے جزیرے میں جو تیدور سے قریب ہو اسلام کی اشاعت کسی قدر پہلے ہو چکی تھی اہل اسپین جس زمانہ میں تیدور کے جزیرے میں پہنچے تو اسی زمانہ میں پرتگیز جزیرہ ترناتی میں آئے ترناتی کے لوگوں نے پرتگیزوں سے کہا کہ اُن کے جزیرہ میں اسلام کی اشاعت کو اتنی برس سے کچھ زیادہ زمانہ گزرا ہو۔

پرتگیزوں کے بیان کے مطابق ترناتی کا سلطان شان ملوکا میں پہلا بادشاہ تھا جو مسلمان ہوا۔ اس سلطان کی نسبت مشہور ہو کہ جزائر ملوکا کے خود مختار بادشاہوں میں اُسکو سب سے بڑھکر تہ حاصل تھا ۱۴۹۵ء میں یہ بادشاہ گریک کے شہر کو جاوہ میں بت اسلام قبول کرنے کی نیت سے گیا۔ معلوم ہوتا ہو کہ جزیرہ ترناتی میں اسلام نے بتدریج ترقی کی کیونکہ یہاں اسلام کو ایسے لوگوں کا مقابلہ کرنا پڑا جو اپنے قدیم مذہب بت پرستی پر نہایت ثابت قدم تھے اور نومسلموں میں بھی بت پرستی کی رسمیں مدت تک جاری رہیں جنہوں نے اُن کی طبیعت کو مذہب کی طرف سے مشکوک حالت میں رکھا۔

پرتگیزوں کی فتوحات نے ہی اسلام کی ترقی کو جو جلد ہونے والی تھی سُست کر دیا جزیرہ ترناتی کے ایک قاضی کو جو لوگوں کو اسلام کی تعلیم و تلقین کرتا تھا۔ پرتگیزوں نے جزیرہ سے نکال دیا اور بت پرستوں میں عیسائی مذہب کی اشاعت شروع کی جس میں کامیابی ہوئی لیکن تھوڑی مدت تک رہی۔ کیونکہ جس وقت سولھویں صدی عیسوی کے اخیر حصہ میں ملوکا کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ اہل پرتگال خود اپنی مشکلوں میں گرفتار ہیں تو انہوں نے پرتگیزوں کی حکومت سے آزاد ہونے کیلئے عیسائیوں کے خلاف سخت ہنگامے برپا کیے۔ ان معرکوں میں بہت عیسائی شہید ہوئے اور اکثر لوگوں نے عیسائی مذہب

میں مصنف نے بارش لکھا ہو کہ تیدور کے جزیرہ کو تحقیق کر نیلے بعد مان کے باشندوں سے معلوم ہوا کہ اسلام کی دبا کو (نمود بالعد) وہاں پہلے ہوئے انہی برس سے کہ سیدہ زیادہ زمانہ گزرا ہو "جسے بارش" ایشیا کا پانچواں صفر ۵۰۰ھ سے بارش صفر ۵۰۰ھ تک پرتگیز صفر ۳۹۰ھ اور گنولا صفر ۴۰۰ھ گنولا صفر ۱۵۰ھ (ب)۔

میں کی ہو جاتی ہے تو اس کی کوپور کرنے کیلئے اُمیدواروں کے حقوق پر اس قدر نظر نہیں آتی
 حسبہد اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کی طرف ان اُمیدواروں کو کس درجہ
 رغبت ہوگی۔

جزیرہ یورنیو جزیرہ یورنیو میں اسلام کی اشاعت ساحل کے ملکوں میں محدود رہی
 حالانکہ سولہویں صدی عیسوی کے شروع سے اسلام یہاں شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اسی
 زمانہ میں اول بنجر ماسین کی سلطنت میں اسلام پہلا۔ سلطنت یورنیو کے جنوبی ساحل پر سلطنت
 مجاہدیت کی ماتحت تھی لیکن مشرق میں جب مجاہدیت کی سلطنت برباد ہو گئی تو بنجر ماسین کی
 سلطنت آزاد ہوئی مجاہدیت کی بربادی پر اُس کی جگہ کئی اسلامی ریاستیں قائم ہو گئی تھیں ان میں سے
 ایک ریاست داک کی تھی جس کے اثر سے بنجر ماسین کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ بنجر
 کے لوگوں کے مسلمان ہونے کا حال یہ ہے کہ انہوں نے ایک بغاوت کو فرو کرنے کے لیے داک
 کی ریاست سے کمک چاہی اور جزیرہ جاوا سے مسلمانوں کی ایک جمعیت روانہ ہوئی جس نے
 بغاوت کو رفع کر کے رعایا کو مسلمان کیا۔ ۱۵۲۱ء میں جبوقت اہل اسپین برونی کے شہر میں پہنچے
 جو یورنیو کے شمال مغربی ساحل پر تھا تو معلوم ہوا کہ برونی کا بادشاہ مسلمان ہے۔ ۱۵۲۱ء میں
 یورنیو کے مغربی ساحل پر سکدانا کے شہر میں اہل عرب نے اپنے مذہب کو رواج دیا۔ یہ عرب
 پالم بنگ سے جو جزیرہ سمطہ میں واقع تھا سکدانامیں آئے تھے۔ یہاں کے بادشاہ نے اپنے
 آبائی مذہب کو چھوڑنے سے انکار کیا تھا لیکن اُس کی موت کے بعد ۱۵۹۹ء تک جو چالیس
 برس کا زمانہ گزرا اُس میں اہل عرب نے سکدانامیں اسلام کو بہت ترقی دی۔ اس بادشاہ کا

لے کا پین۔ صفحہ ۳۲۶ ۱۵۷۵ء اور ۱۵۷۸ء داک جزیرہ جاوا کے شمالی ساحل پر ہے اور جزیرہ یورنیو کے
 جنوبی کنارہ کے سامنے واقع ہے ۱۵۷۵ء مالکان۔ صفحہ ۲۳۶-۲۳۹ ۱۵۷۵ء پکا رفت راموسنو۔ ۱۵۷۵ء
 ۲۳۶-۲۳۹ ۱۵۷۵ء ہندو سلطنت مجاہدیت کے چند لوگوں نے سکدانامیں آباد ہو کر سکدانا کی حکومت قائم کی۔ دے
 ہو لاندہ۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۱۶۲ اس لیے ضرور ہے کہ اہل جاوا کے مسلمان ہونے کے بعد سکدانا کی
 ریاست میں اسلام شائع ہوا۔ ۱۵۷۵ء دوزی (۱) صفحہ ۳۸۶۔

جانشین جب تخت پر بیٹھا تو اُس نے اسلام قبول کیا اور قریب کے جزیرہ کا ایک بادشاہ تھا جسکی بیٹی سے اُس نے اپنی شادی کی۔ اس بادشاہ کے جزیرہ میں اسلام کو شائع ہوئے غالباً کچھ مدت ہو گئی تھی۔ سنہ ۱۰۷۱ء میں سکدانا کے پہلے مسلمان بادشاہ کے عہد میں فرانس کا ایک سائے سکدانا میں آیا اور اُس نے لکھا کہ ساحل پر بالعموم مسلمانوں کا مذہب رائج ہی لیکن جزیرہ کے وسط میں لوگوں کا مذہب بت پرستی ہو۔

سکدانا کی ریاست میں جب اسلام کی ترقی ہوئی تو مکہ معظمہ سے جو اسلامی دنیا کا مرکز ہوا اس دور دراز جزیرہ کی طرف توجہ ہوئی اور ایک عیشی شیخ شمس الدین مکہ سے سکدانا میں آئے اور جس زمانہ میں وہ یہاں پہنچے تو سکدانا میں پہلے مسلمان بادشاہ کا جانشین سلطنت کرتا تھا۔ شیخ شمس الدین اپنے ہمراہ کلام مجید کی ایک جلد اور ایک انگوٹھی اور بادشاہ سکدانا کے نام کا ایک خط لائے اس خط میں بادشاہ کو جو دین کا بڑا حامی تھا سلطان محمد صفی الدین کا خطاب دیا گیا تھا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی کے اخیر میں لکھا گیا کہ جزیرہ بورنیو کے شمالی حصہ میں ایدان کی ایک قوم آباد تھی۔ جو ساحل بورنیو کے مسلمانوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے اس لیے دیکھتی تھی کہ ابھی تک اس قوم کا مذہب وہ نہیں تھا جو مسلمانوں کا مذہب ہو۔ ڈال پیل جو سنہ ۱۶۷۵ء تک جزیرہ رولویس میں مقیم رہا اُس نے ایدان کے متعلق تحقیقات کر کے لکھا ہے کہ قوم ایدان کے لوگ اپنی جہالت پر متاسف ہیں اور اس لیے دل ہی دل میں بہت خفیف ہستے ہیں جو وقت یہ لوگ مسلمانوں کے گروں میں یا مسلمانوں کے جہاز و زینت میں تو مسلمانوں کی عظیم تعظیم کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مسلمان وہ ہیں جنکو اپنے پروردگار کا علم حاصل ہو۔ جس جگہ مسلمان سوتے ہیں وہاں یہ ایدان بیٹھے نہیں اور مسلمان جس ڈبیا میں سے چونا نکال کر کھاتے ہیں اُس میں سے یہ لوگ خود ان گلیاں ڈال کر چونا نہیں نکالتے۔ بلکہ مسلمان جب خود ان کو پان

۱۵ دیش (۱۲) پہلی جلد صفحہ ۱۹۱ اور ۱۹۲ کے درمیان "جبری سفر کے حالات" پر چودھویں جلد ۱۱۷ صفحہ ۱۱۸ کے درمیان "مسلمان صلی الدین نے مشرق میں منتقل کیا۔ اس بادشاہ کے بیٹے نے اپنا کوئی اسلامی نام نہیں رکھا تھا بلکہ مسلمان بننے کے بعد ہی وہ پانہان گری کو نام سے مشہور ہوا۔ دیشتر صفحہ ۱۱۸-۱۱۹ اور ۱۲۰ کے درمیان "سفر" ۱۳۰۔

یا چونا لیتے ہیں تو بہت ادب سے لیتے ہیں اور جس خدا کو وہ خود نہیں جانتے اُسکی الوہیت کے اقرار میں وہ ایسے لوگوں کے سامنے جو خدا کا علم رکھتے ہیں ہر بات میں عجز و انکسار ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ۶۷ھ کے بعد ایدان کی قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اس قوم کا مسلمان ہونا ان متقدم مثالوں میں سے ایک مثال ہو جن میں اسلام نے ایسی قوموں میں جو تہذیب تمدن کے اعتبار سے کم درجہ رکھتی تھیں بہت جلد اپنا اثر پھیلایا۔ جزیرہ بورنیو میں مختلف قوموں کے لوگ مثلاً عرب یوگی۔ ملا یا اور چین کے باشندے وقتاً فوقتاً آباد ہوئے۔ ساتویں صدی عیسوی سے ان قوموں کی آبادیاں یہاں قائم ہوئیں۔ مختلف ملکوں کے غلام بھی یہاں آباد کیے گئے۔ اسی وجہ سے آج کل بورنیو کے مسلمان بالکل غلاموں کے لوگ ہیں۔ یہ غیر ملک کے باشندے جس وقت بورنیو میں آباد ہوئے تھے تو اُس وقت ان میں سے اکثر بت پرست تھے اور بورنیو کے اصلی باشندوں سے جنگ ویاک کہتے تھے وہ زیادہ مہذب تھے۔ ان باہر کے لوگوں نے قوم دیاک کے لوگوں کو فتح کر کے جزیرے کے وسط میں اُس کو ہنگا دیا جہاں اُس کے لوگ ابھی تک بت پرست ہیں۔ جزیرہ کے مغربی حصوں میں دیاک قوم کے جو چھوٹے چھوٹے گروہ رہتے تھے وہ البتہ وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے رہے۔

جزیرہ سلیمین جزیرہ سلیمین بھی اسلام رفتہ رفتہ شائع ہوا اور ساحل کے لوگوں سے شروع ہو کر جزیرہ کے وسط میں پہنچا۔ سلیمین کے باشندوں میں صرف مہذب قوموں نے یعنی سکاسرا اور یوگی کی قوموں نے اسلام قبول کیا جو اس جزیرہ کے جنوب مغربی جزیرہ غامیں آباد ہیں۔ یوگی قوم کے مسلمان سلیمین کے اور جزیرہ غاؤں پر بھی آباد ہیں۔ اور ساحل سلیمین کی آبادی میں بھی ان کی تعداد بہت ہے۔ سوائے جنوب مغربی جزیرہ غا کے جہاں کے باشندے تقریباً کل مسلمان ہیں اس جزیرہ کے اندرونی حصوں میں جس قدر لوگ رہتے ہیں ان میں

بلکہ جزیرہ دلہرچاب صفحہ ۷۵۵ پانچواں صفحہ ۱۱۱۵ اٹلان صفحہ ۱۳۴ دیش (۲) پہلی جلد صفحہ ۱۶۹ اٹلان صفحہ ۱۶۹

اکثریت پرست ہیں۔ یہ بت پرست زیادہ تر الفر کی قوم کے لوگ ہیں جو تہذیب میں ادنیٰ درجہ رکھتے ہیں اور سلیمین کے شمال مشرقی اور جنوب مشرقی جزیرہ نماؤں میں بکثرت آباد ہیں۔ سلیمین کے گوشہ شمال پر مینا ہا سہا کے ملک میں جو الفر رہتے ہیں ان کے بہت آدمی عیسائی گروہ بن گئے کیونکہ مینا ہا سہا کے جزیرہ نما میں مسلمانوں کا گزر صرف اُس وقت ہوا جبکہ پرتگیزیوں کا وہاں عملدرآمد اچھی طرح ہو گیا تھا۔ اور پرتگیزیوں نے الفر کو رومن کیتھولک مذہب میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن جس وقت ڈنمارک کے عیسائی یہاں آئے تو انہوں نے ان دیسی عیسائیوں کو جو رومن کیتھولک تھے پروٹسٹنٹ بنایا۔ ڈچ کی مشنریوں نے بڑی کوشش اور جستجو سے الفر کی قوم میں پروٹسٹنٹ مذہب پھیلا دیا اور بہت کامیابی حاصل کی۔ لیکن اب الفر کے لوگوں کو وہ ڈچ کی عملداری میں رہتے ہوں خواہ دیسی سرداروں کی حکومت میں آباد ہوں اسلام آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہو۔

سنہ ۱۵۲۲ء میں جب وقت پرتگیز جزیرہ سلیمین میں ادل ہی دفعہ پہنچے تو گووا کے شہر میں جو رہا مکارا سردار حکومت تھا چند مسلمان بھی نظر آئے جو غیر ملکوں کے رہنے والے تھے۔ مکارا کے باشندوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا بلکہ سترہویں صدی عیسوی کے شروع ہونے سے پہلے وہاں کے باشندوں میں اسلام کی بخوبی اشاعت نہیں ہو سکی۔ اس کے بعد البتہ بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس تحریک اشاعت کا حال بہت دلچسپ ہے کیونکہ ایسے واقعات شاذ و نادر دیکھنے میں آتے ہیں جہاں اسلام اور عیسائی مذہب دونوں بت پرستوں کو اپنا پیرو بنانے کیلئے مقابلہ پر ہوں۔ قدیم زمانہ کے ایک عیسائی مؤرخ نے اس باہمی مقابلہ کا ایک واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ پرتگیزیوں نے ملک مکارا کے تحقیق ہوئے ایک بڑا نیچو خیمہ واقعہ سمجھا۔ اور یہی تدبیریں سوچیں کہ وہاں کے باشندوں کے ساتھ کسی طرح آشتی پیدا ہو جائے۔ کیونکہ ان باشندوں کو زیر کرنا آسان نہ تھا البتہ ان میں اس

بات کی قابلیت موجود تھی کہ مہربانی سے دوست بن جاویں اور حسن کا احسان مانیں۔ یہ کوئی
 بہت دلیل تھی اور جزائر ہند کے اور لوگوں کے مقابلہ میں عقل نہ بھی زیادہ تھے۔ اس لیے
 یورپ والوں سے کسی قدر آشنا ہونے کے بعد مکہ سرزمین سے اکثر لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ
 اُن کا اپنا مذہب مہمل ہے اور اُس میں کوئی بات عقل کی نہیں ہے۔ دونوں انتونیو کلوایو گورنر
 ملاکا کی کوشش سے مکہ سر کے جو چند لوگ عیسائی ہو گئے تھے اُن میں اتنی قابلیت نہیں پیدا
 ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے اور لوگوں کو عیسائی کر لیتے۔ غرض نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ سر کی قوم نے اپنا
 قدیم مذہب چھوڑ کر لاندھی اختیار کیا۔ لیکن اس حالت میں بھی اُن کو اطمینان نہ ہوا اور اُنھوں
 نے ملاکا اور آچین کو اس غرض سے آدمی روانہ کیے کہ ایک جگہ سے پادری اور دوسری جگہ
 سے مسلمان واعظ اور مولوی اُن کے پاس بھیجے جاویں اور ارادہ کر لیا کہ ان دونوں میں سے
 جو کوئی اُن کے پاس پہلے پہنچے گا اُس کی دین اختیار کر لیں گے اس سے پہلے سمجھا جاتا تھا کہ
 پرتگال اپنے مذہب کے بہت حامی ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ردس پر پورا جو اُس وقت شہر ملاکا
 کا گورنر تھا مذہب سیرف کے کسی قدر بے پروا تھا کیونکہ اُس نے پادریوں کی روانگی میں بلا ضرورت التوا کیا۔
 اسکے برخلاف آچین کی ملکہ نے جو بڑی پر جوش مسلمان تھی جس وقت مکہ سر کے باشندوں کا
 قصد سنا تو فوراً ایک جہاز و اعظوں اور ملاؤں سے بھر کر سلیبز کو روانہ کیا جنہوں نے پہنچے ہی
 یہاں کے باشندوں میں اپنا مذہب پھیلا دیا کچھ عرصے کے بعد پادری بھی آئے اور اُنھوں نے
 اسلام کے خلاف بہت سخت و سست تقریریں کیں لیکن کچھ مطلب نہ نکالا۔ سلیبز کے لوگوں
 کو جو مذہب اختیار کرنا تھا وہ اختیار کر چکے تھے اور اب اُن کو دوسرے مذہب لانانا ممکن تھا
 سلیبز کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ جو عیسائی ہو چکا تھا عیسائی مذہب پر قائم رہا
 اور اُس کی رعایا میں سے بھی اکثر لوگ عیسائی کر لیے گئے۔ لیکن سلیبز کے باشندوں کا بڑا حصہ
 آج کے دن تک مسلمان ہے اور جزائر ہند کے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں اُس کو مذہب میں بے

زیادہ غلو ہو

اس واقعہ کا زمانہ مسند امام بتایا جاتا ہے۔ اور جو تصانیف اس واقعہ کے معاصر لکھی گئی ہیں ان میں اس کا حوالہ اس قدر دیا گیا کہ اُس کی صحت میں شبہ کی جگہ باقی نہیں رہتی۔ ٹالوکی ریاست میں جو گوند کے شمال میں ہو اور گوا کی ہمیشہ دوست رہی ہو مکا سر کے مشہور و معروف داعی اسلام خطیب گل کا مزار ہو۔ ٹالو کا والی ریاست مسلمان ہو کر اسلام کا بڑا حامی ہو گیا اور یہ اسی کی کوشش تھی کہ بت پرستوں کے تمام ایسے گروہ جو مکا سر کی زبان بولتے تھے مسلمان ہوئے اس تحریک اشاعت کا انجام اُسکے آغاز کی مثل امن و امان سے نہیں پیش آیا۔ مکا سر کے لوگ جب مسلمان ہو گئے تو ان میں مذہب کا جوش ایسا پیدا ہوا کہ بوگی کی ہمایہ قوم کو انھوں نے زبردستی مسلمان کرنا چاہا۔ مکا سر کے بادشاہ نے جس کا دار الحکومت گودا کا شہر تھا بوگی قوم کے بادشاہ کو جو بونی میں سلطنت کرتا تھا پیغام بھیجا کہ اگر وہ خدائے واحد پر ایمان لے آئے تو میں اُسکو اپنے برابر کا بادشاہ سمجھوں۔ بونی کے بادشاہ نے یہ پیغام سن کر اپنی رعایا سے شورہ کیا لیکن رعایا نے یہ عذر پیش کیا کہ ”تو ہم اسی تک کسی سے لڑے ہیں اور نہ کسی نے ہمکو فتح کیا ہو۔ غرض بونی کے لوگوں نے رانی سے فیصلہ کرنا چاہا جس میں اُن کو شکست ہوئی۔ رانی ہارنے ہی بونی کا بادشاہ مسلمان ہو گیا اور اُس نے اپنی رعایا کو اور قریب کی چھوٹی ریاستوں کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا اور عا اس بات سے ناراض ہوئی اور تعجب ہو کہ اُس نے مکا سر کے مسلمان بادشاہ سے مدد چاہی۔ سلطان مکا سر نے اُلچی روانہ کیے تاکہ بونی کے بادشاہ سے وہ ان سوالوں کا جواب لائیں کہ کیا رعایا پر جبر کر نیکے لیے اُس کو پیغمبر خدا صلعم کی طرف سے الہام ہوا ہو؟ یا اس بات میں کسی قدیم رسم

صلح مشرقی جزائر میں اہل پگمہ کی ترقی اور عروج کی کل تاریخ“ ماخوذ از مورخان جزائر مضمون جان ہیرس۔ ناویجان بیوم انگریزے انڈین ان بیوم بلیوٹیکا۔ لندن ۱۸۷۲ء پہلی جلد صفحہ ۷۰۲۔ ۷۰۳ کرا فورڈ۔ ۱۵ صفحہ ۱۰۷۲ میں جن مصنفوں نے اس قصہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں۔ فرنانڈز ناویری شیخسین کا پادری تھا اور ۱۵۷۷ء میں جب پرتگالیوں نے آریکاڈا بحری دہری سفر کے حالات ۱۵ صفحہ ۲۰۶۔ لندن ۱۸۷۲ء دومر مصنف ناویری جو جس نے ۱۵۷۷ء میں مکا سر کی سیر کی ”سفر مذہبستان صفحہ ۱۹۳۔ بطبعہ لندن ۱۸۷۲ء سفر مشرق مصنف فلپ فیرولی ٹریٹی صفحہ ۲۶۹۔ بطبعہ لندن ۱۸۷۲ء۔

اُس نے پابندی کی ہو؟ یا صرف اپنی رائے اور خوشی سے یہ ظلم کیا ہو؟ اگر پہلی بات ہو تو میں
اُسکی اطلاع چاہتا ہوں اگر دوسری بات ہو تو اُس سے مجھ کو اتفاق ہو اگر تیسری بات ہو تو اُسکو
ظلم سب کرنا چاہیے کیوں کہ جن لوگوں پر وہ ظلم کرتا ہو یعنی بوگی قوم سیری دست ہو۔ بوگی کے
بادشاہ نے ان سوالوں کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور مکاسر کے لوگ بڑا لشکر جمع کر کے بوگی کی سلطنت
میں داخل ہوئے اور بادشاہ کو تین لاکھ اسیوں میں سخت شکست دی۔ بادشاہ مجبور ہو کر بھاگا اور
بوگی کی ریاست مکاسر کا صوبہ بنادی گئی تین برس تک محکوم رہنے کے بعد بوگی کے لوگوں نے
بوگی قوم نے قلعہ کی مدد سے مکاسر کے خلاف بغاوت کی اور مکاسر کی حکومت سے آزاد
ہو کر سیلیزیہ کی قوموں کی سرداری اختیار کی۔ یہ امر یقینی ہو کہ بوگی قوم میں اسلام کی اشاعت بتدیج
اور دیر میں ہوئی لیکن جس وقت یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو ان میں عربوں کی مثل حسد و چالاک اور جش
و خروش پیدا ہو گیا جسکو عربوں یا یوگیوں نے اسلام کی اشاعت میں نہیں بلکہ اور کاموں میں
صرف کیا۔ بوگی کی قوم مجمع البحرین کے تمام باشندوں میں سب سے زیادہ دلیور و بہادر قوم
بن گئی اور اُس کے لوگ سب سے بڑھکر ہوشیار و تاجراور جہاز راں ہو گئے اور اب تک ہیں۔ یہ
لوگ جہاز و ہنر سوار ہو کر مجمع البحرین کے ہر ایک حصہ میں ساحل نیوگنی سے لیکر سنگاپور تک تجارت کر
ہیں۔ مختلف جزیروں میں ان کی بستیاں موجود ہیں جن کی مدد سے بت پرستوں کے اکثر ملکوں میں
اسلام شائع ہو گیا۔ ان مسلمانوں کی ایک نہایت وسیع آبادی جزیرہ فلوریز کے جنوبی ساحل پر آباد
ہے اور اسکے مسلمانوں نے فلوریز کے اصلی باشندوں سے جن میں کچھ لوگ رومن کیتھولک مسلمان

۱۷۵۰ء کو فورڈ دوسری جلد صفحہ ۳۸-۳۹ء اسلام کی اشاعت کیلئے بوگی قوم میں مدت تک کوئی غیر معمولی کوشش
نہیں کی گئی۔ مشرقی جزائر ہند کے لوگوں میں نئی چیزوں سے نفرت اور قدیم رسوم کی پابندی بہت ہے لیکن ایسی سختی نہیں
جیسی کہ سیلیزیہ کے باشندوں میں ہے اور ان دونوں باتوں نے اول ہی سے اسلام کی اشاعت کو وہاں نقصان
پہنچایا اور یہی وجہ تھی کہ ایک مدت تک سیلیزیہ کے باشندے مسلمان نہ ہوئے بلکہ جس وقت تک کہ مسلمانوں کو
وہاں آباد ہونے میں گدازلی دیا گیا کہ اسلام قبول نہیں کیا۔ اگر فورڈ دوسری جلد صفحہ ۳۸-۳۹ء
جلد صفحہ ۳۸-۳۹ء کو فورڈ دوسری جلد صفحہ ۳۸-۳۹ء

بھی تھے رہا و اتحاد پیدا کر کے سب کو مسلمان کر لیا۔

بوگی قوم نے مسلمان ہو کر اپنے وطن سیلیزیہ میں پیشہ تجارت کے ساتھ اسلام کی اشاعت میں بھی کوشش کی اور بولانگ، مانگندو کی ریاست میں جو سیلیزیہ کے شمالی جزیرہ نامیں پڑ بوگی قوم کے مسلمانوں نے اسی صدی میں اُن دیسی عیسائیوں کو مسلمان کر لیا جو جنہوں نے سترہویں صدی عیسوی کے اخیر میں عیسائی مذہب قبول کیا تھا۔ بولانگ، مانگندو کی ریاست کا پہلا عیسائی بادشاہ جیکب منوپور (۱۶۹۹ء تا ۱۷۱۹ء) تھا اور اُس کے عہد میں فوج ہیٹ اندیا کمپنی اور فوج کے پادریوں کی وجہ سے عیسائی مذہب کی بہت جلد ترقی ہوئی تھی۔ ۱۷۱۹ء تک جیکب منوپور کے سب جانشین عیسائی رہے لیکن اسکے بعد والی ریاست راجہ جیکب مینول منوپور نے عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے سے موجودہ صدی میں مسلمانوں نے دعوت مذہب کے متعلق جب قدر کوششیں کیں اُن میں بہت کامیابی ہوئی اور چند مسلمان تاجروں نے جن میں بوگی قوم کے مسلمان بھی تھے ریاست کے جنوبی ساحل پر مانگندو کے شہر میں کچھ لوگوں کو مسلمان کر لیا۔ اور اسی شہر سے دو مسلمان سوداگر یعنی حکیم باگس اور امام توو کیو اس ارادہ سے روانہ ہوئے کہ ریاست مانگندو کے باقی حصوں میں اسلام کی اشاعت کریں۔ چنانچہ ان دونوں مسلمان تاجروں نے تبلیغ کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اول چند عورتوں اور غلاموں کو مسلمان کیا اور ان عورتوں سے نکاح کر لیا۔ ان بیویوں نے مسلمان ہو کر اپنے عزیزوں کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ غرض مانگندو کی ریاست سے بولانگ کی شمالی ریاست میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ۱۸۳۰ء میں بولانگ میں سوچا چند نواب مسلمانوں کے سب لگ یا تو عیسائی تھے یا بت پرست لیکن وہ عظیم اسلام کو جن میں بوگی قوم کے مسلمان تھے اہل عرب اُن کو مدد پہنچاتے تھے اشاعت میں بہت کامیابی ہوئی۔ دیسی عیسائی جنگو مذہب کا بہت کم علم تھا اور جن کا ایمان ضعیف تھا اس قابل

۱۷۱۹ء بولانگ دوسری جلد صفحہ ۹۹۹۔ ریدیل (۱۸) صفحہ ۱۷۱۹ بولانگ مانگندو کی ریاست مینا ہاس کے مشرق میں ۱۸۳۲ء ج ۵۵ دقیقہ طول بلد اور ۲۳ ج ۲۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان واقع ہے اُس کی مردم شماری ۵۰۰۰۰ اور ۵۰۰۰۰ کے درمیان تخمینہ گمانی ہو رہی ہے بولانگ۔ دوسری جلد صفحہ ۱۲۴۷ تک دلیکن (۱۸) صفحہ ۴۲-۴۳۔

نہ تھے کہ مسلمانوں کے مذہبی مباحثوں کا اچھی طرح مقابلہ کر سکتے۔ ٹچ گورنمنٹ ان ویسی عیسائیوں کو
 ذلیل سمجھتی تھی اور کلیسا کے افسروں نے ان کی طرف سے اس قدر غفلت کی تھی کہ گویا ان سے
 کسی قسم کا واسطہ ہی نہ تھا۔ ایسے ان عیسائیوں نے ان غیر ملک کے مسلمانوں پر بہرہ و سادگی اور
 بعض مسلمان شادیاں کر کے ان عیسائیوں میں دوستوں کی طرح آباد ہو گئے۔ اسلام کی اشاعت کو
 جب قدرتی ہوتی گئی تو قوم کے مسلمان اور عرب جو سیلینز کے جزیرے میں کبھی کبھی آتے تھے
 اب زیادہ آمد و رفت رکھنے لگے اور ملک میں ان کی تعلیم و تلقین کے اثر نے زرق پانی بے انتہا کہ
 ۱۸۳۲ء میں ایک عرب نے گورنمنٹ منوپول والی ریاست بولاٹنگ کی بیٹی سے نکاح کیا اس بادشاہ
 کے امیروں نے بھی جن میں سے اکثر کو بہت قوت اور اختیار حاصل تھا عیسائی مذہب ترک کر کے
 اسلام قبول کیا۔ عرض ۱۸۳۲ء سے پہلے جبکہ راجہ مانیول منوپول اسلام لایا مانگندہ کی ریاست میں
 اسلام کو بخوبی استحکام حاصل ہو گیا۔ راجہ مانیول منوپول نے اس سے پہلے حکام ٹچ سے جبکہ صدر
 مقام مناد میں تھا بار بار درخواست کی تھی کہ پادری یعقوب بایسٹان کی جگہ جس کی موت سے
 عیسائیوں کو بہت نقصان پہونچا تھا کوئی دوسرا عیسائی معلم مقرر کیا جائے لیکن انہوں نے کچھ توجہ
 نہ کی اور راجہ مانیول نے مناد کے ایک شخص سے گورنمنٹ کا یہ خیال سنا کہ جو وقت تک ٹچ
 گورنمنٹ کی خیر خواہ ہو اُس وقت تک گورنمنٹ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ عیسائی مذہب
 رکھتی ہو یا مسلمان ہو گئی ہو۔ راجہ مانیول نے یہ سنتے ہی اپنے مسلمان ہونی کا اعلان کر دیا اور
 اپنی رعایا کو بھی مسلمان کرنے میں ہر طرح کی کوشش کی اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے کے
 دو برس بعد بولاٹنگ مانگندہ میں سخت زلزلہ آیا۔ عرب کے ایک داعی اسلام نے پہلے ہی سے
 اس زلزلہ کی پیشین گوئی کی تھی اور کہا تھا کہ اگر لوگ اسلام نہ لائیں گے تو بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں
 گے۔ بہت لوگ اس خوف سے مسلمان ہو گئے۔ راجہ اور اس کے درباریوں نے عرب کے
 تاجروں اور داعیوں کی مدد کی جو ٹچ اور کابل لوگوں کے ساتھ ہمیشہ سہولت اور نرمی
 کا برتاؤ نہ کرتے تھے۔ بہر کیف بولاٹنگ مانگندہ کی نصف رعایا ابھی تک بت پرست ہو۔

شمالی جزائر فلپائن کی عایا وحشی اور بت پرست ملکی لیکن جزیرہ منداوا اور جزائر زولو میں مذہب مسلمانوں کے گرد آباد تھے۔ جزیرہ زولو کے لوگوں کو عیسائی بنانے کیلئے یا ان کے ملک کو فتح کر نیکے واسطے عیسائیوں نے جس قدر کوششیں کیں وہ ناکام رہیں اور اسپین کے پادریوں کو توقع نہیں ہو کہ زولو قوم کبھی عیسائی ہوئے عیسائی مذہب کے مقابلہ میں اسلام کی ترقی کا سبب اس طرح معلوم ہو سکتا ہو کہ یہ دونوں مذہب اہل جزائر کے سامنے کس شکل اور صورت میں ظاہر ہوئے۔ جزیرے والوں کے حق میں عیسائی مذہب قبول کر نیکے یہ معنی تھے کہ ملکی اور قومی آزادی سے محروم ہو جاؤ اس لیے عیسائی مذہب قبول کرنا غلامی کا متغہ سمجھا جاتا تھا۔ علاوہ اسکے اسپین کے عیسائیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے جو طریقے اختیار کیے وہ اول ہی ایسے تھے کہ اس مذہب کے لوگوں کو ناراضی پیدا ہو جائے۔ ان عیسائیوں کا ظلم و ستم مسلمانوں کی مراعات پسندی اور صلح کل کے اصولوں کا مقابلہ کرتا تھا۔ مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ ملک والوں کی زبان سیکھتے تھے اور ان کی باتیں اختیار کرتے تھے اور ملک کی خورتوں سے شادیان کر کے اہل جزائر سے انہوں نے ایسا اتحاد پیدا کر لیا تھا کہ دونوں میں کچھ فرق نہ رہا تھا۔ ان مسلمانوں نے اسپین کے عیسائیوں کی طرح اپنے تئیں کسی سربرآوردہ قوم کا آدمی ظاہر کر کے بڑے بڑے حقوق کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ملک کے لوگوں کو ادنیٰ قوم کا آدمی سمجھ کر ذلیل اور خوار سمجھا۔ اسپین کے عیسائی جزیرہ والوں کی زبان اور عادات اور رسم و رواج سے بالکل نا آشنا ہوتے تھے۔ اور ان کی شہرہ تجارتی لالچ اور ظلم نے عیسائی مذہب کو بدنام کر دیا تھا۔ اور صرف اپنی ملکی قوت کو بڑھانے کے لیے یہ لوگ عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے تھے۔ پس اب یہ بات بھی شکل نہیں ہو کہ باشندگان جزائر نے کس وجہ سے عیسوی مذہب کی

۱۷۷۰ء میں سو قوم آئینہ ۳۷۷ء یہ لوگ مسیحی بچوں کے ایسے خلاف ہیں اور اپنے عقاید میں ایسے سخت ہیں کہ ان کا عیسائی مذہب قبول کرنا ممکن سے خارج ہے جزائر فلپائن کے میونسٹ مشنریوں کی رپورٹیں مشنر منقول از مسنیو دی ویدال۔ قوم آئینہ ۱۷۷۰ء

مخالفت کی اور اُس کی اشاعت نہ ہونے دی۔ عیسائی مذہب صرف اُن لوگوں میں پہلے رکا جو خود کمزور تھے یا اُن کا جزیرہ ایسا چھوٹا تھا کہ اہل اسپین اُس پر بالکل مسلط ہو گئے اور یہ لوگ بھی عیسائی ہونے کے بعد محض سزے کے خوف سے مذہب کی پابندی کرتے تھے۔ بلکہ مکتب کے بچوں کی طرح اُن سے برتاؤ کیا جاتا تھا۔ مندانو کی خود مختار اسلامی سلطنت اس وقت تک ایسے لوگوں کے حق میں دارالامن سمجھی جاتی ہو جو عیسائی گورنمنٹ سے بیزار ہو کر بھاگتے ہیں۔ اسی طرح زولو کا جزیرہ جو مشرق سے برائے نام اسپین والوں کے قبضہ میں ہو دو سر مقام ہو جہاں سے اہل اسلام عیسوی دین کی مخالفت کرتے ہیں۔ زولویس ایسے نو مسلم اب بھی موجود ہیں۔ اسپین کی زبان بولتے ہیں۔

جزائر زولو کوئی تاریخی شہادت اس امر کی تحقیق کیلئے موجود نہیں ہو کہ اہل اسپین کے پہنچنے سے کس قدر پہلے جزائر زولو کے باشندے مسلمان ہو چکے تھے۔ زولو کے باشندوں میں یہ روایت مشہور ہو کہ ایک ناجر سید علی نامی مکہ معظمہ سے زولو کے جزیروں میں آیا اور یہاں کی نصف آبادی کو اُس نے مسلمان کر لیا۔ اور جو لوگ مسلمان نہ ہوئے وہ بت پرست رہے۔ اہل جزائر نے سید علی کو سلطان منتخب کیا اور سات برس تک سلطان سید علی نے زولو میں حکومت کی۔ اس بادشاہ کو ایسی نیکنامی حاصل ہوئی کہ اُس کے مزار کی اب تک زیارت کی جاتی ہو۔ سید علی کا پوتا جس وقت تخت نشین ہوا تو ایک اور داعی اسلام مکہ سے یہاں آیا اور جو لوگ

اُسے عیسوی مذہب جس کی اُن کو تعلیم ملی ہو اُس کے فرائض اور احکام کی وہ اچھی طرح پابندی نہیں کرتے اور اس پابندی کیلئے اُن کو سزا کا خوف دلایا جاتا ہوا اور مکتب کے بچوں کی طرح انکی نگرانی کی جاتی ہو جزائر فیلیپائن کے حالات جیسا کہ عیسائی ارباب نے لکھا ہے۔ صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۱ پہلے صفحہ ۲۱۰ جزیرہ مندانو کی نگال قوم، رومن کیتھولک عیسائیوں کے ظلم سے عاجز ہو کر اپنی قوم کے سرداروں کے پاس جمع ہوتی جاتی ہو تین لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے ہیں جن کا سلطان علیحدہ ہوا اور جس کی اطاعت اُنہوں نے قبول کی ہو۔ جس وقت جیسوٹ عیسائی اور دومر، کیتھولک عیسائی اس جزیرہ سے نکالے گئے تھے اُن کی جگہ چین اور ہندوستان سے دانغا اور فقیہ یہاں کے باشندوں کو مسلمان کر دینے لگے۔ آئے اور اہل عرب کی لشکر کشی کے وقت اشاعت اسلام کی جو تحریک شروع ہوئی تھی اُسکو ازمر نو زہ کیا گیا۔ لاشائیبہ صفحہ ۲۴۵ منتر وے دیال۔ جلد یکم صفحہ ۸۶۔

بت پرست ہو لیکن ساحلوں کے باشندے ملوکا کے نوآباد مسلمانوں کی ترغیب سے اکثر مسلمان ہو گئے۔ جزیرہ نیوگنی میں پاپوں قوم کے لوگ بہت کم مسلمان ہوئے۔ غالباً ۱۹۱۰ء میں نیوگنی کے مغربی ساحل یعنی حبزیرہ نمائے اونن میں مسلمان تاجروں نے اپنا مذہب شائع کیا۔ لیکن ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹۱۰ء سے اب تک یعنی تین سو برس کے زمانہ میں بھی نیوگنی میں اسلام کو زیادہ ترقی نہیں ہوئی تھی۔ اور پاپوں کے لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں ایسا ہی شش و پنج کیا جیسا کہ عیسائی پادریوں کی تعلیم کو مانستے وقت ان کو تذبذب ہوتا ہو جو ۱۹۱۰ء میں عیسوی مذہب کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں اور ان کو کانٹا نہیں ہوتی۔ نیوگنی کے قریب جو حبزیرے ہیں وہاں کے مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ پاپوں کی قوم کے لوگوں کو وہ ایسا ذلیل سمجھتے ہیں کہ ان کو مسلمان کرنا بھی وہ نہیں چاہتے تھے۔ صرف ایک شخص امام ذاکر کا حال لکھا گیا ہے جس نے ان لوگوں کو مسلمان کرنے کی کوشش کی اور وہ یہ ہے کہ جزیرہ سیرام کے جنوب مشرق میں کوئی جزیرہ تھا جہاں سے ۱۹۱۰ء میں امام ذاکر جزیرہ آدمی میں آیا جو جزیرہ نمائے اونن کے مغرب میں ہے امام ذاکر

۱۹۱۰ء رویدے فائیر آصفیہ ۴۴ جزیرہ موسل ۱۱ ساحل کے باشندے سب مسلمان ہیں پہاڑوں کے رہنے والے بت پرست ہیں۔ رویدے فائیر آصفیہ ۵۳ (جزیرہ سلاوتی) اس جزیرہ کی آبادی کا ایک حصہ عجمی دین کا پیروں ہے لیکن اس آبادی میں بت پرست زیادہ ہیں بت پرستوں میں زیادہ تر پاپوں قوم کے لوگ ہیں پاپوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوئے ہیں لیکن یہ صرف ظاہر میں مسلمان ہیں۔ رویدے فائیر آصفیہ ۶۹ (جزیرہ ویکو) جزیرہ گینی جو ویکو اور بطا پیرا کے درمیان ہواں کی پاپوں قوم کو مسلمانوں نے جو ملوکا سے آگے لگے ہیں آباد ہوئے مسلمان کر لیا اور ان کو ۱۹۱۰ء رویدے فائیر آصفیہ ۷۲ میں لکھنؤ میں کپتان فوسٹ نے لکھا کہ پاپوں قوم کے بہت لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں۔ جزیرہ نیوگنی کا سفر صفحہ ۷۵ رویدے فائیر آصفیہ ۷۶ نا مذہب قبول کرنے میں جیسے پاپوں قوم کے لوگ نا اہل ہیں ایسا دینا میں کوئی آدمی نہیں عیسائی مذہب کی اشاعت ان میں نہیں ہو سکی اسی طرح جب کسی مسلمان نے سلام کو ان میں دیا تو وہ عیسائیوں کی بنیاد پر ناکام ہو کر جاتے ہیں جزائر نیوگنی کا پانچ و خد سفر کو لکھنؤ میں مجھ کو جہانگ شفیق ہو ا یہی تھا کہ نہ قوتید واد وادیرم کے مسلمانوں نے اور نہ اور جزیروں کے اہل اسلام نے پاپوں قوم کے مسلمان کرنے میں دل سے کوشش کی چند سردار البتہ ایسے تھے جن کی نسبت لوگوں نے مجھ سے کہا کہ یہ مسلمان ہیں۔ عام لوگوں میں اسلام کو پھیلانے کی شاید اس وجہ سے کوشش نہیں کی گئی کہ مذہب اسلام پاپوں قوم کی سچے سے بہت اعلیٰ ہو۔

جزیرہ آدی میں اسلام کو رواج دیا جزیرہ والوں نے چاہا کہ امام ذاکر آدی میں آباد ہو جائے
لیکن اُس نے نہ مانا اور کچھ دنوں بعد اپنے وطن کو چلا گیا۔

جزیرہ آدی کے قریب کاٹی کے جزیرے ہیں۔ یہاں کی پاپون قوم میں بھی جزیرہ
آدی کی طرح تبلیغ اسلام میں کوشش کی جاتی ہو۔ تیس برس ہوئے کہ جزائرِ باندہ کے مسلمانوں کے
سوا کاٹی کے جزیروں میں کوئی مسلمان موجود نہ تھا۔ اس زمانے سے کچھ پہلے سیرام کے
مسلمانوں نے کاٹی کے کچھ لوگوں کو مسلمان کر لیا تھا لیکن انہوں نے مذہب کی مطلق پابندی
نہیں کی۔ حرام جانوروں کا گوشت کھاتے رہے اور نشہ کی چیزیں پیتے رہے۔ عورتیں
البتہ مذہب کی سخت پابند تھیں۔ اور جب اُن کے خاندانوں کا گوشت کھانا چاہتے
تھے تو بیویاں ایسی ناپاک چیز کو گھر میں نہیں آنے دیتی تھیں اور مردوں کو چھپ کر یہ
چیزیں کھانی پڑتی تھیں۔ لیکن تھوڑا زمانہ ہوا کہ جزائرِ کاٹی میں اسلام کی از سر نو تحریک
ہوئی اور وہاں کے مسلمان پابند مذہب ہو گئے اور اب مسلمانوں کی تعداد روز افزوں
رتی پر ہو۔ مدوراجا و اور بالی کے عرب تاجروں نے بھی یہاں اسلام کی اشاعت کی
اور لوگوں کو مسلمان کرنے میں کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہیں چھوڑا کبھی مار کے ڈر سے اور کبھی
روپیہ دیکر لوگوں کو مسلمان کیا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جو شخص اسلام لانا ہو اُس کو دوسو
فلورن کی قیمت کے تحفے دیے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی سردار مسلمان ہوتا ہو تو اُس کو
ایک ہزار فلورن ملتے ہیں۔

دعوت اسلام کا یہ مختصر حال جو اوپر بیان ہوا تمام مجمع البحرین کے ملایا کا حال ہی یعنی
مشرق سے لیکر مغرب تک ملایا کے حصہ جزیرے ہیں اُن کا حال لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ حالات
دعوت اسلام کی تاریخ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں کیونکہ اس تاریخ کے اکثر واقعات ایسے ہیں

۱۔ روسیکوفاندر۔ صفحہ ۳۱۹ ۲۔ جرنل انڈین آرکیالوجی۔ دوسری جلد صفحہ ۶۴-۶۵ ۳۔ مطبوعہ سنگاپور ۱۸۵۲ء۔

۴۔ بارن فون ہول۔ صفحہ ۱۲۰۔

جو کبھی تسلیم نہ نہیں ہوئے اور مقامی اور تاریخی یا یورپ کے سیاحوں اور پادریوں اور حاکموں کی تحریروں سے جو کچھ حالات اخذ کر کے یہاں لکھے گئے وہ کسی طرح مکمل تصور نہیں ہو سکتے۔

بہر حال گذشتہ چھ سو برس کے عرصے میں داعیان اسلام کے کاموں کے متعلق کافی شہادت ملتی ہے کہ امن کے طریقوں سے اسلام شائع ہوا بعض وقت البتہ مذہب کو پھیلانے کے لیے تلوار اٹھائی گئی۔ لیکن جبر و اکراہ کی جگہ دغا و نصیحت ان اسلامی تحریکوں کا اثر و صنوع رہا۔ دعوت اسلام میں یہ حیرت انگیز کامیابی زیادہ تر مسلمان تاجروں کی محنت کا ثمرہ تھی ان لوگوں نے اہل ملک کی زبان سیکھ کر اور ملک والوں کی باتیں اختیار کر کے ان کے دلوں کو تسخیر کیا اور ان میں اپنا مذہب اس طرح بتدریج پھیلا یا کہ جن عورتوں سے نکاح کیا یا جو لوگ تجارت کے کاروبار میں ان کے سا بھی یا نوکر ہوئے سب سے پہلے ان کو مسلمان کیا اور بجائے اس کے کہ غرور و تنجتر ظاہر کر کے ملک کے لوگوں سے علیحدگی اختیار کی جاتی وہ دیس کے لوگوں میں مل جل گئے اور اپنی اعلیٰ ذہانت اور تہذیب کی مدد سے اشاعت کا کام کیا اور مذہب کے عقائد اور اعمال میں حسب ضرورت ایسی باتیں پیدا کیں کہ جس قوم کو مسلمان کرنا چاہیں وہ قوم مذہب اسلام کو پسند کر لے۔ فی الواقع کچھ نے سچ کہا ہے کہ ”داعیان اسلام بہت مدبر ہوتے ہیں۔“

مذہب کی اشاعت کرنے والوں میں تاجروں کے علاوہ مولوی معلم۔ دغا و فقیہ حاجی اور ایسے مسلمان بھی ہوتے تھے جن کا پیشہ مذہب کی اشاعت تھا زمانہ حال میں حاجیوں نے تبلیغ اسلام میں بہت کوشش کی ہو۔ اپنے وطن کے مسلمانوں کو پابند بنانا بنادیا ہے اور جو کچھ بت پرستی کی رہیں یا عقائد مسلمانوں میں ابھی تک پھلے آتے تھے انکو رفع کیا۔ مسلمانان ملایا کی تعداد جو مجمع الجزائر کے ہر ایک حصے سے حج کے لیے مکہ منظر جاتے ہیں ہر سال بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلامی اثر اور اسلامی خیالات بھی لوگوں میں ترقی کرتے ہیں۔ موجودہ صدی کے وسط تک ڈچ کی گویہندت نے طرح طرح کی

دقتیں پیدا کیں کہ مسلمان ج کونہ جاسکیں اور اخیر میں قانون پاس کر دیا کہ بغیر پردانہ راہداری کے جسکے لیے فی شخص ۱۱۰ فلورن ادا کرنے ہوں گے کوئی مسلمان ج کو نہیں جاسکتا۔ اور جو کوئی بغیر پردانہ کے جائیگا اُس کو اس رقم سے دو گنی جرمانہ کے طور پر دینی ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۵۸۵ء میں حاجیوں کی تعداد کم ہوتے ہوئے صرف سترہ گئی۔ لیکن اُسی سال یعنی ۱۵۸۵ء میں پردانہ راہداری کا قانون منسوخ ہوا اور اُس وقت سے حاجیوں کی سالانہ تعداد میں ایسی مسلسل ترقی ہوئی ہے جس کا پہلے گمان تک نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ ۱۵۸۵ء میں صرف جاو کے حاجیوں کی تعداد اُن حاجیوں کے شمار سے زیادہ تھی جو بعد منسوخی حکم ۱۵۵۲ء سے ۱۵۸۵ء تک چھ برس کے زمانہ میں پنج کی کل علاقہ آریوں سے ج کے لیے روانہ ہوئے۔ اس حساب سے توقع نہیں ہو سکتی کہ حاجیوں کی تعداد میں کمی پیدا ہوگی۔ ۱۵۸۵ء میں جزیرہ جاو کے حاجیوں کی تعداد ۳۸۰۲ تھی اور ۱۵۸۵ء میں یہ تعداد ۴۸۲۳ تک پہنچی یعنی بارہ برس میں ۴۰ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ اور جزیروں میں اس اوسط سے بھی زیادہ ترقی ہوئی۔ چنانچہ بارہ برس میں جزیرہ بورنیو اور سیلیبیہ میں ۶۶ فی صدی اور سطرہ میں ۸۲ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس حقیقی کا بڑا سبب یہ ہو کہ مجمع البحرار سے مکہ تک سفر میں بہت آسانی ہو گئی ہو۔ لیکن ایک عیسائی مشنری نے لکھا ہے کہ ”ذرائع سفر کی آسانی سے یہ لازم نہیں آتا کہ ج کی وقعت کم ہو گئی ہو۔ حاجیوں کی ترقی تعداد نے اُن خوبیوں میں کمی نہیں پیدا کی جو ج سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ آج کل کے حاجیوں میں ایسے لوگ بہت ہوتے ہیں جو مذہب کا علم پُرانے حاجیوں سے زیادہ رکھتے ہیں اور کافروں کی طرف سے عداوت و تعصب ان کے دل میں زیادہ ہوتا ہو۔ ڈچ کی گورنٹ اور عیسائی مشنری اپنی رپورٹوں میں اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حاجی جب اپنے وطن کو واپس آتے ہیں تو مصلح قوم اور داعی ملت بنکر مسلمانوں کی اصلاح

کے بیان سفر ۱۶۰۶ء سے ۱۵۸۵ء میں جزیرہ جاو کے ۳۸۰۲ مسلمان ج کے لیے روانہ ہوئے اور ۱۵۸۵ء سے ۱۵۸۵ء تک ڈچ کے کل بریدوں سے صرف ۱۲۹۵ مسلمان ج کو گئے۔ ۱۵۸۵ء کا نفرش صد سالہ کی رپورٹ مغربی مشنری پر ۱۵۸۵ء کی پہلی جلد سفر ۲۱۔ بیان صفحہ ۲۰۔

اور غیر دینی دعوت میں بہت کوشش کرتے ہیں۔ جاوے کے کچھ مسلمان توجہ و زیارت سے فارغ ہو کر وطن کو چلے آتے ہیں بعض تحصیل علم کے لیے مکہ میں ٹھہر جاتے ہیں اور بعض مستقل طور پر مکہ میں رہتے ہیں چنانچہ مسلمانانِ ملائیکہ ایک مستقل آبادی مکہ میں موجود ہے۔ یہ مسلمان اپنے وطن کے لوگوں سے خط و کتابت رکھتے ہیں اور یہ ان ہی لوگوں کی کوشش تھی کہ جمع الحجۃ کے مسلمانوں میں جو بت پرستی کے خیالات یا رسوم زمانہ قدیم سے چلے آتے تھے وہ سب دور ہو گئے۔ مذہبی کتابیں بھی ملائیکہ کی مختلف زبانوں میں چھپ کر مکہ معظمہ سے جمع الحجۃ میں شامل ہوئیں۔ فی الواقع ایک مصنف نے سچ کہا ہے کہ ترکی اور ہندوستان اور بخارا کے لوگوں کی بہ نسبت جزائرِ ملائیکہ باشندوں پر مکہ معظمہ کا اثر زیادہ ہے۔

زمانہ حال کی ترقی مذہب کے ساتھ ہی اسلامی مدارس کی تعداد میں افزائش ہوئی۔ یہ اسلامی مدارس دعوت اسلام میں مسلمانوں کے بڑے مددگار ہوتے ہیں۔ ۱۸۸۲ء میں جزیرہ جاوہ میں ۱۰۹۱۳ مدرسے تھے جن میں ۱۶۹۶۷ طالب علم دینیات پڑھتے تھے لیکن ۱۸۸۲ء سے تین سال کے عرصے میں مدارس اسلامیہ کی تعداد میں ۳۳ فی صدی کا اضافہ ہو گیا۔ یعنی ۱۸۸۵ء میں ۱۶۷۹۰ مدرسے ہو گئے جن میں ۲۵۵۱۴۸ طلباء پڑھتے تھے۔ بعض دفعہ کی خاص مدرسے کی ایسی شہرت ہوتی ہے کہ وہاں طالب علم کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں مثلاً ایک مدرسے کا حال لکھا گیا ہے جہاں عرب کا کوئی بڑا عالم پھر دیتا تھا اور ایک ہی وقت میں ڈیڑھ سو طالب علم اس کا لکچر سنتے تھے۔

مذکورہ بالا حالات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچھ زمانہ سے جمع الحجۃ ملائیکہ میں اشاعت اسلام کی واسطے بڑی کوشش اور جستجو ہو رہی ہے۔ اور جہاں کہے جو مسلمان جزیروں کو واپس آئے ہیں خواہ مولوی اور معلم ہوں خواہ تاجر اور واعظ ہوں جب غیر مذہب کے لوگوں میں پہنچے ہیں

۱۔ زبیدی لنگن۔ جلد ۳۲۔ صفحہ ۳۲۱۔ حروف ۳۱ (۲۱) دوسری جلد صفحہ ۳۲۹-۳۳۰۔ کانفرنس صد سالہ کی رپورٹ متعلقہ شعبہ نے پرنٹنگ پریس جلد صفحہ ۳۱۔ خان ذہیر گ صفحہ ۲۲-۲۱۔

تو اسلام کا وعظ کہتے ہیں۔ علاوہ ان کے صوفیہ کے خاندانوں کا سلسلہ بھی ان جزیروں میں قائم ہے۔ یہاں تک کہ سنو سیہ کا سلسلہ صوفیہ جو سب کے بعد پیدا ہوا۔ اور اُس کے معتقدین بھی دور دور کے جزیروں میں موجود ہیں۔ اور ملایا کے اکثر مسلمان جب مکہ میں اپنا اصلی نام بدل کر عربی نام رکھتے ہیں تو سنو سیہ کا لفظ نام کے ساتھ ضرور شامل کرتے ہیں۔

عیسائی مشنریوں نے ٹچ کی گورنمنٹ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اُس نے اسلام کی اشاعت میں مدد پہنچائی۔ یہ الزام صحیح ہو یا غلط لیکن اس میں شبہ نہیں کہ داعیان اسلام کے کام میں اسوجہ سے ضرور سہولت پیدا ہوگئی کہ ملایا کی زبان جس کو سوائے مسلمانوں کے اور لوگ بہت کم جانتے ہیں ٹچ کی سرکار سے قانونی زبان قرار پائی ہے ٹچ کے سولین حکام کے ساتھ مسلمان اہلکاروں کا ایک جوم ہوتا ہے جس میں پولی کل کینیٹ۔ محر۔ تر جان اور تاجر شامل ہوتے ہیں یہ مسلمان اہلکار جہاں کہیں پہنچتے ہیں اسلام اُن کے ساتھ ساتھ چلتا ہے جن لوگوں کو ٹچ کی گورنمنٹ سے واسطہ پڑتا ہے اُن کے لیے ملایا کی زبان سمجھنی لازم ہوتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ بغیر مسلمان ہوئے یہ لوگ اس زبان کو سیکھ سکیں۔ غرض اس طریقے سے بڑے بڑے آدمی مسلمان ہو جاتے ہیں اور عام لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ پس آج کل مذہب اسلام مجمع الجوار ملایا سے بہت پرستی اور کفر کو بہت جلد دور کر رہا ہے۔

۱۔ مجمع الخیرۃ از میں صوفیہ کے یہ خاندان موجود ہیں قادریہ نقشبندیہ۔ سامانیہ (حرغنیہ)۔ (۱۷ صفحہ ۱۸۷) حرغنیہ دوسری جلد صفحہ ۳۷۲ وغیرہ ۲۔ ریل (۱۱ صفحہ ۵۹۹ و ۱۶۰) حرغنیہ (۳) دوسری جلد صفحہ ۳۷۲ حرغنیہ ہوری۔ صفحہ ۳۱۳

باب سیزدهم

خاتمہ

آج کل عیسائیوں کی دنیا میں مشنری کام کے یہ معنی ہیں کہ مذہب کی اشاعت کے لیے مشنری سوسائٹیاں یعنی انجمنیں قائم ہوں۔ تنخواہوں پر مشنری اور واعظ مقرر ہوں چندہ جمع کیا جائے اور کتابیں اور رپورٹیں چھاپ کر شائع کی جاویں۔ کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک جس مشنری کام کو باقاعدہ طور پر شروع کر کے مقررہ مہول و آئین پر نہ چلایا گیا ہو اسکو مشن کا کام کہنا ہی غلط ہے۔ سچی کلیسا میں جسوقت سے قیسی سررشتہ پیدا ہوا اور اُس کی تاریخ شروع ہوئی اُسی وقت سے اُس سررشتہ نے عیسوی مذہب کی اشاعت کے لیے خاص انتظام کیا۔ اور اُسکے لیے جو مشنری یاد اعیان مذہب مقرر ہوئے وہ اکثر حالتوں میں سند یافتہ بہان اور قیس ہوتے تھے۔ فرقہ بند کتاؤں سے لیسکر آج تک عیسائیوں کے جس قدر خانقاہی فرقے ہوئے یا فی الحال جس قدر مشن کی انجمنیں دعوت مذہب کے لیے قائم ہیں انہوں نے عیسوی مذہب کی اشاعت میں جسکو ابتداء سے کلیسا کا سب سے بڑا فرض سمجھا گیا خاص انتظام اور ضوابط کے ساتھ کوششیں کیں۔ لیکن مذہب اسلام میں چونکہ عیسوی مذہب کی طرح کوئی قیسی محکمہ یا سررشتہ موجود نہیں ہے اسلئے دعوت اسلام کی تاریخ عیسوی مذہب کی تاریخ اشاعت کے بالکل مختلف ہے۔ مسلمانوں میں تبلیغ مذہب کے لیے مشنری سوسائٹیاں نہیں ہیں اور نہ داعیان اسلام کو اس کام کے لیے خاص طور پر تعلیم و تربیت کیا جاتا ہے۔ غرض

ہو رہی تھیں تو پشنگ کی قوم نے ایک مسلمان مفتی کو قید کر لیا اور اسکو اپنے ملک میں لے آئے
 زمانہ قید میں اس مفتی نے بہت لوگوں کو اسلام کی تلقین کی۔ شروع میں اس قوم کے
 چند لوگوں نے دل سے اسلام قبول کیا اور پھر اسلام کی اشاعت اُن میں عام ہو گئی۔
 لیکن اس قوم پشنگ کے کچھ لوگ ایسے تھے جو اپنی قوم والوں کے مسلمان ہونے پر بگڑ
 بیٹھے اور آپس میں لڑائی شروع ہوئی نو مسلموں نے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اپنی تعداد
 سے دو گنی بلکہ دو گنی سے بھی زیادہ دشمنوں کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کیا۔ دشمنوں کو شکست
 ہوئی اور جو لوگ لڑائی سے بچے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ غرض گیارہویں صدی
 کے ختم ہونے سے پہلے یہ تمام قوم مسلمان ہو گئی اور اسکے اکثر لوگ علم حدیث اور فقہ
 کے عالم ہوئے۔ شہنشاہ جانیگر کے عہد میں (۱۶۰۵-۱۶۲۸ء) اہل سنت و جماعت کے
 مشہور عالم شیخ احمد مجد د گزرے جنہوں نے اہل تشیع کے عقائد کا رد کیا۔ اس زمانہ
 میں بادشاہ کے دربار میں شیعوں کو بہت دخل تھا اسلئے انہوں نے شیخ پر کوئی غلط الزم
 لگا کر قید کر دیا۔ دو برس تک شیخ احمد قید میں رہے اور اس عرصہ میں انہوں نے کئی ہزار
 کافروں کو جو ان کے ساتھ قید تھے مسلمان کر لیا۔ زمانہ حال میں یعنی ۱۸۶۷ء کی دہائی

۱۸۰۰ء میں یعنی گیارہویں صدی عیسوی میں پشنگ کی قوم دریائے نیوبادریائے دون کے دو آب میں آباد تھی۔ اور
 نویں صدی عیسوی کے ختم ہونے کے قریب یا ہی پورال کے کناروں سے اٹھکر اس دو آب میں قوم آباد ہوئی تھی (کارہ سین۔
 پہلی جلد صفحہ ۱۸۰) ۱۸۰۰ء میں ابو عبد البکری (سال وفات ۴۷۸ھ) ۱۰۷۸ء میں یورپ کے عہد وسط میں یورپ کی ایک اور
 قوم یعنی ملک ہنگری کی باشندے جو محض غلط فہمت کے ذریعہ سے مسلمان ہو گئی۔ بلغاریہ کے سات مسلمانوں جو نابالغ ۱۲۵۰ء
 بلغاریہ سے ہنگری کے ملک میں آئے اس قوم میں اسلام کی اشاعت شروع کی اور علیم و مقیم سے باشندے کی کل قوم کو مسلمان کر لیا
 ۱۲۷۰ء میں عسکے ایک جغرافیہ دان نے ملک شہر میں باشندے قوم کے چند مسلمانوں سے ملاقات کی جو علم دین کی تحصیل کے لیے طلب
 میں آئے ہوئے تھے اس عسکے باشندے قوم کے لوگوں کی زبانی ان کے اسلام لانے کے حالات سنے اور اپنی تعریف میں یورپ کی
 اس مسلمان قوم کے متعلق جو کفار کے ملک میں جہی تھی چند دجسٹ اہل علم کے ۳۴۴ھ میں ہنگری کی باشندے قوم میں مذہب
 اسلام قائم رہا۔ لیکن اسکے بعد جب ہنگری کے ملک میں بادشاہ چارلس اربٹ کا عہد آیا تو ان کے اپنے ملک کی اپنی عایا کو جو عیسائی
 مذہبی مجبور کیا گیا تو وہ عیسائی مذہب قبول کرے یا ملک چھوڑ کر چلی جائے (جغرافیہ ابو الفدا۔ ریناد۔ قوم ۲۔ صفحہ ۲۹۴-۲۹۵)
 ۱۸۶۷ء میں مفتی غلام سرور۔ خزینۃ الانبیاء۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۶۱۳۔

سازش میں ہندوستان کے ایک مولوی کو برٹش گورنمنٹ کے خلاف عملی کارروائی کرنے کی وجہ سے جس دوام بعور دریاے شور کی سزا ملی اور خبریرہ انڈمان کو وہ روانہ کیے گئے۔ زمانہ قید میں انتقال سے پہلے ان مولوی نے انڈمان کے کشت قیدیوں کو مسلمان کیا۔

غرض جس صورت میں کہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا یہ جوش اور شوق ہو کہ موقع اور بے موقع وہ اسلام کی اشاعت کے لیے تیار ہو جاتے ہیں تو مناسب ہے کہ اس مضمون کے ان کی کامیابی کے اسباب بھی تحقیق کیے جاویں۔

اشاعت اسلام کی ترقی کے اسباب میں سب سے بڑی وجہ کلمہ اسلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ کی سادگی ہے۔ صرف یہی دو باتیں ہیں جن کا نو مسلم کو اقرار کرنا ضروری ہے۔ اور اسلامی دنیا کی تمام تاریخ میں کس پتہ نہیں چلتا کہ علمائے اسلام نے کبھی اس صاف کلمہ کو چھوڑا اس کی جگہ کوئی مشکل اور پیچیدہ عبارت عوام الناس کی ہدایت اور تلقین کے لیے تجویز کی ہو۔ یہ کلمہ ایسا صاف ہے کہ انسان کی قوتِ ایقان کو اس کلمہ کے قبول کرنے میں زیادہ زحمت نہیں اٹھانی پڑتی۔ جیسے کہ مسندِ ثلث یا اور بعید از عقل مذہبوں میں دقت پیش آتی ہے (مترجم) اور اُسکے سمجھنے میں کسی طرح کی عقلی مشکلات پیدا نہیں ہوتیں بلکہ اسکا سمجھنا ایسے لوگوں کی قدرت میں ہی ہے جو نہایت ادنیٰ درجہ کی عقل رکھتے ہیں۔ چونکہ اس کلمہ کے ساتھ دنیا کی ہر چیز اور دقیق مسائل شامل نہیں ہیں اس لیے وہ لوگ بھی جن کو دنیا کی مصطلحات اور باریکیوں کا علم نہ ہو دوسروں کو یہ کلمہ سکھا سکتے ہیں۔ کلمہ اسلام کے پہلے حصہ میں وہ عقیدہ بیان ہے جسکو تقریباً گُلِ نبی نوع انسان بدیہات سے سمجھتے ہیں۔ دوسرے حصہ کی بنیاد اُس رشتہ اور تعلق پر رکھی گئی ہے جو انسان کو خدا کے ساتھ ہے اس حصہ کا مضمون بھی عام ہی یعنی دنیا کی تاریخ میں ایسے موقع آئے ہیں کہ خدا نے اپنے انبیاءِ مہم پر وحی نازل کر کے انسان کو اپنا علم بخشا

یہ بات بیان کرنی بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ تبلیغ اسلام میں مسلمان مردوں ہی نے کوشش نہیں کی بلکہ عورتوں نے بھی اس نیک کام میں حصہ لیا۔ نسل جنگیز خاں سے کئی مغسل فرما کر وہاں ایسے گزرے کہ جنہوں نے اپنی مسلمان بیویوں کے سمجھانے سے اسلام قبول کیا اور غالباً ہی صورت بعض ترکوں کے ساتھ اس وقت پیش آئی جبکہ وہ بت پرست تھے اور مسلمانوں کے ملکوں پر لوہے کی کڑیاں لٹا کر تھے تھے فرقہ سنوسیکہ داعیان اسلام جو افریقہ میں جمیل جاد کے شمالی اطراف میں توبو کی قوموں کو مسلمان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے لڑکیوں کے لیے اسلامی مدارس جاری کیے ہیں۔ ان قوموں میں عورتوں کو مردوں پر بہت اختیار حاصل ہے۔ ایسے جب ان کی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ سے ہوتی ہے تو سنوسیہ کو تبلیغ اسلام میں بہت مدد ملتی ہے۔ یہی حال افریقہ میں بربر کی قوموں کا ہے۔ موجودہ صدی کے شروع میں پچیس برس تک ملک حبش میں اسلام کی جس قدر ترقی ہوئی اسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتوں کی وجہ سے یہ ترقی ظہور میں آئی۔ خاص کر ان مسلمان عورتوں کی وجہ سے جنہوں نے ماضی طور پر اپنے تئیں عیسائی ظاہر کر کے حبش کے عیسائی سرداروں سے شادیاں کر لیں اور جب ان کے ہاں اولاد ہوئی تو ان کو مسلمانوں کے مذہب پر اٹھایا اور اپنے مذہب کی ترقی کے لیے جہانگیر ممکن ہوا کوشش کی۔ حال زمانہ میں کاشغر کی ایک عورت نے جو قیدی ہو کر شہنشاہ چین کی حرم سرا میں داخل کی گئی تھی بادشاہ کو مسلمان کر لیا ہوتا۔ لیکن جب زیریں سلطنت کے نشیب و فراز سہلے تو شہنشاہ نے علانیہ مذہب اسلام قبول نہ کیا۔ لیکن مسلمان رعایا پر بہت لطف ظاہر کیا اور مسلمانوں کو مصاحب بنا کر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا اور ان کے لیے خاص اپنے محل میں ایک مسجد بنوا دی۔ اہل اسلام کے ہاں کسی اہل

۱۔ دودیدے صفحہ ۱۰۔ ۲۔ ماسایا۔ جلد ۹۔ صفحہ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۳۔ سید سلیمان نے اس بادشاہ کا نام جیفان تیا یا کر اور کہا کہ وہ موجودہ شہنشاہ چین کا دادا تھا۔ غالباً شہنشاہ ہینگ سے مراد ہے جس نے ۱۸۵۰ء میں سلطنت کی فخریہ القوں ۱۰۔ شوال ۱۳۸۷ھ۔ (بیروت ۱۳۸۷ھ)

اور عابدہ کے لیے محض اس وجہ سے کہ وہ عورت ہو کوئی امر مانع نہیں کہ مشائخ اور اولیاء
 عظام میں اُسکا شمار نہ ہو۔ اگر ان باخدا عورتوں کا اثر نہ ہوتا تو کبھی ایسے قصے مشہور نہ ہوتے
 کہ بی بی حلج اور بی بی تاج اور اُن کی بہنیں جو عقیل ابن علی علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں میدان
 کربلا سے لاہور تک عالم طیر میں آئیں اور اپنے نفاس مقدس کی برکت سے سب سے پہلے
 ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ دار الحکومت مصر یعنی قاہرہ میں سب سے مشہور معروف
 روضہ بی بی نفیسہ رحمت اللہ علیہا کا ہے جو حسن بن زید کی بیٹی تھیں۔ اُن کو علم حدیث وغیرہ
 میں ایسا کمال حاصل تھا کہ امام شافعی نے بھی جو اُنکے ہم عصر تھے اُنکے علم و فضل کی تعریف
 کی۔ بی بی نفیسہ اسی زحمدہ اور عابدہ تھیں کہ وہ اہل ولایت و کرامت سمجھی گئیں۔ اُن کی
 نسبت مشہور ہے کہ جب مصر میں انہوں نے سکونت اختیار کی تو اُنکے گھر کے پاس ایک درمی
 رہتا تھا جس کی بیٹی یہی بیاری تھی کہ اُسکے ہاتھ پاؤں نہیں ہل سکتے تھے اور سائے دن بستر پر
 پڑی رہتی تھی۔ ایک دن اُس لڑکی کے ماں باپ کو بازار جانا تھا انہوں نے بی بی نفیسہ سے
 عرض کیا کہ ہمارے جانے کے بعد اس لڑکی کی خبر گیر رہیں۔ بی بی نفیسہ نے جبکہ دل میں محبت
 اور خدا ترسی بہت تھی لڑکی کی تیمارداری کا ذمہ لیا اور جب لڑکی کے ماں باپ چلے گئے تو
 انہوں نے اُس مریدہ کے لیے جناب باری میں دعا کی و خاتم نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکی کے
 ہاتھ پاؤں کھل گئے اور جب اُسکے ماں باپ واپس آئے تو اپنے پیروں سے چلکر وہ اُنسے
 علی۔ والدین یہ دیکھتے ہی ایسے ممنون اور مشکور ہوئے کہ انہوں نے فوراً اپنی محمد کا
 دین قبول کیا۔

بعض اوقات مسلمان قیدیوں نے بھی اپنے ساتھ کے قیدیوں اور قید کرنے والوں کو
 مسلمان کر لیا۔ چنانچہ گیارہویں صدی عیسوی کے شروع میں مشرقی یورپ میں اول ہی اول
 اسلام کی اشاعت اس طرح ہوئی کہ مسلمانوں اور روم کے عیسائیوں میں لڑائیاں

مسلمانوں میں اشاعت دین کا کوئی مستقل حکم یا مقررہ انتظام نہیں ہے۔ نسبتاً اگر کوئی بات اس حالت سے مستثنیٰ ہے تو وہ صوفیہ کے خاندان میں جنکا سلسلہ عیسائیوں کے خانقاہی فرقوں سے بہت مشابہ ہے۔ لیکن صوفیہ میں بھی داعیان مذہب کے متعلق ایسا کوئی خیال موجود نہیں ہے جیسا کہ عیسائیوں میں اُنکے پریسٹ پتیس کی نسبت ہے۔ مسلمانوں میں عیسائیوں کی طرح یہ قاعدہ نہیں ہے کہ مصلحان یا داعیان مذہب کو عام لوگوں سے علیحدہ سمجھا جاوے اور مذہبی رسوم یا ارکان کے ادا کرنے کے لیے خاص طور پر اُن کو اختیارات دیے جاویں اور اسی حیثیت سے اُنکا تقرر یا ضابطہ طرز سے ہو۔ یہی وہ باتیں ہیں جن سے اسلام اور عیسوی مذہب کے طریقہ اشاعت میں بین فرق پیدا ہوتا ہے۔

غرض جو کچھ نقصان اس بات سے ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں عیسائیوں کی طرح مصلحان یا داعیان مذہب کی کوئی ایسی مقررہ جماعت نہیں ہے جو صرف مذہب کی اشاعت اور تعلیم کے لیے مخصوص ہو اُس کی تلافی اس طرح ہو جاتی ہے کہ ہر ایک مسلمان مذہب کی اشاعت کا خود اپنے تئیں ذمہ دار سمجھتا ہے مسلمان اور اُسکے خدا میں کوئی ثالث نہیں ہے اور اُس کی نجات صرف اُسکے اعمال نیک پر منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں عموماً بہت پابند اور محتاط ہوتے ہیں۔ علم دین کی تحصیل میں وہ خود بہت محنت اٹھاتے ہیں اور آخر کار دین کی عظمت اُنکے دل میں یہی پیدا ہو جاتی ہے کہ انکار منکرین اسلام کے سامنے وہ اپنے مذہب کی بزرگی بیان کر کے اُن میں اسلام کی اشاعت کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی داعی اسلام کسی غیر مذہب کے آدمی کو مسلمان کرنا چاہتا ہے تو اُسکو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ اُس غیر مذہب کے آدمی کو کسی معتبر اور مستند عالم کی طرف رجوع کرے تاکہ کسی ضابطہ اور آئین کے بموجب وہ جامعہ اسلام میں شامل کیا جاوے اور اس صورت میں یہ داعی اسلام جو غیر مذہب کے

آدمی کو مسلمان کرتا ہے قرع ابن انمار کی مثل گنہگار نہیں ہوتا۔ یہ قول اکثر نقل ہوا ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی اسلام ہے۔ اس قول میں شاید کسی قدر مبالغہ ہو لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی بن سکتا ہے۔ اور بہت کم متقی مسلمان ایسے نکلیں گے جو کافروں میں رہتے ہوں اور جب کا عمل خدا کے اس کلام پر نہ ہو۔

(سورۃ النحل - آیت ۱۲۶) پس اُن مصلان مذہب کے ساتھ ساتھ جنہوں نے اپنی تمام کوششیں اور ہمیشہ احکام اسلام کی تبلیغ میں صرف کر دیں اور محض دین کی اشاعت کو اپنی زندگی کا موضوع قرار دیا دعوت اسلام کی تاریخ میں بادشاہ سے لیکر کسان تک ہر طبقہ اور درجے کے مرد اور عورتوں کا حال اور ہر پیشہ اور حرفہ کے مسلمانوں کا ذکر موجود ہے جنہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت میں محنت اور مشقت اٹھائی۔ خاصکر مسلمان تاجروں نے ابرخلاف اپنے ہم پیشہ عیسائی بھائیوں کے اس کام میں سب سے زیادہ شوق اور سرگرمی ظاہر کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے ماہواری رسالہ میں ہندوستان کے داعیان اسلام کی ایک فہرست چھپی تھی جس میں کچھ لوگ تو سرکاری محکمہ نہروانیوں کے محرر تھے۔ ایک صاحب اونٹ گاڑی کا کارخانہ کرتے تھے ایک اخبار کے اوڈیٹر تھے ایک جلد ساز تھے اور ایک چھاپے خانہ میں کام کرتے تھے۔ یہ لوگ دن بھر تو اپنے اپنے کاروبار میں رہتے ہیں اور شام کو فرصت کے وقت ہندوستان کے کوچوں اور بازاروں میں اس نیت سے اپنے مذہب کا وعظ کرتے ہیں کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے مذہبی عقائد پر حرج قلع کر کے انہیں سے کسی نہ کسی کو مسلمان کر لیں۔

قرع ابن انمار بنی اسرائیل میں کا ایک شخص نامی تہابہ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر آمادہ ہوا اور حضرت موسیٰ کی طرح لوگوں کو موسیٰ دین میں شامل کرنے کے لیے مذہبی رسوم اور آگے لگا۔ اس گناہ کی سزا نے قرع ابن انمار کو زمین میں مل گئی۔ تورات کہتی۔ باب ۱۶ ص ۱۷ ص ۱۸ ص ۱۹ ص ۲۰ ص ۲۱ ص ۲۲ ص ۲۳ ص ۲۴ ص ۲۵ ص ۲۶ ص ۲۷ ص ۲۸ ص ۲۹ ص ۳۰ ص ۳۱ ص ۳۲ ص ۳۳ ص ۳۴ ص ۳۵ ص ۳۶ ص ۳۷ ص ۳۸ ص ۳۹ ص ۴۰ ص ۴۱ ص ۴۲ ص ۴۳ ص ۴۴ ص ۴۵ ص ۴۶ ص ۴۷ ص ۴۸ ص ۴۹ ص ۵۰ ص ۵۱ ص ۵۲ ص ۵۳ ص ۵۴ ص ۵۵ ص ۵۶ ص ۵۷ ص ۵۸ ص ۵۹ ص ۶۰ ص ۶۱ ص ۶۲ ص ۶۳ ص ۶۴ ص ۶۵ ص ۶۶ ص ۶۷ ص ۶۸ ص ۶۹ ص ۷۰ ص ۷۱ ص ۷۲ ص ۷۳ ص ۷۴ ص ۷۵ ص ۷۶ ص ۷۷ ص ۷۸ ص ۷۹ ص ۸۰ ص ۸۱ ص ۸۲ ص ۸۳ ص ۸۴ ص ۸۵ ص ۸۶ ص ۸۷ ص ۸۸ ص ۸۹ ص ۹۰ ص ۹۱ ص ۹۲ ص ۹۳ ص ۹۴ ص ۹۵ ص ۹۶ ص ۹۷ ص ۹۸ ص ۹۹ ص ۱۰۰ ص ۱۰۱ ص ۱۰۲ ص ۱۰۳ ص ۱۰۴ ص ۱۰۵ ص ۱۰۶ ص ۱۰۷ ص ۱۰۸ ص ۱۰۹ ص ۱۱۰ ص ۱۱۱ ص ۱۱۲ ص ۱۱۳ ص ۱۱۴ ص ۱۱۵ ص ۱۱۶ ص ۱۱۷ ص ۱۱۸ ص ۱۱۹ ص ۱۲۰ ص ۱۲۱ ص ۱۲۲ ص ۱۲۳ ص ۱۲۴ ص ۱۲۵ ص ۱۲۶ ص ۱۲۷ ص ۱۲۸ ص ۱۲۹ ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ ص ۱۳۲ ص ۱۳۳ ص ۱۳۴ ص ۱۳۵ ص ۱۳۶ ص ۱۳۷ ص ۱۳۸ ص ۱۳۹ ص ۱۴۰ ص ۱۴۱ ص ۱۴۲ ص ۱۴۳ ص ۱۴۴ ص ۱۴۵ ص ۱۴۶ ص ۱۴۷ ص ۱۴۸ ص ۱۴۹ ص ۱۵۰ ص ۱۵۱ ص ۱۵۲ ص ۱۵۳ ص ۱۵۴ ص ۱۵۵ ص ۱۵۶ ص ۱۵۷ ص ۱۵۸ ص ۱۵۹ ص ۱۶۰ ص ۱۶۱ ص ۱۶۲ ص ۱۶۳ ص ۱۶۴ ص ۱۶۵ ص ۱۶۶ ص ۱۶۷ ص ۱۶۸ ص ۱۶۹ ص ۱۷۰ ص ۱۷۱ ص ۱۷۲ ص ۱۷۳ ص ۱۷۴ ص ۱۷۵ ص ۱۷۶ ص ۱۷۷ ص ۱۷۸ ص ۱۷۹ ص ۱۸۰ ص ۱۸۱ ص ۱۸۲ ص ۱۸۳ ص ۱۸۴ ص ۱۸۵ ص ۱۸۶ ص ۱۸۷ ص ۱۸۸ ص ۱۸۹ ص ۱۹۰ ص ۱۹۱ ص ۱۹۲ ص ۱۹۳ ص ۱۹۴ ص ۱۹۵ ص ۱۹۶ ص ۱۹۷ ص ۱۹۸ ص ۱۹۹ ص ۲۰۰ ص ۲۰۱ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳ ص ۲۰۴ ص ۲۰۵ ص ۲۰۶ ص ۲۰۷ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ ص ۲۱۰ ص ۲۱۱ ص ۲۱۲ ص ۲۱۳ ص ۲۱۴ ص ۲۱۵ ص ۲۱۶ ص ۲۱۷ ص ۲۱۸ ص ۲۱۹ ص ۲۲۰ ص ۲۲۱ ص ۲۲۲ ص ۲۲۳ ص ۲۲۴ ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ ص ۲۲۹ ص ۲۳۰ ص ۲۳۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ ص ۲۳۶ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ ص ۲۴۰ ص ۲۴۱ ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ ص ۲۴۴ ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ ص ۲۴۸ ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ص ۲۵۲ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۲۵۷ ص ۲۵۸ ص ۲۵۹ ص ۲۶۰ ص ۲۶۱ ص ۲۶۲ ص ۲۶۳ ص ۲۶۴ ص ۲۶۵ ص ۲۶۶ ص ۲۶۷ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹ ص ۲۷۰ ص ۲۷۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳ ص ۲۷۴ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ ص ۲۷۷ ص ۲۷۸ ص ۲۷۹ ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ ص ۲۸۳ ص ۲۸۴ ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸ ص ۲۸۹ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ ص ۲۹۲ ص ۲۹۳ ص ۲۹۴ ص ۲۹۵ ص ۲۹۶ ص ۲۹۷ ص ۲۹۸ ص ۲۹۹ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص ۱۰۰۱ ص ۱۰۰۲ ص ۱۰۰۳ ص ۱۰۰۴ ص ۱۰۰۵ ص ۱۰۰۶ ص ۱۰۰۷ ص ۱۰۰۸ ص ۱۰۰۹ ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۱ ص ۱۰۱۲ ص ۱۰۱۳ ص ۱۰۱۴ ص ۱۰۱۵ ص ۱۰۱۶ ص ۱۰۱۷ ص ۱۰۱۸ ص ۱۰۱۹ ص ۱۰۲۰ ص ۱۰۲۱ ص ۱۰۲۲ ص ۱۰۲۳ ص ۱۰۲۴ ص ۱۰۲۵ ص ۱۰۲۶ ص ۱۰۲۷ ص ۱۰۲۸ ص ۱۰۲۹ ص ۱۰۳۰ ص ۱۰۳۱ ص ۱۰۳۲ ص ۱۰۳۳ ص ۱۰۳۴ ص ۱۰۳۵ ص ۱۰۳۶ ص ۱۰۳۷ ص ۱۰۳۸ ص ۱۰۳۹ ص ۱۰۴۰ ص ۱۰۴۱ ص ۱۰۴۲ ص ۱۰۴۳ ص ۱۰۴۴ ص ۱۰۴۵ ص ۱۰۴۶ ص ۱۰۴۷ ص ۱۰۴۸ ص ۱۰۴۹ ص ۱۰۵۰ ص ۱۰۵۱ ص ۱۰۵۲ ص ۱۰۵۳ ص ۱۰۵۴ ص ۱۰۵۵ ص ۱۰۵۶ ص ۱۰۵۷ ص ۱۰۵۸ ص ۱۰۵۹ ص ۱۰۶۰ ص ۱۰۶۱ ص ۱۰۶۲ ص ۱۰۶۳ ص ۱۰۶۴ ص ۱۰۶۵ ص ۱۰۶۶ ص ۱۰۶۷ ص ۱۰۶۸ ص ۱۰۶۹ ص ۱۰۷۰ ص ۱۰۷۱ ص ۱۰۷۲ ص ۱۰۷۳ ص ۱۰۷۴ ص ۱۰۷۵ ص ۱۰۷۶ ص ۱۰۷۷ ص ۱۰۷۸ ص ۱۰۷۹ ص ۱۰۸۰ ص ۱۰۸۱ ص ۱۰۸۲ ص ۱۰۸۳ ص ۱۰۸۴ ص ۱۰۸۵ ص ۱۰۸۶ ص ۱۰۸۷ ص ۱۰۸۸ ص ۱۰۸۹ ص ۱۰۹۰ ص ۱۰۹۱ ص ۱۰۹۲ ص ۱۰۹۳ ص ۱۰۹۴ ص ۱۰۹۵ ص ۱۰۹۶ ص ۱۰۹۷ ص ۱۰۹۸ ص ۱۰۹۹ ص ۱۱۰۰ ص ۱۱۰۱ ص ۱۱۰۲ ص ۱۱۰۳ ص ۱۱۰۴ ص ۱۱۰۵ ص ۱۱۰۶ ص ۱۱۰۷ ص ۱۱۰۸ ص ۱۱۰۹ ص ۱۱۱۰ ص ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۲ ص ۱۱۱۳ ص ۱۱۱۴ ص ۱۱۱۵ ص ۱۱۱۶ ص ۱۱۱۷ ص ۱۱۱۸ ص ۱۱۱۹ ص ۱۱۲۰ ص ۱۱۲۱ ص ۱۱۲۲ ص ۱۱۲۳ ص ۱۱۲۴ ص ۱۱۲۵ ص ۱۱۲۶ ص ۱۱۲۷ ص ۱۱۲۸ ص ۱۱۲۹ ص ۱۱۳۰ ص ۱۱۳۱ ص ۱۱۳۲ ص ۱۱۳۳ ص ۱۱۳۴ ص ۱۱۳۵ ص ۱۱۳۶ ص ۱۱۳۷ ص ۱۱۳۸ ص ۱۱۳۹ ص ۱۱۴۰ ص ۱۱۴۱ ص ۱۱۴۲ ص ۱۱۴۳ ص ۱۱۴۴ ص ۱۱۴۵ ص ۱۱۴۶ ص ۱۱۴۷ ص ۱۱۴۸ ص ۱۱۴۹ ص ۱۱۵۰ ص ۱۱۵۱ ص ۱۱۵۲ ص ۱۱۵۳ ص ۱۱۵۴ ص ۱۱۵۵ ص ۱۱۵۶ ص ۱۱۵۷ ص ۱۱۵۸ ص ۱۱۵۹ ص ۱۱۶۰ ص ۱۱۶۱ ص ۱۱۶۲ ص ۱۱۶۳ ص ۱۱۶۴ ص ۱۱۶۵ ص ۱۱۶۶ ص ۱۱۶۷ ص ۱۱۶۸ ص ۱۱۶۹ ص ۱۱۷۰ ص ۱۱۷۱ ص ۱۱۷۲ ص ۱۱۷۳ ص ۱۱۷۴ ص ۱۱۷۵ ص ۱۱۷۶ ص ۱۱۷۷ ص ۱۱۷۸ ص ۱۱۷۹ ص ۱۱۸۰ ص ۱۱۸۱ ص ۱۱۸۲ ص ۱۱۸۳ ص ۱۱۸۴ ص ۱۱۸۵ ص ۱۱۸۶ ص ۱۱۸۷ ص ۱۱۸۸ ص ۱۱۸۹ ص ۱۱۹۰ ص ۱۱۹۱ ص ۱۱۹۲ ص ۱۱۹۳ ص ۱۱۹۴ ص ۱۱۹۵ ص ۱۱۹۶ ص ۱۱۹۷ ص ۱۱۹۸ ص ۱۱۹۹ ص ۱۲۰۰ ص ۱۲۰۱ ص ۱۲۰۲ ص ۱۲۰۳ ص ۱۲۰۴ ص ۱۲۰۵ ص ۱۲۰۶ ص ۱۲۰۷ ص ۱۲۰۸ ص ۱۲۰۹ ص ۱۲۱۰ ص ۱۲۱۱ ص ۱۲۱۲ ص ۱۲۱۳ ص ۱۲۱۴ ص ۱۲۱۵ ص ۱۲۱۶ ص ۱۲۱۷ ص ۱۲۱۸ ص ۱۲۱۹ ص ۱۲۲۰ ص ۱۲۲۱ ص ۱۲۲۲ ص ۱۲۲۳ ص ۱۲۲۴ ص ۱۲۲۵ ص ۱۲۲۶ ص ۱۲۲۷ ص ۱۲۲۸ ص ۱۲۲۹ ص ۱۲۳۰ ص ۱۲۳۱ ص ۱۲۳۲ ص ۱۲۳۳ ص ۱۲۳۴ ص ۱۲۳۵ ص ۱۲۳۶ ص ۱۲۳۷ ص ۱۲۳۸ ص ۱۲۳۹ ص ۱۲۴۰ ص ۱۲۴۱ ص ۱۲۴۲ ص ۱۲۴۳ ص ۱۲۴۴ ص ۱۲۴۵ ص ۱۲۴۶ ص ۱۲۴۷ ص ۱۲۴۸ ص ۱۲۴۹ ص ۱۲۵۰ ص ۱۲۵۱ ص ۱۲۵۲ ص ۱۲۵۳ ص ۱۲۵۴ ص ۱۲۵۵ ص ۱۲۵۶ ص ۱۲۵۷ ص ۱۲۵۸ ص ۱۲۵۹ ص ۱۲۶۰ ص ۱۲۶۱ ص ۱۲۶۲ ص ۱۲۶۳ ص ۱۲۶۴ ص ۱۲۶۵ ص ۱۲۶۶ ص ۱۲۶۷ ص ۱۲۶۸ ص ۱۲۶۹ ص ۱۲۷۰ ص ۱۲۷۱ ص ۱۲۷۲ ص ۱۲۷۳ ص ۱۲۷۴ ص ۱۲۷۵ ص ۱۲۷۶ ص ۱۲۷۷ ص ۱۲۷۸ ص ۱۲۷۹ ص ۱۲۸۰ ص ۱۲۸۱ ص ۱۲۸۲ ص ۱۲۸۳ ص ۱۲۸۴ ص ۱۲۸۵ ص ۱۲۸۶ ص ۱۲۸۷ ص ۱۲۸۸ ص ۱۲۸۹ ص ۱۲۹۰ ص ۱۲۹۱ ص ۱۲۹۲ ص ۱۲۹۳ ص ۱۲۹۴ ص ۱۲۹۵ ص ۱۲۹۶ ص ۱۲۹۷ ص ۱۲۹۸ ص ۱۲۹۹ ص ۱۳۰۰ ص ۱۳۰۱ ص ۱۳۰۲ ص ۱۳۰۳ ص ۱۳۰۴ ص ۱۳۰۵ ص ۱۳۰۶ ص ۱۳۰۷ ص ۱۳۰۸ ص ۱۳۰۹ ص ۱۳۱۰ ص ۱۳۱۱ ص ۱۳۱۲ ص ۱۳۱۳ ص ۱۳۱۴ ص ۱۳۱۵ ص ۱۳۱۶ ص ۱۳۱۷ ص ۱۳۱۸ ص ۱۳۱۹ ص ۱۳۲۰ ص ۱۳۲۱ ص ۱۳۲۲ ص ۱۳۲۳ ص ۱۳۲۴ ص ۱۳۲۵ ص ۱۳۲۶ ص ۱۳۲۷ ص ۱۳۲۸ ص ۱۳۲۹ ص ۱۳۳۰ ص ۱۳۳۱ ص ۱۳۳۲ ص ۱۳۳۳ ص ۱۳۳۴ ص ۱۳۳۵ ص ۱۳۳۶ ص ۱۳۳۷ ص ۱۳۳۸ ص ۱۳۳۹ ص ۱۳۴۰ ص ۱۳۴۱ ص ۱۳۴۲ ص ۱۳۴۳ ص ۱۳۴۴ ص ۱۳۴۵ ص ۱۳۴۶ ص ۱۳۴۷ ص ۱۳۴۸ ص ۱۳۴۹ ص ۱۳۵۰ ص ۱۳۵۱ ص ۱۳۵۲ ص ۱۳۵۳ ص ۱۳۵۴ ص ۱۳۵۵ ص ۱۳۵۶ ص ۱۳۵۷ ص ۱۳۵۸ ص ۱۳۵۹ ص ۱۳۶۰ ص ۱۳۶۱ ص ۱۳۶۲ ص ۱۳۶۳ ص ۱۳۶۴ ص ۱۳۶۵ ص ۱۳۶۶ ص ۱۳۶۷ ص ۱۳۶۸ ص ۱۳۶۹ ص ۱۳۷۰ ص ۱۳۷۱ ص ۱۳۷۲ ص ۱۳۷۳ ص ۱۳۷۴ ص ۱۳۷۵ ص ۱۳۷۶ ص ۱۳۷۷ ص ۱۳۷۸ ص ۱۳۷۹ ص ۱۳۸۰ ص ۱۳۸۱ ص ۱۳۸۲ ص ۱۳۸۳ ص ۱۳۸۴ ص ۱۳۸۵ ص ۱۳۸۶ ص ۱۳۸۷ ص ۱۳۸۸ ص ۱۳۸۹ ص ۱۳۹۰ ص ۱۳۹۱ ص ۱۳۹۲ ص ۱۳۹۳

مذہب اسلام کی یہ خصوصیت کہ عقل پر اسکا دار مدار ہے اور یہ کہ تبلیغ اسلام کو اس خصوصیت کی وجہ سے کیا نفع پہنچتا ہے کہیں ایسی خوبی سے بیان نہیں ہے جیسے کہ پروفیسر مونتنے نے اسکا بیان کیا ہے۔ یہ پروفیسر لکھتا ہے کہ۔

”مذہب اسلام فی الواقع ریشنل اسٹک (یعنی عقلی) مذہب ہے خواہ اس لفظ کو جو فلسفہ یورپ کی مصلح ہے، از روی لغت خیال کیا جاوے اور خواہ اُسکے تاریخی معنوں پر نظر کیا جاوے کہ مختلف وقتوں میں اُسکے کیا معنی رہے ہیں۔ ریشنل ازم کی یہ تعریف کہ وہ ایک علم ہے جس میں مذہبی عقائد کا انحصار عقلی دلائل اور برہان پر ہو اسلام پر بالکل صادق آتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پرجوش شخص تھے اور ان میں ایمان اور یقین کی حرارت موجود تھی بلکہ یہ آخر قابل تعریف خوبی اُن کی اُمت میں بھی پیدا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ اُنہوں نے جس قدر اصلاح کی اسکو دجی کی صورت میں ظاہر کیا۔ لیکن یہ دجی صرف بیان کا ایک طریقہ تھا اپنی غیبت خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب میں ایک ایسے مجموعہ عقائد کا پتہ چلتا ہے جس کی بنیاد عقلی معلومات پر رکھی گئی ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک اسلام سے عبارت ہے کہ خدا کو ایک مانا جاوے اور پیغمبر کی رسالت کا اقرار ہو۔ لیکن ہمارے (یعنی عیسائیوں) کے نزدیک جو بہت ٹھنڈے دل سے مسلمانوں کے مذہبی عقائد کی تحلیل و تجزی کرتے ہیں اسلام سے مراد خدا اور آئینہ زندگی کا یقین ہے۔ یہ دو ہول (یعنی توحید اور رسالت کا یقین) جو مذہبی عقائد کا بحد غایت اختصار ہیں اور ہر مذہبی آدمی کے لیے جنکا انحصار عقل کی راسخ بنیاد پر ہے تعلیم آکر کالب لباب ہیں۔ اس تعلیم کی سادگی اور صفائی فی الواقع وہ زبردست قوتیں ہیں جو مذہب اور مذہب کی ترقی اشاعت میں برابر عمل کر رہی ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بہت سے مسئلے اور اکثر توہمات باطلہ پیر پرستی سے لیکر تعویذ کٹھنوں کے استعمال تک اسلام میں اس طرح پیدا ہو گئے ہیں جیسے درخت کے بڑے

سے بڑے ٹھننے میں سپونڈ لگا دیا جاوے۔ اگرچہ پیغمبر خدا نے جن باتوں کی خود تعلیم فرمائی ان کو ہر اعتبار سے ترقی ہوئی لیکن قرآن پاک مسلمانوں کا ہمیشہ مجا وادار رہا ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال اور جبروت اور کمال تعین کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں یہ مسئلہ اس سے بہتر طریقہ پر بیان نہیں ہے۔ غرض اس حقیقی مہول توحید پر مسلمانوں کی گردیدگی اور کلمہ توحید کی سادگی اور داعیان اسلام کا اسپر دل و جان سے یقین رکھنا وہ باتیں ہیں جن سے اشاعت مذہب میں مسلمانوں کی کامیابی کا حال کھلتا ہے۔ غرض جو مذہب ایسا ٹھیک اور استوار ہو اور جس سے دینیات کے دقیق اور مشکل مسائل اس طرح چھانٹ دیے گئے ہوں کہ معمولی عقل رکھنے والے بھی اسکو سمجھ سکیں تو ضرور ہے کہ انسان کے ایمان پر اثر کرنے کی اس میں وہ زبردست قوت ہو جسکو ہم جانتے ہیں کہ یہ قوت اسلام میں موجود ہے۔“

جسوقت نو مسلم یہ سید ہا ساد ہا مذہب قبول کر لیتا ہے تو پھر ارکان اسلام اسکو سکھائے جاتے ہیں۔ یعنی اول کلمہ شہادت کا اقرار دوسرے پانچ وقت کی نماز پڑھنا تیسرے زکوٰۃ دینا چوتھے رمضان کے روزے رکھنا اور پانچویں حج بکشت کرنا۔

حج کو رکن اسلام قرار دینے پر اکثر یہ اعتراض ہوا ہے کہ پیغمبر خدا کی تعلیم و توحید میں یہ رسم زمانہ بت پرستی کی ایک عجیب یادگار ہے۔ لیکن اس اعتراض کے وقت یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حج کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت تھی جنکے مذہب ضعیف کو آپ از سر نو جاری کرنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن حج میں سب کے برابر کلمات یہ ہے اور یہیں سے دعوت اسلام کی تاریخ میں اس کی وقعت بہت زیادہ

۱۔ ایڈوارڈ مورنٹے: مسلمان مذہب کی اشاعت و انکے مخالف مسلمان، صفحہ ۱۰۱-۱۸ (پیرس ۱۸۹۹ء) ۲۔

ہو جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے ہر سال تمام قوموں کے مسلمان دنیا کے ہر ایک حصے سے چکر ایک جگہ یعنی کعبہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں اور یہ وہ مقدس مقام ہے کہ جسوقت یہ مسلمان اپنے اپنے وطن میں ناز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو یہی تبرک جگہ تھی جسکی طرف انکے منہ ہوتے تھے اعلیٰ سے اعلیٰ مذہبی ذہانت کی قدرت سے باہر تھا کہ مسلمانوں میں اخوت کا خیال پیدا کرنے کے لیے اور یہ بتانے کے لیے کہ سب مسلمان بھائیوں کا شعاریکساں رہنا چاہیے حج سے بہتر کوئی طریقہ ایجاد ہو سکتا۔ کعبہ وہ جگہ ہے کہ جہاں مانہ حج میں مغربی ساحل افریقہ کا نیگرو مسلمان ملک چین کے مسلمان سے ملتا ہے اور یورپ کا مذہب اور خلیق ترک اُس مسلمان بھائی کو پہچانتا ہے جو بحرِ ملایا کی حد مشرق میں کسی جزیرہ کا وحشی باشندہ ہے۔ علاوہ اسکے عید الفصحی کے دن (جسکو ترکی اور مصر میں بیرام کہتے ہیں) تمام دنیا میں جہاں جہاں مسلمان ہیں انکے دل اون خوش قسمت مسلمان بھائیوں کے خیال سے خوش اور شاداں ہوتے ہیں جو حج سے فارغ ہو کر کہ معظمہ میں جمع ہونگے۔ حج کے بعد اکثر مسلمانوں نے ”راہ خدا میں کوشش کی“ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ حاجیوں نے دعوتِ اسلام کی ترقی میں کیا حصہ لیا۔

علاوہ حج کے زکوٰۃ کا دینا دوسرا رکن اسلام ہے جو مسلمانوں کو ہمیشہ یاد دلاتا ہے کہ انما المؤمنون اخوة یہ ایک ایسا مذہبی اصول ہے جس کی پابندی مسلمانوں میں حدودِ جبر کی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نو مسلم کے ساتھ مہربانی اور سلوک کا برتاؤ نہ کیا جائے کوئی شخص کسی قوم اور رنگ کا ہو اور مسلمان ہونے سے پہلے اُسکے حالات کچھ ہی ہوں اسلام قبول کرتے ہی وہ مسلمانوں کی اخوت میں شامل کر لیا جاتا ہے اور اُسکو برابر والوں میں برابر دیکھا کا سا درجہ ملتا ہے۔

سُورَةُ غُرَيْنِ سُوْرَةُ (۴۹) آیت ۱۰ لیکن اگر کوئی کافر کسی مسلمان کا غلام ہے تو یہ کافر اسلام قبول کر چکی وجہ سے اس کا غلامی پر اثر نہیں ہو سکتا جیسا کہ بعض یورپ کے مصنفوں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شریعتِ اسلام میں کسی غلام کا مسلمان ہو جانا اُسکی حالت غلامی پر کوئی اثر نہیں پیدا کرتا (دیکھو میکائیل) مولانا نظام محمد (لاصفیہ ۲۱۲) اور اس (۱۸۸۵ء)

اسی طرح مسلمان کرنے اور مسلمان رکھنے کے لیے نہایت مؤثر طریقہ پنج وقت کی نماز کا حکم ہے۔ موریٰ تشک نے خوب کہا ہے کہ ”جس دین میں بہت سے ارکان کی پابندی کا حکم ہو اسکو ایسے مذہب کے مقابلہ میں لوگ زیادہ عزیز رکھتے ہیں جس میں بات نہ ہو۔ انسان جن باتوں میں ہمیشہ مشغول رہتا ہے ان پر ہمیشہ ثابت قدم رہتا ہے“ مسلمان کا مذہب ہے وقت اسکے ساتھ ہی اور پنجوقتہ نماز کی صورت میں وہ ایسے مؤثر اور پر عبرت طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی اور تماشائی دونوں کے دل پر بغیر اثر پیدا کیے نہیں رہتا۔ انس کے پروفیسر نیان نے لکھا ہے کہ ”بغیر ایک دلی جوش اور کیفیت محسوس کیے میں کسی مسجد میں نہیں گیا بلکہ اجازت ہو تو یہ کہوں کہ میں جب کبھی کسی مسجد میں گیا تو مجھ کو اپنے مسلمان نہونے پر ایک خاص انسوس غرق ہوا۔ اگر رینان (جو پیرس کی یونیورسٹی کا مشہور معروف پروفیسر ہوا ہے) یہ الفاظ کہہ سکتا تو پھر اس بات کا جھنسا شکل نہیں کہ افریقہ کے کافر جنگجو اور ادنیٰ درجہ کی مذہب قوموں کی طرح ہر چیز میں کوئی نہ کوئی اسرار پنہاں معلوم ہوتا ہے جسوقت افریقہ میں کسی مسلمان تاجر کو ایک بن دیکھے خدا کی عبادت میں رکوع و سجود کے ساتھ مصروف پاتے ہو گئے تو انکے دل پر کیا اثر ہوتا ہوگا۔ تعجب و حیرت کے بعد تحقیق کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اسلام کا وہ علم جو تحقیق کے بعد پیدا ہوتا ہے بعض صورتوں میں ایسے لوگوں کو مسلمان کر لیتا ہے جنکو اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے اسلام کھانا چاہتا تو وہ مسلمان نہوتے۔ رمضان کے روزوں کی نسبت صرف یہ کہنا کافی ہے کہ وہ (عیسائیوں کے) اس اعتراض کا پورا جواب ہیں کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو نفس پرستی اور عشرت کے سامان دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کارلائل کا قول ہے کہ ”پیغمبر خدا (صلعم) کا مذہب آسان مذہب نہیں ہے۔ اُس میں سخت روزے۔ نفاست اور پاکیزگی کے قواعد دشوار پیچیدہ مسائل۔ پنج وقت کی نماز۔ شراب سے پرہیز موجود ہے اسلام کو

ملہ و سپرٹ سے لے کر دوسرا باب ملہ امیر نستینان ”اسلام اور سائنس“ صفحہ ۱۶۱ (پیرس ۱۹۸۳ء)

اسوجہ سے ترقی نہیں ہوئی کہ وہ آسان مذہب تھا۔

غرض ان احکام اور ارکان کا پابند ہو کر نہ اس قدر کہ وہ گراں گذریں یا مذہب اُن کی وجہ سے تاریکی میں پڑ جاوے مذہب اسلام کا اصول مسلمانوں کی زندگی اور شعائر کو اپنا منظر خارجی بناتا ہے اور اُن کی روزانہ زندگی کا ایسا جزو ہو جاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان دوسروں کے حق میں اپنے دین کا معلم بن جاتا ہے۔ اور یہ بات ایسی ہے جو کھش مذہبوں کے معتقدوں کو حاصل نہیں۔ مسلمانوں کا اصول مذہب ایسی مختصر عبارت اور سادہ زبان میں بیان ہے کہ اُس کے سمجھنے کے لیے عقل پر بہت کم زور پڑتا ہے اور مذہب کے احکام ایسے ٹھیک ٹھیک اور صاف طور پر مقرر ہیں کہ کسی کو تعمیل احکام میں شبہ نہیں پڑتا کہ اُس کو کیا کرنا چاہیے۔ اور جب مذہب کے یہ فرائض ادا ہو جائے ہیں تو ہر مسلمان کے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ جو کچھ خدا کے احکام تھے اُن سے وہ ادا ہو گیا۔ غرض مذہب کا عقل پر انحصار اور ارکان مذہب کا ٹھیک ٹھیک مقرر ہونا وہ چیزیں ہیں جن سے اسلام کی اُس قوت کا بھید کھلتا ہے جو عوام الناس کے دل پر اثر پہنچاتی ہے۔ کوئے نن نے لکھا ہے کہ اگر تم لوگوں کو بکثرت اپنے دین پر لانا چاہو تو حق بات کو پاک اور ستھری عبارت میں جو صاف نظر آوے اور جلد سمجھ میں آئے بیان کر لو۔“

علامہ ان امور کے اور بہت سے حالات ہیں جو خاص خاص وقتوں اور ملکوں میں ایسے پیش آئے کہ وہ دعوت اسلام کی کامیابی اور ترقی کا باعث ہوئے۔ ان اسباب ترقی میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ملک افریقہ اور دیگر غیر مذہب ملکوں میں مسلمان تاجروں کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔ یہ ملک ایسے ہیں جہاں کے باشندے غیر ملکوں کے لوگوں سے بدظن رہتے ہیں۔ لیکن تاجروں کو یہ مشکل نہیں اٹھانی پڑتی۔

بلکہ کوئے نن۔ قومی مذہب اور تمام عالم کے مذہب۔“ صفحہ ۳۵ (لندن ۱۸۷۷ء)

کیونکہ سب جانتے ہیں کہ ان کا پیشہ ایسا نہیں جس سے کسی کو ضرر پہنچے۔ علاوہ اسکے مسلمان تاجروں کو ان غیر مذہب لوگوں سے بخوبی واقفیت ہوتی ہے اور کاروبار تجارت میں خود ان تاجروں کا ایسا اعتماد لوگوں کو ہوتا ہے کہ جسوقت وہ افریقہ کی غیر مذہب قوموں میں پہنچتے ہیں تو سب لوگ اُن سے اچھی طرح ملتے ہیں اور حشیوں کے دل سے وہ رکاوٹ اٹھ جاتی ہے جو اجنبی لوگوں کے سامنے اُن کی طبیعت میں نظر ثانی پیدا ہوتی ہے۔ غرض مسلمان تاجروں کو اُن وقتوں اور دشواریوں کا سامنا نہیں ہوتا جو مشنری پیشہ پادریوں کو اٹھانی پڑتی ہیں۔ ان مشنریوں کی نسبت ایسے ہی لوگوں کو سونپ نہیں ہوتا جبکہ دائرہ علم و عقل محدود ہے اور جن کی سمجھ میں نہیں آتا کہ محض لوگوں کو کسی مذہب کا پیرو بنانے کے لیے کوئی شخص دنیا کے سب دھند سے چھوڑ کر اس قدر دور دراز سفر کی مصیبتیں کس طرح اٹھا سکتا ہے بلکہ یہ سونپن مذہب قوموں کے دنیا داروں کو بھی ہوتا ہے جو مشنری کی ایمانداری کو اکثر شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

لیکن ایسے ملکوں میں جہاں اسلام کو محکوم بنکر عاجزی ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ حکمران قوم کا مذہب ہوا تو اُسکے حالات مختلف صورت میں نظر آئے۔ اور اس کتاب میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام نے غیر مذہب کے ایسے لوگوں کے ساتھ صلح کل کا طریقہ رکھا اور اُن کو مذہبی آزادی دی جنہوں نے اپنی حفاظت کے معاوضہ میں جزیہ ادا کیا۔ گو مسلمانوں کی تاریخ کے صفحے اکثر ظلم کے ہنگاموں سے خون آلودہ ہیں لیکن بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی سلطنت میں غیر مذہب کے لوگوں کو وہ مذہبی آزادی حاصل رہی جسکی نظیر یورپ میں بھی سوائے زمانہ حال کے کہی موجود نہ تھی۔

جہاں مسلمان کرنے کی مانعت خود قرآن شریف میں موجود ہے لکن اِکْرَاہًا فِی الدِّیْنِ (سورہ بقرہ ۲۵۷) اَفَاَنْتَ تُکْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یُکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَا كَانَ النَّفْسِ اَنْ یُّؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ یونس - آیت ۹۹-۱۰۰) غرض مسلمانوں کی سلطنتوں

میں عیسائی قوموں اور فرقوں کا صد ہا برس سے آبا و منہا ہے اس بات کا عارف و شہساز
 اگر ان کو مذہبی آزادی اور سلامتی حاصل رہی اور ظاہر ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً متعصب مسلمانوں
 کی طرف سے جو ظلم عیسائیوں کو اٹھانے پڑے انکا باعث خاص خاص مقامی حالات
 ہوتے تھے نہ کہ مذہبی آزادی کے خلاف کوئی مقررہ اصول مسلمانوں میں ایسا تھا جسکی وجہ سے
 یہ ظلم ہوئے۔

ایسے دشوار وقتوں میں لہجہ مقامی حالات کی وجہ سے مجبور ہو کر غیر مذہب کے بہت
 لوگ مسلمان ہوئے اور ایسے خاص خاص لوگوں کی نظیریں پیش ہو سکتی ہیں جنہوں نے خاص

لہجہ مثلاً متوکل باد کے زمانہ سے پہلے جو ہمیشہ فرقے مسلمانوں کے پیدا ہو گئے تھے انکے خلاف متوکل اللہ کے عہد میں جس مخالفت پیدا ہوا
 اور مسلمانوں کے تمام فرقوں پر ظلم ہوئے۔ یا مثلاً تیرہویں صدی عیسوی کے قریب انتقام ایران و ایشیا کا اور حکمران مسلمانوں نے
 عیسائیوں کو اس بات کا انتقام لیا کہ قدیم مغل بادشاہوں کے زمانہ میں جب عیسائیوں کو عروج ہوتا تھا انہوں نے مسلمانوں کی ہمیشہ
 توہین و تحقیر کی تھی (مقربزی، ۲۱۰-۲۱۱، ۱-۲، ۱۰۶-۹) مصنف آسمانی نے جہاں (۲) مسلمانوں کی سلطنت میں مسلمانوں پر
 سختیاں ہونیکا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ انہوں نے ظلم کے طوفان خود عیسائیوں کی باہمی رقابت، پادریوں کی بیکاری اور عیسائی حاکموں کے
 غرور اور فساد عسکری عیسائیوں اور مسلمانوں کے مضافات کے برپا ہونے، جو اپنے مقوم عیسائیوں پر اختیارات حاصل کرنا چاہتے
 صلیبی لڑائیوں کے زمانہ میں ملک شام کے عیسائیوں پر مسلمانوں کو اکثر ہار باہت، کاشتہ ہلا کر اور بکے عیسائیوں کی فوجیں میں مذکور
 ہوتے ہیں اور زمانہ حال میں سلطنت ترکی سے یونان کو لڑا کرینکی جو تحریک پیدا ہوئی اور اسکی وجہ سے ٹوٹے عیسائیوں میں یہی
 ہمدردی کا جو ش پیدا ہوا تو اس تحریک سے مسلمانوں کی حکومت عیسائی رعایا کی حالت بہت دشوار کر دی۔ اگر ان عیسائیوں کو اپنے
 مسلمان بادشاہوں نے باغی اور سرکش ہونیکا شہ نہ ہوتا تو انکی حالت کبھی ایسی سخت نہ ہوتی۔ مگر گونے مذہبی آزادی دینے کے
 اصول کے متعلق جو مسلمانوں میں موجود ہے بہت مضبوطی کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں اور لکھا ہے کہ اگر ہم اصول مذہب سے
 بے نیکی نظر دیاں تو دور کریں جنہوں نے مذہب کا بھیس لے کر اکثر زبان چلائی اور بادشاہ کیا ہے تو اسلام کی مثل کوئی اور مذہب
 نہیں ہے، بساط عمل ہوا اور جو غیروں کو اس قدر مذہبی آزادی کا لینے والا ملے انکے امکان سے مطلق بحث نہ کرنے والا ہو۔ سو اگر ایسی
 صورتوں نے کسی سلطنت نے ملکی مصلحت سمجھ کر اپنی رعایا میں ہر طریقہ سے اسلام پہلانا چاہا ہو غیر مذہب کے لوگوں کی بحث
 نہ کرنا مسلمانوں کی طبیعت کا ایسا خاصہ ہا کہ اسلام نے ہر کمال مذہبی آزادی کے اصول کو پیش اپنا دستور العمل رکھا ہے کہ وہ نہیں
 چاہیے کہ محض ان لوگوں اور غیبتوں اپنی توجہ کو محدود کریں جو کہیں کہیں میں آئیں کیونکہ اگر ہم غور و تأمل کی نظر سے دیکھیں تو
 خود معلوم ہو جائیگا کہ صرف بے نیکی اور خیانت ہی کسی بادشاہ یا قوم کی خاص طبیعت اور فرائض کو جو بے نیکیاں پیش کرے۔ مذہب کو
 ایسے موقعوں پر صرف حیل بنایا گیا کہ مذہب کا احاطہ سے یہ ظلم بالکل خارج تھے۔ رگوبرو ۱۱ صفحہ ۲۴-۲۵۔

اموتوں پر مجبوری اسلام قبول کرنا گوارا کیا لیکن جبر و اکراہ سے غیر مذہب کے لوگوں کو مسلمان کرنے کا حکم قرآن یا شریعت میں کہیں موجود نہیں ہے۔ قرآن شریف کی وہ آیات جن میں جبراً مسلمان کرنے کی ممانعت ہے اور جن میں صرف وعظ و نصیحت کو اشاعت دین کا ذریعہ قرار دیا ہے اس کتاب کے پہلے باب میں نقل کی گئی ہیں اور علمای فقہ کے فیصلوں میں بھی اسی اصول کی پابندی ہوئی ہے۔ چنانچہ جس وقت موسیٰ میمونادیزہودی نے سلاطین اسپین المرطین کے متعصبانہ عہد میں بظاہر اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر مصر کو بھاگ کر وہاں اپنے تئیں یہودی بتایا تو اسپین کے ایک مفتی نے موسیٰ پر فتویٰ کفر جاری کیا اور چاٹاکا و سکو شرع کے مطابق سخت سے سخت سزا دی۔ لیکن جس وقت یہ مقدمہ قاضی الفاضل کے اجلاس میں پیش ہوا تو اسے فیصلہ کیا کہ جو شخص بیکر مسلمان کیا گیا ہو اسکو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ اسی اصول کی بنیاد میں ایران کے بادشاہ فازان (۱۲۹۳ء - ۱۳۰۴ء) کو جس وقت معلوم ہوا کہ اسکے آغاز عہد میں بد مذہب کے جو عالم بظاہر مسلمان ہو گئے تھے اور انکے مندر سمار کر دیے گئے تھے وہ ایران سے تبت کو واپس جانا چاہتے ہیں تو سلطان فازان نے انکو تبت جانے کی اجازت دیدی تاکہ بد مذہب کے لوگوں میں ہتھکڑی وہ آزادی کے ساتھ پھر اپنے قدیم مذہب کے پابند ہو جاویں۔ تا دیر نے اسی قسم کا ایک واقعہ اصفہان کے چند یہودیوں کا بیان کیا ہے جن پر حاکم اصفہان نے ایسے ظلم کیے کہ ”یا تو بحیر یا چالاک“ سے ان یہودیوں کو اُسے مسلمان کر لیا۔ لیکن بادشاہ یعنی شاہ عباس ثانی نے (۱۶۲۹ء - ۱۶۶۰ء) یہ دیکھ کر کہ ان یہودیوں نے خوف یا زبردستی سے اپنا مذہب ترک کیا ہو ان کو اجازت دیدی کہ وہ موسوی دین پھر اختیار کریں اور امن و امان کے ساتھ ملک میں آباد رہیں۔ تا دیر نے پہلے کا ایک میل جسے ۱۲۶۵ء

۱۱۳۳ء - ۱۱۳۴ء) تصانیف میں سب سے بڑا متنویس ہوا ہے۔ سلطان جلال الدین کا وزیر تھا۔ دیکھو ابن خلکان دوسری جلد صفحہ ۱۱۱۔ ۱۱۵ء ابو الفرج (۶۰) صفحہ ۴۵۵ دوسری جلد صفحہ ۲۸۱ ۱۱۵ء تا دیر (۱) صفحہ ۱۶۰ ۱۱۵ء راجعہ دوسری جلد صفحہ ۱۱۱۔

عیسائی بالکل غافل تھے اور مشرق کے عیسائیوں کے پاس اپنی حفاظت اور بچاؤ کا کوئی سامان نہ تھا اس لیے مسلمان بادشاہوں میں سے کوئی بڑا بادشاہ اگر چاہتا تو بہت آسانی سے اپنی عیسائی رعایا کو نیست و نابود کر دیتا یا اپنی سلطنت سے انکو اس طرح نکال دیتا جس طرح اسپین کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو اسپین سے نکال دیا جس طرح انگریزوں نے چار سو برس تک اپنے ملک سے یہودیوں کو جلا وطن رکھا چنانچہ ۱۵۱۷ء میں سلطان سلیم اول اور ۱۵۱۷ء میں سلطان ابراہیم اپنے اُن منصوبوں کو عمل میں لاسکتے تھے جو انہوں نے عیسائی رعایا کو غارت کرنے کیلئے سوچے تھے۔ بلکہ سلطان سلیم نے تو اس غرض سے کہ سلطنت میں کل رعایا ایک ہی مذہب کی پابند ہو چاہیں ہزار شیعوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ لیکن مفتیوں نے عیسائیوں کے متعلق ان بادشاہوں کو اس ظالمانہ قتل سے باز رکھا اور یہی مفتی اسلامی شریعت اور اسلامی طریق صلح کل کے بتانے اور رکھانے والے تھے۔

ستویں صدی عیسوی کے شروع میں جرمنی میں اس اصول کو بہت پسند کیا جاتا تھا کہ جس کا ملک ہو اُسی کا دین ہو یعنی رعایا کا مذہب بادشاہ کی مرضی پر موقوف ہونا چاہیے لیکن مسلمان بادشاہوں میں سے کسی نے اس اصول کو اپنا دستور العمل نہیں بنایا۔ گویہ ظاہر ہے کہ جس وقت کسی ملک میں مذہب اسلام کسی فرمان روا قوم کا مذہب ہوا تو اس بات نے نو مسلموں کی تعداد میں ضرور ترقی پیدا کی۔ اور جن لوگوں پر مذہب کو پوری قدرت حاصل نہ تھی شاید ان کو دنیا کا لالچ ہوا ہو اور بجائے نیک نیتی کے خود غرضی اور حُب جاہ ان کے تبدیل مذہب کا موجب ہوا ہو چنانچہ پانچویں صدی میں سینٹ اگستین نے خود عیسائیوں کی نسبت یہ شکایت لکھی کہ لوگ

اس خیال سے اکثر عیسائی ہو جاتے ہیں کہ عیسائی ہونے سے اُن کو دنیا کا فائدہ ہوگا۔ سینٹ اگستین نے لکھا ہے کہ "کس قدر لوگ ہیں جو صرف دنیا کے لیے مسیح علیہ السلام کو تلاش کرتے ہیں۔ ایک ہے کہ اُس کا کوئی کام اٹکا ہوا ہے اور وہ پادریوں کی مدد چاہتا ہے۔ دوسرا ہے جس کو کسی زبردست نے ستایا ہے اور وہ کلیسا میں پناہ لیتا ہے۔ کوئی شخص اس لیے آیا ہے کہ اُس کے معاملہ میں کسی بڑے آدمی سے جس تک اُس کی رسانی نہیں ہو سفارش کر دی جاوے۔ غرض ایسے ہی لوگ ہیں جن کا کلیسا میں جوم رہتا ہے۔"

اسکے علاوہ عروج کے زمانہ میں سلطنتِ عرب کے جاہ و شہم نے وحشی اور غیر مہذب قوموں پر جو اس شان و سطوت کو دیکھ رہی تھیں ایسا ہی سحر اور افسوں کی طرح ہو گا جیسا کہ عیسائی مذہب نے شمالی یورپ کی وحشی قوموں پر اثر کیا تھا جبکہ "عیسوی مذہب ان وحشیوں کو ہر جگہ نظر آتا تھا اور وہ بہت ترقی یافتہ اور دقتیں مذہب معلوم ہوتا تھا شانہ و حکم اور دبیدہ اُس میں پیدا تھا بادشاہوں کے پہلو میں وہ تخت نشین تھا۔ بلکہ بعض دفعہ ان بادشاہوں کے تخت حکومت سے بھی اُس کا سرِ سلطنت بلند ہوتا تھا۔"

لیکن جن لوگوں نے ایک مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کیا ہو خواہ اُس میں اسلام ہو یا کوئی اور دین اُن سب لوگوں کی نسبت یہ کہنا کہ بُری نیت اور بُری غرض سے اُنہوں نے تبدیل مذہب کیا درست نہیں ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ داعیانِ اسلام کی نیک زندگی اور عمدہ شعار اور مسلمانوں کی نیکیوں سے غیر مذہب کے لوگوں پر جو سچا مذہبی اثر ہو چکا اُس کو نظر انداز کیا جاوے۔ اگرچہ یورپ کی موجودہ عیسائی

۱۔ یوحنا کی انجیل پر رسالہ صفحہ ۷ فقرہ ۱۰۔ ۲۔ میریوال "شمالی اقوام یورپ کا عیسائی مذہب قبول کرنا" صفحہ ۱۰۲ (لندن ۱۸۷۲ء)

نسلوں کو جتنے نزدیک اسلام ہر قسم کی (نعوذ باللہ) برائیوں اور خجاستوں کا پر قہ ہے
 یہ بات عجیب معلوم ہوگی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں جن عیسائیوں کو مسلمانوں کی
 سوسائٹی میں رہنے کا اتفاق ہوا ان کے دل پر مسلمانوں کی خوبیاں نقش ہو گئیں۔ اگر پورے
 کے عیسائی سیلح اور جنسی لوگ مسلمانوں کی نیکیوں اور خوبیوں سے متاثر ہوئے تو بلاشبہ
 ان غیر مذہب کے لوگوں میں بھی جو رات دن مسلمانوں میں رہتے تھے اسلام قبول کر لیا
 کچھ نہ کچھ شوق ضرور پیدا ہوا ہو گا۔ تیرہویں صدی عیسوی کے قریب ختم فرقہ عیسائی دہانگین
 کے ایک مشنری ریکولڈوس نامی نے شام اور فلسطین کا سفر کر کے وہاں اپنے مذہب
 کی اشاعت چاہی تو ذیل کی عبارت میں اُس نے مسلمانوں کی تعریف لکھی ”ہم یہ دیکھ کر
 حیران رہ گئے کہ مسلمانوں کے مذہب کفر (نعوذ باللہ) میں کس کمال و درجہ کی نیکیاں
 موجود ہیں۔ اب ہم مسلمانوں کی نیک باتوں اور کاموں کو مختصر طور پر بیان کرتے ہیں.....
 کون شخص یہ ہو گا جو غور سے دیکھے اور اُس کو تعجب نہ ہو کہ مسلمانوں کو تحصیل علم کا
 کس درجہ شوق ہے کس دل و جان سے وہ خدا کی عبادت کرتے ہیں محتاجوں کے
 ساتھ کیسے فیاض ہیں۔ خدا اور انبیاء کے نام کی کیسی عظمت کرتے ہیں۔ اتنا مقدسہ
 کا ان میں کس قدر ادب کیا جاتا ہے۔ ان کی باتوں میں کس قدر متانت اور سنجیدگی
 ہے۔ اجنبی لوگوں کے ساتھ وہ کس قدر سلوک کرتے ہیں اور مسلمان مسلمان کے ساتھ
 کیسی الفت اور محبت رکھتا ہے“ اسی قسم کی تعریفیں عیسائی سیاحوں کی کتابوں میں
 بھی بار بار بیان ہوئی ہیں۔ مشہور سیاح سر جان مائدیل نے لکھا ہے کہ ”مسلمان نیک
 اور ایمان دار ہیں۔ وہ اپنے صحیفہ پاک یعنی قرآن کے نہایت پابند ہیں جس کو
 خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا اور حضرت جبریل خدا کا کلم اکثر ان پر ظاہر
 کرتے تھے“ صلیبی لڑائیوں کے زمانہ میں عیسائیوں نے جو کتابیں لکھیں وہ بھی مسلمان
 خوبیوں اور نیکیوں کی تعریف سے مالا مال ہیں۔ اور یورپ میں جو وقت ترکوں کی

سلطنت قائم ہوئی تو شروع شروع میں اکثر عیسائیوں نے ترکوں کی تشریف آوری کا فرض ادا کیا جس کا حال ہم نے اس کتاب کے باب ششم میں لکھا ہے۔
 جن اسباب سے اسلام کی اشاعت میں ترقی ہوئی وہ اوپر بیان کر دیے ہیں۔ ان میں بعض سبب ایسے ہیں جو ابھی تک اسلام کی ترقی کا موجب ہیں۔ لیکن ان اسباب کے علاوہ آج کل دنیا میں اسلام کی ترقی اور اشاعت کے دو مستند ذریعے اور بھی ہیں۔ پہلا ذریعہ تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں شعار اسلام کو زندہ کر نیکی تحریک شروع ہوئی جس کی ابتدا گزشتہ صدی کے اخیر میں فرقہ دہا بیہ کے پیدا ہونے سے ہوئی۔ اگرچہ دہابیوں کی ملکی قوت نجد کی حدود سے باہر جلد زائل ہو گئی لیکن یہی اعتبار سے اس فرقہ کا اثر افریقہ اور ہندوستان اور جزائر ملایا میں آج کے دن تک موجود ہے۔ اور اُس کی وجہ سے متعدد اسلامی تحریکیں ایسی پیدا ہوتی رہی ہیں جن کا اثر نہایت قوت کے ساتھ کل اسلامی دنیا پر پہنچا۔ ہم اس کتاب میں لکھ چکے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں جن اسلامی فرقوں نے اشاعت دین میں خاص کوششیں صرف کیں اُن کو اصلاح مذہب کی اس تحریک سے کس قدر قریب کا واسطہ رہا ہے۔ غرض اسلام کی حمیت اور مذہبی تعلیم و تربیت کا چرچا اور علم دین کا شوق اور ارکان مذہب کی جو پابندی اس طرح پیدا ہوئی اُس نے مسلمانوں کے دل میں اسلام کی ترقی اشاعت کے اُس شوق کو جو فطرتاً اُن میں موجود ہے پر زندہ کیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔

اصلاح مذہب کی تحریک کے ساتھ ساتھ ایک اور تحریک مسلمانوں میں پیدا ہوئی جو بالکل مختلف قسم کی ہے۔ اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ تحریک اول یورپ کی تہذیب و تمدن کے خلاف ہے۔ اور دوسری تحریک موجودہ زمانے کے مغربی خیالات کو پسند کرتی ہے اور اسلام کو ان ہی خیالات کے پیرایہ میں ظاہر کرنا چاہتی ہے۔

جو مسلمان اس تحریک کے معاون ہیں اُن کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی تمام قومیں متحد و مستفق ہو جاویں اور سلطانِ ترکی کو اپنا خلیفہ تسلیم کریں۔ اگرچہ اس تحریک کو دودھ حاصل نہیں ہے جو تحریکِ اول کو ہو لیکن اس کے حامیوں کا طرزِ خیال ایسا ہی جس سے اس کی اشاعت میں مدد ملتی ہو۔ اور اس شوق میں کہ اخوتِ المومنین کے اصول کو حقیقی اور مادی صورت میں کسی طرح دیکھ لیں اُن کے مذہبی خیالات پر بہت عمدہ اثر پڑ جاتا ہے اور یہ خیال کہ سب اہل اسلام ایک ہو جاویں گے اور تمام کلمہ گو قوموں کا ایک سا شعار ہو گا ان مسلمانوں کے دلوں کو تقویت بخشتا ہے اور اُن کو ہمت ہوتی ہے کہ منکرینِ اسلام کے سامنے اپنے مذہب کے فضائل بیان کریں۔

اب رہی یہ بات کہ ان دونوں اسلامی تحریکوں کی وجہ سے اسلام کی اشاعت پر کیا اثر ہو گا تو اس کا حال صرف آئندہ زمانہ میں کھل سکتا ہے لیکن آج کل دعوتِ اسلام میں جو سرگرمی ان دو تحریکوں سے ظاہر ہو رہی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام (خدا نخواستہ) مردہ نہیں ہے۔ اسلام کی روحانی قوت ملکِ سلطنت پر منحصر نہیں ہے جیسا کہ اکثر لکھا گیا ہے۔ بلکہ ملکی قوت اور دنیوی ثروت کے نقصان نے اسلام کو وہ خوبیاں زیادہ نمایاں کر دی ہیں جو کسی مذہب کی اشاعت میں ترقی کا سب سے بہتر ذریعہ ہو سکتی ہیں۔ مسلمانوں نے بد اقبالی سے عقل اور بیتا سے گن سیکھ لیے ہیں اور بجائے اس کے کہ دنیوی جاہ و ثروت کا نہ ہونا مذہبِ اسلام کے زوال کی دلیل ہو یہ امر غور کے قابل ہے کہ اُن ملکوں میں جو عرصہ دراز سے عیسائیوں کے تسلط میں ہیں دعوتِ اسلام میں نہایت کوشش اور جستجو کی جاتی آ کر

سے فریڈرک ڈینیئر نے کسی موقع پر فقرہ کہا تاکہ "نابت ہو گیا ہے کہ اسلام صرف ایسے وقت ترقی کر سکتا ہے جبکہ وہ ملک گیری کے چپے ہو"۔ یہ فقرہ ایک نہایت عامیانہ خیال کو ظاہر کرتا ہے جو اسلام کی نسبت دینیوں میں بہت رائج ہے، (دین کے مذاہب صفحہ ۲۸) مطبوعہ کیمبرج ۱۸۸۵ء۔

ہندوستان اور جزائر ملایا کے مسلمانوں میں دعوت کا وہ جوش و خروش ہے کہ
 ترکی اور سوراگو میں اُس کو تلاش کرنا فضول ہے۔

بانی



ضمیمہ اول

جہاد

قطع نظر اور اعتراضوں کے اگر صرف اس اعتراض پر نظر کی جاوے جو اسلام کی نسبت عموماً کیا جاتا ہے کہ یہ مذہب تلوار کے زور سے پھیلا یا گیا اور سچا داعی اسلام وہ ہی ہے جس کے ایک بات میں تلوار ہوا اور دوسرے میں قرآن اور وہ ان دونوں میں سے ایک کی اطاعت قبول کرے تو ظاہر ہے کہ دعوت اسلام کی کوئی تاریخ اُس وقت تک مکمل نہیں تصور ہو سکتی جب تک کہ اُس کے ساتھ جہاد کا ذکر نہ ہو جس کا ترجمہ بالعموم مذہبی لڑائی سے کیا گیا ہے۔ اسلام کی اشاعت کی نسبت اس قسم کے بیانات کا ناقص ہونا ان حالات سے جو اس وقت تک اس کتاب میں لکھے گئے ہیں ثابت ہو گیا ہو گا اب ہم کو یہ دکھانا باقی ہو کہ کیا قرآن سے کسی کے مذہب کو جبراً تبدیل کرنے کا حکم ملتا ہے۔ کیا قرآن کی تعلیم مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ وہ مسیح ہو کر اور لڑکر اپنا دین پسلائیں یعنی غصہ کہ مذہب اسلام مشنری (تبلیغی) مذہب ہو یا نہیں۔

قرآن میں کہیں کوئی عبارت ایسی نہیں ہے جو کسی طرح جبراً تبدیل مذہب کا حکم دیتی ہو۔ برخلاف اسکے بہت سی آیتیں ایسی موجود ہیں جن سے داعیان مذہب کی کوششیں و غلط و نصیحت کی حد تک محدود کر دی گئی ہیں۔ علاوہ اس کے یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرآن کی کسی آیت سے نہیں نکلتا کہ کافروں پر بغیر اس کے کہ خود کافر مسلمانوں کو حملہ کرنے پر مجبور کریں حکم کیا جاوے۔ پس اس وجہ سے آنحضرت کی جس قدر لڑائیاں تھیں وہ اقدامی نہ تھیں بلکہ دفاعی تھیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لفظ جہاد کے جو معنی غیر مومنین کے ساتھ لڑائی کرنے کے عام طور پر لیے جاتے ہیں۔ اور رواج پا گئے ہیں یہ تدرآن شریف کے نازل ہونیکے بعد تراشے گئے ہیں۔ اور یہ کہ جن آیتوں میں یہ لفظ یا اُس کے مشتقات آئے ہیں ان کے وہ ہی معنی لینے چاہئیں جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے لیے جاتے تھے۔ فعل مجرد جہد کے معنی ہیں کوشش کرنا۔ محنت کرنا۔ شقت کرنا۔ زور لگانا۔ توجہ کے ساتھ کام کرنا۔ یا زیادہ مطالعہ کرنا۔ محنت کے ساتھ کام کرنا۔ غرض کسی قسم کے کام میں کوشش کرنے کو ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ دودھ بلونے اور کھانا کھانے کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ باب افعال میں (اجہد سخت قم کھانے کے معنی میں بھی آتا ہے) اور اگر کسی چیز کی نسبت بولا جائے تو اُس کے معنی بڑھنے اور پھیلنے کے ہو جاتے ہیں۔ باب افعال (اجتہد کی صورت میں اگر اُس کے معنی ہو جاتے ہیں صحیح رہے قائم کرنے کیلئے کوشش کرنا۔ چنانچہ اُس کے مصدر اجتہاد کے معنی ہیں کسی مقنن یا فقیہ کا قانون یا فقہ کے کسی مسئلہ کی نسبت رہے قائم کر نیکے لیے دماغی قوتوں کو بدرجہ غایت کام میں لانا۔ اور لفظ جہاد کے معنی ہیں "غیر مطبوع چیز کا مقابلہ کر نیکے لیے قوت۔ کوشش۔ سعی۔ یا لیاقت کو بدرجہ غایت کام میں لانا" پس جو حال جہاد کے مصدر اور مشتقات کا اوپر بیان کیا گیا اُس سے صاف ظاہر ہو کہ بذاتہ اُس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جس سے لڑائی اور جنگ کے معنی لیے جا دیں۔ بلکہ خاص خاص معنی جو وہ اختیار کرتا ہے وہ صرف مضمون اور فوئے کلام سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔

ہم ذیل میں وہ تمام آیات نقل کرتے ہیں جس میں لفظ جہاد یا اُس کے مشتقات آئے ہیں اور آیات کو اوقات نزول کی ترتیب سے نقل کرتے ہیں۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ مِّنْهُمْ نَذِيرًا ۚ فَلَا تُطِيعُوا الْكُفْرِينَ وَجَاهِدُوا هُمْ
يَوْمَ جَهَادٍ أَكْبَرٍ ۚ (انفرقان۔ آیت ۵۳-۵۴)۔

ترجمہ اور اگر ہم چاہتے تو ہر سستی سے ایک ڈسٹ مٹانے والا اٹھاتے (اے پیغمبر) تم کا فرد کا کہنا نہ مانو اور قرآن کی دلائل سے اُن کا مقابلہ کرو۔

دان دو آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں وعظ و نصیحت کے ذریعے سے گوشہ نشینی مراد ہے کیونکہ یہ آیتیں مکہ میں نازل ہوئی تھیں اور جہاد کے معنی یہاں لڑائی یا جنگ کے لینے جس قدر مہل ہیں اُسی قدر غیر واضح ہیں۔

وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ - (النحل - آیت ۴۰) (ترجمہ) اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی سخت قسم۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَمَ أَكْرَمًا وَقَدْ كَفَرْنَا بِهِ قُلُوبُ بَعْضِنَا بِالْأَيْمَانِ - (النحل - آیت ۱۰۸) (ترجمہ) جو شخص کفر پر مجبور کیا جاوے اگر اُس کا دل ایمان کی طرف مائل ہو اُس سے کچھ مواخذہ نہیں۔

ثُمَّ ارْجِعْ إِلَى اللَّهِ لَعَلَّكَ بِلَدِّكَ تَرْجِعُ - (النحل - آیت ۱۰۸) (ترجمہ) جو لوگ سب سے تاملے مصیبت رہے تیجھے گھر بار چھوڑے پھر جہاد (کوششیں) کیے تکلیفوں پر صبر کیا (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار بیشک تمہارا پروردگار ان (سب استغاثوں) کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت ۱۰۸ میں اُن مصیبتوں کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانوں کو ابتدا میں اٹھانی پڑیں اور آیت ۱۰۹ میں جہاد کی طرف مسلمانوں کی ہجرت سے مراد ہے۔ ان مسلمانوں کا جہاد وہ محنتیں اور مشقتیں تھیں جو لوگوں کے ظلم اور جلا وطنی کی وجہ سے اُن کو اٹھانی پڑی تھیں، وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (النحل - آیت ۱۰۹) (ترجمہ) اور جو محنت اٹھاتا ہے وہ اپنے ہی لیے محنت اٹھاتا ہے ورنہ خدا تو دنیا جہان کے سب لوگوں سے بے نیاز ہے۔

وَرَضَيْنَا الْإِنْسَانَ بِلَدِّهِ حَسَنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِمَا آتَيْتَ
لَكَ بِهِ عِلْمًا فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَىٰ مَن جَعَلُوكُم مِّنْ أُمَّةٍ مُّشْرِكًا ثُمَّ يُعْمَلُ ۝ (العنکبوت آیت ۲۵)
(ترجمہ) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے
اور اگر ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس
کوئی معقول دلیل نہیں تو اُن کا کمانہ مانا۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۝
(العنکبوت آیت ۶۹) (ترجمہ) اور جن لوگوں نے ہمارے کاموں میں کوششیں کیں
ہم بھی اُن کو ضرور اپنے راستے دکھائیں گے اور کچھ شک نہیں کہ اللہ ان کا ساتھی ہے
جو نیک کام کرتے ہیں۔

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِمَا آتَيْتَ لَكَ بِهِ عِلْمًا فَلَا تُطِعْهُمَا
(لقمٰن آیت ۱۲) (ترجمہ) اگر تیرے ماں باپ تجھ کو اس پر مجبور کریں کہ تو ہمارے ساتھ کسی
شریک بنائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو اُن کا کمانہ مانو۔

وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۖ فَاخْرِجُوهُم ۚ (فاطر آیت ۲۰)

فَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۖ (الانعام - ۱۰۹)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ
يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۚ (البقرة آیت ۱۲۵) (ترجمہ) جو لوگ
ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرتیں بھی کیں اور جہاد (کوششیں) بھی کیں
یہی ہیں جو خدا کی اس رگائے پیٹھے میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَالَّذِينَ آؤُاْ وَنَصَرُوا ۚ أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ ۖ (التوبة آیت ۲۰-۲۱)
(ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرتیں کیں اور اللہ کے راستے میں اپنی جان

وال سے جہاد (کوشش) کیے اور جن لوگوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہ میں لوگ ایک کے وارث ایک۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آؤُا
وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ ۝ (التوبة)

آیت ۷۵-۷۶) (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے رستے میں جہاد (کوشش) بھی کیے اور جن لوگوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور مدد کی یہ ہی پکے مسلمان ہیں اور ان کے لیے معافی ہے اور عزت کی روزی۔ اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیے تو وہ تم ہی میں داخل ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آؤُا وَعَلَيْهِمْ أَذُنًا أَدْبَلَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ الشَّيْطَانُ
سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَأَهُمُ ۝ (محمد آیت ۱۷) (ترجمہ) بیشک جن لوگوں کو راہِ راست صاف طور پر معلوم ہوئی اور پھر بھی وہ اپنے اٹے پاؤں پھر گئے شیطان نے ان کو بتے دیے اور انکی رسیاں دیر کر دیں۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْعَافَهُمْ ۝ (محمد آیت ۳۱) (ترجمہ) کیا وہ لوگ جنکے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہو اس خیال میں کہ خدا انکی ذلی عداوتوں کو کبھی ظاہر نہ کرے گا۔

وَلَنْبَلَّوْا نَكَوْحًا نَعْلَمُ الْمَجَاهِدُ بَيْنَ صِدِّيقٍ وَنَبِيٍّ أَوْ خَلِئَ كَرِهَ ۝ (محمد آیت ۳۳) (ترجمہ) اور تو کو ہم ضرور آزمائے گئے تاکہ تم میں جو جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں ان کو ہم معلوم کر لیں اور تاکہ تمہارے اصل حالات کو جان لیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصْدَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا قَوْلَ الرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَصْرِوْا وَاللّٰهُ شَهِيدٌ ۝ (محمد آیت ۳۴)
 (ترجمہ) بیشک جن لوگوں پر دین کا راستہ صاف ظاہر ہو گیا اور ظاہر ہوئے (بیچھے) انہوں نے
 انکار کیا اور اللہ کے رستے سے لوگوں کو روکا اور رسول کی مخالفت کی خدا کو یہ لوگ کسی
 طرح کا نقصان پہنچا سکیں گے نہیں بلکہ ان ہی کے عملوں کو اکارت کر دیگا۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ
 وَيَعْلَمِ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (آل عمران - آیت ۱۱۳۶) (ترجمہ) کیا تم اس خیال میں ہو کہ تم
 جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی اللہ نے نہ تو یہ جانچا ہی کہ تم میں سے کون جہاد کو
 کرنے والے ہیں اور نہ جانچا کہ کون ثابت قدم ہیں۔

تَوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
 خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الصّف - آیت ۱۱) (ترجمہ) خدا
 اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانیں لڑا دو (کوشش
 کرو) بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرَ اُولِي الصَّرَفِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ
 فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ
 وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكَذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ
 الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (النّساء - آیت ۹۴) (ترجمہ)
 مسلمانوں میں سے بیٹھنے والے سوائے ناکاروں کے اور اللہ کی راہ میں اپنے
 مال اور اپنی جان سے جہاد (کوشش) کرنے والے برابر نہیں ہیں بزرگی دی ہو اللہ نے
 اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں اور ہر ایک
 سے اللہ نے ایسا وعدہ کیا ہے اور بزرگی دی ہو اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ
 رہنے والوں پر اجر عظیم دینے سے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ (النور - آیت ۵۲)
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا فِرْعَوْنَ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ۝ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ
فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِثْلَ مَا جَعَلَ ابْرَاهِيمَ ۝ (الحج - آیت ۷۶ - ۷۷)

(ترجمہ) مسلمانو! رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو
اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کہ ہمیں
کوشش کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تم کو انتخاب فرمایا اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی
نہیں کی دین تمہارے باپ ابراہیم کا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ جَاهِدُوا الْكَافِرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَأَغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۝ (التوبة آیت ۱۴)
(ترجمہ) اے پیغمبر! فروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو۔
(چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کبھی لڑے نہیں اس لیے جاہد
معنی جنگ کرنے کے نہیں لیے جاسکتے۔ آنحضرت نے جس حکم پر اپنا عمل رکھا وہ
اس آیت سے نکلتا ہے)۔

وَلَا تُطِيعُوا الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ
وَكِيلًا ۝ (الاحزاب آیت ۳۶) (ترجمہ) اور اے پیغمبر! فروں اور منافقوں کا کہنا نہ
مانو اور اُن کی ایذا دہی کی (کچھ) پروا نہ کرو اور خدا پر بہرہ و سار کھو اور خدا کا سار بس
ہو۔ پس مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ فروں اور منافقوں کے ساتھ وعظ
نصیحت سے کوشش کرو اور اُن کے ساتھ سختی کرو یعنی اُن سے نرم نہ ہو جاؤ اور اُن
کے دھوکے میں نہ آ جاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ قُلُوبُونَ إِلَيْكُمْ
بِالْمُودَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الْمُسْلِمِينَ وَيَأْتُوا أَلْبَانًا

تَنْ مِّنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تُخْرِجُكُمْ مِّنْ جِهَادٍ اِلَى سَبِيلٍ وَابْتِغَاءَ مَرْضَايَ فَسَبِّحُوْا
 اِيَّاهُمْ بِالْمُؤَدَّةِ اَنْ وَاَنَا عَلِمْتُ بِمَا اخْفَيْتُمْ وَمَا اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ
 ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ (المختار - آیت ۱) (ترجمہ) مسلمانو! اگر تم ہماری راہ میں
 جہاد (کوشش) کرنے اور ہماری رضا مندی ڈھونڈنے کی غرض سے اپنے وطن
 چھوڑ کر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ لگو ان کی طرف دوستی
 کے نامہ و پیام، دوڑنے حالانکہ تمہارے پاس جو خدا کی طرف سے (دین) حق آیا ہو
 وہ اُس سے انکار کر ہی چکے ہیں۔ وہ تو صرف اتنی بات پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو
 مانتے ہو رسول کو اور تم کو (گھروں سے) نکال رہے ہیں اور تم چپکے چپکے اُن کی طرف
 دوستی کے پیغام دوڑا رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو ہم خوب جانتے ہیں اور جو
 تم میں سے ایسا کر لگا تو وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ تَتَوَلَّوْا بَنَاتٍ وَجَاهِدُوْا
 بِاَمْرِ اِلٰهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحجرات
 آیت ۹) (ترجمہ) پس سچے مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے
 پھر کسی طرح کا (شک و شبہ) نہ کیا اور اللہ کے رستے میں اپنے مال اور اپنی جان کی
 کوشش کی حقیقت میں یہی سچے مسلمان ہیں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يُجِدْ وَا
 مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَاءَ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
 (التوبہ آیت ۱۶) (ترجمہ) کیا تم نے ایسا سمجھ رکھا ہو کہ چھوٹ جاؤ گے اور ابھی اللہ نے
 اُن لوگوں کو اچھی طرح دیکھا تک نہیں جو تم میں سے جہاد (کوشش) کرتے ہیں اور اللہ اور
 اُس کے رسول اور مسلمانوں کو چھوڑ کر کسی کو اپنا دوست نہیں بناتے اور جو کچھ بھی تم
 لوگ کر رہے ہو اللہ کو اُس کی سب خبر ہو۔

أَجْعَلْتُمْ سَفَايَةَ الْحَاكِمِ وَعَسَاءَ رَأَى الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ كَمَنْ أَمَرَ بِاللَّهِ وَ
 الْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا
 يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (التوبہ - آیت ۱۱۵) (ترجمہ) کیا تم لوگوں نے حاجیوں
 کے پانی پلانے اور حرمت والی مسجد کے آباد رکھنے کو اُس شخص کی خدمتوں (جیسا سمجھ
 لیا جو اللہ اور آخرت پر ایمان لانا اور اللہ کے رستے میں جہاد (کوشش) کرتا ہے
 اللہ کے نزدیک توبہ (دونوں ایک دوسرے کے برابر نہیں اور اللہ غلط
 لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔

الَّذِينَ أَصْلَحُوا هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْظَمُ حُرَاجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ (التوبہ
 آیت ۱۲۰) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور (دین کے لیے) انہوں نے ہجرت کی اور
 اپنی جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد (کوشش) کی۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں درجے
 میں کہیں بڑھ کر ہیں اور یہی ہیں جو نازل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ
 اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَ حَاجِبٌ
 إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَحُجَّتُكُمْ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ
 بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ (التوبہ - آیت ۱۲۴)
 (ترجمہ) سمجھا دو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں
 اور تمہارے کنبہ دار اور مال جو تم نے کمایا ہے اور سوداگری جس کے منہ پر نیکی
 تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن میں رہتے ہو تمہارا جی چاہتا ہو اگر یہ چیزیں، اللہ اور اس کے
 رسول اور اللہ کے رستے میں جہاد (کوشش) کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو
 ذرا صبر کرو یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے وہ تمہارے سامنے لا موجود کرے اور اللہ

اُن لوگوں کو جو اُسکے حکم سے سرتابی کریں ہایت نہیں دیا کرتا۔

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
ذِكْرُكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (التوبہ آیت ۴۰) (ترجمہ) ہلکے اور بھلے
مکمل کٹے ہو کر دواور اپنی جان اور مال سے خدا کی راہ میں جہاد (کوشش) کرو۔ اگر تم
جانتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَجَاهِدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝ (التوبہ آیت ۴۴) (ترجمہ) جو لوگ
خدا کا اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں وہ تم سے اس بات کی رخصت مانگتے نہیں کہ اپنی
جان و مال سے شریک جہادینوں اور اللہ پر ہیزگاروں کو خوب جانتا ہو۔

فَرَحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِ هُوَ خَلَفَ رَسُولَ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يَجَاهِدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ ۝ (التوبہ آیت ۸۲)
(ترجمہ) جو پیچھے چھوڑ دیے گئے وہ رسول خدا کے خلاف (رے) اپنے گھروں میں بیٹھ
ہونے سے بہت خوش ہوئے اور راہ خدا میں اپنی جان و مال سے جہاد (کوشش) کرنا اُن کو
ناگوار ہوا اور لوگوں کو بھی سمجھانے لگے کہ ایسی گرمی میں گھر سے نہ نکلنا۔

وَإِذَا أَنْزَلْتُ سُورَةَ أَنْ أَصْنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذِنُكَ
أُولَئِ الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا إِذْ رَأَيْنَا كُنَّا مَعَ الْقُعْدَاءِ ۝ (سورۃ التوبہ)
(ترجمہ) اور جبکہ اتاری جاتی ہو کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد (کوشش) کرو
اُسکے رسول کے ساتھ تو اجازت مانگتے ہیں تجھ سے وسعت والے اُن میں سے اور کہتے
ہیں کہ چھوڑے ہم کو تاکہ ہم رہیں بیٹھ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ۔

لَكِنَّ الرُّسُولَ وَالْإِنْبِيَاءَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ
لَهُمْ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لائے ہیں اُسکے ساتھ جہاد (کوشش) کی اپنے اہل
اور اپنی جانوں سے اور یہ لوگ ہیں کہ انہیں کے لیے ہیں نیکیاں اور یہ لوگ وہی ہیں
فلاح پانے والے۔

(یہ اوپر کی نو آیتیں جو سورۃ التوبہ سے نقل کی گئی ہیں ہجرت کے نویں سال کے
بعد نازل ہوئی تھیں جبکہ اہل مکہ نے صلحنامہ حدیبیہ کے خلاف عمل کیا تھا اور بنو خزاعہ پر جو
آنحضرت سے مصاحبت رکھتے تھے حملہ کیا تھا۔ اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔
اَلَا تَقۡنُلُوۡنَ کُوۡمًا لَّکُنۡتُمْ اٰیۡمًا لَّہُمْ وَہُمُوۡا بَاخِرَاجِ الرَّسُوْلِ وَہُمۡ بَدَۡؤُکُمۡ
اَوَّلَ مَرَّۃٍ مَا تَحۡشَوۡنَہُمْ فَاَللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَحۡشَوۡہُ اِنْ کُنۡتُمْ مَّوۡعِیۡنَیۡنَ ۝ (التوبہ۔

آیت ۱۳) (ترجمہ) کیا تم نہ لڑو گے ایسی قوم سے کہ انہوں نے ابتدا کی تم سے (عہد
توڑنے کی) پہلے پہل کیا تم اُن سے ڈرتے ہو پر اللہ زیادہ احق ہے کہ اُس سے ڈرو
اگر تم ایمان والے ہو۔ لیکن اہل مکہ نے جلدی مصاحبت کر لی اور اس لڑائی کے حکم کی
تعمیل غیر ضروری ہو گئی جو چار ماہ حرام کے گزرنے کے بعد ہو سکتی تھی۔ غرض اس صورت میں
جہاد سے مطلب یہ ہو سکتا تھا (اگرچہ اس کے اصلی معنوں سے اس بات کو کچھ تعلق نہیں) کہ جو
لوگ آنحضرت سے مصاحبت رکھتے تھے جب ان کو گزند پہنچا تو دوستوں کے ساتھ ہو کر
لڑنا چاہیے تھا۔ پس اس بات سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ زمانہ مابعد میں جہاد کے معنی کافروں سے
جنگ کرنے کے کیونکر ہو گئے۔

يَاۡۤاَيُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابۡتَغُوا اِلَیۡہِ التَّوۡبَۃَ وَجَاهِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِہٖ
لَعَلَّکُمۡ تَقۡلِبُوۡنَ ۝ (مائدہ۔ آیت ۲۹) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے
ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو ہواُس کی طرف وسیلہ اور کوشش کرو اُسکی راہ میں تاکہ
تم فلاح پاؤ۔

وَقِیۡلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اٰھُوۡا اِلَیَّ الَّذِیۡنَ اٰقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہِدُوۡا اٰیۡمًا لِّہِمْ ۝

إِنَّهُمْ لَمَّا عَلِمُوا مَجِيئَكَ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَسِرِينَ ۝ (مائدہ - آیت ۵۸)
 (ترجمہ) اور انہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کیا یہ وہی ہیں جنہوں نے قسم کھائی تھی
 اللہ کی اپنی سخت قسمیں کہ بیشک وہ تمہارے ساتھ ہیں نابود ہو گئے اُن کے عمل بھر
 ہو گئے نقصان اٹھانے والوں میں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ يَرُدُّكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ
 بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ لَا إِذْلَاجَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعْنَ عَلَى الْكَافِرِينَ نِيحًا هَدُونَ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُ أَنْ كُوفَرَهُ لَا يَمُرُّ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
 وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (مائدہ - آیت ۵۹) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے
 ہو جو کوئی تم میں سے پر جاوے اپنے دین سے تو جلد بلاوے گا اللہ ایک قوم کو کہ دوست
 رکھتا ہو اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اُس کو متواضع ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور
 سخت گیر ہیں کافروں کے ساتھ کوشش کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہ خوف کریں گے ملامت
 کرنے والوں کی ملامت سے یہ ہے فضل اللہ کا دیتا ہی جس کو چاہتا ہے اور اللہ وسیع
 نعمت والا ہی جاننے والا۔

یہ مسلمان شایع اور مفسرین کا طفیل ہے کہ جہاد کے معنی مذہبی جنگ کے
 ہو گئے جو کفار سے لڑی جاوے اور بغیر اُس کے کہ وہ کچھ ستائیں اُن پر حملہ کرنا
 جائز ہو۔ لیکن یہ اصول ایسا ہے جس کو قرآن نے ہرگز جائز نہیں رکھا ہو۔ اگر قرآن
 یہ اصول کسی طرح نکل بھی سکتا ہو تو صرف اس طرح کہ مختلف آیتوں کے ٹکڑے
 علیحدہ لے لیے جا دیں اور بغیر فحوائص کلام پر نظر کیے اور خاص حالات کو سمجھے
 کہ جن میں وہ آیتیں نازل ہوئیں اور جن سے اُن کو تعلق تھا معنی کسے جا دیں لیکن ہم
 بھی اُن سے یہ مراد نہیں ہو کہ جنگ کر نیکی کے لیے آئیوالی سلسلوں کے حق میں بطور ہڈی
 نصیحتوں کے مطلق حکم تصور ہوں۔ لیکن گو کافروں کے ساتھ بغیر اشتعال کے

امانی کرنے کو بعض شارع نے جائز سمجھا ہو لیکن زبردستی مسلمان کرنے کے متعلق
 جہاں تک مجھ کو تحقیق ہوا ہے کسی شارع نے اُس کو جائز نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ مفتوحین
 کے اس حق پر زور دیا ہے کہ جزیہ ادا کرنے کے بعد وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکیں۔



ضمیمہ دوم

عبداللہ بن سہیل ہاشمی کا خط عبدالرحمن بن ابی بکر کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم



خدا کی حمد اور رسول خدا کی نعمت کے بعد میں اپنے خط کو جو تمہارے نام بھیجتا ہوں تمہاری سلامتی اور تم پر رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہوں اور میں اس امر میں اپنے آقا اور تمام پیغمبروں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلتا ہوں کیونکہ وہ لوگ جن کی شہادت ہمارے نزدیک مقبول ہے اور سچ بولنے والے اور حق بات کہنے والے اور ہمارے نبی علیہ السلام کی حدیثوں کو ہم سے روایت کرنے والے ہیں انہوں نے ہم سے ہمارے نبی علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے کہ یہ انکی عادت تھی اور وہ (خدا ان پر رحمت نازل کرے) جب لوگوں سے باتیں کرتے تو ان کو خطاب کر کے اول انکے لیے سلامتی اور ان پر رحمت نازل ہونے کی دعا کرتے تھے۔ اور اس دھوکے وقت اپنی امت کے لوگوں اور ذمیوں میں اور مسلمانوں اور مشرکوں میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں تمام آدمیوں کی ہدایت کے لیے عہدہ اخلاق کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ میں سنگدل اور بیرحم پیدا نہیں ہوا۔ اور وہ اس بات پر خدا کو گواہ کرتے تھے جو کہتا تھا کہ خدا ایمان والوں پر مہربان اور رحیم ہے۔ اس طرح مجھ کو یاد ہے کہ ہمارے پیشوا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اپنی فضیلت

اور شرافت اور عالی ہمتی اور خوش خلقی کے ساتھ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرتے تھے اور اُس میں کسی کے ساتھ ذرا فرق نہیں کرتے تھے نہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے۔ میں نے وہی بات ہتھیار کی اور اُسی طریقہ پر چلا اور اُسی نیک عادت کو پسند کیا۔ اسی لیے میں اپنے خط کو تمہاری سلامتی اور تم پر رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہوں تاکہ جسکے پاس میرا خط پہنچے اُسکو کوئی بات ناگوار نہ ہو۔

وہ چیز جس نے مجھے خط لکھنے پر مجبور کیا اور اس بات پر آمادہ کیا وہ تمہاری محبت اور دوستی ہی کیونکہ ہمارے آقا اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریب کے لوگوں کی محبت دین اور ایمان ہے۔ اسکے سوا اس خط کے لکھنے کا باعث یہ ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتا ہوں اور تمہاری خدمت اور خیر خواہی کا جو حق میرے ذمہ واجب ہے اُسکو ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ محبت اور دوستی اور مہربانی کا اظہار کرتے رہے ہو اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے آقا اور میرے چچا کے بیٹے امیر المومنین (خدا اُن کی مدد کرے) تمہاری تعظیم کرتے ہیں اور تم کو اپنا مقرب اور معتبر سمجھتے ہیں اور تمہاری نسبت عمدہ راے رکھتے ہیں۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہارے لیے وہی بات پسند کروں جو میں اپنے لیے اور اپنے گھر والوں اور بال بچوں کے لیے پسند کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ خالص خیر خواہی سے پیش آؤں اور اُس مذہب کو تمہارے سامنے پیش کروں جس پر ہم چلتے ہیں اور جسکو خدا نے ہمارے لیے اور اپنی تمام مخلوق کیلئے پسند کیا ہے اور اس پر آخرت میں ثواب دینے اور عذاب سے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لیے میں نے تمہارے لیے وہی چاہا جو اپنے لیے چاہتا ہوں اور تمہارے اخلاق اور علی لیاقت اور شایستگی اور شرافت اور اپنے ہم مذہبوں میں محبت از ہونے کو

دیکھ کر مجھے ترس آیا کہ تم اپنے اس مذہب عیسوی پر قائم رہو میں نے دل میں کہا کہ میں اپنے دوست کے سامنے نرم گوئی اور خوش گوئی کے ساتھ اُس چیز کو پیش کروں جو خدا نے مہربانی سے ہم کو عنایت کی ہے اور خدا کے اس حکم کی پیروی کروں کہ وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (سورہ عنکبوت ۴۵)۔ یعنی اے مسلمانو! اہل کتاب کے ساتھ مباحثہ نہ کیا کرو مگر اسی طرح پر کہ وہ نہایت ہی عمدہ اور شائستہ ہو۔ پس میں تم سے عمدہ کلام اور نرم الفاظ میں مباحثہ کرتا ہوں شاید کہ تم ہوشیار ہو اور حق کی طرف مائل ہو اور خدا تعالیٰ کے اُس کلام کی طرف رجوع کرو جس کو میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں اور جس کو خدا نے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیاء اور سردار بنی آدم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کیا ہو۔ میں اس بات میں نا اُمید نہیں ہوں بلکہ تمہاری نسبت خدا سے اُمید رکھتا ہوں کہ جو اپنی مرضی سے جس کو چاہتا ہو ہدایت کرتا ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا بھلا کر اس کام کا سبب اور وسیلہ بنا دے اور میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں فرماتا ہے إِنَّ الَّذِي نَزَّلْنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (سورہ آل عمران - ۱۷) یعنی دین تو خدا کے نزدیک بھی اسلام ہی ہے۔ پھر اپنے قول کی تاکید میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ صِغِيرٌ مُخْتَصِرٌ (سورہ آل عمران - ۷۹) یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہو تو اُس کا وہ دین ہرگز مقبول نہ ہو گا اور آخرت میں وہ زیاں کاروں میں ہو گا پھر خدا نے بطور امر قاطع کے تاکید کے ساتھ فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ (سورہ آل عمران - آیت ۹۷) (ترجمہ) یعنی اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہو اور مرتے دم تک اسی دین اسلام پر ثابت قدم رہنا۔

اور تم خدا غم کو کفر کی جمالت سے بچائے اور تمھارے دل کو نور ایمان سے منور کرے (جانتے ہو کہ میں عمر کی بہت سی منزلیں طے کر چکا ہوں اور میں نے تمام مذہبوں پر عبور کیا ہے اور اُن کو آزمایا ہے اور اُن تمام مذہب والوں میں خاص کر تم عیسائیوں کی بہت سی کتابیں مطالعہ کی ہیں۔ میں نے عہد عتیق اور عہد جدید کے پڑھنے میں جن کو خدا نے موسیٰ اور عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہ السلام پر نازل کیا محنت اٹھائی ہے) اس کے بعد ہاشمی عہد عتیق اور عہد جدید کی خاص خاص کتابوں کے نام لکھتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ مختلف عیسوی فرقوں کے عقاید مذہبی اُس نے کس طرح معلوم کیے) میں بہت سے راہبوں سے ملا ہوں جو شدت زہد اور کثرت علم میں مشہور ہیں اور بہت سی خانقاہوں اور گرجاؤں اور معبدوں میں گیا ہوں اور اُن سات لمبی نمازوں میں شریک ہوا ہوں جن کو صلوٰۃ الاوقات کہتے ہیں..... اور میں نے اُس عجیب محنت کو اور رکوع کرنے اور زمین پر چہرہ اور پیشانی رکھ کر سجدہ کرنے کو اور نماز ختم ہونے تک سینہ پر ہاتھ باندھنے کو خاص کر اتواروں اور جمعوں اور تواروں کی راتوں کو دیکھا ہے جن میں وہ تمام رات جاگتے اور کھڑے ہو کر تسبیح اور تقدیس اور تحلیل میں مشغول رہتے ہیں اور اسی طرح تمام دن کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور نمازوں میں باپ اور بیٹے اور روح القدس کا بار بار ذکر کرتے ہیں اور اعتکاف کے دنوں میں جن کو وہ ایام البو اعیث کہتے ہیں ننگے سر بالوں کے بچھونے اور راکھ کے ڈھیر پکڑے ہوئے اور زار زار روتے اور آنکھوں سے پے در پے آنسو بہاتے اور نہایت درد کے ساتھ چلائے ہیں۔ میں نے اُن کی قربانی کو بھی دیکھا ہے کہ وہ اُس کو کس احتیاط سے ادا کرتے ہیں اور قربانی کی دہلیاں کتنی صاف ہوتی ہیں اور جب قربانی کو اُس مقام میں جو بیت المقدس کے نام سے مشہور ہے مشرب کے بھرے ہوئے پیالوں کے ساتھ قربان گاہ پر چڑھاتے ہیں تو کس قدر روتے اور عجز و نیاز

ظاہر کرتے ہیں اور کسی لمبی لمبی دعائیں پڑھتے ہیں۔ راہب جو اپنے چھ روزوں کے دنوں میں جن میں چار بڑے اور دو چھوٹے روزے ہیں جو عبادت اور فکر اپنے مجرور میں کرتے ہیں اُسکو ہی دیکھ چکا ہوں۔ میں ان تمام موقعوں پر موجود رہا ہوں اور بہو عیسائی اُن کو توں پر تھے اُن کو دیکھ چکا ہوں اور ان سب باتوں کو خوب جانتا اور پہچانتا ہوں۔ میں اُن مطاف اور اسقفوں کو بھی دیکھ چکا ہوں جو بڑے عالم اور عارف مشہور ہیں۔ اور مذہب عیسوی میں سر تا پا غرق ہیں اور دنیا سے نہایت بے تعلقی اور نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ میں نے اُنکے ساتھ انصاف پسند اور طالب حق ہو کر مناظرہ کیا ہے اور اپنے اور اُن کے درمیان جھگڑے اور دشمنی اور زیادتی اور خود پسندی اور تکبر کے ساتھ مکابہ کرنے کو دخل نہیں دیا۔ میں نے اُن کو پوری طرح آزادی دی کہ وہ اپنی دیلیس بیان کریں اور جو چاہیں کہیں نہ میں اُن پر مواخذہ کرونگا۔ نہ کسی بات میں اُن پر ظعن اور ملامت کروں گا جیسا کہ ہمارے وہ اہل مذہب کرتے ہیں جو عام بازاری اور نادان اور احمق اور ساقط الاعتبار ہیں۔ نہ اُن کا کوئی اصلی مقصد ہے جسپر ہونچکر وہ تھم جائیں اور نہ اُن کو سمجھ ہے جسپر وہ بھروسہ کریں۔ نہ دین اور اخلاق ہے جو اُن کو بے ادبی سے روکے۔ اُن کا کام سراسر زباں درازی اور مکابہ اور حکومت کی قوت پر پیرخی کرنا ہے۔ اور نہ اُنکے پاس علم ہے اور نہ کوئی حجت۔ جب میں اُن عیسائیوں سے مناظرہ کرتا تھا اور اُنکی عقل اور اعتقاد اور علم کے ٹٹلنے کو اُن سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تھا۔ تو وہ اس مسئلہ کو سچ بیچ بیان کرتے تھے اور کسی بات میں جسپر میں اُن سے مباحثہ کرتا یا سوال کرتا تھا جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ میں نے اُنکے دل کا حال ہی ویسا ہی پایا جیسا کہ اُن کا ظاہری حال تھا۔ اب میں تم کو (خدا تم کو نیک ہدایت دے) یہ حال لکھتا ہوں اور اُن باتوں کی تفصیل کر رہا ہوں جن کو میں نے مدت کے مباحثوں اور امتحانوں کے بعد اچھی طرح معلوم کیا ہے تاکہ میرا مکتوب الیہ یہ گمان نہ کرے کہ میں اُن باتوں سے ناواقف ہوں اور جان جاوے کہ میں نصاریٰ کے تمام

حالات سے کماحقہ آگاہ ہوں۔

اب میں بسبب اوس واقفیت کے جو مجھ کو تمہارے مذہب کی نسبت حاصل ہے اور بسبب زمانہ و راز کی محبت کے تم کو اُس مذہب کی طرف بلاتا ہوں جس کو خدا نے میرے لئے پسند کیا اور میں نے خود اوس کو اپنے لئے اختیار کیا اور میں تمہارے لئے جنت میں پہنچنے اور مد و زخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کا پورے طور پر ضامن ہوتا ہوں۔

وہ مذہب یہ ہے کہ تم ایک کیتا اور بے نیاز خدا کی عبادت کرو نہ اوس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اوس کی کوئی بیوی ہے نہ اولاد سے نہ اوس کا کوئی ہمسرہ یہ وہ صفت ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت بیان کی ہے کیونکہ دنیا میں کوئی اُس کو اوس سے زیادہ نہیں جانتا۔ میں ایسے ایک خدا کی طرف مگھولتا ہوں جس کی یہ صفت ہے اور میں اپنے خط میں خدا کی تعریف اس سے زیادہ نہیں کر سکتا جو خود اوس نے اپنی نسبت بیان کی ہے اوس کا نام اور ذکر اس سے بہت زیادہ بلند ہے جو شکر میں بیان کرتے ہیں۔ یہ ہی طریقہ تمہارے باپ اور تمہارے باپ ابراہیم کا تھا (اون پر خدا کی رحمت ہو) اور وہ خالص مسلمان تھے۔

پھر میں تم کو (خدا تم کو ہر بلا سے محفوظ رکھے) اپنے آفاقی نبوت کے اقرار اور شہادت کی طرف بلاتا ہوں جو نبی آدم کے سر دار اور خدا کے برگزیدہ اور قائم الانبیا محمد بن عبد اللہ ہیں..... جس کو خدا نے تمام دنیا کے لئے بشیر یعنی خوشخبری دینے والا اور نذیر یعنی ڈرائیو الایدا کیا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے **مُؤَآئِنًا رَّسُولَہٗ بِالْحُدٰی وَدِّیْنِ الْحَقِّ لِنُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ الْبَاطِلِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ** (سورہ توبہ ۳۳) یعنی وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اوس کو تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو بڑا ہی کیوں نہ لگے۔ انہوں نے مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب اور پہاڑوں اور میدانوں کے سب آدمیوں کو رحمت

اور مہربانی اور اخلاق اور شیریں کلامی سے دعوت کی۔ اور تمام مخلوق نے اون کی دعوت قبول کی اور اس بات پر گواہی دی کہ وہ خدا کے رسول ہیں اور انکے لیے جو نصیحت ماننے کے لیے تیار ہیں اور تمام دنیا نے دل سے اون کی اطاعت کا اقرار کیا کیونکہ سب لوگ اونکے قول کے سچا ہوئے اور اونکی دلیل کے صحیح اور واضح ہونے کو جان چکے تھے۔ وہ وکیل ہیں اور محبت قاطع یہ کتاب ہے جو خدا کی طرف سے اون پر نازل ہوئی اور جسکی مثل کوئی جن اور کوئی انسان نہیں لاسکتا *حٰنَ لِفٰرَمٰتَا مَوْحٰی قُلْ لَّہٗنَ اٰجَمَعَتَ الْاٰنْسُ وَ الْاٰنِجُیُّ عَلٰی اَنْ یَّشٰکُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ کَلٰیۤا تُوْنَ بِمِثْلَہٗ وَلَوْ کَانَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا* (سورہ بنی اسرائیل - ۹۰) یعنی اونیں سب لوگوں سے کہہ دو کہ اگر آدمی و نبات جمع ہو کر اس بات پر آمادہ ہوں کہ اس قرآن کی طرح کا اور کلام بنا لائیں تاہم اس جیسا نہیں لاسکتے اگرچہ ان میں سے ایک کی بستی پر ایک کی مدد ہو۔ یہی دلیل آنحضرت کے دعویٰ پر کافی ہے انہوں نے ایک بیہتا اور بے نیاز خدا کی عبادت پر لوگوں کو دعوت کی۔ لوگوں نے اون کے دین میں داخل ہو کر بلا جبر و اکراہ کے نہایت خوشی سے اونکی اطاعت مقبول کی اور اون لوگوں پر جو اون کی نبوت اور ربالت سے انکار کرتے اور اونکے ساتھ مقابلہ اور مبارکہ کو تیار تھے اونکے نام کی برکت سے غالب آئے اور خدا نے اونکو ملک و نیر سلط کیا اور قوموں کی گروہیں اونکے سامنے جکا دیں مگر جن لوگوں نے اونکی بات کو سنا اور اونکے مذہب کو مانا اور اونکے دین پر گواہی دی تو اونکے جان و مال اور عزت محفوظ کی گئی اور وہ عاجز ہو کر جزیہ دینے سے بری ہوئے ”دیاں الہامی اسلام کے ارکان و فرائض بیان کرتا ہے مثلاً پانچ وقت کی روزانہ نماز۔ رمضان کے روزے۔ جہاد۔ قیامت کے دن مردوں کا زندہ ہونا اور انکا انصاف ہونا۔ بہشت کی خوشیاں اور دوزخ کی تکلیفیں۔“ اب ہم تکبہ بھما چکے۔ اگر تم ایمان لائے اور خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کی جو آیتیں تسکو

سنائی گئی ہیں اور تم کو تم نے قبول کر لیا تو ہماری نصیحت اور جو کچھ تم کو تحریم کیا جو اس سے
 فائدہ اٹھاؤ گے اور اگر تم نے نہیں مانا اور کفر اور گمراہی اور غی باتوں کی مخالفت پر
 تم برابر قائم رہے تو ہمت و صبر اور اپنے کیے کی جزا پائینگے کیونکہ تم کو جو حکم دیا گیا تھا مٹنے اور سپر
 عمل کیا اور خدا نے چاہا تو وہی تمہارا انصاف کرے گا (اسکے بعد الماشی متعد و نہی فرائض
 اور مسلمانوں کے طریقوں کو بیان کرتا ہے اور تنبیہ نکالتا ہے کہ) پس میں نے خدا کا کلام تم کو سنایا
 اور کلام سچا ہے اور سکا کوئی وعدہ کسی خلاف نہیں ہو سکتا : اور اس کا کوئی قول جو مٹا
 ہو سکتا ہے جسکو میں اپنے خط میں اوپر لکھ آیا ہوں اور جو کہ باوجود کم ہونے کے
 کافی ہے۔ اب تم کفر اور گمراہی اور بدعتی اور مصیبت کی باتوں کو ترک کرو اور تحریف کی
 باتوں کو چھوڑو جسکو تم جانتے ہو اور جن کا تم انکار نہیں کر سکتے۔ اور وہ باپ اور بیٹے
 اور روح القدس کا متاع ہونا اور صلیب کی پرستش کرنا ہے جو نقصان ضرور دیگا اور
 فائدہ کچھ نہیں۔ میں تمہاری اس حالت کو دیکھ کر شکر کرتا ہوں اور تمہارے علم اور فضیلت کی
 شان کو اس مذہب کی لغویت سے بالا سمجھتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ خدا اپنی پاک کلام
 میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ
 وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا (نساء - ۵۱)
 یعنی اللہ اس (جسم) کو معاف کرنے والا ہی نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک
 گردانا جائے۔ ہاں اس کے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کر دے اور جس نے
 کسی کو خدا کا شریک گردانا اس نے (خدا پر طوفان باندھا جو بہت بڑا گناہ ہے)
 اسی طرح ایک جگہ خدا فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْيَسِيْمُ الْبَنُو
 مُكْرِمُوْهُ وَقَالَ الْيَسِيْمُ يَا بَنِيَّ اِسْمٰئِيْلُ اعْبُدُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ
 يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا هُوَ الْغَاوِي وَمَا يَلْظُمُ الْبٰلِغِيْنَ
 مِنَ الْاَنْصَارِ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا

اللَّهُ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوْا عَنَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ
مَا أَلْسِمُوا ابْنُ مَرْثَمٍ إِلَّا هَهُؤُلَاءِ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأَمَّا هُودٌ فَبَدَّلَ
كَانَايَا كَلَامَ الطَّعَامِ وَأَنْظُرْ كَيْفَ يُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ أَتَى يُؤْمِنُونَ

(دائدہ - ۷۶ - ۷۹) یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو یہی مریم کے بیٹے مسیح ہیں اور بس
یہ لوگ بے شک کافر ہو گئے اور مسیح (تویوں) سمجھایا کرتے تھے کہ ای بنی اسرائیل
اللہ دہی کی عبادت کرو کہ وہ میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اسیں شک نہیں کہ
جو اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک گردانے اللہ کی طرف سے بہشت اور سہ جہنم ہو چکی اور
اوسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو
یہی تین میں کا تیسرا ہے۔ یہ لوگ بھی بے شک کافر ہو گئے حالانکہ خدا ہی واحد کے سوا
کوئی سبب و نہیں اور جیسی جیسی باتیں یہ لوگ کہتے ہیں اگر اونسے باز نہیں آئینگے تو جو لوگ
انہیں کفر کرتے رہینگے اونسے پر عذاب دردناک نازل ہو کر رہیگا۔ کیا یہ خدا کے آگے توبہ
اور استغفار نہیں کرتے اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ مریم کے بیٹے مسیح تو
صرف ایک رسول ہیں اور بل و سک پہلے ہی بہتیرے رسول ہو گزرے ہیں اور انکی والدہ
(خدا کی ایک) بیٹی (بندی) تھیں۔ یہ دونوں (ماں بیٹے) کھانا کھاتے تھے دیکھو تو سہی
ہم کس طرح کھول کھول کر ان لوگوں سے دلائل بیان کرتے ہیں بھوکھو یہ لوگ کہ مر
اوتے بھگے چلے جا رہے ہیں۔ اب تم اس گمراہی کو اور اوس سخت تعصب کو جو تکلیف میں
ڈالنے والا ہے اور روزوں کی سخت محنت کو اور دائمی شفت و ت اور تکلیف سخت
کو جس میں تم ڈوبے ہوئے ہو اور جس سے سوائے جہانی اور روحانی تکلیف کے کوئی
فائدہ نہیں ہے۔ چوڑد و اور اس مضبوط دین میں داخل ہو جس کا رستہ آسان ہے
جسکے عقیدے سچے ہیں۔ جسکے قانون عمدہ ہیں اور جس کا رستہ کشادہ اور جسکو خدا نے

اپنے بندوں میں سے اپنے دوستوں کے لئے پسند کیا اور تمام مذہبوں کو چھوڑ کر
مہربانی اور احسان سے اسی مذہب کی طرف تمام مخلوق کو دعوت کی ہے تاکہ انکو ہدایت
ہو اور خدا کی نعمت اور نیکو پوری ہو۔

میں تمکو نصیحت کر چکا اور دوستی اور سچی محبت کا حق ادا کر چکا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں
کہ تم کو اپنے ساتھ شامل کروں اور میں اور تم دونوں ایک خیال اور ایک مذہب پر ہوں
میں دیکھتا ہوں کہ خدا اپنے کلام محکم میں فرماتا ہر اَنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ
وَالشِّرْکِیْنَ فِیْ نَارِجَهٗمْ خَالِدِیْنَ فِیْہَا ؕ اُولٰٓئِکَ هُمُ الشِّرْکُ الْبَرِیۡۃُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمُ حَبِیْرُ الْبَرِیۡۃِ ؕ حَبْرًا ؕ وَهُمْ عِنْدَ
رَبِّہُمْ جَنَّتٌ عَدْنٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا ؕ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ اٰذَٰلِکَ لَمْ یَخْشَ سَمَرُۢہٗ (بینہ ۵-۸)

یعنی بیشک اہل کتاب اور شرکین میں سے جو لوگ انکار کرتے رہے وہ (آخر کار)
دوزخ کی آگ میں ہونگے اور اُن میں ہمیشہ رہینگے یہ لوگ بدترین خلائق ہیں بیشک جو لوگ
ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل ہی کیے یہی لوگ بہترین خلائق ہیں انکا بلا انکے
پروردگار کے ہاں رہنے کے باغ (ہشت) میں جکے تلے نہری پڑی بہری ہونگی اور
وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش اور وہ اس سے خوش۔ یہ اس کے
لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ کَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهٰوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتَوَّابُوْنَ بِاَللّٰہِ
وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لِّمَنْہُمْ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُہُمْ
اَلْفَاسِقُوْنَ ؕ (آل عمران ۱۰۶) یعنی لوگوں کے (خاندہ) کے لئے جس قدر امتیں
پیدا ہوئیں ان میں تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے
کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے

تو اونکے حق میں بہتر متادگر (اور) میں سے تھوڑے ایساں لائے اور اکثر افراد ان
 ہیں۔ خدا تمکو زندہ اور سلامت رکھے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دونوں
 میں شامل ہو جو بدترین خلائق ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ تم خدا کی ہدایت سے ایمان والوں
 میں شامل ہو گے جن سے خدا خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور وہی بہترین
 خلائق ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم اس امت میں شامل ہو گے جو ان تمام امتوں
 سے بہتر ہے جو کہ لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا ہوئیں لیکن اگر تم انکار کرو اور
 ہمگرو اور تکرار اور زنادانی اور کفر اور سرکشی میں مبتلا ہو جس میں
 کہ تم ابھی تک مبتلا ہو اور ہماری بات کو نہ مانو اور ہماری نصیحت کو نہ سُنو
 حالانکہ نہ تم سے ہم اس کا انعام طلب کرتے ہیں نہ شکریہ کے خواستگار ہیں
 تو نہایت اطمینان سے اپنے مذہب کی کیفیت لکھ میجو جو تمہارے نزدیک صحیح
 ہو اور جس پر تمہارے نزدیک دلیل قائم ہو چکی ہو۔ دلیل لانے میں ذرا
 کمی نہ کرنا اور نہ اپنے اعتقاد کو چھپانا اور کچھ خوف اور باک نہ کرنا میں
 صبر کے ساتھ تمہاری دلیل کو سُنو گا اور جو حجت مجھ پر قائم ہو اسکو
 مانو گا۔ اور دل سے مانو گا۔ میں نہ انکار کروں گا۔ نہ ہٹ دھرمی اور نہ کچھ
 خوف کروں گا۔ یہ اس لئے کہا کہ جو کچھ تم ہمارے سامنے پیش کرو گے اور
 ہمو سناؤ گے اسکا ہم اندازہ کریں اور جو معلومات ہمکو حاصل میں اونہیں شامل کریں ہمارے
 بعد نکلوا جازت دیں کہ تم دل کو لکھ بیان کرو اور ہم یہ دلیل نہ لاؤ کہ ہم خوف کے سبب رک گوار کا فی طور
 پر حجت نہ لائے اور اس بات کی ضرورت ہوئی کہ ہم اپنی زبان کو بند کر لیں اور دل کو لکھ اپنی دلائل
 نہ بیان کریں۔ اس لئے ہم نے تمکو دلائل بیان کرنے کے لئے پوری آزادی دی تاکہ تم
 ہماری طرف سے اس بات کو منسوب نہ کر سکو کہ ہم مغرور ہیں اور ہم پر حجت نہ لاسکو کہ ہم نے
 ہٹ دھرمی اور زیادتی کی کیونکہ یہ بات ہماری شان کے خلاف ہے۔

خدا تکو تمام آفات سے محفوظ رکھے اب تم جو چاہو دلیل لاؤ اور طرح چاہو بیان کرو اور جو تمہارا جی چاہے کہو اور تم اپنے خیال میں جس بات کو سمجھو کہ اس سے مضبوط دلیل پیدا ہوگی اور کو جی کہو لکھ بیان کرو۔ اب تم وسیع طور پر اسن و ایمان میں ہوا و حشر انکو نیکی دے جبکہ جنے اسقدر آزادی تکو دی۔ اور تمہاری زبان اسقدر کو لو لائی تو ہمارا یہ حق بھی تم پر لازم ہے کہ تم اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسے نصف حکم کو مقرر کرو جو فیصلہ میں نا انصافی نہ کرے اور ہواے نفسانی کے غلبہ سے دور رہ کر ناحق کی طرف نہ جکے۔ اور حکم عقل ہے جس پر خدا الیتا اور دیتا ہے۔ ہنئے تمسے کلام کرنے میں انصاف کا خیال رکھا ہے اور تکو نہایت وسیع طور پر آزادی دی ہے اب ہم عقل کے فیصلہ پندار میں خواہ وہ فیصلہ ہماری رائے کے موافق ہو یا مخالف۔ کیونکہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے اور ہنئے تمکو اپنے مذہب کی دعوت جبر سے نہیں کی ہے بلکہ خوشی اور رغبت دلانے کے طریق پر کی ہے اور جس مذہب پر تم ہوا و کسی خرابی بتا دی ہے اب تم پر سلام ہوا اور خدا کی رحمت اور اسکی برکتیں تم پر نازل ہوں۔ (تمام شد)

اسیں شک نہیں کہ یہ خط غیر مکمل حالت میں ہنسکا پہنچا اور عیسائی نقل و سیوٹنے اوسیں بہت کچھ رد و بدل کرو یا بعض مسائل مذہبی کا ذکر جو عیسوی مذہب کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں مثلاً مسئلہ تثلیث کا رد اس خط میں بیان نہیں ہوا لیکن عبد المسیح الکندی کے جواب میں روشنی کے خلاف جو عبارتیں لکھی گئی ہیں اوسے صفا ظاہر ہے کہ ہاشمی کے خط سے وہ مضامین جو عیسائیوں کو ناراض کرتے تھے اور اڑے گئے تھے

۱۵ مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم نے نہایت مہربانی فرما کر براہ راست عربی زبان سے اس خط کا ترجمہ کر دیا جسکو میں نے بحسن و بآرائی پیش کیا۔ مولوی صاحب دعوت کا میں نہایت مشکور ہوں۔ انگریزی ترجمہ سے جو اصل کتابیں ہیں۔ اردو کا ترجمہ بالکل مطابقت رکھتا ہے۔ اسی طرح مشہور عیسائی ائمہ اور ایک یہودی کے درمیان جو عیسائی مذہب جو مذکر یہودی ہوتا تھا سخت مذہبی مناظرہ میں جو خط و کتابت ہوئی اور کو ایڈیٹر نے ہندو میں فطیم لکھا ہے کہ ”اس صفحہ پر چودہ سطریں اس طرح مٹائی گئی ہیں کہ ایک سطر بھی نہیں پڑتی جاتی۔ مالک کتاب نے آگے کا صفحہ بالکل اڑا دیا ہے تاکہ یہودی نے جو دیوانوں کی طرح پڑاؤ لکھا ہے اسکو کوئی شخص نہ پڑ سکے۔ (میں نوم ۱۲۱ صفحہ ۴۸۲)

ضمیمہ سوم

مسلمانوں اور غیر مذہب کے لوگوں کے درمیان مناظرانہ تحریریں

اگرچہ مسلمانوں کے ہاں تبلیغ مذہب کے لیے کوئی مستقل انتظام یا سرشتہ نہیں ہے اور نہ
 ایسی مجلسیں موجود ہیں جو مذہبی کتابیں اور رسالے اشاعت دین کی غرض سے تقسیم کریں
 یا ایسے ہی اور طریقوں سے اسلام کو پہنچائیں لیکن مسلمانوں کے ہاں ایسی کتابوں کی
 کمی نہیں ہے جن میں غیر مذہب والوں کے خلاف خاص کر یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق
 میں مذہب اسلام کی فضیلت کو دلیل اور حجت سے ثابت کیا ہو۔ ان کتابوں کا مفصل حال لکھنا
 ہمارا مقصد نہیں ہے بلکہ ان کی طرف صرف متوجہ کرنا ضروری ہے تاکہ دعوت اسلام کے متعلق
 لوگوں کا یہ عام خیال رفع ہو جائے کہ جب کہیں اسلام کی اشاعت ہوئی تو ہزاروں آدمیوں
 نے یک نخت مجبور ہو کر اسلام قبول کیا اور وہ دلی عقیدے مسلمان نہیں ہوئے بلکہ غیر
 مذہب والوں کو اعتقاد پیدا کر کے مسلمان کرنا داعیان اسلام کا مقصد ہی نہ تھا اگرچہ کفار
 کے خلاف اسلامی مباحثوں کی ابتدا قرآن شریف سے ہوتی ہے لیکن دراصل نویں صدی
 عیسوی سے مسلمانوں کی مناظرانہ تحریروں کا ایک زبردست سلسلہ شروع ہوا جو اب تک جاری
 ہے یہ تحریریں اور کتابیں عیسوی مذہب کے رد میں اس قدر لکھی گئی ہیں کہ عیسائی مذہب کے ہر طرف سے
 اسلام کے رد میں اتنی کتابیں تحریر نہیں ہوئیں۔ اور بعض زبردست علمائے اسلام نے مثلاً
 ابو یوسف ابن اسحاق الکندی (سنہ ۲۴۵ھ) مسعودی (سنہ وفات ۲۵۸ھ) ابن خزم
 (سنہ ۴۰۲ھ) امام غزالی (سنہ وفات ۵۰۵ھ) نے ان کتابوں کی تحریر کیلئے قلم اٹھایا۔ بعض

عیسائیوں نے بھی مسلمان ہو کر اسلام کی حمایت اور اپنے مسلمان ہونے کے حالات اور وجوہات میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ گیارہویں صدی عیسوی میں ابن جزلہ نے اور تیرہویں صدی عیسوی میں یوسف اللبنانی اور شیخ زیاد ابن یحییٰ نے اور پندرہویں صدی عیسوی میں عبداللہ ابن عبداللہ نے (جس کا حال ضمیمہ چہارم میں لکھا گیا ہے) اور سولہویں صدی عیسوی میں احمد ابن عبداللہ نے جو انگلہ بنی تھا اور انگلستان کے شہر کیمبرج میں پیدا ہوا تھا اسلام کی حمایت اور اپنے اسلام لانے کے حال میں کتابیں لکھیں۔ یہ سب لوگ مسلمان ہونے سے پہلے عیسائی مذہب رکھتے تھے چند یہودیوں نے بھی اسلام قبول کر کے اسی قسم کی تحریریں لکھیں لیکن ان کی تعداد ان مسلمانوں کی کتابوں سے کم ہے جو عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے۔ ہندوستان میں بھی علاوہ ان متعدد کتابوں کے جو عیسوی مذہب کے رد میں لکھی گئیں ہندوؤں کے مذہب کے خلاف مسلمانوں نے بکثرت کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن یہ بات مجھ کو تحقیق نہیں ہے کہ اور ملکوں میں بھی جہاں بت پرست رہتے ہیں مسلمانوں نے اس قسم کی کتابیں تحریر کیں۔

مفصلہ ذیل کتابوں سے مسلمانوں کی مناظرانہ تحریروں کے متعلق بخوبی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

(۱) موریفاسٹین شنیدر کی کتاب "پولیمیشے اندا پولو گیشے لیتر اتوران عرابیشہ سپرانے زولیشن مسلمین۔ کرستین اند جو دین" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء۔

(۲) اگنا تھوس گولڈنہر کی کتاب "ادبر عدایشے پولیمیک ٹیگن اہل الکتاب (ز۔د۔م۔گ۔)

جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۱-۲۴۵

(۳) مارٹین شرارنر کی "زور گیشے دیرو پولیمیک زولیشن جو دین اند عدا انیرن ز۔د۔م۔گ۔"

جلد ۲۲-صفحہ (۲۹۱-۲۹۵)

ضمیمہ چہارم

وہ لوگ جنہوں نے بغیر اعیانِ اسلام کی ہدایت کے اسلام قبول کیا

اشاعتِ اسلام کے حالات اُس وقت تک مکمل تصور نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایسے لوگوں کا ذکر نہ کیا جائے جنہوں نے بغیر و غینِ اسلام سے واسطہ پڑے بلکہ بغیر کسی مسلمان کو دیکھے صرف اسلامی کتابیں مطالعہ کر کے اسلام قبول کیا۔ ایسے لوگوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہو لیکن اُن کے مسلمان ہونے کے متعلق جو حالات تحقیق ہوتے ہیں وہ کم ہیں اس طرح کے چند لوگوں کا حال کسی قدر تفصیل سے یہاں لکھا جاتا ہے۔ اگرچہ دعوتِ اسلام کی تاریخ سے اُس کو واسطہ نہیں ہے۔ مگر فی نفعہ وہ دلچسپ ہے۔

غالباً سب سے پہلا شخص جو اس طرح مسلمان ہوا وہ ایک یونانی تھا جس کا نام تھیوڈوس تھا اور وہ سینٹ آسٹوڈور کی موت پر دستِ مبارک سے سیوا ایل کا آرج بشپ مقرر ہوا تھا عیسائیوں نے تھیوڈوس کو اس وجہ سے طرد قرار دیا کہ وہ مسیح (علیہ السلام) کو باپ اور روحِ القدس کے ساتھ وحدت میں ایک خدا نہ مانتا تھا بلکہ اُس کو خدا کا متبغ تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ کلیسیا کی ایک مجلس نے تھیوڈوس کو طرد قرار دیا اور آرج بشپ کے عہدے سے اُس کو برخاست کیا بلکہ قیس کی سند بھی اُس سے چھین لی۔ پس وہ عربوں کے پاس چلا گیا اور وہاں مسلمان ہو گیا۔

یہ امر تحقیق نہیں ہو سکا کہ مذہبِ اسلام کی نسبت جو واقفیت اُول یورپ میں

ملک اسپین سے پہلی یا اس کے بعد صلیبی لڑائیوں کے زمانہ میں یورپ کے تعلقات
بلاد اسلامیہ سے پیدا ہوئے تو ان وقتوں میں یورپ کے عیسائیوں کو اسلام قبول
کرنے کی طرف رغبت ہوئی یا یہ کہ زمانہ متوسط کے اکثر عیسائی فرقتے جو متحد سمجھے جاتے
تھے انھوں نے مذہبی خیالات کی آزادی کیلئے احاطہ اسلام میں شامل ہونا چاہا
سلطنت روم کی عیسائی رعایا یا صلیبیوں کے ذکر کی جو مسلمان ہوئے یہاں ضرورت
نہیں کیونکہ ان کا ذکر ہم اس کتاب میں کچھ چکے ہیں۔

جن لوگوں نے بغیر داغظوں کی کوشش کے خود اسلام قبول کیا ان میں سب سے
زیادہ عجیب اور مفصل حال ایک پادری کا ہے جو کتاب ہدیۃ الاریب فی الرد علی اهل البلیغ
میں بیان ہے۔ اس کتاب کو اسی پادری نے مسلمان ہونے کے بعد عبد اللہ ابن عبد اللہ
اپنا نام رکھ کر ۱۷۴۷ء میں عیسوی مذہب کے رد میں لکھا۔ کتاب کے دیباچہ میں اُس نے
اپنی سو اچھی عمری لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرہ میورقہ (موریکا) میں دولتمند
باباپ کے گھر میں پیدا ہوا بچپن سے اُس کی تعلیم پادری بننے کے لیے ہوئی چہ برس
کی عمر سے اُس کو انجیل پڑھنے بٹھایا گیا اور اُس نے انجیل کے بہتے حصے حفظ یاد
کر لیے لغت اور منطق پڑھنے کے بعد وہ لاردرہ (لیبرٹرا) کی یونیورسٹی کو جو ملک قطلونیا
(کیٹی لونی) میں تھی روانہ کیا گیا۔ یہاں چار برس تک اُس نے عیسوی دینیات کی
تحصیل میں کوشش کی۔ پھر لاردرہ سے وہ بلونیا (بلونا) کی یونیورسٹی میں گیا جو اُس وقت
شہرہ آفاق تھی۔ یہ پادری لکھتا ہے کہ ”یہاں میں ایک پادری کے گھر میں جا کر رہا جس کی
لوگ بہت عزت کرتے تھے اور اُس کا نام نکولس ماریٹل تھا۔ بلونیا میں اس پادری کو
اپنے علم و فضل زہد و پارسائی کی وجہ سے جن میں وہ یگانہ روزگار تھا بڑا رتبہ حاصل تھا۔
مذہب کے نہایت مشکل مسائل اطراف ملک سے حل ہونیکے لیے ملکوں کے بادشاہ
اور اور لوگ مع بیش قیمت تحائف کے اُسکے پاس بھیجتے تھے..... اس پادری سے

میں نے عیسائی مذہب کا علم اصول پڑھا اور مدت تک اُس کی خدمت کی یہاں تک کہ وہ مجھ کو اپنے خاصان خاص میں سے سمجھنے لگا۔ چونکہ میں نے نہایت دل سے اُس کی خدمت گزاری کی اس لیے اُس نے اپنے تمام گہوار اور مال و متاع کی کچیاں میرے حوالے کر دیں اور اس طرح دس برس میں نے اس پادری کی ملازمت اور تحصیل علم میں صرف کیے اتفاقاً ایک روز وہ بیمار ہو گیا اور درس گاہ میں پڑھانے کیلئے نہ آیا تب طالب علم جو اُس سے سبق لیا کرتے تھے اُس کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے مختلف مسائل علمی پر بحث مباحثہ کرنے لگے یہاں تک کہ ان مباحثوں میں خدا کے اُس کلام کا ذکر آیا جس کو خدا نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ایقا فرمایا تھا کہ ”میرے بعد نبی آئیگا جس کا نام فارقلیط ہوگا“ اس کلام پر دیر تک قیل و قال ہوتی رہی لیکن بغیر اس کے کہ کوئی بات فیصل ہوتی اور کوئی بامعنی توجیہ لفظ فارقلیط کی ہوتی سب بظلم اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

جب میں اپنے استاد کے گرواہں آیا تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ آج میری غیبت میں تم نے کس مضمون پر بحث کی؟ میں نے عرض کیا کہ لفظ فارقلیط پر بحث ہوئی۔ لیکن ہم سب کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکے۔ کسی نے کچھ رائے لگائی اور کسی نے کچھ۔ اسکے بعد میں نے وہ تمام رائیں بیان کیں جو مختلف طلباء نے فارقلیط کے نام کی نسبت ظاہر کی تھیں۔ پادری نے پوچھا کہ ”خاص تم نے اس مسئلہ کو کیونکر حل کیا؟ میں نے عرض کیا کہ ”فلاں فلاں مفسر نے انجیل کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہی میں نے بیان کیا تھا۔“ ماریٹل یسکر بولا ”حق بات کے قریب تم پہنچ گئے تھے لیکن پھر بھی بہت دور تھے۔“ فلاں طالب علم نے یہ غلطی کی اور فلاں طالب علم سچی بات کے لگ بھگ پہنچ گیا تھا لیکن جو حقیقی معنی ہیں اُس تک کوئی نہ پہنچا۔ کیونکہ اس مقدس نام کے معنی اُن علمدار کے سوا کوئی شخص نہیں جانتا جن کا علم راسخ ہے اور درجہ کمال کو پہنچ گیا ہو۔ معلوم ہوا

تمہارا پایہ علی ابھی بہت کم ہے۔“

یہ باتیں سن کر میں پادری کے قدموں پر گر پڑا اور اُس کے پاؤں کو بوسہ دیکر میں نے التجا کی کہ ”اے میرے آقا میں ایک دور دراز ملک سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ دس برس آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور میں نے وہ علی فوائد آپ کی ذات سے حاصل کیے ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ اب آپ اس اسم مبارک (فارقلیط) کے معنی بتا کر مجھے اپنے احسانات کا خاتمہ کر دیجیے۔“ بڑا حاد پادری یہ سنکر رونے لگا اور کہا کہ ”بیشک آپ نے میری بہت خدمت کی ہو، ایسے تیری خاطر مجھ کو عزیز ہے۔ فی الواقع اس اسم شریف کے معنی پر علم حاصل کرنے میں بڑا فائدہ ہے۔ لیکن مجھ کو خوف ہے کہ اگر اُس کے معنی میں نے تجھ پر ظاہر کیے تو عیسائی بچھے ماڈالیں گے۔“

یہ سنکر میں نے کہا ”قسم ہے جھکو خدا کی اور قسم ہو انجیل اور اُس کے لانیوالے کی کہ بلا آپ کی اجازت میں اس راز کو کسی پر فاش نہ کروں گا۔ پادری نے کہا کہ اے عزیز! جب تو پہلے پہل میرے پاس آیا تھا تو میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ تیرا وطن کہاں ہے۔ کیونکہ میں جاننا چاہتا تھا کہ ۱۰ مسلمانوں کے ملک کے پاس ہے یا دور۔ اور یہ کہ تیرے ملک کے لوگ مسلمانوں سے لڑنے جلتے ہیں یا مسلمان اُن سے لڑنے آتے ہیں۔ غرض میں نے یہ تحقیق کرنا چاہا تھا کہ اسلام کے ساتھ تجھ کو کس درجہ کی نفرت ہو۔ پس اب اے عزیز! معلوم کر کہ فارقلیط پیغمبر اسلام کے اسمائے مبارک میں سے ایک نام ہے اور یہ وہی پیغمبر ہیں جن پر وہ چوتھی کتاب نازل ہوئی جس کا وعدہ دانیال نبی کی زبانی خدا نے کیا تھا۔ یحییٰ پیغمبر اسلام کا دین سچا دین ہے اور اس کا مذہب روشنیوں سے ہرا ہوا ہے جس کا ذکر انجیل میں ہے۔“

یہ سن کر میں نے پوچھا کہ ”اگر ایسا ہے تو پھر عیسائی مذہب کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟“ پادری نے جواب دیا ”اے عزیز! اگر عیسائی مسیح علیہ السلام کے دین پر قائم رہے تو“

خدا کا دین اُن پاس بہتا کیونکہ مسیح علیہ السلام کا دین مثل دیگر انبیاء کے دین کے منجانب
البتہ ہے۔“

میں نے پوچھا۔ ”تو اب اس کا کیا علاج ہے؟“
پادری نے کہا کہ اے عزیز اسلام قبول کر لے۔“
میں نے دریافت کیا۔ ”تو کیا جو شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ مستحق نجات ہے؟“
پادری نے جواب دیا۔ ”ہاں اُس کو دنیا اور آخرت میں نجات ملتی ہے۔“
پھر میں نے عرض کیا کہ ”اے آقا۔ ہر عاقل اپنے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جو
وہ سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ جب اسلام کی فضیلت کو آپ تسلیم کرتے ہیں تو خود کیوں
مسلمان نہیں ہو جاتے؟“

پادری نے کہا کہ ”اے عزیز مذہب اسلام کی فضیلت اور خوبیاں اور بغیر اسلام
کے درجات خدا نے مجھ پر عالم ضعیفی میں ظاہر کیے۔ اب میں ایک پر بخف ہوں۔ لیکن اس
کے سوا میری یہ مراد نہیں ہے کہ یہ عذر قابل پذیرائی ہے بلکہ برخلاف اس کے خدا کی
حجت مجھ پر قائم ہے۔ اگر تھاری سی عمر میں خدا کی طرف سے مجھ کو یہ علم حاصل ہوتا تو میں سب
چیزوں کو چھوڑ کر اسلام کے سچے دین کو قبول کرتا لیکن دنیا کی محبت تمام گناہوں کی
جڑ ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ عیسائیوں میں مجھ کو کیا درجہ حاصل ہے اور وہ میری کیسی عزت اور
توقیر کرتے ہیں۔ اب اُن کو اگر ذرا ابھی معلوم ہو کہ میرا میلان خاطر اسلام کی طرف ہے تو وہ سب
بلکہ مجھ کو فوراً قتل کر ڈالیں گے۔ اگر فرض کرو کہ میں اُن کی دار و گیر سے کسب طبع بچ کر مسلمان
کے ملک میں ہجرت پہنچ بھی گیا تو پھر کیا نتیجہ ہے۔ اگر میں نے مسلمانوں سے کہا کہ میں مسلمان
ہو کر تم میں آباد ہونا چاہتا ہوں تو وہ مجھ سے کہیں گے کہ سچے دین کو قبول کر کے تم اپنے
اد پر احسان کر کے کیونکہ پھر خدا کے مواخذہ سے بچ جاؤ گے لیکن تمھارے مسلمان ہونے
سے ہم کو کیا نفع ہے۔ جب یہ جواب ملیگا تو سوائے اس کے کیا ہو گا کہ میں ستر برس کا بڑھاپا

مفسر مسلمانوں کی زبان سے ناواقف فادہ کشی سے مرنیکے لیے اُن میں پڑا رہوں اور خدا
تجربہ تک نہ ہو کہ اس حال سے پہلے مجھ کو کیا درجہ و مرتبہ حاصل تھا۔ پس میں خدا کا شکر کرتا
ہوں اور خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر اور اُس وحی پر
جو اُن پر نازل ہوئی ثابت قدم ہوں۔

میں نے کہا: ”تو کیا میرے حق میں اب آپ کی نصیحت یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے
ملک میں جاؤں اور اُن کا مذہب اختیار کروں۔؟“

یاد رہی ہے کہ: ”ہاں۔ اگر تم عقلمند ہو اور نجات کی خواہش رکھتے ہو تو فوراً جاؤ اور
مسلمان ہو کر دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل کرو۔ لیکن یاد رہے کہ اس وقت تک ہماری
ان باتوں کی کسی کو اطلاع نہیں ہے اور آئندہ بطور راز کے نہایت احتیاط سے اُن کو اپنے
دل میں پوشیدہ رکھو۔ کیونکہ اگر ان باتوں کا ایک شبہ بھی کسی پر ظاہر ہو گیا تو تم فوراً
مار ڈالے جاؤ گے اور میرے لیے کچھ نہیں کر سکو گے۔ اگر یہ راز تم نے کسی پر ظاہر کیا
تو پھر مجھ پر الزام لگانے سے تم کو کچھ نفع نہ ہو گا۔ کیونکہ جو کچھ میں تمہارے خلاف کہوں گا
اُس کو عیسائی سمجھیں گے۔ اور جو کچھ تم میرے خلاف کہو گے اُس کا کوئی یقین نہیں
کرے گا۔“

میں نے کہا: ”خدا مجھ کو اس خیال تک سے محفوظ رکھے کہ میں اس راز کو فاش کر دوں۔“
غرض اپنے اُستاد کے حسبِ فتناء میں نے وعدہ و اقرار کیا اور سامانِ سفر
تیار کر کے اُستاد سے رخصت ہوا۔ چلتے وقت اُس نے میرے حق میں دعا کی اور
زا در راہ کیلئے مجھ کو پچاس دینار دیے۔

اول میں نے شہرِ میورد کا جو میرا وطن تھا رخ کیا اور وہاں چھ مہینے تک قیام کیا
پھر میورد سے سوار ہو کر جزیرہٴ سسل کو گیا۔ یہاں پانچ مہینے تک میں اس انتظار میں ٹھہر
رہا کہ کوئی جہازِ بلادِ اسلامیہ کو جاتا ہوا ملے۔ اتفاقاً ایک جہاز جو تونس کو جاتا تھا

سکلی کے بندرگاہ میں آیا اور میں اُسپر سوار ہوا۔ جزیرہ سکلی سے شام کے دُھند لگے کیں جہاز نے لنگر اٹھایا اور دوسرے دن بندرگاہ تونس میں دوپہر کی وقت پہنچ گیا۔ جب میں جہاز سے اُتر کر تونس کے محصول خانہ میں آیا تو چند عیسائی سپاہی میرا حال سُکر میرے پاس آئے اور مجھے کو اپنے گھر لے گئے۔ بعض عیسائی سوداگر بھی جو تونس میں بہتے تھے اُن کے ہمراہ تھے۔ چار مہینے تک میں ان عیسائیوں میں خوش و خرم رہا اور اُنہوں نے اس زمانے میں میری بہت خاطر مدارات کی۔

جب چار مہینے اس طرح گزرے تو میں نے ان عیسائیوں سے پوچھنا شروع کیا کہ سلطان تونس کے دربار میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو عیسائیوں کی زبان جانتا ہو اس وقت یہاں کا سلطان سلطان ابو العباس احمد تھا۔ غرض لوگوں نے مجھے بتایا کہ درباروں میں یوسف طبیب ایسا شخص ہے جو عیسائیوں کی زبان جانتا ہے۔ اور وہ سلطان کا طبیب اور مقرب اور ملازمین خاص میں سے ہے۔

یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور پتا پوچھ کر یوسف طبیب کے مکان پر پہنچا۔ جب اس سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اپنے حالات بیان کیے اور کہا کہ اسلام قبول کرنے کی تمنا میرے یہاں آنے کا باعث ہوئی ہے۔ یوسف یہ خبر سن کر بہت خوش ہوا اور اس وجہ سے کہ یہ امر خیر اسکے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا۔ یوسف فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور مجھے ساتھ لیکر سلطان کے محل میں آیا اور بادشاہ سے میرا حال کہہ کر اجازت چاہی کہ مجھ کو حضور کی عزت ملے سلطان نے یہ درخواست منظور کی اور میں سلطان کے حضور میں پیش ہوا۔

سلطان نے اول میری عمر پوچھی۔ میں نے عرض کیا کہ میری عمر پینتیس برس کی ہے اس کے بعد پڑھنے پڑھانے کا حال پوچھا اور میں نے جو کچھ حال تھا عرض کیا۔

سلطان نے سب حال سُکر کہا کہ ”تم نے بہت اچھا کیا کہ یہاں چلے آئے اب سلطان ہو جاؤ اور خدا کی تمہر رحمت ہو۔“

میں نے یوسف طبعی سے جو اس وقت میرا ترجمان تھا کہا کہ سلطان کی خدمت میں میری طرف سے عرض کیا جائے کہ جو شخص اپنا مذہب چھوڑتا ہو اسکو اکثر لوگ سخت دُست و سُست دیتے ہیں اور اُس کی نسبت بُری باتیں مشہور کرتے ہیں۔ اس لیے میں سلطان سے اجازت چاہتا ہوں کہ عیسائی سوداگروں اور سپاہیوں کو دربار میں بلا کر میری نسبت اُن سے پوچھا جائے تاکہ سلطان کو معلوم ہو کہ میرے ہم مذہبوں کا میری نسبت کیا خیال ہو اس کے بعد میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

سلطان نے ترجمان کے ذریعے سے جواب دیا کہ ”تمہاری یہ درخواست بالکل ایسی ہے جیسے کہ عبداللہ ابن اسلام نے مسلمان ہونیکے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اسکے بعد سلطان نے عیسائی سپاہیوں کو اور بعض عیسائی سوداگروں کو بلایا اور اپنی نشست کے قریب ہی ایک کمرہ میں مجھ کو بٹھایا پھر سلطان نے عیسائیوں سے پوچھا کہ فلاں غلطی جہاز سے جو پادری ہمارے ملک میں اُترا تھا اور ابنک مقیم ہو اُسکی نسبت تمہاری کیا رائے ہو۔ عیسائیوں نے کہا کہ ہمارے علم دین کا وہ بہت بڑا عالم ہو۔ اور ہمارے علمائے کہ علمی فضائل اور پارسائی میں اس وقت اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔

سلطان نے پھر عیسائیوں سے پوچھا کہ ”اگر یہ پادری مسلمان ہو جاوے تو تم اسکی نسبت کیا خیال کرو گے۔“

انہوں نے جواب دیا ”معاذ اللہ وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔“

جب سلطان نے اس طرح میری نسبت عیسائیوں سے رُپے پوچھ لی تو مجھ کو بلایا اور عیسائیوں کے سامنے میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ عیسائیوں نے یہ ماجرا دیکھتے ہی ہلکے اُٹھ کر اپنے چہرہ پر صلیب کا نشان بنایا اور کہا کہ اُس نے شادی کر نیکی شوق میں یہ حرکت کی ہو۔ کیونکہ ہمارے ہاں پادری شادی نہیں کر سکتے۔ پھر سب عیسائی بہت رنجیدہ خاطر ہو کر دربار سے چلے گئے۔

مسلمان ہو نیکے بعد سلطان ابو العباس احمد (۱۳۴۰-۱۳۹۷ء) کی طرف سے چار دنیا
روز اس شخص کیلئے مقرر ہوئے اور کچھ عرصے کے بعد محصول خانہ اُس کے سپرد کر دیا گیا
اس شخص کا مزار تونس میں اب تک موجود ہے اور لوگ اسکی زیارت کو جاتے ہیں اور بہت تعظیم کرتے ہیں
اس کتاب میں ہم کچھ چکے ہیں کہ ریفورمیشن یعنی پروٹسٹنٹ مذہب عیسوی کے رائج ہونے
کے زمانہ میں ملک ہنگری اور اورجیک کے پروٹسٹنٹ عیسائی رومن کیتھولک عیسائیوں کے
مقابلہ میں ترکوں کی حکومت کو پسند کرتے تھے اور اکثر صورتیں ایسی پیش آتی رہیں کہ پروٹسٹنٹ
فرقہ کے عیسائی ترکوں کی قلمرو میں چلے آئے تاکہ ذرائع مذہب کے ادا کرنے اور مذہبی
حیالات کی سلامتی کیلئے اُن کو بخوبی آزادی ملے۔ کیونکہ یورپ کے عیسوی ملکوں میں
ان عیسائیوں کو یہ مذہبی آزادی اور سلامتی نصیب نہ تھی۔ ان عیسائیوں کے بعض
فروقوں میں ہم سے عقائد اور اصول اسلام کے مطابق تھے اور بہت کم غیر مطابق تھے
ایسے کچھ تعجب نہیں کہ سولہویں صدی عیسوی میں اکثر سو سیئیں فرقہ کے عیسائی مسلمان ہو گئے
ترکوں کی تاریخ میں بعض بڑے بڑے لوگوں کا ذکر ہے جو سلطنت عثمانیہ کے ممتاز عہدوں
اور بڑے کاموں پر مقرر تھے جن کا مذہب پہلے عیسائی تھا اور جو یورپ کی مختلف قوموں کے
آدمی تھے لیکن ان بڑے لوگوں کے مذہب کی نسبت سوائے اسکے کہ نہیں تحقیق ہو سکا کہ کسی
زمانہ میں وہ عیسائی تھے اور پھر مسلمان ہو گئے۔ یہ مجھ کو دریافت نہیں ہو سکا کہ ان لوگوں میں کوئی
شخص ایسا بھی تھا جس نے فقط اس ضرورت سے کہ مسلمان ہو کر مسلمانوں میں آباد ہوا پناہوں
چھوڑا ہو۔ اب ہے وہ متعدد عیسائی جنہوں نے شمالی افریقہ کے قزاقوں کی تعداد کو مسلمان
ہو کر بڑھایا تو ان لوگوں میں غالباً ایک شخص بھی ایسا نہ ہو گا جس نے دلی یقین و ایمان سے
عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہو۔ کیونکہ جس خونریزی اور قزاقی کی زندگی یہ لوگ بسر
کرتے تھے وہ سوائے بھاگے ہوئے قیدیوں اور ہرقسم کے بد معاشوں کے جو سولہویں

صدی سے اٹھارہویں صدی تک شمالی ساحل افریقہ پر اگر آباد ہوتے رہے اور کسی کے لیے کچھ دل آویزی نہ رکھتی تھی۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب جبکہ آزاد خیال لوگوں کی تصانیف نے خاص کر فرانس کے ملک سے شروع ہو کر عیسائی مذہب کے قدیم عقائد کو ضعیف کر دیا اور آزاد خیال گروہ میں بعض مصنفین کے قلم سے ایسی کتابیں شائع ہوئیں جن میں عیسائی مذہب کی تحقیر و تدلیس کیلئے مسلمانوں کے دین کی تعریف کی گئی تو بہت سے یورپین جن میں فرانس کے بعض پادری بھی شامل تھے اپنا وطن چھوڑ کر مسلمان ہوئے کیلئے ترکی میں آئے۔

ان عیسائیوں کے مسلمان ہونے کی خبر یورپ میں مشکل سے پہنچی ہوگی اور اس سے بھی کم اطلاع اس بات کی ہوئی ہوگی کہ ان نو مسلموں میں سے کسی نے اپنے مسلمان ہونے کی سرگزشت بھی لکھی ہو جیسا کہ موجودہ صدی کے شروع میں فرانس کے ایک فوجی افسر نے جس کا عیسائی نام اسماعیل تھا اور اسلامی نام ابراہیم منصور ہوا اپنے اسلام لانے کا حال لکھا ہو۔ زمانہ طالب علمی میں جس وقت اسماعیل پیرس کے شہر میں تھا تو اُس نے ترکی زبان کو پڑھنا سیکھا اور بولنا سیکھا تھا۔ اس لیے وطن چھوڑنے سے پہلے ہی مسلمانوں کے مذہب کا کسی قدر علم اُس کو حاصل ہو گیا تھا۔

زمانہ حال میں یورپ کے کئی عیسائی اسی طریقے سے مسلمان ہوئے جن کے حالات کسی قدر تحقیق ہوئے ہیں۔ مثلاً ان میں ایک صاحب مسٹر ثومان ہنوار کے باشندے ہیں جنہوں نے مسلمان ہونے کے بعد اسلام قسطنطنیہ سے خط و کتابت کرنے کے بعد اسلام قبول کیا۔ شیخ الاسلام نے جو خط قسطنطنیہ سے مسٹر ثومان کے نام لکھا وہ اول قسطنطنیہ کے اخبار دس میں چھپا اور پھر اُس کا فرانسیسی اور انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا۔ ہم بھی اُس کا یہاں ترجمہ لکھتے ہیں۔ چونکہ آج کل یہ کوشش کی جاتی ہے کہ عیسوی دنیا کے سامنے اسلام کو جبراً

لے کر سامنے ہلے کے حالات۔ "نوٹس ڈاٹریڈ برادران صفحہ ۱۲-۱۳-۳۲-۳۳ (لندن ۱۸۷۸ء)۔

دکھیں پیرایہ میں بیان کرنا ممکن ہو بیان کیا جائے اور انگلستان اور امریکہ کے ملکوں کو ایک دن مسلمان کر لینا اکثر مسلمانوں کی دعا کا مضمون رہنے لگا ہو اس لیے شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا خط اس کا خلاصہ بہت قابلِ وقت ہے کہ اُس میں اسلام کے بہت بڑے پشتوائے مذہب کے قلم سے اسلام کے اُصول اس طرح بیان ہوئے ہیں کہ عیسائیوں کے دلوں پر نہایت عمدہ اثر پہنچائیں۔ اس لیے یہ خط دعوتِ اسلام کی تاریخ میں بہت وقعت رکھتا ہو اور ہم اس کا ترجمہ یہاں لکھتے ہیں۔

جناب من۔ آپ کا خط جس میں آپ نے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی ہو پہنچا اور ہم کو بہت مسرت ہوئی۔ جو خیالات آپ نے اس خط میں ظاہر کیے ہیں وہ ہماری رائے میں بہت تعریف کے قابل ہیں لیکن اسکے ساتھ ہی ہم آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلائے ہیں کہ آپ کا مسلمان ہونا ہماری مرضی پر موقوف نہیں ہو کیونکہ اسلام میں خدا اور خدا کے بندوں کے درمیان مثل پادریوں کے کوئی ثالث نہیں ہو۔ ہمارا فرض فقط یہ ہے کہ مذہب کے حقائق لوگوں کو سکھائیں۔ پس اسلام قبول کرنے کیلئے اسلام میں کسی باخدا مذہبی کارروائی کی ضرورت نہیں ہو اور نہ کسی منظوری کی ضرورت ہے کہ بغیر اُسے کوئی شخص مسلمان نہ ہو سکے۔ فقط یہ بات کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کرے اور اپنے یقین کا اعانہ کرے۔

فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کرے۔ یعنی دل سے اس پر ایمان لکھے اور الفاظ میں اس کا اقرار کرے جیسے کہ کلمہ لا اِلهَ اِلاَّ اللہ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللہ کے الفاظ ہیں۔ جو شخص اس کلمہ کا اقرار کرتا ہو وہ مسلمان ہو جاتا ہو بغیر اس کے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے اگر آپ جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہو کہ اس کا اقرار کرتے ہیں یعنی آپ اقرار کرتے ہیں کہ صرف ایک خدا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول ہیں تو آپ مسلمان ہیں اور ہماری

منظوری کی آپ کو کچھ ضرورت نہیں۔ ہم آپ کو اپنی طرف سے نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ مبارکباد دیتے ہیں کہ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہوئی اور ہم اس دنیا میں اور آخرت میں گوہری دیں گے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں مسلمان سب آپس میں بھائی ہوتے ہیں۔

یہ تو مذہب کی تعریف ہوئی۔ اب ہم کو اس کی تصریح کرنی چاہیے۔ انسان جو دیگر حیوانات سے عقل رکھنے کی وجہ سے برتر ہو نیستی سے ہستی میں اس لیے لایا گیا ہو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرے۔ یہ عبادت دو جملوں میں بیان ہو سکتی ہو۔ ایک یہ کہ خدا کے احکام کی تعظیم کرے اور دوسرے یہ کہ اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرے۔ یہ دوہری عبادت تمام مذہبوں میں موجود ہو۔ اب رہا اس پر عمل جس قدر مذہب ہیں وہ اپنے نبین و قوانین اوقات اور مقامات کے لحاظ سے اور مذہبی رسوم کی کمی و بیشی کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ لیکن انسان کی عقل کافی نہیں ہو کہ وہ کوئی عمدہ طریقہ عبادت کا جو خدا کی شان کے لائق ہو ہو سکا۔ پس خدا نے اپنی رحمت کے خاص خاص بندوں کو نبوت عطا کر فرشتوں کے ذریعہ سے اپنی وحی نازل کر کے اور اس طرح اپنی سچا مذہب ظاہر کر کے اپنے بندوں کو نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔

(اس کے بعد خط میں قرآن اور انبیاء اور قیامت اور دیگر عقائد کا بیان ہوا اور پھر نماز کوۃ وغیرہ کا ذکر ہوا۔)

کوئی گنہگار جو خدا کی جناب میں خود توبہ کرتا ہو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ صرف اس کے ہمسایوں کے حقوق ایسے ہیں جو اس معافی سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ خدا کا وہ نیک حبیب کو اس دنیا میں انصاف نہیں ملتا قیامت کے دن خدا سے انصاف کا طالب ہو تا ہو اور خدا جو نصف ہو ظالم کو مجبور کرے گا کہ مظلوم کی تلافی کرے۔ جو لوگ راہ خدا میں سید ہوئے ہیں وہ بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ پس اس جواب دہی سے بری ہو سکا یہی طریقہ ہے کہ اپنے ہمسایہ سے جس کی تم نے حق تلفی کی ہو بریت حاصل کرو۔ بہر حال تمام

مصور توں میں کسی مذہبی پیشوے کے دخل کی ضرورت نہیں ہے۔

بلاشبہ یہ سب باتیں ان لوگوں کو عجیب معلوم ہوں گی جن کو پادریوں کی مذہبی حکومت کا پابند ہو کر رہنا پڑا ہے۔ عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ جب اُن کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کو سوسائٹی میں شامل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پادری اُس کو صلیب لگے۔ جب وہ بڑا ہو کر جوان ہوتا ہے تو اُس کی شادی کیلئے ہی پادری درکار ہے۔ اگر وہ عبادت کرنی چاہتا ہے تو گرجا میں جانے اور پادری کو تلاش کرنے کی اُس کو ضرورت پڑتی ہے۔ اگر اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہتا ہے تو بھی کسی پادری کے سامنے اُس کو اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی مانگنی ہوتی ہے۔ اور آخر میں جب وہ مرتا ہے تو بھی پادری کی ضرورت پڑتی ہے کہ اُس کے مرنے کو وہ دفن کرے

مسلمانوں کے ہاں عیسائیوں کی طرح پادری نہیں ہیں اور ان مجبوریوں کو ہمارے مذہب میں جگہ نہیں ملی ہے۔ بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ اُس کا باپ یا گھر میں جو بڑا مرد بڑا ہو اُس کا نام رکھتا ہے۔ جب نکاح کی ضرورت ہوتی ہے تو مرد اور عورت یا اُن کے وکیل دو گواہوں کے سامنے معاہدہ کرتے ہیں۔ جن فریقین نے معاہدہ کیا ہے اُن ہی کو اس معاہدہ سے تعلق ہوتا ہے۔ دوسرے اُس میں نہ دخل دے سکتے ہیں نہ شریک ہو سکتے ہیں

مسلمان تنہا جس جگہ چاہے عبادت کر سکتا ہے اور گناہوں کی معافی کیلئے وہ بڑا راستہ خدا کے سامنے توبہ کرتا ہے۔ وہ اپنے گناہوں کا اقرار دوسروں کے سامنے نہیں کرتا اور نہ اُس کو ایسا کرنا چاہئے۔ مرنے کے بعد شہر کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسکو تابوت میں رکھ کر دفن کر دیں۔ ہر ایک مسلمان یہ کام کر سکتا ہے اور کسی مذہبی پیشوا کا موجود ہونے کی اُس کو ضرورت نہیں۔

مختصر یہ کہ تمام دینی کاموں میں خدا اور اُس کے بندوں میں کسی ثالث کی ضرورت نہیں

یہ ضروری ہو کہ خدا کے احکام کو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ سے نازل ہوئے اُن کو ہر مسلمان جانے اور اپنی عمل کرے۔

صرف بعض مذہبی رسوم جیسے کہ جمعہ کی نماز اور ہر اہم (عید اضحیٰ) ہیں اُن کا انتظام خلیفہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کیونکہ مذہبی رسوم کا انتظام خلیفہ کے مقدس فرائض میں سے ہے۔ خلیفہ کے احکام کی تعمیل نہایت بڑا مذہبی فرض ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ خلیفہ کی طرف سے جن مذہبی معاملات کو اُس نے ہمارے سپرد کیا ہے اُن کا انتظام کریں۔

ایک چیز جس پر ہر مسلمان کو سب سے زیادہ خیال کرنا چاہیے وہ خصائل نیکہ پیدا کرنا ہے۔ بُرائیاں جیسے غرور، تکبر، انانیت اور سختی ہیں وہ مسلمان کو شایاں نہیں۔ بڑوں کی تعظیم کرنی اور ضعیفوں پر رحم کرنا ہمارے مذہب کے احکام ہیں۔

اس خط کی تاریخ یعنی ۱۹۱۱ء سے چند سال پہلے ایک انگریز سالیسٹر نے جس کا نام مسٹر ولیم ہنری کوکیم ہے قرآن پڑھ کر اور اسلامی دنیا کی کتابیں مطالعہ کر کے اسلام قبول کیا۔ مسٹر کوکیم کو اول دفعہ اسلام قبول کرنے کی طرف شیعہ میں خیال ہوا جبکہ وہ موراکو میں سفر کرتے تھے جہاں ان کو مسلمانوں کا ظاہری اخلاص اور ہمدردی دیکھ کر اور شرابخواری اور بُرائیوں سے جو انگلستان کے بڑے شہروں میں بُری طرح دکھائی دیتی ہیں مسلمانوں کو پاک دیکھ کر حیرت ہوئی انہوں نے لیورپول کے شہر میں سہ ماہی مشن جاری کیا اور پانچ برس کی محنت کے بعد (۱۹۰۷) انگریزوں کو مسلمان کر لیا۔ اسکے بعد مشن کیلئے زیادہ کوشش کی گئی کچھ دیے گئے۔ کتابیں شائع ہوئیں ایک رسالہ جاری کیا گیا اور واعظ مقرر کیے گئے جنہوں نے بازاروں میں اسلام پر وعظ کیا۔ مسٹر کوکیم کے مسلمان ہونیکے دس برس بعد انگریزی نو مسلموں کی تعداد ۱۳۷۷ ہو گئی۔ انگلستان

لے اخبار المینیٹنٹ۔ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء۔ نیویارک۔

کے اس اہلای شمس نے مسلمانوں کی ملکوں میں خاصکر ہندوستان میں بڑا جوش پیدا کر دیا۔ جہاں انگریز مسلمانوں کی نسبت ہر بات فوراً اخباروں میں چھاپی گئی اور چھاپی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں مسٹر کوکیم کو سلطان دوم نے ملاقات کیلئے قسطنطنیہ میں بلایا اور اس سے تین برس بعد سلطان نے ایک مسلمان سوداگر کو اپنی طرف سے خطاب دینے کیلئے جس نے مغربی ساحل افریقہ کے شہر لاگوس میں مسجد تعمیر کی تھی۔ مسٹر کوکیم کو لاگوس روانہ کیا۔

امریکہ میں ایک اور شخص محمد ریل ویب سلمان ہوئے جنہوں نے اسلامی کتابیں پڑھ کر خود اسلام قبول کیا اور ۱۸۹۳ء میں ایک اسلامی مشن امریکہ میں قائم کیا۔ محمد ریل ویب کی ابتدائی تعلیم عیسوی خرقہ پر سید تیرین کے عقائد کے مطابق ہوئی تھی۔ لیکن انہوں نے جلد عیسائی مذہب چھوڑ دیا اور مسیٹر ٹیلیٹ (مادی الذہب) ہو گئے اس کے بعد ان کو مشرقی مذاہب کی تحقیق کا شوق پیدا ہوا اور اسلام کی طرف خاص طور پر میلان خاطر ہوا۔ بیٹی کے ایک صاحب بدر الدین عبداللہ قور سے انہوں نے خط و کتابت شروع کی۔ اس زمانہ میں مسٹر ویب جزیرہ فیلیپس امریکہ کی طرف سے کنسل تھے۔ یہاں دو برس کی خط و کتابت کے بعد جدہ کے ایک وائٹمنڈ سوداگر حاجی عبداللہ عصب کے ان کی ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے امریکہ میں اسلامی مشن قائم کرنے کیلئے ایک کثیر رقم دینے کا وعدہ مسٹر ویب سے کیا۔ اسکے بعد مسٹر ویب ہندوستان میں آئے اور یہاں کے بعض بڑے بڑے شہروں میں جہاں مسلمان کثرت سے رہتے ہیں لکچر دیکر نیویارک کو روانہ ہوئے جہاں انہوں نے اسلامی مشن جاری کیا اور ایک اخبار ”مسلم ورلڈ“ جاری کر کے اسلام کی تلقین شروع کی۔

انگلستان اور امریکہ کی یہ دو اسلامی تحریکیں زمانہ حال کی کوششیں ہیں جو اشاعت

سطح پہ پہلا ہی موقع تھا کہ امریکہ میں اسلامی مشن قائم ہوا جو کیونکہ مشن میں فرقہ وارانہ عقائد کا ایک عیسائی پادری جس کا نام نارمن تھا عیسائی مشن کی حیثیت سے قسطنطنیہ گیا تھا۔ لیکن وہاں ہنگو وہ مسلمان ہو گیا۔ اور امریکہ واپس آکر مسلمان اسلام پر دعوت کرنا شروع کیا۔ دکان رسن نے تاسی ”ہندوستان کی زبان اور علم و ادب“ صفحہ ۹۰ مطبوعہ پیرس ۱۸۹۷ء

۱۸۹۷ء مطبوعہ بدر الدین عبداللہ قور۔ (بی بی ۱۸۹۷ء)

اسلام میں کی گئیں۔ یہ تحریکیں اس باعث سے زیادہ قابل توجہ ہیں کہ موجود، مہذب دنیا کیلئے بھی قابل قبول بننے کا اسلام میں کیسا مادہ موجود ہو۔ انگلستان اور امریکہ میں جو اسلامی مشن جاری ہوئے ہیں ان کے چلانے والے علمائے اسلام کے ذخیرے تصانیف سے نہایت درجہ ناواقف ہیں اور ان کو اسلام کا جس قدر علم ہو وہ آجکل کے مصنفوں کی کتابوں سے ہی جو اسلام کو عقل کے مطابق دکھاتے ہیں اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی حمایت کرتے ہیں۔ ان انگریز مسلمانوں نے عبادات میں اکثر طریقے پرٹسٹنٹ عیسوی کے اختیار کر لیے ہیں۔ جیسے مناجات کو گانا۔ انگریزی زبان میں نماز پڑھنی وغیرہ وغیرہ۔ غرض اس طرح ان دو اسلامی مشنوں میں اسلام پر ایسے طریقہ سے عمل ہوتا ہے جو سب سے زالا ہو۔ مگر یہ بات بھی اس مذہب کی ایک خاص زبردست قوت کا ثبوت ہی یعنی وہ قوت جس سے اسلام اپنے تئیں مختلف حالتوں اور خصالتوں کے لوگوں کی قبول کیلئے مناسب مزاج بنالیتا ہو۔



